سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ
دیوتا
34
چونتیسواں حصہ

ایک درازدست شخص کی سرگزشت۔ ایک طلسماتی اور سحرانگیز آدمی کے شب و
روز۔ اس نے جب چاہا فتح کرلیا اور جب چاہا کسی کو مات دی۔ خیال خوانی میں
ایک نیا جہانِ معنی متعارف کرانے والے شخص کی جولانیٔ طبع کی فسوں کاری۔
اس کی شہرت چار دانگ پھیل چکی ہے۔

دیوتا

سسپنس کا مقبول ترین سلسلہ

پاشا نے کہا "گدھے کے بچے! تم اپنے جیلر کو گولی مارو گے اور اپنے سینئر کو قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت پاؤ گے۔"

اسسٹنٹ کو اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ پاشا نے کہا "جاؤ اور فوج کے افسران سے کہو کہ ان کا قیدی جنرل پاشا کے ہاتھوں ٹوٹ پھوٹ رہا ہے۔"

اسسٹنٹ سپاہیوں کے ساتھ دوڑتا ہوا اپنے دفتر کی طرف جانے لگا۔ جنرل شدید تکلیف کے باعث فرش پر تڑپ رہا تھا اور چیخیں مار رہا تھا لیکن دوسری ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کے بعد وہ چیخنے کے قابل بھی نہیں رہا' بے ہوش ہوگیا۔

پاشا اسسٹنٹ کے اندر پہنچا۔ وہ فوج کے ایک بڑے افسر کو بتا رہا تھا کہ پاشا وہاں کے جیلر کے اندر پہنچ کر جنرل کو ہاتھ پیروں سے معذور بنا رہا ہے۔ پاشا کی موجودگی کے باعث جیلر حیرت انگیز جسمانی قوت کا حامل ہوگیا ہے۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ہی اسے گولی ماری جاسکتی ہے کیونکہ گولی پاشا کو نہیں' جیلر کو لگے گی۔

فوج کا وہ افسر ہیڈکوارٹر کے اعلیٰ افسران کو یہ رپورٹ دینے لگا۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم میں سے کوئی پاشا کو روک نہیں سکے گا۔ اب یہی ہوسکتا ہے کہ جنرل کو فوراً گولی ماردی جائے تاکہ وہ بیچارہ تڑپ تڑپ کر نہ مرے۔"

پاشا نے ایک افسر کی زبان سے کہا "میں پاشا تم لوگوں سے مخاطب ہوں۔ میں نے ماضی میں تمہاری حکومت کا وفادار بن کر رہنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ اس کے باوجود تم لوگوں نے سوچا جب میری ضرورت ہوگی تو مجھے نارمل بنادیا جائے گا ورنہ بدترین پاگل بناکر رکھا جائے گا۔ کیا تم لوگ انسان ہو؟ جیسا سلوک تم نے مجھ وفادار سے کیا ویسا ہی سلوک دنیا کے تمام وفادار ممالک سے کرتے ہو۔ نصف صدی کی تاریخ گواہ ہے کہ تم وفا کرنے والوں کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہو اور جو طاقتور اور جغرافیائی لحاظ سے مضبوط ہو' اسے بڑی مراعات دیتے ہو۔ اب دیکھو کہ پاشا کا جغرافیہ بدل گیا ہے۔ میں تم سب کو جوتے کی نوک پر رکھوں گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بے شک' تم نے وہ طاقت حاصل کرلی ہے کہ ہم سے اپنے مطالبات منوا سکتے ہو۔ ہمیں بتاؤ' تم چاہتے کیا ہو؟"

"میں تو اب جو چاہتا ہوں' خدا سے چاہتا ہوں۔ خدا کو بھولنے والے امریکا سے مانگتے ہیں۔ میں تم سب کو وارننگ دیتا ہوں' جنرل کو گولی نہ ماری جائے۔ اس کے ایک ہاتھ اور دونوں پیروں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ ان ٹوٹے ہوئے اعضا کو کاٹ کر اسے زندہ رکھا جائے۔ وہ کبھی اپنے گھر کے دروازے پر نہیں جائے گا۔ اپنی باقی زندگی فٹ پاتھ پر بھیک مانگ کر گزارے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو تم سب بھی اس کی طرح اپاہج بنادیے جاؤ گے۔"

"تم جو چاہتے ہو' وہی ہوگا۔ ہمارے صرف ایک سوال کا جواب دے دو۔ کیا تم نے ہی ہمیں ٹرانسفارمر مشین سے محروم کیا

ہے؟"

"ہاں۔ یہ سعادت میں نے حاصل کی ہے۔ آئندہ بھی یہی کروں گا۔ نہ کبھی نئی مشین بننے دوں گا اور نہ کبھی کسی مجبور اور بے بس کو ایسی مشین کے ذریعے پاگل بنانے کا موقع دوں گا۔"

دوسرے افسر نے کہا "پلیز! میرے بھی ایک سوال کا جواب دو کیا تمہاری پشت پر دیوی ہے؟"

"دیوی کیا بیچتی ہے؟ اب میرا ذہن ایسا فولادی ہوچکا ہے کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے بھی میرے اندر نہیں آسکے گی۔"

"تم حقیقت چھپا رہے ہو۔ عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ تم نے تنہا ڈیڑھ سو فوجیوں کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے بعد مشین کے تمام آلات غائب کردیئے۔"

"اگر تمہاری عقل یہ تسلیم کرتی ہے کہ میں مہینوں پاگل خانے میں رہ کر گھاس کاٹتا رہا تو پھر مجھے گھسیارا ہی سمجھتے رہو اور ایک گھسیارے کے ساتھ وقت ضائع نہ کرو۔"

وہ ان کے درمیان سے چلا گیا۔ انہوں نے اسے مخاطب کیا۔ جب جواب نہ ملا تو شکست خوردہ انداز میں ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ان پر بڑا برا وقت آیا تھا۔ ٹرانسفارمر مشین سے محروم ہونے کے بعد گویا ان کی ریڑھ کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اب ان کے پاس رمی ریز اور ٹیری ٹیلر دو ہی وفادار خیال خوانی کرنے والے رہ گئے تھے۔ اے لالاس اور اسٹیل برو کس خلائی مخلوق کے کام آرہے تھے اور خلائی روبوٹس کی آمد کا خطرہ خون خشک کررہا تھا۔ ایسے میں ارضی دنیا کا روبوٹ پاشا ایک نئے مثبت انداز میں انگڑائی لے کر بیدار ہوا تھا۔

اور یہ تو ابھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ دیوی کو ایک خلائی روبوٹ کی قوت حاصل ہوگئی ہے۔ وہ جب بھی زمین کی تہ سے باہر آئے گی اپنی تمام ہاری ہوئی بازیاں جیتتی چلی جائے گی۔

قوت کو جلد یا بدیر زوال آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کسی ایک بندے کے پاس قوت کو دائم اور قائم نہیں رہنے دیتا۔ ایک وقت تھا جب یہودی خفیہ تنظیم اتنی طاقتور اور منظم تھی کہ امریکا کے سراغرساں اور میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس تنظیم کی جڑ تک نہیں پہنچ سکتے تھے پھر وہ طاقتور تنظیم زوال پذیر ہونے لگی اور دیوی ایک ناقابلِ شکست بلا کی طرح امریکا اور اسرائیل کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں پر حکومت کرنے لگی۔

اتنی زبردست اور شاندار فتوحات کے بعد دیوی کے دماغ میں زوال کا کیڑا کلبلانے لگا۔ اس نے بابا صاحب کے ادارے کو فتح کرنا چاہا۔ صرف بارہ گھنٹوں میں سونیا نے اسے دن میں تارے دکھائے تو اس نے زیرِ زمین جاکر پناہ لی۔

اب خلائی مخلوق کی طاقت خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی۔ یہودی تنظیم ایک بار پھر آہستہ آہستہ قوت حاصل کررہی تھی۔ دیوی کو بھی نئے سرے سے سربلندی کا موقع مل رہا تھا۔ امریکا ٹیلی پیتھی کی جنگ میں سب سے کمزور ہوچکا تھا لیکن وہ سپرپاور نہ جھکنا چاہتا تھا اور نہ ہی ٹوٹنا۔ زوال سے عروج کی طرف جانے کا ابھی ایک راستہ باقی تھا۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے ٹرانسفارمر مشین کا بلیو پرنٹ حاصل کیا۔ چار نہایت ہی ذہین اور تجربہ کار مکینکس کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا۔ مشین کی تیاری کے لئے امریکا کے جنوب میں ایک ایسے جزیرے کا انتخاب کیا جہاں صرف دو سو ماہی گیر آباد تھے۔ انہیں وہاں سے ہٹانے کے لئے ہیلی کاپٹر کے ذریعے جزیرے میں زہریلی گیس اسپرے کرائی۔ وہ جزیرہ چند دنوں میں ویران ہوگیا۔ ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کے لئے کروڑوں ڈالر، درجنوں مکینک، کاریگروں اور مزدوروں کی بھی ضرورت تھی۔ یہ تمام ضرورتیں خیال خوانی کے ذریعے پوری کی گئیں۔ وہاں سب ہی کو تنویمی عمل کے ذریعے معمول اور تابعدار بنایا گیا اور ان کے ذہنوں سے پچھلی زندگی کی یادیں مٹادی گئیں۔

ان دونوں نے یہ کام اتنی رازداری سے کیا کہ اپنے ملک کے حکّام اور فوج کے افسران کو بھی خبر نہ ہونے دی۔ اگر کسی نے یہ شبہ کیا کہ ایک جزیرے میں کسی قسم کی خفیہ سرگرمیاں جاری ہیں تو اس شبہ کرنے والے کی کھوپڑی گھمادی یا اسے مار ڈالا۔

ایک عام شخص بھی بیمار اور کمزور رہنا نہیں چاہتا پھر پوری قوم اور پورا ملک کیسے کمزور رہنا چاہے گا۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر جیسے محبانِ وطن بڑی رازداری سے کھوئی ہوئی ملکی قوت دوبارہ حاصل کرنے میں مصروف ہوگئے تھے۔

زوال کے سلسلے میں مَیں نے اپنا اور بابا صاحب کے ادارے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ زوال اس وقت آتا ہے جب اعمال میں کھوٹ یا خرابی ہو۔ جناب تبریزی ہم میں سے کسی کو گمراہ ہونے نہیں دیتے تھے اور ضرورت سے زیادہ طاقت حاصل کرنے نہیں دیتے تھے۔ اس کی ایک مثال یہ تھی کہ جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا مخالف ہماری گرفت میں آتا تھا ہم اس کے ذریعے اپنی قوت میں اضافہ نہیں کرتے تھے۔ اس سے کچھ عرصے تک دوستی اور محبت سے پیش آکر اسے آزاد کردیتے تھے۔

اگر ہم پر خطرات مسلط ہوں اور ہم مصائب میں مبتلا ہوں تو تمام دشمن تماشا دیکھتے تھے لیکن ہم نے خلائی روبوٹس کے خطرات کو سمجھتے ہی تمام چھوٹے بڑے ممالک کے علاوہ اسرائیل اور امریکا کو خلائی زون کے تین سائنس دانوں کے شیطانی ارادوں سے پوری طرح آگاہ کردیا تھا۔ یہ ہمارے خلوص اور انسان دوستی کا ثبوت تھا۔

اس کے برعکس امریکا بہادر ہم سے ناراض تھا کہ ہم نے اسے خلائی روبوٹس سے نمٹنے کا نسخہ نہیں بتایا تھا۔ ہم نے اپنا ایک راز اپنی حد تک رکھا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جو نسخہ ہمارے پاس تھا وہ دشمنوں تک پہنچادیا جاتا... تو وہ اس کے ذریعے منفی اور شیطانی کردار ادا کرنے لگتے۔

انہیں اپنے حفاظتی نسخے سے محروم رکھنے کے باوجود ہمارے یہ عزائم تھے کہ ہم اسرائیل اور امریکا میں خلائی روبوٹس کو تباہی پھیلانے نہیں دیں گے۔ اس سے پہلے ہی ان روبوٹس کو تباہ کردیں گے۔

بات صرف تباہ کن روبوٹس کی نہیں تھی، خلائی زون کے سائنس دانوں اور وہاں کے منفی ارادوں پر عمل کرنے والوں سے نمٹنا بھی لازمی تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ خلائی زبان سیکھی جائے تاکہ ان کے عزائم ہم سے چھپے نہ رہیں۔

اس مقصد کے لئے بابا صاحب کے ادارے کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو حتیٰ کہ مجھ کو اور سونیا کو بھی جناب تبریزی نے ہدایت کی تھی کہ ہم ایمون ابابا اور اس کی بیٹی ایمونا سے روزانہ ایک گھنٹا صبح اور ایک گھنٹا شام کو خلائی زبان سیکھتے رہیں۔

لکی سیون اور پارس خلائی زبان اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ دونوں ثانی اور علی کو خیال خوانی کے ذریعے سکھاتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ ان پر تنویمی عمل کے ذریعے وہ زبان نقش کرتے تھے جس کے نتیجے میں ثانی اور علی نے صرف ایک ہفتے میں وہ زبان اچھی طرح سیکھ لی تھی۔

○☆○

الپا نے بدی بدی اور روشنا کے دماغوں میں زلزلے پہنچا کر ان پر تنویمی عمل کیا تھا۔ ان کے ذہنوں میں خاص طور پر یہ بات نقش کی تھی کہ وہ الپا کی سوچ کی لہروں سے گدگدی محسوس نہ کریں۔ جیسے ہی الپا ان کے اندر آئے وہ انگریزی زبان میں سوچنا شروع کردیں۔

الپا سابقہ سپرماسٹر اے لالاس اور اسٹیل برو کس کے اندر بھی پہنچی ہوئی تھی۔ یہ سوچا تھا کہ جب وہ دونوں رات کو نشے میں ہوں گے تو ان پر تنویمی عمل کرکے انہیں تابعدار بنائے گی۔

لیکن اس سے پہلے ہی وہ یہ جان گئی کہ ثانی، لکی سیون اور پارس اس سے پہلے ہی بازی لے جاچکے ہیں۔ وہ تینوں صرف اے لالاس اور اسٹیل برو کس کے اندر ہی نہیں بلکہ بدی بدی اور روشنا کے اندر بھی پہنچے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر الپا، اے لالاس اور اسٹیل برو کس کو تنویمی عمل کے ذریعے تابعدار بنانا چاہے گی تو وہ تینوں اس کے عمل کو ناکام بنادیں گے پھر یہ بھی ظاہر ہوجائے گا کہ الپا اور یہودی تنظیم پھر میدانِ عمل میں آگئے ہیں۔

الپا سے یہ غلطی ہوئی تھی کہ ثانی، لکی سیون اور پارس کی موجودگی سے پہلے بے خبر تھی۔ اس بے خبری میں اس نے بدی بدی اور روشنا پر تنویمی عمل کیا تھا۔ ان کے ذہنوں میں اور کئی اہم باتیں نقش کرنے کے علاوہ انہیں یہ بھی تاکید کی تھی کہ وہ خلائی زون سے رابطہ کرکے اس ارضی دنیا میں مزید روبوٹس کے راستے ہموار نہ رکھیں۔

اس نے تنویمی عمل کرنے کے دس گھنٹے بعد خیال خوانی کی پرواز کی اور بدی بدی کے اندر پہنچی تو اس نے گدگدی محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ وہ روشنا کے پاس بھی گئی تو اسی طرح ناکام رہی۔ الپا کو اپنی ناکامی پر زیادہ حیرانی نہیں ہوئی۔ اس نے سمجھ لیا کہ ثانی وغیرہ نے اس کے تنویمی عمل کو ناکام بنادیا ہے۔

الپا نے وھتورا سے رابطہ کرکے اس سے پہلے کی طرح خلائی زبان کے چند فقرے سیکھے پھر اس زبان کی سوچ کی لہروں کے ذریعے پہنچ کر بولی "مجھ سے انگریزی زبان میں بولو۔ میں نے تم پر جو تنویمی عمل کیا تھا وہ بے اثر کیوں ہوگیا؟"

بدی بدی نے کہا "قدرتی طور پر ہمارا دماغ ایسا ہے کہ کسی کی منفی بات سے یا منفی عمل سے متاثر نہیں ہوتا۔ تم وہی ہو جس نے ہمارے دماغوں میں زلزلے پیدا کئے تھے۔ ہم نے تم سے نجات پانے کے لئے تمہارے تنویمی عمل کے دوران تمہارے ہر حکم کو قبول کیا پھر آرام سے سوگئے۔ بیدار ہونے کے بعد تمہارے تمام عمل کا اثر زائل ہوچکا تھا۔"

"تم غلط بول رہی ہو۔ مجھ سے پہلے کسی اور نے تم دونوں پر عمل کیا ہے۔ تم دونوں اس کی تابعدار رہو۔"

"بے شک، تم سے پہلے بھی ہم پر کسی نے عمل کیا تھا اور ہماری خلائی زبان کے ذریعے عمل کیا تھا۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ ہماری زبان جاننے والی لکی سیون نے ایسا کیا ہوگا لیکن وہ بھی ناکام ہوگئی ہے۔ اس نے بھی ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم خلائی زون سے دوسرے روبوٹس نہ بلائیں لیکن میں اپنے سائنس دان باپ سے رابطہ کرچکی ہوں۔ وہ دو روبوٹس کے ساتھ خود یہاں آنے والا ہے۔ ان میں سے وہ ایک روبوٹ کو اپنے کنٹرول میں رکھے گا۔ دوسرا روبوٹ میرے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔"

"لکی سیون نے خلائی زبان میں تم پر عمل کیا ہوگا۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم اس کے زیرِ اثر آچکی ہو، اس کی تابعدار بن چکی ہو اور تمہیں اس کی خبر نہیں ہے۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔ ہماری اپنی زبان میں بھی ہم تنویمی عمل کیا جائے تو اس عمل کا اثر زیادہ سے زیادہ ایک آدھ گھنٹے تک رہ سکتا ہے۔ لکی سیون نے ایسا کیا تھا اور میں متاثر ہوگئی تھی لیکن ایک گھنٹے بعد اس کا اثر زائل ہوگیا۔ میں نے اس کے حکم کے خلاف اپنے باپ سے رابطہ کیا ہے۔ اگر وہ میرے دماغ پر حاوی ہے تو اس نے مجھے رابطہ کرنے اور خلائی روبوٹس کو یہاں بلانے سے کیوں نہیں روکا؟"

"تمہیں حکم کے خلاف کام کرنے سے نہ روکنے میں کوئی مصلحت ہوگی۔ تم نہیں جانتیں کہ لکی سیون کی شادی ہماری دنیا کے سب سے مکار شیطان سے ہوئی ہے۔ وہ بولتا کچھ ہے، کرتا کچھ ہے۔ اس کی چالیں صاف طور پر ہماری سمجھ میں آتی ہیں لیکن جب نتیجہ سامنے آتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ صاف طور پر سمجھ میں آنے والی چالیں محض دکھاوا اور فریب تھیں۔ دشمن کو پتا بھی نہیں چلتا کہ وہ

کب اس کا لباس اتار کر اسے ننگا کر چکا ہے۔"

"وہ تمہاری دنیا والوں کے لئے بہت بڑا شاطر ہوگا مگر ہماری ذہانت کے سامنے اس کی ایک نہیں چلے گی۔ ذرا عقل سے سوچو وہ دو روبوٹ جو آنے والے ہیں وہ کس طرح دنیا میں تباہی لائیں گے اس کا اندازہ لکی سیون اور اس کے مکار شوہر کو ضرور ہوگا پھر وہ کیسا ذہین اور مکار ہے؟ لکی سیون کیسی بیوی ہے کہ اپنے شوہر کی دنیا کو تباہ کرنے کے لئے مجھے اپنے باپ سے رابطہ کرنے سے نہیں روکا۔ یوں خاموش ہیں جیسے دونوں روبوٹ کے قدموں میں جھک کر خوش آمدید کہنے والے ہوں۔"

"میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتی۔ بڑے بڑے شاطر ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہاری طرح خوش فہمی میں مبتلا رہ کر پنکچر ہو چکے ہیں۔ دعا کرو وہ وقت نہ آئے جب وہ روبوٹس کے قدموں میں جھک کر انہیں خوش آمدید کہے۔ اگر وہ جھک گیا تو دونوں روبوٹس اپنے قدموں پر کھڑے رہنے کے قابل نہیں رہیں گے۔"

"اونہہ!" بدی بدی نے حقارت سے کہا "دس گھنٹے صرف دس گھنٹے کے اندر وہ روبوٹس اس زمین پر پہنچنے والے ہیں پھر جو کچھ ہوگا اسے تم آنکھوں سے نہ سہی' خیال خوانی کے ذریعے ضرور دیکھو گی۔"

بدی بدی نے سانس روکی۔ الپا اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اس دوران اس نے بدی بدی کے چور خیالات پڑھنے کی کوشش کی لیکن وہ شعوری طور پر انگریزی میں بول رہی تھی اور غیر شعوری طور پر اپنی خلائی زبان میں سوچ رہی تھی۔ ایسا سب ہی کے دماغ میں ہوتا ہے۔ جس کی مادری زبان پنجابی یا سندھی وغیرہ ہو دوسروں سے قومی زبان میں گفتگو کرنے کے دوران قدرتی طور پر اس کے لاشعور میں اپنی مادری زبان گردش کرتی رہتی ہے۔ خود بولنے والے کو پتا نہیں چلتا کہ چور خانے میں جو خیالات ہیں وہ ان کی اپنی مادری زبان میں ہیں۔

اس نے کمپیوٹر کے ذریعے برین آدم کو بتایا "بدی بدی اور روشنا پر جو تنویمی عمل کئے گئے تھے وہ بے اثر ہو چکے ہیں۔ بدی بدی کہتی ہے کہ خلائی مخلوق کے دماغوں میں کوئی بات یا کوئی عمل دیرپا نہیں رہتا۔ لکی سیون نے بھی اپنی خلائی زبان میں اس پر عمل کیا تھا اور وہ عمل بھی بے اثر رہا تھا۔"

برین آدم نے پوچھا "تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ لکی سیون کے زیرِ اثر ہو اور اسے احساس نہ ہو کہ وہ لکی سیون کی معمولہ اور تابعدار بنی ہوئی ہو۔"

"میں نے بدی بدی سے یہ بات کہی تھی لیکن وہ خود کو لکی سیون کے زیرِ اثر سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگر مجھے خلائی زبان آتی تو میں اس کے چور خیالات سے بہت کچھ معلوم کر سکتی تھی۔"

"دھتورا ہمارے قبضے میں ہے۔ تم چاہو تو اس کے اندر وقتاً فوقتاً جا کر یہ زبان سیکھ سکتی ہو۔"

"میں آج ہی سے یہ زبان سیکھوں گی اور یہ ضروری بھی ہے
بدی بدی نے بتایا ہے کہ دس گھنٹوں کے اندر اس کا سائنس دا
باپ دو روبوٹس کے ساتھ ہماری دنیا میں آنے والا ہے۔ ہو سکتا صرف ایک خیال خوانی کرنے والا ان روبوٹس سے نمٹ لے گا اور
کہ آئندہ ہماری زمین پر خلائی مخلوق کی تعداد بڑھتی رہے۔ ان/ اس ادارے کا ایک خیال خوانی کرنے والا ہمارے ہاں واشنگٹن
کے چور خیالات پڑھنے کے لئے میں ان کی زبان ضرور سیکھوں میں پہنچ چکا ہے۔"
گی۔"
"کیا ہمارے خیال خوانی کرنے والے اپنے اپنے ملک کا دفاع

"یہ بڑی تشویش کی بات ہے کہ ہماری دنیا میں پہلے آئے نہیں کر سکتے؟"
روبوٹ کہیں گم ہوگیا ہے اور مزید دو روبوٹ آنے والے ہیں "اصل بات یہ ہے کہ خلائی روبوٹس کو وہاں کے سائنس دان
نہیں یہ کس ملک میں آئیں گے اور ارضی انسانوں کے لئے کنٹرول کرتے ہیں۔ ہمارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے سائنس
مشکلات پیدا کریں گے؟"
دانوں کے دماغوں میں پہنچ سکے گا تو ان پر قبضہ جما کر ان کے ہی
"آپ ہماری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کو ہدایت دیں کہ ذریعے ان روبوٹس کو تباہ کردے گا۔"
امریکی حکام سے روبوٹس کی آمد پر گفتگو کرے اور یہ معلوم کرے "واقعی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسا کر سکتے ہیں۔"
ان روبوٹس سے نمٹنے کے لئے کیسے اقدامات کئے جارہے ہیں۔" "نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ان کی خلائی زبان نہیں جانتے۔ بابا
برین آدم نے کمپیوٹر کے ذریعے ڈائریکٹر جنرل سے رابطہ صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والوں نے وہ خلائی زبان سیکھ
اور اسے ایک خلائی سائنس دان اور دو روبوٹس کے بارے میں لی ہے۔ وہ کسی روک ٹوک کے بغیر خلائی سائنس دانوں کے
تفصیل سے بتایا۔ ڈائریکٹر جنرل نے وہاں کے ایک اعلیٰ حاکم سے خیالات بھی پڑھ سکتے ہیں اور ان کے دماغوں پر غالب بھی آ سکتے
"کسی نامعلوم خیال خوانی کرنے والے نے ہمیں بتایا ہے کہ آج ہیں۔"
وقت خلا سے ایک سائنس دان دو روبوٹس کے ساتھ آنے "ہاں۔ اب یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ اس ادارے میں
ہے۔ کیا ایسی کوئی خبر آپ تک پہنچ رہی ہے؟" لکی سیون تھی۔ اس نے وہاں کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو
اس حاکم نے جواب دیا "جی ہاں۔ ایسی اطلاع ہمیں خلائی زبان سکھائی ہوگی۔"
صاحب کے ادارے سے موصول ہوئی ہے۔ ہم نے پورے ا "لکی سیون تو پارس کے ساتھ کہیں جاچکی ہے۔ خلا سے آنے
میں تینوں افواج کو الرٹ کردیا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والا ایک ایمون ابابا اور اس کی بیٹی ایمونا اس ادارے میں ہیں۔
دعویٰ کیا گیا ہے کہ صرف ان کے خیال خوانی کرنے والے ان کے ذریعے وہاں کے افراد وہ زبان سیکھ رہے ہیں۔ ہمارے ملک
روبوٹس سے نمٹ سکتے ہیں۔ ہماری پوری فوج بھی شاید میں بدی بدی اور روشنا نامی دو خلائی عورتیں ہیں لیکن وہ ہماری
سائنس دان اور روبوٹس کو نقصان نہ پہنچا سکے۔" دسترس سے باہر ہیں۔ پتا نہیں وہ دونوں کہاں روپوش رہتی ہیں۔"
الپا خیال خوانی کے ذریعے اپنے یہودی ڈائریکٹر جنرل ڈائریکٹر جنرل نے امریکی حاکم سے رابطہ ختم کیا پھر کمپیوٹر کے
امریکی حاکم کی باتیں سن رہی تھی۔ ایسے وقت اسرائیلی ڈائریکٹر ذریعے یہ تمام باتیں برین آدم کو بتائیں۔ الپا نے کمپیوٹر کے ذریعے
جنرل کے پاس بابا صاحب کے ادارے سے فیکس لیٹر آیا۔ ادھر برین آدم سے کہا "میں نے ڈائریکٹر جنرل اور امریکی حاکم کی باتیں
بھی یہی لکھا ہوا تھا کہ کسی وقت بھی خلا سے ایک سائنس دان سن لی ہیں۔ مجھ سے غلطی ہوئی' ہمارے پاس دھتورا ہے۔ مجھے بہت
روبوٹس کے ساتھ آنے والا ہے۔ پوری اسرائیلی فوج ان پہلے ہی اس سے اس زبان کو سیکھ لینا چاہئے تھا۔ آج پتا نہیں وہ
روبوٹس سے مقابلہ نہیں کرسکے گی لہٰذا اس دنیا کی سلامتی کے سائنس دان اور روبوٹس کب اور کہاں پہنچنے والے ہیں۔ میں آج
بابا صاحب کے ادارے سے ایک خیال خوانی کرنے والا تل ابیب ہی یہ زبان نہیں سیکھ سکوں گی پھر بھی سیکھتی رہوں گی۔ آئندہ کبھی
پہنچ گیا ہے۔ وہ خلائی مخلوق کے حملوں کو کامیاب نہیں ہونے دے یہ زبان ہمارے کام آئے گی۔"
گا۔
الپا کی کمپیوٹر اسکرین پر برین آدم کی تحریر ابھری "الپا! تم
ڈائریکٹر جنرل نے امریکی حاکم سے پوچھا "کیا یہ حیرانی کی اس حاکم کے چور خیالات پڑھو۔ معلوم کرو کہ وہ بدی بدی اور روشنا
نہیں ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والو تلاش کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔"
سائنس دانوں نے روبوٹس کو تباہ کرنے کا سامان کرلیا ہے "بگ برادر! جب ہمارا ڈائریکٹر جنرل اس حاکم سے باتیں کر رہا
ہمارے ملکوں کے سائنس دان ابھی تک کچھ نہیں کر رہے ہیں تب میں نے اس کے چور خیالات پڑھے۔ مجھے ایسی تین اہم
ادھر سے جواب ملا "اس ادارے کے فیکس لیٹر سے یہ باتیں معلوم ہوئیں جنہیں وہ سب سے چھپا رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ
ہوتا ہے کہ خلائی روبوٹس کو تباہ کرنے کے لئے سائنس دانوں کے لالاس اب سپر ماسٹر نہیں رہا۔ اس نے اور اسٹیل بروکس نے
نہیں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہے۔ ان کا دعویٰ داری کی ہے اور بدی بدی اور روشنا کے زیرِ اثر آگئے ہیں۔ یعنی
ب ان کے پاس صرف رمی ریز اور ٹیری ٹیلر دو ہی خیال خوانی
سنے والے رہ گئے ہیں۔"

"ان کے لئے کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرلیں گے۔"

الپا نے کہا "دوسری اہم بات یہی ہے کہ اب ان کے پاس وہ مشین نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس مشین کے اندر کے تمام آلات چرا لئے گئے ہیں۔ ان کے پاس صرف مشین کا ڈھانچا رہ گیا ہے۔"

"تعجب ہے۔ وہ مشین سخت حفاظتی انتظامات کے تحت رکھی جاتی تھی۔ یہ تو آنکھوں سے سرمہ چرانے والی بات ہوگئی۔"

"جی ہاں۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے پاشا کو مشین کے ذریعے پاگل بنا کر پاگل خانے میں قید کردیا تھا لیکن اس کی غیر معمولی دماغی توانائی غالب آئی اور وہ پاگل خانے پہنچنے کے تیسرے دن ہی نارمل ہوگیا۔ اس نے وہیں قید رہ کر بڑے اطمینان سے رفتہ رفتہ مشین کی حفاظت کرنے والوں کے ذریعے ہی مشین کے تمام آلات وہاں سے چرا کر کسی نامعلوم جگہ پہنچا دیئے۔ اسی طرح پاشا نے پاگل خانے کے تمام عملے کو سحر زدہ کیا اور چپکے سے کہیں چلا گیا۔ جسے پاگل بنایا گیا تھا اس نے انہیں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔"

برین آدم نے کہا "اگر ڈیڑھ سو فوجی پاشا کے زیرِ اثر آچکے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پاشا نے اس ملک میں ایک چھوٹی سی فوجی قوت حاصل کرلی ہے۔ تم اس حاکم کے ذریعے وہاں کے اعلیٰ فوجی افسران کے اندر پہنچو اور معلوم کرو کہ وہ لوگ ان ڈیڑھ سو فوجیوں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟"

الپا خیال خوانی کے ذریعے معلومات حاصل کرنے لگی۔ معلوم ہوا کہ ان ڈیڑھ سو فوجیوں کو دس دس کی تعداد میں قید کرکے مختلف مقامات پر پہنچایا گیا ہے اور کئی ہپناٹائز کرنے والوں کی خدمات حاصل کرکے ان کے دماغوں سے پاشا کے تنویمی عمل کو مٹایا جارہا ہے۔

ڈیڑھ سو گوریلا فوج کے جوانوں کا دشمن کے زیرِ اثر آجانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ایسے تربیت یافتہ گوریلا فوج کے جوانوں کو غدار کہہ کر سزائے موت نہیں دی جاسکتی تھی۔ وہ سب فوج کا بہت اہم حصہ تھے اسی لئے ان کے دماغوں سے پاشا کے تنویمی عمل کو مٹانے کی کوششیں کی جارہی تھیں۔

امریکی انٹیلی جنس والے یہ سراغ نہ لگا سکے کہ پاشا کہاں روپوش رہتا ہے۔ وہ جہاں بھی تھا' وہاں اطمینان سے رہ کر اپنے تابعدار فوجیوں کے اندر جاتا رہتا تھا۔ جس کے پاس پہنچ کر معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دماغ سے تنویمی عمل کو ختم کیا جارہا ہے تو وہ ہپناٹائز ... کرنے والے کے عمل کو بڑی خاموشی سے ناکام بنادیتا تھا۔ یوں انہیں خوش فہمی میں مبتلا کر رہا تھا کہ گوریلا فوج کے جوان پاشا کے اثر سے نکلتے جارہے ہیں۔

اب وہ پہلے جیسا نہیں تھا۔ اسے مہینوں گوشہ تنہائی میں رہ کر خود اپنا محاسبہ کرنے کا موقع ملا تھا۔ اس نے غیر معمولی صلاحیتیں اور قوتیں حاصل کرنے کے بعد آج تک جتنی غلطیاں کی تھیں اور

جتنے دوستوں اور دشمنوں سے فریب کھائے تھے اور جتنی حسیناؤں نے اسے اُلّو بنا کر دشمنوں کے جال میں پھنسایا تھا ان تمام اعمال کا حساب کرنے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا کہ اس نے اپنی بے پناہ قوتوں اور صلاحیتوں کے باوجود ہمیشہ نقصان ہی اٹھایا ہے۔

آخر میں فوجی افسران کے اس غیر انسانی سلوک نے اسے جھنجوڑ ڈالا تھا کہ انہوں نے اسے وفادار انسان نہیں بلکہ وفادار کتا سمجھا تھا۔ اسے بدترین اور خطرناک پاگل بنا دیا تھا۔ اسے زندہ رکھا تھا مگر پاگل خانے کی زندگی موت سے بدتر ہوتی ہے۔ اگر وہ تیسرے ہی دن نارمل نہ ہو جاتا تو اب تک ہوش و حواس سے بیگانہ رہ کر اپنے وجود سے بے خبر رہ کر زندہ رہتا۔ ایک مردے اور اس میں صرف اتنا فرق ہوتا کہ مردہ قبر میں سوتا ہے وہ پاگل خانے میں دنیا سے اور اپنے وجود سے غافل رہتا۔

اپنا محاسبہ کرنے کے دوران اسے باباصاحب کا ادارہ بہت یاد آیا۔ جناب تبریزی نے اسے ادارے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی اور کہا تھا۔ شیطان کبھی انسان نہیں بنتا۔ یہ بھی شیطانی حرکتیں کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی تو یہ راہِ راست پر آئے گا ورنہ ساری زندگی ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔

اپنے متعلق ایسی توہین آمیز باتیں سن کر اسے بہت غصہ آیا تھا لیکن وہ جناب تبریزی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ ایک طویل عرصے کے بعد ان بزرگ کی ایک ایک بات درست ثابت ہو رہی تھی۔ اس نے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ اگر وہ شیطانی راہوں پر نہیں چلے گا، عورتوں سے دور رہے گا، کسی دوست یا دشمن پر بھروسا نہیں کرے گا، سرِعام خیال خوانی نہیں کرے گا اور نہ ہی اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرے گا اور باباصاحب کے ادارے کے کسی فرد کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا تو آئندہ کوئی شاطر ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے ٹریپ نہیں کر سکے گا۔

اب وہ اسی فیصلے پر عمل کر رہا تھا۔ نہ کسی سے دوستی کر رہا تھا اور نہ ہی کوئی نیا دشمن پیدا کر رہا تھا۔ اس نے صرف خود کو پاگل بنانے والے ایک دشمن سے انتقام لیا تھا۔ امریکی انٹیلی جنس اور فوجی سراغرساں اسے ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ اس ملک میں اس کی طرح قد آور اور باڈی بلڈرز لوگ خاصی تعداد میں تھے۔ وہ صرف چہرے سے پہچانا جا سکتا تھا۔ اس نے فوری طور پر ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے عارضی طور پر چہرے میں تبدیلی کی تھی۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ اس ملک میں جتنے پلاسٹک سرجری کے ماہر ہیں ان سب کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہوگی۔ وہ جس ماہر سرجن کے پاس چہرہ تبدیل کرنے جائے گا وہاں سراغرسانوں اور مسلح فوجی جوان پہنچ کر اسے گولی مار دیں گے۔

اس نے پاگل خانے کے تمام عملے کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ سراغرسانوں کا خیال تھا کہ اس نے اپنے کسی تابعدار کے ہاں پناہ لی ہے۔ انہوں نے عملے کے ایک ایک فرد کے گھر کی تلاشی

لی۔ پاگل خانے کے انچارج اور سینئر ڈاکٹر کے بنگلوں میں جا کر دیکھا لیکن وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ فوجی افسران نے کہا "اب وہ پہلے جیسا نادان نہیں ہے، روپوشی کے لئے بڑی ذہانت سے کام لے رہا ہے۔ پاگل خانے کے اطراف تمام اسٹاف کے لئے جتنے کوارٹرز اور بنگلے ہیں ان میں وہ نہیں رہے گا۔ اسے شہر جا کر تلاش کیا جائے گا۔"

وہ پاگل خانہ شہر سے چھ کلومیٹر دور ایک پہاڑی پر تھا۔ اس ویرانے میں وہ چھپ نہیں سکتا تھا اسی لئے تلاش کرنے والے وہاں سے چلے گئے۔ ان سے ایک غلطی ہو گئی۔ انہوں نے پاگل خانے کے رجسٹر میں یہ نہیں دیکھا کہ وہاں کے دس چھوٹے بڑے سیلوں میں پاگلوں کی تعداد کتنی ہے؟ پاشا کو تنہا ایک سیل میں رکھا جاتا تھا۔ اس سیل کو خالی دیکھ کر سب نے یہی سمجھا کہ وہ فرار ہو گیا ہے جبکہ وہ وہاں کے بڑے سیل میں چوبیس پاگلوں کے درمیان موجود تھا اور سراغرسانوں کے چیف کے دماغ میں بھی جھانک رہا تھا۔ اگر وہ چیف دوسرے سیل کی طرف آ کر پاگلوں کی گنتی کرتا، ان کے درمیان اسے تلاش کرنا چاہتا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے چیف کو ایسا کرنے سے باز رکھ سکتا تھا لیکن اس کی نوبت نہیں آئی تھی۔ سب کے ذہن میں یہی بات تھی کہ فرار ہونے والے کو موقع ملے تو وہ کبھی پاگل خانے میں نہیں چھپے گا۔ وہاں سے زیادہ سے زیادہ دور نکل جانے کی کوشش کرے گا۔

تلاش کرنے والے چلے گئے۔ انہیں قریبی شہر میں بھی ناکامی ہوئی اور وہ آس پاس کی دوسری آبادیوں کی طرف چلے گئے تو اس نے دو سو کلومیٹر دور ایک فوجی کیمپ کے میجر کے اندر پہنچ کر ہیڈ کوارٹر فون کرایا۔ اس نے وہاں کے اعلیٰ افسر سے کہا "سر! پاشا نے میرے بیوی بچوں کو یرغمال بنا لیا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر صبح میرے بنگلے کے سامنے والے میدان میں ایک ہیلی کاپٹر نہ بھیجا گیا تو یہ مجھے اور میرے بیوی بچوں کو مار ڈالے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "پاشا سے میری بات کراؤ۔"

پاشا نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں ٹیلی فون کا محتاج نہیں ہوں۔ تمہارے اندر بول رہا ہوں اور ابھی تمہاری کھوپڑی بھی الٹ سکتا ہوں۔ ابھی میجر نے جو کہا ہے اس پر عمل کرو۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر لائے گا، میں پہلے اس کے دماغ میں جگہ بناؤں گا اور اس کے ذریعے پورے ہیلی کاپٹر کو چیک کروں گا پھر مطمئن ہو کر میجر اور اس کی فیملی کو زندہ چھوڑ کر یہاں سے جاؤں گا۔"

"تم نادانی کر رہے ہو۔ ہیلی کاپٹر میں آخر کتنی دور جاؤ گے؟ تم تعاقب کرنے والوں کے دماغوں تک پہنچ سکو گے؟"

"نہیں، میں تمہارے جیسے فوج کے اہم افسران کے اندر پہنچ کر انہیں موت کی نیند سلا دوں گا۔ جس طرح ایک بار فرانس کے ہیڈ کوارٹر کے اسلحہ خانے اور گولہ بارود کو تباہ کیا تھا اسی طرح یہاں بھی تباہی پھیلاؤں گا۔ یہ خبر گرم ہے کہ خلا سے دو روبوٹس آنے والے ہیں۔ تم لوگ ان سے نمٹو گے یا مجھ سے نقصان اٹھاؤ گے"

"ٹھیک ہے۔ میجر اور اس کی فیملی کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ صبح تک تمہارے لئے ہیلی کاپٹر بھیج دیا جائے گا۔"

پاشا میجر کے اندر آگیا۔ حقیقتاً اس نے میجر کی فیملی کو یرغمال نہیں بنایا تھا۔ وہ تو میجر کی فیملی سے دو سو کلومیٹر دور تھا لیکن ایسی چال چلنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے تلاش کرنے والے تمام سراغرساں اس سے دو سو کلومیٹر دور چلے گئے۔ پاشا کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ وہ ریڈی میڈ میک اپ کا سہارا لے کر ایک گاڑی حاصل کر کے مخالف سمت پچاس کلومیٹر دور ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں اس نے ایک پلاسٹک سرجری کے ماہر کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر وہ اس کی مرضی کے مطابق اس کے چہرے پر تبدیلی کرنے لگا۔

اس ماہر سرجن کا ایک بھائی جس کی عمر بتیس برس تھی، مر چکا تھا۔ موت طبعی نہیں بلکہ سازشی تھی۔ سرجن نے ہی بھائی کی تمام جائیداد کا مالک بننے کے لئے اسے قتل کیا تھا۔ قتل سے پہلے اپنے احباب کو یہ بتایا تھا کہ ایڈی پال اپنے کسی ضروری کام سے واشنگٹن گیا ہے۔

اس نے پچھلی رات اپنے فارم میں ایک گڑھا کھود کر اس کی لاش چھپائی تھی۔ وہ کوئی پیشہ ور قاتل نہیں تھا اس لئے گھبرا رہا تھا۔ نہ اپنے کلینک گیا..... نہ کسی سے فون پر بات کی۔ دماغ میں یہ خوف سمایا رہا کہ اس سے قتل کے سلسلے میں کوئی غلطی ہو گئی ہوگی تو وہ سزائے موت سے نہیں بچ سکے گا۔

وہ دن گزر گیا پھر دوسری رات آئی۔ تقریباً ایک بجے اسے یاد آیا کہ اس کے بھائی ایڈی پال کا شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دوسرے متعلقہ کاغذات رہ گئے ہیں۔ انہیں ضائع کر دینا چاہئے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں جلا ڈالتا، پاشا وہاں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھ کر سمجھ گیا کہ معاملہ کیا ہے؟

اس نے سرجن کو اس کے بھائی ایڈی پال کی تصویر دکھا کر کہا۔ "مجھے دوسرا ایڈی پال بنا دو۔ اس میں تمہاری سلامتی ہے۔ میں ایڈی پال کے دستخط کی کامیاب نقل کروں گا اور اس کی تمام جائیداد تمہارے نام لکھ دوں گا۔ اس طرح تم قاتل نہیں کہلاؤ گے کیونکہ میں ایڈی پال بن کر سب کو زندہ دکھائی دوں گا اور اس کی تمام جائیداد بھی تمہیں مل جائے گی۔"

پاشا نے خیال خوانی کے ذریعے اس کا خوف دور کیا۔ وہ سرجری کے دوران پاشا کو ایڈی پال کی عادات اور حرکات و سکنات کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگا۔ اس نے رات کے تین بجے تک پاشا کا چہرہ تبدیل کر دیا۔ اسے ہو بہو دوسرا ایڈی پال بنا دیا۔

وہاں ایڈی پال کی ڈائری اور اس کی ایک وڈیو فلم موجود تھی۔ اس فلم میں وہ چند گرل فرینڈز اور دوستوں کے ساتھ نظر آیا۔ اس کی فلم دیکھنے اور ڈائری پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ ایلیسی نارمن نامی ایک حسینہ کو چاہتا ہے۔ اب تک اس سے دو ملاقاتیں ہوئی ہیں لیکن ان کے درمیان بے تکلفی پیدا نہیں ہوئی ہے۔

پاشا ایڈی پال کی تحریر اور دستخط کی نقل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس میں جسمانی اور ذہنی طور پر جو تبدیلی آئی تھی وہ اب نمایاں ہو رہی تھی۔ اس نے جسمانی قوت سے آہنی زنجیریں توڑ ڈالی تھیں اور اب اپنی ذہانت سے پرائی تحریر اور دستخط کی ایک ایک باریکی کو سمجھ رہا تھا۔

وہ رات اس ارضی دنیا کی سب سے اہم رات تھی کہ صبح کی ہلکی سی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی ... وہ روبوٹس خلا سے زمین پر آنے والے تھے۔ پہلے یہ تجسس تھا کہ وہ دنیا کے کس ملک، کس شہر یا کس ویرانے میں آئیں گے پھر آدھی رات سے کچھ پہلے بدی بدی اور روشنا واشنگٹن پہنچ گئیں۔ سیدھی ٹی وی اسٹیشن آ کر پروگرام منیجر سے کہا "ہم وہی بدی بدی اور روشنا ہیں جنہیں تمہاری حکومت تلاش کر رہی ہے۔ اپنے متعلقہ عہدیداران اور یہاں کے حکام سے کہو ہم خلائی روبوٹس کی آمد کے متعلق ٹی وی کے ذریعے دنیا والوں سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

پروگرام منیجر نے کہا "ہم کیسے یقین کریں کہ تم دونوں خلائی مخلوق ہو۔ کوئی ثبوت پیش کر سکتی ہو؟"

"اپنے اوپر والوں سے رابطہ کرو۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہو وہ خیال خوانی کے ذریعے ہمیں آزمالیں۔ دیر نہ کرو ورنہ پچھتانے کا بھی وقت نہیں ملے گا۔"

پروگرام منیجر اور ٹی وی کے دوسرے بڑے عہدیدار وہاں کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کر کے ان خلائی حسیناؤں کے بارے میں بتانے لگے۔ کتنے ہی حکام اور فوجی افسران ٹی وی اسٹیشن کی طرف آنے لگے اور راستے ہی میں موبائل فون کے ذریعے بدی بدی اور روشنا سے باتیں کرنے لگے۔

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ابھی ہم تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں لیکن تم دونوں ٹی وی اسکرین پر آ کر روبوٹس کی آمد کے متعلق کچھ کہو گی تو ساری دنیا میں بے چینی پھیل جائے گی۔ لوگ دہشت زدہ ہوں گے اور یہ سوچ کر بھاگتے پھریں گے کہ وہ روبوٹس شاید خلا سے ان کے ہی گھروں میں آنے والے ہیں۔"

بدی بدی نے کہا "میں تمہاری دنیا کے لوگوں کو یہی بتانا چاہتی ہوں کہ وہ خوف زدہ نہ ہوں۔ ہمارے روبوٹس جس جگہ اترنے والے ہیں وہاں فی الحال کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"تم ہمیں بتاؤ کہ وہ خلا سے آ کر کس جگہ اترنے والے ہیں؟"

"جب میں ٹی وی اسکرین پر آ کر اطلاع دوں گی تو تم بھی سن لو گے پھر اس جگہ جہاں چاہو گے وہاں بے شمار وڈیو کیمرے اور لائٹس وغیرہ کے انتظامات کر سکو گے تاکہ دنیا والے بھی انہیں دیکھ سکیں۔"

ایک فوجی افسر موبائل فون کے ذریعے روشنا سے کہہ رہا تھا۔ "ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو تم دونوں کی آمد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ خلائی

روبوٹس واشنگٹن یا اس کے آس پاس کہیں اترنے والے ہیں۔"

روشنا نے کہا "تم کافی سمجھ دار ہو۔ اس کے باوجود ساری دنیا میں ٹی وی اسکرین کے ذریعے ہمارے ایک سائنس دان اور دو روبوٹس کو دکھایا جائے۔ ہم ارضی دنیا کے باشندوں کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہم ان کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم امن، سلامتی اور دوستی چاہتے ہیں۔"

"بے شک، خلائی سائنس دان کو اتنی اچھی باتیں کہنے کا موقع دیا جائے گا لیکن اصولاً پہلے دو دنیاؤں کے بڑوں کو آپس میں متعارف ہو کر دوستی کی فضا پیدا کرکے ٹی وی اسکرین پر آنا چاہئے۔"

حکمران اور فوج کے اعلیٰ افسران ٹی وی اسٹیشن پہنچ گئے۔ بدی بدی نے ان سے کہا "تمہاری دنیا میں اہم مذاکرات بند کمروں میں ہوتے ہیں۔ بہت سی اہم باتیں اور سیاسی سازشیں عوام سے چھپائی جاتی ہیں لیکن ہمارے خلائی زون میں ڈنکے کی چوٹ پر تمام چھوٹے بڑے لوگوں کے سامنے مذاکرات ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہاں سے بیس کلومیٹر دور چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان جو وسیع و عریض میدان ہے وہاں سے ٹی وی کی نشریات کا انتظام فوراً کیا جائے۔ اب سے تین گھنٹے بعد ٹھیک چار بجے وہ تینوں خلا سے اس جگہ پہنچنے والے ہیں۔"

ٹی وی اسٹیشن سے تعلق رکھنے والوں کو فوراً زیادہ سے زیادہ کیمرے، سن لائٹ اور سولر بار جیسی تیز لائٹیں وہاں نصب کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ خلائی زون سے آنے والوں کی واضح تصاویر اور فلمیں اتاری جاسکیں۔

پھر وہاں کی انتظامیہ سے کہا گیا کہ ان کے استقبال کا شاندار انتظام کیا جائے۔ انہیں اپنی طرف سے یقین دلانا چاہئے کہ وہ بھی دوستی، امن اور سلامتی چاہتے ہیں۔

تمام متعلقہ افراد اسی وقت حرکت میں آگئے اور بڑی تیزی اور تندی سے اپنے فرائض انجام دینے لگے۔ ایک اعلیٰ افسر نے روشنا اور بدی بدی سے کہا "ہم یہ سب کچھ تمہاری خواہش کے مطابق کررہے ہیں۔ تم بھی ہماری یہ بات تسلیم کرو کہ پہلے ہم خلائی زون سے آنے والوں کی وڈیو فلمیں تیار کریں گے ان کے ساتھ آرام سے بیٹھ کر مذاکرات کریں گے۔ جب ہم دونوں کے درمیان دوستی کا معاہدہ ہوجائے گا تو وہ فلمیں ٹی وی کے ذریعے ساری دنیا کو دکھائی جائیں گی۔"

بدی بدی نے کہا "اگر بند کمرے میں مذاکرات ہوں گے اور تم لوگ دوستی کے بجائے دشمنی کی راہ پر چلنا چاہو گے تو باہر دنیا والوں سے یہی کہو گے کہ تم دوستی کرنا چاہتے ہو اور ہم خلا سے آنے والے دشمنی کررہے ہیں۔ ہمارے روبوٹس طیش میں آکر تباہی پھیلائیں گے پھر ہمیں ظالم اور حملہ آور کہا جائے گا۔"

روشنا نے کہا "آپ اپنی دنیا والوں کے ساتھ جو پالیسیاں اختیار کرتے ہیں وہ ضرور کریں لیکن ہم خلائی زون والے اپنی پالیسی پر چلیں گے۔ یہاں جو بھی مذاکرات ہوں گے، ٹی وی کے ذریعے ساری دنیا کے سامنے ہوں گے۔"

وہاں کے حکام اور فوجی افسران نے آپس میں مشورہ کیا پھر ٹی وی پر اناؤنس کیا جانے لگا کہ خلائی زون سے آنے والی دو حسینائیں آدھے گھنٹے بعد اسکرین پر آکر ضروری اعلان کریں گی۔

ایک ملٹری انٹیلی جنس کے افسر نے بدی بدی سے پوچھا "مسٹر اے لالاس کہاں ہیں؟ ہماری معلومات کے مطابق مسٹر اسٹیل بروکس روشنا کے ساتھ رہتے تھے۔"

"جی ہاں۔ وہ دونوں ہم دونوں کے ساتھ رہتے تھے لیکن عارضی طور پر بچھڑ گئے ہیں۔ وہ دونوں ہمیں ڈھونڈ نہیں سکتے لیکن ہمیں جب ان کی ضرورت ہوگی ہم ان کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

"لیکن ابھی تم دونوں ٹی وی اسکرین پر آؤ گی تو انہیں واشنگٹن میں تمہاری موجودگی کا علم ہوجائے گا۔"

"ہاں۔ ہوسکتا ہے وہ واشنگٹن آجائیں لیکن گرفتاری کے خوف سے ہمارے قریب نہیں آئیں گے۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ آپ لوگ ان دونوں کو غداری کے جرم میں گولی ماردیں گے؟"

"اگر تمہارے سائنس دان سے دوستی کا معاہدہ ہوجائے گا اور تم دونوں ان کی زندگی چاہو گی تو ہم انہیں معاف کردیں گے۔"

"ہاں۔ ان دونوں کو مرنا نہیں چاہئے۔ وہ ہمارے بڑے کام آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمارے کام آئیں گے۔"

آدھے گھنٹے کے بعد وہ دونوں ٹی وی اسکرین پر نظر آئیں۔ دونوں نے ایک ساتھ کہا "ہیلو......"

بدی بدی نے کہا "کیا ہمیں دیکھنے والے اور سننے والے یقین کریں گے کہ ہم دونوں اس ارضی دنیا کی مخلوق نہیں ہیں۔ ہم ایک خلائی زون سے آئے ہیں۔ یہ جو میرے ساتھ ہے اس کا نام روشنا ہے۔"

روشنا نے کہا "اور یہ جو میرے ساتھ ہے اس کا نام بدی بدی ہے۔ اس ارضی دنیا میں ایک طویل مدت سے خلائی مخلوق کا چرچا ہورہا ہے اس لئے ناظرین کو یقین کرلینا چاہئے کہ ہم خلا سے آئے ہیں۔"

بدی بدی نے کہا "اور اگر یقین نہ ہو تو واشنگٹن کے وقت کے مطابق آپ چار بجے اسکرین پر یہاں خلائی مخلوق کو زمین پر اترتے دیکھیں گے۔ وہ تعداد میں تین ہوں گے۔ ان میں سے ایک سائنس دان ہے جس کا نام سولارز ہے۔ میں اس سائنس دان سولارز کی بیٹی ہوں۔ میرے باپ کے ساتھ دو روبوٹ ہوں گے۔ ان میں سے ایک روبوٹ کو ہم پی فائیو اور دوسرے کو پی سکس کہتے ہیں۔ پی پی پاور پلانٹ کا مخفف ہے۔ ان سے پہلے یہاں ایک پی پی سیون آیا تھا۔ وہ اچانک کہیں گم ہوگیا ہے۔ بہرحال ہمارے جو دو روبوٹ آرہے ہیں ان کے متعلق یہ دہشت پھیلائی جارہی ہے کہ وہ بہت خطرناک ہیں اور وہ دونوں اس ارضی دنیا کو تباہ کردیں گے۔"

روشنا نے کہا "آپ ذرا غور کریں۔ آپ کی اتنی خوب صورت دنیا کو تباہ کرنے کے بعد ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ یہ ضرور ہے کہ ہم آپ کی دنیا سے کچھ زیادہ ترقی یافتہ ہیں لیکن ترقی حاصل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی میں برتری دکھانے کے لئے ساری دنیا کو کھنڈر بنادیں۔ ایسا تو پاگل کرتے ہیں اور جو پاگل ہوتے ہیں وہ ہماری طرح ترقی یافتہ مخلوق نہیں ہوتے۔"

آخر میں بدی بدی نے کہا "میرا باپ سائنس دان سولارز خلائی زون کے تین حکمرانوں میں سے ایک حکمران ہے۔ اس نے پہلے مجھے اور پی پی سیون کو آپ کی دنیا میں بھیجا تاکہ ہم یہاں کے جغرافیائی اور تاریخی حالات معلوم کرسکیں۔ ہمیں پتا چلا کہ یہاں سب سے بڑا سپر پاور ملک امریکا ہے اور ہمارے حکمرانوں کو امریکی حکام سے ملاقات کرکے آپ کی دنیا سے دوستی کی ابتدا کرنی چاہئے اسی لئے دو روبوٹ میرے باپ کے ساتھ واشنگٹن سے بیس کلومیٹر دور زمین پر پہنچیں گے۔ ہم نے امریکی حکام سے درخواست کی ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان جو مذاکرات ہوں اور دوستی کا معاہدہ ہو وہ سب ٹی وی کے ذریعے پوری دنیا کو دکھائے جائیں۔ دوستی کے لئے ہم ایک دوسرے کے سامنے جو شرائط پیش کریں گے ان کا علم دنیا کے تمام ناظرین کو ہونا چاہئے۔"

بدی بدی اور روشنا ایسے انداز میں بول رہی تھیں جیسے آسمان سے حوریں اتر کر آئی ہوں اور ان کے بعد تین فرشتے آکر اس دنیا کو جنت بنادیں گے۔ امریکی حکام کسی حد تک مطمئن تھے کیونکہ خلائی زون کے حکمران بھی امریکا کو سپر پاور کہہ رہے تھے اور اتنی بڑی دنیا میں تمام ممالک کو نظر انداز کرکے پہلے ان سے دوستی کرنے آرہے تھے۔

○☆○

دیوی کے پاس ٹی وی نہیں تھا لیکن وہ خیال خوانی کے ذریعے ایک امریکی حاکم کے اندر رہ کر بدی بدی اور روشنا کی باتیں سن رہی تھی۔

اس کے سامنے تہ خانے کے فرش پر پی پی سیون بیٹھا ہوا تھا۔ جب نئی بیٹری کے ذریعے اسے نئی زندگی ملی تھی تو وہ وقتی طور پر بڑا غضب ناک ہوگیا تھا۔ اس کی گردن کے نیچے جو ریگولیٹر تھا اس کے ذریعے حسب ضرورت وولٹیج بڑھایا یا گھٹایا جاتا تھا۔

سائرن جو بیٹری تیار کرکے لایا تھا وہ خلائی زون کی بیٹری سے بھی زیادہ طاقتور تھی۔ پی پی سیون وولٹیج نمبر ایک میں زندہ اور متحرک ہوجاتا تھا۔ وولٹیج نمبر دو میں ایک روبوٹ کی فولادی قوت حاصل ہوجاتی تھی۔ پی پی سیون وولٹیج نمبر تین کا عادی تھا اس لئے اس نے گردن کے نیچے ہاتھ لے جاکر ریگولیٹر کو نمبر تین پر کیا تو ایک دم سے جیسے طوفانی قوت پیدا ہوگئی۔ اس کا مصنوعی دماغ اتنی زیادہ قوت کو برداشت نہیں کرسکا۔ وہ پاگل سا ہوگیا۔ جنونی انداز میں تہ خانے کی پتھریلی دیواروں اور ستونوں کو توڑنے لگا۔

ایسے جنون کے وقت سائرن اور دیوی کی بھی شامت آجاتی لیکن دیوی کے پاس ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول تھا دیوی نے بٹن دبا کر اسے اسٹاپ کردیا۔ سائرن دوڑتا ہوا پی پی سیون کے پیچھے گیا۔ پھر وولٹیج کو نمبر دو پر لے آیا۔ دیوی نے ریموٹ کنٹرول کے دوسرے بٹن کو دبایا، وہ پھر متحرک ہوگیا۔ اب وہ نارمل تھا۔ دیوی نے کہا "تم نے بہت بڑی حماقت کی تھی۔ آئندہ میرے حکم کے بغیر ریگولیٹر کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں اسٹاپ کرنے کے بعد تمہارے اندر سے بیٹری نکال لوں گی۔"

پی پی سیون نے کہا "معافی چاہتا ہوں، تم نے مجھے نئی زندگی دی تو خوشی کے مارے اور زیادہ قوت حاصل کرنے کو جی چاہا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا دماغ بھی آؤٹ آف کنٹرول ہوجائے گا۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔"

سائرن نے کہا "میڈم! میں نے اپنا کام پورا کردیا ہے اب آپ کے پاس ایک پرانی خلائی زون والی بیٹری ہے اور دوسری میں نے تیار کرکے دی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کوئی خدمت ہو تو حکم کریں۔"

دیوی نے کہا "تم نے یہ ریموٹ کنٹرولر دیکھا ہے۔ مجھے ایک ایسا ہی تیار کرکے دو۔ میں بیٹری کی طرح ایک ریموٹ کنٹرولر بھی فاضل رکھنا چاہتی ہوں۔"

سائرن نے اس ریموٹ کنٹرولر کو کھول کر دیکھا۔ اس کی اچھی طرح اسٹڈی کی پھر دوبارہ اسے اسمبل کرکے دیوی کو دیتے ہوئے کہا۔ "میں چند روز میں ایسا ہی ایک تیار کرنے کی کوشش کروں گا۔"

دیوی نے خیال خوانی کے ذریعے ہیلی کاپٹر کے مالک سے کہا۔ "یہاں آؤ اور سائرن کو زیورچ پہنچادو۔"

آدھے گھنٹے بعد ہیلی کاپٹر اس غار سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر آیا اور سائرن کو وہاں سے لے گیا۔ اس کے جانے کے بعد اب دیوی تنہا نہیں تھی۔ اس خفیہ تہ خانے کی تنہائی میں باتیں کرنے کے لئے ایک ساتھی مل گیا تھا۔

وہ اس سے زیادہ سے زیادہ باتیں کرتی تھی تاکہ اس روبوٹ کے اور خلائی زون کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہوتی رہیں۔ ایک اندیشہ تھا کہ پی پی سیون زیادہ قوت حاصل کرنے کے لئے پھر ریگولیٹر کو ہاتھ لگانے کی حماقت نہ کرے۔ وہ جاگنے کے دوران محتاط رہتی تھی۔ جب سونے کا وقت آتا تو ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے اسے اسٹاپ کردیتی تھی۔ وہ تہ خانے میں دیوی کے بیدار ہونے تک اسٹاپ ہی رہتا تھا۔

اس نے پی پی سیون کی خوبیوں اور خامیوں کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور اس سے خلائی زبان سیکھنے لگی تھی۔ اگرچہ وہ ایک وقت میں ایک ہی زبان یاد رکھتا تھا باقی تمام زبانیں بھول جاتا تھا لیکن

دیوی نے اس کی اچھی طرح اسٹڈی کرنے کے بعد اس کے ساتھ لگے ہوئے کمپیوٹر میں خلائی زبان کی ڈسک فیڈ بیک کی تھی اس طرح پی پی سیون کے منہ کے اندر کا اسپیکر مصنوعی دماغ کی یادداشت کے مطابق ہندی بولتا تھا اور کمپیوٹر ڈسک کے مطابق اسے خلائی زبان سکھاتا تھا۔

وہ پوری طرح تیار ہو کر پی پی سیون کے ساتھ تہ خانے سے باہر کی دنیا میں جانا چاہتی تھی۔ خیال خوانی کے ذریعے بیرونی دنیا کے حالات معلوم کرتی رہتی تھی۔

ایسے ہی وقت اسے معلوم ہوا کہ بدی بدی کا سائنس دان باپ سولارز دو روبوٹس کے ساتھ ارضی دنیا میں آرہا ہے۔ ان سب کو پی پی سیون کے گم ہوجانے کے سلسلے میں تشویش ہے۔ وہ اس ارضی دنیا پر حکمرانی کا بھی منصوبہ بنا چکے ہیں اور اپنے ذرائع سے پی پی سیون کو بھی ڈھونڈ نکالنا چاہتے ہیں۔ دیوی نے پوچھا۔ "ایسے کیا ذرائع ہیں کہ وہ تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے؟"

اس نے جواب دیا "ان کے پاس ایک ننھی سی پن جیسا ڈیٹیکٹو آلہ ہے۔ وہ پن میرے سر کے پچھلے حصے میں پیوست کر دی گئی تھی۔ بدی بدی کے پاس قطب نما جیسا ایک ننھا سا آلہ تھا۔ میں جہاں بھی جاتا تھا' میرے سر کی ڈیٹیکٹو پن اس قطب نما آلے کو دو کانٹوں کے ذریعے بتا دیتی تھی کہ میں کس سمت میں اور کتنے کلومیٹر کے فاصلے پر ہوں۔"

"کیا وہ پن ابھی تمہارے سر میں پیوست ہے؟"

"نہیں۔ جب میری بیٹری ڈاؤن ہو رہی تھی تو میں نے وہ پن اپنے سر سے نکال کر پھینک دی تھی۔"

"پھر تو تم نے یہیں قریب کہیں پھینکی ہوگی۔"

"مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ ہاں یہ یاد ہے کہ جہاں پھینکی' وہاں دور تک کہیں برف جمی ہوئی نہیں تھی۔"

وہ مطمئن ہو کر بولی "پھر تو تم نے سوئٹزر لینڈ کے باہر کسی دوسرے ملک میں پھینکی ہے۔ ویسے بھی اب میں یہ جگہ بدلنا چاہتی ہوں۔ آج رات اور کل صبح تک بیرونی دنیا کے دشمنوں کے خیالات پڑھوں گی پھر ہم یہاں سے نکلیں گے۔"

جب وہ دن کو خیال خوانی کرنے لگی تو اس وقت امریکا میں رات تھی۔ وہاں بدی بدی اور روشنائی وی اسکرین پر بول رہی تھیں اور دیوی ایک حاکم کے ذریعے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ پی پی سیون کو بھی ان کی باتیں سنا رہی تھی۔

پی پی سیون نے کہا "میں پی پی فائیو اور پی پی سکس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ خلائی زون میں ہم سب ایک ساتھ ٹریننگ حاصل کرتے تھے۔"

"کیسی ٹریننگ؟"

"وہاں ہمیں سکھایا جاتا تھا کہ اپنے مخالفین کے سوالوں کا اور حملوں کا جواب کیسے دینا چاہئے۔ ہمارے مخصوص لباس میں جو ہتھیار پوشیدہ ہیں انہیں کس طرح استعمال کرنا چاہئے۔"

"تم اپنے لباس میں پوشیدہ ہتھیاروں کو خوب سمجھتے ہو۔ کیا ان ہتھیاروں کو پی پی فائیو اور سکس کے خلاف استعمال کرو گے؟"

"مجبوری ہے۔ ہم سب ایک دوسرے کے ساتھی ہیں لیکن اب مختلف محاذ پر آگئے ہیں۔ میں تمہارا وفادار ہوں اور سائنس دان سولارز مجھے غدار کہے گا اور ان دونوں کے ذریعے مجھے نقصان پہنچائے گا۔ اس کے پاس بھی ایک ریموٹ کنٹرول ہے۔ وہ اس کے ذریعے مجھے اسٹاپ کر دے گا۔ ایسا تم بھی کرو گی تو اس کے دونوں روبوٹس اسٹاپ ہوجائیں گے۔"

"جب تینوں روبوٹس اسٹاپ ہوجائیں گے تو ہماری جنگ اس سائنس دان سولارز سے ہوگی۔ وہ بھی یقیناً روبوٹس کی طرح مسلح ہوگا بلکہ اپنی حفاظت کا سامان کر کے آرہا ہوگا۔"

"اگرچہ میں سائنس دان سولارز کا ماتحت رہ چکا ہوں اس کے باوجود دوسرے روبوٹس کی طرح یہ نہیں جانتا کہ اس نے کیسے کیسے اپنی حفاظت کے انتظامات کئے ہوں گے۔"

"کیا میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے اندر جاسکوں گی؟"

"مجھے افسوس ہے میں سولارز کے دماغ کی اندرونی قوتوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ تم خلائی زبان کسی حد تک سمجھتی ہو بول نہیں سکتیں' ہوسکتا ہے اس کی زبان میں خیال خوانی کرو تو اس کے اندر پہنچ سکو۔"

"یہ میرے حق میں بہتر ہے کہ ان سے ہزاروں میل دور رہوں۔ یہاں سے سولارز اور روبوٹس کی قوتوں اور کمزوریوں کو سمجھ سکوں گی۔"

"میں سمجھتا ہوں تم ان کی کمزوریوں کو نہیں سمجھ پاؤ گی کیونکہ اس ارضی دنیا میں ایسا کوئی شہ زور اور غیر معمولی ذہین شخص نہیں ہے جو سولارز اور اس کے روبوٹس کے مقابل ٹھہر سکے۔"

دیوی نے بے اختیار پارس کو یاد کیا۔ اس نے آج تک کبھی اسے حوصلہ ہارتے اور میدان چھوڑتے نہیں دیکھا تھا۔ اس دنیا کے بڑے بڑے شاطر اس سے مات کھا چکے تھے لیکن کیا سولارز کے سامنے اس کی ذہانت اور مکاریاں کام آسکیں گی؟

"نہیں۔ شاید وہ سمجھ گیا ہوگا کہ خلا سے آنے والے ناقابلِ شکست ہیں اس لئے ان کے معاملات میں وہ خاموش ہے۔ وہ میری طرح چھپ کر کہیں بیٹھا ہوگا اور خلائی مخلوق کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا تماشا دیکھنا چاہتا ہوگا۔"

"پھر یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک خلائی حسینہ لکی سیون سے شادی کر چکا ہے۔ لکی سیون نے بھی اسے سمجھایا ہوگا کہ وہ اپنی سلامتی کے لئے سولارز وغیرہ کی نظروں میں نہ آئے۔"

دیوی نے آواز اور لہجہ بدل کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے نہ ہی سانس روکی اور نہ ہی دستک کا جواب دیا۔ وہ سر اٹھائے آسمان کی طرف تاریکی میں دیکھ رہا تھا۔

دیوی نے کہا "میں بول رہی ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "ہائے میری لکی! میں کتنی دیر سے آسمان کو تک رہا ہوں اور تم اب بول رہی ہو۔ میں سمجھ رہا تھا کوئی حادثہ ہوگیا ہے۔ ادھر سے وہ سائنس دان اپنے روبوٹس کے ساتھ نیچے آنے والا ہے ادھر سے تم اوپر گئی ہو۔ آسمانی سڑک پر اندھیرا ہے۔ ایسے میں تم ان سے ٹکرا سکتی ہو اور میں نہیں چاہتا' تم میرے سوا کسی اور سے ٹکراؤ۔"

"ارے! میں تمہاری لکی سیون نہیں ہوں۔ مجھے پہچانو۔"

"کیا تم سمجھتی ہو' میرا حافظہ کمزور ہے؟ نہیں' مجھے یاد ہے تم نے کہا تھا اوپر جانے کے بعد آواز بدل کر بولو گی اور جب میں تمہاری خلائی زبان میں بولوں گا تو تم بھی خلائی زبان میں لکی سیون ہونے کا اقرار کر لو گی۔ اچھا لو' میں تمہاری زبان بول رہا ہوں۔"

وہ خلائی زبان میں بولا "ہاں' اب ہماری دنیا کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ہماری باتیں سمجھ نہیں سکے گا۔ تم بھی اسی زبان میں بولو۔"

دیوی روانی سے وہ زبان نہیں بول سکتی تھی۔ اس نے اٹک اٹک کر کہا "آسمان سے واپس آؤ۔ سر نیچے کرو۔ میں دیوی بول رہی ہوں۔"

"آہ دیوی جی! بھری جوانی میں اوپر پہنچ گئی ہو۔ یہ ہے تو افسوس کی بات لیکن تمہارے حق میں اچھا ہوا۔ اب ہماری زمین پر روبوٹ بھائیوں کی حکمرانی ہونے والی ہے۔ تم زمین پر رہتیں تو تمہاری آتما شکتی روبوٹ بھائیوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ تم شرمندگی سے بچ گئی ہو۔"

"میں شرمندہ ہونے کے لئے کسی سے مات نہیں کھاتی۔ مجھے آتما شکتی کے علاوہ خلا سے آنے والی ایک شکتی حاصل ہوگئی ہے۔"

"اچھا تم اسی سے یہ خلائی زبان سیکھ رہی ہو۔"

"ہاں۔ جلد ہی زمین سے اوپر آؤں گی اور جہاں چاہوں گی اپنی حکمرانی قائم کروں گی۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تمہارا ایک روبوٹ کئی روبوٹس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔"

"میرے روبوٹ کی بیٹری اتنی پاور فل......"

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ اسے احساس ہوا کہ اپنے پاس کسی روبوٹ کی موجودگی کا اقرار کر رہی ہے۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔ "تم.... تم کس روبوٹ کی بات کر رہے ہو۔ میں کسی اور خلائی شکتی کی بات کر رہی ہوں۔"

"میں اسی شکتی کی بات کر رہا ہوں جو پاور فل بیٹری کی محتاج ہے۔ کیسا عجیب اتفاق ہے لکی سیون اوپر آسمان کی طرف گئی ہے تم زمین کے نیچے پی پی سیون کے ساتھ ہو اور میں دونوں سیون کے درمیان زمین پر ہوں۔"

وہ فوراً ہی اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اپنی جگہ حاضر ہو کر پریشانی سے سوچنے لگی "میں اس شیطان کے پاس کیوں گئی تھی۔ کچھ عرصے پی پی سیون کو چھپا کر رکھنا چاہتی تھی لیکن اس نے بڑی مکاری سے پہلے میری سوچ سے خلائی زبان اگلوائی پھر باتوں کی روانی میں یہ راز معلوم کر لیا کہ پی پی سیون میرے پاس ہے۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ پی پی سیون نے پوچھا "کیا تم پریشان ہو؟"

"ہاں۔ وہ بہت مکّار ہے۔ پہلے تو اس نے مجھے بھڑکایا کہ میں آئندہ زمین پر اپنی حکمرانی قائم نہیں کر سکوں گی۔ میں نے اپنی برتری کے زعم میں کہہ دیا کہ میرے پاس خلا سے آنے والی شکتی ہے۔ خاص طور پر بیٹری والی بات سے وہ مکّار سمجھ گیا کہ تم میرے پاس ہو۔"

"میں نہیں سمجھا کہ پریشانی کی کیا بات ہے۔ میں تمہارے پاس ہوں' وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟"

"میں یہ بات چھپانا چاہتی ہوں کہ تم میرے پاس ہو۔ سولارز اور دو روبوٹس کے آنے کے بعد کیا ہونے والا ہے اور وہ خلا سے آنے والے کیا کچھ کرتے ہیں' یہ سب کچھ دیکھنے سمجھنے کے بعد میں تمہارے ذریعے بہت سی ہاریاں ہوئی بازی جیت لینا چاہتی ہوں لیکن تم اس مکّار کو نہیں جانتے۔ وہ عجیب طرح سے بے وقوف بنا کر شہ رگ تک پہنچ جاتا ہے۔"

"میں حیران ہوں کہ تم میری موجودگی میں اس سے گھبرا رہی ہو۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ وہ یہاں تک آسکتا ہے تو آنے دو۔ کیا وہ فولاد سے ٹکرا سکے گا؟ میں اس کی گردن مروڑ کر رکھ دوں گا۔"

"تم اسے ہاتھ لگا سکو گے تب ہی گردن مروڑ سکو گے۔ وہ تو اپنی ایک انگلی بھی چھونے نہیں دے گا پھر میں نہیں چاہتی کہ اسے جانی نقصان پہنچے۔ وہ میرا ہونے والا پتی ہے۔ لائف پارٹنر ہے۔"

"اس سے اتنا قریبی تعلق ہونے والا ہے پھر اس سے چھپتی کیوں ہو؟"

"ہمارے درمیان ایک ہی رکاوٹ ہے۔ میں اس کا مذہب بدلنا چاہتی ہوں وہ میرا دھرم بدلنا چاہتا ہے۔"

"تمہاری ارضی دنیا میں یہ مذہب اور دھرم والی باتیں عجیب ہیں۔ کوئی ہندو ہے' کوئی یہودی' کوئی عیسائی اور کوئی مسلمان جبکہ سب ہی کے سینے میں ایک دل دھڑکتا اور سر میں ایک دماغ سوچتا ہے۔"

"تم کہاں کی باتیں لے بیٹھے ہو۔ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟ اسے یا اس کے ساتھیوں کو ابھی واشنگٹن میں ہونا چاہئے۔ وہ سولارز اور روبوٹس تک پہنچنے' انہیں سمجھنے اور ان پر غالب آنے کے سلسلے میں ضرور چالیں چل رہے ہوں گے۔"

"اگر تم سمجھتی ہو کہ وہ خلائی زون کے سائنس دان سولارز پر

غالب آسکیں گے تو تمہیں ضرور ان کے دماغوں میں رہ کر ان کے منصوبوں کو سمجھنا چاہئے۔ ان کے کامیاب منصوبے ہمارے بھی کام آسکیں گے۔"

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس کے اندر پہنچی۔ وہ واشنگٹن سے بیس کلومیٹر دور ایک وسیع میدان کے اطراف پھیلی ہوئی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی کے پتھر پر لکی سیون کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ چاروں طرف پہاڑیوں پر لاکھوں افراد کا ہجوم تھا۔ فوج کے جوان کافی تعداد میں تھے اور لوگوں کو میدان میں جانے سے روک رہے تھے۔

دیوی نے کہا "میں پانچ منٹ سے تمہارے اندر ہوں لیکن کسی سوچ کی لہر نہیں ہے۔ تمہارے دماغ میں سناٹا ہے۔ تم آخر ہو کیا چیز۔ انسان کا دماغ کبھی سوچ سے خالی نہیں رہتا۔ تم کیسے خالی رہتے ہو؟"

"جب میں کوئی ایسی بات سوچتا ہوں جو عورتوں کو نہیں بتائی جاتی تو اپنی سوچ کی لہروں کو گونگا بنا دیتا ہوں اس لئے تم ابھی وہ نہیں سن رہی ہو جو میں سنانا نہیں چاہتا۔"

"تم بکواس کر رہے ہو۔ ایسی کیا بات ہے جو عورتوں کو نہیں سنائی جاسکتی؟ مجھے بتاؤ کیا بات ہے؟ دیکھو بے شرمی کی باتیں نہ کرنا۔"

"بھئی میں روبوٹس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میں نے انہیں اب تک دیکھا نہیں ہے مگر ذہن میں ان کا نقشہ ہے۔ اس نقشے کے ذریعے وہ سر سے پاؤں تک سمجھ میں آتے ہیں مگر درمیان سے سوالیہ نشان ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"اتنی سی بات نہیں سمجھ رہی ہو۔ مجھے یہ سوال پریشان کر رہا ہے کہ روبوٹس ٹائلٹ جاتے ہوں گے یا نہیں؟"

"لعنت ہے تم پر۔ ابھی دو گھنٹے کے بعد ہماری دنیا میں قیامت آسکتی ہے' ہر شخص مضطرب ہے کہ کیا ہونے والا ہے اور تم روبوٹس اور ٹائلٹ کی باتیں سوچ رہے ہو۔"

"میری سوچ کو سنجیدگی سے سمجھو۔ پہلے یہاں ایک روبوٹ آیا پھر دو آرہے ہیں کُل تعداد تین ہوگئی۔ آئندہ تین سے تیرہ ہوں گے اور تیرہ ہزار بھی ہوسکتے ہیں لیکن ہم انہیں خاندانی منصوبہ بندی کا سبق کیسے پڑھائیں گے۔ پہلے یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ روبوٹس... میں نر کون ہے اور مادہ کون ہے؟ تمہارا پی پی سیون نر ہے یا مادہ؟"

"میں جانتی تھی تم بے شرمی سے باز نہیں آؤ گے اور یہ بھی جانتی ہوں کہ مجھے بھگانے کے لئے ایسی بکواس کیا کرتے ہو۔ اپنی لکی سیون سے کہو میں اس کے اندر آرہی ہوں۔ میری آتما شکتی ایسی ہے کہ وہ مجھے محسوس نہیں کرسکے گی اور محسوس کرے گی تو سانس روکنے کے باوجود مجھے اپنے اندر سے نہیں نکال سکے گی۔"

پارس نے کہا "مائی ڈیئر لکی! دیوی تمہارے دماغ میں آنا چاہتی ہے۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے اسے خوش آمدید کہو یا بھگا دو۔"

لکی سیون نے پوچھا "میرے دماغ میں کیوں آنا چاہتی ہے؟ کیا اس کے پاس اپنا دماغ نہیں ہے؟"

دیوی نے خیال خوانی کی پرواز کی اور اس کے اندر پہنچ گئی۔ چند سیکنڈ انتظار کیا' شاید لکی سیون اسے محسوس کرے اور سانس روکنا چاہے پھر پتا چلا کہ پارس کی طرح اس کا دماغ بھی سوچ سے خالی ہے۔ یہ بڑی حیرانی کی بات تھی۔ اس نے کہا "یہ کیسے ممکن ہے پارس کی طرح تمہارے دماغ میں بھی سناٹا ہے۔ آخر تم سوچ سے کس طرح خالی ہو؟"

لکی سیون کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ دیوی نے پارس کے پاس آکر کہا "کیا تم کچھ کم تھے کہ ایسی عجوبہ کو شریکِ حیات بنالیا ہے۔ تمہاری طرح اس کا دماغ بھی سوچ سے خالی ہے میں اس سے بولتی رہی اور وہ خاموش رہی جیسے اسے کچھ سنائی نہ دے رہا ہو۔"

"پھر تو تم غلط وقت پر گئی تھیں۔ ابھی اس کا دماغ خلا کی طرف گیا ہوگا۔"

"بکواس مت کرو۔ جسم یہاں رہے گا اور دماغ خلا کی طرف جائے گا؟ آخر تم بے تکی باتیں کیوں کرتے ہو۔"

"تمہارا جسم کہیں زیرِ زمین ہے اور تمہارا دماغ ہمارے پاس ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے یا بے تکی بات؟"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ کیا سوچ کر تمہارے پاس آتی ہوں مگر تمہاری بکواس سن کر بھول جاتی ہوں۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ ہماری طرح تم بھی یہاں تماشا دیکھنے آئی ہو۔"

"کیا ہمیں صرف تماشا دیکھنا چاہئے یا آنے والے روبوٹس اور سائنس دان کو اپنے زیرِ اثر رکھنے کی تدبیر کرنی چاہئے؟"

"اگر تم مجھے ایک مصیبت سے نجات دلا دو تو ہم دونوں مل کر سولارز کو زیر کرنے کی تدبیر کریں گے۔"

"تم اور کسی مصیبت میں مبتلا ہو؟ میں نہیں مانتی۔"

"نہ مانو لیکن میں لکی سیون سے شادی کرنے کے پہلے دن سے آج تک پچھتا رہا ہوں۔"

"بکواس کر رہے ہو۔"

پارس خاموش رہا۔ دیوی نے پوچھا "چپ کیوں ہوگئے؟"

"میں کبھی کبھی مذاق کرلیتا ہوں مگر تم میری ہر بات کو بکواس سمجھنے لگی ہو۔"

"اچھا اب نہیں سمجھوں گی۔ آگے بولو۔"

"کیا تمہیں پتا ہے کہ لکی سیون زہریلی ہے؟"

"ہاں پتا ہے۔ تم بھی تو زہریلے ہو۔"

"یہ مقدار کی بات ہے۔ مجھے تو علاج کے ذریعے کسی حد تک نارمل بنا دیا گیا تھا لیکن لکی بہت زیادہ زہریلی ہونے کے باعث مجھ پر غالب آجاتی ہے۔ میں ایک رات گزارتا ہوں مگر اس کا زہر کئی راتوں تک مجھے بیمار بنائے رکھتا ہے۔"

"تمہاری یہ بات کچھ دل کو لگتی ہے۔ تم اس سے علیحدگی کیوں اختیار نہیں کرتے؟"

"وہ مجھ سے علیحدہ نہیں ہوگی۔ اگر میں زبردستی الگ ہونا چاہوں گا تو وہ اپنے زہر کی زیادہ مقدار سے مجھے ہلاک کرسکتی ہے۔"

"پارس! میں کبھی مان نہیں سکتی کہ تمہارے جیسا مکّار ایک لڑکی کے سامنے بے بس ہوسکتا ہے۔"

"دنیا کے مکار ترین لوگ بھی موت کے آگے بے بس ہوجاتے ہیں۔"

"یہ درست ہے۔ میں تمہیں کس طرح اس سے نجات دلا سکتی ہوں؟"

"خلا سے آنے والے سائنس دان سولارز کی بیٹی بدی بدی اور لکی سیون ایک دوسرے کی جانی دشمن ہیں۔"

"یہ بھی درست ہے۔ میں نے پی پی سیون کے ذریعے بدی کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ وہ بھی لکی سیون کے زہر سے خوف زدہ رہتی ہے۔ کیا بدی بدی کو اس کے زہر سے ہلاک کرانا چاہتے ہو؟"

"کیسی الٹی بات کرتی ہو۔ میں بدی بدی کے ذریعے لکی سیون کو ہلاک کرانا چاہتا ہوں۔ اس وقت بدی بدی کو امریکی حکومت کی طرف سے وی آئی پی ٹریٹمنٹ دیا جارہا ہے۔ اس کے ایک حکم پر ابھی لکی سیون کو گرفتار کرکے اسے بدی بدی کے باپ سولارز کے سامنے سزائے موت کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے لیکن وہ خوفزدہ رہنے والی یہ نہیں جانتی ہے کہ لکی سیون یہاں میرے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔"

"میں ابھی جاکر بتاؤں گی۔"

"اسی ٹوٹی پھوٹی خلائی زبان میں بولنا ورنہ وہ سانس روک لے گی۔"

دیوی چلی گئی۔ لکی سیون نے مسکرا کر پارس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ وہ جلدی سے ہاتھ ہٹا کر بولا "محبت کے موڈ میں نہ آؤ۔ وہ بدی بدی کے پاس تمہاری موت کا سامان کرنے گئی ہے۔ ہمیں رومانس کے موڈ میں دیکھ کر سمجھ لے گی کہ اسے الو بنایا جارہا ہے۔"

"دیوی اتنی جلدی واپس نہیں آئے گی۔"

"وہاں دور اسٹیج کی طرف دیکھو جہاں امریکی اکابرین کے ساتھ بدی بدی اور روشنا بیٹھی ہیں۔ وہ فوجی جوانوں سے کچھ کہہ رہی ہے اور اب وہ ادھر آرہے ہیں۔"

دیوی ایک فوجی افسر کے دماغ میں رہ کر اسے اور مسلح جوانوں کو اس پہاڑی کی طرف لارہی تھی جہاں ایک بڑے سے پتھر پر لکی

سیون اور پارس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت رات کے تین بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے۔ بیس منٹ کے بعد ٹھیک چار بجے خلا سے تین بن بلائے مہمان آنے والے تھے۔

افسر نے لکی سیون کے سامنے پہنچ کر اسے ریوالور کے نشانے پر رکھ کر کہا ”ہمیں معلوم ہے تم زہریلی ہو۔ اگر ہمارے جوانوں میں سے کسی پر حملہ کرو گی تو تمہیں گولی مار دی جائے گی۔ اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔“

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اسی وقت بدی بدی نے آکر پارس کو دیکھا پھر افسر سے کہا ”ابھی اے لالاس (سابقہ سپراسٹر) نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے بتایا ہے کہ تمارا (لکی سیون) کے ساتھ پارس ہے۔ اس کا تعلق اسی ادارے سے ہے جہاں ہمارے خلائی زون کا غدار ایمون ابابا اپنی بیٹی کے ساتھ ہے۔ اب ہم اس ادارے سے سودا کریں گے کہ وہ اس جوان پارس کو بحفاظت واپس لے کر ایمون ابابا اور اس کی بیٹی کو ہمارے حوالے کردیں۔“

سابقہ سپراسٹر اے لالاس‘ سونیا ثانی کے زیر اثر تھا۔ ثانی نے ہی اس کے دماغ پر قبضہ جما کر بدی بدی کے دماغ میں بھیجا تھا اور پارس کو گرفتار کرایا تھا۔

لکی سیون اور پارس کو قیدیوں کی طرح اسٹیج کے پاس لاکر کھڑا کیا گیا۔ وہ میدان دور تک خالی تھا۔ لوگ چاروں طرف پہاڑیوں کے نیچے سے اوپر تک لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ ان کے درمیان دوسرے ممالک کے جاسوس‘ پریس رپورٹرز‘ فوٹوگرافرز اور دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے جسمانی طور پر یا خیال خوانی کے ذریعے موجود تھے۔ خیال خوانی کرنے والی پوری یہودی ٹیم بھی وہاں موجود تھی۔

بدی بدی نے اسٹیج پر مائیک کے سامنے کہا ”میں حاضرین اور ٹی وی کے ناظرین سے مخاطب ہوں۔ صرف پانچ منٹ کے بعد آپ کے خلائی مہمان یہاں آنے والے ہیں۔ میرا ڈیٹیکٹو آلہ کہہ رہا ہے کہ وہ زمین سے صرف بارہ میل کے فاصلے پر ہیں۔ آپ آسمان کی جانب دیکھیں۔ زمین والے خلا کی سمت سورج‘ چاند اور ستاروں کو دیکھتے ہی رہتے ہیں لیکن ابھی زیادہ دیر دیکھنے کی زحمت نہیں ہوگی۔ دیکھیے ہاں وہ دیکھیے اور بلندی پر ہلکی سی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔ آپ کے مہمانوں کے جوتوں کے تلے ایسی ننھی فلائنگ مشینوں اور پیچیدہ آلات سے بنائے گئے ہیں جن کے ذریعے وہ زمین کی کشش سے نکل کر خلا میں جاسکتے ہیں اور خلا سے زمین کی کشش کی گرفت میں آکر زمین پر اتر سکتے ہیں۔“

بلندی سے آنے والی ہلکی روشنی واضح ہوتی جارہی تھی۔ خلائی مخلوق کے تین افراد ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے نیچے آرہے تھے۔ نیچے آنے کی رفتار سست ہوگئی تھی۔ لاکھوں افراد... گم صم سے ہو کر پلکیں جھپکائے بغیر انہیں دیکھ رہے تھے۔ نہایت آہستگی اور آرام سے تینوں کے قدم زمین پر آکر ٹھہر گئے۔

بدی بدی دوڑتی ہوئی میدان میں آکر اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ اس کا باپ ایسے سنہری لباس میں تھا جو دیکھنے میں زرہ بکتر کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے آس پاس چاندی کی طرح چمکتے ہوئے لباس میں دو ردبوٹس تھے۔ وہ دیکھنے میں گوشت پوست کے انسان دکھائی دے رہے تھے۔

امریکی حکام اور فوجی افسران نے آکر ان سے مصافحہ کیا پھر انہیں اسٹیج کی طرف لے جانے لگے۔ وہاں آرام دہ صوفے رکھے ہوئے تھے۔ اسٹیج کے چاروں طرف وڈیو کیمرے آن تھے۔ بدی بدی نے اپنے باپ سے کہا ”تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی ہے۔ آپ بڑے خوش قدم ہیں۔ آپ کی آمد سے چند منٹ پہلے ہم نے اس زہریلی تمارا کو گرفتار کرلیا ہے۔ اس کے ساتھ جو جوان ہے اس سے تمارا کی شادی ہو چکی ہے۔“

سائنس دان سولارز نے پارس کو دیکھ کر کہا ”یہ شادی کے بعد بھی زندہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمارا کی طرح یہ بھی زہریلا ہے۔“

سولارز نے ایک حاکم سے پوچھا ”آپ کی دنیا میں سانپ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟“

حاکم نے کہا ”ہم سانپوں کے سر کچل ڈالتے ہیں۔“

”تو پھر دیر کس بات کی ہے۔“

بدی بدی نے کہا ”یہ جوان بہت اہم ہے۔ ہم اسے زندہ رکھ کر اس کے ذریعے غدار ایمون ابابا اور اس کی بیٹی کو حاصل کرسکتے ہیں۔“

سولارز نے حاکم سے کہا ”ہم آپ کی دنیا میں آکر بہت خوش ہوئے۔ ہمارے خلائی زون کا جو باغی ہمیں دھوکا دے کر یہاں آیا تھا‘ ہم آپ کے تعاون سے اسے اور اس کی بیٹی کو اسی دنیا میں سزائے موت دیں گے۔“

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا ”ہم آپ سے مستحکم دوستی رکھنے کے لئے آپ سے ہر طرح تعاون کریں گے۔ اگرچہ بابا صاحب کا ادارہ ہم سب کے لئے خطرناک ہے لیکن خلائی سائنس دانوں اور امریکی حکام کے اتحاد سے بابا صاحب کے ادارے سے ہم ایمون ابابا اور اس کی بیٹی کو کسی طرح بھی لے آئیں گے۔“

دوسرے فوجی افسر نے کہا ”میں ابھی فون پر بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے بات کرتا ہوں۔ یہ پارس عالمی شہرت یافتہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہے۔ اس کی سلامتی کے لئے وہ ایمون ابابا اور اس کی بیٹی کو آپ کے حوالے کردیں گے۔“

ایک فوجی افسر نے مائیک کے پاس آکر کہا ”میں فرہاد علی تیمور ہوں۔ تمہارے اس فوجی افسر کی زبان سے بول رہا ہوں۔ یہاں کے اکابرین میری آواز اور لہجے کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ ویسے میرا بیٹا بھی خیال خوانی کے ذریعے یہاں میری موجودگی کی تصدیق کرے گا۔“

پارس نے بلند آواز سے کہا ”ہاں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ میرے پاپا فرہاد علی تیمور اس فوجی افسر کے اندر موجود ہیں اور اس کی زبان سے بول رہے ہیں۔“

چند لمحات کے لئے تمام امریکی اکابرین پر سکتہ طاری ہوگیا۔ شاید میں ان کی توقع کے خلاف وہاں پہنچ گیا تھا۔ سائنس دان سولارز نے کہا ”یہ ہمارے لئے نئی بات ہے کہ کوئی شخص موجود نہیں ہے لیکن وہ دوسرے کی زبان سے بول رہا ہے۔ ہم بھی دوسروں کے دماغوں میں جاتے ہیں ان کے خیالات پڑھتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہیں مگر کسی کے دماغ پر حاوی نہیں ہوسکتے اور نہ ہی اپنی مرضی سے کسی کو کچھ بولنے پر مجبور کرسکتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ ہماری ٹیلی پیتھی ٹیلی فون کا کام کرتی ہے۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے صرف گفتگو کرسکتے ہیں۔“

میں نے کہا ”تمہارے خلائی زون کے لوگ کیسے ہیں‘ کیسی زندگی گزارتے ہیں اور تم سب کو قدرتی طور پر کیسی سہولتیں حاصل ہیں؟ ہم یہ سب رفتہ رفتہ معلوم کرتے رہیں گے۔ فی الحال تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ سیٹلائٹ کے ذریعے ہماری دنیا والے تمہیں ٹی وی اسکرین پر دیکھ رہے ہیں۔ خلا سے آنے والی لکی سیون‘ ایمونا اور ایمون ابابا ہم تمام دنیا والوں کے ایسے ہی معزز مہمان ہیں جیسے کہ مسٹر سولارز تم اس وقت ہمارے مہمان ہو لیکن تمہارے آتے ہی ہماری مہمان کو جو کہ میری بہو بھی ہے گرفتار کرلیا گیا ہے اور میرے بیٹے کو یرغمال بنایا گیا ہے تاکہ ہم اس کے عوض اپنے مہمان ایمون ابابا اور ایمونا کو تمہارے حوالے کردیں۔ کیا تمہارے خلائی زون میں یہی دستور ہے کہ اپنے مہمانوں کو دشمنوں کے حوالے کردیا جاتا ہے۔“

سولارز نے کہا ”ہم دوست بن کر آئے ہیں اور تم ہمیں دشمن کہہ رہے ہو۔ تم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم دشمن بن جائیں گے تو تمہاری دنیا میں کیسی قیامتیں آئیں گی۔“

ایک حاکم نے کہا ”مسٹر فرہاد! تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی چھوٹی سی فوج رکھ کر معزز سولارز کو ناراض کررہے ہو۔ کیا اپنی محدود طاقت کے غرور میں ساری دنیا کو تباہ کرڈالنا چاہتے ہو؟“

میں نے کہا ”ہم دوستی اور امن چاہتے ہیں۔ پہلے یہ تو معلوم ہو کہ مسٹر سولارز یہاں دوستی کرنے آئے ہیں یا اپنے زون کے باغیوں کو گرفتار کرنے اور سزائے موت دینے آئے ہیں۔“

”دوستی اسی شرط پر ہوگی جب ہمارے باغی ہمارے حوالے کئے جائیں گے۔“

میں نے کہا ”اس کے علاوہ جتنی شرائط ہیں وہ ساری دنیا کے سامنے پیش کرو۔“

ایک حاکم نے کہا ”مسٹر سولارز ہمارے مہمان ہیں۔ ہم نے ان سے دوستی کا معاہدہ کرلیا ہے اور شرائط معلوم کرلیں گے۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔“

”تو پھر تم ہی یہ کام کرو۔ ہمارے مہمان جنہیں یہ باغی کہتے ہیں‘ انہیں واپس کیا جائے گا یا نہیں‘ اس کا فیصلہ دوسری شرائط سننے کے بعد کیا جائے گا۔“

سولارز نے کہا ”ہم ارضی دنیا سے سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کا تبادلہ کریں گے۔ اس دنیا سے بے روزگاری‘ غریبی اور دہشت گردی وغیرہ کا خاتمہ کریں گے۔ ان نیک مقاصد کی تکمیل کے لئے ہمیں اس دنیا میں زمین کا ایک بہت بڑا حصہ چاہئے تاکہ ہم کئی کلومیٹر کے احاطے پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے ادارے قائم کریں۔ جدید ہتھیار تیار کرنے کے لئے ہم بڑی بڑی فیکٹریاں قائم کریں گے۔ ہم نے میڈیکل سائنس میں اتنے کامیاب تجربات کئے ہیں کہ یہاں تمہاری دنیا میں کوئی مہلک مرض میں مبتلا نہیں رہے گا۔ اس کے لئے ہم میڈیکل کالج اور اسپتال تعمیر کرائیں گے۔ تمہاری دنیا کے لوگ بہت جلد تسلیم کریں گے کہ ہم ان کے لئے آسمان سے فرشتے بن کر آئے ہیں۔“

میں نے پوچھا ”یہ تمام سائنسی اور ٹیکنالوجی کے ادارے‘ میڈیکل کالج اور اسپتال اور جدید ہتھیار کی فیکٹریاں کہاں قائم کی جائیں گی؟“

سولارز نے کہا ”یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے بے شمار وسیع تر پروجیکٹس کے لئے بہت وسیع و عریض زمین کی ضرورت ہوگی۔ فی الحال ہمیں اس دنیا کا کوئی ایک بڑا سا ملک چاہئے۔“

”ایک بڑا ملک؟“ امریکی اکابرین کے چہروں سے ناگواری ظاہر ہونے لگی۔

سولارز نے کہا ”ہاں‘ ہم پوری دنیا نہیں چاہتے۔ صرف ایک بڑا ملک چاہتے ہیں۔ جب ہم اس دنیا میں خوش حالی لے آئیں گے تو دنیا والے خود ہی اپنے اپنے ملک میں ہمیں بلائیں گے اور خوش حالی کے لئے اپنا اپنا ملک ہمارے حوالے کرتے جائیں گے۔“

میں نے کہا ”شاباش! ہماری دنیا کے تمام سیاستداں بھی اپنے اپنے ملک میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے اسی طرح خوش حالی کے سہانے خواب دکھاتے ہیں لیکن ہمیں بھروسا کرنا چاہئے کہ تم خلا کی نامعلوم بلندیوں سے دنیا والوں کو جھوٹے خواب دکھانے نہیں آئے ہو۔ تمہیں اس دنیا کے کسی ملک میں مثالی حکومت قائم کرنے کا موقع دینا چاہئے۔“

ایک حاکم نے کہا ”کیسی احمقانہ بات کررہے ہو؟ ہماری دنیا میں کون اپنا ملک انہیں مثالی حکومت قائم کرنے کے لیے دے گا؟“

میں نے کہا ”یہ امریکا بہت بڑا ملک ہے۔ اگر اس کے دو حصے کئے جائیں تب بھی یہ بڑا ملک رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ مسٹر سولارز کو یہ ملک سب سے زیادہ پسند آئے گا۔“

ایک فوجی افسر نے کہا ”مسٹر فرہاد! ہم نے تمہاری آمد سے ہی سمجھ لیا کہ تم بڑی مکاری سے ہمارے خلاف کچھ کرو گے۔ کیا امریکا

۔ تمہاری جاگیر ہے جسے تم دو حصے کردو گے؟"
"میں کچھ نہیں کروں گا۔ جو کرنا ہے مسٹر سولارز کریں گے۔"
سولارز نے کہا "یہ پوری دنیا خوب صورت ہے۔ یہاں زمینوں کے اندر خزانے بھرے پڑے ہیں۔ یہاں ہمیں ایک بڑا ملک چاہئے چاہے وہ کہیں بھی ہو۔"
"یہاں سیکڑوں میل زمینیں برفانی اور ریگستانی ہیں۔ ویران پڑی رہتی ہیں۔ آپ کو وہ زمین دو شرائط پر دی جائیں گی۔ ایک شرط یہ ہے کہ ہمیں بھی خلائی زون میں اتنا ہی علاقہ دیا جائے جتنا ہم یہاں دے رہے ہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ لکی سیون' ایمونا اور ایمون ابابا کو اسی دنیا میں سزائے موت دی جائے۔"
سولارز نے کہا "ہمیں یہ شرائط منظور ہیں۔ اگر اس دنیا کے لوگ ہماری طرح خلائی زون میں پہنچنے کے راستے نکال لیں گے تو ہم انہیں اپنے زون میں خوش آمدید بھی کہیں گے اور بڑی زمینیں بھی دیں گے اور تمہاری دوسری شرط تو ابھی پوری ہوگی۔ یہاں کھلے میدان میں سب کے سامنے ہمارا ایک روبوٹ ایک معمولی ہتھیار سے لکی سیون کے گوشت پوست اور ہڈیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔"
ایک فوجی افسر نے کہا "صرف لکی سیون کو موت نہ ملے اپنے روبوٹ سے کہو کہ پارس کے بھی چیتھڑے اڑا دے۔"
دیوی ایک حاکم کی پرسنل سیکریٹری کے دماغ میں رہ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور تمام باتیں سن رہی تھی۔ اس نے مائیک کے پاس آکر کہا "میں یہاں کے تمام اکابرین کو وارننگ دیتی ہوں۔ پارس کے جسم پر ہلکی سی خراش بھی نہ آئے ورنہ یہ سولارز اور روبوٹ بھی اس ملک کو تباہی سے نہیں بچا سکیں گے۔"
ایک حاکم نے کہا "مسٹر سولارز! ہماری دنیا میں فرہاد اور دیوی دو ایسے دشمن ہیں جو ہمیں نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ دونوں ہمارے لئے مسائل پیدا کرتے رہتے ہیں۔"
"ان کے انداز سے پتا چلتا ہے' یہ دونوں اسی طرح چھپ کر دھمکیاں دیتے ہیں اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ ہماری طرح دلیری ان میں نہیں ہے۔ ہم صرف تین ہیں اور خلا سے یہاں اربوں کی آبادی میں آئے ہیں۔ اگر دیوی اور فرہاد میں جرأت ہے تو ہماری طرح سامنے آئیں۔"
میں نے دیوی سے کہا "شی تارا! تم خاموش رہو۔ اطمینان رکھو۔ پارس کو کچھ نہیں ہوگا۔"
پھر میں نے سولارز سے کہا "تم مجھے سامنے آنے کو کہہ رہے ہو۔ میں آؤں گا تو امریکی اکابرین کی نیندیں اڑ جائیں گی۔ یہاں میرا بیٹا موجود ہے۔ تم خلا سے جتنی ذہانت اور قوت لے کر آئے ہو' جتنے جدید ایٹمی ہتھیار لائے ہو' سب میرے بیٹے اور بہو لکی سیون پر آزمالو۔ اگر تم انہیں ذرا بھی نقصان نہ پہنچا سکے تو میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔ یہ جتنے دشمن ہماری تباہی چاہتے ہیں تم انہیں تباہ کرو گے اور میرے اشاروں پر چلنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"
سولارز نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے قہقہہ لگایا پھر کہا "چلو تم کہتے ہو تو میں تمہاری دنیا کو دکھا دوں کہ میرے روبوٹس کتنے خطرناک اور ناقابلِ شکست ہیں۔ یہ پلک جھپکتے ہی تمہارے بیٹے اور بہو کے چیتھڑے اڑا دیں گے۔"
پارس نے محبت سے لکی سیون کا ہاتھ تھام لیا۔ دونوں مسکراتے ہوئے کھلے میدان کے وسط میں جانے لگے۔ سولارز نے مائیک کے پاس آکر کہا "پہلے میں اپنی طاقت کا ایک نمونہ دکھاؤں گا پھر ان دونوں کا قیمہ بنا دوں گا۔"
میدان میں ایک چھ فٹ اونچا اور تقریباً اتنا ہی چوڑا سخت پتھر رکھا ہوا تھا۔ وہ اتنا بھاری تھا کہ اسے ایک بڑی کرین کے ذریعے ہٹایا جاسکتا تھا۔ دونوں روبوٹس میدان میں ٹہل رہے تھے۔ سولارز نے ایک سے کہا "پی پی سکس! تمہارے پیچھے جو بڑا بھاری پتھر ہے اسے ختم کردو۔"
یہ حکم سنتے ہی روبوٹ پی پی سکس نے پلٹ کر اس پتھر کو دیکھا پھر اپنے مخصوص لباس کے ایک بڑے بٹن کو پکڑ کر آہستگی سے ایک طرف گھمایا۔ یکایک اس بٹن سے ایک چاندی جیسی پتلی سی کرن نکلی۔ وہ کرن پتھر تک گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک دھماکا سا ہوا۔ سب نے حیرانی سے دیکھا' وہ وزنی مضبوط پتھر ریزہ ریزہ ہو کر بلندی تک فضا میں اڑتا ہوا دور تک بکھر گیا تھا۔
سب گم صم ہو کر دیکھ رہے تھے۔ جہاں پتھر تھا اب وہاں کچھ نہیں رہا تھا۔ دور تک مٹی اور پتھر کے ریزے پھیلے ہوئے تھے۔ سولارز نے کہا "یہ ہمارا تیار کردہ ایک چھوٹا سا ایٹمی ہتھیار ہے۔ اب دوسرے ہتھیار کی تباہی دیکھو۔ یہ دونوں جہاں کھڑے ہیں' وہیں چشم زدن میں جل کر کوئلے کا مجسمہ بن جائیں گے۔"
لکی سیون اور پارس ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ لکی نے بڑی محبت سے پارس کی گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ پارس نے اس کی لچکنے والی کمر کو ایک بازو کے حصار میں لیا۔ سولارز نے حکم دیا "پی پی فائیو! دیکھو وہ دونوں کتنے رومانی انداز میں ہیں۔ انہیں اسی انداز میں کوئلے کا مجسمہ بنا دو۔ یہ اس میدان میں یادگار کے طور پر قیامت تک کھڑے رہیں گے۔"
پی پی فائیو نے اپنے مخصوص لباس کے تیسرے بٹن کو دو انگلیوں سے پکڑ کر آہستگی سے گھمایا۔ اچانک اس بٹن میں سے شعلہ نکلا۔ سب نے دھڑکتے ہوئے دل سے دیکھا۔ وہ شعلہ سیدھا ان پیار کرنے والوں کی طرف گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ شعلہ ان کے جسموں کو چھولیتا' وہ دونوں اچانک گم ہو گئے۔
لاکھوں آنکھیں انہیں ڈھونڈ رہی تھیں لیکن وہ نظر نہیں آرہے تھے۔ وہ غیر معمولی ننھی سی گولیاں نگل کر سایہ بن گئے تھے اور دوڑتے ہوئے دونوں روبوٹس کی طرف جارہے تھے۔
سولارز اچھل کر اسٹیج سے نیچے آیا پھر روبوٹس کی طرف دوڑتے ہوئے بولا "وہ دونوں موجود ہیں کسی تکنیک کے نتیجے میں نظر نہیں آرہے ہیں۔ تم چاروں طرف گھوم کر اینٹی ڈارک لینس سے دیکھو۔ وہ نظر آئیں گے۔"
لکی سیون ایک روبوٹ کے پیچھے اور پارس دوسرے روبوٹ کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ دونوں نے ان کی گردن کے نیچے ریگولیٹر کو گھما کران کی بیٹری کے وولٹیج کو زیرو پر کردیا۔
وہ دونوں دوسرے ہی لمحے میں بے جان ہوگئے۔ جہاں کھڑے ہوئے تھے وہیں اوندھے منہ گر گئے۔ بدی بدی اور روشنا حیرانی اور پریشانی سے کھڑی ہوگئیں۔ سولارز ایک روبوٹ کے پاس آکر اس پر جھک گیا۔ وہ ریگولیٹر کو وولٹیج نمبر تین پر لانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی اس کے منہ پر ایک ٹھوکر لگی۔ وہ دوسری طرف الٹ کر زمین پر گر پڑا۔ وہ اگرچہ مضبوط جسم کا مالک تھا لیکن پارس بھی پاشا کی طرح حیرت انگیز جسمانی قوتوں کا حامل تھا۔
مگر کہاں تھا؟
سولارز تیزی سے گھوم گھوم کر دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنے لباس سے اینٹی ڈارک لینس نکال کر آنکھوں سے لگانا چاہا لیکن کسی نے انہیں چھین کر توڑ کر پھینک دیا۔
بدی بدی دوڑتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی پھر اسے زمین پر سے اٹھنے کے لیے سہارا دینے لگی۔ اسی لمحے اس کے منہ پر کسی کا ہاتھ پڑا۔ وہ باپ کو اٹھاتے اٹھاتے خود گر پڑی۔ پھر اسے اپنے دماغ کے اندر لکی سیون کی آواز سنائی دی "میرے زہر سے بہت ڈرتی ہو۔ تمہارا باپ سانپوں کا سر کچل دیتا ہے اب کیسے کچلے گا؟ تمہیں کون بچائے گا بدی بدی؟"
وہ زہریلی موت کے خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ میں نے اسٹیج پر مائیک کے سامنے کہا "سولارز! اب تم ارضی دنیا کے روبوٹس دیکھو گے۔ ابھی یہ ایک چھوٹا سا ٹریلر ہے۔ اب پوری فلم چلے گی....."
سولارز حرام موت مرنے کے لئے ارضی دنیا میں نہیں آیا تھا۔ وہ سائنس دان بھی تھا' ذہین اور حاضر دماغ بھی۔ اس نے سمجھ لیا کہ اس نے دنیا کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ فی الوقت ہاری ہوئی بازی کو جیتنے کے لئے فرار ہونا چاہئے۔
اس نے آہستہ آہستہ اپنے جوتوں کے تلوں کو کھینچ کر ایک طرف پھینک دیا پھر فلائنگ مشین کے ایک کل کو گھماتے ہی اپنی بیٹی بدی بدی کو زمین پر سے اٹھایا۔ اس سے لپٹ کر جیسے ہی کھڑا ہوا' دونوں جوتوں کی مشینوں نے اسے زمین سے بلند کردیا۔ سب نے دیکھا وہ جیسے راکٹ کی تیزی سے بلندی پر جاتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل ہو رہا تھا۔
صبح کا اجالا پھیل گیا تھا۔ اس کے باوجود دور خلا کی طرف جانے والا سائنس دان سولارز اپنی بیٹی کے ساتھ نظر نہیں آرہا تھا۔
جب وہ زمین کی کشش سے باہر نکل گیا تو بدی بدی نے باپ کے شانے پر سر رکھ کر سوچ کے ذریعے کہا "تھینک یو بوب! اگر آپ حاضر دماغی سے کام نہ لیتے تو وہ کمبخت تمارا مجھے اپنے زہر سے ہلاک کردیتی۔"
وہ دونوں سیدھے بلندی کی طرف خلا میں جارہے تھے۔ اچانک بدی بدی نے خوف سے چیخ ماری۔ ایک دم سے لرز کر بولی۔ "بوب! یہ کہتی ہے کہ اس کا جسم سایہ بن کر میرے اندر موجود ہے۔"
سولارز نے کہا "بیٹی! وہ زہریلی تمارا وحشت بن کر تمہارے حواس پر چھا گئی ہے۔ بھلا ٹھوس جسم سایہ کیسے بن سکتا ہے؟"
سولارز کو اپنی کھوپڑی میں پارس کی آواز سنائی دی "بالکل ٹھیک! بیٹی کو اسی طرح تسلیاں دیتے رہو۔ اسے ہرگز نہ بتانا کہ میں بھی سایہ بن کر تمہارے اندر موجود ہوں۔"
سولارز کے دیدے حیرانی سے پھیل گئے۔ وہ مہمان بن کر ارضی دنیا پر قبضہ جمانے اور حکومت کرنے گیا تھا۔ اب ارضی دنیا والا مہمان بن کر اس کے خلائی زون میں اس طرح جارہا تھا کہ وہ اسے اپنے وجود کے اندر سے نوچ کر پھینک نہیں سکتا تھا۔

سولارز پر ذرا سی دیر کے لیے سکتہ طاری ہوگیا تھا۔ اس نے اپنے دماغ میں پارس کی سوچ کی لہروں کو سنا تھا۔ پارس کی سوچ کا لہجہ مختلف تھا اس لیے سولارز کو یہ تسلیم کرنا پڑ رہا تھا کہ زمین کی کشش سے نکلنے کے باوجود ایک زمین والا اس کے اندر بول رہا ہے۔

اگر وہ صرف ٹیلی پیتھی تھی تو سوچ کی لہریں زمین کی کشش تک محدود رہتی ہیں۔ وہ کششِ ثقل سے آگے نہیں جاسکتیں۔ سولارز نے پریشان ہوکر پوچھا "اگر تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے اندر بول رہے ہو تو یہ کیسے ممکن ہے۔ تمہاری سوچ کی لہریں کششِ ثقل کی حد سے کیسے نکل آئیں؟"

پارس نے کہا "یہ ممکن نہیں ہے۔ اگر میں زمین پر ہوتا تو میری خیال خوانی کی لہریں تمہاری کھوپڑی تک نہ آتیں۔ لہٰذا یہ تسلیم کرلو کہ میں اور تمارا (لکی سیون) زمین پر نہیں ہیں۔ ان لمحات میں تمہارے ساتھ ہیں۔ میں تمہارے اندر ہوں اور لکی سیون تمہاری بیٹی کے اندر۔۔۔"

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟ جسمانی طور پر زمین کی کشش سے نکل آئے ہو تو یہاں تمہارا جسم کہاں ہے؟"

"تم خلائی زون کے سائنس دان ہو۔ تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ زمین والوں سے سائنس اور ٹیکنالوجی میں بہت آگے ہو۔ تمہارا یہ دعویٰ بعض پہلوؤں سے درست ہوسکتا ہے لیکن ہم نے بھی میڈیکل سائنس میں ایسے انوکھے اور حیرت انگیز تجربات کیے ہیں جن کی ایک مثال ہم ہیں۔ ہم نے ایسی دوا ایجاد کی ہے جو ٹھوس جسم کو تحلیل کرکے سائے میں تبدیل کردیتی ہے۔ ہم سایہ بن کر تم باپ بیٹی کے اندر ہیں۔"

"سایہ ٹھوس نہیں ہوتا لیکن تم نے زمین پر مجھے ٹھوکر ماری تھی۔ ہمارے دونوں روبوٹس کے ریگولیٹر کو زیرو پوائنٹ پر لاکر انہیں بے جان بنادیا تھا۔"

"بے شک سایہ ٹھوس نہیں ہوتا لیکن ہم اپنی ایجاد کی ہوئی دوا کے فنکشنز کو سمجھتے ہیں۔ بہ وقتِ ضرورت چند سیکنڈ کے لیے اپنے سائے کو ٹھوس بناکر اپنا کام نکالتے ہیں پھر وہی سایہ بن جاتے ہیں جسے نہ پکڑا جاسکتا ہے اور نہ ہی تمہارے جدید ایٹمی ہتھیار سے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

بدی بدی نے کہا "یس بوب! ہم نے زمین پر دیکھا تھا۔ ہمارے ایک روبوٹ نے لیزر ریز کے ذریعے ٹھوس پتھر کو ریزہ ریزہ کردیا تھا لیکن انہی لیزر ریز نے ان دونوں سایوں کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔"

وہ چاروں خلا میں سوچ کے ذریعے ایک دوسرے کی گفتگو سن رہے تھے اور خیال خوانی کے ذریعے بول رہے تھے۔ پارس نے کہا۔ "اب ہم نہیں بولیں گے۔ پچھلی رات سے جاگ رہے ہیں۔ تمہارے اندر آرام سے سوتے رہیں گے۔ جب اپنے خلائی زون میں پہنچو تو ہمیں جگا دینا۔"

لکی سیون نے کہا "میری جان پارس! ابھی میں سوچ رہی تھی کہ بدی بدی کے اندر تھوک دوں تاکہ یہ میرے زہر سے مرجائے۔"

وہ خوف کے مارے باپ سے لپٹ کر بولی "نہیں، میں مرنا نہیں چاہتی۔ تمارا! پچھلی دشمنی بھول جاؤ۔ مجھے معاف کردو۔ میں ایک بہترین دوست بن کر تمہارے کام آتی رہوں گی۔"

سولارز نے کہا "پلیز تمارا! میں تمہاری تمام جائز و ناجائز شرائط ماننے کو تیار ہوں۔ میری بیٹی کی جان نہ لو۔"

وہ بولی "ہم شرائط منوائے بغیر تمہاری دشمنی کے مزے لے رہے ہیں۔ تمہاری بیٹی نے میری پوری بات نہیں سنی اور خوف سے گڑگڑانے لگی۔ اصل بات یہ ہے کہ ابھی میں تمہاری بیٹی کو زندہ رکھوں گی۔ اگر یہ میرے زہر سے مرجائے گی تو اس کی لاش سے بدبو آنے لگے گی اور میرا سایہ اس کے اندر نہیں رہ سکے گا۔ لہٰذا بے خوف ہوکر سفر کرتے رہو۔ ہماری نیند میں مداخلت نہ کرو۔"

ان کے درمیان خاموشی چھاگئی۔ پارس نے چپکے سے لکی سیون کے اندر آکر کہا "تمہیں واقعی آرام سے نیند پوری کرنا چاہیے۔ تم سو جاؤ۔ میں سولارز کے چور خیالات پڑھتا رہوں گا۔"

"کیا بات کرتے ہو؟ اس چڑیل کے اندر مجھے نیند نہیں آئے گی پھر ہم دشمنوں کے اندر ہیں۔ ماں کی گود میں نہیں ہیں کہ سوجائیں۔"

وہ دونوں سولارز کے اندر آئے۔ اگر ارضی دنیا کی کسی زبان کی سوچ کی لہریں ہوتیں تو سولارز گدگدی سی محسوس کرتا۔ یہ گدگدی ایک طرح کا سگنل ہوتی ہے جو انجانے خطرے سے انہیں آگاہ کرتی ہے۔ پارس اور لکی سیون نے خلائی زبان میں سولارز کا لہجہ اپنایا تھا اس لیے وہ ان دونوں کو محسوس نہیں کررہا تھا۔

پہلے تو وہ اپنی شکست پر کڑھتا رہا۔ خلائی زون کے ان سائنس دانوں کو اپنی سائنسی ترقی پر ناز تھا۔ وہ ارضی دنیا کے ذہین افراد کو خود سے کمتر سمجھتے تھے پھر بدی بدی کی رپورٹ نے انہیں بتایا تھا کہ ارضی دنیا میں کئی الگ الگ ملک اور الگ الگ حکمران ہیں۔ حکمران ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے زیادہ تر جنگی تیاریاں کرتے ہیں یا سیاسی چالیں چلتے ہیں۔ اس ارضی دنیا میں سائنس سے زیادہ سیاست کو اہمیت دی جاتی ہے۔

خلائی زون میں صرف تین سائنس دان حکمرانی کرتے تھے۔ بدی بدی کی رپورٹ نے یہ سمجھایا تھا کہ زمین کے کئی حصے کرکے کئی ممالک بناکر متحد نہ رہنے والے جتنے حکمران ہیں وہ دو چار روبوٹس کے حملوں سے ان کے آگے گھٹنے ٹیک دیں گے۔

سوچا تھا کیا اور کیا ہوگیا۔ سولارز کو زمین پر تقریباً تیس یا چالیس منٹ تک کھڑے رہنے کا موقع ملا پھر اس کے قدم ایسے اکھاڑ دیے گئے کہ وہ اپنی اور بیٹی کی جان بچانے کے لیے وہاں روبوٹس کو چھوڑ کر بھاگ آیا۔ اب خود کو تسلیاں دے رہا تھا کہ ٹھوکر کھانا اچھا ہے۔ تجربات میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب وہ ارضی دنیا کو اچھی طرح سمجھ کر دوبارہ آئے گا تو اپنے دو سائنس دان ساتھیوں کے ساتھ پوری دنیا کا حکمران بن جائے گا۔

پھر اس کے خیالات نے پارس کو بتایا کہ وہ خلائی زون سے ارضی دنیا تک مسلسل سفر نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے چند اہم ضروریات کے لیے ایک خلائی پلیٹ فارم بنایا ہے جہاں وہ تھوڑی دیر قیام کرتے ہیں۔ سولارز اور دوسرے روبوٹس کے خصوصی جوتوں کے تلے میں جو فلائنگ مشین تھی وہ بلاشبہ خلائی زون کے سائنس دانوں کا کمال تھی۔ اگرچہ وہ سائز میں چھوٹی تھی، جوتوں کے تلے میں سما جاتی تھی لیکن اس کی کارکردگی بے مثال تھی۔ وہ ڈیڑھ لاکھ میل تک پرواز کرتی تھی۔ خلائی زون اور زمین کے درمیان اسی لیے خلائی پلیٹ فارم بنایا گیا تھا کہ وہ فلائنگ شوز پہن کر سفر کرنے والے وہاں قیام کریں۔ قیام کے دوران وہ اپنے جوتے اتار کر خلائی پلیٹ فارم کے نگرانِ اعلیٰ کو دیتے تھے۔ اس کے بدلے نئے جوتے حاصل کرتے تھے پھر ان کے خاص لباس میں جو خفیہ ایٹمی ہتھیار ہوتے تھے ان انہیں چیک کیا جاتا تھا تاکہ ان میں کسی قسم کی خامی یا کمی نہ رہ جائے۔

سولارز ایک چھوٹے سے آلے کے ذریعے سگنل دینے لگا۔ اس کی سوچ بتارہی تھی کہ سگنل کس طرح دیا جاتا ہے اور اس کا مفہوم کیا ہے؟

وہ خلائی پلیٹ فارم کے قریب پہنچ رہا تھا اور وہاں کے نگرانِ اعلیٰ کو اطلاع دے رہا تھا کہ اپنی بیٹی بدی بدی کے ساتھ پلیٹ فارم پر آنا چاہتا ہے۔ ان کے لیے پلیٹ فارم کا خفیہ دروازہ کھولا جائے اور انہیں اسکرین پر دیکھا جائے کہ وہ کتنی دور رہ گئے ہیں اور حساب لگائیں کہ کتنی دیر میں پہنچنے والے ہیں۔

بدی بدی، باپ کے دماغ میں تھی، اس نے کہا "بوب! بہت دیر سے میں اپنے اور آپ کے دماغ میں ان کی سوچ کی لہریں محسوس نہیں کررہی ہوں، کیا وہ دونوں سچ مچ سو رہے ہیں؟"

"ہم انہیں اپنے دماغوں میں محسوس نہیں کررہے ہیں۔ صرف اسی سے یقین ہوتا ہے کہ وہ سو رہے ہیں۔ دوسری صورت میں ان کی چالبازی ہوسکتی ہے۔ ہوسکتا ہے، وہ کسی طرح ہمارے خیالات پڑھ رہے ہوں۔ ہم نے ان ارضی باشندوں کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ یہ بھی ہماری طرح چالباز اور مکار ہیں۔"

"بوب! آگے کیا ہوگا؟ کیا تمارا سے نجات مل جائے گی؟ کیا وہ مجھ پر بھروسا کرکے میری سہیلی بن کر مجھے نئی زندگی دے گی؟"

"بیٹی! تم جانتی ہو میں کس طرح تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں۔ میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ وہ تمہاری سہیلی بن جائے۔"

وہ خلا کے اس حصے میں تھے، جہاں سورج کی ہلکی روشنی پہنچ رہی تھی۔ اس روشنی میں ایک بہت بڑا چاندی کی طرح چمکتا ہوا گنبد دکھائی دے رہا تھا۔ وہی خلائی پلیٹ فارم تھا۔ سولارز ایک ریموٹ کنٹرول کے ذریعے فلائنگ شوز کا رخ بدل کر اس گنبد کے نیچے جارہا تھا۔

نیچے چاندی کی طرح چمکتا ہوا ہموار پلیٹ فارم تھا۔ ایک جگہ اس پلیٹ فارم کا نچلا حصہ سلائیڈنگ دروازے کی طرح کھلنے لگا۔ وہ دونوں باپ بیٹی پرواز کرتے ہوئے اس دروازے سے داخل ہوئے۔ سلائیڈنگ دروازہ خود بخود بند ہوگیا۔ سولارز نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے فلائنگ شوز کی پرواز کو روکا اور خلائی پلیٹ فارم پر اتر گیا۔

اس خلائی پلیٹ فارم پر گنبد کے سائے میں ایک چھوٹی سی دنیا آباد تھی۔ وہاں چھوٹے چھوٹے کیبن تھے جن میں وہاں ڈیوٹی دینے والے رہتے تھے۔ ٹوسیٹر چھوٹی چھوٹی کاریں تھیں۔ سولارز کے استقبال کے لیے بیس مسلح گارڈز آئے تھے۔ وہ باپ بیٹی ٹوسیٹر میں بیٹھ گئے تھے پھر ان کے آگے پیچھے مسلح گارڈز کی چھوٹی گاڑیاں دوڑنے لگیں۔

وہ سب گارڈز تھے۔ محافظ تھے، سولارز اور اس کی بیٹی پر ایک ذرا آنچ نہیں آنے دیتے لیکن بے چارے نہیں جانتے تھے کہ دو سیٹوں والی چھوٹی سی کار میں چار افراد کی سواری جارہی ہے۔

○☆○

ابھی ہم نہیں جانتے تھے کہ خلا میں کیا ہورہا ہے۔ ہمارے منصوبوں کے مطابق لکی سیون اور پارس نے اپنا اپنا رول کامیابی سے ادا کیا تھا۔ ایمون ابابا نے ہمیں بہت پہلے بتادیا تھا کہ زمین کی کشش سے نکل کر خلائی زون کی طرف جانے کے لیے خاص قسم کے فلائنگ شوز پہننا ضروری ہے۔

ہم ایسے فلائنگ شوز سولارز اور اس کے دو روبوٹس سے حاصل کرسکتے تھے۔ پارس یہی کرنا چاہتا تھا لیکن سایہ بننے کے بعد سچویشن بدل گئی تھی۔ سولارز اپنی بیٹی کو لے کر فرار ہورہا تھا۔ پارس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا "پاپا! میں اور لکی سیون ان باپ بیٹی کے اندر ہیں۔ فلائنگ شوز کے بغیر ہمارا کام چل رہا ہے۔ آپ ان روبوٹس کے فلائنگ شوز کو مخالفین کے ہاتھ نہ لگنے دیں۔"

واشنگٹن سے کئی میل دور پہاڑی علاقے میں لاکھوں افراد یہ تماشا دیکھ رہے تھے پھر سیٹلائٹ کے ذریعے دنیا کے تمام ممالک میں یہ دیکھا جارہا تھا کہ آخر خلائی مخلوق ہیں کیا چیز؟ انہیں ایک ترقی یافتہ مخلوق سمجھا جارہا تھا جو کسی حد تک درست تھا۔ ان کے روبوٹس کی دہشت طاری تھی۔ یہ بھی غلط نہیں تھا اگر ان روبوٹس کو موقع ملتا تو وہ پورے امریکا کو تہس نہس کردیتے۔

دنیا کے کروڑوں ناظرین نے انہیں دیکھا۔ سولارز بڑی فاتحانہ شان سے اپنے دو روبوٹس پی پی فائیو اور پی پی سکس کے ساتھ خلا کی نامعلوم بلندیوں سے زمین پر آیا تھا۔ ایک روبوٹ نے چھ فٹ اونچے اور چوڑے ٹھوس پتھر کو لیزر ریز کے ذریعے ریزہ ریزہ

کردیا تھا۔ دنیا والوں کو مرعوب اور دہشت زدہ کرنے کے لیے وہ ایک نمونہ ہی کافی تھا۔

لیکن یہ ان کی بدقسمتی تھی کہ وہ ویسے ہی ایٹمی ہتھیار سے لکی سیون اور پارس کو فنا کرنے میں ناکام رہے تھے۔ پچھلے باب میں ان واقعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ دنیا والے جن روبوٹس سے دہشت زدہ تھے وہ آن کی آن میں بے جان ہو کر اوندھے منہ گر پڑے تھے اور فاتح کی شان سے آنے والا سولارز اپنی بیٹی کے ساتھ فرار ہو گیا تھا۔

ٹیلی پیتھی کے میدان میں ایک دوسرے سے برسرپیکار رہنے والے مخالفین کی نظریں ان دو بے جان روبوٹس ... پر تھیں۔ امریکا انہیں حاصل کرکے اپنی سائنس اور ٹیکنالوجی کی تجربہ گاہ میں پہنچانا چاہتا تھا۔

اب یہودی خفیہ تنظیم بھی سرگرم عمل تھی۔ الپا اور رابرٹ کلون خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود تھے۔ الپا نے رابرٹ کلون سے کہا تھا کہ وہ دونوں روبوٹس پر نظر رکھے اور وہ خود دوسری جگہ مصروف ہو گئی تھی۔ رابرٹ کلون کی یہ کوشش تھی کہ جو بھی روبوٹس کو حاصل کرے وہ اس حاصل کرنے والے کے دماغ میں کسی طرح پہنچ جائے۔ الپا سے یہ توقع کی جارہی تھی کہ وہ کسی اور حکمتِ عملی سے روبوٹس کو اسرائیل پہنچائے گی۔

روبوٹ پی پی سیون کے پاس بیٹھی ہوئی دیوی خیال خوانی کے ذریعے اس میدانِ حشر میں روبوٹس کا بڑا برا حشر دیکھ رہی تھی اور اپنے روبوٹ کو بتا رہی تھی کہ پارس نے کس طرح بازی پلٹ دی ہے۔ ان کے خلائی زون کا سائنس دان فرار ہو گیا ہے اور دونوں روبوٹس بے جان سے ہو کر اوندھے منہ زمین پر پڑے ہوئے ہیں۔

پی پی سیون نے کہا "دیوی جی! کسی نے ان کے ریگولیٹر کو زیرو وولٹیج پر کیا ہے۔ آپ کہتی ہیں پارس اور تمارا سایہ بن گئے ہیں۔ انہوں نے ہی پی پی فائیو اور سکس کو ناکارہ بنادیا ہے۔"

"ہاں۔ یہ اسی چالباز کا کام ہے۔ کیا ایسی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے کہ تمہارے وہ دونوں ساتھی روبوٹس تمہارے پاس آجائیں؟ میں نہیں چاہتی کہ وہ مخالفین کی گرفت میں آئیں۔ میرے مخالفین ان کی اچھی طرح اسٹڈی کرکے ویسے ہی دوسرے روبوٹس تیار کرلیں گے۔"

"دیوی جی! اگر وہ سایہ بن جانے والے وہاں اب بھی موجود ہیں تو وہ اپنے مخالفوں کو میرے روبوٹ ساتھیوں تک نہیں پہنچنے دیں گے اور ہم تو اس لیے بھی نہیں پہنچ سکتے کہ ان سے ہزاروں میل دور ہیں۔"

دیوی نے آواز اور لہجہ بدل کر مجھے مخاطب کیا پھر کہا "میں پارس سے بات کرنا چاہتی ہوں لیکن میری خیال خوانی کی لہروں کو اس کے دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہے۔"

"اس لیے جگہ نہیں مل رہی ہے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہا۔"

"کیا؟" اس کے دل پر ایک گھونسا سا لگا۔ اس کی جوتش ودیا کے مطابق ابھی پارس کو زندہ رہنا چاہیے تھا۔ وہ مجھ سے بولی "مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ آپ باپ ہو کر اپنے بیٹے کے بارے میں مذاقاً بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ مرچکا ہے۔"

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ وہ مرچکا ہے۔"

"ابھی آپ نے کہا تھا کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔"

"میں اب بھی یہی کہتا ہوں۔ وہ لکی سیون کے ساتھ سایہ بن کر سولارز کے اندر رہ کر کششِ ثقل سے باہر نکل گیا ہے۔ زمین کی کشش سے باہر جانے والے کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا۔"

"اوہ گاڈ! کیا وہ خلائی زون کی طرف گیا ہے؟"

"اس میں حیرانی کی کیا بات ہے۔ لکی سیون اس کی بیوی ہے۔ وہ بیوی کے میکے یعنی اپنی سسرال گیا ہے۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر پی پی سیون سے بولی۔ "پارس اور تمارا سایہ بن کر سولارز اور بدی بدی کے ساتھ خلائی زون کی طرف گئے ہیں۔ میں ابھی جا کر ان روبوٹس کو دیکھتی ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں کو تمام مخالفین سے بچا کر اپنے پاس لانے کی کوئی تدبیر کرو۔"

وہ ایک امریکی حاکم کے دماغ میں پہنچی۔ اس وقت امریکی فوج کے بے شمار مسلح جوانوں نے ایک بڑے دائرے کی صورت میں ان بے جان روبوٹس کو گھیر لیا تھا۔ فوج کا میجر گرج کر کہہ رہا تھا۔ "خبردار! ان روبوٹس کے قریب کوئی نہ آئے۔ جو آئے گا اسے گولی ماردی جائے گی۔"

یوں بھی ان دونوں روبوٹس کے آس پاس دو سو گز کی دوری تک کوئی نہیں تھا۔ دیوی نے کہا "میجر! نہ جانے کتنے خیال خوانی کرنے والے تمہارے اور روبوٹس کے پاس موجود ہیں۔ انہیں کیسے گولی مارو گے؟"

وہ بولا "ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں جسمانی طور پر حاضر نہیں ہیں۔ وہ ان روبوٹس کو ہاتھ نہیں لگا سکیں گے۔"

"میں تمہارے دماغ پر قبضہ جما رہی ہوں۔ تم ان دونوں روبوٹس کے ریگولیٹر کو وولٹیج نمبر تھری پر لاؤ گے۔ وہ دونوں پھر زندہ ہو جائیں گے۔ وہ صرف دو ہیں لیکن تمہارے ہزاروں اور لاکھوں فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔"

"نہیں۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ خواہ مخواہ تباہی و بربادی اور خون خرابے سے کیا تم ان روبوٹس کو حاصل کرلوگی؟"

"وہ دونوں میرے لیے ضروری ہیں۔ اگر مجھے نہ ملے تو کسی کو نہیں ملیں گے۔ اب میں تم سے جو کہوں گی، وہ تم کرو گے۔"

"تم کون ہو؟ اگر فرہاد کی ٹیم سے تمہارا کوئی تعلق ہوتا تو تم میرے تعاون کی محتاج نہیں ہوتیں۔"

"یہ درست ہے۔ میں یہ خفیہ اہم بات جانتی ہوں کہ لکی سیون اور پارس یہاں نہیں ہیں۔ وہ بدستور سائے کی صورت میں سولارز کے ساتھ خلائی زون کی طرف گئے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ راستہ صاف ہے۔"

"ہاں۔ تم ایک روبوٹ کے پاس جاؤ۔ اس کی پشت پر جو ضروری سامان کی کٹ ہے، اس میں ایک ایسا ریموٹ کنٹرول ہے جس کے ذریعے تم دونوں روبوٹس کو کنٹرول کرسکو گے۔ اسے حاصل کرنے کے بعد ان روبوٹس کے پیچھے جو ریگولیٹر ہے، اسے وولٹیج نمبر تھری پر لے آؤ۔ میری ہدایات پر عمل کرتے رہو گے تو وہ دونوں تمہیں اور تمہارے فوجی جوانوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

دیوی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اس کا تابعدار بن کر تیزی سے چلتا ہوا روبوٹس کے قریب پہنچا۔ وہ جھک کر روبوٹ کی پشت سے بندھی ہوئی کٹ سے ریموٹ کنٹرولر نکالنا چاہتا تھا اسی وقت اس کے منہ پر ٹھوکر پڑی۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے پیچھے جا کر زمین پر گر پڑا۔

تمام فوجی جوانوں نے مستعد ہو کر اپنی گنوں کا رخ دونوں روبوٹس کی طرف کیا لیکن ان کے میجر کے منہ پر ٹھوکر مارنے والا نظر نہیں آیا۔ میجر نے فوراً ہی زمین پر سے اٹھتے ہوئے کہا "تم کہہ رہی تھیں کہ وہ سایہ بننے والا یہاں سے چلا گیا ہے۔"

دیوی نے یہی بات مجھ سے پوچھی۔ میں نے کہا "ٹھوس جسم کو سائے میں تبدیل کرنے والی حیرت انگیز گولیاں صرف پارس اور لکی سیون کے پاس نہیں ہیں، میری ٹیلی پیتھی فیملی کے ہر ممبر کے پاس ہیں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میری ٹیم کے کتنے ہی افراد اس وقت سایہ بن کر تمہارے اور روبوٹس کے آس پاس موجود ہیں۔"

"آپ جانتے ہیں، میں پچھلے دنوں ٹوٹ چکی تھی اور گوشہ نشین ہو چکی تھی۔ اب میں اپنی کھوئی ہوئی طاقت اور برتری کو واپس لانا چاہتی ہوں۔ آپ چاہیں تو مجھے یہ سب کچھ مل سکتا ہے۔"

"میں کس لیے چاہوں؟ پھر یہ کہ طاقت اور برتری بھیک مانگنے سے نہیں ملتی۔ میں نے یہاں کے تینوں افواج کے سربراہوں سے کہہ دیا ہے کہ وہ ان دونوں روبوٹس کو اسی طرح مردہ چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں ورنہ یہ ابھی زندہ ہوں گے تو کسی بھی ہتھیار بردار فوجی یا عام شخص کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

اسٹیج پر کھڑے ہوئے فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے مائیک کے سامنے کہا "میں جوانوں کو حکم دیتا ہوں۔ تیزی اور پھرتی دکھاؤ۔ ان روبوٹس کے اٹھنے سے پہلے انہیں ایسے جکڑ لو کہ وہ جوابی حملہ نہ کرسکیں۔"

اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی ثانی اور صفورا نے ان کے ریگولیٹر کے پوائنٹ کو وولٹیج نمبر تھری پر کردیا۔ اچانک ہی مردوں کو زندگی مل گئی۔ وہ اوندھے پڑے ہوئے تھے، ایک دم سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ فوجی جوانوں نے چاروں طرف سے ان پر فائرنگ شروع کردی۔ بے شمار گولیاں ان کے خاص لباس سے ٹکرا کر زمین پر گر رہی تھیں لیکن جب ان کے ایک ایک بٹن سے ایٹمی شعاعیں نکل کر بیک وقت کئی فوجیوں کو جلا کر کوئلے کے مجسمے بنانے لگیں تو بھگدڑ شروع ہو گئی۔ جب وہ اپنے لباس کے دوسرے بٹن دباتے تھے تو لیزر ریز کی زد میں آنے والوں کے چیتھڑے اڑ جاتے تھے۔

صرف پندرہ منٹ میں میدان خالی ہو گیا۔ مسلح فوجی کئی سو گز کے فاصلے پر مختلف پہاڑیوں کے پیچھے چلے گئے۔ ایک بار پھر ان کے بٹن سے لیزر شعاعیں نکلنے لگیں۔ کئی سو گز کے فاصلے کی پہاڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پتھر اور کنکر بن کر بکھرنے لگیں۔ ان کے پیچھے چھپے ہوئے فوجیوں کے بھی چیتھڑے اڑ رہے تھے۔

اگلے دس منٹ میں بالکل ویرانی چھا گئی۔ حدِ نظر تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ ثانی، صفورا، جمیلہ اور ہیرو ان روبوٹس کے پاس موجود تھے لیکن کسی کو نظر نہیں آرہے تھے۔ کئی میل دور سے بڑی طاقتور دوربین کے ذریعے فوجی افسران نے دیکھا۔ وہ دونوں روبوٹس پھر مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔

ایک افسر نے کہا "وہ دوبارہ مردہ ہو گئے ہیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "صاف ظاہر ہے کہ فرہاد اور اس کے ساتھی سایہ بن کر وہاں موجود ہیں۔"

افسر نے موبائل فون کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کیا اور حکم دیا کہ فوراً وہاں میزائل بردار ٹینکوں کا فوجی دستہ روانہ کیا جائے۔ انہیں یقین تھا کہ ایک ہی میزائل سے دونوں روبوٹس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

وہ اپنے طور پر نئے حملے کی پلاننگ کررہے تھے۔ ایک افسر نے دوربین سے دیکھتے ہوئے دوسرے افسر سے کہا "وہ دیکھو دونوں روبوٹس کے پیروں سے جوتے اتارے جارہے ہیں۔"

کتنے ہی افسران اپنی اپنی دوربین سے دیکھنے لگے۔ جوتے اتارنے والے نظر نہیں آرہے تھے لیکن اسپورٹس شوز کا ایک جوڑا اور دو مردانہ جوتے زمین پر دکھائی دیے۔ ثانی اپنے اسپورٹس شوز اور ہیرو اپنے جوتے اتار کر دونوں روبوٹس کے جوتے پہن رہے تھے اور پہننے کے لمحات میں دونوں سائے کے پیروں کے وہ جوتے بھی سایہ بن کر دوربین کی آنکھوں سے غائب ہوتے جارہے تھے۔

ان دونوں روبوٹس کی پشت پر ضروری سامان رکھنے کی کٹ بندھی ہوئی تھی۔ صفورا اور جمیلہ وہ تمام اہم سامان نکال کر اپنے شانے سے لٹکے ہوئے بیگ میں رکھ رہی تھیں۔

دیوی ایک میجر کے ذریعے وہاں کے حالات معلوم کررہی تھی اور اپنے تابعدار روبوٹ پی پی سیون کو بتاتی جارہی تھی کہ فرہاد کی ٹیم سے تعلق رکھنے والے سایہ بن کر دونوں روبوٹس کو ان کے فلائنگ شوز اور ان کے دیگر اہم سامان سے محروم کرتے جارہے

ہیں۔

پی پی سیون نے کہا "ان کے پاس سایہ بن جانے والا زبردست حربہ ہے اور اس حربے کا توڑ کسی مخالف کے پاس نہیں ہے۔ ابھی میری زندگی ہے اسی لیے آپ کے ساتھ زیرِ زمین ہوں۔ اگر ان کے مقابلے پر جاتا تو وہ مجھے بھی میرے تمام دفاعی سامان سے محروم کردیتے۔"

دیوی نے سوچا "سایہ بن کر اتنا زبردست کارنامہ انجام دینے والے ثانی اور علی ہوسکتے ہیں۔ میں انہیں گفتگو میں الجھا کر یہ معلوم کرسکتی ہوں کہ دونوں روبوٹس کے ساتھ کیا سلوک کیا جارہا ہے۔"

اس نے لہجہ بدل کر خیال خوانی کے ذریعے علی کو مخاطب کیا۔ علی نے کہا "پاپا نے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہدایت کی ہے کہ ہم آئندہ ایک گھنٹے تک ایک دوسرے سے بھی گفتگو نہ کریں۔ میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کہ تم کون ہو' اب جاؤ۔"

علی نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی پھر اس نے ثانی کو مخاطب کیا۔ اس نے کچھ کہے سنے بغیر ہی سانس روک لی۔ دیوی مجبور ہوکر پھر میجر کے اندر آگئی۔ وہاں میزائل بردار ٹینکوں کا ایک فوجی دستہ آگیا تھا۔ برّی فوج کا کمانڈر حکم دے رہا تھا کہ پہلے صرف دوعدد ٹینک ان روبوٹس کے قریب جائیں۔ ان کے ساتھ ایک کرین ہوگی جو دونوں روبوٹس کے بے جان جسموں کو اٹھا کر لائے گی۔

کرین کے آہنی ڈھانچے کے اندر ایکسرے مشین تھی جو چھپی ہوئی چیزوں کو ایک اسکرین پر دکھاتی تھی۔ ایسی مشینیں کسٹمز کے شعبوں میں ہوا کرتی ہیں تاکہ اسمگل کیا جانے والا سامان چھپا کر نہ لایا جاسکے۔ ان کا خیال تھا کہ روبوٹس کے پاس سایہ بن کر چھپنے والے بھی اس ایکسرے مشین کے ذریعے اسکرین پر نظر آسکیں گے۔

وہ دونوں ٹینک ایک کرین کے ساتھ کھلے میدان میں اس سمت جانے لگے جہاں وہ روبوٹس مردہ پڑے ہوئے تھے۔ تمام فوجی جوان اور افسران اس میدان سے بہت دور مختلف محفوظ مقامات پر تھے۔ انہیں یقین تھا کہ کرین کے ذریعے دونوں روبوٹس کو اٹھا کر لایا جاسکے گا۔

ایسے ہی وقت ایک افسر نے دوربین سے دیکھتے ہوئے اپنے اعلیٰ افسر سے کہا "سر! ان دونوں روبوٹس کے جسم پر وہ خاص لباس نہیں ہے' جو ایٹمی ہتھیاروں کا کام کرتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کمانڈر سے کہا "سر! دونوں روبوٹس کا لباس غائب ہے۔"

کمانڈر نے تعجب سے کہا "واقعی ان کے جسم ہمیں پہلے کیوں نہیں دکھائی دیے؟"

میجر نے دیوی کی مرضی کے مطابق کہا "فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں تمام بڑے افسران کے اندر موجود ہیں۔ وہ جب چاہتے ہیں افسران کو غائب دماغ کردیتے ہیں۔ اب ان کے بے لباس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ....."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ایک زوردار دھماکا ہوا۔ ان روبوٹس کے قریب آنے والے ایک ٹینک کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے پھر ایک ایٹمی شعاع نظر آئی۔ دوسرا ٹینک بھی ایک دھماکے سے اڑ گیا۔ تمام فوجی جوانوں اور افسران نے دوبار ایٹمی شعاعوں کو دیکھا تھا لیکن جن لباسوں سے وہ شعاعیں نکل رہی تھیں' وہ نظر نہیں آرہے تھے۔

ایک روبوٹ کا لباس ثانی نے اور دوسرے روبوٹ کا لباس ہیرو نے پہنا تھا۔ ہیرو نے پھر ایک بار لباس کے ایک بٹن کو گھمایا۔ دوربین سے دیکھنے والوں کو صرف روشن چاندی کی ایک پتلی سی کرن نظر آئی پھر اس کرین کے بھی بے شمار ٹکڑے فضا میں بکھر گئے۔

اب امریکی حکام اور فوج کے تمام اعلیٰ افسران کو تسلیم کرنا پڑا کہ روبوٹس کو حاصل کرنا تو دور کی بات ہے وہ اپنی کسی حکمتِ عملی کے ذریعے ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکیں گے اور نہ ہی سایہ بن جانے والوں کا کچھ بگاڑ سکیں گے۔

وہ بڑی بے بسی سے دوربین کے ذریعے دیکھ رہے تھے۔ دونوں روبوٹس کے پچھلے فولادی حصے کو کھول دیا گیا تھا۔ ان کی کھوپڑی کے پچھلے حصے کو بھی کھول کر جمیلہ ان کے مصنوعی دماغ نکال رہی تھی۔ جن بیٹریوں سے انہیں زندگی ملتی تھی' صفورا نے ان بیٹریوں کو ان کے اندر سے نکال کر ایک جگہ زمین پر رکھ دیا۔ جمیلہ بھی مصنوعی دماغوں کو ان بیٹریوں کے پاس رکھ کر ذرا دور چلی گئی۔ ہیرو نے اپنے لباس کے ایک بٹن کو گھمایا تو چشمِ زدن میں وہ دونوں دماغ اور بیٹریاں ریزہ ریزہ ہوگئیں۔

میں نے برّی فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "تماشا ختم ہوچکا ہے۔ میرے فیملی ممبرز واپس جارہے ہیں۔ تمہارے ملک کے سائنس دان دونوں روبوٹس کے ڈھانچے اپنی تجربہ گاہوں میں لے جاسکتے ہیں۔"

"مسٹر فرہاد! ہماری تمہاری آپس میں مخالفت تھی لیکن تم لوگوں نے مصنوعی دماغوں اور بیٹریوں کو تباہ کرکے خلائی سائنس دانوں کے مقابلے میں اپنی دنیا کی سائنسی ترقی کو آگے بڑھنے سے روک دیا ہے۔"

"ہم اپنے بزرگ جناب علی اسداللہ تبریزی کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ تبریزی صاحب نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں قدرتی طور پر ایک مقررہ عمر تک زندگی دیتا ہے تو ہم بیٹریوں کے ذریعے مصنوعی روبوٹس یا انسان کیوں پیدا کریں۔ خالقِ حقیقی خدا ہے۔ ہمیں خدا بننے کی کافرانہ کوشش نہیں کرنی چاہیے۔"

پھر میں نے ایک ذرا توقف سے کہا "وہ مصنوعی دماغ کتنا ناپائیدار ہوتا ہے۔ ریموٹ کنٹرولر کا ایک بٹن دبانے سے ساکت مجسمے کی طرح ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے پھر ایک ذرا حرکت نہیں کرسکتا۔ کوئی ترکیب سوچ نہیں سکتا۔ جس کے ہاتھ میں اس کا ریموٹ کنٹرولر ہے' وہی اس کا فرعونی خدا بن جاتا ہے۔"

"تم لوگ بہت ہی انتہا پسند مسلمان ہو اور جب ایسے ہی انتہا پسند ہو تو تمہارے ساتھی فلائنگ شوز اور ایٹمی ہتھیاروں والا لباس کیوں لے گئے ہیں۔ انہیں بھی تباہ کردینا چاہیے تھا۔"

"اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات ہمارے لیے بنائی ہے۔ ہمیں اس کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ وہ فلائنگ شوز ہمیں کششِ ثقل سے باہر کائنات کا مشاہدہ کرائیں گے۔ ہم ان فلائنگ شوز کی اچھی طرح اسٹڈی کرکے کئی درجن فلائنگ شوز بناسکیں گے۔"

اعلیٰ افسر کا دل ڈوب رہا تھا۔ ہم پہلے ہی ٹیلی پیتھی کے میدان میں تمام مخالفین سے سبقت لے جاتے رہے تھے۔ اب فلائنگ شوز اور ایٹمی ہتھیاروں سے لیس رہنے والا غیر معمولی لباس ہمارے ہاتھ لگ گیا تھا۔

میں نے کہا "بابا صاحب کے ادارے نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہم نے خلائی زون سے آنے والے روبوٹس ... کے حملوں کا توڑ کرلیا ہے اور اب پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ ہم نے جو کہا' وہ کردکھایا۔ فلائنگ شوز اور ایٹمی لباس کے بارے میں ابھی میں جو کہہ رہا ہوں انہیں بھی دیکھوگے کہ میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے پیروں میں وہ غیر معمولی جوتے اور جسم پر ایٹمی لباس ہوا کریں گے' سو سوری فار یور بیڈ لک۔"

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ امریکی حکام اور فوجی افسران کی توقع کے خلاف ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے رہے تھے پھر ان کی تمام کوششیں یوں ناکام ہوتی رہی تھیں کہ وہ اپنے قریب رہنے والی ایک خلائی ہستی کو بھول گئے تھے۔

اور وہ ہستی تھی روشنا۔ وہ بدی بدی کی بہت عزیز سہیلی تھی۔ سولارز کی آمد کے وقت امریکی حکومت نے انہیں وی آئی پی ٹریٹمنٹ دیا تھا۔ اسے اور بدی بدی کو اعلیٰ افسران کے ساتھ اسٹیج پر بٹھایا تھا۔

لیکن جب سولارز اپنی شکست کو سمجھ کر فرار ہوتے وقت بیٹی کو ساتھ لے گیا تو روشنا نے سمجھ لیا کہ اس پر برا وقت آنے والا ہے۔ وہ ایسا وقت تھا کہ سب کی توجہ مردہ روبوٹس اور فرار ہونے والے سولارز پر تھی۔ یہ موقع روشنا کے لیے غنیمت تھا۔ وہ چپ چاپ اس مجمع سے کھسک گئی۔

الپا نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا تھا۔ اس نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت رابرٹ کلون کو خیال خوانی کے ذریعے اس میدان میں رہنے کے لیے کہا تھا جہاں سولارز آیا تھا اور اس نے خود روشنا پر نظر رکھی تھی۔

ایک بار عارضی طور پر بدی بدی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے کے بعد اس نے اس کے خیالات پڑھے تھے اور یہ معلوم کیا تھا کہ اس کے پاس ایک خاص قسم کا بیگ ہے جسے صرف وہ کھول سکتی ہے اس نے روشنا کو بھی اس بیگ کا راز بتایا تھا۔ اس کے اندر چند الیکٹرونک آلات' وہ خاص فلائنگ شوز اور ایٹمی لباس تھا جو ان کے روبوٹس استعمال کرتے تھے۔

الپا اس بیگ کو بہت پہلے حاصل کرسکتی تھی لیکن اسے پتا چلا کہ خلائی مخلوق کے دماغوں پر تنویمی عمل کا اثر زیادہ دیر نہیں رہتا پھر یہ کہ سابقہ سپر ماسٹر اے لالاس اور اسٹیل بروکس کے دماغوں میں ثانی اور پارس آتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں وہ بدی بدی سے ٹکرا کر ثانی اور پارس کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اب الپا کو موقع مل رہا تھا۔

اس نے اپنے چار یہودی جاسوسوں کو حکم دیا کہ وہ مختلف گاڑیوں اور مختلف طریقوں سے روشنا کا تعاقب کریں۔ ایسے وقت جبکہ ساری دنیا سولارز اور روبوٹس کی طرف متوجہ تھی' الپا اپنے ماتحتوں کے ذریعے اس کاٹیج میں پہنچ گئی جہاں روشنا پچھلے دن بدی بدی کے ساتھ تھی۔ وہاں بدی بدی کا وہ خاص بیگ موجود تھا۔ الپا کے ماتحتوں نے کاٹیج میں گھس کر روشنا کو گن پوائنٹ پر رکھا پھر ایک نے اس بیگ کو اٹھا کر کہا "ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ تمہیں یہ خوش خبری سنانے کے لیے آئے ہیں کہ تمہارا بھائی دھتورا اسرائیل کے ایک شہر تل ابیب میں ہے۔ تم ہمارے ساتھ چلو اور اپنے بھائی سے ملاقات کرو۔"

وہ بولی "تم نے آتے ہی مجھے گن پوائنٹ پر رکھا' پھر میری سہیلی کا وہ بیگ اٹھالیا' میں کیسے یقین کروں کہ جہاں تم کہہ رہے ہو' وہاں میرا بھائی موجود ہے۔ صاف کہہ دو کہ مجھے وہاں لے جاکر قید کرنا چاہتے ہو۔"

ایک نے ہنستے ہوئے کہا "جب ہم تمہیں گن پوائنٹ پر لے جاسکتے ہیں تو بھائی کا حوالہ دینا نادانی ہے۔ وہ تو ہم نے خوش خبری سنائی تھی۔ تم کیسی بہن ہو کہ بھائی سے ملانے پر ہمارا شکریہ ادا نہیں کررہی ہو۔"

دوسرے نے کہا "ہمارا ساتھی وہ بیگ لے جاچکا ہے۔"

روشنا نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا' پھر کہا "اگر وہ اسے کھولے گا تو مرجائے گا۔ بیگ کو کوئی کھول نہیں سکتا۔ وہ ایک خاص طریقے سے کھولا جاتا ہے۔ اگر اسے جبراً کھولا جائے گا یا اسے توڑا جائے گا تو اچانک دھماکا ہوگا۔ اس کے ساتھ اس کھولنے والے کے چیتھڑے اڑجائیں گے۔"

"یاد ہے' ایک بار تم پر اور بدی بدی پر کسی نے تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ عمل ناپائیدار تھا لیکن اس نے تم دونوں کے دماغوں میں زلزلہ پیدا کیا تھا اور بدی بدی کے چور خیالات سے اس بیگ کے تمام راز معلوم کرلیے تھے۔ ایسا کرنے والی ہماری ایک میڈم ہیں۔ وہ بیگ ہماری میڈم کے پاس جارہا ہے۔ تم صرف اپنی بات کرو۔"

تیسرے نے کہا "ہاں صرف اپنی بات کرو۔ اپنے بھائی سے

ملنے چلو گی تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تمہیں ہاتھ لگائے بغیر یہاں سے چلے جائیں گے۔"

"ہمارے جانے کے بعد تم محفوظ نہیں رہو گی۔ اس ملک کے تمام جاسوس تمہاری بُو سونگھتے پھریں گے پھر تمہیں گرفتار کرکے تمہاری دماغی ساخت اور اس کی کارکردگی معلوم کرنے کے لیے اپنی کسی بڑی طبی تجربہ گاہ میں لے جائیں گے۔"

وہ بولی "اگر تم لوگ میرا پیچھا چھوڑ دو تو میں عارضی میک اپ کے ذریعے اپنا چہرہ بدل لوں گی۔ یہاں کوئی مجھے پہچان نہیں سکے گا۔"

الپا نے اپنے ایک جاسوس سے کہا "اسے چھوڑ دو۔ اس نے اپنے طور پر ایک منصوبہ بنایا ہے۔ یہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوگی تو ہم عین کامیابی کے وقت اس کے سر پر پہنچ جائیں گے۔ دور ہی دور سے اس کی نگرانی کرتے رہو۔"

ایک یہودی جاسوس پہلے ہی بیگ لے جا چکا تھا۔ باقی تین جاسوس بھی اسے "وش یو گڈ لک" کہہ کر چلے گئے۔ ان کے اس طرح چلے جانے سے روشنا کو حیرانی نہیں ہوئی کیونکہ وہ اصل چیز بیگ لے گئے تھے اور اسے بیکار عورت سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔

روشنا کو بیگ کے ہاتھ سے نکل جانے کا بہت افسوس تھا۔ بدی بدی نے اس سے کہا تھا۔ جب ان پر کوئی بڑی مصیبت آئے گی تو وہ ایٹمی لباس پہن کر دشمنوں کو نابود کرے گی اور اگر کسی وجہ سے خلائی زون واپس جانا ضروری ہوگا تو وہ فلائنگ شوز پہن کر روشنا کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گی۔

بدی بدی تو جا چکی تھی۔ روشنا کے لیے وہ بیگ بہت بڑا اور آخری سہارا تھا۔ اب وہ بالکل ہی بے یارومددگار تھی لیکن اس جیسی چالاک عورت کے لیے یار اور مددگار بنانا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

وہ جانتی تھی کہ خلائی زون سے آنے والے سولارز اور روبوٹس کو دیکھنے اور سمجھنے کے لیے تمام دوست اور دشمن واشنگٹن آئیں گے، ان میں سابقہ سپر ماسٹر اے لالاس اور اس کا ساتھی اسٹیل بروکس بھی ہوگا۔ وہ آواز اور چہرے تبدیل کر چکے تھے، انہیں پہچان لیے جانے کا اندیشہ نہیں تھا۔

ان کا سراغ صرف روشنا لگا سکتی تھی۔ بدی بدی نے تنویمی عمل کے ذریعے اے لالاس اور اسٹیل بروکس کے سر کے ایک حصے میں ایک ایک پن پیوست کی تھی۔ وہ پن انڈیکیٹر کا کام کرتی تھی۔ اگر قطب نما آلے کی قسم کے ایک آلے سے دیکھا جاتا تو وہ آلہ بتا سکتا تھا کہ وہ دونوں پنیں کس سمت میں ہیں۔ وہ دونوں پچاس میل کی حدود میں جہاں بھی ہوتے، روشنا سے چھپ کر نہیں رہ سکتے تھے۔

روشنا اپنا پرس لے کر چھت پر گئی۔ اس نے اپنے پرس میں سے ایک قطب نما آلہ نکالا۔ اس آلے کا کانٹا جنوب کی طرف آکر رک گیا۔ یعنی وہ واشنگٹن کے جنوبی حصے میں تھے۔ اب روشنا میں بیٹھ کر جنوب کی سمت جاتی تو قطب نما کانٹا اپنی جگہ بدل بدل کر گائیڈ کرتا رہتا کہ اسے کس راستے اور کس گلی کے مکان تک جانا ہے۔

الپا کے جاسوس دور چھپے ہوئے تھے اور روشنا کو دیکھ رہے تھے۔ وہ چھت سے اتر کر کمرے میں آئی پھر آئینے کے سامنے میک اپ کے ذریعے اپنا چہرہ تبدیل کرنے لگی۔

خلا سے آنے والوں کو دیکھنے اور سمجھنے کے لیے سب ہی بے چین تھے۔ اور سب ہی جانتے تھے کہ میں یا میرے ساتھی ضرور گل کھلائیں گے پھر امریکی فوجی افسران کی حکمت عملی سے بھی ذہن میں تھی کہ وہ خلا سے آنے والے سولارز اور روبوٹس۔۔۔ کو کسی طرح ٹریپ کریں گے۔

بہت کچھ دیکھنے سمجھنے کے لیے وہاں خیال خوانی کے ذریعے دیوی موجود رہی تھی۔ پربھارانی اور رائیک ہرارے بھی تھے۔ اپنے منصوبے کے مطابق کام کر رہی تھی لیکن وہاں جسمانی طور پر پارس، لکی سیون، ثانی، صفورا، جمیلہ اور ہیرو تھے۔ ان کے ساتھ پاشا بھی موجود رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ میرے ساتھی روبوٹس۔۔۔ کی اہم چیزیں نکال کرلے گئے ہیں تو وہ واشنگٹن شہر واپس آگیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ان تمام سایہ بننے والوں نے معمولی گولیاں استعمال کی ہیں، ان کا اثر کب تک رہے گا؟ وہ جسمانی طور پر ظاہر ہوں گے؟ اور جب ظاہر ہوں گے تو ان کے دونوں روبوٹس۔۔۔ کے فلائنگ شوز اور ایٹمی لباس ہوں گے نہیں وہ کس طرح ان چیزوں کو چھپا کر امریکا سے باہر بابا صاحب کے اوارے میں لے جائیں گے۔

اتفاق سے پاشا اسی فوجی افسر کے دماغ میں تھا جس میں موجود تھا اور میں نے کہا تھا کہ آئندہ ہم ایسے درجنوں فلائنگ اور ایٹمی لباس تیار کریں گے۔ پاشا کی خواہش تھی کہ اسے جوڑا فلائنگ شوز اور ایٹمی لباس مل جائے۔ وہ خلائی زون کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن مجھ سے یا میرے کسی ساتھی سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔

پاگل خانے میں رہ کر اس نے سنجیدگی سے آئندہ زندگی گزارنے کے لیے جتنے فیصلے کیے تھے، ان میں ایک فیصلہ یہ تھا کہ وہ مجھ سے اور بابا صاحب کے اوارے کے کسی فرد سے نہیں ٹکرائے گا۔ البتہ اتفاق سے اس کی مطلوبہ چیزیں آسانی سے مل جائیں گی اور میرے کسی ساتھی سے دشمنی مول لینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی تو وہ ایسے لکی چانس سے ضرور فائدہ اٹھائے گا۔

پچھلے باب میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ امریکی حکومت اور امریکی قوم سے محبت رکھنے والے رمی ریز اور ٹیری ٹیلر بڑی رازداری سے ایک جزیرے میں ٹرانسفارمر مشین بنا رہے ہیں۔ وہ سولارز اور روبوٹس کی آمد پر اس میدان میں آئے تھے اور عام شہریوں کی طرح وہاں ہونے والا تماشا دیکھتے رہے تھے۔

اگرچہ ہمارے جوابی حملوں کے باعث سولارز بھاگ گیا تھا اور دونوں روبوٹس... محض کھوکھلے ڈھانچے بن گئے تھے اور امریکا ایک بہت بڑی تباہی سے محفوظ رہا تھا، اس کے باوجود رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کو بہت افسوس ہو رہا تھا کہ روبوٹس... کی اہم چیزیں میرے ساتھی نکال کرلے گئے ہیں۔

ان دونوں نے بھی واشنگٹن میں قیام کیا۔ یہ بات بھی ان کے ذہن میں تھی کہ سپر ماسٹر اے لالاس اور اسٹیل بروکس اس خلائی مخلوق کو دیکھنے اور سمجھنے ضرور آئیں گے۔ اگر وہ کسی طرح پہچان لیے جائیں گے تو انہیں زخمی کرکے ان کا برین واش کرکے انہیں پھر سے امریکا کا وفادار بنا دیں گے۔

گویا صرف روشنا ہی نہیں، رمی ریز اور ٹیری ٹیلر بھی انہیں تلاش کر رہے تھے۔ اے لالاس اور اسٹیل بروکس اس اعتماد کے ساتھ واشنگٹن آئے تھے کہ انہیں کوئی پہچان نہیں سکے گا۔ وہاں آنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ ان اطراف میں ثانی کی موجودگی کا یقین کرنا چاہتے تھے۔ انہیں اس بات کا علم تھا کہ ثانی نے انہیں تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ اس نے ان تابعداروں سے اب تک کوئی خاص کام نہیں لیا تھا۔ اور یہ تو سب ہی جانتے تھے کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے زیادہ عرصے تک کسی کو تابعدار بنا کر نہیں رکھتے ہیں۔ جو بھی مخالف خیال خوانی کرنے والا گرفت میں آتا ہے، اسے کچھ عرصے کے بعد آزاد کر دیتے ہیں۔

اے لالاس اور اسٹیل بروکس انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ پتا نہیں ثانی کب انہیں تنویمی عمل سے آزاد کرتی۔ انہوں نے سوچا، سولارز اور روبوٹس کی آمد پر ثانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصروف رہے گی۔ ایسے وقت اے لالاس اپنے ساتھی پر تنویمی عمل کرکے اس کا برین واش کرے گا۔ اسی طرح اسٹیل بروکس اپنے ساتھی اے لالاس پر عمل کرکے اس کا برین واش کرے گا۔ اور اس کے دماغ سے ثانی کے تنویمی عمل کو مٹا دے گا۔

انہوں نے سولارز کی آمد پر پارس اور لکی سیون کو وہاں دیکھا پھر ثانی کی موجودگی کا بھی اندازہ کیا۔ اس کے بعد ہوٹل کے کمرے میں چلے آئے۔ جب تک ثانی وہاں مصروف رہی، تب تک ایک نے دوسرے پر تنویمی عمل کرکے اسے ثانی کے عمل سے آزاد کیا اور ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سونے دیا۔

ان کا اندازہ درست تھا۔ ثانی وہاں سولارز کے فرار ہونے کے بعد بھی مصروف تھی۔ ایک گھنٹے بعد اے لالاس تنویمی نیند سے بیدار ہوا پھر غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر اس نے اسٹیل بروکس پر عمل کرکے اسے ثانی کے تنویمی عمل سے نجات دلا دی۔

اس سے پہلے وہ ایسا کرتے تو شاید ناکام رہتے کیونکہ ثانی کے علاوہ لکی سیون اور پارس وغیرہ بھی ان کے دماغوں میں وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے۔

اسٹیل بروکس ایک گھنٹے تک تنویمی نیند لینے کے بعد بیدار ہوگیا۔ اے لالاس نے کہا "اب سے دو گھنٹے پہلے تک ثانی کو یہ علم ہوگا کہ ہم دونوں اس ہوٹل میں ہیں لہٰذا فوراً یہاں سے چلو۔"

انہوں نے وہ فائیو اسٹار ہوٹل چھوڑ دیا اور ایک عام سے رہائشی ہوٹل میں آگئے۔ اسٹیل بروکس نے کہا "ہم اب کسی کے تابعدار نہیں رہے پھر بھی تصدیق کرنا چاہیے کہ ہم نے ایک دوسرے پر کامیابی سے تنویمی عمل کیا ہے یا نہیں؟ ہماری کسی غلطی کے نتیجے میں ثانی دوبارہ ہم پر مسلط ہو جائے گی۔"

اے لالاس نے ایک امریکی فوجی افسر کے اندر پہنچ کر معلوم کیا تو پتا چلا، ادھر میدان میں دونوں روبوٹس ... مردہ پڑے ہیں۔ فوجی جوانوں نے ایک بار ان کے قریب جانا چاہا تھا لیکن وہ مردے زندہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے ایٹمی ہتھیاروں سے حملے کیے تھے پھر فوجیوں کو فنا کرکے اور پسپا کرکے پھر سے مردے کی طرح زمین پر اوندھے منہ گر پڑے تھے۔

اسٹیل بروکس بھی دوسرے اعلیٰ فوجی افسر کے اندر تھا۔ اس افسر کو دیوی نے بتایا تھا کہ لکی سیون اور پارس سایہ بننے کے بعد سولارز اور بدی بدی کے اندر رہ کر خلائی زون کی طرف چلے گئے ہیں۔

اب ان مردہ روبوٹس ...کے اطراف جو سائے تھے، ان میں ثانی ہو سکتی تھی۔ اسٹیل بروکس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر لہجہ بدل کر ثانی کو مخاطب کرنا چاہا لیکن اس نے سانس روک لی۔ اے لالاس نے بھی اسی طرح کوشش کی لیکن وہ بھی ثانی کے اندر نہ پہنچ سکا۔

اس نے کہا "وہ ان مردہ روبوٹس... کے پاس ہے اور ضرور کسی اہم کام میں مصروف ہے۔ یہ لوگ بڑے بڑے خطرات مول لے رہے ہیں۔ پتا نہیں کیسی دلیری سے پارس خلائی زون کی طرف چلا گیا ہے۔ کیا عقل تسلیم کرتی ہے کہ وہ واپس آسکے گا؟"

"واپس نہ آئے تو اچھا ہے۔ ہمارے اندر تمام آنے والے فنا ہو جائیں اور ثانی بھی خلا میں چلی جائے تو بہتر ہے۔"

"ہمارے چاہنے سے ایسا نہیں ہوگا۔ ثانی اسی زمین پر ہے۔ ہمیں یہ تصدیق کرنا ہے کہ ہم ایک دوسرے پر تنویمی عمل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں؟ پارس بھی ہمارے دماغوں میں آتا رہا ہے۔ تم پارس کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے میرے دماغ میں آؤ۔ ابھی ہماری کامیابی اور ناکامی کا پتا چل جائے گا۔"

اسٹیل بروکس نے اپنی یادداشت سے پارس کی آواز اور لہجے کو دہرایا پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اے لالاس نے سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی پھر خوش ہو کر کہا "میرے دوست! ہم کامیاب رہے ہیں۔ ثانی کے تنویمی عمل سے آزاد ہو چکے ہیں۔"

وہ دونوں خوشی سے لپٹ گئے۔ ریکارڈر آن کر کے ڈانس کرنے لگے۔ آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔ انہیں یہ نعمت حاصل ہوگئی تھی۔ اسٹیل بروکس نے کہا "ہاہاہا۔ آج تو جی چاہتا ہے' بغل میں حسینہ ہو اور ہاتھ میں شراب کا جام۔ خوشی کو خوشی کی طرح نہ منایا جائے تو پھر خوشی کا مزہ نہیں آتا۔"

"یار بروکس! شباب اور شراب کا نام نہ لو۔ خوشی میں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ان ہی دو چیزوں نے ہمیں ذلت دی تھی۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ ایک رات تم نشے میں اپنے آپ کو بھول گئے تھے پھر دوسری صبح ثانی کے تابعدار بن گئے تھے۔ مجھے بدی بدی نے خوب پلائی تھی۔ اس نے مجھ پر کوئی عمل نہیں کیا لیکن ایسے موقع سے ثانی نے فائدہ اٹھالیا تھا۔ کیا تم پھر ایسی کوئی غلطی کرنا چاہتے ہو؟"

وہ شکست خوردہ انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ کر بولا۔ "درست کہتے ہو' لیکن زندگی کی خوب صورت نعمتوں سے محروم ہونا ایسا ہی ہے جیسے ہم بیمار ہوں۔ ڈاکٹر نے ہمیں زندہ رہنے کے لیے مشورہ دیا ہو کہ لذیذ اور مرغن کھانے نہ کھاؤ' صرف دواؤں پر گزارہ کرو۔"

"شکر کرو۔ ہم پر تمام پابندیاں نہیں ہیں۔ شراب اور شباب کی پابندی ہم خود اپنی بھلائی کے لیے عائد کر رہے ہیں۔"

"میں تمہاری بات تسلیم کرتا ہوں۔ اب ہمیں ایسی کوئی حرکت نہیں کرنا چاہیے جو ہمیں پھر کسی کا غلام بنادے مگر دوست! اگر ہم خود کو ایک کمرے میں بند کرلیں اور قسم کھالیں کہ صبح تک باہر نہیں جائیں گے اور باہر سے کسی کو اندر نہیں آنے دیں گے تو پھر کسی اندیشے کے بغیر بند کمرے میں خوب پی سکتے ہیں اور عیش بھی کرسکتے ہیں۔"

"میں تمہاری طرح مسرتوں میں اندھا نہیں ہونا چاہتا۔ ایک تو تم کہتے ہو' باہر سے کسی کو اندر نہیں آنے دو گے مگر وہ جو شراب کے ساتھ دو حسینائیں آئیں گی' کیا ان کے دماغوں میں کوئی مخالف گھس کر نہیں آئے گا؟"

"یار! تم ساری خوشیاں اور جذبات ٹھنڈے کردیتے ہو۔ یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ اب ہم کسی کے غلام نہیں بنیں گے مگر ذرا خوش ہونے کے لیے خواب دیکھ لینے دو۔"

اے لالاس اس کے شانے پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگا لیکن اس نے دل میں کہا "میں تمہاری ہوس پرستی کو خوب سمجھتا ہوں۔ تم شراب اور شباب سے کبھی باز نہیں آؤ گے۔ آج نہیں تو کل ضرور پچھلی غلطی کو دہراؤ گے۔ میری بہتری اسی میں ہے کہ میں تمہیں بتائے بغیر چپ چاپ تم سے دور ہوجاؤں۔"

اس نے گھڑی دیکھ کر کہا "نو بجنے والے ہیں۔ اس میدان میں روبوٹس... مردہ پڑے ہیں۔ پتا نہیں وہاں کیا کیا ہونے والا ہے۔ ہمیں اس میدان میں چل کر دیکھنا چاہیے۔"

اسٹیل بروکس نے کہا "جب ہم خیال خوانی کے ذریعے سے سب کچھ معلوم کرسکتے ہیں تو پھر باہر جانے کی کیا ضرور[ت] ہے؟"

"میں تازہ ہوا میں سانس لینا چاہتا ہوں۔ تم آرام [سے] خوشیاں مناؤ مگر خبردار! شراب کو ہاتھ نہ لگانا۔"

وہ اسے ہوٹل کے کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا لیکن میدا[ن کی] طرف نہیں گیا۔ رینٹڈ کار میں بیٹھ کر تیز رفتاری سے ڈرائی[و کرتا] ہوا واشنگٹن شہر سے دور ہوتا چلا گیا۔ دوسرے لفظوں میں [کہنا] چاہیے کہ وہ اپنی لاعلمی میں روشنا سے پچاس میل سے زیاد[ہ دور] چلا گیا۔ قطب نما کا کانٹا اس سمت میں تھا' جہاں اسٹیل بر[وکس کو] پایا جاسکتا تھا۔

روشنا اپنی کار ڈرائیو کرتے کرتے کہیں رک جاتی تھی [کیونکہ] کانٹا کبھی کبھی سرک جاتا تھا۔ اپنی جگہ بدل کر اس کی راہنما[ئی کرتا] تھا کہ اب اسے کس سمت جانا چاہیے۔ وہ اس آلے کی ر[ہنمائی] کے مطابق جارہی تھی۔ اچانک ہی اس کی گاڑی رک گئی۔

اس نے خود نہیں روکی تھی۔ بریک پر پاؤں نہیں رکھا [تھا۔] گاڑی تیسرے گیئر پر تھی۔ اسے اپنی رفتار کے مطابق تیز[ی سے] آگے جانا چاہیے تھا لیکن وہ خود بخود رک گئی تھی۔

پھر اس نے محسوس کیا کہ گاڑی کا پچھلا حصہ ذرا اٹھ گیا [ہے۔] اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ پیچھے کچھ نظر نہیں آیا۔ اس [نے] عقب نما آئینے کے زاویے کو بدل بدل کر دیکھا۔ یونہی ایک [خیال] سا آیا تھا کہ کسی کرین نے یا کسی کار لفٹر نے گاڑی کو پیچھے [سے] اٹھایا ہے لیکن تیسرے گیئر پر چلنے والی گاڑی کو اس طرح نہیں جاسکتا تھا۔

اب یہ اندیشہ تھا کہ وہ فوراً گاڑی سے نہیں نکلے گی [تو] گاڑی کے ساتھ الٹ جائے گی۔ اس نے کار کے انجن کو بند [کر کے] دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگادی۔

گاڑی کے پچھلے دو پہیے پھر زمین پر آگئے۔ روشنا نے [دیکھا] گاڑی کے پیچھے سے ایک قد آور پہاڑ جیسا باڈی بلڈر سامنے [آیا۔] وہ جوان نہیں تھا اور بوڑھا بھی نہیں تھا۔ جوانی اور بڑھاپے [کے] سنگم پر تھا۔ اس میں ایسی مردانہ کشش تھی کہ روشنا اسے دیکھ[تی رہ] گئی' کچھ کہنا بھول گئی۔

خود اس نے کہا "ڈرائیونگ کے وقت تمہاری نظریں دوسری طرف تھیں۔ تم نے اس سامنے والے بورڈ کو [نہیں] دیکھا۔"

روشنا نے دیکھا' سامنے بورڈ پر "اسٹاپ" لکھا ہوا تھا۔ سڑک ٹوٹی ہوئی تھی۔ دراصل وہ اس آلے کو دیکھ رہی تھی [جس کا] کانٹا ذرا سا سرک کر اسے دائیں مڑنے کا اشارہ دے رہا تھا۔ [اس]ی وقت اس اجنبی نے اسے ٹوٹی ہوئی سڑک پر جا کر گرنے [سے] بچالیا تھا۔

وہ مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر بولی "آپ کا بہت بہت شکریہ۔"

اجنبی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ روشنا کو ایسے لگا جیسے اس کا ہاتھ فولادی روبوٹ کی گرفت میں آگیا ہے۔ وہ بولا "شکریے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے یا کسی کے بھی کام آنا انسانی فرض ہے۔"

"لیکن میں حیران ہوں کہ آپ نے تیزی سے چلتی ہوئی گاڑی کو کیسے پکڑ کر روک لیا اور اتنی وزنی گاڑی کو کیسے اٹھالیا؟"

"بات یہ ہے کہ جب ورلڈ کپ ہوتا ہے تو دنیا کے تمام ملکوں کے تمام علاقوں میں بچے' بوڑھے' جوان سب ہی گلیوں میں کرکٹ کھیلنے لگتے ہیں۔ ہر شخص کرکٹر بن جانا چاہتا ہے۔ اسی طرح آج کل اس ملک میں روبوٹس ... کی غیر معمولی طاقت کا بہت چرچا ہے۔ پتا نہیں دنیا کے کتنے ہیلتھ کلبس میں کتنے لاکھوں کروڑوں لوگ باڈی بلڈر بن کر روبوٹ کہلانا چاہتے ہوں گے۔ میں نے بھی روبوٹ بننے کے لیے تمہاری گاڑی کو پکڑ کر اٹھایا تو یہ اٹھ گئی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تمہاری یہ گاڑی مجھے روبوٹ بنادے گی۔ کہیں یہ کاغذ کی بنی ہوئی تو نہیں ہے؟"

روشنا ہنسنے لگی پھر بولی "تمہارے جیسے جواں مرد کے لیے یہ گاڑی کاغذ کی ہے۔ بائی دی وے میرا نام رومیلا ہے اور تمہارا نام؟"

"مجھے ایڈی پال کہتے ہیں۔"

پاشا کا نیا نام ایڈی پال تھا۔ اس نے کیسی حکمتِ عملی سے ایک مردہ ایڈی پال کے تمام اہم کاغذات حاصل کر کے پلاسٹک سرجری کے ذریعے خود کو ایڈی پال بنایا تھا' اس کی تفصیل پچھلے باب میں بیان کی جاچکی ہے۔

پاشا نے اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہی لیکن روشنا نے ہنستے ہوئے سانس روک لی۔ پاشا نے پوچھا "تمہیں کس بات پر ہنسی آئی ہے؟"

"کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے بھگادیا' کیا تم ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"جانتا تو نہیں ہوں لیکن اس کے متعلق سنا ہے۔ آج تمہاری زبان سے سن کر یقین ہو رہا ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی علم ہے' کیا تم بھی یہ علم جانتی ہو؟"

روشنا اس کے دماغ میں پہنچ سکتی تھی کیونکہ خلائی زون سے آنے والے ہر اس شخص کے خیالات پڑھ سکتے تھے جو ایک کلومیٹر کی حدود میں رہتا۔ پاشا تو بالکل سامنے تھا۔ روشنا اس کے دماغ میں پہنچی تو پاشا نے سانس روک لی پھر کہا "میں باڈی بلڈر اور یوگا کا ماہر ہوں۔ میرا ذہن بہت حساس ہے۔ کوئی غیر معمولی بات ہو تو میں بے اختیار سانس روک لیتا ہوں۔ ابھی اچانک مجھے کچھ محسوس ہوا تھا۔"

وہ مسکرا کر بولی "اگر مجھ سے دوستی کرو گے تو میں بتاؤں گی کہ تم نے اپنے دماغ میں بے چینی سی کیوں محسوس کی تھی؟"

پاشا اس کے قریب رہ کر اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ مشکوک سی لگ رہی تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنا شک دور کرنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار خود اس کے دماغ میں آنا چاہتی تھی۔ ان حالات میں پاشا اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا۔

وہ مسکرا کر بولا "تمہارے جیسی حسین عورت سے دوستی ہوجائے تو مرد کی ادھوری زندگی مکمل ہوجاتی ہے۔ سنا ہے حسین عورتیں مردوں کی زندگی بالکل ہی مکمل کردیتی ہیں۔ باقی کچھ نہیں رہنے دیتیں۔"

وہ ہنس کر بولی "تم بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔ کیا ایسی باتیں میری گاڑی میں بیٹھ کر ہوسکتی ہیں؟"

وہ دونوں کار کی اگلی سیٹوں پر آکر بیٹھ گئے۔ روشنا ان تین یہودی جاسوسوں سے بے خبر تھی' جو اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ لیکن ایک جگہ سگنل سرخ ہونے کے باعث وہ رک گئے تھے اور روشنا کی گاڑی آگے نکل گئی تھی۔ بہت آگے جا کر پاشا نے اس کی گاڑی روکی تھی۔ ان تینوں جاسوسوں نے پاشا کو ایک روبوٹ کے انداز میں گاڑی روکتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ ذرا دیر سے کچھ فاصلے پر پہنچے' اس وقت تک روشنا اور پاشا کے درمیان دوستی ہوگئی تھی۔

وہ دونوں اگلی سیٹوں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ روشنا نے کہا۔ "یہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دشمن ہیں۔ یہ جو میرے پاس آلہ ہے' یہ ان دشمنوں کی نشاندہی کر رہا ہے کہ وہ ابھی کہاں ہیں؟"

وہ حیرانی سے بولا "تعجب ہے' یہ آلہ کیسے نشاندہی کر رہا ہے؟"

"میں تمہیں بعد میں سب کچھ سمجھادوں گی۔ مجھ سے وعدہ کرو' ہمیشہ دوستی نبھاؤ گے۔ مجھے تمہارے جیسے روبوٹ ساتھی کی ضرورت ہے۔ میں بھی تمہارے ہر طرح کام آؤں گی۔"

"یہ آلہ جن دشمنوں کی نشاندہی کر رہا ہے' کیا ان سے انتقام لینا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ انتقام اس طرح کہ وہ زندہ رہیں اور اپنے ٹیلی پیتھی کے علم سے ہم دونوں کو فائدے پہنچاتے رہیں۔"

"میرا خیال ہے تھوڑی دیر پہلے تمہارے اور میرے دماغ میں وہی ٹیلی پیتھی جاننے والے آئے تھے۔"

"تم ٹھیک سمجھ رہے ہو۔ تم میرا ساتھ دو۔ میں ان دونوں کو اپنا غلام بنالوں گی۔"

ایسا کہتے وقت روشنا نے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ اسے وہ تینوں جاسوس تھوڑی دور ایک کار کے پاس کھڑے ہوئے نظر آئے۔ وہ بھی کار میں بیٹھنے جا رہے تھے تاکہ پھر اس کا پیچھا کریں۔

روشنا نے کہا "تمہارے پیچھے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک

سفید گاڑی ہے ... جس میں تین افراد ہیں، پہلے یہ چار تھے۔ ان میں سے ایک میرا ایک اہم بیگ چھین کر لے گیا ہے۔ باقی یہ تین میرا تعاقب کر رہے ہیں۔"

"کیا میں ان تینوں سے تمہارا پیچھا چھڑا دوں؟"

"میں ان سے نجات حاصل کرنا بھی چاہتی ہوں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ ان کا ساتھی میرا وہ اہم بیگ کہاں لے گیا ہے؟"

"چلو گاڑی اسٹارٹ کرو اور کسی ویران سی گلی میں چلو۔"

وہ اس کی ہدایت کے مطابق کار کو اسٹارٹ کر کے ایک گلی میں موڑنے کے بعد سست رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگی۔ ایک گلی کے بعد دوسری پھر تیسری گلی قدرے ویران سی تھی۔ روشنا نے یہاں کار روک دی۔

پاشا کار سے اتر کر تعاقب میں آنے والی گاڑی کی طرف جانے لگا۔ ان تینوں نے اسے آتے ہوئے دیکھا۔ ایک یہودی جاسوس نے کہا "یہ آنے والا کوئی باڈی بلڈر ہے مگر ہم تین ہیں، پھر یہ کہ ریوالور کی ایک گولی اس کے لیے کافی ہوگی۔"

پاشا ان کے قریب آگیا۔ اس کار کی کھڑکی پر جھک کر بولا "ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں، نہ آپس میں دوست ہیں اور نہ دشمن لیکن اس کار والی حسینہ سے مجھے لفٹ مل رہی ہے۔ وہ اس شرط پر میرے ساتھ وقت گزارنے پر راضی ہے کہ میں تم تینوں کی پٹائی کروں۔ کیا یہ ممکن ہے؟ وہ مجھے ایک روبوٹ سمجھ رہی ہے۔ میں کوئی پاگل تو نہیں ہوں کہ تم تینوں سے لڑائی مول لے کر اسپتال پہنچ جاؤں۔"

ایک نے ہنستے ہوئے کہا "تم بہت سمجھ دار ہو۔ اس حسینہ کے چکر میں نہ پڑو۔ تم نہیں جانتے وہ کون ہے؟"

"یہی تو میں... تم تینوں سے پوچھنے آیا ہوں کہ آخر وہ حسین بلا کون ہے؟"

"بلا آخر بلا ہی ہوتی ہے۔ جاؤ، ہم سے اور اس سے دور رہو۔"

اس مختصر سی گفتگو کے دوران پاشا نے اس بولنے والے کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ جو اپنا نام رومیلا بتا رہی تھی وہ روشنا ہے اور خلائی زون سے آئی ہے۔ اس کے پاس خلائی زون سے تعلق رکھنے والا ایک بیگ تھا۔ ان کا ایک ساتھی وہ بیگ بلیک پورٹ کی طرف لے گیا ہے۔

وہ اس سے زیادہ خیالات پڑھ نہ سکا۔ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "اے باڈی بلڈر! اب کھڑے کیوں ہو، زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس حسینہ کے پاس نہ جاؤ۔"

پاشا نے اس بولنے والے کے دماغ میں اچانک زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر تڑپتا ہوا اپنے ساتھی کے پاس دو سیٹوں کے درمیان گر گیا۔ اس کے ساتھی نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا "یہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا ہے؟"

اس ساتھی کے دماغ میں بھی زلزلہ پیدا ہوا۔ وہ بھی تکلیف کی شدت سے چیخنے اور تڑپنے لگا۔ اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص جو پہلے پاشا سے باتیں کر رہا تھا اس کی کھوپڑی میں بھی ہلچل پیدا ہو گئی۔ اس نے تینوں میں سے کسی کو ہاتھ نہیں لگایا تھا لیکن وہ تینوں گاڑی کے اندر ذبح ہونے والے جانوروں کی طرح تڑپ رہے تھے۔

جس کی دماغی تکلیف کم ہو رہی تھی، پاشا اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ سب یہودی خفیہ تنظیم کے جاسوس ہیں اور ان کی لیڈر ایک میڈم ہے جو خیال خوانی کے ذریعے انہیں احکامات دیتی ہے۔ اسی کے حکم کے مطابق ان کا ایک ساتھی وہ خاص بیگ لے کر بلیک پورٹ کی طرف گیا ہے۔

اس بلیک پورٹ میں ان کی ایک اسپیڈ بوٹ موجود ہے۔ وہ بیگ لے کر اسی بوٹ میں دور سمندر میں جائے گا پھر ایک اسرائیلی طیارہ آکر رسیوں کی سیڑھی کے ذریعے اس بیگ والے جاسوس کو طیارے کے اندر لا کر اسے اسرائیل پہنچا دے گا۔

پاشا نے ایک کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے موبائل فون کے ذریعے بیگ والے سے رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ رابطہ ہونے پر ادھر سے جاسوس نے پوچھا "ہیلو جیمس! خیریت سے ہو، بلیک پورٹ کب تک پہنچو گے؟"

دوسری طرف سے جیمس نے کہا "مجھے تین گھنٹے میں پہنچ جانا چاہیے تھا لیکن گاڑی میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ میں نے رینٹ اے کار کے ڈیلر کو فون کیا ہے۔ ابھی دوسری گاڑی آجائے گی۔"

پاشا نے پھر ایک بار تینوں کو شدید دماغی تکلیف میں مبتلا کیا پھر تیزی سے چلتا ہوا روشنا کے پاس اگلی سیٹ پر آکر بولا "یہاں سے جلدی چلو۔ میں نے ان تینوں کو صرف زخمی کیا ہے۔ اگر ان سے زیادہ دیر الجھتا تو پولیس والے آجاتے۔"

روشنا نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اب وہ الجھی ہوئی تھی۔ چونکہ ایک کلومیٹر کی حد میں وہ کسی کے بھی خیالات پڑھ سکتی تھی اس لیے جب پاشا ان تینوں کے پاس گیا تھا تو وہ بھی ایک یہودی جاسوس کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے تینوں جاسوسوں کو ذہنی اذیتوں میں دوبار مبتلا ہوتے دیکھا تھا۔ پاشا نے انہیں ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اس طرح صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔

پھر روشنا نے ایک جاسوس کو موبائل فون کے ذریعے گفتگو کرتے سنا تھا اور یہ معلوم ہوا تھا کہ بیگ بلیک پورٹ سے اسرائیل بھیجا جائے گا۔

پاشا نے اسے تینوں جاسوسوں سے نجات دلائی تھی لیکن اب اسے پاشا سے بھی ڈر لگ رہا تھا۔ وہ کام کا آدمی تھا لیکن پراسرار اور خطرناک تھا۔ اپنی اصلیت چھپا رہا تھا۔ روشنا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس سے کس طرح پیچھا چھڑائے؟

وہ اس طرح پیچھا چھڑانا چاہتی تھی کہ وہ بیگ واپس مل جائے پھر پاشا سے نجات مل جائے۔ پاشا کا طریقۂ کار بتا رہا تھا کہ وہ اپنی اصلیت کو چھپا کر روشنا کی اصلیت بھی معلوم کرنا چاہتا ہے اور اس بیگ کو بھی لے جانا چاہتا ہے۔

اس نے ایک گلی میں گاڑی روک دی۔ اس وقت پاشا خیال خوانی میں مصروف تھا اور بیگ لے جانے والے کے دماغ پر غالب آکر اسے واشنگٹن واپس آنے پر مجبور کر رہا تھا۔

روشنا اسے کن انکھیوں سے دیکھتی رہی اور سمجھتی رہی کہ وہ خیال خوانی میں مصروف ہے۔ حسین عورت کا آخری ہتھیار اس کی ادائیں اور اس کے چھیڑتے ہوئے بدن کی خوبصورتی ہوتی ہے۔ وہ قریب ہو کر پاشا کے جسم سے لگ گئی۔ اب اسے اپنی گرمی سے پگھلا کر اپنا کام نکال سکتی تھی۔

وہ گم صم بیٹھا رہا۔ اس نے پوچھا "کہاں کھو گئے ہو؟"

وہ بولا "میں نے تم سے دوستی کا وعدہ کیا ہے۔ ابھی تمہارا وہ بیگ واپس لا کر دوستی کا ثبوت دوں گا۔"

"سچ!" وہ خوش ہو کر اس سے لپٹ گئی "میں زندگی بھر تمہاری کنیز بن کر رہوں گی۔"

"پلیز، خیال خوانی میں مداخلت نہ کرو۔ میں اس بیگ والے کو واپس لا رہا ہوں لیکن ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی رکاوٹیں پیدا کر رہی ہے۔"

واقعی الپا پریشان تھی کہ اس کا جاسوس بیگ واپس کیوں لے جا رہا ہے۔ اس نے جاسوس کے دماغ پر غالب آنے کی کوشش کی تو پتا چلا، کسی نے پہلے سے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔ پاشا غیر معمولی طور پر دماغی قوتوں کا حامل تھا۔ اس کے مقابلے میں الپا کی ٹیلی پیتھی کی قوت کمتر ثابت ہو رہی تھی۔

پاشا اسی جاسوس کی سانس وقفے وقفے سے روک کر الپا کو بھگا رہا تھا۔ اس نے کئی بار پوچھا "کون ہو تم؟ ٹیلی پیتھی کے معاملے میں ایسی قوت تو فرہاد علی تیمور کے پاس ہے۔ وہ جہاں پہنچ جائے، کسی کی خیال خوانی کام نہیں آتی، کیا تم فرہاد ہو؟"

الپا کو اپنے کسی سوال کا جواب نہیں ملا۔ پاشا جاسوس کی سانسیں روک روک کر الپا کو بھگاتا رہا اور وہ بھاگتی رہی پھر اس نے برین آدم سے کہا "بگ برادر! ایک بہت اہم بیگ ہمارے ہاتھ لگ گیا تھا لیکن ایک ایسا زبردست خیال خوانی کرنے والا دشمن رکاوٹ بن گیا ہے جس کے سامنے میری ٹیلی پیتھی کام نہیں کر رہی ہے۔"

برین آدم نے کہا "ایسا زبردست فرہاد ہی ہو سکتا ہے۔ عقل سے کام لو۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ کسی سے ٹکرائے بغیر فی الحال خاموشی سے اپنی طاقت میں اضافہ کریں گے۔ اس بار ناکامی ہو رہی ہے تو ہونے دو۔ بیگ کو جانے دو۔ تم یہودی خفیہ تنظیم کا سرمایہ ہو۔ میں حکم دیتا ہوں، خیال خوانی نہ کرو۔ آرام کرو۔ ہمیں ہاری ہوئی بازی کو جیتنا آتا ہے۔"

تقریباً ایک گھنٹے تک روشنا اور پاشا کار کے اندر خاموشی سے بیٹھے رہے پھر اس جاسوس کی کار اس گلی میں آئی۔ اس نے کار سے نکل کر روشنا کو وہ بیگ دیا۔ روشنا خوشی سے کھل اٹھی تھی۔ وہ جاسوس اپنی کار میں بیٹھ کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد بھی خاموشی رہی پھر پاشا نے کہا "اب چلو۔ میں نے اس جاسوس کی گاڑی ایک پل پر سے نیچے گرا دی ہے۔ تمہارے پیچھے جتنی مصیبتیں تھیں، انہیں میں نے ختم کر دیا ہے اب میں ایک مصیبت کی طرح ہوں۔ تم چاہو تو گاڑی سے باہر دھکا دے دو۔"

وہ ہنستی ہوئی اس پر نچھاور ہونے لگی۔ پاشا نے کہا "تمہارے پاس جو آلہ ہے اس کا کانٹا دیکھو۔"

اس نے آلے کو دیکھتے ہوئے کہا "او... ہاں، ابھی دو شکار ہیں۔ وہ دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ غیر معمولی سماعت و بصارت اور جسمانی قوتوں کے حامل ہیں۔ ان میں سے ایک سابقہ سپر ماسٹر اے لالاس ہے اور دوسرا اس کا ساتھی اسٹیل برو کس ہے۔ امریکی حکمرانوں کی نظروں میں وہ دونوں غدار ہیں۔"

وہ ڈرائیو کرتی ہوئی پاشا کو ان دونوں کے بارے میں بتا رہی تھی۔ مختلف گلیوں سے گزرتے وقت نشاندہی کرنے والا کانٹا راہنمائی کرتا رہا پھر وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل کے سامنے رک گئے۔ کار سے اتر کر ہوٹل کے اندر گئے تو وہاں بھی اس آلے نے راہنمائی کرتے ہوئے انہیں اسٹیل برو کس کے دروازے پر پہنچا دیا۔

دستک دینے پر دروازہ کھلا۔ اسٹیل برو کس اپنے سامنے روشنا کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ وہ مسکرا کر بولی "تم اور اے لالاس دنیا سے چھپ سکتے ہو، مجھ سے نہیں چھپ سکو گے۔ کہاں ہے اے لالاس؟"

اس نے پاشا کے ساتھ کمرے میں آکر دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ اسٹیل برو کس نے کہا "تمہیں ہم سے دور رہنا چاہیے۔ تم نے میک اپ کیا ہے پھر بھی پہچانی جا رہی ہو۔ تمہارے ساتھ ہم بھی پکڑے جائیں گے اور یہ... یہ تم کسے اپنے ساتھ لائی ہو؟"

"پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ اے لالاس کہاں ہے؟"

"وہ مردہ رو بولس ... کو دیکھنے میدانی علاقے کی طرف گیا ہے۔"

روشنا بیگ اٹھائے باتھ روم کے پاس آئی پھر دروازہ کھول کر بولی "واقعی اے لالاس باہر گیا ہے۔ میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں۔"

اس نے باتھ روم میں جا کر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ ادھر دروازہ بند ہوتے ہی پاشا نے دو انگلیوں سے اسٹیل برو کس کی دونوں کنپٹیوں کو جکڑ لیا۔ اس نے خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے کے لیے اپنی غیر معمولی قوتوں کا مظاہرہ کیا۔ پاشا نے کہا "تم نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے مجھ سے ہی غیر معمولی سماعت و بصارت

اور جسمانی قوتیں حاصل کی تھیں۔ بے شک عام انسانوں کے مقابلے میں تم حیرت انگیز جسمانی قوت کے حامل ہو مگر میری دو انگلیوں کی گرفت سے نہیں نکل سکو گے۔"

اس کی دو انگلیاں کنپٹی کی ایسی رگوں کو دبا رہی تھیں جن پر حد سے زیادہ دباؤ پڑنے سے دماغ سن ہو جاتا ہے۔ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسٹیل بروکس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ پاشا نے اسے بستر پر پھینک دیا۔ وہ بستر پر گر کر بے حس و حرکت پڑا رہ گیا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔

پاشا اسے چھوڑ کر باتھ روم کے دروازے پر آگیا۔ اس نے الپا کے چاروں جاسوسوں کے دماغوں میں رہ کر معلوم کر لیا تھا کہ اس بیگ کو خاص طریقے سے کھولا جاتا ہے۔ اگر کھولتے وقت ذرا بھی غلطی ہوگی تو بیگ ایک دھماکے سے پھٹے گا پھر اس کے ساتھ کھولنے والے کے بھی چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

اسی لیے اس نے بیگ روشنا کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ وہی اسے کھول کر اس کے اندر سے اہم چیزیں نکال سکتی تھی۔ پاشا یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کے اندر کیا ہے؟

اس نے باتھ روم کے دروازے سے لگ کر سنا۔ روشنا بیگ کھولنے سے پہلے غسل کر رہی تھی۔ تمام دنیا کے دشمنوں سے محفوظ رکھنے والے ایٹمی لباس اور خلائی زون میں پہنچانے والے فلائنگ شوز کو پہننے سے پہلے وہ غسل کر کے تر و تازہ ہو رہی تھی۔ پاشا اپنی غیر معمولی سماعت کے ذریعے میلوں دور سے آوازیں سن لیتا تھا۔ باتھ روم سے آنے والی شاور کی آواز کے علاوہ ہلکی ہلکی سی گنگناہٹ بھی سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دروازے کے کی ہول سے ایک آنکھ لگائی۔ وہ غیر معمولی بصارت کے ذریعے بہت کچھ دیکھ سکتا تھا لیکن کی ہول چھوٹا سا تھا۔ اسے باتھ روم کے اندر کا تھوڑا سا حصہ نظر آرہا تھا۔

دروازہ لکڑی کا تھا۔ پاشا ایک انگلی سے ضرب لگاتا تو دروازے میں سوراخ ہو جاتا لیکن وہاں سے بھی باتھ روم کے اندر کا کوئی دوسرا حصہ دکھائی دیتا۔ وہ ایسی جگہ دیکھنا چاہتا تھا' جہاں وہ بیگ رکھا ہوا تھا۔ اس کے سلسلے میں تجسس تھا کہ وہ کھلتا کیسے ہے اور اس کے اندر کیا رکھا ہوا ہے۔

وہ دوسری طرف روشندان کے پاس آیا۔ چونکہ قد آور تھا اس لیے آنکھیں آدھے روشن دان تک پہنچ رہی تھیں۔ اس نے ایک کرسی پر چڑھ کر دیکھا۔ اب باتھ روم کے اندر کا پورا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ تولیے سے بدن خشک کر رہی تھی۔ بدن ایسا چمکتا دمکتا ہوا سا تھا کہ اس کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ اگر بدن کے "ب" کو ہٹا دیا جاتا تو یہ کہنا پڑے گا کہ غسل خانے میں "دن" نکل آیا تھا۔

وہ بیگ کے پاس آکر کھڑی ہو گئی پھر جیسے اس کی چھٹی حس نے اسے محتاط رہنے کو کہا ہو۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتی ہوئی دروازے پر نظر ڈالتی ہوئی روشن دان کی طرف گھوم گئی۔ اسی لمحے میں پاشا بیٹھ گیا۔ روشنا کو وہ روشن دان خالی دکھائی دیا لیکن اسے کمرے کے اندر کی خاموشی کھٹک رہی تھی۔ اس نے روشن دان کے پاس ایک خالی ٹب کو اوندھا کیا پھر اس پر چڑھ کر کمرے کے اندر دیکھنے لگی۔

سامنے بیڈ پر اسٹیل بروکس بے حس و حرکت پڑا نظر آیا۔ اس نے اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا۔ وہ مردہ نہیں تھا۔ بے ہوش تھا۔ پاشا اس دیوار سے لگا کھڑا تھا' جہاں کے روشن دان سے وہ دیکھ رہی تھی اور وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اس نے سوچا۔ کیا وہ اسے بے ہوش کر کے کمرے سے چلا گیا ہے؟ لیکن وہ کیوں جائے گا؟ جب کوئی مقصد حاصل کیے بغیر جانا ہی تھا تو آیا کیوں تھا؟

اس نے آواز دی "ایڈی پال! تم کہاں ہو؟"

اس نے جواب دیا "یہاں ایک کرسی پر بیٹھا انتظار کر رہا ہوں۔ تم باہر آنے میں اور کتنی دیر لگاؤ گی؟"

"صرف چند منٹ۔ میں لباس بدل رہی ہوں۔"

وہ ہنس کر بولا "روشن دان کے پاس لباس تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ صرف جھانک کر دیکھا جا سکتا ہے۔"

"یہی میں سوچ رہی ہوں۔ تم بھی یہاں سے جھانک سکتے ہو۔"

"میری زندگی میں آنے والی حسیناؤں کی فہرست بہت طویل نہ ہوتی تو میں ضرور جھانک کر دیکھتا۔"

وہ خالی ٹب سے اتر کر بولی "تم نے ساری دنیا دیکھی ہے لیکن خلائی زون سے آنے والی حسینہ کو ان لمحات میں دیکھو گے تو آنکھیں چندھیا جائیں گی مگر افسوس اب روشن دان سے بھی نہیں دیکھ سکو گے۔ میں یہاں دیوار سے لگ کر بیگ کھول رہی ہوں۔"

پاشا نے روشندان کی طرف دیکھا۔ وہاں اس کا سایہ نہیں تھا۔ وہ کرسی پر چڑھ گیا۔ اندر غسل خانے میں وہ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اسی روشن دان والی دیوار سے لگی ہوئی اس بیگ کو کھول رہی تھی۔

روشنا نے ایسے وقت واش بیسن کے اوپر لگے آئینے کا خیال نہیں کیا۔ اس آئینے میں اس کے بدن کا کچھ حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ پاشا یہ نہ دیکھ سکا کہ اس نے بیگ کو کس طرح کھولا تھا لیکن لباس نکال کر پہننے لگی تو پاشا چونک گیا۔ اس نے سولارز اور روبوٹس کے جسم پر ویسا ہی ایٹمی لباس دیکھا تھا۔ جیسے ہی آئینے میں اس لباس کی جھلک نظر آئی' پاشا نے کرسی پر سے چھلانگ لگائی۔ دوڑتا ہوا دروازے کے سامنے آکر اسے ایک لات ماری۔ دروازہ لاک سمیت ٹوٹ کر کھل گیا۔

روشنا کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس نے پوری طرح لباس کو نہیں پہنا تھا۔ اگر پہن لیتی تو ایک بٹن کو مخصوص انداز میں گھما کر ایٹمی شعاع کے ذریعے اسے جلا کر کوئلہ بنا دیتی۔

وہ لباس پہنے بغیر بھی اس پر حملہ کر سکتی تھی لیکن اس کا ایک ہاتھ آستین میں پھنسا ہوا تھا۔ پاشا نے اس کی دونوں کلائیوں کو گرفت میں لے لیا۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگی۔ دونوں کلائیاں جیسے فولادی شکنجے میں پھنس گئی تھیں۔ وہ بولا "میں نے تمہارا تعاقب کرنے والوں کے خیالات سے معلوم کر لیا تھا کہ تم خلائی زون سے آئی ہو لیکن وہ تعاقب کرنے والے یہ نہیں جانتے تھے کہ اس بیگ میں یہ ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز ہوں گے۔ انہیں الپا نے صرف یہ بتایا تھا کہ اس میں اہم چیزیں ہیں لیکن اسے ایک خاص طریقے سے کھولا جاتا ہے۔"

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولی "پلیز' میرا ہاتھ چھوڑ دو۔"

اس نے ایک کلائی چھوڑ کر آستین میں پھنسے ہوئے ہاتھ کو نکالا' دوسرا ہاتھ آستین سے پہلے ہی باہر تھا۔ یوں وہ لباس پاشا کے ہاتھ میں آگیا۔ اس نے جھک کر بیگ سے فلائنگ شوز کا جوڑا نکالا۔ ایسے وقت روشنا نے پوری قوت سے اس کے منہ پر ٹھوکر ماری پھر ایک دم سے چیخ پڑی۔ اسے ایسا ہی لگا جیسے کسی لوہے کو ٹھوکر ماری ہو۔ وہ فرش پر گر کر اس پیر کو سہلانے لگی۔ پاشا بیگ کا تمام سامان نکال کر باتھ روم سے باہر چلا گیا۔

وہ تھوڑی دیر تک فرش پر بیٹھی اپنا پیر سہلاتی رہی۔ ہڈی میں ایسی چوٹ آئی تھی جیسے ہڈی ٹوٹ گئی ہو یا ترخ گئی ہو پھر اس نے تکلیف برداشت کرتے ہوئے فرش سے اٹھ کر پہلے والا لباس پہنا اور لنگڑاتی ہوئی باتھ روم سے باہر کمرے میں آگئی۔

وہاں پاشا وہ ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز پہن چکا تھا پھر اس لباس پر اپنا لباس پہن رہا تھا۔ وہ روشنا کو دیکھ کر بولا "خدا مجھ پر مہربان ہے۔ میں نے دل سے خواہش کی تھی کہ یہ لباس اور فلائنگ شوز مجھے مل جائیں۔ وہ داتا جسے چاہتا ہے' اسے بہت کچھ دے دیتا ہے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی "تم ہمارے روبوٹس سے زیادہ طاقتور ہو۔ میں تو تم پر مرمٹی ہوں۔ یہ لباس اور جوتے تمہیں دینا چاہتی تھی لیکن پہلے تمہیں محبت سے تڑپانا چاہتی تھی۔ جب تم تڑپ کر بے چین ہو کر میرا لباس اتارتے تو لباس کے نیچے تمہیں یہ لباس میرے حسن و شباب کے ساتھ مل جاتا۔"

وہ مسکرا کر بولا "تم نے بڑا ہی رومینٹک آئیڈیا سوچا تھا۔ میں بہت اناڑی ہوں۔ یہ چیزیں حاصل کر لیں اور حسن کو چھوڑ دیا۔ تم نے کہا بھی تھا کہ میں نے ساری دنیا کی حسینائیں دیکھی ہوں گی لیکن خلائی زون کی حسینہ کو دیکھوں گا تو میری آنکھیں چندھیا جائیں گی۔"

"مگر تم میرے حسن و شباب سے متاثر نہیں ہوئے۔ مجھے باتھ روم میں بے لباس چھوڑ کر اپنے مطلب کی چیزیں لے آئے۔ میں سمجھ گئی ہوں کہ تم عورتوں کے دیوانے نہیں ہو' بالکل پتھر ہو۔ فولادی روبوٹ کی طرح ہو۔"

"فولادی روبوٹ ریموٹ کنٹرولر سے قابو میں کیے جاتے ہیں۔ قدرت نے عورت کے ہاتھ میں حسن و ادا کے جتنے ریموٹ کنٹرولر دیے ہیں ان سے تم مجھے قابو میں نہ کر سکیں اور نہ آئندہ کر سکو گی۔"

"مانتی ہوں' تم بھی مان لو اور حالات کے مطابق مجھ سے سمجھوتا کر لو۔ میں خلائی زون کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کر سکتی ہوں۔ تم فلائنگ شوز کے ذریعے ہمارے زون میں میرے ساتھ چلو گے تو میں قدم قدم پر تمہاری راہنمائی کرتی رہوں گی۔ تمہارے کام آتی رہوں گی۔"

"سپیرے زہریلے سانپوں سے کھیلتے ہیں۔ انہیں پٹاری میں بند کرتے ہیں لیکن وہ زہر سے کھیلنے والے کبھی کسی سانپ کو آستین میں نہیں پالتے۔ کیا میں پاگل ہوں کہ تمہیں آستین میں لیے پھرتا رہوں۔"

"پلیز میرے بارے میں اپنی رائے بدل دو۔ تم میرے بغیر ان فلائنگ شوز کو استعمال کرو گے اور خلائی زون تک جاؤ گے تو زندہ واپس نہیں آؤ گے۔"

"مجھے ابھی اس دنیا سے جانے کی جلدی نہیں ہے۔ میں انتظار کروں گا۔ سولارز یہاں سے شکست کھا کر گیا ہے۔ وہ ضرور بڑی زبردست تیاریوں کے ساتھ ہماری زمین پر واپس آئے گا۔ اس کے ساتھ جو چھوٹی بڑی فوج آئے گی اس کے کسی نہ کسی فرد کو ٹریپ کر کے اسے اپنا آلۂ کار بنا لوں گا۔"

"تم کسی طرح مجھ پر بھروسا نہیں کرنا چاہتے پھر بتاؤ' میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"

پاشا کی جیکٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ اندر پہنا ہوا ایٹمی لباس نظر آرہا تھا۔ اس نے اس کے ایک بٹن کو دو انگلیوں میں لے کر کہا "اسے گھمانے سے جو ایٹمی شعاع نکلے گی' وہ بے آواز ہوگی۔ تم چیخنے سے پہلے ہی جل کر کوئلے کا مجسمہ بن جاؤ گی۔"

وہ سہم کر بولی "نن... نہیں' پلیز رک جاؤ۔ مجھے مار کر تم کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔ تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

"اگر میرا اعتماد حاصل کرنا چاہتی ہو تو مجھے ان آلات کے بارے میں بتاؤ۔ یہ کن مقاصد کے لیے ہیں اور کیسے استعمال کیے جاتے ہیں۔"

"میں سب کچھ بتاؤں گی لیکن تم پھر بھی مجھ پر اعتماد نہیں کرو گے۔"

"بھروسا کرنے کا بڑا آسان طریقہ ہے۔ مجھے اپنے خیالات پڑھنے دو۔"

"کیسے پڑھنے دوں۔ پرائی سوچ کی لہریں محسوس کرتے ہی بے اختیار میری سانس رک جاتی ہے۔"

"اگر تم قوتِ ارادی سے یہ طے کر لو کہ سانس نہیں روکو گی اور اگر روکو گی تو میں ہمیشہ کے لیے سانس روک دوں گا تو خوف کے

باعث تم مجھے اپنے خیالات پڑھنے دوگی۔"

"میں کوشش کرتی ہوں اور التجا کرتی ہوں کہ ابتدا میں بے اختیار سانس رکنے لگے تو مجھے مواقع دیتے رہنا۔ میں سانس روکنے والی اپنی عادت سے لڑتی رہوں گی۔"

وہ اس کے دماغ میں آگیا۔ اس نے گدگدی محسوس کرتے ہی سانس روکی پھر جلدی سے سانس لیتے ہوئے بولی "آؤ۔ مسلسل آتے رہو' میں کوشش کررہی ہوں۔"

ایسا دو چار بار ہوا۔ پاشا کو پہلے چند سیکنڈ تک اس کے دماغ میں رہنے کا موقع ملا پھر وہ زیادہ دیر رہ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔

وہ شعوری طور پر جو سوچ رہی تھی وہی اس کے چور خیالات بھی کہہ رہے تھے کہ اس نے ایڈی پال (پاشا) کو دھوکا دینے کی کوشش کرکے بہت بڑی غلطی کی ہے۔

غلطی کا یہ احساس فطری تھا کیونکہ اس ارضی دنیا میں اس کا اپنا کوئی نہیں تھا۔ ایک نہایت عزیز سہیلی بدی بدی اسے چھوڑ کر باپ کے ساتھ چلی گئی تھی۔ بدی بدی کو فرار ہوتے وقت موقع ملتا تو وہ اپنا بیگ بھی لے جاتی۔ جان سے زیادہ عزیز سہیلی ہونے کا دعویٰ کرنے والی بدی بدی کی خود غرضی صاف ظاہر ہوگئی تھی۔

ارضی دنیا میں روشنا کی تنہائی سمجھا رہی تھی کہ اسے ایک ایسے دوست کی ضرورت ہے جو یہاں کے دنیاوی دشمنوں سے اس کی حفاظت کرتا رہے اور پاشا سے بہتر دوست کوئی ہو نہیں سکتا تھا۔

یہ تسلیم کرنے والی حقیقت تھی کہ اس تنہا حسینہ کو ایک مضبوط سہارے کی ضرورت تھی۔ پہلے اس نے ایٹمی لباس کو اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھا تھا پھر عقل نے سمجھایا کہ سولا رزاور روبوٹس ایٹمی لباس کی موجودگی میں شکست کھاسکتے ہیں تو وہ اکیلی عورت ایسے ایٹمی لباس سے اپنی حفاظت آپ کیسے کرے گی؟

پاشا مختلف طریقوں سے اس کے چور خیالات تبدیل کرتا رہا اور روشنا کو اپنے خلاف سوچنے پر مائل کرتا رہا لیکن اب اس نے مستقل مزاجی سے فیصلہ کرلیا تھا کہ پاشا سے کبھی کوئی بات نہیں چھپائے گی۔ اس کا اعتماد حاصل کرکے صرف اسی کے ساتھ زندگی گزارے گی۔

وہ مطمئن ہوکر اس کے پاس آیا پھر اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر بولا "میں اس وقت تک تم پر اعتماد کروں گا جب تک اعتماد کے قابل رہوگی۔ تمہاری بہتری اسی میں رہے گی کہ تم اپنے دماغ میں ہمیشہ مجھے خوش آمدید کہتی رہو۔"

وہ خوشی سے گلے لگ گئی۔ اسے طرح طرح سے خوش کرنے لگی۔ وہ بیڈ پر آیا۔ وہاں جگہ تنگ تھی۔ اس نے بے ہوش اسٹیل بروکس کو اٹھا کر فرش پر پھینک دیا۔ وہ مسکرا کر بولی "تم نے میرے لیے اسے اٹھا کر پھینک دیا۔ ایسی باتیں ایک عورت کو اچھی لگتی ہیں۔ وہ چاہتی ہے کہ اس کی جگہ کوئی تیسرا یا تیسری نہ آئے لیکن وہ پہلے ہی بے ہوش تھا۔ کہیں مر نہ گیا ہو۔"

"اس ملک میں چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے ہیں جنہوں نے ٹرانسفارمر مشین سے میرے ساتھ گزر کر غیر معمولی جسمانی قوت حاصل کی ہے۔ ان میں سے ایک یہ کتا اسٹیل بروکس ہے۔ یہ آسانی سے نہیں مرے گا۔"

اس نے ایک آلہ دکھاتے ہوئے کہا "یہ ریموٹ کنٹرول جیسا ہے' تم اس کی کارکردگی کے بارے میں بتاؤ۔"

وہ بولی "یہ واقعی ریموٹ کنٹرول ہے۔ صرف پاور پلانز روبوٹس کے لیے ہے۔ یوں تو ہمارے زون کے تمام روبوٹس اپنے مصنوعی دماغ کے مطابق خود متحرک رہتے ہیں۔ اپنے طور پر زندگی گزارتے ہیں لیکن وہاں کے سائنس دان اپنی ضرورت کے وقت اپنے طور پر ان سے کام لینے کے لیے ان مختلف بٹنوں کے ذریعے انہیں استعمال کرتے ہیں۔ اگر کبھی وہ روبوٹس بے قابو ہوتے ہیں تو ایک بٹن کو دبانے سے وہ اسٹاپ ہوجاتے ہیں۔ اپنی جگہ سے ذرا سی بھی حرکت نہیں کرسکتے۔"

پاشا نے ایک کین دکھا کر پوچھا "اس میں کیا ہے؟"

"گیس ہے۔ اگر فلائنگ شوز کی گیس اچانک ختم ہوجائے تو اس کین سے شوز میں گیس بھری جاتی ہے۔"

اس بیگ سے جتنی چیزیں برآمد ہوئی تھیں وہ سب بڑی کارآمد تھیں۔ کسی بھی برے وقت میں کام آنے والی تھیں۔ اس نے تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد اسٹیل بروکس کے اندر جھانک کر دیکھا۔ اب وہ ہوش میں آنے والا تھا۔ پاشا نے اسے اٹھا کر بستر پر لٹا دیا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔

اس نے پہلے اس کا برین واش کیا پھر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔ روشنا نے کہا "تمہارے عمل کے دوران میں اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی۔ اس نے وہاں میدان میں رہ کر سنا ہے کہ تمارا اور پارس سایہ بن کر سولا رز کے ساتھ خلائی زون میں گئے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ ہمیشہ سایہ بن کر رہیں گے یا جسمانی طور پر ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

پاشا فکرمند ہوگیا۔ اسے بھی ابھی معلوم ہوا تھا کہ پارس خلائی زون کی طرف گیا تھا۔ اسے یہ معلوم تھا کہ اس نے سایہ بن کر دونوں روبوٹس کو ناکارہ بنادیا تھا لیکن یہ اب معلوم ہوا کہ وہ سولا رزاور بدی بدی کے ساتھ خلائی زون کی طرف گیا ہے۔

پاشا کی سماعت' بصارت' ذہانت اور جسمانی قوتوں میں پہلے سے کئی گنا زیادہ اضافہ ہوا تھا۔ ایسا اضافہ کہ وہ گوشت پوست کا انسان ہو کر بھی ایک فولادی روبوٹ بن گیا تھا لیکن پارس کا نام سن کر اس کے تن بدن میں آگ لگ جاتی تھی۔ ماضی میں کئی بار پارس نے اسے بے وقوف بنایا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا تھا کہ اپنی غیر معمولی جسمانی قوت کے ذریعے اسے کچل ڈالے لیکن وہ مکار کبھی ہاتھا پائی کا موقع ہی نہیں آنے دیتا تھا۔ اس سے پہلے ہی بڑی چالبازی سے اسے بے وقوف بنا کر چلا جاتا تھا۔

روشنا نے اسے فکرمند دیکھ کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

"تم اسے نہیں جانتیں۔ وہ ایسا چالباز اور مکار ہے کہ کبھی میرے قابو میں نہیں آیا۔ ایسا شیطان ہے کہ شیطان بھی اس کے مشوروں پر عمل کرتا ہوگا۔"

"تم کس کی بات کررہے ہو؟"

"اسی پارس کی' جسے تم نے سولا رز اور روبوٹس کے مقابلے میں دیکھا تھا۔ کیا وہاں کوئی بھی یہ سوچ سکتا تھا کہ وہ تنہا خطرناک روبوٹس کو ناکارہ بنادے گا اور جو سولا رز پوری دنیا کا حکمران بننے آیا تھا اسے فرار ہونے پر مجبور کردے گا۔"

"واقعی اس نے پتا نہیں خود کو اور تمارا کو کیسے سائے میں تبدیل کیا تھا۔ اس نے سایہ بن کر اتنی بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔"

"میں اسی لیے فکرمند ہوں۔ اس کی مکاریاں پہلے ہی کچھ کم نہ تھیں۔ اب وہ سایہ بن کر میرے آس پاس رہے گا تو میں اسے دیکھ بھی نہیں سکوں گا۔"

"اب تو وہ نہیں ہے۔ خلائی زون میں چلا گیا ہے۔"

"تمہارے پاس فلائنگ شوز ہیں۔ میں نے سوچا تھا' اچھی خاصی تیاریاں کرنے کے بعد وہاں جاؤں گا اور اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے وہاں کے حکمرانوں پر غالب آجاؤں گا۔ اب تو تمہارے ذریعے بھی خلائی زون کے بارے میں بہت سی اہم معلومات حاصل ہوسکتی ہیں لیکن مجھ سے پہلے وہ شیطان وہاں چلا گیا ہے۔ پتا نہیں وہاں کیا گل کھلا رہا ہوگا۔"

"میں تمہیں خلائی زون کے متعلق سب کچھ بتاؤں گی۔ ہوسکتا ہے وہ سایہ بن کر جانے والا تمارا کے ساتھ ناکام واپس آئے یا وہیں اس کی موت ہوجائے۔ موت کی صورت میں اس سے نجات حاصل ہوجائے گی اور واپس آئے گا تو ہم اس کی واپسی کی وجوہات کسی طرح معلوم کریں گے۔ اس طرح تمہاری معلومات میں اور اضافہ ہوگا۔"

"کیا ایسا کوئی طریقہ ہوسکتا ہے کہ ہم خلائی زون میں اس کی مصروفیات کے بارے میں معلوم کرسکیں۔"

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی "زمین سے خلائی زون کی طرف یا خلائی زون سے زمین کی طرف مسلسل پرواز نہیں کی جاتی ہے۔ پرواز کے دوران کچھ ایسی اہم ضروریات ہوتی ہیں جن کے لیے خلا میں رک کر قیام کرنا پڑتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک خلائی اسٹیشن قائم کیا گیا ہے۔ سولا رز نے بھی اپنے روبوٹس کے ساتھ اس زمین پر آتے وقت اور یہاں سے فرار ہوتے وقت اس خلائی اسٹیشن پر قیام کیا ہوگا۔"

"وہ خلائی اسٹیشن تمہارے زون سے کتنی دور ہے؟"

"تقریباً پانچ ہزار میل کے فاصلے پر ہے۔ اس اسٹیشن پر بڑی بڑی ٹی وی اسکرینوں پر خلائی زون کے مناظر اور وہاں کے لوگوں کی مصروفیات دیکھی جاسکتی ہیں اور ریڈیو وائرلیس کے ذریعے ان سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔"

پاشا نے پوچھا "اگر ہم اس خلائی اسٹیشن تک جائیں گے تو کیا وہاں سے پارس کو خلائی زون میں دیکھ سکیں گے؟"

"وہ تو سایہ بن گیا ہے' کیسے دیکھ سکیں گے؟"

"اس نے جو دوا کھائی ہے اس کی تاثیر ختم ہونے کے بعد وہ پھر گوشت پوست کے جسم میں نظر آنے لگے گا۔"

"پھر تو اسے اور تمارا کو خلائی اسٹیشن سے دیکھا جاسکے گا۔"

وہ سوچنے لگا۔ پتا نہیں پارس کتنی مقدار میں وہ غیر معمولی دوا اپنے ساتھ لے گیا ہے؟ وہ رقیق دوا نہیں ہے۔ گولیاں ہیں اور گولیاں اتنی ہی ہوں گی' جتنی اس کی جیبوں میں اور تمارا کے پرس وغیرہ میں گنجائش ہوگی۔ اگر وہ دونوں کئی ماہ تک وہاں رہیں گے تو گولیاں ختم ہوجائیں گی اور انہیں زمین پر واپس آنا پڑے گا۔

روشنا نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"

"میں اس شیطان کو کسی طرح اپنی گرفت میں رکھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا خلائی اسٹیشن تک جانا چاہتے ہو؟"

"اگر فلائنگ شوز کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو وہاں تک جا کر دیکھنا چاہوں گا۔ پارس کو بھی اور سولا رز کو بھی۔ وہ ہماری دنیا پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ میں اسے دوبارہ زمین پر آنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا اور وہاں پارس سے نمٹ سکا تو ٹھیک ہے ورنہ اس سے زمین پر آنے کے بعد نمٹ لوں گا۔"

"تمہارے فلائنگ شوز کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ ایک تو اس کے ایندھن کا کین تمہارے پاس ہے پھر یہ کہ خلائی اسٹیشن میں ضرورت کا تمام سامان رہتا ہے۔ ایندھن بھی مل سکتا ہے۔ نئے فلائنگ شوز مل سکتے ہیں اور پرانے شوز کی مرمت ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ خلائی زون میں سانس لینے کے لیے قدرتی طور پر آکسیجن کی تھوڑی سی کمی ہے۔ اس کمی کو طبی سائنس کے ماہرین نے پورا کیا ہے۔ انہوں نے ایسے کیپسول تیار کیے ہیں جن میں سے ایک کیپسول کو نگل لیا جائے تو چھ ماہ تک سانس لیتے رہنے سے آکسیجن کی کمی کا احساس نہیں رہتا ہے۔ یہ آکسیجن کیپسول بھی خلائی اسٹیشن میں دستیاب ہوجاتے ہیں۔"

وہ خاموش ہوگیا۔ روشنا کے چور خیالات پڑھنے لگا کہ وہ کس حد تک درست معلومات فراہم کررہی ہے۔ روشنا کے دماغ میں پرائی سوچ کے باعث گدگدی ہورہی تھی لیکن وہ برداشت کررہی تھی اور پاشا کے اعتماد پر پوری اتر رہی تھی۔

اس نے مطمئن ہوکر کہا "ہمیں ایک بار آزمائشی طور پر خلائی اسٹیشن تک جانا چاہیے۔ ہم وہاں سے خلائی زون کے حالات معلوم کریں گے پھر ان حالات کے مطابق آئندہ کا لائحہ عمل تیار

کریں گے۔"

"میں وہاں قدم قدم پر تمہاری راہنمائی کروں گی۔"

"خلائی اسٹیشن والے تمہیں جانتے ہیں۔ کیا مجھے خلائی پلیٹ فارم پر قدم رکھنے کی اجازت دیں گے؟"

"تم قد اور جسامت کے اعتبار سے روبوٹ ہو۔ آج شام کے اور کل صبح کے اخبارات میں ناکارہ ہوجانے والے دونوں روبوٹس پی پی فائیو اور پی پی سکس کی تصاویر شائع ہوں گی۔ وہ بھی گوشت پوست کے انسان لگتے ہیں۔ تم ان میں سے کسی بھی روبوٹ کا چہرہ بنا کر میرے ساتھ چلوگے تو کسی کو شبہ نہیں ہوگا۔"

"یہاں سے روانگی کے لئے کون سا وقت مناسب ہوگا؟"

"وہی وقت جب سولارز اپنی بیٹی کے ساتھ گیا تھا۔ ایسے وقت خلائی اسٹیشن کی طرف ہلکی سی سورج کی روشنی رہتی ہے۔ ویسے تاریکی بھی ہو تو تمہارے پاس جو دوسرا ریموٹ کنٹرولر ہے' اس کے ذریعے فلائنگ شوز کا رخ سیدھا خلائی پلیٹ فارم کی طرف رکھا جاتا ہے۔"

"کل ہم اسی وقت روانہ ہوں گے' جب سولارز گیا تھا۔ تب تک تم سوچو کہ میرے اندر ایسی کوئی کمی ہے' جو میرے لیے پرابلم بن سکتی ہے۔"

"صرف ایک کمی ہے۔ تم خلائی زبان نہیں جانتے ہو۔ خلائی پلیٹ فارم پر پہنچنے کے بعد یہ بھید کھل جائے گا۔"

وہ سر جھکا کر زبان کا مسئلہ حل کرنے کے متعلق سوچنے لگا۔ اگرچہ وہاں جانا بہت ضروری نہیں تھا لیکن پارس کا ذکر ہوتے ہی اس کے سر پر ہتھوڑا سا لگتا تھا۔ اس کے دل اور دماغ میں یہ بات گھسی ہوئی تھی کہ جب تک پارس کو چیونٹی کی طرح نہیں مسلے گا یا اسے اپنا تابعدار نہیں بنالے گا' اس وقت تک خود کو ارضی دنیا کا سب سے بڑا شہ زور تسلیم نہیں کرے گا۔ یہ خیال رہ رہ کر چٹکیاں لے رہا تھا کہ وہ شیطان نہ جانے خلائی زون میں کیا کرتا پھر رہا ہوگا؟

○☆○

خلائی پلیٹ فارم پر سولارز اور بدی بدی کا شاہانہ استقبال کیا گیا تھا۔ ان کے لیے ٹوسیٹر کار آئی تھی۔ باقی آگے پیچھے والی کاروں میں مسلح گارڈز بیٹھے ہوئے تھے۔ سولارز اپنے محافظوں سے کہنا چاہتا تھا کہ دو سیٹوں والی شاہی سواری میں صرف دو نہیں' چار سوار ہیں۔ دو سوار ایسے ہیں' جو محافظوں کو نظر نہیں آئیں گے۔

پارس نے سوچ کے ذریعے کہا "جب نظر نہیں آئیں گے تو محافظوں کو کہنے سے کیا حاصل ہوگا۔ ہم تمہارے اندر ہیں۔ وہ ہمیں مارنے کے لیے تم باپ بیٹی کو ایٹمی گنوں کا نشانہ نہیں بنائیں گے۔"

سولارز نے کہا "ہم نہ بھی بتائیں تو تم دونوں زیادہ دیر چھپ کر نہیں رہ سکوگے۔ خلائی اسٹیشن اور خلائی زون میں قدم رکھنے والوں کا پہلے طبی معائنہ کیا جاتا ہے۔ انہیں ایکسرے مشین کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے۔ تمہاری دنیا کی ایکسرے مشین سے ہماری مشین مختلف ہے۔ یہ ابھی تمہیں معلوم ہوجائے گا۔"

بدی بدی اب تک لکی سیون کے زہر سے سہمی ہوئی تھی۔ وہ بولی "تم دونوں ظاہر ہوجاؤ گے' تب بھی میں تمارا کو بہن بنا کر گلے لگاؤں گی۔"

سولارز نے کہا "مسٹر پارس! تم بھی تمارا کی طرح زہریلے ہو۔ تم دونوں ہمارے دوست بن کر ہماری حکومت میں شامل ہوکر ہمارے لیے بہت بڑی طاقت بن سکتے ہو۔ ہم نے ارضی دنیا پر حکومت کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے' کامیابی کے بعد تم زمین پر ہمارے نمائندہ حکمران بن سکتے ہو۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے توجہ سے سنا۔ پارس کے خراٹے سنائی دے رہے تھے۔ اس نے بیٹی سے کہا "ارضی دنیا کے لوگ عجیب ہوتے ہیں۔ باتیں کرتے کرتے سوجاتے ہیں۔ کیا تمہارے اندر تمارا جاگ رہی ہے؟"

"میں نے اسے بہن بنا کر گلے لگانے کی بات کی مگر وہ خاموش رہی بلکہ وہ بڑی دیر سے خاموش ہے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ دونوں اچانک ہمارے اندر سے نکل کر ہمارے گارڈز کے اندر چلے گئے ہوں۔"

اس نے پریشان ہوکر کہا "وہ دونوں ہم دونوں کی موت کی طرح ہیں۔ آج تک کسی نے موت کے فرشتوں کو نہیں دیکھا۔ ہم بھی ان دونوں کو نہ دیکھ رہے ہیں نہ محسوس کررہے ہیں مگر سمجھ رہے ہیں کہ زندگی کے ساتھ ساتھ موت چل رہی ہے۔"

وہ قافلہ ایک گنبد نما عمارت کے سامنے رک گیا۔ وہ عمارت ایک طبی تجربہ گاہ تھی۔ وہاں کے ڈاکٹرز اور دوسرے ماہرین نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا پھر ان باپ بیٹی کو میڈیکل چیک اپ کے لیے اندر لے گئے۔

ایک ڈاکٹر نے معائنے کے دوران پوچھا "سولارز! آپ دو روبوٹس کے ساتھ گئے تھے اور خلافِ توقع جلد واپس آئے ہیں لیکن وہ روبوٹس کہاں رہ گئے ہیں؟"

وہ اپنی ناکامی اور شکست کی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "یہ حکومتی معاملات ہیں۔ تم اس سلسلے میں بات نہ کرو۔"

ڈاکٹر کی مجال نہیں تھی کہ ایک حکمران سے پھر کوئی بات کرتا۔ ان باپ بیٹی کو ایکسرے مشین کے سامنے لے جایا گیا۔ وہ مشین ایک بہت بڑے کیمرے کی طرح تھی۔ اس کے سامنے کھڑے ہونے والے کا پورا ڈھانچا سامنے ایک بڑی اسکرین پر نظر آتا تھا۔ جسم کے مختلف اعضا کے تمام ڈاکٹرز اس اسکرین کے سامنے بیٹھ کر اپنی اپنی مہارت کے مطابق رپورٹ لکھتے تھے۔

پہلے سولارز کو ایکسرے مشین کے سامنے آنے کے لیے کہا گیا۔ اس نے کہا "میں اپنی بیٹی کے ساتھ ایک ہی وقت میں مشین کے سامنے آرہا ہوں۔ ہمیں توجہ سے دیکھو۔"

وہ دونوں مشین کے سامنے آئے۔ ان کا سراپا اسکرین پر ڈھانچے کی صورت میں دکھائی دینے لگا۔ علم الابدان کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹرز آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسکرین پر باپ بیٹی کے ڈھانچوں کو دیکھنے لگے۔

انہیں سولارز کے ڈھانچے کے ساتھ ملا ہوا ایک اور ڈھانچا نظر آرہا تھا۔ کچھ ایسا لگ رہا تھا جیسے کیمرا ذرا ہل گیا ہے اور ایک ہی تصویر ایک پر ایک نظر آرہی ہے۔ ایک ڈاکٹر نے کہا "فوکس درست کرو۔ مشین کے لینس کو چیک کرو۔"

ایکسرے مشین آپریٹر نے لینس کو چیک کیا۔ فوکس بھی درست تھا۔ اس کے باوجود بدی بدی کے ڈھانچے پر بھی ایک اور ڈھانچا نظر آرہا تھا۔ سولارز نے کہا "میں نے پہلے بتانا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ تم میں سے کوئی یقین نہیں کرتا۔ ارضی دنیا سے دو گوشت پوست کی ٹھوس ہستیاں سایہ بن کر ہمارے اندر آگئی ہیں۔"

ایک ڈاکٹر نے کہا "یہ عجیب سی بات ہے۔ سایہ تو انسان کے باہر نظر آیا کرتا ہے۔"

دوسرے ڈاکٹر نے کہا "سایہ انسان کے اندر رہتا ہے۔ جب انسان روشنی میں آتا ہے تو سایہ اس کے اندر سے نکل کر باہر آجاتا ہے۔"

سولارز نے کہا "ہم باپ بیٹی روشنی میں ہیں۔ ہمارے پیچھے دیوار پر ہمارے سائے ہیں لیکن یہ جو اندر ہیں انہیں روشنی بھی باہر نکالنے میں ناکام ہے۔ ہم خود انہیں اپنے اندر سے نکال نہیں سکتے۔"

لکی سیون اور پارس ان کے اندر سے نکل کر ان باپ بیٹی کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ اب اسکرین پر چار ڈھانچے سر سے پاؤں تک نظر آرہے تھے۔ پارس نے کہا "لاحول ولا قوۃ۔ خلا میں آنے کے بعد ہماری ننگی تصویریں آرہی ہیں۔ لکی! چلو یہاں سے۔"

وہ دونوں سائے ایکسرے مشین سے ہٹ گئے۔ صرف باپ بیٹی رہ گئے۔ تمام ڈاکٹرز اور وہاں کھڑے ہوئے چند گارڈز نے بڑی حیرانی سے یہ تماشا دیکھا تھا۔ گارڈز کو کمانڈ کرنے والے افسر نے کہا۔ "وہ سائے اسی تجربہ گاہ کے اندر ہیں۔ انہیں تلاش کرو۔"

سولارز نے حکم دیا "رک جاؤ۔ کیا انہیں تلاش کرکے گرفتار کرسکوگے؟ کیا سائے کو ایک مٹھی میں یا ایک چٹکی میں بھی پکڑا جاسکتا ہے؟"

گارڈز اور ان کے افسر جواب نہ دے سکے۔ ایک افسر نے پوچھا۔ "کیا ارضی باشندے اسی طرح سایہ بن جاتے ہیں؟"

"نہیں۔ یہ جو سایہ بن کر آیا ہے اس نے یہ انوکھا طبی تجربہ کیا ہے۔ یہ اور اس کے ساتھی کسی دوا کے استعمال سے سایہ بن جاتے ہیں۔ ابھی اس کے ساتھ ہمارے خلائی زون کی ایک زہریلی تمارا ہے۔ وہ بھی اس سائے سے شادی کرکے سایہ بن کر ہمارے اندر رہ کر یہاں تک چلی آئی ہے۔ اب یہ اس کی راہنمائی کرے گی۔ یہاں کے تمام راز بتائے گی۔"

سہمی ہوئی بدی بدی نے کہا "میرے پوپ کی باتوں سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم تمارا اور اس کے لائف پارٹنر کو دشمن سمجھ رہے ہیں۔ یہاں انہیں اپنا مہمان سمجھو۔ میں نے تمارا کو بہن بنایا ہے۔ تمارا! تم سن رہی ہو نا؟"

سولارز نے کہا "سیدھی سی بات ہے۔ جسے ہم زیر نہیں کرسکتے اس سے زیر ہوجاتے ہیں۔ ہم اس سائے پارس کو خود سے برتر سمجھتے ہیں۔ کیوں مسٹر پارس! تم سن رہے ہو نا؟"

اس بڑے ہال کے ایک گوشے میں اچانک ہی دونوں نظر آئے۔ پارس نے کہا "سولارز! تم دوست بن رہے ہو۔ مجھے خود سے برتر تسلیم کررہے ہو اور تمہاری بیٹی میری بیوی کو بہن کہہ چکی ہے تو اب ہمارے درمیان پردہ نہیں رہنا چاہیے۔"

لکی سیون نے کہا "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ سایہ بننے والی گولیوں کا اثر ختم ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو دوست مان لیا ہے۔"

پارس نے لکی سیون کو ڈانٹ کر کہا "کیا یہ کہنا ضروری ہے کہ گولیوں کا اثر ختم ہوچکا ہے۔ تم بالکل احمق ہو۔"

"دیکھو جی! میرے میکے میں آکر مجھے احمق نہ کہنا۔ جب میرے میکے والی نے پچھلی تمام دشمنیاں بھلا کر مجھے بہن بنالیا ہے تو اب ان سے کیا چھپانا کہ سایہ بنانے والی گولی اب ہمارے پاس نہیں رہی ہے۔"

پارس نے اس کی زلفوں کو مٹھی میں جکڑ کر اس کے رخسار پر ایک طمانچہ رسید کیا پھر کہا "بے وقوف کی بچی! ہر عورت اپنے میکے پہنچ کر اترانے لگتی ہے۔ چل بھاگ یہاں سے ورنہ کتے کی موت ماری جائے گی۔"

سولارز نے قہقہہ لگایا۔ اپنے ایٹمی لباس کے بٹن کو دو انگلیوں سے تھام کر کہا "بھاگنے کا راستہ کہاں ہے؟ میرے گارڈز تمہارے قریب نہیں جائیں گے۔ تم دونوں زہریلے ہو اور تم میرے قریب نہیں آسکوگے کیونکہ ابھی یہ بٹن گھومنے والا ہے اور تم دونوں کے پرخچے اڑنے والے ہیں۔"

پارس نے ہاتھ اٹھا کر کہا "پلیز' اپنی بات پر قائم رہو۔ مجھے برتر تسلیم نہ کرو۔ میں دوست بن کر رہوں گا اور تمہارے بہت کام آؤں گا۔"

بدی بدی نے باپ کے ایک بازو کو تھام کر کہا "نہیں پوپ نہیں۔ یہ ناگ اور ناگن ہیں۔ یہ ناگن زندہ رہے گی تو میں خوف سے مرتی رہوں گی۔ پلیز' فوراً ان کے زہر سمیت انہیں فنا کردیں۔"

لکی سیون اور پارس کی نظریں اس بٹن پر تھیں جسے سولارز گھماتا تو وہ دونوں پلک جھپکتے ہی فنا ہوجاتے اور اسے یہ کرنا ہی تھا۔ انہوں نے ہی سایہ بن کر زمین پر اس کے روبوٹس کو ناکارہ بنایا تھا

اور اسے ہارنے والے سپاہی کی طرح میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کیا تھا پھر لکی سیون سے خطرہ تھا کہ اس کی بیٹی کو اپنے زہر سے مار ڈالے گی۔

سولارز نے دو انگلیوں کے درمیان بٹن کو دبایا۔ اس میں سے ایک باریک چاندی کی کرن جیسی ایٹمی شعاع نکلی۔ وہ دونوں جس گوشے میں کھڑے ہوئے تھے' وہاں کی ٹھوس دیواریں اور ستون ایک زوردار دھماکے سے چھوٹے چھوٹے پتھر اور کنکر بن کر اڑنے لگے۔ کتنے ہی ڈاکٹرز اور گارڈز زخمی ہو کر بھاگنے لگے۔ دونوں باپ بیٹی ان سب سے پہلے بھاگ کر ہال سے باہر آگئے تھے اور اب عمارت سے باہر دوڑتے جارہے تھے۔ بدی بدی کو اپنے دماغ میں لکی سیون کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "بد... بد... بد... بدی... بد... بد... بدی' بدی..."

وہ دوڑنے کے دوران چیخ مار کر اوندھے منہ گر پڑی "بوب! میں مرجاؤں گی۔ وہ میرے اندر بول رہی ہے بوب! وہ زندہ ہے۔"

وہ بیٹی کو سہارا دے کر اٹھانے لگا۔ جس وقت اس نے ایٹمی شعاع کا رخ ان کی طرف کیا تھا' اس وقت اس نے بھی ان دونوں کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ پھر سایہ بن گئے تھے۔ یعنی تھوڑی دیر کے لیے ظاہر ہو کر یہ ثابت کر گئے تھے کہ سولارز اور بدی بدی بدترین دشمن ہیں اور دشمن ہی رہیں گے۔

لکی سیون اور پارس کی پہلی گولیوں کا اثر واقعی زائل ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے ہی انہوں نے ایک ایک گولی اپنی داڑھ میں دبالی تھی پھر گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے کا ایسا ڈراما کیا تھا جس سے یقین ہو گیا کہ اب وہ دونوں وہاں دوبارہ سایہ نہیں بن سکیں گے۔ اس یقین کے ساتھ ہی دونوں باپ بیٹی نے چھپی ہوئی دشمنی ظاہر کر کے اپنا دوغلا پن ثابت کر دیا تھا۔

اس عمارت کا ایک حصہ ٹوٹ گیا تھا۔ زخمیوں کو طبی امداد پہنچائی جارہی تھی۔ وہ باپ بیٹی ٹو سیٹر میں بیٹھ کر کانفرنس ہال کی طرف جانے لگے۔ سولارز بہت پریشان تھا۔ وہ بیٹی کے شانے کو تھپک کر کہہ رہا تھا "بیٹی! حوصلہ کرو۔ اب تو جو ہونا ہے' وہی ہو گا۔ کیا واقعی تم نے تمارا کی آواز سنی تھی؟"

"یس بوب! وہ زندہ ہے۔ وہ بول رہی تھی۔ مذاق اڑانے کے انداز میں صرف بد۔ بد۔ بدی بدی کہہ رہی تھی۔"

"تم نے کچھ دیر پہلے آواز سنی تھی۔ کیا اس کے بعد اس نے کچھ اور کہا ہے؟ اس کے ساتھی پارس کو بھی کچھ کہنا چاہیے تھا لیکن میرے اندر نہیں بول رہا ہے۔ تم نے ایک ہی بار آواز سنی ہے تو یہ تمہارا وہم اور خوف کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔"

"بوب! اگر وہ آپ کے حملے کی زد میں آتے تو وہاں کنکر پتھر کے علاوہ ان کے جسم کے ٹکڑے بھی نظر آتے۔"

"درست کہتی ہو۔ وہ دونوں زندہ ہیں اور مصلحتاً خاموش ہیں۔"

وہ روتے ہوئے بولی "کیا وہ ابھی میرے اندر رہو گی؟"

"میں تمہیں کیسے سمجھاؤں؟ کیا رونے سے موت ٹل جا... ہے؟"

"اس کے دل میں میرے لیے رحم پیدا ہو سکتا ہے۔"

"تھوڑی دیر پہلے تم نے کہا تھا کہ میں دونوں زہریلوں کو... کردوں۔ میں نے وہی کوشش کی اور ناکامی ہوئی۔ اس وقت میرے اور تمہارے دلوں میں ان کے لیے رحم پیدا نہیں ہوا پھر کیسے تو... کرتی ہو کہ وہ تم پر رحم کرے گی۔ میری بیٹی! میں تمہیں دل وجا... سے چاہتا ہوں۔ تم پر کبھی کوئی مصیبت نہیں آنے دیتا لیکن موت... راستہ کیسے روک سکتا ہوں۔ اب تو میں جس قدر بھی گڑگڑا... تمہارے لیے رحم کی بھیک مانگوں گا' مجھے بھیک نہیں دے گی... مضبوط کرو۔ دشمن کو دشمن ہی سمجھو اور اس سے رحم کی توقع... کرو۔"

وہ دوسری عمارت میں آئے۔ ان کے ساتھ مسلح گارڈز موجود تھے لیکن اس عمارت کے اندر کسی گارڈ یا عام ورکر کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اس عمارت کے درمیان ایک بڑا سا آڈیٹوریم جیسا ہال تھا۔ سامنے سینما کی طرح بڑی اسکرین تھی۔ اس ہال میں صرف خلائی پلیٹ فارم کا انچارج اسٹیشن ماسٹر' مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے چند افسران اور ایک سکیورٹی افسر وغیرہ داخل ہو سکتے تھے۔

اس وقت صرف باپ بیٹی اور دو مشین آپریٹر اس ہال میں آئے پھر اس کے دروازے اندر سے بند کردیے گئے۔ ایک مشین کو آپریٹ کیا گیا تو سامنے بڑی اسکرین پر ایک سائنس لیبارٹری کا سٹنگ روم نظر آیا۔ وہاں ایک بڑی میز کے پیچھے دو افراد سولارز کی طرح ایٹمی لباس پہنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے دو روبوٹس ایٹمی لباس پہنے کھڑے تھے۔

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دو افراد سولارز کی طرح سائنس دان تھے۔ سولارز کی طرح اس خلائی زون کے حکمران تھے۔ جہاں لیبارٹری کے ایک سٹنگ روم کا منظر ابھی اسکرین پر دکھائی دے رہا تھا۔ ان میں سے ایک سائنس دان حاکم کا نام ساسا نکولائی اور دوسرے سائنس دان کا نام ساسا مورائی تھا۔

ساسا مورائی نے ہیلو کہہ کر ہاتھ ہلایا پھر پوچھا "فرینڈ سولارز! آڈیٹوریم میں تم صرف بیٹی کے ساتھ ہو۔ خلائی پلیٹ فارم کا کوئی ذمے دار افسر موجود نہیں ہے۔ کیا بہت ہی راز کی بات کہنا چاہتے ہو؟"

سولارز نے کہا "ہاں راز کی بات میرے لیے بڑی شرمندگی کی ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی موجودگی میں ہماری... ہوں۔"

ساسا نکولائی نے کہا "تم خلافِ توقع ارضی دنیا سے جلد... آئے ہو۔ ہم تمہاری رپورٹ سننے کے لیے بے چین ہیں۔"

سولارز نے کہا "ہم نے ارضی دنیا کے باشندوں کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔ اگرچہ ہم کئی معاملات میں ان سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں تاہم وہ بھی کچھ معاملات میں ہم سے آگے ہیں۔ وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ایک گروہ بہت مضبوط ہے۔ انہوں نے ایک ایسی دوا تیار کی ہے جسے استعمال کر کے وہ سایہ بن جاتے ہیں۔ ان کے گوشت پوست کا ٹھوس جسم تحلیل ہو کر ان کے اپنے سائے میں گم ہو جاتا ہے پھر ان کے بدن کی سختی اور ٹھوس ہڈیوں کا کچھ پتا نہیں چلتا۔"

"یہ تو تم ایسی ناممکن بات کہہ رہے ہو جسے کوئی بھی صاحبِ عقل تسلیم نہیں کرے گا۔"

سولارز نے کہا "کیا پہلے کسی نے تسلیم کیا تھا کہ مصنوعی دماغ بنایا جاسکتا ہے۔ یہ مضحکہ خیز خیال تھا لیکن ہم نے مصنوعی دماغ والے روبوٹس بنائے ہیں۔ تمہارے لیے یہ ناقابلِ یقین بات ہو گی لیکن ارضی دنیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہزاروں میل دور سے کسی کے بھی خیالات پڑھ لیتے ہیں۔"

"تمہاری جگہ کوئی دوسرا ایسی رپورٹ دیتا تو ہم کبھی یقین نہیں کرتے۔ کیا ایسے ارضی گروہ سے تمہارا سامنا ہوا تھا؟"

"ہاں۔ اس وقت بھی سامنا ہے۔ کیا تمہارے جسم پر تمہارے پیچھے کسی شخص کا سایہ پڑے تو تم اسے محسوس کرسکو گے؟"

"دوسرے کا سایہ ہمارے بدن پر آئے تو ہم محسوس نہیں کرسکتے' روشنی میں اسے دیکھ سکتے ہیں۔"

"اگر وہ سایہ ہمارے جسم کے اندر سما جائے تو روشنی میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ تم دونوں خلائی زون سے ہم باپ بیٹی کو روشنی میں دیکھ رہے ہو لیکن ہمارے اندر چھپے ہوئے دشمنوں کو تمہاری آنکھیں نہیں دیکھ رہی ہیں۔"

ساسا نکولائی اور ساسا مورائی نے تشویش بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر سولارز سے پوچھا "کیا واقعی تمہارے اندر دشمنوں کے سائے چھپے ہوئے ہیں؟"

"ہاں تمہیں یاد ہو گا' ہمارے زون میں تمارا نام کی ایک زہریلی لڑکی تھی۔ اس نے زمین پر جا کر پارس نامی ایک زہریلے جوان سے شادی کرلی۔ وہ دونوں ہزاروں میل دور تک خیالات پڑھنے والا ٹیلی پیتھی کا علم جانتے ہیں۔ جیسے ہی میں پی پی فائیو اور پی پی سکس کے ساتھ زمین پر پہنچا تو تمارا اور پارس نے سایہ بن کر ہمارے دونوں روبوٹس کو سپلائی ہونے والے وولٹ کو صفر پر کردیا۔ وہ دونوں ناکارہ ہو گئے۔ میں نے پھر وولٹیج بڑھانے اور انہیں کار آمد بنانے کی کوشش کی مگر کامیابی سے پہلے کسی نے مجھ پر حملہ کیا۔ حملہ کرنے والا نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ سایہ تھا۔ میں جوابی حملے نہیں کرسکتا تھا۔ تمارا جو سایہ بنی ہوئی تھی اس کا زہر ہم باپ بیٹی کو ہلاک کرسکتا تھا۔ مصلحت اسی میں تھی کہ میں وہاں سے واپس آجاؤں۔ مجھے افسوس ہے میں بیٹی کے ساتھ ناکام واپس آیا۔

بدی بدی نے کہا "ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے' وہ دونوں سایہ بن جانے والے ہمارے جسموں کے اندر سما گئے ہوں گے۔ زمین کی کشش سے باہر آنے کے بعد انہوں نے ہمیں اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔"

ساسا مورائی نے کہا "دونوں سایوں کی موجودگی کا پتا چلتے ہی تم باپ بیٹی کو زمین پر واپس جانا چاہیے تھا۔"

"واپس جانے سے وہ اپنے زہر کے ذریعے ہمیں ہلاک کردیتے۔"

"تم باپ بیٹی اپنی سلامتی کے لیے خلائی پلیٹ فارم پر موت لے آئے ہو۔ وہ سائے تو وہاں ایک ایک کو چن چن کر ہلاک کردیں گے۔"

دوسرے نے کہا "سولارز! تم بہت ذہین سائنس دان ہو۔ لیکن بیٹی کی محبت نے تمہیں اس حماقت پر مجبور کردیا۔ کیا اس پلیٹ فارم پر پہنچ کر تم بیٹی کو تمارا کے زہر سے بچاسکو گے اور کیا خود سلامت رہ سکو گے؟"

سولارز نے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا "میں نے ایسی غلطی کی ہے جس کے نتیجے میں یہاں کے تمام افراد کی زندگیوں کے مالک وہ دونوں ہو گئے ہیں۔"

پارس نے کہا "یہ غلط ہے۔ زندگی اور موت پر صرف خدا کا اختیار ہے۔ ہم یہاں کسی کی زندگی کے مالک نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ تم باپ بیٹی بھی اب تک زندہ ہو اور یہ اس لیے کہ خداوندِ کریم کو ابھی تم دونوں کی موت منظور نہیں ہے۔ یا وہ کاتبِ تقدیر کسی اور طرح تم دونوں کو عبرت ناک موت دینا چاہتا ہے۔"

پارس کی یہ باتیں سولارز اپنی زبان سے کہہ رہا تھا اور خلائی زون کے سائنس دانوں کو سنا رہا تھا کہ پارس اس سے یہ سب کچھ کہہ رہا ہے۔

ساسا نکولائی نے کہا "ہماری معلومات کے مطابق ارضی دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اور ہر مذہب والوں کا اپنا الگ خدا ہے۔ اگر پارس یہ مانتا ہے کہ زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ تم سب کو خدا کے رحم وکرم پر چھوڑ دے اور کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔"

سولارز نے پارس کا جواب سنا پھر کہا "وہ کہتا ہے' ان کے عقیدے کے مطابق طبعی موت بھی ہو گی اور حادثاتی موت بھی۔ ان کے خدا نے موت کے ذرائع پیدا کیے ہیں۔ وہ ذرائع ہتھیار بھی ہیں اور زہر بھی۔ ہر ذی روح کی موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس مقررہ وقت سے پہلے کوئی شہ زور کسی کمزور کو نہیں مار سکتا۔ اس مقررہ وقت سے پہلے ان دونوں کا زہر بھی ہم باپ بیٹی کو نہیں مارے گا۔ اس خلائی پلیٹ فارم پر پتا نہیں کتنے لوگوں کی موت کا وقت آچکا ہے اس لیے خدا نے ان دونوں کو ہمارے اندر پہنچا کر یہاں

بھیج دیا ہے۔ وہ دونوں ذریعہ ہیں' موت کا ذریعہ۔"

"تم کہتے ہو' وہ ہزاروں میل دور تک کسی بھی شخص کے خیالات پڑھ لیتے ہیں' کیا وہ ہمارے خیالات پڑھ سکتے ہیں؟"

سولارز نے پارس کا جواب سن کر کہا "انہیں خیال خوانی کے لیے ارضی دنیا میں جتنی ہوا میسر ہے وہ کششِ ثقل کے باہر نہیں ہے اس لیے خیال خوانی کی لہریں خلائی زون تک نہیں پہنچ سکیں گی۔ اس کے لیے انتظار کیا جائے۔ وہ دونوں جلد ہی خلائی زون میں پہنچ کر تم سب کے دماغوں میں بھی پہنچا کریں گے۔"

ساسا مورائی نے کہا "وہ ہمارے خلائی پلیٹ فارم تک پہنچنے کے بعد آگے بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ ہم خلائی زون تک پہنچنے کا راستہ بند کرنے کی کوئی تدبیر کریں گے۔ فرینڈ سولارز! ہم تینوں سائنس دان اچھے دوست ہیں۔ تم سے کبھی دشمنی نہیں کریں گے۔ تمہاری خاطر ہم تمارا اور پارس کی تمام شرائط تسلیم کریں گے اور یہ چاہیں گے کہ وہ اپنی دنیا میں واپس چلے جائیں۔ آئندہ ہمارے درمیان دوستانہ تعلقات رہا کریں گے۔"

اس بار پارس نے مشین آپریٹ کرنے والے کی زبان سے کہا۔ "میں ان لمحات میں آپریٹر نہیں ہوں' پارس ہوں۔ اس آپریٹر کے جسم اور دماغ میں سمایا ہوں اور اس طرح براہِ راست جواب دے رہا ہوں۔"

ساسا نکولائی نے کہا "ہم زمین والوں کا یہ نیا کمال دیکھ رہے ہیں۔ مسٹر پارس! تم نے ہمارے ایک آپریٹر کی شخصیت کو اپنالیا ہے۔"

"ہاں صرف آپریٹر کا جسم تمہارے سامنے ہے۔ باقی اس کا مزاج' اس کی عادات اور خیالات سب میرے ہیں۔ تم ہم سے دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہو اور خلائی زون کا راستہ بند کرنے کی تدبیر بھی کرنے والے ہو۔ تم لوگوں میں دوغلاپن اس قدر ہے کہ دوستی کبھی نہیں ہوگی پھر تم تین سائنس دانوں نے خلائی زون کے عوام کو کمزور اور غلام بنا رکھا ہے۔ میری بیوی تمارا کے باپ اور بھائی نے بغاوت کی تو تم نے انہیں سزائے موت دی۔ اب تمارا ایک طاقت بن کر آرہی ہے۔ تم خلائی زون کا راستہ بند کرنے کی فکر کرو۔ ویسے پیشگی کہہ دوں کہ یہ کائنات تمہارے باپ کی نہیں ہے' اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کائنات کے راز جاننے کی ذہانت اور حوصلہ دیا ہے۔ تم کتنے خلائی راستے بند کرسکو گے؟ ہم آنے ہی والے ہیں۔"

خلائی زون کے دونوں سائنس دانوں نے آپریٹر کو ایسے گھور کر دیکھا جیسے پارس کو دیکھ رہے ہوں پھر ایک نے سولارز سے کہا "خلائی پلیٹ فارم سے باہر جانے کا راستہ لاک رکھو۔ تم بھی اس وقت تک وہاں سے نہ نکلو' جب تک ہم تمہیں مخصوص سگنل نہ دیں۔ اوکے' چند گھنٹوں کے بعد رابطہ ہوگا۔"

خلائی زون سے مشین کو بند کردیا گیا۔ خلائی پلیٹ فارم کی مشین بھی بند ہوگئی۔ اسکرین سادی ہوگئی۔ وہ باپ بیٹی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے پھر بیٹی نے کہا "بوب! ابھی پارس بول رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے تمارا ابھی ہے اور شاید میرے اندر ہے۔"

"بیٹی! میں کیا کروں؟ کیا میری التجا سن کر وہ تمہارے اندر سے نکل جائے گی۔ اقتدار' حکومت اور طاقت حاصل کرنے اور بہت بڑی دنیا کا مالک بننے کا نشہ ایسا ہوتا ہے کہ اس نشے میں بیٹا' باپ کو' بھائی' بھائی کو اور دوست' دوست کو مار ڈالتا ہے۔ تم کیا سمجھتی ہو کیا' ساسا نکولائی اور ساسا مورائی مجھے خلائی زون میں واپس آنے دیں گے؟ کبھی نہیں۔ تمارا اور پارس نے اگر ہمیں ہلاک نہ کیا تو خلائی زون کے وہ دونوں سائنس دان ہمیں مار ڈالیں گے۔"

"کیا ہر طرح سے ہماری موت ہے؟"

"اگر یہ دو زہریلے ہمیں ہلاک نہیں کریں گے تو میں بچاؤ کی تدبیر کرسکتا ہوں۔"

پارس نے کہا "بچاؤ کی تدبیر صرف یہی ہوسکتی ہے کہ ہم تمہارے قاتل نہ بنیں' تمہارے محافظ بن جائیں۔"

سولارز نے حیرانی سے پوچھا "تم ہمیں جان کی امان دو گے؟"

"اب تک دے رہے ہیں۔ اگر ہمارے مشوروں پر عمل کرو گے تو ہمارا زہر کبھی تمہاری جان نہیں لے گا۔"

بدی بدی نے کہا "ہم تمہارے تمام مشوروں پر عمل کریں گے۔ پلیز بوب! آپ مسٹر پارس کے مشوروں پر عمل کریں۔"

سولارز نے پوچھا "تم کیا چاہتے ہو؟"

"پہلے تم بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ کیا ساسا نکولائی اور ساسا مورائی وہاں حکومت کرنے کے لیے تمہیں مار ڈالیں یا یہ چاہتے ہو سانپ کے ڈسنے سے پہلے اسے لاٹھی سے مار ڈالو؟"

"دانش مندی یہی ہے کہ دشمنوں کے کامیاب حملوں سے پہلے ہی انہیں کچل دیا جائے' میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں لیکن وہ دونوں سائنس دان بہت خطرناک ہیں۔ ان کے پاس نئی ایجاد سات عدد روبوٹس ہیں اور ایٹمی آلات کا ذخیرہ بھی ہے۔"

"تم زمین پر آئے تو تمہارے ساتھ دو روبوٹ تھے اور تم نے ایٹمی لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے باوجود بری طرح ناکام آئے۔ اگر ہم تمہارے ساتھ خلائی زون میں جائیں گے تو ان سات عدد روبوٹس اوندھے منہ گر پڑیں گے۔ دونوں سائنس دان کے ایٹمی ہتھیار ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"تم دونوں سایہ بن کر رہو گے اس لیے تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا لیکن ہم باپ بیٹی مارے جائیں گے۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔ خلائی زون میں پہنچنے کے بعد ہم تمہیں دو عدد گولیاں نگلنے کو دیں گے۔ اسے نگلتے ہی تم باپ بیٹی بھی سایہ بن جاؤ گے۔"

بدی بدی نے خوش ہو کر کہا "ونڈر فل آئیڈیا! پارس تم اچھے ہو۔ ہماری دشمنی کے باوجود دوستی کا ثبوت دے رہے ہو۔"

سولارز نے کہا "بے شک! تم ہمارے ساتھ ایسی دوستی نبھاؤ گے تو میں نکولائی اور مورائی کے چیتھڑے اڑادوں گا لیکن تم ہمارے ساتھ یہ مہربانی کیوں کررہے ہو؟"

"صرف اس لیے کہ وہاں کسی سائنس دان کی ڈکٹیٹرشپ نہ رہے۔ ان دونوں کو ہلاک کرنے کے بعد تم وہاں کے عوام کو حکومت میں شامل کرو گے۔ کسی کو کمتر نہیں سمجھو گے۔ اپنی خلائی مخلوق سے محبت کرو گے تو تمارا کبھی بدی بدی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

"تمہاری ہر بات قابلِ قبول ہے لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ نکولائی اور مورائی کی ہلاکت کے بعد تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔"

"یہ بھول رہے ہو کہ اس وقت اپنی اور اپنی بیٹی کی موت سے باتیں کررہے ہو اور یہ موت تمہیں نیکی کمانے کے لیے ڈھیل دے رہی ہے۔ تم ہمیں دیکھ نہیں رہے ہو۔ اتنی دیر میں تمارا یہاں کے خفیہ اسٹور روم سے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز لے آئی ہے اور ہم انہیں پہن چکے ہیں۔ ہم تمہارے بغیر خلائی زون کی طرف جاسکتے ہیں اور جانے سے پہلے تم دونوں کو یہاں موت کی نیند سلاسکتے ہیں لیکن ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ جس دشمن سے نقصان نہ پہنچ رہا ہو' اسے نہ مارو بلکہ ڈھیل دو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ نیکی کے راستے پر چل پڑے۔"

"تمہاری باتیں دل کو لگ رہی ہیں۔ اب تم ہمارے ساتھ جو بھی سلوک کرو' ہم خلائی زون میں سائنس دانوں کی ڈکٹیٹرشپ ختم کرکے عوام کو حکومت میں شامل کریں گے اور کسی کو خود سے کمتر نہیں سمجھیں گے۔"

بدی بدی نے کہا "میں بھی وہی کروں گی جو میرے بوب کریں گے۔ ہمیں حکمرانی نہیں' صرف خوش حال زندگی چاہیے۔"

لکی سیون نے اسے مخاطب کیا تو وہ سہم گئی۔ لکی سیون نے ہنستے ہوئے کہا "جب نیک ارادوں کے مطابق عمل کرنے والی ہو تو ڈرتی کیوں ہو۔ تم جب تک اپنے نیک ارادوں پر عمل کرتی رہو گی' میں تمہاری دوست بن کر رہوں گی۔ تمہارا خوف دور کرنے کے لیے اب میں تمہارے اندر نہیں ہوں۔ اپنے دائیں طرف والی دیوار پر دیکھو' میرا سایہ نظر آئے گا۔"

اس نے اور سولارز نے دیکھا۔ دیوار پر لکی سیون اور پارس کے سائے نظر آرہے تھے۔ پارس نے سولارز سے کہا "بولتے وقت صرف میری سوچ کی لہریں تمہارے دماغ میں آتی ہیں پھر واپس چلی جاتی ہیں۔ اب ہم دونوں تم باپ بیٹی کے اندر نہیں آئیں گے۔"

"شکریہ مسٹر پارس! یہ بتاؤ خلائی زون کی طرف کب چلنا چاہتے ہو؟"

"میرا خیال ہے جلدی نہ کی جائے۔ تم نکولائی اور مورائی کو یہ تاثر دو کہ ان کے مشوروں کے مطابق اپنی بیٹی کے ساتھ یہیں موجود ہو اور جلد سے جلد اپنے سائنس دان دوستوں کی مدد چاہتے ہو۔"

"مسٹر پارس! تم نہیں جانتے۔ اس خلائی پلیٹ فارم کے نیچے کئی جگہ چھوٹے چھوٹے آکسیجن بم ہیں۔ خلائی زون سے وہ دونوں سائنس دان ریموٹ کنٹرولر کا ایک بٹن دبائیں گے تو یہ پورا خلائی اسٹیشن ٹکڑے ٹکڑے ہو کر خلا میں بکھر جائے گا۔"

"ہم ایک بار پھر بھروسا کرکے تم باپ بیٹی کو ایک ایک گولی دیں گے۔ تم دونوں ان گولیوں کو حفاظت سے رکھو گے۔ جیسے ہی یہاں پہلا دھماکا ہوگا ان گولیوں کو نگل جانا۔ تمہیں اور بدی بدی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

تھوڑی دیر بعد لکی سیون نے کہا "تم دونوں کے سامنے والی کرسی پر دو گولیاں رکھی ہوئی ہیں۔ انہیں اٹھا کر حفاظت سے رکھ لو۔"

انہوں نے فوراً اٹھ کر سامنے والی کرسی پر دو عدد ننھی سی گولیوں کو دیکھا پھر انہیں اٹھا کر سولارز نے کہا "ان لمحات میں میں اپنی شرمندگی بیان نہیں کرسکتا۔ ہم نے دشمنی کی اور تم دوستی کرتے آرہے ہو۔"

"پچھلی باتیں بھول جاؤ اور میری باتیں توجہ سے سنو۔ میں تمارا کے ساتھ یہاں کے انچارج اسٹیشن ماسٹر کے پاس جارہا ہوں۔ اسے مجبور کروں گا کہ وہ پلیٹ فارم کا دروازہ کھولے اور ہمیں خلائی زون کی طرف جانے دے۔ وہ مجبور ہو کر دروازہ کھولے گا۔ ہم اسے نظر نہیں آئیں گے۔ چند منٹ کے بعد وہ یہ سوچ کر دروازہ بند کردے گا کہ ہم جاچکے ہیں۔"

"مسٹر پارس! اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ ہمیں سچ مچ سایہ بن کر جانا چاہیے۔"

"فائدہ یہ ہے کہ نکولائی اور مورائی دہشت زدہ رہیں گے کہ ہم دو سائے ان کی طرف آرہے ہیں۔ وہ ہمارے ہی خوف سے اس خلائی پلیٹ فارم کو تباہ کرنا چاہیں گے لیکن ہمارے آنے کی خبر سن کر ایسے پلیٹ فارم کو تباہ نہیں کریں گے جہاں ایٹمی اسلحہ' فلائنگ شوز اور آکسیجن سلنڈر جیسی اہم چیزیں رکھی ہیں۔ اس طرح اس پلیٹ فارم پر جتنی خلائی مخلوق آباد ہے' ان کی زندگیاں بھی محفوظ رہیں گی۔"

"تم واقعی مہذب انسان ہو۔ اپنے ساتھ دوسروں کی بھی جان ومال کی حفاظت کرتے ہو۔ ٹھیک ہے تم جیسا کہہ رہے ہو' ہم ویسی ہی گفتگو نکولائی اور مورائی سے کریں گے۔"

لکی سیون اور پارس انچارج اسٹیشن ماسٹر کے پاس آئے۔ وہ اپنے ایک پرائیویٹ کمرے میں بیٹھا ریڈیو وائرلیس کے ذریعے خلائی زون کے حکمران ساسا نکولائی اور ساسا مورائی سے باتیں کررہا تھا۔ ان سے کہہ رہا تھا "وہ باپ بیٹی ابھی تک اسی آڈیٹوریم میں بیٹھے ہیں۔ مشین آپریٹ کرنے والے باہر جاچکے ہیں۔ شاید وہ

ان زہریلے سایوں سے خوف زدہ ہیں۔ وہ سائے نظر نہیں آرہے ہیں۔ ہمارے لیے پرابلم بن گئے ہیں۔"

ساسا نکولائی نے کہا "ہم نے ان باپ بیٹی کو دیکھا تھا' وہ عام سے لباس میں تھے۔ خلائی سفر کرتے وقت ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز پہنیں گے۔ ابھی ہم ان سے کہیں گے کہ وہ خلائی زون میں آجائیں۔ اگر وہ سائے بھی ان کے ساتھ آئیں گے تو ہم ان سے نمٹ لیں گے۔"

"ان سایوں کو آپ خلائی زون میں بلا کر بہت بڑا خطرہ مول لیں گے۔"

"ہم نادان نہیں ہیں۔ ان باپ بیٹی کو جو فلائنگ شوز پہننے کے لیے دو گے ان شوز میں صرف اتنا ایندھن رکھو کہ وہ خلائی پلیٹ فارم سے صرف تین یا چار ہزار میل جاسکیں۔ ایندھن ختم ہوگا تو وہ نہ خلائی زون کی طرف آسکیں گے اور نہ ہی واپس خلائی پلیٹ فارم تک پہنچ سکیں گے۔ وہ خلا میں بھٹکتے اور الٹے سیدھے بہتے ہوئے کسی سیارچے سے ٹکرا کر مرجائیں گے۔ ان کے ساتھ لپٹ کر رہنے والے سایوں کا بھی یہی انجام ہوگا۔"

"آپ ان سے آڈیٹوریم میں پھر گفتگو کریں۔ تب تک میں آپ کے حکم کے مطابق ان باپ بیٹی کو پہنائے جانے والے فلائنگ شوز کے ایندھن میں کمی کردوں گا۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ لکی سیون نے کہا "اب ہم سے رابطہ کرو اور پوچھو کہ ایندھن میں کمی کرنے سے تمہارے سر پر کتنے جوتے پڑیں گے۔"

وہ گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پارس نے کہا "ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہم اسی وقت خلائی زون میں جائیں گے۔ گیٹ کے سکیورٹی افسر کو حکم دو کہ تم ابھی آرہے ہو۔ اس پلیٹ فارم کا گیٹ کھولا جائے۔ دو سائے باہر خلا میں جائیں گے۔"

وہ بولا "خلا میں جانے کی نادانی نہ کرو۔ خلائی زون تک سفر کرنے کے لیے فلائنگ شوز کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"ہم ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز پہنے ہوئے ہیں۔ ہماری فکر نہ کرو۔ فوراً گیٹ کے سکیورٹی گارڈ سے رابطہ کرو۔"

وہ ٹالنے والی باتیں کرنا چاہتا تھا۔ پارس کا ایک فولادی ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔ وہ دور جا کر گرا۔ سامنے کے کئی دانت ٹوٹ گئے۔ منہ سے لہو باہر آنے لگا۔ پارس نے کہا "دیر کروگے تو بولنے کے قابل نہیں رہوگے۔"

وہ لہو پونچھتا ہوا تکلیف سے کراہتا ہوا مائکروفون کے پاس آیا پھر سکیورٹی افسر سے رابطہ کرکے بولا "میں دو سایوں کے ساتھ آرہا ہوں۔ گیٹ کھولو۔"

انچارج اسٹیشن ماسٹر کے پرائیویٹ کمرے کے قریب ہی وہ گیٹ تھا۔ انچارج وہاں پہنچا تو سکیورٹی افسر نے پوچھا "وہ سائے کہاں ہیں؟"

وہ بولا "سائے ہر جگہ نظر نہیں آتے۔ تم گیٹ کھولو۔"

سلائیڈنگ گیٹ کا ایک حصہ ایک طرف سرکنے لگا۔ لکی سیون نے کہا "تھینک یو اسٹیشن ماسٹر! ہم جارہے ہیں۔ ایک سے تین گننے کے بعد تم گیٹ بند کرسکتے ہو۔"

وہ خاموش رہے۔ ایک سے تین تک گننے کے بعد گیٹ بند کردیا گیا۔ انچارج اسٹیشن ماسٹر تیزی سے اپنے پرائیویٹ کمرے کی طرف جانے لگا۔ لکی سیون اور پارس آڈیٹوریم میں آئے۔ وہاں آپریٹر آگئے تھے۔ مشین آپریٹ کررہے تھے۔ سامنے اسکرین پر پہلے کی طرح ساسا نکولائی اور ساسا مورائی نظر آرہے تھے۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات شروع کرتے' انہیں ریڈیو وائرلیس سے پیغام موصول ہونے لگا۔ وہ کانوں سے ائرفون لگا کر سننے لگا۔

پارس نے سولارز کو بتایا کہ ان باپ بیٹی کو خلائی زون میں بلایا جائے گا اور ان کے فلائنگ شوز میں کم سے کم ایندھن رکھا جائے گا تاکہ وہ باپ بیٹی ان دونوں سایوں کے ساتھ خلا میں بھٹک کر مرجائیں۔

ادھر انچارج اسٹیشن ماسٹر ریڈیو وائرلیس کے ذریعے نکولائی اور مورائی کو بتارہا تھا کہ تمارا اور پارس خلائی زون کی طرف روانہ ہوچکے ہیں۔

نکولائی اور مورائی نے پریشان ہوکر ان باپ بیٹی کو دیکھا پھر ایک نے پوچھا "کیا یہ سچ ہے کہ وہ دونوں سائے ہماری طرف آرہے ہیں؟"

سولارز نے انجان بن کر کہا "ہم یہاں بہت دیر سے بیٹھے ہوئے ان سایوں کا انتظار کررہے ہیں۔ ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے کہ وہ ہمیں چھوڑ کر تم دونوں کے اندر گھسنے چلے گئے ہیں۔"

مورائی نے خوف زدہ ہوکر کہا "خبردار! ہمارے اندر گھسنے والی بات نہ کرو۔ تم ان سایوں کو اپنے ساتھ لاکر ہمارے لیے مصیبت بنا چکے ہو۔ ہمارا یہ زون ارضی دنیا اور دوسرے سیاروں کی طرح کھلا ہوا ہے۔ وہ سائے پتا نہیں ہمارے زون کے کس حصے میں اتریں گے۔"

"وہ جس حصے میں بھی اتریں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ وہ نظر نہیں آئیں گے۔ میں تمہارا دوست ہوں۔ تم دونوں کے بچاؤ کی صورت بتا رہا ہوں۔ کسی ایسی جگہ چھپ جاؤ کہ وہ سائے تمہیں تلاش نہ کرسکیں۔"

"ہمارے سات عدد روبوٹس اور اہم سائنسی فارمولوں کا کیا بنے گا؟"

"ہماری سائنس لیبارٹری میں جو تہ خانہ ہے اس کا راز صرف ہم تین سائنس دان جانتے ہیں۔ اس تہ خانے میں تمام روبوٹس اور تمام سائنسی آلات اور فارمولے چھپادو۔"

ساسا مورائی نے کہا "سولارز! بہتر یہ ہے کہ تم بھی یہاں آجاؤ۔"

سولارز نے کہا "وہ موت بن جانے والے سائے جب ہمارے پاس تھے تو تم نے ہمیں اپنے پاس نہیں بلایا۔ اب کیوں بلا رہے ہو اور ہم وہاں آکر کیا کرلیں گے؟ ہمارے پاس کوئی ایسا نسخہ نہیں ہے جس سے تمہاری جان بچاسکیں۔"

"یاد رکھو' اگر ہمیں جان بچانے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا تو ہم تم سب کو خلائی پلیٹ فارم کے ساتھ تباہ کردیں گے۔"

"آپس میں لڑ کر مرنے کی بات کروگے تو ارضی دنیا والے ہمارے زون پر اپنی حکومت قائم کرلیں گے۔ عقل سے کام لو۔ وہ سائے تین گھنٹے سے پہلے نہیں پہنچیں گے۔ ابھی وقت ہے۔ بچاؤ کی تدبیریں کرو۔ ہم سے باتیں کرنے میں وقت ضائع نہ کرو۔"

انہوں نے اپنے رابطے کی مشین بند کردی۔ اسکرین سادی ہوگئی۔ دونوں باپ بیٹی آڈیٹوریم سے باہر آنے لگے۔ پارس نے کہا۔ "یہاں تباہی کا جو اندیشہ ہے اسے دور کیا جائے۔ تم اس زون کے حکمران سائنس دانوں میں سے ایک ہو۔ یہ جانتے ہو کہ اس خلائی پلیٹ فارم کے نیچے کہاں کہاں آکسیجن بم نصب کیے گئے ہیں۔"

"ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ان بموں کو وہاں سے نکال کر پھینک دیا جائے؟"

"یہی کیا جائے۔ تب ہی اس پلیٹ فارم کے تمام لوگ محفوظ رہیں گے۔ میں تمہارے ساتھ پلیٹ فارم کے نیچے جاؤں گا۔ تمارا اور بدی بدی یہاں موجود رہیں گی۔"

ان چاروں نے اپنی اس پلاننگ پر اچھی طرح غور کیا۔ بم ڈسپوزنگ کے جتنے ضروری آلات تھے انہیں پارس نے اپنے پاس چھپالیا۔ سولارز نے گیٹ کے پاس آکر سکیورٹی افسر کو گیٹ کھولنے کو کہا۔ اس نے پوچھا "آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟"

"میں ایک حکمران ہوں۔ مجھ سے سوال نہ کرو۔ حکم کی تعمیل کرو۔"

اس نے انچارج اسٹیشن ماسٹر سے رابطہ کرکے سولارز کا حکم سنایا۔ انچارج نے کہا "ابھی زون کے دونوں حکمرانوں سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سولارز اور اس کی بیٹی کو قیدی بنا کر رکھا جائے۔"

پارس نے یہ سنتے ہی لکی سیون اور بدی بدی سے کہا کہ وہ انچارج کے پاس فوراً جائیں اور اسے نکولائی اور مورائی سے رابطہ نہ کرنے دیں۔

وہ دونوں چلی گئیں۔ پارس نے ایک بورڈ کے پاس آکر ایک بٹن کو دبایا تو سلائیڈنگ گیٹ کھلنے لگا۔ سکیورٹی افسر اور گارڈز حیرانی سے کھلتے ہوئے گیٹ کو دیکھنے لگے پھر انہوں نے اس بٹن کو دیکھا جو دبا ہوا نظر آرہا تھا لیکن دبانے والا نظر نہیں آرہا تھا۔

سکیورٹی افسر بٹن کے پاس آیا۔ پارس نے سولارز کے پاس آکر پلیٹ فارم سے باہر چھلانگ لگادی۔ گیٹ دوبارہ بند ہوگیا۔ افسر نے انچارج سے رابطہ کیا مگر رابطہ نہیں ہوا۔ لکی سیون نے وہاں پہنچتے ہی تمام ریڈیو وائرلیس کی بیٹریاں نکال دی تھیں۔ انچارج نے ان بیٹریوں کو اٹھانا چاہا تو بدی بدی نے کہا "انہیں ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہمارے زون کے کسی حکمران سے بات نہ کرو۔"

انچارج نے کہا "تمہیں اور تمہارے باپ کو قیدی بنا کر رکھنے کا حکم مل چکا ہے۔ ابھی گارڈز آئیں گے اور تمہیں گرفتار کرلیں گے۔"

اس نے ایک بیٹری کو اٹھانا چاہا تو کوئی سخت سی چیز اس کی پیٹھ پر آکر لگی۔ وہ تکلیف سے چیختے ہوئے فرش پر اوندھا ہوگیا۔ حیرانی سے چت ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ بدی بدی دور کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اس کی پشت پر دور سے حملہ نہیں کرسکتی تھی۔

وہ اٹھتے ہوئے بولا "کس نے مجھے مارا ہے؟"

سکیورٹی گارڈز اور افسر وہاں آگئے۔ لکی سیون نے کہا "ایک سایہ یہاں موجود ہے۔ جس کی شامت آئی ہو' وہ بدی بدی کو ہاتھ لگائے یا زون کے حکمرانوں سے بات کرے۔"

افسر نے پوچھا "کیا سولارز کو باہر بھیجنے کے لیے تم نے گیٹ کھولا تھا؟"

بدی بدی نے کہا "جن سایوں کو تم دشمن سمجھ رہے تمہاری سلامتی کی کوششیں کررہے ہیں۔ نکولائی اور دھمکی دی ہے کہ وہ دونوں مرنے سے پہلے اس پلیٹ فارم اور کردیں گے۔ میرے بوب پلیٹ فارم کے نیچے سے آ ایسی نکال پھینکنے کے لیے گئے ہیں۔ تم سب برسوں سے یہاں کر لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ اس پلیٹ فارم کے نیچے موت زون کے حکمران جب بھی اپنا برا وقت دیکھیں گے' تم سب کو بھی تباہ کردیں گے۔"

افسر نے پوچھا "تمہاری اس بات میں کہاں تک صداقت ہے؟"

"ہم تھوڑی دیر بعد سچائی کا ثبوت دیں گے۔ فی الوقت ٹی وی اسکرین پر دیکھو کہ اس پلیٹ فارم سے باہر میرے بوب کیا کررہے ہیں۔"

انچارج نے ٹی وی کو آن کیا۔ چینل بدل کر دیکھا۔ سولارز خلا میں معلق تھا لیکن فلائنگ شوز کے باعث مطلوبہ جگہ پہنچ کر پلیٹ فارم کے نیچے سے ایک بم کو چند آلات کے ذریعے الگ کررہا تھا۔ دوسرے گارڈز بھی پلکیں جھپکائے بغیر ٹی وی اسکرین کو دیکھ رہے تھے۔ ایک گارڈ نے کہا "مسٹر سولارز کے پاس کوئی بیگ وغیرہ نہیں ہے پھر بم ڈسپوزنگ کے آلات وہ کہاں سے نکال رہے ہیں؟"

بدی بدی نے کہا "میرے بوب کے ساتھ ایک سایہ ہے۔ اس سائے کے پاس آلات کا بیگ چھپا ہوا ہے۔"

افسر نے کہا "لیکن وہ دونوں سائے تو جاچکے تھے۔ کیا یہاں دو

سے زیادہ سائے آئے تھے۔"

"فی الحال یہی سمجھو اور دیکھو کہ تم سب کو اس پلیٹ فارم کے ساتھ فنا کردینے کے لیے کیسے شیطانی انتظامات کیے گئے تھے۔"

اسکرین پر نظر آرہا تھا۔ سولارز ایک ایک کرکے تمام آکسیجن بم نکال کر خلا میں پھینک رہا تھا پھر اس نے گیٹ کھولنے کا سگنل دیا۔ افسر اور گارڈز دوڑتے ہوئے گئے۔ انہوں نے گیٹ کھول دیا۔ سولارز، پارس کے سائے کے ساتھ اندر آگیا۔

پھر وہ سب انچارج کے کمرے میں آئے اور انچارج کو سمجھایا کہ زون کے حکمرانوں سے کس طرح باتیں کرنا ہے۔ اس نے بٹن دبا کر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے ساسا مورائی کی آواز آئی "ہیلو، کیا دونوں باپ بیٹی کو گرفتار کرلیا ہے؟"

انچارج نے کہا "سائے کو بھلا کون پکڑ سکتا ہے۔ وہ دونوں سائے بن گئے ہیں۔"

"کیا بکواس کررہے ہو۔ وہ دونوں سائے کیسے بن سکتے ہیں؟"

"میں کیا بتاؤں؟ ایک سایہ میرے پاس ہے۔ یہ بول رہا ہے آپ سنیں۔"

سولارز نے کہا "مورائی! تم اور نکولائی بڑے کمینے نکلے۔ ہم باپ بیٹی کے فلائنگ شوز میں کم سے کم ایندھن ڈال کر ہمیں خلا میں فلا سٹر ڈالنا چاہتے تھے۔ اگر ارضی دنیا والے ہمارے دوست نہ ہوتے تو ہم باپ بیٹی انجانے میں مارے جاتے۔"

نکولائی نے کہا "تم ارضی دنیا والوں کو دوست کہہ رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے تم انہیں سازش کے تحت یہاں لائے ہو۔ تم دو حکمرانوں کو مار کر تنہا حکومت کرنا چاہتے ہو۔"

"میں نے کوئی سازش نہیں کی۔ میں دشمن بن کر زمین پر گیا تھا اور دو زہریلے سائے دشمن بن کر ہمارے اندر چلے آئے تھے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ وہ دشمن ہماری جانیں بچانے والے دوست بن گئے اور تم دونوں جو برسوں سے دوست تھے، آج بدترین دشمن ثابت ہورہے ہو۔"

"دوستی اور دشمنی کیا ہوتی ہے، اسے سمجھنا چاہتے ہو تو آڈیٹوریم میں آجاؤ۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ سولارز، بدی بدی، لکی سیون، پارس، انچارج اسٹیشن ماسٹر اور تمام گارڈز اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے افسران آڈیٹوریم میں آئے۔ وہاں مشین آپریٹ کی گئی۔ اسکرین پر ساسا نکولائی اور ساسا مورائی نظر آرہے تھے۔ مورائی نے کہا "آڈیٹوریم بھرا ہوا ہے۔ تم سب کو ہمارے خلاف باغی بنا کر لائے ہو۔"

نکولائی نے کہا "ابھی انچارج نے ہم سے کہا تھا کہ تم باپ بیٹی سایہ بن چکے ہو پھر اس طرح صاف کیسے نظر آرہے ہو؟"

"انچارج نے کہا اور تم نے سچ مان لیا۔ یہ نہیں سوچا کہ سایہ بنانے والی دوا بھلا ہمیں کیسے حاصل ہو سکتی ہے جبکہ وہ تمارا اور پارس تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔"

"ہم ان سے نمٹ لیں گے لیکن تم لوگ بغاوت کرکے سزائے موت کے حق دار ہوگئے ہو۔ یہ دیکھ کر خوشی ہورہی ہے کہ باپ بیٹی سایہ نہیں بن سکے۔ سولارز، تمہیں تو پتا ہے کہ ہماری اس میز پر جو اتنی کیز اور بٹن نظر آرہے ہیں ان میں سے ان چار بٹنو کا تعلق خلائی پلیٹ فارم سے ہے۔ پلیٹ فارم کے نیچے چار عدد آکسیجن بم ہیں۔ ہم یہاں سے ایک ایک بٹن دبائیں گے اور وہاں پلیٹ فارم کا ایک ایک حصہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر خلا میں بکھرتا جائے گا۔"

سولارز نے کہا۔ "مجھے تو معلوم ہے کہ اس پلیٹ فارم کو تم دونوں کس طرح تباہ کرسکتے ہو لیکن نہیں کروگے کیونکہ یہ سب لوگ برسوں سے تمہارے وفادار رہے ہیں۔ ابھی میرے ساتھ یہاں ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ باغی ہوگئے ہیں۔ یہ جینے کا حق رکھتے ہیں، انہیں جینے دو۔"

"اگر تم سب یہ چاہتے ہو کہ میں اور نکولائی تمہارے حکمران رہیں۔ اگر تم اپنی وفاداریاں ثابت کرنا چاہتے ہو اور زندہ رہنا چاہتے ہو تو ابھی ان باپ بیٹی کو بیچ آڈیٹوریم میں لے جاکر ہلاک کردو۔"

انچارج اسٹیشن ماسٹر نے کہا "موت کی سزا، قاتلوں اور غدار کو دی جاتی ہے۔ ان باپ بیٹی نے ہم میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ کیا تیسرے حکمران کو مار کر صرف تم دونوں حکومت کرنا چاہتے ہو؟"

"تم لوگوں کے انداز اور باتوں سے بغاوت ظاہر ہوچکی ہے۔ لو اور جس پلیٹ فارم پر ہو اس کے ایک حصے کی تباہی کا نمونہ دیکھ لو۔"

ساسا مورائی نے یہ کہہ کر ایک بٹن کو دبایا اور ایک طرف رکھے ہوئے بڑے سے ٹی وی کی اسکرین کو دیکھا۔ اس اسکرین پر خلائی پلیٹ فارم کا باہر کا حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ خلا میں وہ گنبد نما پلیٹ فارم نظر آرہا تھا۔ بٹن دبانے کے باوجود وہاں کوئی دھماکا یا کوئی ہلچل پیدا نہیں ہوئی تھی۔

خلائی زون کے دونوں سائنس دان پہلے حیران ہوئے پھر جلدی جلدی دوسرے، تیسرے اور چوتھے بٹن دبانے لگے۔ بدی نے کہا "جب موت سایہ بن کر تمہاری طرف گئی ہے تو ہماری طرف کیسے آئے گی؟ اس میز پر جتنے بٹن ہیں، سب سے کھیلتے رہو۔"

سکیورٹی افسر نے کہا "تم دونوں نے ہمیں مارنے کی کوشش کرکے ثابت کردیا کہ تمہاری نظروں میں ہماری وفاداری کی کوئی قدر نہیں ہے اور تم دونوں حکمران بن کر رہنے کے قابل نہیں ہو۔"

وہ دونوں قہقہے لگانے لگے پھر ساسا مورائی نے کہا "ہمیں ان دو سایوں کا انتظار ہے۔ ان کی میزبانی کے لیے جو پلاننگ ہم نے کی ہے اس پر عمل کرکے کامیاب ہوں گے تو پھر کوئی ارضی سایہ ادھر کا رخ نہیں کرے گا۔"

ساسا نکولائی نے کہا "تم سب اپنی خیر مناؤ۔ سولارز نے ایک چالاکی دکھائی، پلیٹ فارم کے نیچے سے تمام آکسیجن بموں کو نکال دیا۔ تم سب خوش ہوگئے لیکن یہ بھول گئے کہ ہمارے روبوٹس خلا میں رہ کر ایٹمی ہتھیاروں سے تمہارے اس پلیٹ فارم کے چیتھڑے اڑادیں گے۔"

سولارز نے کہا "یہاں پلیٹ فارم پر بھی بے شمار ایٹمی ہتھیار ہیں اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ روبوٹس کی صرف آنکھوں پر ایٹمی شعاعوں کا اثر ہوتا ہے۔ وہ شعاعیں آنکھوں سے گزر کر مصنوعی دماغ تک پہنچتی ہیں اور انہیں ناکارہ بنادیتی ہیں۔"

"ہم مانتے ہیں، تم بہت بڑے سائنس دان ہو اور ہمارے بہت سے راز جانتے ہو۔ ہم اپنے تمام روبوٹس کی آنکھوں کو ایٹمی شعاعوں سے بچانے کی تدبیر کرلیں گے۔ اگر وہ دو سائے ہماری طرف رخ نہ کرتے تو آج ہی خلائی جنگ شروع ہوجاتی۔"

شاید اس کائنات میں پہلی بار خلائی جنگ ہونے والی تھی کیونکہ روبوٹس خلائی زون سے نکل کر خلا میں آتے اور خلائی پلیٹ فارم والے بھی اپنے خلائی اسٹیشن کو روبوٹس کے حملوں سے بچانے کے لیے پلیٹ فارم سے نکل کر خلا میں آتے۔ دونوں طرف کے لڑنے والوں کے پیروں میں فلائنگ شوز ہوتے، جن کے ذریعے وہ خلا میں معلق رہ کر ایک دوسرے پر حملے کرتے۔ دیکھنے والوں کے لیے وہ خلائی جنگ قابلِ دید ہوتی لیکن یہ جنگ اسی وقت ہوتی جب خلائی زون کے دو حکمران دو زہریلے سایوں سے نمٹ لیتے۔

ابھی تو وہ روشنی میں اپنے سایوں کو دیکھ کر ایک دم سے گھبرا جاتے تھے۔ جب تک موت نہیں آتی، موت کے سائے ڈراتے رہتے ہیں۔

○☆○

دیوی پہلی بار خلا سے آنے والے روبوٹ پی پی سیون کو پاکر اور اسے اپنا تابعدار بنا کر بہت خوش تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ زیرِ زمین پناہ گاہ سے نکل کر اپنی تمام کھوئی ہوئی قوت حاصل کرلے گی۔ جتنے خیال خوانی کرنے والے تابعدار اس کے سحر سے نکل گئے تھے ان سے زیادہ خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا تابعدار بنالے گی۔

اس نے روبوٹ پی پی سیون سے خلائی زبان سیکھی تھی۔ خلائی زون کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کی تھیں اور سوچا تھا کہ وہاں کے حکمران صرف تین سائنس دان ہیں تو وہ ان کی شیطانی قوتوں کا توڑ کرسکے گی۔ انہیں اپنے زیرِ اثر لاکر یا انہیں ہلاک کرکے خلائی زون میں اپنی حکومت قائم کرسکے گی۔

پھر اسے زمین پر سولارز کی آمد کی اطلاع ملی تو تمام دنیا میں نامعلوم سی دہشت طاری تھی کہ پتا نہیں سولارز اور اس کے روبوٹس اس دنیا کو کس طرح تباہ کرنے آرہے ہیں۔ دیوی نے اسی زیرِ زمین پناہ گاہ میں رہ کر خلا سے آنے والوں کو دیکھا اور سمجھا۔ پھر یہی سمجھ میں آیا کہ اگر پارس کے پاس سایہ بن جانے والا نسخہ نہ ہوتا تو سولارز اور روبوٹس کو زیر کرنا ناممکن ہوجاتا۔

وہ تو برسوں سے پارس کو دل و جان سے چاہتی تھی۔ اس کی جوتش ودیا بھی یہی بتاتی تھی کہ وہ پارس کو ایک جیون ساتھی کی حیثیت سے حاصل کرسکے گی لیکن اس سے پہلے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ وہ اپنے مذہب اسلام سے نہیں پھرے گا اور یہ اپنا دھرم نہیں چھوڑے گی۔

اتنے برسوں میں وہ بیزار ہوکر شاید پارس کو دل سے نکال دیتی لیکن وہ ہر مشکل مرحلے میں اس کے کام آتا تھا اور جو مشکل بازیاں وہ دوسروں سے جیت لیتی تھی، وہی بازیاں پارس سے ہار جایا کرتی تھی۔ اپنے محبوب سے ہارنے میں جو مزہ آتا ہے، اسے دیوی ہی سمجھ سکتی تھی۔

اس بار بھی پارس نے جو بازی جیت لی تھی اس کے جیتنے کی نہ خوشی تھی، نہ ہی افسوس تھا۔ البتہ ایک حسد اور جلاپا تھا کہ لکی سیون کا حصہ اس کی جیت میں بھی ہے اور اس کی زندگی میں بھی۔ اب وہ پارس کو اپنی دنیا اور اپنے میکے میں لے گئی ہے۔ پتا نہیں اسے کیسے سحرزدہ کرکے رکھے گی۔ جوتش ودیا نے مقدر کا جو حال بتایا تھا کیا وہ لکی سیون بدل دے گی؟

ایسا اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان اپنے عزم و استقلال اور مسلسل جدوجہد سے بدقسمتی کو خوش قسمتی میں بدل دیتا ہے۔ ایسی تبدیلی کا ایک اشارہ یہ مل رہا تھا کہ لکی سیون نے پارس کو پہلے کی طرح زہریلا بنادیا تھا۔ آئندہ جتنے عرصے تک اس کے ساتھ رہتی، اسے مزید ایسا زہریلا بنادیتی کہ اس زہر کا توڑ کرنا ناممکن ہوجاتا پھر دیوی کیا ایسے زہریلے پارس کو اپنا جیون ساتھی بناسکتی تھی؟

دیوی کے لیے یہ چیلنج تھا کہ پارس کو لکی سیون کے سحر سے نکالے۔ اس مقصد کے لیے وہ خلائی زون کی طرف جانا چاہتی تھی پھر یہ بھی یقین تھا کہ وہاں کے تین سائنس دانوں کو وہ زیر کرکے وہاں اپنی حکومت قائم کرسکتی تھی۔

وہ روبوٹ پی پی سیون سے باتیں کرتی تھی۔ اس نے پوچھا۔ "تمہارا جو مصنوعی دماغ بنایا گیا ہے وہ کیا صرف دیکھتا، سنتا اور سونگھتا ہے اور کچھ پچھلی باتیں یاد رکھتا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تمہارے دماغ سے ذہانت کا کیا تعلق ہے؟"

اس نے جواب دیا "ہم میں سے کوئی روبوٹ بہت زیادہ ذہین نہیں ہے۔ میں اپنے طور پر سوچتا ہوں۔ اس دنیا کی جو بات سمجھائی جائے اسے سمجھ لیتا ہوں لیکن کوئی بہت ہی پیچیدہ مسئلہ ہو تو اپنی ذہانت سے اس کا حل سوچ نہیں سکتا۔"

"اس تنہائی میں تم ایسے ساتھی ملے ہو جو میری کسی پلاننگ کے سلسلے میں صحیح مشورہ نہیں دے سکتے۔"

"تم نے خلائی زون کے متعلق جو پوچھا' وہ میں نے اپنی معلومات کے مطابق بتادیا اور کچھ پوچھنا چاہتی ہو تو وہ بھی بتاؤں گا۔"

"ان تین سائنس دانوں کو کسی حد تک سمجھ گئی ہوں۔ تمہارے تعاون سے وہاں کے دوسرے روبوٹس کو اپنا دوست بنا سکتی ہوں لیکن پارس سایہ بن کر گیا ہے۔ وہاں وہ سب کچھ کر رہا ہوگا' جو میں یہاں سوچ رہی ہوں۔ اس کے پاس یہ سایہ بننے والا حربہ بڑا زبردست ہے۔ ایسا ہی کوئی نسخہ میرے پاس ہوتا تو میں وہاں پارس سے بازی لے جاتی۔"

"میں کتنے ہی دنوں سے تمہارے ساتھ ہوں لیکن یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ پارس کو تم اپنا سمجھتی ہو یا دشمن؟"

"وہ میرا اپنا ہے۔ میں چاہتی ہوں' وہ ہر میدان جیت لیا کرے لیکن کبھی کبھی میری خاطر میدان چھوڑ دیا کرے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ خلائی زون سے واپس آجاتا اور وہ میدان میرے لیے خالی چھوڑ دیتا۔"

"میرا مصنوعی دماغ تو بس اتنا سمجھتا ہے کہ دوست ہے تو اس سے کبھی دشمنی نہ کرو اور جو دشمن ہے اسے کبھی دوست نہ سمجھو۔ تم تو اس کے خلاف عمل کرنا چاہتی ہو اور اس سے پیار بھی کرتی ہو۔"

"تم میرے دل کا معاملہ نہیں سمجھو گے۔ بس میں کسی طرح خلائی زون میں جانا چاہتی ہوں لیکن یہ نہیں چاہتی کہ وہ وہاں موجود رہے۔"

"تو پھر اس کی واپسی کا انتظار کرو۔ وہ زمین پر آجائے تو ہم وہاں چلیں گے۔"

"وہ لکی سیون اسے واپس نہیں آنے دے گی۔ اگر آبھی گیا تو اس وقت تک ناقابلِ علاج زہریلا بن جائے گا۔ میں لکی سیون کو اپنی قسمت کی لکیر بدلنے نہیں دوں گی۔"

"پھر تو ہمیں جانا چاہیے۔ تم اور پارس ایک دوسرے کے جانی دشمن نہیں ہو۔ تم خلائی زون میں جاؤ گی تو پارس' لکی سیون کو اجازت نہیں دے گا کہ وہ تمہیں اپنے زہر سے ہلاک کرے۔ وہ تو تمہاری حفاظت کرے گا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر شیو شنکر کی مورتی کے پاس بیٹھ گئی۔ روبوٹ پی پی سیون نے پوچھا "کوئی اور مسئلہ ہے؟"

"ایک نہیں' کئی مسائل ہیں۔ تم میری زندگی کے بارے میں ابھی بہت کم جانتے ہو۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ تمہارے ساتھ جو دیوی شی تارا جائے گی' اسے پارس کبھی تسلیم نہیں کرے گا کہ وہ میں ہوں۔"

"وہ کیسا محبوب ہے کہ تمہیں اپنی محبوبہ تسلیم نہیں کرے گا۔"

"اس لیے کہ میرا اصلی چہرہ آج تک کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ میں زیرِ زمین دنیا سے باہر ایک عام سی عورت بن کر جاتی ہوں۔ جو چہرہ تم دیکھ رہے ہو یہ میرا اصلی چہرہ نہیں ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں کئی ڈی شی تارا ہیں' میں جسے چاہتی ہوں اسے ڈی بنا کر اپنی جدوجہد کے لیے مخالفین کے مقابلے میں اور پارس سے پیار جتانے کے لیے بھیج دیتی ہوں۔ پارس میرے اس طریقۂ کار کو اچھی طرح سمجھتا ہے اس لیے تمہارے ساتھ جو بھی دیوی خلائی زون میں جائے گی وہ پارس کی نظروں میں ڈی شی تارا ہوگی۔"

"یہ عجیب ہیرا پھیری ہے کہ ہر جگہ تمہاری ڈی رہتی ہے؟ کہ تمہارے محبوب نے بھی تمہارا اصلی چہرہ نہیں دیکھا ہے۔ اس سے پیار بھی کرتی ہو اور اس سے چھپتی بھی ہو۔ وہ تمہیں چاہتا بھی ہے مگر تمہیں گھاس بھی نہیں ڈالتا ہے۔ پلیز دیوی جی! میرا دماغ مصنوعی ہے۔ اس پر زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔"

تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے پھر پی پی سیون نے کہا "ابھی تم نے کہا ہے کہ اس زیرِ زمین پناہ گاہ سے باہر تمہاری ڈی تمہارا رول ادا کرتی ہے۔ اس کا مطلب ہے اگر خلائی زون تک جانے کا فیصلہ کرو گی تو میں اپنے فلائنگ شوز کے ذریعے تمہیں نہیں' بلکہ تمہاری کسی ڈی کو لے جاؤں گا۔"

"میں اس دنیا میں اسی طریقۂ کار کے مطابق کام کرتی آئی ہوں لیکن جب سے پارس گیا ہے اس سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کشش ثقل کے باہر سوچ کی لہریں کسی کے دماغ تک نہیں پہنچتی ہیں۔ اگر میں اپنی ڈی تمہارے ساتھ بھیجوں گی تو اس کے دماغ میں نہیں رہ سکوں گی۔ تم دونوں سے میرا رابطہ ختم ہوجائے گا۔"

"میرے مصنوعی دماغ میں یہی بات آرہی ہے کہ تم خلائی [illegible] نہیں کرو گی۔ تمہاری ڈی تمہارے کام نہیں آئے گی۔ بہتر [illegible] صبر کرو اور پارس کی واپسی کا انتظار کرو۔"

وہ عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔ اس کی کسی ڈی کو نیلی [illegible] نہیں آتی تھی۔ اگر آتی بھی تو مقدر سے حاصل ہونے والی روبوٹ پی پی سیون کو اپنی ڈی کے حوالے نہ کرتی۔ ایسا کرنے سے پی پی سیون اس ڈی کا تابعدار بن جاتا کیونکہ اس روبوٹ کو قابو میں رکھنے والا ریموٹ کنٹرول اس ڈی کے پاس رہتا۔

وہ شیو شنکر کی مورتی کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر سوچنے لگی تاکہ عبادت کے انداز میں سوچنے سے اس کے دل و دماغ کی پریشانی دور ہوجائے۔ آئندہ ہونے والا جیون ساتھی زہریلی ناگن سے نجات حاصل کرلے اور کوئی ایسی صورت آئے کہ وہ خود خلائی زون میں جائے اور تینوں سائنس دانوں [illegible] کرکے وہاں اپنی حکومت قائم کرلے۔

اگر ایسا ہوجائے تو وہ بھارت سے اپنے دھرم کے لوگ بلائے گی۔ انسان کی مذہبی تاریخ میں یہ سنہرے حرفوں سے [illegible] جائے گا کہ ارضی دنیا سے باہر ایک خلائی زون میں سب سے [illegible] ہندو دھرم نے اپنے قدم جمائے ہیں۔

وہ ایک طویل عرصے سے خود کو چھپاتی آرہی تھی اور خاص طور پر پارس سے اس لیے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی کہ پہلے اس سے اپنا دھرم قبول کرائے۔ وہ ایک مسلمان کی حیثیت سے اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے۔ اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا کہ پارس اس کا دھرم پتی بن جائے مگر اب دوسرا بڑا مقصد یہ ہوگیا تھا کہ وہ اپنے دھرم پتی کے ساتھ خلائی زون میں ہندوؤں کی حکومت قائم کرے۔ اگر وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجاتی تو ایک ہندو ناری کی حیثیت سے یہ اس کا سب سے بڑا کارنامہ ہوتا۔

اچانک اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ ہم اسے بہو بنانا چاہتے ہیں لہٰذا وہ ہمارے جذبات سے کھیل کر اپنا کام نکال سکتی ہے۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی پھر مجھے مخاطب کیا۔

میں نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

اس نے کہا "جناب تبریزی کی پیش گوئی ہے کہ ایک دن آپ کی بیٹی اعلیٰ بی بی ثانی مجھے بے نقاب کرے گی اس کے بعد میں آپ کی بہو بن جاؤں گی لیکن پارس آپ کی زہریلی بہو کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے گا تو کیا آئندہ میں اس زہر کے اثر سے محفوظ رہ سکوں گی؟"

"محفوظ رہو گی' لکی سیون کی نادانستگی میں اس کا علاج ہو رہا ہے۔ یہ علاج کس قسم کا ہے' یہ تبریزی صاحب جانتے ہیں۔ ان کی پیش گوئی اپنے وقت پر انشاء اللہ درست ثابت ہوگی۔"

"میں خلائی زون میں جانے والی ہوں۔ اگر جاؤں گی تو کیا ان بزرگ کی پیش گوئی کے برعکس وقت سے پہلے بے نقاب نہیں ہوجاؤں گی؟"

"جہاں تمہارے بے نقاب ہونے کا اندیشہ ہوگا' وہاں تم نہیں جاسکو گی؟"

"لیکن مجھے پارس کے پاس جانا چاہیے۔ یہ میرا حق ہے۔"

"تم کئی بار اس کے اور میرے خلاف بھارت میں بہت کچھ کرکے اپنے کافی حقوق ادا کرچکی ہو۔"

"آپ طعنے نہ دیں۔ میں خواہ کتنی ہی مخالفت کروں' آپ باپ بیٹے اپنا کام کر گزرتے ہیں۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی تم خلائی زون میں جانا چاہتی ہو؟"

"جو میرے مقدر میں ہوگا' وہی کروں گی۔"

"تو پھر جاؤ۔ مجھے مخاطب کرنے کا مقصد کیا ہے؟"

"آپ کا فرض ہے کہ جناب تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق مجھے وقت سے پہلے بے نقاب نہ ہونے دیں۔ میں خلائی زون میں جاؤں تو کوئی مجھے دیکھ نہ سکے۔"

"بہت گھما پھرا کر مطلب کی بات کر رہی ہو۔ تم چاہتی ہو کہ تمہیں بھی سایہ بن جانے والی گولیاں مل جائیں۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔"

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے وہ گولیاں ملیں گی تو میں کسی بہت ہی تجربہ کار کیمسٹ کے ذریعے ویسی ہی دوسری گولیاں بنوالوں گی؟"

"تم سے کچھ بعید نہیں ہے' تم کچھ بھی کرسکتی ہو۔ ویسے میں سایہ بن جانے والی گولیاں دوں گا۔ تم اس کے استعمال سے سایہ بن کر رہ سکو گی لیکن ان گولیوں کا ری ایکشن ہوتا رہے گا۔ پہلے رفتہ رفتہ تمہاری آتما شکتی میں کمی آئے گی پھر تم کسی یوگا جاننے والے کے دماغ میں نہیں جاسکو گی۔ یوں سمجھو کہ تم دماغی طور پر کمزور ہوتی جاؤ گی۔"

"کیا پارس اور لکی سیون وغیرہ بھی اسی طرح کمزور ہوتے رہیں گے؟"

"نہیں۔ ہم صرف تمہیں ایسی گولیاں دیں گے۔ تمہیں سایہ بن کر کام کرنے کے مواقع دیں گے لیکن اس کے عوض تمہاری دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھایا کریں گے۔ میری یہ باتیں سن کر مجھے دشمن کہنے سے پہلے یہ حساب کرلینا کہ تم نے کبھی ایک بار بھی اپنائیت کا ثبوت دیا ہے؟"

میں نے سانس روک لی۔ وہ چلی آئی۔ ابھی حال ہی میں اس نے بابا صاحب کے ادارے کو تباہ کرنے کے لئے زبردست عملی اقدامات کیے تھے۔ اسے مجھ سے کسی تعاون کی توقع نہیں رکھنی چاہیے تھی لیکن وہ ہونے والی بہو کے ناتے اپنائیت جتانے اور مجھ سے فائدہ اٹھانے آئی تھی۔ اسے غلطی کا احساس ہوگیا کہ اسے میرے پاس نہیں آنا چاہیے تھا۔

آمنہ نے مجھے مخاطب کیا۔ پتا نہیں کتنے طویل عرصے کے بعد آمنہ مجھے مخاطب کر رہی تھی۔ ہم دونوں اب میاں بیوی جیسی زندگی نہیں گزار رہے تھے کیونکہ آمنہ کی مستقل رہائش اس ادارے میں تھی اور وہاں میاں بیوی کی رہائش کی اجازت نہیں تھی۔ اس کے علاوہ وہ جناب تبریزی کے سائے میں رہ کر روحانیت کا درس حاصل کرتے کرتے اس کی گہرائیوں میں اس قدر ڈوب گئی تھی کہ اب دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہیں لیتی تھی۔

میں نے پوچھا "کیا بات ہے آمنہ؟"

اس نے کہا "ابھی شی تارا آئی تھی۔ آپ نے اسے منہ توڑ جواب دیا ہے۔ اس کے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا لیکن ہمارے بزرگ تبریزی صاحب نے فرمایا ہے کہ دیوی کہلانے والی کو دیوی دیوتاؤں کی طرح آسمان پر جانے کا ایک موقع دینا چاہیے۔"

"اچھا؟" میں نے تعجب سے کہا لیکن یہ بحث نہیں کی کہ وہ ایسا کیوں چاہتے ہیں؟ ان کے ایسا چاہنے میں کوئی مصلحت ہوگی۔

میں نے کہا "محترم تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق وہ وقت مقررہ سے پہلے بے نقاب نہیں ہوگی لیکن خلائی زون میں کوئی بھی جبراً اس کا اصلی چہرہ دیکھ سکتا ہے۔"

آمنہ نے کہا "وہ سایہ بن کر جائے گی۔ جن گولیوں کے اثر سے اس کا ٹھوس جسم سایہ بنے گا وہ گولیاں اس کے پاس اس طرح

پہنچائی جائیں گی کہ شی تارا ان کے حصول کو محض ایک اتفاق سمجھے گی۔"

"کیا وہ ان گولیوں کا طبی تجزیہ کرا کے ویسی ہی دوسری گولیاں تیار نہیں کرائے گی؟"

"میں اسے ایسا کرنے کا موقع نہیں دوں گی۔"

"وہ یہاں نہ سہی' خلائی زون میں جا کر وہاں کی کسی طبّی تجربہ گاہ میں ایسا کرسکتی ہے۔ کیا اسے ایسا کرنے سے پارس روکے گا؟"

"یہ میرے استاد تبریزی صاحب کا حکم ہے اس لیے میں ہی دیوی شی تارا کی نگرانی کروں گی۔ خیال خوانی کی لہریں کششِ ثقل سے باہر دور تک کسی کے دماغ تک نہیں پہنچتی ہیں لیکن روحانیت صرف ارضی دنیا کے لیے نہیں' ساری کائنات کے لیے ہے۔ ہماری روحانی ٹیلی پیتھی کی لہریں بھی خلا میں کہیں بھی پہنچتی رہیں گی۔"

میں تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا تھا کہ جسدِ خاکی سے روح پرواز کرتی ہے تو اس کی پرواز کی انتہا کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ پیدا ہونے والے انسان کی روح' عالمِ ارواح سے آتی ہے اور مرنے والے کی روح قیامت کے دن تک کے لیے عالمِ ارواح میں رہتی ہے۔

عالمِ ارواح اور عالمِ برزخ کششِ ثقل سے باہر ہیں۔ روحانی علوم کے حامل جان سکتے ہیں کہ روح جب کششِ ثقل سے باہر جاتی ہے تو اس سے تعلق رکھنے والے علوم بھی خلائی سفر کرتے ہیں۔ ان علوم میں روحانی ٹیلی پیتھی کا علم بھی شامل ہے۔

آمنہ نے کہا "وہ ہماری ہونے والی بہو ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کے دل میں کوئی حسرت نہ رہ جائے۔ وہ خلائی زون میں جا کر رام راج قائم کرنا چاہتی ہے۔ وہ ایسا کرسکتی ہے تو ضرور کرے۔ اس کے راستے میں جو مشکل ہے اسے میں آسان کررہی ہوں۔ اسے وہاں تک جانے اور دوسروں سے روپوش رہنے کے مواقع فراہم کروں گی۔ کامیابی اور ناکامی کا انحصار اس کے دانشمندانہ عمل پر ہے۔ اچھا میں جاتی ہوں' فی امان اللہ۔"

وہ چلی گئی۔ ایک انسان دوسرے انسان کو آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔ ہر مذہب دوسرے تمام مذاہب پر چھا جانا چاہتا ہے۔ ہماری دنیا میں سیاست کے پسِ پردہ مذہبی جنگیں بھی لڑی جارہی ہیں اور پوری دنیا کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ دینِ اسلام کو کچل ڈالنے کے لئے کیسے کیسے حربے استعمال کیے جارہے ہیں۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی کی فراخ دلی دراصل دینِ اسلام کی فراخ دلی ہے۔ انہوں نے ہندو دھرم کا راستہ نہیں روکا۔ کلامِ پاک کی ایک آیت کے مطابق اس بات پر عمل کیا کہ "تمہارا دین تمہارے ساتھ اور ہمارا دین ہمارے ساتھ" اور ہمارا دین تلوار کے زور پر قائم نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا دین کسی سیاست کا محتاج ہے۔ یہ ابتدا سے محبت اور مثبت اعمال سے پھلتا پھولتا آیا ہے۔

آج بھی دیوی کو محبت سے راستہ دیا جارہا تھا کہ جاؤ' خلائی زون میں جاؤ۔ تمہارا دین تمہارے ساتھ' ہمارا دین ہمارے ساتھ ہے اور رہے گا۔

سائن کرپچن بہت ہی ذہین اور تجربہ کار مکینک تھا۔ اس نے روبوٹ پی پی سیون کو زندہ اور متحرک رکھنے کے لیے جو بیٹری تیار کی تھی وہ خلائی زون میں تیار ہونے والی بیٹری سے زیادہ طاقتور تھی۔ اس نے خلائی زون کے اس ریموٹ کنٹرولر کی بھی اسٹڈی کی تھی جس کے ذریعے کسی بھی روبوٹ کو قابو میں کیا جاتا تھا۔ سائن نے ویسا ہی دوسرا ریموٹ کنٹرولر تیار کرکے دیوی کو دیا تھا۔

دیوی نے سائن کو مالا مال کردیا تھا۔ اسے چند دنوں میں کروڑوں ڈالر کا مالک بنادیا تھا پھر اس سے کہا تھا کہ وہ احتیاطاً ایک اور بیٹری تیار کرے۔ فاضل بیٹریوں کو چھپا کر رکھا جائے گا تاکہ روبوٹ پی پی سیون کو مسلسل زندہ رکھنے کے لیے بیٹری کی محتاجی نہ رہے۔

اس نے دیوی سے کہا تھا کہ دوسرے دن دوپہر یا شام تک بیٹری تیار ہوجائے گی۔ وہ صبح رابطہ کرکے معلوم کرے اور اسے بیٹری کے ساتھ اپنے پاس بلائے تاکہ پی پی سیون پر اس نئی بیٹری کو بھی آزمایا جاسکے۔

دیوی نے صبح پوجا کرنے کے بعد خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیا۔ سائن جوگنگ کے لیے ایک میدان کی طرف جارہا تھا۔ راستوں اور میدان کے ان حصوں سے برف ہٹادی گئی تھی جہاں اسپورٹس مین ورزش کرتے تھے اور جہاں سڑکوں پر سے گاڑیاں گزرتی تھیں۔

دیوی' سائن کو مخاطب کرنا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت فائرنگ کی آواز گونجنے لگی۔ موٹر سائیکل پر جانے والا ایک شخص گولی کھا کر گر پڑا۔ فائرنگ کرنے والے ایک وین میں تھے۔ وین کی رفتار بڑھاتے ہوئے وہاں سے فرار ہوگئے۔

سائن دوڑتا ہوا اس زخمی کے پاس آیا۔ گولی اس کے سینے میں دل کے قریب لگی تھی۔ وہ آخری ہچکیاں لیتا ہوا بولا "میرا کام کرو' تم دنیا کے امیر ترین آدمی بن جاؤ گے۔ میرے لباس کی جیبوں میں جتنی چیزیں ہیں' انہیں لے کر پیرس جاؤ اور وہ چیزیں بابا صاحب کے ادارے میں دے دو۔ تمہیں وہاں سے اتنی دولت..... آہ..... آہ۔"

وہ بات پوری کرنے سے پہلے مرگیا۔ بات پوری ہوئی یا نہ ہوئی دیوی کے لیے بابا صاحب کے ادارے کا ذکر ہی کافی تھا۔ سائن دیوی کی مرضی کے مطابق اس کے لباس کی تمام جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ایک ایک چیز نکالنے لگا۔ ایک موبائل فون' ایک ڈارک آئی لینس' ریڈی میڈ میک اپ کا مختصر سا سامان اور بڑی سی ڈبیا۔ اس نے ڈبیا کو کھول کر دیکھا۔ اس میں ننھی گولیاں تھیں۔ ڈبیا کے ڈھکن کے اندرونی حصے میں لکھا ہوا تھا

"۵۰ گولیاں۔ ایک گولی ۲۴ گھنٹے کے لیے۔"

دیوی کا دل تجسس سے دھڑکنے لگا۔ سائن کے ذریعے وہ گولیاں دیکھ کر یہی بات ذہن میں آئی کہ وہ سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔

اس نے سائن کو حکم دیا "اس ڈبیا کو بند کرو۔ ایک گولی بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ اس مرنے والے کی موٹر سائیکل اٹھاؤ اور فوراً فلائنگ کمپنی کے مالک کے پاس پہنچو۔"

فلائنگ کمپنی کا مالک بھی دیوی کا معمول اور تابعدار تھا۔ اس نے اسے حکم دیا "سائن تمہارے پاس آرہا ہے۔ اسے اپنے پرائیویٹ ہیلی کاپٹر میں فوراً میرے پاس لے آؤ۔"

روبوٹ پی پی سیون نے دیوی کو خوش دیکھ کر کہا "تم پچھلی رات بہت مایوس اور دل برداشتہ تھیں اب اچانک مسکرا رہی ہو اور یوں بے چینی سے ٹہل رہی ہو جیسے کسی کا انتظار ہو۔"

"ہاں۔ میں سائن کا انتظار کررہی ہوں۔ میرا دل کہتا ہے کہ بھگوان نے میری پرارتھنا سن لی ہے۔ مجھے میری منزل ملنے والی ہے۔"

وہ دوڑتی ہوئی جا کر شیو شنکر کے ایک پیر سے لپٹ گئی۔ ایک پیر سے اس لیے کہ شیو شنکر کا دوسرا پاؤں رقص کے انداز میں اٹھا رہتا ہے۔ ان لمحات میں دیوی کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکلنے لگے۔ اسے پوجا اور تپسیا کا پھل ملنے والا تھا۔

اس دوران اس کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ وہ گولی کھا کر موٹر سائیکل سے گرنے اور مرنے والا کون ہوسکتا ہے؟ وہ بابا صاحب کے ادارے کا ذکر کرنے کے بعد ہی مرگیا تھا۔ دیوی کو اتنا موقع نہیں ملا تھا کہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی اصلیت معلوم کرتی۔

وہ بار بار سائن کے دماغ میں جارہی تھی اور یہ اطمینان کررہی تھی کہ اس نے پچاس گولیوں والی ڈبیا حفاظت سے رکھی ہے۔ آدھے گھنٹے بعد وہ ہیلی کاپٹر اس غار سے ایک میل دور اتر گیا۔ سائن وہاں سے برف پر دوڑتا ہوا غار میں آیا۔ پھر اس تہ خانے میں پہنچ گیا۔ دیوی نے فوراً ہی اس سے ڈبیا لے کر اسے کھول کر دیکھا۔ وہ سفید گولیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے ایک گولی لے کر اسے توڑا اور ریت کے ایک ذرّے برابر گولی کا وہ حصہ سائن کو دے کر کہا "اسے نگل جاؤ۔"

وہ خود نگل سکتی تھی لیکن اندیشہ تھا کہ وہ کہیں نقصان دہ گولیاں نہ ہوں۔ سائن اس کا محکوم تھا۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ اس ذرّے کو منہ میں ڈال کر نگل گیا پھر پلک جھپکنے سے پہلے ہی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

پی پی سیون نے حیرانی سے پوچھا "ارے' یہ کہاں گیا؟"

دیوی ڈبیا کو مضبوطی سے بند کرکے قہقہے لگا رہی تھی۔ رقص کررہی تھی اور کہہ رہی تھی "ابھی میں نے کہا تھا کہ مجھے اپنی منزل ملنے والی ہے۔ وہ منزل مل گئی ہے۔ میرے ساتھی پی پی سیون! یہی وہ گولیاں ہیں جو ٹھوس جسم کو سایہ بنادیتی ہیں۔ یہ سائن چند گھنٹوں تک سایہ بن کر رہے گا پھر اپنے ٹھوس جسم کے ساتھ ظاہر ہوجائے گا۔ سائن! تم واپس ہیلی کاپٹر میں جاؤ۔"

وہ جانے لگا۔ آنکھوں سے دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن دیوی کو خیال خوانی کے ذریعے معلوم ہورہا تھا۔ فلائنگ کمپنی کا مالک ہیلی کاپٹر میں سحرزدہ سا ہوکر بیٹھا ہوا تھا۔ جب سائن اس کی پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا تو دیوی کے حکم سے وہ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

پھر دیوی نے پی پی سیون سے کہا "ہم خلائی سفر کریں گے اور ابھی یہاں سے روانہ ہوجائیں گے۔ کیا تمہیں فاضل بیٹری کی ضرورت ہے؟"

"نہیں۔ تقریباً چھ ماہ تک ضرورت نہیں ہوگی۔ البتہ تم وہ تمام کیپسول اپنے پاس رکھ لو۔ ان میں سے ایک کیپسول منہ میں رکھو گی تو خلا میں آکسیجن کی کمی محسوس نہیں ہوگی۔"

وہ خلائی سفر کے لیے تمام ضروری سامان ایک بیگ میں رکھنے لگی۔

○☆○

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی پر برا وقت نہیں آتا لیکن اسے یقین دلایا جاتا ہے کہ کسی وقت بھی اس پر قیامت ٹوٹنے والی ہے۔

لکی سیون اور پارس کے سائے خلائی پلیٹ فارم پر تھے لیکن ساسا نکولائی اور ساسا مورائی کو یقین دلایا گیا تھا کہ وہ دونوں سائے خلائی زون کی سمت روانہ ہوچکے ہیں اور شاید تین گھنٹوں میں اس زون پر پہنچ جائیں گے۔

نکولائی اور مورائی کی بری حالت تھی۔ اگرچہ وہ بچاؤ کی تدبیر کررہے تھے لیکن گھبراہٹ طاری ہو تو پوری ذہانت سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ اپنی حفاظت کے علاوہ اہم سائنسی فارمولوں کو چھپانے کا مسئلہ تھا۔ سولارزان کا مخالف بن گیا تھا اور وہ اہم سائنسی فارمولوں کو چھپانے کی ہر خفیہ جگہ سے واقف تھا۔

تین گھنٹے گزر گئے تھے اور وہ سوچ رہے تھے کہ دونوں سائے اس زون میں آچکے ہیں۔ پتا نہیں زون کے کس حصے میں ہیں اور کب تک ان حکمرانوں کے پاس پہنچنے والے ہیں۔ ایسے دہشت آمیز انتظار کے لمحات میں یہ حالت تھی کہ کسی کھلی ہوئی فائل کے کاغذات ہوا کے باعث پھڑپھڑاتے تو وہ سہم کر فائل سے دور چلے جاتے تھے۔ ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ سائے فائل کے کاغذات تیزی سے کھول کر پڑھ رہے ہوں۔

اگر انہیں کہیں سے سگنل ملتا تو وہ گھور کر وائرلیس سیٹ کو دیکھنے لگتے۔ انہوں نے زون میں میلوں تک تمام چوکیوں کے وفاداروں کو سمجھا دیا تھا کہ وہ نادیدہ دشمن آرہے ہیں۔ تیز روشنی میں زمین پر یا دیواروں پر ان کے صرف سائے دکھائی دیں گے۔

لہذا اپنے آس پاس تیز روشنی رکھیں۔ اگر کوئی غیر معمولی بات ہو تو فوراً اطلاع دیں۔

سگنل ملنے پر وہ سہم سہم کر وائرلیس سیٹ کے پاس آئے۔ پھر مورائی نے اسے آپریٹ کرتے ہوئے پوچھا "کیا تم خلائی پلیٹ فارم سے بول رہے ہو؟"

"ہاں۔ میں انچارج اسٹیشن ماسٹر ہوں۔ مسٹر سولارز کہہ رہے ہیں کہ تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔ وہ دونوں سائے وہاں پہنچ چکے ہوں گے۔ یہ بہتر ہوگا کہ تم آڈیٹوریم والی مشین آن رکھو۔ ہم بھی یہاں کی مشین سے رابطہ رکھیں گے پھر ہم سب ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم تمہارے کسی کام آسکیں۔"

مورائی نے کہا "دشمن کبھی کام نہیں آتا۔ کام تمام کردیتا ہے، سولارز سے کہو، اپنی خیر منائے۔ ہم ان سایوں سے نمٹنے کے بعد اسے اور اس کی بیٹی کو..."

بات پوری ہونے سے پہلے ہی مورائی نے خوف سے ایک چیخ ماری۔ دراصل اس کے پیچھے کھڑے ہوئے نکولائی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔ مورائی نے سمجھا، کوئی سایہ اسے پکڑنے آیا ہے۔ اس نے چیخ کر پلٹ کر دیکھا تو نکولائی نے کہا "بھئی، میں ہوں۔"

سولارز کی آواز سنائی دی "بھئی اسکرین پر آؤ۔ ہمیں بھی دیکھنے دو کہ تم دونوں ڈرتے ہوئے کیسے دکھائی دیتے ہو۔"

مورائی نے چیخ کر کہا "یو شٹ اپ۔ تم ہمیں خوف زدہ کرنے کے لیے ایسی چال چل رہے ہو۔ یہاں کوئی سایہ نہیں آئے گا۔"

"اور اگر آجائے تو ہمیں ضرور یاد کرنا۔"

نکولائی نے وائرلیس سیٹ کو آف کردیا۔ ادھر خلائی پلیٹ فارم میں لکی سیون، پارس، بدی بدی، سولارز، انچارج اسٹیشن ماسٹر اور کئی بڑے افسران ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایٹمی ہتھیاروں والا لباس اور فلائنگ شوز پہن رکھے تھے کیونکہ ان دونوں سائنس دانوں کے سات عدد روبوٹس کسی وقت بھی اچانک حملہ کرنے آسکتے تھے۔

سولارز نے کہا "جب سے پارس نے ہم باپ بیٹی کو سایہ بنانے والی گولیاں دی ہیں تب سے دل یہی کہتا ہے کہ سایہ بن کر زون میں جاؤں اور ان دونوں سائنس دانوں کا خاتمہ کردوں۔"

پارس نے پوچھا "کیا یہاں سے سایہ بن کر جانا چاہتے ہو؟"

"نہیں۔ ہم باپ بیٹی یہاں سے جائیں گے پھر جب تک زون میں اپنے لیے خطرہ محسوس نہیں کریں گے تب تک سایہ بنانے والی گولیوں کو حفاظت سے رکھیں گے۔"

پارس نے کہا "وہ دو گولیاں کسی بہت ہی برے وقت کے لیے بچا کر رکھو۔ بہتر یہ ہوگا کہ میں تمارا کے ساتھ جاؤں۔ ہماری روانگی کے دو گھنٹے بعد تم باپ بیٹی اپنے کئی جان نثاروں کے ساتھ آؤ۔ ہم اس حد تک میدان ہموار کرلیں گے کہ تم لوگوں کے آتے ہی نکولائی اور مورائی کو قیدی بنایا جائے گا یا پھر ہلاک کردیا جائے گا۔"

سکیورٹی افسر نے کہا "میں تائید کرتا ہوں۔ ہمیں دشمنوں کے حملے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ ہم دھوکے میں مارے جائیں گے۔"

سولارز نے کہا "یہی مناسب ہے۔ تمارا اور مسٹر پارس کو پہلے جانا چاہیے۔ ہم سب دو گھنٹے بعد یہاں سے روانہ ہوں گے۔"

وہ سب ایک فیصلے پر متفق ہوکر پلیٹ فارم کے گیٹ پر آئے۔ بدی بدی نے کہا "تمارا! تم اور پارس نظر نہیں آرہے ہو، اتنا بتادو کہ تم دونوں کے پاس تمام ضروری سامان ہے یا نہیں؟"

لکی سیون نے کہا "تم فکر نہ کرو۔ ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ سامان ہے۔"

سکیورٹی افسر نے گیٹ کھول دیا۔ وہ دونوں تمام خلائی ساتھیوں سے رخصت ہوکر گیٹ کے باہر چھلانگ لگا کر خلا میں چلے گئے۔

ساسا نکولائی اور ساسا مورائی نے تمام اہم فارمولوں کو ایک بڑی اٹیچی میں رکھ لیا تھا۔ جدید الیکٹرونک آلات جن پر تجربہ کیا جارہا تھا اور جو ابھی تکمیل نہیں ہوئے تھے انہیں بھی اٹیچی میں رکھ لیا تھا۔

وہ اپنی حکومت چھوڑ کر بھاگنا نہیں چاہتے تھے لیکن برے وقت کے لیے وہ سامان ایک جگہ رکھ لیا تھا۔ انہوں نے سوچ رکھا تھا کہ سایوں کے مقابلے میں روبوٹس کو لاتے رہیں گے۔ ہر جگہ تیز روشنی رکھیں گے۔ جہاں جہاں سائے نظر آتے رہیں گے، اس جگہ کو ایٹمی شعاعوں کے ذریعے تباہ کرتے رہیں گے۔ اس طرح شاید سایوں کو کچھ نقصان پہنچ سکے گا۔

وہ دونوں ایسے حالات سے دوچار تھے کہ سایوں کو ختم کردینے اور اپنی حفاظت کرنے کے ہر پہلو پر غور کرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ ان کے ایک موبائل فون پر اشارہ موصول ہوا۔ نکولائی نے اپنا فون آن کرکے پوچھا "ہاں۔ بولو کیا بات ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں جنوبی چوکی سے بول رہا ہوں۔ میرے جونیئر افسر اور چند ساتھیوں نے چوکی کی دیوار پر ایک سائے کو گزرتے دیکھا ہے۔ ویسے دیکھا تو میں نے بھی ہے۔ میرا خیال ہے خلا کی نامعلوم بلندی سے کوئی سیارچہ گزرا ہے۔ یہ اسی سیارچے کا سایہ ہوگا۔"

نکولائی نے کہا "جب وہ سیارچے کا سایہ ہے تو ہمارے دل میں دہشت کیوں بڑھا رہے ہو؟"

"آپ نے حکم دیا تھا، کوئی سا بھی سایہ نظر آئے تو اطلاع دی جائے اس لیے ہم اطلاع دے رہے ہیں اور پھر میں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ کسی سیارچے کا سایہ ہے جبکہ ہم میں سے کسی نے خلا میں دور تک کسی سیارچے کو نہیں دیکھا۔"

"وہ سایہ کس طرف جارہا تھا؟"

"شمال کی طرف۔"

"کیا کہہ رہے ہو۔ شمال کی سمت ہماری یہ تجربہ گاہ ہے اور ہم یہاں مصروف ہیں۔ دیکھو سوچ سمجھ کر جواب دو۔ سایہ کس سمت جارہا تھا؟"

"آپ میری اطلاع پر یقین نہیں کررہے ہیں۔ یہاں کسی سے بھی پوچھ لیں۔ سب نے اسے شمال کی طرف جاتے دیکھا ہے۔"

اس نے فون بند کرکے کہا "مورائی! جنوبی چوکی والوں نے سایہ دیکھا ہے۔"

مورائی نے کہا "میں فون پر تمہاری باتیں سن کر سمجھ گیا۔ خطرہ ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔"

اس نے واکی ٹاکی قسم کے آلے کو آپریٹ کرکے کہا "پی پی ون یہاں آؤ اور پی پی تھری، فور اور نائن سے کہو اس تجربہ گاہ کی چھت پر چلے جائیں اور دو نادیدہ انسانوں کے سایوں کو تلاش کریں۔"

اس نے واکی ٹاکی کو آف کیا۔ تھوڑی دیر بعد فرش پر قدموں کی دھمک سنائی دی۔ فولادی روبوٹ پی پی ون آرہا تھا۔ مورائی نے ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے کمرے کے سلائڈنگ دروازے کو کھولا، پھر کہا "اندر آجاؤ۔"

پھر فرش پر دھمک سنائی دی۔ دروازے پر پی پی ٹو نظر آیا۔

مورائی نے کہا "میں نے پی پی ون کو بلایا تھا۔ تم کیوں آئے ہو؟"

پی پی ٹو نے کچھ کہنا چاہا پھر ایک قدم بڑھایا۔ اس کے ساتھ ہی دھڑام کی زوردار آواز کے ساتھ اوندھے منہ گر پڑا۔ نکولائی اور مورائی خوف سے چیختے ہوئے کمرے کے دوسرے گوشے میں چلے گئے۔ نکولائی نے ہاتھ اٹھا کر کہا "پلیز مسٹر پارس! ہمیں معلوم ہے تم نے زمین پر سولارز کے دونوں روبوٹس کو اسی طرح اوندھے منہ گرایا تھا۔ پلیز، ہم سے پہلے دو باتیں کرلو۔"

انہیں جواب نہیں ملا۔ مورائی نے کہا "دیکھو تمہاری خاموشی ہمیں مار ڈالے گی۔ یقین کرو، ہم ہر قیمت پر تم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔"

فرش پر پھر قدموں کی دھمک سنائی دی۔ دروازے کے پاس انہیں پی پی ون نظر آیا۔ اس نے کہا "میں تینوں روبوٹس کو چھت پر بھیج رہا تھا اور یہاں آکر یہ بتانے والا تھا کہ اس پی پی ٹو کی بیٹری ڈاؤن ہوچکی ہے۔ بے چارہ میرے آنے سے پہلے بے جان ہوگیا ہے۔ اب اسے نئی بیٹری کی ضرورت ہے۔"

نکولائی اور مورائی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پی پی ون کو دیکھ رہے تھے پھر ایک نے پوچھا "کیا اسے کسی سائے نے ناکارہ نہیں بنایا ہے؟"

پی پی ون نے کہا "یہاں تو کوئی سایہ نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو وہ مجھے بھی صفر وولٹ پر لاکر ناکارہ بنادیتا۔"

نکولائی نے غصے اور جنون میں میز پر گھونسا مارتے ہوئے کہا۔

"میں ان سایوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ سولارز نے ہمیں دہشت سے مارنے کے لیے کہا ہے کہ وہ سائے ہمارے زون میں آرہے ہیں۔"

مورائی نے ایک کرسی کو لات مارتے ہوئے کہا "ہمیں بے وقوف بنایا جارہا ہے۔ بھلا ٹھوس جسم کس طرح تحلیل ہوکر سائے میں تبدیل ہوجائے گا۔"

نکولائی نے کہا "سولارز اپنی کسی غلطی کے باعث ارضی دنیا سے ناکام واپس آیا ہے اور اپنی غلطی چھپانے کے لیے انسان کے سایہ بن جانے کی کہانی سنا رہا تھا۔"

"ہم نے پلیٹ فارم کے آڈیٹوریم میں مشین آپریٹر کو یہ کہتے سنا کہ اس کی زبان سے سایہ بول رہا ہے۔ حالانکہ سائے کو کسی دیوار وغیرہ پر نظر آنا چاہیے تھا۔ ہم سے غلطی ہوئی، ہمیں وہاں سائے کی موجودگی کا قابل یقین ثبوت طلب کرنا چاہیے تھا۔ اب تو وہ یہی کہیں گے کہ سائے ہمارے زون میں پہنچ گئے ہیں۔"

"جبکہ یہاں کوئی نہیں ہے۔ صرف ان کی دہشت ہے۔ سولارز اس طرح ہمارے خلاف کوئی چال چل رہا ہے۔"

مورائی نے کہا "ہم نے خوف زدہ رہ کر کئی گھنٹے ضائع کیے ہیں۔ اب ہمیں بے خوف ہوکر سولارز کی چالبازیوں کا توڑ کرنا چاہیے۔"

نکولائی نے پی پی ون سے کہا "چھت پر ایک روبوٹ کو رہنے دو۔ باقی چار روبوٹس سے کہو، وہ ایک ایک فلائنگ کار میں بیٹھ کر زون کے چاروں طرف مختلف سمتوں میں پرواز کریں۔ خلائی پلیٹ فارم سے جو بھی آئے اسے ایٹمی ہتھیاروں سے ہلاک کردیں۔"

مورائی نے کہا "ان کاموں سے نمٹنے کے بعد اپنے ساتھی پی پی ٹو کی بیٹری تبدیل کردو۔"

پی پی ون احکامات کی تعمیل کے لئے چلا گیا۔ موبائل فون سے اشارہ موصول ہوا۔ مورائی نے فون کو آن کرکے پوچھا "کون ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "ساسا اعظم! میں میڈیکل لیبارٹری کا ڈاکٹر ڈورا بول رہا ہوں۔ لیبارٹری چاروں طرف سے بند ہے۔ باہر مسلح گارڈز کا پہرا ہے۔ میں اپنے ماتحت ڈاکٹر کے ساتھ لیبارٹری میں آنے کے بعد دروازے کو اندر سے بند کرچکا تھا لیکن ایسا لگتا ہے کہ اس بند لیبارٹری میں میرے ماتحت کے علاوہ کوئی اور بھی ہے۔"

مورائی نے ڈانٹ کر کہا "بھئی کہانی مت سناؤ۔ جلدی بتاؤ وہاں اور کون ہے؟"

"کوئی دکھائی دے گا تو بتاؤں گا۔ چند دواؤں کی شیشے کی ٹیوب ہولڈرز میں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک ہینگر میں سے ایک ٹیوب نکل کر فرش پر گر کر چکنا چور ہوگئی ہے۔"

"کیا تمہارا خیال ہے، وہ اتفاقاً نہیں گری ہے، کسی نے گرایا

ہے؟"

"ٹیوب اپنے ہینگر کے ہول سے خود بخود نکل کر کیسے گر سکتی ہے؟"

"کیا وہاں تیز روشنی نہیں ہے۔ کیا وہاں تیسرا چوتھا سایہ نظر نہیں آرہا ہے؟"

"صرف میرے اور ماتحت کے دو سائے نظر آرہے ہیں۔ سنا ہے وہ ٹھوس جسم میں سما جاتے ہیں۔ ہمیں یہ سوچ کر عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے کہ وہ دونوں سائے ہم دونوں کے اندر چھپے ہوں گے۔"

"کسی طرح معلوم کرو وہ ٹیوب کیسے گر پڑی تھی۔ وہ دونوں سائے ہمارے دشمن ہیں۔ انہیں ہماری طرف آنا چاہیے تھا۔ وہ طبّی تجربہ گاہ میں جاکر کیا کریں گے؟"

اچانک ڈاکٹر ڈورا کی چیخ سنائی دی۔ وہ بولا "اندھیرا ہو گیا ہے۔ لیبارٹری ہال کی تمام بتیاں بجھ گئی ہیں۔ وہ ہیں' وہ ضرور یہاں ہیں۔"

"شٹ اپ۔ ڈاکٹر ڈورا! ہوش میں رہو۔ ہماری سائنسی تجربہ گاہ میں بھی روشنی نہیں ہے۔ ایٹمی بجلی گھر کے جنریٹر میں کوئی خرابی ہو گئی ہو گی۔ ساسا نکولائی ابھی معلوم کر رہے ہیں۔"

ساسا نکولائی کان سے ریسیور لگائے بار بار کہہ رہا تھا "اٹینشن' یور ساسا کالنگ اٹینشن۔"

دوسری طرف سے آواز آئی "کون ہے۔ آواز اچھی طرح سنائی نہیں دے رہی ہے۔"

نکولائی نے پھر مخاطب کیا۔ اس بار فون کی لائن کٹ گئی۔ نکولائی نے جھنجلا کر دوسری بار رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ "ساسا اعظم! جنریٹر کا ایک پرزہ نکل گیا تھا۔ ہم نے اسے دوبارہ لگایا تو دوسرا پرزہ نکل گیا۔ ہم ایمرجنسی لائٹ میں ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ دوسرا پرزہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔"

نکولائی نے ڈانٹ کر کہا "نیا پرزہ لگاؤ۔ کیا وہاں فاضل پرزوں کا اسٹاک نہیں ہے اور یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ پرزے خود بخود کس طرح نکل رہے ہیں۔"

"ساسا اعظم! میں جنریٹر کے پاس ہوں اور آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پہلے جو پرزہ لگایا گیا تھا' وہ پھر نکل کر کہیں گم ہو گیا ہے۔"

نکولائی کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولا "مورائی! وہ آچکے ہیں۔ وہ حقیقت میں ہیں۔ ہم سولارز کی کہانی کو جھوٹ سمجھ رہے تھے۔"

وہ دونوں آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آگئے۔

مورائی نے کہا "وہ بڑی چالاکی سے یہاں آئیں گے اسی لیے ایٹمی بجلی گھر کو پہلے بیکار کر رہے ہیں تاکہ روشنی میں ان کے سائے نظر نہ آئیں۔ ہم ایمرجنسی لائٹس وغیرہ سے انہیں ہر جگہ نہیں دیکھ سکیں گے۔"

نکولائی نے کہا "اپنی اپنی اٹیچی اٹھاؤ۔ ہمیں عارضی طور پر یہ زون چھوڑ کر جانا ہو گا۔ بعد میں ہم پوری تیاریوں کے ساتھ آئیں گے۔"

انہوں نے اپنی اپنی اٹیچی اٹھائی۔ اپنے سات عدد روبوٹس کو کال کیا پھر ان سے کہا "اپنے اپنے لیے فاضل بیٹریاں' ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز فوراً لے کر آؤ۔"

وہ ساتوں جلد ہی تمام سامان ایک ایک بیگ میں رکھ کر لے آئے پھر اپنے دونوں ساسا اعظم کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے خلا کی نامعلوم وسعتوں کی طرف جانے لگے۔

خلائی پلیٹ فارم سے سولارز اپنی بیٹی اور جان نثاروں کی فوج کے ساتھ آرہا تھا۔ وہ سب نکولائی اور مورائی کے ساتوں روبوٹس سے جنگ کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہو کر آئے تھے۔ وہ زون کے جس حصے میں اترے وہاں کوئی ان کے مقابلے پر نہیں تھا۔

سولارز نے موبائل فون کے ذریعے سائنسی لیبارٹری میں فون کیا۔ وہاں کے انچارج نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ہوں یہاں کا حکمران سولارز۔ ان دونوں ساسا سے کہو مجھ سے بات کریں۔"

"سولارز اعظم! تھوڑی دیر پہلے وہ دونوں اپنے ساتوں روبوٹس کے ساتھ کہیں چلے گئے ہیں۔"

"پورے زون میں تاریکی کیوں ہے؟"

"میں نے سنا ہے' ارضی دنیا کے دو سائے یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے خود کو روپوش رکھنے کے لیے ایٹمی بجلی گھر کے جنریٹر میں خرابی پیدا کر دی ہے۔"

"وہ ہمارے ساتھی ہیں۔ جنریٹر کی خرابی جلد ہی دور ہو جائے گی۔ تم تمام فلائنگ کاریں جنوبی زون کی طرف بھیج دو۔ کار والوں سے کہو' مخالفانہ رویّہ اختیار کریں گے تو حرام موت مارے جائیں گے۔ میرے الیکٹرونک سگنل کے مطابق یہاں جلد سے جلد پہنچیں۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ بدی بدی نے کہا "محبوب! وہ دونوں ساسا اپنے روبوٹس کے ساتھ فرار ہو گئے ہیں۔ اب یہاں تاریکی نہیں ہونی چاہیے۔"

"پتا نہیں وہ دونوں سائے کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ انہیں ہماری آمد کی اطلاع ملنی چاہیے۔"

پھر اس نے زون کے ناظم اعلیٰ سے رابطہ کر کے کہا "میں سولارز ہوں' وہ دونوں ساسا ہمارے زون سے فرار ہو گئے ہیں۔ میں یہاں کے حکمران کی حیثیت سے حکم دیتا ہوں کہ پورے زون میں میری نئی حکومت قائم ہونے کا اعلان کراؤ اور دونوں سایوں کو مخاطب کر کے کہو۔ سولارز اس زون میں آچکا ہے۔ وہ مجھ سے ملاقات کریں۔"

تھوڑی دیر بعد ہی اس کے حکم کے مطابق اعلان ہونے لگا۔ فلائنگ کاریں بھی پہنچ گئیں۔ وہ کاریں وہاں کی سڑکوں پر بھی چلتی تھیں لیکن تیز رفتاری سے چند منٹوں میں زون کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچنا ہو تو وہ کاریں فضا میں پرواز کرتی تھیں۔ سولارز نے اپنے دو اعتماد کے جان نثاروں کو سائنس لیبارٹری کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ سائنس لیبارٹری اور دونوں ساسا کی رہائش گاہوں میں جاکر صحیح معلومات حاصل کریں۔

چند منٹ کے بعد پورے زون میں روشنی پھیل گئی۔ وہاں کے مکانات' گلیاں اور سڑکیں روشن ہو گئیں۔ بدی بدی نے کہا "تمارا اور پارس نے اعلان سن لیا ہے۔ وہ ایٹمی بجلی گھر سے نکل چکے ہیں اسی لیے روشنی ہو گئی ہے۔ وہ دونوں یہاں آتے ہی ہوں گے۔"

لیکن کافی انتظار کے بعد بھی وہ نہیں آئے۔ فلائنگ کار میں جانے والوں نے واپس آکر کہا "وہ دونوں ساسا واقعی یہاں سے جا چکے ہیں۔ ان کی رہائش گاہ کے سامنے ڈاکٹر ڈورا اور اس کے ماتحت کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ پتا نہیں کیوں انہوں نے جاتے وقت ان ڈاکٹروں کو مار ڈالا ہے۔"

"کیا تمارا اور پارس نے تم لوگوں کو مخاطب کیا ہے؟"

"راستے میں ان نادیدہ ساتھیوں کی آواز ہم نے نہیں سنی۔ ناظم اعلیٰ کی طرف سے انہیں کہا جا رہا ہے کہ وہ زون کے نئے حکمران سولارز کے پاس آجائیں۔"

سولارز نے کہا "میرا خیال ہے' تمارا اور پارس ان دونوں ساسا کے ساتھ گئے ہیں۔ دنوں ساسا اور ساتوں روبوٹس کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ ان کے ساتھ دو سائے بھی کہیں خلائی سفر کر رہے ہیں۔"

پھر اس نے اپنے جان نثاروں کو ہدایات دیں کہ زون کے کون کون سے خاص مقام پر انہیں اپنا قبضہ جمانا ہے اور وہاں کی پولیس کو نئے حکمران کا تابعدار بنانا ہے۔

ضروری ہدایات دینے کے بعد وہ بیٹی کے ساتھ فلائنگ کار میں بیٹھ کر طبّی تجربہ گاہ میں آیا۔ اس کے ساتھ دو مسلح گارڈز بھی تھے۔ وہ گارڈز دروازے کے باہر کھڑے رہے۔ اندر لیبارٹری میں سالارز نے بیٹی سے کہا "ہمارے پاس صرف دو گولیاں ہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم یہ گولیاں بچا کر رکھیں گے تاکہ موقع ملنے پر ان ادویات کا تجزیہ کر سکیں جن کے مرکب سے یہ گولیاں تیار کی گئی ہیں۔"

بیٹی نے ایک گولی نکال کر دی۔ باپ نے اپنی جیب سے گولی نکالی پھر وہ پہلے ایک گولی کو پیس کر ان کا سفوف بناتے ہوئے بولا۔ "میڈیکل کمپیوٹر کو یہ سفوف فیڈ کیا جائے گا تو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کتنی جڑی بوٹیوں کے اجزا شامل ہیں۔ یہ اجزا ہماری تجربہ گاہ کے اسٹاک روم میں ضرور ہوں گے۔"

وہ کمپیوٹر کے ذریعے معلوم کرنے لگا۔ بدی بدی نے کہا۔ "محبوب! آپ بہت چالاک ہیں۔ پہلے یہ بات میرے دماغ میں نہیں آئی تھی کہ ہم ان گولیوں کے ذریعے سایہ بنانے والی ہزاروں گولیاں تیار کر سکتے ہیں۔"

وہ میڈیکل کمپیوٹر اس سفوف کا الگ الگ تجزیہ کرتے ہوئے ادویات کے ایک ایک جز کا نام اور تفصیلات بتانے لگا۔ یہ معلومات ایک کاغذ پر پرنٹ بھی ہو رہی تھیں۔

اب مختلف دواؤں کا مختلف وزن معلوم کرنا تھا لیکن پہلی گولی کا سفوف جس خانے میں فیڈ کیا گیا تھا وہ سفوف وہاں سے گزر کر اس خانے میں چلا گیا تھا جہاں ڈاکٹر ڈورا نے پہلے کسی سفوف کا تجزیہ کیا تھا۔ اس طرح پہلی گولی کا سفوف دوسری دوا کے سفوف میں گڈمڈ ہو گیا تھا۔

سولارز نے دوسری گولی کو پیس کر نئے سرے سے کمپیوٹر کو اوزان کے لیے آپریٹ کیا۔ اس کمپیوٹر کو دوسری گولی کا سفوف فیڈ کیا۔ اسکرین پر مختلف دواؤں کا مختلف وزن تحریر کی صورت میں ابھرنے لگا اور وہ سب کچھ ایک کاغذ پر پرنٹ ہونے لگا۔

سولارز نے بدی بدی سے کہا "ویسی ہی سایہ بنانے والی گولیاں تیار کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ تم اس وقت تک فلائنگ کار میں پورے زون کا دورہ کرو اور وہاں کے حالات معلوم کرو۔ جو لوگ میری حکمرانی کے خلاف بولنا چاہیں انہیں فوراً ہلاک کر دو۔"

سولارز نے خلائی پلیٹ فارم سے روانہ ہونے سے پہلے اپنے پچیس وفاداروں کو ایٹمی لباس پہنایا تھا اور ان سے کہا تھا کہ وہ روبوٹس کی طرح فولاد کے بنے ہوئے نہیں ہیں لیکن ایٹمی لباس کے باعث وہ روبوٹس کی طرح خطرناک ہو چکے ہیں۔ خلائی زون کے عوام اور پولیس والوں کے پاس ایٹمی لباس نہیں ہیں لہٰذا وہ پچیس وفادار سولارز کی نئی حکومت میں اعلیٰ عہدے دار ہوں گے۔

بدی بدی ان پچیس میں سے چھ وفاداروں کو فلائنگ کاروں میں اپنے ساتھ لے گئی۔ اس بار وہ کاریں سڑکوں پر چلتی رہیں اور اعلان ہوتا رہا کہ ساسا نکولائی اور ساسا مورائی حکمران بن کر رہنے کے قابل نہیں تھے اس لیے وہ اس زون سے جا چکے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمیشہ یہ اندیشہ رہے گا کہ وہ اپنے سات روبوٹس کے ذریعے کسی وقت بھی حملہ کر سکتے ہیں لیکن سولارز ان سے زیادہ طاقتور ہے اور وہ زون کے عوام کی حفاظت کرتا رہے گا۔ عوام کو چاہیے کہ وہ سولارز کی اطاعت کریں۔

ایسے وقت کئی افراد خلائی سفر کر رہے تھے۔ ان میں ایک ٹیم روشنا اور پاشا کی تھی۔ پاشا نے روبوٹ پی پی فائیو کی اخباری تصاویر سامنے رکھ کر اس کا چہرہ اپنایا تھا تاکہ خلائی پلیٹ فارم کا اسٹیشن ماسٹر اسے پی پی فائیو سمجھ کر اپنے پلیٹ فارم پر آنے کی اجازت دے۔

روشنا اس کے پیروں پر اپنے پیر رکھے' اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کھڑی ہوئی تھی اور فلائنگ شوز کا ایک جوڑا ان

دونوں کو خلائی اسٹیشن کی طرف لے جا رہا تھا۔

ان کے منہ میں ایک ایک کیپسول تھا۔ اس کیپسول کے ذریعے خلا میں آکسیجن کی کمی پوری ہو جاتی تھی۔ دونوں کے چہرے ایک دوسرے سے لگے ہوئے تھے۔ اتنے قریب رہ کر وہ سوچ کے ذریعے گفتگو کرسکتے تھے۔ روشنا اس کی سوچ کی لہروں کی عادی ہو رہی تھی اس لیے اب گدگدی محسوس نہیں کرتی تھی۔ وہ مسکرا کر سوچ کے ذریعے بولی "تم نے مجھے اپنا عادی بنا دیا ہے۔ اب تو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔"

"تم خلا میں بھی رومانی گفتگو کر رہی ہو۔ میں اپنی دنیا سے پہلی بار باہر نکل کر عجیب سا محسوس کر رہا ہوں۔ ہماری دنیا میں جب کوئی مرتا ہے تو کہتے ہیں' وہ دنیا سے چلا گیا ہے۔ میں جیتے جی دنیا سے چلا آیا ہوں۔"

"ہاں تمہارے احساسات کچھ عجیب سے ہوں گے۔ لیکن میں بہت خوش ہوں۔ سولارز جیسا چالاک سائنس دان اور ہمارے زون کا حکمران جس ارضی دنیا سے شکست کھا کر گیا ہے' میں وہیں سے تمہیں جیت کر لا رہی ہوں۔"

"ایسا تو ہوتا ہے' مرد سے ہارنے کے بعد بھی عورت اسے جیت لیتی ہے اور اسے اپنا دیوانہ بنا کر رکھتی ہے لیکن تمہیں اپنے زون پر حکمرانی کرنی چاہیے۔"

"آہ! یہ میرا پرانا خواب ہے۔ بدی بدی کو دیکھ کر سوچتی تھی' وہ کتنی خوش نصیب ہے۔ اپنے باپ کی ذہانت اور طاقت کے بل پر حکومت کرتی ہے۔ وہاں ہر جگہ اس کا حکم چلتا ہے اور زون کے عوام اس سے خوف زدہ رہتے ہیں۔"

"تم وہاں ملکہ بن کر حکومت کرسکوگی۔ اگر صحیح طرح مجھے گائیڈ کروگی اور وہاں کی جتنی کمزوریاں جانتی ہو' وہ سب مجھے بتاتی رہوگی اور وہاں کے جتنے افراد سے خطرہ پیش آسکتا ہے' ان کی نشاندہی کرتی رہوگی۔"

"میری زندگی کا سب سے اہم اور بڑا دن وہ ہوگا جب میں وہاں کی ملکہ کہلاؤں گی۔ وہاں سب سے خطرناک تین سائنس دان ہیں۔ ان تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دوگے تو پھر کوئی تمہارے سامنے سر نہیں اٹھا سکے گا۔"

"میں ان تینوں کو جان سے نہیں ماروں گا۔ انہیں تنویمی عمل کے ذریعے اپنا غلام بنا کر رکھوں گا تاکہ وہ ہمارے لیے نئی سائنسی ایجادات اور نئے ایٹمی ہتھیار تیار کرنے کے لیے دن رات کام کرتے رہیں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "تم واقعی حکومت کرنے والی ذہانت سے سوچ رہے ہو۔ میں تو یہ سوچ کر خوش ہو رہی ہوں کہ بدی بدی کو اپنے قدموں میں جھکا کر اسے اپنی کنیز بنا کر رکھوں گی۔ وہ شیطان کی بیٹی بڑے دعوے سے کہتی تھی کہ میری سہیلی ہے اور مجھ پر کبھی برا وقت آئے گا تو میرے کام آئے گی لیکن زمین پر مجھے بے یار و مددگار چھوڑ کر اپنے باپ کے ساتھ بھاگ گئی۔ میں اس سے ضرور انتقام لوں گی۔"

"میں نے پاگل خانے میں کچھ عرصے رہ کر سنجیدگی اور ذہانت سے سوچنا اور اس پر عمل کرنا سیکھا ہے۔ تمہیں بھی ایک بات سکھاتا ہوں' خواب صرف ایک بار دیکھو' ٹھوس منصوبہ صرف ایک بار بناؤ۔ اس کے بعد عمل کرو۔ عمل کرو اور عمل کرتے رہو۔ جب تک کامیابی حاصل نہ ہو' تب تک جاگتی آنکھوں سے خواب نہ دیکھا کرو۔ تم ملکہ بن کر بدی بدی کے ساتھ کیا سلوک کروگی' اس کا انحصار کامیابی پر ہے۔ لہٰذا ہمیں صرف ان تین سائنس دانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کی ترکیب سوچنا چاہیے۔"

وہ سوچنے کے انداز میں خاموش رہی۔ وہ بھلا کیا سوچتی؟ حالات نے تو پاشا کو سنجیدہ اور ذہین بنایا تھا۔ اس نے روشنا کو خاموش رکھنے کے لیے سوچنے کی طرف مائل کیا تھا اور خود خلائی زون پر اپنی حکومت قائم کرنے کے منصوبوں پر غور کر رہا تھا۔

اسی خلائی حصے میں دوسری ٹیم سفر کر رہی تھی اور وہ دیوی کی ٹیم تھی۔ اس کے دونوں پیر روبوٹ پی پی سیون کے پیروں پر تھے۔ وہ اپنی بانہیں پی پی سیون کی گردن میں ڈال کر اس کے فولادی جسم سے لگی ہوئی تھی۔ اصلی دیوی شی تارا کبھی کسی کو اپنا بدن چھونے نہیں دیتی تھی۔ خواہ وہ انسان ہو یا فولادی روبوٹ۔ اس کے علاوہ روبوٹ مرد ہوتا ہے' نہ عورت۔ وہ کسی سے جسمانی تعلقات قائم نہیں کرسکتا۔ اس کا مشینی دل بیٹری کا محتاج رہتا ہے اور مشینی دل انسانی جذبات کو نہیں سمجھتا۔ اس کے باوجود دیوی روبوٹ کو بھی اجازت نہیں دے سکتی تھی کہ اسے ہاتھ لگائے۔ اس وقت جو شی تارا روبوٹ سے لگی ہوئی تھی' وہ ڈمی تھی اور اصلی دیوی شی تارا سایہ بنی ہوئی اپنی ڈمی کے اندر تھی۔

وہ ایسا طریقہ اختیار کرکے پارس اور لکی سیون وغیرہ کو یقین کرنے پر مجبور کرسکتی تھی کہ وہ ڈمی شی تارا کو اصلی دیوی سمجھیں۔ یہ سوچیں کہ اصلی دیوی پی پی سیون کو حاصل کرنے کے بعد کسی ڈمی کے حوالے نہیں کرے گی' کیونکہ کشش ثقل سے نکلنے کے بعد ڈمی اور پی پی سیون اصلی دیوی کی گرفت سے آزاد ہو جاتے اور دیوی زمین پر رہ کر ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے ذریعے انہیں اپنا تابعدار بنا کر نہیں رکھ سکتی تھی۔

ٹھوس جسم کو سایہ بنانے والی غیر معمولی پچاس عدد گولیاں اسے نصیب ہو گئی تھیں۔ وہ سایہ بن کر خلا میں اپنی ڈمی کے ذریعے خیال خوانی کرتی تو پارس وغیرہ اسے اصلی دیوی ہی سمجھتے۔

دیوی نے اپنی ڈمی کی زبان سے پوچھا "پی پی سیون! یہ سفر کب تک جاری رہے گا؟"

وہ بولا "ہم شاید ایک ڈیڑھ گھنٹے میں خلائی اسٹیشن تک پہنچ جائیں گے۔"

جس طرح روشنا' پاشا کے چہرے سے چہرہ لگا کر سوچ کے ذریعے گفتگو کرتی رہی تھی اسی طرح ڈمی شی تارا' پی پی سیون کی پیشانی سے پیشانی لگا کر سوچ کے ذریعے باتیں کر رہی تھی۔

پی پی سیون نے کہا "پرواز کے دوران میرے فلائنگ شوز سے ایٹمی شعاعیں خارج ہوتی ہیں اور ذرا دور تک پھیل کر بجھتی چلی جاتی ہیں۔ میں بہت دور ایسی ہی ایٹمی شعاعوں کو دیکھ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے ہمارے علاوہ کوئی دوسرا بھی خلائی سفر کر رہا ہے۔"

دیوی نے ڈمی کے ذریعے کہا "یہ تشویش کی بات ہے۔ وہ خلائی مسافر ہمارا دشمن بھی ہو سکتا ہے۔ فلائنگ شوز کی رفتار کو بڑھاؤ۔ آگے بڑھ کر دیکھو' وہ تنہا ہے یا اس سے بھی آگے اس کے دوسرے ساتھی ہیں۔"

پی پی سیون نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے فلائنگ شوز کی رفتار بڑھائی اور تیز رفتاری سے پرواز کرنے لگا۔

روشنا نے دور خلا میں دیکھتے ہوئے کہا "پاشا! وہ دیکھو۔ ہمارے علاوہ خلا میں کوئی دوسرا مسافر ہے۔ مجھے صرف شوز سے خارج ہونے والی ایٹمی شعاعیں دکھائی دے رہی ہیں۔ تم اپنی غیر معمولی بصارت سے دیکھو۔"

پاشا نے سر گھما کر دیکھا۔ خلا میں نیم تاریکی تھی۔ دوسرے مسافر دور تھے پھر بھی اس نے غیر معمولی بصارت سے دیکھا۔ جس طرح روشنا اس کے پیروں پر پیر رکھے اس سے لپٹی کھڑی تھی اسی طرح ڈمی شی تارا اسے ایک شخص سے ہم آغوش رہ کر سفر کرتی ہوئی نظر آئی۔ پاشا نے ڈمی شی تارا اور پی پی سیون کو نہیں پہچانا۔ فولادی روبوٹس بظاہر گوشت پوست کے انسان نظر آتے تھے۔ اسی فریبِ نظر کا فائدہ اٹھا کر پاشا نے خود کو روبوٹ پی پی فائیو بنا لیا تھا۔

اس نے روشنا سے کہا "عجیب اتفاق ہے۔ تمہاری طرح ایک حسینہ وہاں بھی ایک شخص سے لپٹ کر اسی طرح سفر کر رہی ہے۔"

وہ گھبرا کر بولی "اوہ پاشا! زمین پر وہ جو سایہ بن جانے والوں کا ایک گروہ ہے اور جس میں زہریلی تمارا بھی شامل ہے' یہ دونوں خلائی مسافر اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ہمارے دشمن ہیں۔"

"وہ فرہاد علی تیمور کا گروہ ہے۔ ان دونوں خلائی مسافروں کا تعلق فرہاد سے ہوتا تو وہ سایہ بن کر سفر کرتے لیکن وہ دونوں مجھے صاف نظر آ رہے ہیں۔"

وہ بولی "یہ تو سوچو کہ سولارز' پی پی فائیو اور سکس کو بے جان چھوڑ کر چلا گیا پھر اس میدان سے چند سائے دونوں بے جان روبوٹس کے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز لے گئے۔ میری بات پر غور کرو۔ زمین پر صرف فرہاد کے گروہ میں وہ فلائنگ شوز ہیں۔ صرف اسی گروہ کے افراد خلائی سفر کرسکتے ہیں۔"

پاشا فکرمندی سے سوچنے لگا۔ لکی سیون اور پارس پہلے ہی سایہ بن کر خلائی زون میں پہنچ گئے ہوں گے۔ اب یہ دو افراد اور جا رہے ہیں۔ فرہاد اور سونیا بڑے مکار ہیں۔ ہو سکتا ہے' وہ دونوں سایہ بن کر ان نظر آنے والے خلائی مسافروں کے ساتھ جا رہے ہوں۔

روشنا نے کہا "میں تو بھول ہی گئی تھی۔ فلائنگ شوز کا ایک اور جوڑا تمہاری دنیا میں تھا۔ بدی بدی اپنے ساتھ پی پی سیون کو لائی تھی لیکن وہ دونوں بچھڑ گئے تھے پھر پی پی سیون اچانک گم ہو گیا تھا۔"

"کیسے گم ہو گیا تھا؟ وہ بدی بدی سے رابطہ کرسکتا تھا۔"

"اس کی بیٹری کا پاور ختم ہو چکا تھا۔ وہ جہاں بھی بے جان ہو کر گرا ہوگا وہاں کسی ذہین شاطر کے ہاتھ لگا ہوگا۔ پی پی سیون کے کٹ میں ایسا سامان تھا جن کے ذریعے اس خلائی روبوٹ اور فلائنگ شوز کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔ ذرا سوچو کیا کوئی تیسری پارٹی تمہاری دنیا میں ایسی تھی جو خلائی سفر کی جرات کرسکتی ہو اور اسے خطرہ نہ ہو کہ خلائی زون کے سائنس دان اور ایٹمی ہتھیار اس کا کچھ بگاڑ سکیں گے؟"

پاشا تیسرے فلائنگ شوز کے بارے میں سوچنے لگا۔ ایسے ہی وقت پی پی سیون تیز رفتاری سے پرواز کرتا ہوا پاشا سے کچھ فاصلے پر پہنچا۔ دونوں ایٹمی لباس والوں نے ایک دوسرے کی طرف رخ کیا۔ ایک نے روشنا کو دوسرے نے ڈمی شی تارا کو اپنے اپنے ایک بازو میں سنبھالا پھر دوسرے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اپنے اپنے لباس کے ایک بٹن کو تھام لیا۔ یوں دونوں نے خاموشی سے ایک دوسرے کو دھمکی دی کہ اگر ایک نے ایٹمی شعاع سے ہلاک کرنا چاہا تو دوسرا بھی اسی لمحے میں ایٹمی شعاع کے ذریعے اسے فنا کردے گا۔

ایسے ہی وقت پاشا نے حیرانی سے دیوی شی تارا کو دیکھا۔ اصلی دیوی نے اپنی ڈمی کی وہی شکل و صورت رکھی تھی جسے برسوں سے دوست اور دشمن دیکھتے آئے تھے۔ وہ حیرانی سے سوچ رہا تھا کہ دیوی خلائی زون میں کیوں جا رہی ہے؟ کیا یہ آتما شکتی کے ذریعے وہاں دشمنوں پر غالب آسکے گی؟

ادھر پی پی سیون نے دیوی سے کہا "یہ پی پی فائیو ہے۔ زون میں ہم ایک ساتھ رہتے تھے اور اس کے ساتھ جو نظر آ رہی ہے اس کا نام روشنا ہے۔ یہ سولارز کی بیٹی بدی بدی کی سہیلی ہے۔"

دیوی نے کہا "پی پی سیون! تم دھوکا کھا رہے ہو۔ میں نے خلائی سفر شروع کرنے سے پہلے جو معلومات حاصل کی تھیں ان معلومات کے مطابق چند سائے پی پی فائیو اور سکس کے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز لے گئے تھے۔ ان کی بیٹریوں اور مصنوعی دماغوں کو ایٹمی شعاعوں کے ذریعے نابود کر دیا تھا۔ جب بیٹیاں نہ رہیں' مصنوعی دماغ نہ رہے تو پھر پی پی فائیو نے دوبارہ کیسے زندگی حاصل کی ہے؟"

پی پی سیون نے کہا "دیوی جی! آپ کی بات غور طلب ہے۔ یہاں خلا میں گفتگو ہو سکتی تو میں اسے مخاطب کرکے حقیقت معلوم

کرلیتا۔ یہ ہمارے اور ان کے لیے بہتر ہے کہ ہم ایک دوسرے پر حملے نہیں کررہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں ہم خلائی اسٹیشن پہنچیں گے۔ یہ بھی وہاں ضرور جائیں گے۔ تب ان کی اصلیت سامنے آجائے گی۔"

ادھر پاشا نے روشنا سے پوچھا "کیا تم نے ارضی دنیا میں رہ کر دیوی شی تارا کا ذکر سنا ہے؟"

"شاید سنا ہو۔ مجھے یاد نہیں ہے۔"

"پھر تو تم نے اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہے۔ یہ ایسی خطرناک ہے کہ اس کا نام ایک بار سن کر پھر کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ یہ آتما شکتی کے ذریعے پتھر جیسے دماغوں کو بھی موم بنادیتی ہے۔ اس نے مجھے ابھی پہچانا نہیں ہوگا لیکن خلائی پلیٹ فارم پر پہنچ کر مجھے پہچان لے گی۔"

"کیا یہ تمہارے دماغ میں بھی گھس آئے گی؟"

"نہیں۔ جب تک کسی چالاکی سے میری دماغی توانائی میں کمی نہیں کرے گی تب تک میرے اندر نہیں آسکے گی۔"

"تمہیں کمزور کرنے کے لیے اپنے روبوٹ جیسے اس شخص سے حملے کرا سکتی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ وہ یقیناً پی پی سیون ہے۔"

"میں نے لباس کے اندر ایٹمی لباس پہنا ہے۔ مجھ پر حملوں کا اثر نہیں ہوگا پھر بھی میری کوشش ہوگی کہ دیوی کے اس ساتھی کو کمزور بنادوں یا اسے ختم کردوں۔"

انہیں خلائی اسٹیشن نظر آنے لگا۔ پی پی سیون وہاں کے انچارج اسٹیشن ماسٹر کو سگنل دینے لگا۔ انچارج نے خلائی منظر پیش کرنے والی اسکرین پر دیکھا۔ اسے پی پی سیون کے علاوہ پی پی فائیو بھی ایک ایک حسینہ کے ساتھ نظر آئے۔

انچارج نے خلائی پلیٹ فارم کا گیٹ کھول دیا۔ ان سے زیادہ سوالات اس لیے نہیں کیے کہ وہ دونوں جانے پہچانے روبوٹ تھے۔ وہ اپنی اپنی ساتھی کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے گیٹ سے گزرتے ہوئے پلیٹ فارم پر آگئے۔

انچارج اسٹیشن ماسٹر نے پوچھا "روشنا تم کہاں رہ گئی تھیں؟ اور پی پی فائیو' یہاں سولارز نے آکر بتایا ہے کہ چند سایوں نے تمہیں بے جان کردیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے روشنا نے اپنی کوششوں سے تمہیں نئی زندگی دی ہے۔"

یہ گفتگو خلائی زبان میں ہورہی تھی۔ پاشا یہ زبان بول نہیں سکتا تھا۔ روشنا نے جلدی سے کہا "جی ہاں۔ میں نے بڑی کوششوں سے اسے دوبارہ زندگی دی ہے۔"

پھر وہ گفتگو کا رخ بدل کر پی پی سیون سے بولی "تم ارضی دنیا میں گم ہوگئے تھے' پھر یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟"

"یہ میری محسنہ ہے۔ اسی نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ یہ اپنی دنیا میں تنہا تھی اس لیے میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔"

روشنا نے انچارج سے پوچھا "کیا سولارز اعظم اور بدی بدی یہاں ہیں یا زون میں؟"

"سولارز اعظم نے ارضی دنیا سے آنے والے دو سایوں کے ذریعے ساسا نکولائی اور ساسا مورائی کو زون سے بھاگنے پر مجبور کردیا ہے۔ وہ دونوں سائنس دان اپنے سات عدد روبوٹس کے ساتھ وہ زون چھوڑ کر جاچکے ہیں۔ اب وہاں صرف سولارز کی حکومت قائم ہورہی ہے۔"

"پہلے تین سائنس دان حکومت کررہے تھے۔ اب ایک کی حکومت قائم ہوگئی ہے۔"

"پہلے یہاں سے دو سائے زون میں گئے تھے پھر سولارز نے یہاں سے جانے سے پہلے وعدہ کیا تھا کہ عوام کی حکومت قائم ہوگی لیکن وہاں تو سولارز کے حکمران بننے کا اعلان کیا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں وہ دو سائے خاموش ہیں۔ شاید وہ سائے نکولائی اور مورائی کے تعاقب میں گئے ہیں۔"

روشنا نے کہا "یہ تو سولارز سراسر دھوکا دے رہا ہے۔ ہمیں اسے نیا حکمران تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔"

"وہ یہاں سے اپنے پچیس جان نثاروں کو ایٹمی لباس پہنا کر لے گیا ہے۔ اس زون میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گا۔"

دیوی اپنی حکومت قائم کرنے آئی تھی۔ اس نے اپنی ڈی کی زبان سے کہا "میرے پاس ٹیلی پیتھی کا زبردست علم ہے اور میرے ساتھ پی پی سیون ہے۔ ہم وہاں اپنی یعنی عوام کی حکومت قائم کریں گے۔"

پی پی سیون نے کہا "میرے علاوہ یہ پی پی فائیو ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ پی پی فائیو کی بیٹری اور دماغ کو زمین والوں نے فنا کردیا تھا پھر یہ زندہ کیسے ہوگیا؟"

روشنا نے کہا "بدی بدی وہاں سے فرار ہوتے وقت میرے پاس اپنا ایک خاص بیگ چھوڑ گئی تھی۔ اس میں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تھے جسے تم میرے ساتھی کے جسم پر دیکھ رہے ہو۔ یہ روبوٹ پی پی فائیو نہیں ہے لیکن اس سے زیادہ طاقتور گوشت پوست کا انسان ہے۔"

دیوی نے کہا "اچھا تو اس کے چہرے پر پی پی فائیو کا میک اپ کرا کے خلائی مخلوق کو دھوکا دے کر اسے یہاں لائی ہو؟"

روشنا نے کہا "یہ دھوکا سہی لیکن ہمارے زون کے عوام کو ناقابلِ شکست روبوٹ جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ یہ تمہارے پی پی سیون سے زیادہ طاقتور اور ذہین ہے۔ اگر ہم آپس میں لڑیں گے تو زون پر عوام کی حکومت قائم نہیں کرسکیں گے۔ بولو کیا چاہتی ہو' آپس میں لڑنا مرنا یا اپنی حکومت قائم کرنا؟"

دیوی کو سولارز کے خلاف زیادہ سے زیادہ طاقت اور حمایت

کی ضرورت تھی۔ اس نے کہا "ہم خواہ مخواہ نہیں مریں گے۔ زون میں جاکر عوام کی حکومت قائم کرنے کے لیے سولارز سے مقابلہ کرتے ہوئے جان دیں گے۔"

انچارج اسٹیشن ماسٹر نے کہا "شاباش۔ میں تو مایوس ہوگیا تھا کہ اب ہمیں سولارز کے خلاف جنگ کرنے کی قوت نہیں ملے گی۔ اب یہاں دو روبوٹس آگئے ہیں اور ہمارے اسٹاک روم میں درجنوں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز ہیں۔ اب ہم جان نثاروں کی فوج بنائیں گے۔"

دیوی نے یہ سنا کہ وہاں درجنوں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز ہیں تو اس نے دل ہی دل میں طے کیا کہ وہ تمام چیزیں زیادہ سے زیادہ اپنے استعمال میں لائے گی۔ روشنا نے ڈی شی تارا کے پاس آکر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر کہا "ہم متحد ہوکر رہا کریں گے تو عوام کی حکومت ہمیشہ رہے گی۔ سولارز بھی دوسرے سائنس دانوں کی طرح وہاں سے بھاگ جائے گا۔"

ڈی نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "بے شک۔ مجھے تم سب کے تعاون سے یہاں رام راج قائم کرنا ہے۔"

"رام راج کا مطلب کیا ہے؟"

"اس کا مطلب ہے ایک مثالی حکومت۔"

پاشا نے کہا "پہلے میں سمجھ رہا تھا کہ تم فرہاد کی ٹیم سے تعلق رکھتی ہو اور شی تارا کے بھیس میں آگئی ہو لیکن تمہارے رام راج کی پلاننگ سے یقین ہوگیا ہے کہ تم دیوی ہو۔"

دیوی نے کہا "اور میرا بھی یہ اندازہ غلط نہیں ہے کہ تم پاشا ہو۔ پارس کے دشمن ہو اور میرے دوست بن کر رہو گے۔"

وہ مسکرا کر بولا "میں پارس سے دشمنی کرسکتا ہوں مگر میری کیا مجال کہ میں اپنے دین سے دشمنی کروں۔ بہرحال .... سولارز کو شکست دینے تک ہم متحد رہیں گے۔"

پھر وہ سب انچارج اسٹیشن ماسٹر کے ساتھ جانے لگے۔ دیوی نے بعد میں موقع پاکر تنہائی میں پی پی سیون سے کہا "یہاں کے لوگوں کو اپنے اعتماد میں لو اور میری حمایت کے لیے تیار کرو۔ ان کے دماغوں میں یہ بات نقش کردو کہ تم ان کے اپنے خلائی روبوٹ ہو اور پاشا نقلی روبوٹ بن کر یہاں آیا تھا۔ اسی طرح وہ آئندہ بھی دھوکے دے گا۔ وہ ارضی دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے خلائی زون کے عوام سے صرف دکھاوے کی ہمدردی ہے اور روشنا اس کے عشق میں دیوانی ہوکر اپنی ہی چالبازی دکھائے گی جیسے بدی بدی اپنے باپ سے مل کر دکھا رہی ہے۔"

خلائی پلیٹ فارم پر اتحاد بھی قائم ہورہا تھا اور منافقت بھی ہورہی تھی لیکن منافقت کے باوجود سولارز اپنے زون میں ان کے اتحاد سے جلد ہی ٹکرانے والا تھا۔ کوئی کسی سے کمزور ہونا یا پسپا ہونا نہیں چاہتا اس لیے سولارز نے بھی سایہ بنانے والی گولیوں کی غیر معمولی قوت حاصل کرلی۔

اس نے پوری سو گولیاں تیار کیں۔ پچاس گولیاں اپنی بیٹی بدی بدی کے لیے اور پچاس اپنے لیے۔ بدی بدی پورے زون کا دورہ کرکے لیبارٹری میں آئی تو گولیوں کو دیکھ کر خوش ہوگئی۔ باپ سے لپٹ کر بولی "ڈیڈی! تم بہت گریٹ ہو۔ یوں تو اب ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکے گا لیکن سب سے زیادہ خوشی اور اطمینان یہ ہے کہ تمارا کا زہر میرے سائے کو ڈھونڈتا رہے گا اور وہ کبھی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔"

"بیٹی! تم میری کُل کائنات ہو۔ میں یہ سب کچھ تمہارے لیے کررہا ہوں۔ جب پارس نے وہ دو گولیاں دی تھیں' تب ہی میرے ذہن میں یہ بات آگئی تھی کہ اب میں ان دو گولیوں سے دو لاکھ گولیاں بناسکوں گا۔"

انہوں نے دو پلاسٹک کی ڈبیوں میں پچاس پچاس گولیاں رکھیں پھر ان میں سے ایک ایک گولی نگلنے کے لیے اٹھائی۔ اسی وقت اچانک تاریکی چھاگئی۔ خوف کے مارے دونوں کے ہاتھوں سے گولیاں چھوٹ کر میز پر گرگئیں۔ خوف یہ تھا کہ تمارا اور پارس کے سائے آگئے ہیں اور آنے سے پہلے اندھیرا کردیا ہے۔

بات کچھ ایسی ہی تھی۔ پارس نے غیر معمولی بصارت سے تاریکی میں میز پر پڑی ہوئی گولیوں کو دیکھا۔ انہیں اٹھایا اور ان کی جگہ دوسری گولیاں رکھ کر خیال خوانی کے ذریعے لکی سیون سے کہا۔ "لائٹ آن کردو۔"

روشنی ہوگئی۔ تاریکی صرف چند سیکنڈ کے لیے تھی۔ زیادہ دیر تاریکی رہتی تو وہ باپ بیٹی اپنے بچاؤ کے لیے فوراً ہی ڈبیا سے دوسری گولیاں نکال کر نگل لیتے۔

پارس یہ نہیں چاہتا تھا۔ ان کے پاس جو پچاس پچاس گولیاں تھیں' وہ ان باپ بیٹی کو سایہ نہیں بناسکتی تھیں۔

روشنی ہوتے ہی انہوں نے میز پر دو گولیوں کو دیکھا' پھر ایک ایک اٹھا کر اسے منہ میں رکھ کر حلق سے نیچے اتارلیا۔ پلک جھپکتے ہی وہ دونوں سایہ بن گئے۔ بدی بدی نے خوشی سے چیخ کر کہا "ڈیڈی! تم نظر نہیں آرہے ہو' کیا میں تمہیں دکھائی دے رہی ہوں؟"

"نو مائی چائلڈ! تم بھی نظر نہیں آرہی ہو۔ میں نے ان دو گولیوں کا کامیاب تجزیہ کیا ہے۔ اب ہم ناقابلِ شکست بن چکے ہیں۔"

وسیع و عریض لیبارٹری کے ایک گوشے میں کھڑی ہوئی لکی سیون نے پارس سے کہا "بے چارے۔ کتنے خوش ہورہے ہیں۔"

پارس نے کہا "دعا کرو' شیطان انہیں سدا خوش رکھے۔"

آگ زیادہ ہو اس آگ پر ایک دیگ چڑھی ہو۔ اس دیگ میں پانی کھول رہا ہو۔ دیگ کے اوپر برف کی سل رکھ کر کسی احمق کو بٹھادیا جائے تو وہ ٹھنڈک سے خوش ہوتا رہے گا۔

برف پگھلنے کے بعد کیا ہوگا؟ یہ تو بعد کی بات ہے۔

مگر نہیں، یہ بعد کی بات ہے۔ ویسے موٹی عقل سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک دیگ میں گرم کھولتا ہوا پانی ہو اور اوپر برف کی سل رکھی ہو تو برف پگھلتے ہی اس سل پر بیٹھا ہوا شخص گرم کھولتے ہوئے پانی میں جاگرے گا۔

ایسا ہی کچھ انجام سولارز اور بدی بدی کا ہونے والا تھا۔ وہ سایہ بننے کے بعد بہت خوش تھے۔ پلاسٹک کی دو ڈبیاؤں میں وہ گولیاں تھیں جو انہیں یقین دلا رہی تھیں کہ وہ دونوں آئندہ بھی اپنے ٹھوس جسموں کو سائے میں تبدیل کرتے رہیں گے۔

انہیں سب سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ ان کے پاس صرف گولیاں نہیں تھیں بلکہ ویسی گولیاں تیار کرنے کا فارمولا بھی تھا۔ اب وہ صرف اپنے زون پر ہی نہیں، دوسرے خلائی زون پر بھی اپنی حکومت قائم کرسکتے تھے۔

پھر یہ خوشی تھی کہ وہ اپنی طبعی عمر تک زندہ رہ سکتے تھے۔ انہیں کوئی دشمن مار نہیں سکتا تھا۔ ان سایوں پر سے بلڈوزر گزر جاتا، ان پر ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم برسائے جاتے تب بھی وہ زندگی سے بھرپور قہقہے لگاتے رہتے۔

بدی بدی نے کہا "بوب! میں اس وقت تک گولیاں استعمال کرتی رہوں گی جب تک زہریلی تمارا اور زہریلا پارس ٹھوس جسم میں نظر نہیں آئیں گے اور میں ایٹمی شعاعوں سے انہیں ہلاک نہیں کردوں گی۔ تب تک سایہ بن کر ان کے زہر سے محفوظ رہوں گی۔"

سولارز نے کہا "میں بھی سایہ بن کر رہوں گا۔ وہ دونوں ہمارے دشمن نکولائی اور مورائی کے پیچھے گئے ہیں۔ پتا نہیں کب واپس آئیں گے، آؤ ہم چلیں۔"

باپ بیٹی کے سائے ایک دیوار پر متحرک نظر آرہے تھے۔ سولارز نے ہاتھ بڑھا کر بند دروازے کو کھولا تو سوچ میں پڑ گیا۔ یہ بات سمجھ میں آئی کہ سایہ بن جانے والا اپنی مرضی سے دروازہ کھولنا چاہے تو اس کا ہاتھ ٹھوس ہوجاتا ہے۔ دروازہ کھولنے کے بعد پھر وہ ہاتھ ٹھوس نہیں رہا تھا۔ سایہ بن کر ناقابلِ گرفت ہوگیا تھا۔

اسے یاد آیا کہ ارضی دنیا میں جب اس کے دونوں روبوٹس بے جان ہوگئے تھے اور اس نے انہیں زندہ کرنے کے لیے ان کا والٹیج بڑھانا چاہا تھا تو پارس کے سائے نے اس کے منہ پر ٹھوکر ماری تھی۔ یعنی ٹھوکر مارتے وقت سائے کا پیر ٹھوس ہوگیا تھا۔ اس نے بدی بدی سے کہا "بیٹی! ہم یہ بھول گئے تھے کہ سایہ جب چاہے اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو ٹھوس بنا سکتا ہے۔ ایک سایہ دروازے کو پکڑ نہیں سکتا لیکن ابھی میں نے تمہارے سامنے دروازے کو پکڑ کر کھولا ہے۔"

"ہاں بوب! یہ میں بھی بھول گئی تھی کہ ہم جب چاہیں عارضی طور پر ٹھوس بن سکتے ہیں۔ میں ابھی آپ کا بازو پکڑنا چاہتی ہوں۔ آپ دایاں ہاتھ ٹھوس بنالیں۔"

دونوں نے اپنی اپنی مرضی سے ایک ایک ہاتھ کو ٹھوس بنا کر ایک دوسرے کے ہاتھ کو تھام لیا۔ ایسا چند سیکنڈ کے لیے ہوا۔ دونوں کے ٹھوس ہاتھ خودبخود ناقابلِ گرفت سائے بن گئے۔

بدی نے پریشان ہوکر کہا "بوب! سایہ بننے کے باوجود وہ زہریلے ہمارے لیے خطرناک ہیں۔ چند سیکنڈ کے لیے ٹھوس بن کر اپنا زہر ہمارے اندر پہنچا سکتے ہیں۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ ویسے ہم ان سے دشمنی ظاہر کرنے سے پہلے اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ لہٰذا جب تک انہیں ہلاک نہ کردیں، دوست بن کر رہیں گے۔"

لکی سیون اور پارس ان کی باتیں سن کر اس عمارت سے باہر آگئے۔ پارس نے کہا "وہ دونوں چوبیس گھنٹے تک سائے بن کر رہیں گے۔ اس کے بعد یہ بھید کھل جائے گا کہ انہوں نے کمپیوٹر کے ذریعے جو فارمولا حاصل کیا تھا اس میں ہم نے گڑبڑ کردی تھی۔ اب ان کے پاس جو گولیاں ہیں، وہ انہیں سایہ نہیں بنا سکیں گی۔"

لکی سیون نے کہا "سولارز سایہ بن کر فرعون بن جانا چاہتا ہے۔ خلا میں ہزاروں میل کے آس پاس جتنے زون ہیں سب پر اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے لیکن ابھی ہمارے خوف سے ایسا نہیں کرے گا۔"

"اگر اسے یقین ہوجائے کہ ہم مرچکے ہیں تو پھر وہ کھل کر اپنے فرعون کا کھیل کھیلے گا اور اسے چند گھنٹوں تک ایسا کھیل کھیلنا چاہیے تاکہ عوام اس کی اصلیت سے واقف ہو جائیں۔ آؤ اس کے جان نثاروں اور ان کی عورتوں میں سے کسی کو پارس اور تمارا بناکر پیش کریں۔"

وہ بولی "یہاں کے لوگ زیادہ دیر تنویمی عمل کے زیرِ اثر نہیں رہتے ہیں۔ تم انہیں معمول اور تابعدار بنائے بغیر ہماری ڈی کیسے بناؤ گے؟"

"کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا کر انہیں کمزور بنائیں گے۔ تنویمی عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ کمزوری کے باعث چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہیں گے لیکن ہمارے سائے ان کے اندر رہ کر انہیں اپنی مرضی سے چلنے پھرنے اور بولنے کے قابل بناکر سولارز کے سامنے لے جائیں گے۔ وہ انہیں گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہونے والے پارس اور تمارا سمجھے گا اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر انہیں ہلاک کردینا چاہے گا۔"

وہ دونوں اپنی اپنی ڈی بنانے کے لیے شکار کی تلاش میں چلے گئے۔

سولارز نے لیبارٹری سے باہر آکر اپنے ان گارڈز کو دیکھا جو ایٹمی لباس پہنے ہوئے تھے پھر اس نے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں ہوں تمہارا سولارز اعظم۔ کیا نظر آرہا ہوں؟"

اس کے خاص گارڈز حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ بدی بدی نے کہا "میں بھی تمہارے قریب ہوں۔ میرے بوب نے یہاں کئی گھنٹے گزارے ہیں اور سایہ بن جانے کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ اب ہم ایک خاص مدت تک کسی کو نظر نہیں آئیں گے۔"

سولارز نے کہا "میں عمارت سے باہر جاکر اپنی بیٹی کے ساتھ فلائنگ کار میں بیٹھنے والا ہوں۔ تم چاروں گارڈز چلتے رہوگے۔ کار کے پاس پہنچنے تک ہم بھی تمہارے ساتھ ہی چلیں گے۔"

ایک گارڈ نے کہا "ہم سولارز اعظم کے تابعدار ہیں۔ ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ ہم اپنے سولارز کو کیسے پہچانیں گے۔ کیا ارضی دنیا سے آنے والے وہ زہریلے سائے خود کو سولارز کہہ کر دھوکا نہیں دے سکتے؟"

"شاباش۔ تم نے یہ سوال کرکے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ زہریلے سائے ہمارے دوست ہیں۔ تمہیں دھوکا نہیں دیں گے۔ دوسری بات یہ کہ اگر انہیں دشمن فرض کرلو تو تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکوگے۔ تمہیں ہر حال میں ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہوگی۔ آؤ چلو، ہم اپنے محل میں جارہے ہیں۔"

وہ سب عمارت سے باہر فلائنگ کاروں کے پاس آئے۔ پورے زون میں یہ اعلان اب تک ہورہا تھا کہ پہلے دو حکمران ساسا نکولائی اور ساسا مورائی وہاں سے فرار ہوگئے ہیں۔ تمارا اپنے لائف پارٹنر پارس کے ساتھ ان فرار ہونے والوں کے تعاقب میں گئی ہے۔

وہ باپ بیٹی محل میں پہنچے۔ چاروں گارڈز نے محل میں ڈیوٹی دینے والے افسران اور ملازموں کو بتایا کہ سولارز اور بدی بدی سایہ بن گئے ہیں اور ابھی ان کے آس پاس محل میں موجود ہیں۔

سولارز نے کہا "ہمارے یہ گارڈز درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں رپورٹ دی جائے کہ ہماری آمد پر زون کے عوام کے تیور کیا ہیں؟"

ایک افسر نے کہا "یہاں کے لوگ نکولائی اور مورائی کے چلے جانے سے خوش ہیں لیکن یہ افواہیں گشت کررہی ہیں کہ عوام آپ کی موجودگی سے خوش نہیں ہیں لیکن آپ کے خوف سے خوشی ظاہر کررہے ہیں۔"

سولارز نے کہا "حاکم کا خوف نہ رہے تو عوام بے لگام ہوجاتے ہیں۔ انہیں خوف زدہ رہنا چاہیے۔"

بدی بدی نے کہا "بوب! میں تھک گئی ہوں۔ آرام کرنے جارہی ہوں۔"

"بیٹی! جب تک تمارا اور پارس نہ آجائیں، تب تک تم میری خواب گاہ میں آرام کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔"

اس نے محل کے افسران اور دوسرے جان نثاروں کو حکم دیا کہ جیسے ہی تمارا اور پارس کی آمد کی خبر ملے، اسے فوراً اطلاع دی جائے۔ وہ حکم دے کر بیٹی کے ساتھ اپنی خواب گاہ میں آگیا۔ وہ تھکی ہوئی تھی، بستر پر لیٹتے ہی سوگئی۔ سولارز بھی ایک آرام دہ راکنگ چیئر پر بیٹھ کر موجودہ حالات پر سوچتے سوچتے اونگھنے لگا۔ وہ بھی تھکا ہوا تھا۔ اسے چیئر پر نیند آگئی۔

وہ ایسی گہری نیند میں تھے کہ انہیں جگایا نہ جاتا تو گھنٹوں سوتے ہی رہتے۔ کال بیل کی آواز نے باپ بیٹی کو چونکا دیا۔ انہوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ بدی بدی نے پوچھا "بوب! کیا آپ موجود ہیں؟"

"ہاں موجود ہوں۔ ذرا دیکھ لوں کہ کون آیا ہے؟"

اس نے دروازے کے پاس آکر پوچھا "کون ہے؟"

ایک گارڈ کی آواز آئی "سولارز اعظم! تمارا اور پارس بہت بری حالت میں آئے ہیں۔"

"وہ دونوں سائے ہیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ بری حالت میں ہیں۔"

"سولارز! اب وہ دونوں سائے نہیں رہے ہیں۔ ہم سب کو صاف طور پر نظر آرہے ہیں۔"

"کیا؟" بدی بدی خوشی سے چیخ کر بستر سے اٹھی۔ دروازے پر باپ کا سایہ نظر آرہا تھا۔ وہ قریب آکر بولی "بوب! گولڈن چانس ہے۔"

وہ دروازہ کھول کر بولا "میں سمجھ رہا ہوں میری بیٹی! آؤ یہ قصہ ہی تمام کردیا جائے۔"

وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے محل کے بڑے ہال میں آئے۔ وہاں کئی جان نثار اِدھر اُدھر کھڑے ہوئے تھے۔ لکی سیون اور پارس فرش پر بیٹھے ہوئے گہری گہری سانسیں لے رہے تھے۔ سولارز نے کہا "پارس! میں سولارز تم سے مخاطب ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو اور میں دکھائی نہیں دوں گا لیکن تم دونوں کو کیا ہوا ہے اور تم سایہ کیوں نہیں بن رہے ہو؟"

ڈی پارس کے اندر پارس کا سایہ تھا، اس نے کہا "ہم نکولائی اور مورائی کا تعاقب کررہے تھے۔ ان کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے۔ وہ ہماری موجودگی سے بے خبر تھے لیکن ہماری بدقسمتی کہ اسی وقت گولیوں کا اثر زائل ہوگیا اور ہم گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوگئے۔"

ڈی لکی سیون کے اندر لکی سیون کا سایہ تھا، وہ بولی "اس سے پہلے کہ ہم دوسری گولیاں اپنی جیب سے نکالتے ان کے روبوٹس نے ہمیں جکڑ لیا۔ میں نے اور پارس نے ان کے بازوؤں کو دانتوں سے کاٹا لیکن وہ فولاد کے تھے۔ ان پر ہمارے زہر کا اثر نہیں ہوا۔"

پارس نے گہری سانس لے کر کہا "پتا نہیں انہوں نے ہمارے بازوؤں میں کون سا انجکشن لگایا ہے کہ ہم ایسی کمزوری محسوس کررہے ہیں جیسے ہماری جان نکل رہی ہو۔ انہوں نے ہماری جیب سے گولیوں کی دونوں ڈبیا نکال لیں پھر کہا کہ وہ ہمیں واپس زون میں جانے کے لیے زندہ چھوڑ رہے ہیں تاکہ ہم تم تک ان کا پیغام پہنچا سکیں۔ وہ... وہ سایہ بنانے والی گولیوں کا طبی تجزیہ کرکے ویسی ہی

ہزاروں گولیاں تیار کریں گے پھر سائے بن کر یہاں حملہ کرنے آئیں گے۔"

سولارز نے غصے سے کہا "ذلیل! کتو! تم دونوں نے وہ گولیاں انہیں دے کر ہمارے دشمنوں کو بہت طاقت ور بنا دیا ہے۔"

پارس نے کہا "تم ہمارے دوست ہو۔ غصہ نہ کرو۔ ہمارا علاج کرو۔ ہم اپنے زہر سے دونوں ساسا کو مار ڈالیں گے۔"

بدی بدی نے کہا "خوب! یہ صحت مند ہو کر ہمیں بھی زہر سے مار ڈالیں گے۔ انہیں فوراً ختم کرو۔"

ان باپ بیٹی نے صرف ایک بار ارضی دنیا میں پارس کو تمارا کے ساتھ دیکھا تھا۔ مزید تصدیق کرنے کے لیے زہر کے خوف سے ان کے قریب نہیں گئے۔ پارس نے یوں بھی بڑی مہارت سے اپنی اور تمارا کی ڈمی تیار کی تھی اور ایسا ڈراما پلے کیا تھا کہ دونوں باپ بیٹی دھوکا کھا گئے۔ دونوں نے ایٹمی لباس پہن رکھا تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے لباس کے ایک بٹن کو دو انگلیوں سے تھاما۔ وہ سائے تھے۔ لباس بھی سائے کے ساتھ نادیدہ ہو گئے تھے لیکن بٹنوں سے نکلنے والی ایٹمی شعاعیں سب کو نظر آئیں۔ اس کے ساتھ ہی ڈمی تمارا اور پارس کی ادھوری چیخیں سنائی دیں۔ ان چیخوں کے مکمل ہونے سے پہلے ہی دونوں ڈمیوں کے چیتھڑے اڑ گئے۔

بدی بدی کے نقطۂ نظر سے بہت بڑی فتح حاصل ہوئی تھی۔ ہمیشہ کے لیے ان زہریلوں کا خوف دل سے نکل گیا تھا لیکن سولارز نے غصے سے پاؤں پٹخ کر کہا "یہ کیا ہو گیا؟ وہ گولیاں دونوں ساسا کو مل گئی ہیں۔ وہ بھی ہماری طرح سیکڑوں ہزاروں گولیاں تیار کر سکتے ہیں۔ ان کمبخت زہریلوں کو مار تو ڈالا ہے مگر میرا سکون غارت ہو چکا ہے۔"

اس نے اپنے پچیس جان نثاروں کو بلا کر کہا "دونوں ساسا کی طرف سے حملے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ لہٰذا ہر لمحے چوکس رہا جائے۔ اگر وہ سایہ بن کر آئیں گے تو ہم بھی تم سب کو سایہ بنانے والی ایک ایک گولی دیں گے۔ تمہارے سایہ بننے کے بعد ان کے حملے ناکام ہوتے رہیں گے۔"

پھر اس نے کچھ سوچ کر کہا "میں تو یہ بھول ہی گیا تھا کہ وہ اپنے روبوٹس کو سایہ نہیں بنا سکیں گے کیونکہ وہ نہ کچھ کھاتے ہیں اور نہ کوئی چیز ان کے فولادی جسمانی نظام کو متاثر کرتی ہے۔"

ایک جان نثار نے کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف وہ دونوں ساسا ان گولیوں کے ذریعے سایہ بن کر آئیں گے۔ ان دونوں کے ساتھ گوشت پوست کے جسموں والا کوئی دوسرا جان نثار نہیں ہے۔"

سولارز نے کہا "بے شک۔ تم سب سایہ بن کر دونوں ساسا سے بھی نمٹو گے اور ان کے تمام روبوٹس کے ریگولیٹرز کو صفر وولٹیج پر لے آؤ گے تو وہ سب ناکارہ ہو جائیں گے۔"

سولارز کو اب ذرا اطمینان ہو رہا تھا۔ حالات بتا رہے تھے کہ صرف ساسا نکولائی اور ساسا مورائی... سایہ بن کر آئیں گے انہیں ہلاک کرنا یا پھر انہیں زون سے فرار ہونے پر مجبور کرنا زیادہ مشکل نہیں ہو گا۔

کلی سیون اور پارس ان باپ بیٹی کے اندر تھے۔ ان خوشیوں اور اندیشوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ انہیں خوشی تھی کہ انہوں نے زہریلوں سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کی تھی۔ اپنی دانست میں تمارا اور پارس کو موت کے گھاٹ اتار تھا۔ اب صرف دو دشمن ساسا کے سائے مصیبت بن رہے لیکن یہ اطمینان تھا کہ وہ زہریلے نہیں ہیں۔ ان سے نمٹ جائے گا۔

مختصر یہ کہ اس زون میں باپ بیٹی کو من مانی حکومت کرنے سے روکنے والے زہریلے نہیں رہے تھے۔ ہاں زون نہیں رہے تھے، ان کے اندر تھے۔ اس طرح مر چکے تھے کہ ان باپ بیٹی کے جسموں کی قبر میں دفن ہو کر آرام فرما رہے تھے۔

○☆○

خلائی پلیٹ فارم پر پی پی سیون، دیوی کی ہدایت کے مطابق کام کر رہا تھا۔ اس نے سب سے پہلے تنہائی میں انچارج اسٹیشن ماسٹر سے ملاقات کی پھر اس سے کہا "یہ وقت کا تقاضا ہے کہ سب کو متحد رہ کر سولارز سے جنگ کرنا ہے لیکن تمہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ سولارز یہاں سے عوامی حکومت کا خواب دکھا تھا لیکن زون میں پہنچ کر اس نے تم سب کے اعتماد کو دھوکا دیا۔ یہ روشنا، سولارز کی بیٹی کی بڑی گہری اور رازدار سہیلی ہے۔ یہ ارضی دنیا کے عاشق پاشا کے ساتھ یہاں سے جائے گی اور بدی بدی اور سولارز کی حمایت کرنے لگے گی۔"

انچارج اسٹیشن ماسٹر نے کہا "تمہاری بات دل کو لگ ہے۔ ہم پہلے ایک بار دھوکا کھا چکے ہیں۔ آئندہ محتاط رہیں گے۔ روشنا زون میں پہنچ کر پٹڑی بدلے گی تو ہم اسے اس کے عاشق کے ساتھ ہلاک کر دیں گے۔"

"اس کے لیے لازمی ہے کہ ایٹمی لباس پہننے والے جتنے ساتھی یہاں سے جائیں گے انہیں ہم اپنی یہ بات اچھی طرح سمجھا دیں کہ جو پی پی فائیو کے بھیس میں دھوکا دے کر روشنا کے ساتھ آیا ہے، اس پر بالکل بھروسا نہیں کیا جائے۔"

انچارج اسٹیشن ماسٹر نے دوسرے اہم شعبوں کے افسران کو تمام باتیں سمجھائیں اور کہا "روشنا اور پاشا درپردہ کوئی سازش کر سکتے ہیں۔ ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔ ہمیں پی پی سیون پر بھروسا کرنا چاہیے جو اصلی روبوٹ ہے اور ہم سب کے کنٹرول میں رہے گا کیونکہ ہم تمام خاص افسروں کے پاس ریموٹ کنٹرول ہے لیکن اس ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے ہم پاشا کو اپنے کنٹرول میں نہیں رکھ سکیں گے۔"

ایسی باتوں سے وہاں کے چھوٹے بڑے افسران قائل ہو گئے تھے۔ پاشا دیوی سے کمتر بن کر نہیں رہ سکتا تھا اس لیے روشنا بھی وہاں کے اہم افراد کو اپنے اعتماد میں لینے کے لیے بڑے پیار سے، بڑی اداؤں سے یوں دل لبھا رہی تھی جیسے ان پر مرمٹی ہو۔ خلائی اسٹیشن میں جو لوگ ڈیوٹی انجام دیتے تھے، ان کی بیویاں اور بچے زون میں رہا کرتے تھے۔ وہاں کے ساسا بڑی طویل مدت کے بعد انہیں زون میں اپنی بیویوں کے پاس جانے دیتے تھے۔ اس کے علاوہ ایسے افراد خلائی پلیٹ فارم میں زیادہ رکھے جاتے تھے جن کی بیویاں یا فیملی ممبرز نہیں ہوتے تھے۔ دونوں صورتوں میں ایسے تمام افراد عورت کی محبت اور اپنائیت سے محروم رہتے تھے۔

ایسے میں انہیں روشنا ملی تو گویا صحرا میں پیاسوں کو ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ مل گیا۔ اس نے اٹھارہ ایسے بڑے افسران کو خوش کر دیا جو ایٹمی لباس پہن کر زون میں جانے والے تھے۔ وہ تنہائیوں میں ان سے ملتی رہی۔ ان اٹھارہ میں سے ہر افسر یہی سمجھتا رہا کہ وہ حسینہ صرف اس کے لیے ریزرو ہو چکی ہے۔

دوسری طرف پاشا اپنی غیر معمولی سماعت سے کام لے رہا تھا۔ وہ خلائی زبان بول نہیں سکتا تھا لیکن سن کر کسی حد تک سمجھ لیتا تھا۔ پی پی سیون جس کے پاس جا کر اس کے اور روشنا کے خلاف زہر اگلتا تھا وہ دور ایک جگہ بیٹھا اس کی باتیں سن لیتا تھا پھر روشنا کو بتاتا تھا۔

روشنا ایسے کسی فرد کو تنہائی میں اُلّو بناتی تھی۔ اس سے انگریزی زبان میں باتیں کرتی تھی۔ وہ بھی اپنے دماغی ٹرانس لیٹر کے ذریعے انگریزی بولتا تھا۔ پاشا آسانی سے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے روشنا کی باتوں اور جذبوں سے اور زیادہ متاثر کرتا تھا۔

پاشا کی غیر معمولی سماعت اور بصارت کے بارے میں دیوی بہت کچھ جانتی تھی لیکن یہ سوچ کر مطمئن تھی کہ وہ خلائی زبان نہیں جانتا ہے۔ وہ دور کہیں بیٹھ کر خلائی زبان بولنے والوں کی صرف آوازیں سن سکے گا لیکن ان کی باتیں سمجھ نہیں پائے گا اور نہ ہی ان کی زبان کی سوچ کی لہروں کو اپنا کر ان کے دماغوں میں پہنچ سکے گا۔

دیوی نے بڑی حد تک خلائی زبان سیکھ لی تھی اور اٹک اٹک کر بولنے بھی لگی تھی لیکن اس طرح وہ روشنا کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ روشنا جب کسی اہم افسر کو تنہائی میں پھانستی تھی تو پاشا کی سہولت کے لیے ہر اہم افسر کو انگریزی بولنے پر مائل کرتی تھی۔

دونوں طرف سے اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے جو چالیں چلی جا رہی تھیں ان میں روشنا اور پاشا کو زیادہ کامیابی ہو رہی تھی۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ ڈی شی تارا بہت حسین اور پُرکشش تھی۔ خلائی پلیٹ فارم کے کئی اہم افسران نے اس سے تنہائی میں دوستی کی خواہش کی لیکن وہ دامن بچا کر نکل گئی۔ دراصل دیوی نے اپنی ڈی شی تارا کو پارس کے لیے ریزرو رکھا تھا۔ پارس خلا میں اسے دیوی ضرور تسلیم کر لیتا اور جس دیوی کو اب تک کسی نے ہاتھ نہیں لگایا ہے اس کی طرف مائل ضرور ہوتا۔

ڈی شی تارا کی پارسائی کے سبب کئی اہم افسران اس سے بدظن ہو کر سوچنے لگے کہ یہ ارضی دنیا کی حسینہ مغرور ہے۔ خلائی مخلوق کو کمتر سمجھتی ہے لہٰذا زون میں پہنچ کر اسے برتر ہونے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

زون کی طرف جانے سے پہلے خلائی پلیٹ فارم پر زبردست تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ہر چار چھ گھنٹے کے بعد تمام اہم افسران کا اجلاس ہوتا تھا اور پچھلے اجلاس کے حوالے سے پلاننگ کی جاتی تھی تاکہ سولارز سے جنگ شروع ہو تو پلیٹ فارم سے جانے والوں میں کوئی کمی یا خامی نہ رہے۔

کئی اجلاس کے بعد تیس جان نثاروں کو پہننے کے لیے ایٹمی لباس دیے گئے۔ ڈی شی تارا اور روشنا کو بھی ایٹمی لباس دیے گئے۔ دیوی اس بات سے غافل تھی کہ روشنا اور پاشا نے اس وقت تک بیس ایٹمی لباس پہننے والوں کو اپنی طرف مائل کر لیا ہے۔ تعداد کے حساب سے وہ روشنا اور پاشا سے کمزور ہے۔

پھر سب کی متفقہ رائے سے انچارج اسٹیشن ماسٹر نے تنہا آڈیٹوریم میں آ کر سولارز سے رابطہ کیا۔ سامنے بڑی اسکرین پر سولارز کے محل کا بڑا ہال دکھائی دیا۔ وہاں دو خالی کرسیاں تھیں۔ ان دو کرسیوں کے دائیں بائیں اور پیچھے سولارز کے ایٹمی لباس پہنے ہوئے جان نثار ادب سے کھڑے ہوئے تھے۔ محل کے ناظم اعلیٰ نے انچارج اسٹیشن ماسٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "تمہیں اپنے آڈیٹوریم کی اسکرین پر یہ دو کرسیاں خالی نظر آ رہی ہوں گی لیکن یہ خالی نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک پر سولارز اعظم تشریف رکھتے ہیں اور دوسری کرسی پر ان کی صاحب زادی ہے۔"

وہ ریوالونگ کرسیاں آپ ہی آپ دائیں بائیں ہلنے لگیں۔ دونوں باپ بیٹی کے قہقہے سنائی دے رہے تھے پھر سولارز نے کہا "تم نے خلائی پلیٹ فارم میں تمارا اور پارس کے دو سائے دیکھے تھے۔ اسی طرح ہم باپ بیٹی سایہ بن چکے ہیں۔ ہمارے پاس ایسی بے شمار گولیاں ہیں جو ہمیں ہمیشہ سایہ بنا کر رکھیں گی۔ اس کائنات کا کوئی دشمن ہمیں کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

خلائی پلیٹ فارم والے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ سولارز جیسے خطرناک دشمن کو سایہ بننے کے لیے غیر معمولی گولیوں کی ایک اور طاقت مل جائے گی۔ انچارج اسٹیشن ماسٹر کا دل ڈوبنے لگا۔ اس نے پوچھا "وہ سایہ بن کر رہنے والے تمارا اور پارس کہاں ہیں؟"

وہ پھر قہقہہ لگا کر بولا "ان دونوں کی موت انہیں زمین سے کھینچ کر خلائی زون پر لے آئی تھی۔ ان دونوں کے ٹھوس وجود کے چیتھڑے اڑ چکے ہیں۔"

یہ اور زیادہ خوف زدہ کرنے والی بات تھی کہ سولارز نے دو

ناقابلِ گرفت سایوں کو دوست بنا کر ہلاک کردیا ہے۔ سولارز نے کہا۔ "تم اسکرین پر میری خالی کرسی کو دیکھ رہے ہو۔ میں نظر نہیں آرہا ہوں لیکن تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تم پریشان نظر آرہے ہو۔ تمہیں میری کامیابیوں پر خوشی نہیں ہورہی ہے؟"

وہ جلدی سے بولا "خوشی ہورہی ہے لیکن..."

وہ بات ادھوری چھوڑ کر سوچنے لگا کہ آگے کیا کہنا چاہیے۔ سولارز نے گرج کر کہا "نیوتان سنس۔ تم کوئی بات چھپا رہے ہو۔ یاد رکھو میرے جان نثار خلائی اسٹیشن کی طرف آئیں گے اور پلیٹ فارم کے نیچے سے میں نے جتنے آکسیجن بم ہٹادیے تھے انہیں پھر نصب کردیں گے۔ تم سب وہاں حرام موت مروگے۔"

وہ سہم کر بولا "سولارز اعظم! میں کوئی بات نہیں چھپا رہا ہوں۔ دراصل ہم سب یہاں ایک مشکل میں گرفتار ہیں۔ ارضی دنیا سے آپ کی صاحب زادی کی سہیلی روشنا پی پی فائیو کے ساتھ آئی ہے اور پی پی سیون شی تارا نام کی ایک حسینہ کے ساتھ آیا ہے۔"

دوسری خالی کرسی سے بدی بدی کی آواز آئی "پی پی سیون ارضی دنیا میں گم ہوچکا تھا۔ اگر تم سچ بول رہے ہو تو ان چاروں کو آڈیٹوریم میں لاؤ۔ ہم یہاں سے انہیں دیکھیں گے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر، میں ابھی انہیں لے کر آتا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے چلتا ہوا آڈیٹوریم سے باہر آگیا۔ باہر پی پی سیون، ڈی شی تارا، روشنا، پاشا اور تمیں ایٹمی لباس پہنے ہوئے جان نثار کھڑے ہوئے تھے۔ انچارج نے انہیں سولارز کی باتیں سنائیں اور یہ بتایا کہ اس نے تمارا اور پارس کو ہلاک کردیا ہے اور آئندہ اپنی بیٹی کے ساتھ ہمیشہ سایہ بن کر رہے گا۔

یہ سن کر دیوی نے اپنی ڈمی کے ذریعے قہقہہ لگایا پھر کہا۔ "سولارز اور پارس کو ہلاک کرے گا؟ یہ ناممکن ہے۔"

انچارج نے پوچھا "تم اسے ناممکن کیسے کہتی ہو جبکہ وہ دونوں باپ بیٹی سایہ بنے ہوئے ہیں۔"

ڈمی شی تارا نے کہا۔ "وہ دونوں فراڈ کررہے ہیں۔ ایسا فراڈ میں بھی کرسکتی ہوں۔ کسی دوسری جگہ چھپ کر وہاں مائیکروفون سے کہوں گی کہ میں سایہ بن گئی ہوں تو انہیں یقین کرنا ہوگا۔ وہ جانتے ہیں کہ ارضی دنیا والوں کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ایسی گولیاں صرف فرہاد کے گروہ کے ممبروں کے پاس ہیں۔"

پاشا نے کہا "میں بھی یہ یقین نہیں کرسکتا کہ سولارز نے پارس کو ہلاک کردیا ہے کیونکہ شیطان کو قیامت تک کوئی ہلاک نہیں کرسکتا۔"

روشنا نے کہا "پارس زندہ ہو یا مردہ، ہمارے لیے تشویش کی بات یہ ہے کہ وہ باپ بیٹی سایہ بن سکتے ہیں۔"

انچارج نے کہا "پارس نے اس پلیٹ فارم سے جانے سے پہلے سولارز اور اس کی بیٹی کو سایہ بنانے والی ایک ایک گولی دی تھی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان گولیوں کے ذریعے وہ دونوں سایہ بنے ہوئے ہیں۔"

ڈمی شی تارا نے کہا "تم نے یہ بات پہلے نہیں بتائی کہ پارس نے انہیں گولیاں دی تھیں۔ اب تو میں پورے یقین سے کہتی ہوں کہ پارس ہماری سمجھ میں نہ آنے والی چال چل رہا ہے۔"

انچارج نے کہا "آڈیٹوریم کی اسکرین پر سولارز تم سب کا انتظار کررہا ہے۔ ہمیں فوراً کسی نتیجے پر پہنچنا چاہیے۔"

ایک افسر نے کہا "شی تارا کی یہ چال درست ہوگی کہ یہ دوسری جگہ سے مائیکروفون کے ذریعے گفتگو کرے اور یہ تاثر دے کہ ارضی دنیا سے آنے والے بھی سایہ بن سکتے ہیں۔ اس طرح سولارز ذرا دباؤ میں رہے گا۔"

وہ سب اس بات سے متفق ہوگئے۔ ڈمی شی تارا دو افسران کے ساتھ دوسری جگہ چلی گئی۔ روشنا، پاشا اور پی پی سیون انچارج کے ساتھ آڈیٹوریم کے اندر آگئے۔ اسکرین کی ایک خالی کرسی سے سولارز کی گرج دار آواز سنائی دی۔ وہ گالیاں دے کر بول رہا تھا۔ "کیا میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں؟ یہاں بیٹھا کتنی دیر سے انتظار کررہا ہوں، کہاں مرگئے تھے؟"

پاشا نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "تم گرج کر نہیں، دھیمی آواز میں بولوگے تب بھی ہمیں سنائی دے گا۔"

دوسری خالی کرسی سے بدی بدی نے پاشا سے کہا "پی پی فائیو! کیا تم بھول گئے ہو کہ سولارز اعظم کے سامنے ان کے تمام جان نثار اور تمام روبوٹس کھڑے رہتے ہیں؟"

پی پی سیون نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "پی پی فائیو کی طرح میں بھی بیٹھ رہا ہوں کیونکہ ہمیں سولارز کے سامنے کھڑے رہنا چاہیے لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آرہا ہے۔"

"کیا تمہیں انچارج نے نہیں بتایا ہے کہ ہم سایہ بن کر رہنے لگے ہیں؟"

"سایہ بن کر رہنا کون سا کمال ہے۔ میرے ساتھ جو شی تارا ہے وہ بھی سایہ بن کر ابھی یہاں موجود ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ایسی گولیاں صرف ہمارے پاس ہیں۔"

سولارز اور بدی بدی کو آواز سنائی دی۔ "میں شی تارا بول رہی ہوں۔ ان لمحات میں پی پی سیون کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوں۔ تم باپ بیٹی یہ بھول رہے ہو کہ ارضی دنیا والوں کے پاس سایہ بنانے والی گولیوں کی کمی نہیں ہے۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ وہ باپ بیٹی پہلے ہی فکرمند تھے کہ دونوں ساسا کسی وقت حملہ کرنے کے لیے سایہ بن کر آمیں گے۔ اب یہ دوسری فکر شروع ہوگئی کہ ارضی دنیا سے بھی سایہ بننے والی ایک شی تارا خلائی پلیٹ فارم تک پہنچ گئی ہے۔

سولارز نے کہا "مجھے شبہ ہے کہ تمہارے درمیان کوئی سایہ بننے والی نہیں ہے۔ پی پی سیون کے ساتھ جو شی تارا آئی ہے وہ کہیں چھپ گئی ہے اور وہاں سے اپنی آواز سنا رہی ہے۔"

پاشا نے کہا "ہمیں بھی شبہ ہے کہ تم باپ بیٹی کہیں چھپ کر وہاں سے بول رہے ہو اور سائے بن جانے والی جھوٹ بات کررہے ہو۔ ان خالی کرسیوں کے کبھی کبھی ہلنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان پر سائے بیٹھے ہوئے ہیں۔"

سولارز نے کہا "ہماری کرسی کے سامنے میز پر پھل رکھے ہوئے ہیں۔ انہیں توجہ سے دیکھو۔"

سب نے دیکھا۔ ان پھلوں میں سے ایک پھل خود بخود اٹھ کر خالی کرسی کے پاس گیا۔ اس پھل کی واپسی پر وہ تھوڑا سے یوں کٹا ہوا تھا جیسے کسی نے دانتوں سے کاٹ کر واپس اس پھل کو رکھ دیا ہو۔

بدی بدی کی آواز آئی "ہم نے ثبوت پیش کیا ہے۔ اب وہ سایہ بننے والی شی تارا اپنی موجودگی کا ثبوت پیش کرے۔"

شی تارا نے کہا "ثبوت ضرور پیش کروں گی لیکن پہلے یہ بتاؤ۔ سولارز یہاں سے عوامی حکومت قائم کرنے کا وعدہ کرکے گیا تھا لیکن وہاں فرعون بن کر حکومت کرنے لگا ہے۔ اس نے عوام کے اعتماد کو دھوکا کیوں دیا ہے؟"

سولارز نے کہا "میں یہاں کا حکمران ہوں اور حکمران کسی کے سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوتا بلکہ اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات سنتا ہے تو اس بات کرنے والے کو زندہ دفن کردیتا ہے۔ اگر تو اس زون میں رہ کر یہ سوال کرتی تو تیرا انجام بھی بڑا عبرت ناک ہوتا۔"

پھر اس نے انچارج کو مخاطب کرکے کہا "پی پی فائیو اور سیون کو فی الحال ناکارہ بنادو۔ روشنا اور شی تارا کو گرفتار کرلو۔"

شی تارا کی آواز آئی "میں تو سایہ ہوں۔ مجھے کوئی گرفتار نہیں کرسکے گا۔ اب میں بھی تمہاری طرح سایہ بن کر رہنے کا ثبوت پیش کرتی ہوں۔ دیکھو، انچارج اسٹیشن ماسٹر کو توجہ سے دیکھو۔"

پھر اس نے انچارج سے کہا "تم اپنا منہ کھولو۔ مجھے ثبوت پیش کرنے دو۔"

انچارج کشمکش میں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شی تارا ثبوت پیش نہیں کرسکے گی لیکن یہ بھی خیال آیا کہ شاید وہ کوئی چال چل کر سولارز کو مطمئن کرے گی۔ اس نے منہ کھولا پھر محسوس کیا کہ اس کے منہ میں ریت کے برابر ایک ذرّہ آیا ہے۔ شی تارا کی سرگوشی سنائی دی۔ "اس ذرّے کو فوراً نگل جاؤ۔ یوں سمجھو کہ میں دشمن کو بے وقوف بنا رہی ہوں۔"

اس نے ذرّے کو نگل لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ روشنا اور پاشا نے حیرانی سے انچارج کی خالی کرسی کو دیکھا۔ ادھر باپ بیٹی حیرانی اور پریشانی سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے تھے۔ ثبوت مل گیا تھا۔ یقین ہوگیا تھا کہ سایہ بن جانے والی ایک ہستی ارضی دنیا سے آگئی ہے۔

شی تارا کی آواز سنائی دی "خلائی زون کا فرعون ایسے خاموش ہے جیسے مرچکا ہو۔ ویسے بہتری اسی میں ہے کہ میرے زون میں پہنچنے سے پہلے بیٹی کے ساتھ خودکشی کرلو۔"

سولارز نے کہا "تم مجھے خودکشی کا مشورہ دے رہی ہو۔ میں تمہیں دوستی کا مشورہ دیتا ہوں۔ ذرا غور کرو۔ ہم یہاں سائے بن جانے والے دو ہیں اور تم تنہا ہو۔ ہم سے مل جاؤگی تو ہماری اور تمہاری طاقت میں اضافہ ہوجائے گا۔"

"یہ بات دماغ سے نکال دو کہ میں یہاں تنہا ہوں۔ دیکھو اس آڈیٹوریم کا دروازہ کھل رہا ہے اور ایک فوج تمہارے سامنے آرہی ہے۔"

دروازہ کھل گیا۔ خلائی پلیٹ فارم کے تمیں جان نثار ایٹمی لباس پہنے ہوئے اندر آئے۔ شی تارا کی آواز آئی "انہیں گن لو۔ یہ تمیں عدد ہیں لیکن سایہ بنانے والی ہزاروں گولیاں میرے پاس ہیں۔ میں ان سب کو سایہ بنا کر زون میں آؤں گی۔ میرے آنے سے پہلے فیصلہ کرلو کہ خودکشی کروگے یا دونوں ساسا کی طرح بیٹی کے ساتھ وہاں سے فرار ہوجاؤگے؟"

انچارج اسٹیشن ماسٹر کا قہقہہ سنائی دیا پھر اس نے کہا "دیکھو سولارز! میں تمہارے سامنے بیٹھے بیٹھے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اسی طرح ہمارے یہ تمیں جان نثار نظروں سے اوجھل ہوکر تمہارے پاس پہنچیں گے۔ اس سے پہلے تم اپنی دی ہوئی دھمکی کے مطابق اس پلیٹ فارم کو آکسیجن بموں سے تباہ کرنا چاہوگے تو ہم تمام سایوں کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ شی تارا کے مشورے کے مطابق جلد ہی فیصلہ کرلو۔ خودکشی یا فرار؟ تیسرا راستہ ہے ہم سے جنگ جو تم نہیں کرسکوگے۔"

سولارز نے کہا "میں جھکنے والا ہوں اور نہ ٹوٹنے والا۔ شی تارا کو معلوم ہو کہ میرے پاس سایہ بنانے والی گولیوں کا فارمولا ہے۔ فی الوقت میرے پاس اٹھانوے (۹۸) گولیاں ہیں اور یہ اپنی فوج کو ابھی سایہ بنانے کے لیے کافی ہیں۔ میں ابھی لیبارٹری میں جا کر بے شمار ایسی گولیاں تیار کروں گا۔"

یہ کہتے ہی ادھر سے مشین کو آف کردیا گیا۔ اسکرین سادہ ہوگئی۔ روشنا اور پاشا دل برداشتہ ہورہے تھے۔ انہوں نے شی تارا کے پیش کردہ ثبوت کو دیکھا تھا۔ انچارج کو سایہ بنا کر اس نے یہ ثابت کردیا تھا کہ وہ روشنا اور پاشا سے برتر ہے۔

وہ سب آڈیٹوریم کے باہر آئے۔ ان سے پہلے ڈمی شی تارا دو افسران کے ساتھ تمام جان نثاروں کے پاس آگئی تھی اور حیرانی سے کہہ رہی تھی کہ انچارج سایہ بن گیا ہے۔

ان سب کو انچارج کی آواز سنائی دی "ہاں۔ میں سایہ بن گیا ہوں اور یہاں موجود ہوں لیکن شی تارا' تم نے ہی میرے منہ میں کوئی دوا رکھی تھی۔"

ڈی کے ساتھ جو افسران تھے' انہوں نے کہا "نہیں۔ یہ شی تارا تو ہمارے ساتھ تھی۔ ہم خود حیران ہیں۔ ہم نے سولارز کو سایہ بن جانے والی بات کے سلسلے میں دھوکا دینا چاہا لیکن وہ فریب اور جھوٹ' سچ بن گیا۔"

پاشا نے ڈی شی تارا کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا "دو افسران گواہی دے رہے ہیں کہ تم ان کے ساتھ تھیں پھر انچارج کے منہ میں کس نے دوا رکھی؟ کس نے اسے سایہ بنایا ہے؟"

دیوی نے روشنا کے اندر سما کر کہا "میں روشنا کی زبان سے انگریزی بول رہی ہوں کیونکہ تمہاری زبان روانی سے بول نہیں سکتی۔ میں نے سولارز پر تم لوگوں کی دہشت طاری کرنے کے لیے انچارج کو سایہ بنایا ہے۔ یہ چار گھنٹے بعد نظر آنے لگے گا۔"

پھر ڈی شی تارا نے دیوی کی مرضی سے سوال کیا "مگر تم کون ہو؟ میں تو سایہ بن جانے کا جھوٹا دعویٰ کر رہی تھی' تم نے اسے سچ کردیا ہے۔"

دیوی نے پھر روشنا کے ذریعے کہا "مجھے افسوس ہے' میں اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

پاشا نے کہا "ہم عقل سے سمجھ سکتے ہیں۔ سایہ بنانے والی گولیاں صرف بابا صاحب کے ادارے میں ہیں۔ تم اسی ادارے سے آئی ہو۔"

ڈی شی تارا نے کہا "میں بھی یہی جانتی ہوں کہ ایسی گولیاں صرف اسی ادارے میں ہیں اور میری عقل کہتی ہے کہ تم یہاں تنہا نہیں آئی ہو۔ تمہارے ساتھ اس ادارے کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہوں گے۔"

پاشا نے تائید میں کہا "میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ جس طرح لکی سیون اور پارس سایہ بن کر سولارز اور اس کی بیٹی کے ساتھ یہاں آئے تھے اسی طرح تم بھی پتا نہیں کتنے ساتھیوں کے ساتھ سایہ بن کر ہمارے ساتھ یہاں تک آئی ہو۔"

انچارج نے کہا "تم جو کوئی بھی ہو' ہماری محسنہ ہو۔ تم نے سولارز جیسے ظالم اور خطرناک حکمران کے سامنے ہمیں بہت زیادہ طاقتور ظاہر کیا ہے۔ اب وہ بھی سایہ بنانے والی ہزاروں گولیاں تیار کرے گا۔"

دیوی نے کہا "اگر سولارز کو سایہ بن جانے والی گولی پارس نے دی ہے اور گولیاں تیار کرنے کا فارمولا بھی پارس نے دیا ہے تو پھر سولارز سے زیادہ بے چارہ کوئی نہیں ہوگا۔ چند گھنٹوں میں پتا چل جائے گا کہ کیا ہونے والا ہے۔"

انچارج نے کہا "سولارز کا انجام عبرت ناک ہونا چاہیے۔ ہم اپنی محسنہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے تیس عدد جان نثاروں کو بھی سایہ بنادے۔ ہم ابھی یہاں سے سولارز کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوں گے۔"

"میں وہاں عوام کی حکومت قائم کرنے کے لیے ہر طرح تعاون کروں گی لیکن ابھی کسی کو سایہ بنانے والی گولی نہیں دوں گی۔ تم سب زون میں پہنچو گے اور تمہارے مقابلے میں دشمن سایہ بن کر آئیں گے تو میں ایک منٹ میں وہاں تم سب کو سائے میں تبدیل کردوں گی۔"

پاشا نے کہا "اگر تم ابھی سے وہ گولیاں ہمیں دے دو گی تو کیا فرق پڑے گا؟ سایہ بنتے ہی ہمارے حوصلے اور بلند ہو جائیں گے۔"

"میرے پاس بے شمار گولیاں ہیں۔ میں ان گولیوں کو زیادہ سے زیادہ بچا کر رکھنا چاہتی ہوں اسی لیے صرف ضرورت کے وقت تم لوگوں سے تعاون کروں گی۔"

پاشا یہ کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ ایسی غیر معمولی گولیاں دیوی کے ہاتھ لگ گئی ہوں گی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس پلیٹ فارم پر سایہ بن کر رہنے والی بابا صاحب کے ادارے سے آئی ہے۔ وہ صرف اس کی ہی نہیں شی تارا کی بھی دشمن ہوگی۔

اس نے روشنا کے دماغ میں آکر کہا "میں سایہ بن کر رہنے والی ہستی سے مخاطب ہوں' یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ پہلے والا پاشا مرچکا ہے۔ میں گمراہی سے زندگی گزار رہا ہوں۔ اگر یقین نہ ہو تب بھی میں ایک مسلمان ہوں اور وہ شی تارا خلائی زون میں رام راج قائم کرنے کے لیے آئی ہے۔ تم سب کو اس کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ کیا تم اور تمہارے سایہ بن کر رہنے والے ساتھی دیوی شی تارا کو خلائی زون میں جانے دیں گے؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دوبارہ اسے مخاطب کیا پھر خاموشی رہی۔ اس کے اندر جواب دینے کے لیے دیوی موجود نہ تھی' جاچکی تھی۔ اگر موجود ہوتی تو یہ نادانستگی میں پاشا کی حماقت ہوتی کہ وہ دیوی کا محاسبہ کرنے کے لیے دیوی سے ہی کہتا رہتا اور اس کی دشمنی سے اور زیادہ اس سے متنفر ہو جاتی۔

○☆○

سولارز تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا۔ وہ فرار ہونے والے لاما ساسا کے خلاف محاذ آرائی میں مصروف تھا۔ یہ فکر لاحق تھی کہ دونوں سایہ بن کر آئیں گے۔ ان حالات میں وہ بھول گیا تھا کہ زمین پر تین روبوٹ چھوڑ کر آیا ہے۔ ان کے ذریعے دوسرے ارضی دنیا والے سایہ بن کر آسکتے ہیں۔

جب اس نے آڈیٹوریم میں بیٹھے ہوئے انچارج کو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھا تو ہوش اڑ گئے۔ انچارج کو سایہ بنانے والی ہستی چیلنج کر رہی تھی کہ اس کے پاس ایسی ہزاروں گولیاں ہیں۔ وہ خلائی اسٹیشن سے ایٹمی لباس پہنے ہوئے جان نثاروں کو سایہ بنا کر مقابلے کے لیے زون میں بھیجے گی اور اس تیسرے سائنس دان کو بھی وہاں سے بھاگنے پر مجبور کرے گی۔

سولارز اگرچہ سایہ بن جانے والے خلائی اور ارضی دشمنوں میں گھرا ہوا تھا اس کے باوجود اطمینان تھا کہ وہ بھی ہزاروں غیر معمولی گولیاں تیار کرسکتا ہے۔ وقت کا تقاضا تھا کہ وہ جلد سے جلد ایسی گولیاں تیار کرے ورنہ شامت آجائے گی۔

وہ محل سے نکل کر لیبارٹری کی طرف جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ محل کے ناظم نے موبائل فون لاکر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کوئی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے مگر اپنا نام اور شناختی نمبر نہیں بتا رہا ہے۔"

سولارز نے کہا "تم جانتے ہو' میں ایسے لوگوں سے بات نہیں کرتا۔"

"میں نے اس اجنبی سے کہا تھا۔ اس نے جواباً کہا کہ مجھ سے بات نہ کرکے سولارز اعظم پچھتائیں گے۔ دشمنوں کی تعداد اور بڑھ جائے گی۔"

سولارز نے فون لے کر کان سے لگاتے ہوئے رعب اور دبدبے سے کہا "کون ہے؟ کیا میرے دشمنوں کی تعداد بڑھانے کی دھمکی دے رہے ہو؟"

"تمہارے کرتوت ایسے ہیں کہ دشمن ہزاروں ہوں گے دوست ایک بھی نہیں رہے گا۔ تمہارے وفادار بھی تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے۔"

"کیا تم نے یہی کہنے کے لیے فون کیا ہے؟"

"تمہاری بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں' جتنی جلدی ہو سکے' عوام کی حکومت قائم کرنے کا اعلان کرو۔"

"بکواس مت کرو۔ بزدلوں کی طرح چھپ کر باتیں کر رہے ہو۔"

"سامنے آؤں گا تو تمہارے ہوش اڑ جائیں گے۔"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں' کس طرح ہوش اڑاؤ گے سامنے آؤ۔"

"میں تو آنا چاہتا ہوں۔ میری گھروالی منع کر رہی ہے۔"

"یہ گھروالی کسے کہتے ہیں؟"

"گھروالی اسے کہتے ہیں' جو باہر والی نہیں ہوتی۔ باہر والی دل بہلا کر چلی جاتی ہے۔ گھروالی مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔"

"کیا تم پاگل ہو؟ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ تم زون کے کس حصے سے بول رہے ہو۔"

اس نے فون بند کیا۔ اس وقت محل کے ناظم نے خوش ہو کر کہا "سولارز اعظم! آپ نظر آرہے ہیں۔"

اس نے چونک کر بدی بدی کو دیکھا۔ وہ نظر آرہی تھی اور کہہ رہی تھی "ہاں بوب' آپ نظر آرہے ہیں۔"

"بیٹی! تم بھی دکھائی دے رہی ہو۔ ہم نے ایک ہی وقت میں گولیاں کھائی تھیں۔ ایک ہی وقت میں سایہ بن گئے تھے۔ اب ایک ہی وقت میں ان گولیوں کا اثر ختم ہوا ہے اور ہم ظاہر ہو رہے ہیں۔"

"اوہ بوب! کیسی فنٹاسٹک دوا ہمارے ہاتھ لگی ہے اور آپ کا تجربہ بھی بڑا کامیاب رہا ہے۔ کیا ہم مسلسل سایہ بن کر رہیں گے؟"

"جب تک ہم تمام دشمنوں کو مات نہیں دیں گے سایہ بن کر رہیں گے تاکہ دھوکے سے بھی کوئی ہم پر وار نہ کرسکے۔ اب یہ میں ایسی ہی گولیاں تیار کرنے کے لیے لیبارٹری جارہا ہوں۔ مجھے روپوش رہ کر ایسا اہم کام کرنا چاہیے۔"

اس نے اپنی جیب سے پلاسٹک کی ڈبیا نکالی۔ بیٹی نے بھی یہی کیا۔ دونوں نے ڈبیا کے ڈھکن کو کھول کر اس میں سے ایک ایک گولی نکالی پھر اسے نگل لیا۔

انہیں یقین تھا کہ وہ سایہ بن چکے ہیں اس لیے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔ سر جھکا کر اپنی ڈبیا کا ڈھکن بند کرنے لگے۔ اسے اپنی اپنی جیب میں رکھنے کے بعد اس نے بیٹی کو دیکھ کر کہا "گولی منہ میں نہ رکھو' اسے نگل لو۔"

"میں تو نگل چکی ہوں' آپ سے پوچھنا ہے کیا آپ نے اسے نگل لیا ہے؟"

"ایسا کیوں پوچھ رہی ہو؟ کیا میں نظر آرہا ہوں؟"

"جی ہاں' سر سے پاؤں تک نظر آرہے ہیں اور آپ کی باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ میں بھی دکھائی دے رہی ہوں۔"

دونوں نے محل کے ناظم اور باڈی گارڈز کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ناظم نے کہا "سولارز اعظم! آپ اور آپ کی صاحب زادی دونوں ہی ہمیں نظر آرہے ہیں۔"

دونوں نے فوراً ہی اپنی اپنی ڈبیا نکالی پھر اسے کھول کر دیکھا۔ سولارز نے کہا "ڈبیا وہی ہے۔ گولیاں بھی وہی ہیں۔ میں اس دوران غافل نہیں رہا۔ اسے کوئی تبدیل نہیں کرسکتا تھا۔"

"میں چند گھنٹے تک سوتی رہی تھی لیکن بیڈ روم اندر سے بند تھا۔ میری ڈبیا بھی کوئی تبدیل نہیں کرسکتا تھا۔"

انہوں نے پھر ایک ایک گولی نکال کر اسے نگل لیا پھر ایک دوسرے کو دیکھا اور پوچھا "کیا وہ نظر آرہے ہیں؟

وہ نظر آرہے تھے۔ ناظم اور باڈی گارڈز بھی تصدیق کر رہے تھے۔ سولارز نے کہا "ہم نے اسی ڈبیا سے گولی نکال کر استعمال کی تھی اور سایہ بن گئے تھے۔ اب کیوں نہیں بن رہے ہیں؟"

وہ تیزی سے چلتا ہوا محل کے باہر آیا پھر فلائنگ کار میں بیٹھ کر میڈیکل لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ گارڈز کو حکم دیا کہ کسی کو لیبارٹری کے اندر نہ آنے دیا جائے۔ بیٹی ہمیشہ ساتھ رہتی تھی اور کسی بھی طبی یا سائنسی تجربے کے دوران اس کی مدد کرتی تھی۔

سولارز وہ فارمولا میز پر رکھ کر مختلف ادویات کا وزن کرکے ان ادویات کو گرائنڈر میں ڈالنے لگا۔ ایسی مصروفیات کے دوران

موبائل فون پر اشارہ موصول ہوا۔ بدی بدی نے اس فون کو آن کر کے کان سے لگایا پھر پوچھا "کون ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "تم مجھے نہیں جانتی ہو۔ میں زہریلی تمارا کے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ تم نے پتا نہیں کتنے عاشقوں کو کھلونا سمجھ کر کھیلا۔ جب دل بہل گیا تو انہیں قتل کرا دیا تاکہ کوئی ایک حکمران کی بیٹی کے حسن و شباب سے کھیلنے کا دعویٰ نہ کرے۔ ان عاشقوں میں تمارا کا بھائی بھی تھا۔ تم نے اس کے ساتھ بھی خوب وقت گزارا پھر اسے موت کی نیند سلا دیا۔ اس کے بعد تمہیں پتا چلا کہ اس کی بہن تمارا زہریلی ہے۔ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ تمہارے باپ نے تمام روبوٹس کو حکم دیا تھا کہ تمارا کو ایٹمی شعاعوں سے ہلاک کر دیں لیکن وہ ہاتھ نہیں آئی۔ اس خلائی زون سے زمین کی طرف چلی گئی۔"

بدی بدی نے ناگواری سے کہا "تم اتنی بکواس کیوں کر رہے ہو؟ تمہیں اس فون کا نمبر کس نے بتایا ہے؟"

"تمہاری شامت نے بتایا ہے۔ خلائی اسٹیشن سے تمہارے باپ کا خاتمہ کرنے کے لیے سایہ فوج آ رہی ہے۔ وہ فوج کسی کو نظر نہیں آئے گی لیکن اس کے حملوں سے تمہارے باپ کے وفادار مرتے رہیں گے اور میں تمہیں آسانی سے مرنے نہیں دوں گا۔ تمہیں ایک ایسے کمرے میں چھوڑ دوں گا' جہاں سانپ ہی سانپ ہوں گے۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرے بوب کتنے بڑے سائنس دان اور کتنے شاطر حکمران ہیں۔ انہوں نے بھی سایہ بنانے والی گولیاں تیار کی ہیں۔"

"تم باپ بیٹی نے ان گولیوں کا اثر اپنے محل میں دیکھ لیا۔ اب پھر سے گولیاں تیار کرنے کے لیے لیبارٹری میں جھک مار رہے ہو۔"

"تم کیسے جانتے ہو کہ ہم نے محل میں وہ گولیاں استعمال کی تھیں اور وہ بے اثر رہی تھیں؟"

سولارز گرائنڈر سے تیار ہونے والی دوا نکال رہا تھا۔ اس نے سر گھما کر پوچھا "کون ہے؟ یہ کون جانتا ہے کہ ہمارا پہلا تجربہ ناکام رہا ہے؟"

"پتا نہیں بوب! یہ کہہ رہا ہے کہ خلائی اسٹیشن سے نادیدہ فوج یہاں آنے والی ہے۔ آپ کو مار ڈالا جائے گا اور مجھے کسی ایسے کمرے میں بند کر دیا جائے گا' جہاں زہریلے سانپ ہی سانپ ہوں گے۔"

اس نے گرائنڈر سے نکلنے والی دوا کو ایک چھوٹی سی مشین میں رکھا۔ گیلی دوائیں اس مشین سے گزر کر خشک ہو جاتی تھیں اور دوسری طرف سے گولیوں کی صورت میں باہر آتی تھیں۔

بدی بدی ان گولیوں کو ایک شیشے کے مرتبان میں جمع کرنے کے لیے باپ کی جگہ آ گئی۔ باپ نے فون لے کر اسے کان سے لگا کر پوچھا "کون ہو تم؟"

"میں کون ہوں؟ یہ سوال تم نے محل میں بھی کیا تھا۔ یہاں تمہاری بیٹی نے بھی یہی پوچھا۔ اب پھر تم پوچھ رہے ہو۔ دیکھو وہ دوا خشک ہو کر گولیوں کی صورت میں مشین سے نکل رہی ہے۔ اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ ان میں سے ایک گولی استعمال کر کے نتیجہ دیکھ لو۔"

"تم کیسے جانتے ہو کہ میری تیار کردہ دوائیں کن مراحل سے گزر رہی ہیں۔ تم ضرور لیبارٹری کے باہر ہو اور چھپ کر ہمیں دیکھ رہے ہو۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا لیبارٹری کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ تمام گارڈز سے اس نے پوچھا "یہاں کوئی آیا ہے؟"

"سولارز اعظم! کوئی نہیں آیا ہے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ کسی کو یہاں قدم نہ رکھنے دیا جائے۔"

اس نے فون کو کان سے لگا کر پوچھا "تم کہاں سے بول رہے ہو؟ میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں' پراسرار بننے کی حماقت نہ کرو۔"

وہ بولتا ہوا لیبارٹری کے اندر آیا۔ فون پر جواب نہیں ملا۔ دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تھا۔ بدی بدی ایک طرف کھڑی دونوں ہاتھ کمر پر رکھے مسکرا رہی تھی۔ سولارز نے پوچھا "کیا بات ہے' تم مسکرا رہی ہو؟"

وہ ایک دم سے مرجھا کر بولی "اوہ بوب! کیا میں نظر آ رہی ہوں؟"

"تم محل سے نظر آتی رہی ہو۔ اس سوال کا مطلب کیا ہے؟"

"آپ نے یہ جو نئی گولیاں تیار کی ہیں ان میں سے ایک کو میں نے نگل لیا ہے۔ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں سایہ نہیں بن رہی ہوں۔ بوب! یہ تجربہ بھی ناکام رہا ہے۔"

سولارز نے فوراً آگے بڑھ کر شیشے کے مرتبان سے ایک گولی نکالی پھر اسے منہ میں ڈال کر نگل لیا۔ سوالیہ نظروں سے بیٹی کو دیکھنے لگا۔ وہ رونے کے انداز میں بولی "بوب! آپ نے ادویات کے نام لکھنے یا کسی دوا کا وزن لکھنے میں غلطی کی ہے۔ آپ کے پاس جو فارمولا ہے' وہ غلط ہے۔"

"اگر غلط ہے تو پہلے تیار کی ہوئی گولیوں میں سے ہم دو گولیاں نگل کر سایہ کیسے بن گئے تھے؟ اب انہی گولیوں کو دوبارہ نگلنے کے باوجود جسمانی طور پر نظر آ رہے ہیں۔"

"یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ جن گولیوں سے ہم سایہ بن گئے تھے اب وہی گولیاں بے اثر کیسے ہو گئی ہیں۔"

وہ دونوں شکست خوردہ سے ہو کر بیٹھ گئے۔ ناکامی نے ان کی کمر توڑ دی تھی۔ بدی بدی رونے لگی' کہنے لگی "اگر ہم سایہ نہ بن سکے تو یہاں ہماری حکومت نہیں رہے گی۔ میں ایک شہزادی کی شان سے زندگی نہیں گزار سکوں گی۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر بولا "ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اب یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ ان گولیوں کے معاملے میں دھوکا کھا چکے ہیں۔ نہ ہمارے پاس صحیح فارمولا ہے اور نہ ہی پارس دوسرا جنم لے کر ہمیں سایہ بننے کے لیے دوسری گولیاں دے گا۔"

"بوب! وہ پارس مکار تھا۔ اس نے ہمیں سایہ بنانے والی گولیاں نہیں دی تھیں۔"

"اگر وہ مکار تھا تو ہم نے اسے ختم کر دیا ہے۔ اب تو ہمیں صرف اپنے بچاؤ کی فکر کرنی ہوگی۔ آؤ محل میں چلیں۔"

دونوں تیزی سے چلتے ہوئے باہر آئے پھر فلائنگ کار میں بیٹھ کر جانے لگے۔ بدی بدی نے کہا "وہ دونوں ساسا آئیں یا خلائی اسٹیشن کے باغی یہاں آئیں' وہ سب سایہ بن کر رہیں گے۔ خلائی زون ہو یا ارضی دنیا ہو' اب تو جہاں بھی جنگ ہوگی' وہ سایوں کے درمیان ہوگی اور یہ غیر معمولی حربہ ہمارے پاس نہیں ہے۔"

وہ بولا "یہی میں سمجھ رہا ہوں۔ ہم سایہ نہیں بن سکیں گے۔ اس لیے اب یہاں حکومت نہیں کر سکیں گے اور محکوم بن کر بھی نہیں رہیں گے۔ بس ایک ہی راستہ ہے کہ ہم چپ چاپ یہاں سے فرار ہو جائیں۔"

وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ فرار ہو کر کہاں جائیں گے' اس سے پہلے ہی اسے اپنے اندر آواز سنائی دی "بد...بد...بدی بدی۔ بد...بد...بد...بدی بدی..."

بدی بدی نے مارے دہشت کے ایک چیخ ماری۔ وہ پرواز کرتی ہوئی کار سے نیچے گرنے والی تھی۔ باپ نے اسے پکڑ لیا پھر پوچھا۔ "کیا ہوا؟ کیوں چیخ رہی ہو۔ ابھی میں نہ پکڑتا تو نیچے گر جاتیں۔"

وہ چیخ کر روتے ہوئے بولی "تمارا میرے اندر بول رہی ہے۔"

"تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ میں نے تمہاری آنکھوں کے سامنے تمارا اور پارس کو ایٹمی شعاعوں سے ہلاک کیا تھا۔ ہمیں سایہ بننے کے سلسلے میں ایسی ناکامی ہوئی ہے کہ تم بدحواس ہو گئی ہو۔"

"میں پورے ہوش و حواس میں ہوں۔ وہ میرے اندر ابھی میرا مذاق اڑا رہی تھی۔"

"اوہ پلیز' پہلے ہی پریشانیاں کچھ کم نہیں ہیں' تم اور پریشان نہ کرو۔"

فلائنگ کار محل کے دروازے کے سامنے اتر گئی۔ باپ بیٹی کار سے باہر آئے۔ ان کے لیے محل کا بڑا دروازہ کھولا گیا۔ سولارز چلتے چلتے اچانک ہی لڑکھڑا کر اوندھے منہ گر پڑا۔ دو گارڈز اسے اٹھانے کے لیے تیزی سے قریب آئے۔ اس سے پہلے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں گارڈز کو گھورتے ہوئے بولا "کس نے میری ٹانگ پر ٹانگ ماری ہے؟"

"سولارز اعظم! ہم آپ سے دور تھے اور کوئی قریب نہیں آیا تھا۔ کسی نے یہ جرأت نہیں کی ہے۔"

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے اپنے ایک پیر کو دیکھا۔ اس نے صاف طور سے محسوس کیا تھا کہ اس پیر پر کسی نے اپنا پاؤں مارا تھا مگر کس نے یہ جرأت کی تھی؟ گارڈز میں سے کوئی ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

وہ سوچتا ہوا بیٹی کے ساتھ محل کے اندر آیا۔ بدی بدی نے اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ کچھ سمجھ رہی تھی لیکن باپ نے کہا تھا کہ پریشان نہ کرے اس لیے خاموش تھی۔

وہ اپنے بیڈ روم کے دروازے پر پہنچ کر بولا "بیٹی! اپنے کمرے میں جاؤ اور ایک کٹ میں جتنا ضروری سامان آ سکتا ہے وہ سب رکھ لو۔ میں بھی ایک کٹ اپنی پشت پر باندھ لوں گا۔ جتنی جلدی ہو سکے' ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"

وہ اپنے کمرے میں گیا۔ بدی بدی آگے بڑھ کر اپنے بیڈ روم میں آئی پھر سیدھی الماری کے پاس گئی۔ قریب پہنچتے ہی الماری کے دونوں پٹ خود بخود کھل گئے۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لیے تاکہ چیخ نہ نکلے۔ وہ باپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

باپ کے بیڈ روم میں بھی یہی ہوا تھا۔ الماری خود بخود کھل گئی تھی۔ اس نے سہم کر ادھر اُدھر دیکھا پھر پوچھا "کون ہو تم؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ الماری کے نچلے حصے میں رکھی ہوئی کٹ خود بخود اٹھ کر فضا میں جیسے اڑتی ہوئی پلنگ پر آ گئی۔

بدی بدی اپنے کمرے میں تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس کی الماری کے نچلے حصے سے بھی ایک کٹ نکل کر اس کے بستر پر پہنچ گئی تھی۔ وہ وہاں سے بھاگنے لگی لیکن کمرے کے وسط میں اوندھے منہ گر پڑی۔ اس کے ایک پیر پر کسی نے اپنا پیر مارا تھا۔ اوندھے منہ گرتے ہی اس نے چت ہو کر چیخنے کے لیے منہ کھولا۔ کسی نے اس کے منہ میں ایک پلاسٹک کی بوتل ٹھونس دی۔ وہ چیخ بھی نہ سکی۔ اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے پلاسٹک کی بوتل کو پکڑ کر اپنے منہ سے نکالا۔ اس بوتل پر لکھا ہوا تھا "زہر۔"

وہ تھر تھرائی ہوئی آواز میں بولی "تت... تمارا' تت... تم ہو۔ تم زن... زندہ ہو۔ میں نے تمہاری آواز سنی تھی۔ تم زندہ ہو۔ میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں' ایک بار معاف کر دو۔"

اس کی زلفوں کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔ اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا پھر اسے آگے الماری کی طرف دھکا دیا۔ دوسرے کمرے میں سولارز کی پیٹھ پر ایک لات پڑی' وہ لڑکھڑاتا ہوا آ کر کھلی ہوئی الماری کے پاس گرتے گرتے سنبھل گیا پھر پلٹ کر جھنجلاتے ہوئے بولا "اور مارو۔ جان سے مار ڈالو مگر یہ تو بتاؤ' کون ہو تم؟"

جواب نہیں ملا۔ الماری کے اندر سے ایک ایٹمی لباس نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ سولارز نے اس لباس کو تھام لیا۔ ایسا ہی ایٹمی لباس وہ پہنا ہوا تھا۔ ایک فاضل لباس لے جانا چاہتا تھا۔

بدی بدی نے بھی کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک فاضل ایٹمی لباس کو تھام لیا۔ وہ لباس خود بخود اس کے پاس آیا تھا۔ وہ کٹ

کھول کر لباس کو رکھتے ہوئے بولی "میری سمجھ میں نہیں آتا' میں کن الفاظ میں اور کس انداز میں گڑگڑاؤں کہ تمہیں مجھ پر رحم آجائے۔"

الماری کے اندر سے فلائنگ شوز کا ایک فاضل جوڑا باہر آیا۔ دوسرے کمرے میں فاضل جوڑے کا ایک ایک جوتا سولارز کے منہ پر پڑا پھر وہ جوتے کٹ کے اندر چلے گئے۔

وہ بولا "اگر نکولائی اور مورائی سایہ بن کر آتے تو وہ ہمیں فرار ہونے کے لیے یہ سامان نہ دیتے۔ وہ تو آتے ہی ہمیں مار ڈالتے۔ یہاں کے عوام اور خلائی اسٹیشن کے تمام باغی بھی سایہ بن کر آتے تو وہ ہمیں زندہ نہ چھوڑتے مگر تم کون ہو کہ ہمیں فرار ہونے اور جان بچانے کا موقع دے رہے ہو؟ ایسا تو دوست کرتے ہیں مگر تم دوستی بھی کر رہے ہو اور لات جوتے بھی مار رہے ہو۔"

وہ لات جوتے کھا کر بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہاں کس کا سایہ پہنچا ہوا ہے لیکن پارس جواب نہیں دے رہا تھا۔ دوسرے کمرے میں لکی سیون بھی خاموش تھی۔ اس نے الماری سے ایک پیکٹ نکال کر پھینکا۔ وہ بدی بدی کے منہ پر آکر لگا۔ اس پیکٹ میں آکسیجن کیپسول تھے۔

بدی بدی کے منہ پر چوٹ لگی تھی۔ وہ روتے ہوئے اور آکسیجن کیپسول کے پیکٹ کو کٹ میں رکھتے ہوئے بولی "نہ تم جان سے مارتی ہو' نہ پیچھا چھوڑتی ہو۔ تم اگر تمارا نہیں ہو تو پھر خلائی پلیٹ فارم سے بولنے والی شی تارا ہو۔ وہ وہاں سایہ بنی ہوئی تھی۔ کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔ شی تارا یہاں آچکی ہوگی' پلیز بتادو' کیا تم شی تارا ہو؟"

اس کے سینے پر پلاسٹک کا ایک کین آکر لگا پھر وہ بستر پر گر پڑا۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگی۔ اس پلاسٹک کے کین میں فلائنگ شوز کے لیے فاضل ایندھن تھا۔

دونوں کمروں میں باپ بیٹی کی کٹ ضروری سامان سے بھر گئی تھی۔ انہوں نے اپنی اپنی کٹ کو پشت پر رکھ کر باندھ لیا۔ پھر وہ اپنے اپنے کمروں سے باہر آئے۔ بدی بدی دوڑتی ہوئی آکر باپ سے لپٹ گئی۔ روتے ہوئے بولی "بوب! میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی مگر اس نے مجھے بہت مارا ہے۔ وہ میرے قریب کہیں موجود ہے۔"

اس نے بیٹی کو تھپک کر کہا "میرے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ کسی نے میری پٹائی کی ہے۔ کوئی سایہ میرے قریب کہیں موجود ہے۔"

"لیکن بوب! وہ دونوں گونگے ہیں۔ کچھ بولتے نہیں ہیں۔ کیا ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ تمارا اور پارس مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں؟"

سولارز کے کچھ کہنے سے پہلے دو گارڈز تیزی سے چلتے ہوئے آئے پھر ایک گارڈ نے کہا "سولارز اعظم! بڑی حیرانی کی بات ہے۔ تمارا اور پارس مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔ وہ دونوں آپ سے ملاقات کرنے آئے ہیں۔"

باپ بیٹی نے ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھا پھر تیزی سے چلتے ہوئے محل کے بڑے ہال میں آئے۔ وہاں تمارا اور پارس صاف نظر آرہے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ دونوں فرار ہونے والے ٹھٹک گئے۔ بڑی بے یقینی سے کبھی تمارا اور کبھی پارس کو دیکھنے لگے۔

پارس نے کہا "اچھی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو۔ ہم پہلے بھی اسی محل میں ٹھیک اسی جگہ بیمار اور کمزور ہو کر آئے تھے تم نے ایٹمی لباس کے ذریعے ہمارے وجود کے چیتھڑے اڑا دیے مگر ہماری ارضی دنیا کے لوگ مختلف عقیدوں کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ جو شی تارا خلائی اسٹیشن سے یہاں آنے والی ہے اس کا دھرم کہتا ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ جنم لیتا ہے اور ہمارے دین والوں کا یہ ایمان ہے' جسے اللہ رکھے' اسے کون چکھے۔ تمہارا کیا خیال ہے سولارز! ہم نے مرنے کے بعد دوسرا جنم لیا ہے یا یہ بات پتھر کی لکیر ہے کہ جسے اللہ بچاتا ہے اسے بندہ نہیں مار سکتا؟"

سولارز نے کہا "پارس! میں نے تمہاری قدر نہیں کی۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ میں معافی مانگنے کے بھی قابل نہیں ہوں مگر تم بڑے دل والے ہو' ایک بار مجھے معاف کر کے میری دوستی اور وفاداری کو آزماؤ۔ تم مجھے کتے سے زیادہ وفادار پاؤ گے۔"

"تم نے پہلی بار کاٹا تھا ہم چودہ ٹیکے لگا کر آئے ہیں پھر ایک بار کاٹو' ہم دونوں تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ تم نے ایٹمی لباس پہن رکھا ہے بس ایک بٹن گھمانے کی دیر ہے۔ ہمارے وجود کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔"

بدی بدی نے ہاتھ جوڑ کر کہا "اب ہم ایسی غلطی نہیں کریں گے۔"

تمارا نے کہا "ہمیں ہلاک نہیں کرو گی تو ہمارے زہر سے ڈر کر زندگی گزارتی رہو گی۔"

ایک جان نثار نے اپنے ایٹمی لباس کے بٹن کو دو انگلیوں سے تھام کر کہا "میں اپنے حاکم اور شہزادی کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تم دونوں......"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے پارس کے لباس میں سے ایک ایٹمی شعاع نکلی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس جان نثار کے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

سب نے حیرانی سے دیکھا۔ لکی سیون اور پارس عام سے لباس میں تھے لیکن اس سے نکلنے والی ایٹمی شعاع نے ایک زندہ وجود کے چیتھڑے اڑا دیے تھے۔

پارس نے کہا "کیوں سولارز! یہ کیسا کمال ہے؟ ہم عام سے لباس میں ہیں لیکن اس میں سے بھی ایٹمی شعاعیں نکلتی ہیں۔"

سولارز نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو جھکا کر کہا "میں مانتا ہوں کہ تم بہت باکمال ہو۔ تم تمارا سے بہت محبت کرتے ہو۔ میں تمہیں تمارا کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں۔ مجھے دوست نہ بناؤ۔ اپنا غلام بنالو۔ میری بیٹی تمارا کی کنیز بن کر رہے گی۔"

"ہم باپ بیٹی خلائی سفر کی تیاریاں کر کے جانے ہی والے تھے پھر یہاں غلام اور کنیز بن کر رہنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"ہمیں یقین نہیں ہے کہ تم ہمیں اس زون سے جانے کا موقع دو گے۔"

"عجیب ناشکرے ہو۔ میں نے اور تمارا نے تم باپ بیٹی کے بیڈ روم میں رہ کر تمہارا سامانِ سفر باندھا ہے پھر بھی کہہ رہے ہو کہ ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے۔"

تمارا نے کہا "ہم چاہتے ہیں کہ ٹھوکریں کھاتے رہنے کے لیے یہاں سے جاؤ۔ آخر کار گھوم پھر کر ہمارے زہر سے مرنے کے لیے دوبارہ ہمارے سامنے آجاؤ۔ کیا یہ ہماری فراخ دلی نہیں ہے کہ ہم تمہیں کچھ عرصے جینے کا موقع دے رہے ہیں۔"

بدی بدی نے پوچھا "کیا واقعی ہم یہاں سے جائیں؟"

پارس نے کہا "بے شک جاؤ مگر جانے سے پہلے یہ تو دیکھ لو کہ ہم مرنے کے بعد زندہ کیسے ہو گئے؟"

وہ سب توجہ سے دیکھنے لگے۔ تمارا اور پارس جیب سے ایک لوشن نکال کر اپنے چہروں پر لگا رہے تھے پھر انہوں نے رومال سے چہرے کو صاف کیا تو سب نے حیرانی سے دیکھا۔ وہاں تمارا اور پارس نہیں تھے۔ ان کی جگہ سولارز کا ایک جان نثار اور اس کی محبوبہ کھڑی ہوئی تھی۔

اس جان نثار نے کہا "سولارز اعظم! ہم مجبور ہیں۔ وہ دونوں سائے ہمارے اندر ہیں۔ وہ جیسا چاہتے ہیں' ہم ویسی ہی حرکتیں کرتے ہیں اور اس وقت بھی میں نہیں بول رہا ہوں۔ پارس کی مرضی سے میری زبان ہل رہی ہے اور آواز نکل رہی ہے۔"

اس کی محبوبہ نے کہا "میرے اندر بھی تمارا کہہ رہی ہے کہ آپ نے پہلے جس تمارا اور پارس کو ہلاک کیا تھا وہ بھی آپ کے جان نثار تھے۔ ان کے چہروں پر بھی ایسا ہی میک اپ کیا گیا تھا جیسا ابھی آپ نے ہمارے چہروں پر دیکھا تھا اور ہمیں تمارا اور پارس سمجھ کر دھوکا کھا رہے تھے۔"

اس جان نثار نے کہا "ہم نے عام سا لباس پہنا ہے لیکن ہمارے اندر دونوں سایوں نے ایٹمی لباس پہن رکھا ہے۔ اسی لباس کی ایک ایٹمی شعاع نے میرے سامنے سے نکل کر ابھی آپ کے ایک جان نثار کو ہلاک کیا ہے۔"

باپ بیٹی کے چہرے زرد پڑ گئے تھے۔ ایسے چالباز دشمن سے وہ کبھی نہیں ٹکرائے تھے۔ اسی جان نثار نے کہا "سولارز! اب تمہارے پاس طاقت رہی ہے نہ حکومت کرنے کی صلاحیتیں اس لیے میں تمہارا جان نثار بن کر نہیں رہوں گا۔ یوں بھی تم جا رہے ہو۔ پارس کہہ رہا ہے' تم اپنے ساتھ اپنے جان نثاروں کو لے جانا چاہو تو لے جا سکتے ہو۔"

سولارز نے کہا "میں پارس کی فراخ دلی کو سلام کرتا ہوں لیکن میں صرف اپنی بیٹی کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔"

اس جان نثار نے کہا "آؤ اور محل کی چھت پر چلو۔"

وہ باپ بیٹی اس جان نثار کے پیچھے چلتے ہوئے محل کی چھت پر آئے۔ ایسے وقت ان کے ساتھ کوئی گارڈ نہیں تھا۔ چھت پر پہنچ کر سولارز نے اپنے جوتوں کے تلے ایڑی کی طرف سے کھینچ کر نکالے۔ وہ چاہتا تھا کہ صرف اپنے فلائنگ شوز کو استعمال کرے اور اسی کے ساتھ بیٹی کو لے جائے تاکہ بیٹی کے شوز بعد میں ان کے کام آئیں۔

تمارا نے بدی بدی کے اندر آکر کہا "جاؤ مگر یہ کبھی نہ بھولنا کہ تمہارا یہ جسم میرے زہر کی امانت ہے۔ جاؤ' ٹھوکریں مبارک ہوں۔"

وہ بدی بدی کے اندر سے نکل آئی۔ اب فلائنگ شوز سے ایٹمی شعلے نکل رہے تھے اور وہ باپ بیٹی تیزی سے بلندی کی طرف جا رہے تھے۔ ان سے پہلے ساسا نکولائی اور ساسا مورائی وہ زون چھوڑ کر جا چکے تھے۔ خلائی اسٹیشن سے دیوی اور پاشا آرہے تھے۔ پتا نہیں وہ دونوں بھی کب تک زون میں رہ کر جانے والے تھے لیکن سب زون سے نکل کر کہاں جا رہے تھے؟

ظاہر ہے وہ سب کسی ایک منزل کی طرف نہیں گئے تھے۔ ایک ہی منزل پر پہنچنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ آپس میں لڑنے مرنے لگتے جبکہ وہ سب شکست کھا کر پہلے سے زیادہ طاقتور بننے کے لیے خلا کے مختلف حصوں میں گئے تھے اور کائنات کی نامعلوم وسعتوں میں نامعلوم کیسی کیسی دنیائیں آباد ہوں گی۔ اس سلسلے میں علامہ اقبالؒ فرما چکے ہیں۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

نکولائی' مورائی' بدی بدی اور سولارز کن جہانوں میں گئے ہیں' اس کا ذکر بعد میں ہوگا۔ ابھی تو خلائی اسٹیشن سے دیوی' پاشا اور باغیوں کی فوج آرہی تھی۔ ان میں سے کوئی سائے میں تبدیل نہیں ہوا تھا لیکن سولارز نے شی تارا سے سن لیا تھا کہ خلائی اسٹیشن سے تیس عدد مسلح سائے زون میں آئیں گے۔ سولارز بیٹی کے ساتھ خلا میں پرواز کرتے وقت اس سایہ بننے والی فوج کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا تھا اس لیے وہ زون سے نکل کر دوسرے روٹ پر گیا تھا۔

دیوی اور پاشا تیس عدد جان نثاروں کے ساتھ زون میں آگئے۔ وہ سب جنوبی حصے میں پہنچے تھے۔ وہاں کی رابطہ چوکی کی... مسلح پولیس نے جب تیس عدد ایٹمی لباس والوں کو دیکھا تو ان کے آگے اپنے ہتھیار پھینک دیے۔ ایٹمی لباس والے ایک افسر نے پولیس والوں سے کہا "میں اپنی فوج کا کمانڈر ہوں۔ یہاں سولارز کی حکومت کا خاتمہ کرنے آیا ہوں۔ اگر تم پولیس والے عوام کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہو تو ہتھیار اٹھالو۔"

پھر کمانڈر نے محل والوں سے فون پر رابطہ کیا۔ محل کے ناظم نے بتایا کہ سولارز اپنی بیٹی کے ساتھ یہ زون چھوڑ کر جاچکا ہے۔

کمانڈر نے زون کے ناظمِ اعلیٰ سے فون پر کہا "جیسا کہ تم جانتے ہو' سولارز نے ہمارے خوف سے یہ زون چھوڑدیا ہے لہٰذا پورے زون میں وقفے وقفے سے اعلان کراتے رہو کہ اب یہاں عوامی حکومت قائم کرنے کے لئے فوج آچکی ہے۔ یہاں کے وہ تمام سائنس دان' ڈاکٹر' انجینئر اور دانش ور جنہیں تین سائنس دانوں نے کبھی ابھرنے کا موقع نہیں دیا وہ کل صبح دس بجے سولارز کے محل میں تشریف لے آئیں اور زون کے تمام اہم شعبوں کے ذمے دار افسران ابھی سولارز کے محل میں آجائیں۔ ہمارے لیے بیس عدد فلائنگ کاریں فوراً روانہ کرو۔"

ڈی شی تارا نے فون پر ناظمِ اعلیٰ سے کہا "کیا پارس یہاں موجود ہے۔ میں اس سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

"آپ محل کے ناظم سے معلوم کریں۔"

اس نے محل کے ناظم سے رابطہ کرکے پارس کے متعلق پوچھا۔ اس نے جواب دیا "سولارز اور اس کی بیٹی کی روانگی کے وقت تمارا اور پارس محل کی چھت پر تھے۔ پتا نہیں ان کی پلاننگ کیا تھی۔ ان باپ بیٹی کی روانگی کے بعد جب بار بار تمارا اور پارس کو مخاطب کیا گیا اور کوئی جواب نہ ملا تو یہی بات سمجھ میں آئی کہ وہ دونوں سائے بھی ان باپ بیٹی کے ساتھ چلے گئے ہیں۔"

شی تارا نے کہا "جب نکولائی اور مورائی یہاں سے گئے تھے تو یہ کہا جارہا تھا کہ تمارا اور پارس سایہ بن کر ان کے تعاقب میں گئے ہیں۔"

محل کے ناظم نے کہا "صرف اتنا ہی نہیں' وہ دونوں سائے جسمانی طور پر ظاہر ہوکر محل میں آئے تھے۔ سولارز نے انہیں تمارا اور پارس سمجھ کر ہلاک کردیا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ جنہیں ہلاک کیا گیا تھا' وہ نقلی تمارا اور پارس تھے۔"

"کیا پارس نے سولارز سے انتقام نہیں لیا؟"

"اس سے بڑا انتقام اور کیا ہوگا کہ اس نے سولارز کو سایہ بنانے والی گولیوں کا جعلی فارمولا دیا تھا۔ وہ باپ بیٹی ایک بار سایہ بننے کے بعد دوسری بار سائے میں تبدیل نہیں ہوسکے۔ انہیں یہاں کی حکومت سے دست بردار ہوکر بھاگنا پڑا۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ پارس نے ان باپ بیٹی کو فرار ہونے کا موقع دیا جبکہ وہ جانی دشمن تھے۔ وہ ان دونوں کو ہلاک کرسکتا تھا۔"

شی تارا نے پوچھا "اب تم لوگوں کا خیال ہے کہ وہ دونوں سائے باپ بیٹی کے ساتھ جاچکے ہیں؟"

"جی ہاں' وہ دونوں پہلے بھی نکولائی اور مورائی کے ساتھ گئے تھے پھر واپس آگئے تھے۔ توقع ہے کہ وہ شاید پھر واپس آجائیں۔"

"زون کا ناظمِ اعلیٰ' تمارا اور پارس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہے۔ کیا وہ دونوں یہاں کے اہم اکابرین اور ماہرین سے رابطہ نہیں رکھتے تھے؟"

"جب ان دونوں کے بارے میں ناظمِ اعلیٰ کچھ نہیں جانتا تو دوسرے اہم شعبوں کے افسران بھی شاید ہی ان کے متعلق کچھ جانتے ہوں۔"

شی تارا نے فون بند کیا پھر پاشا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ بڑا بدمعاش ہے۔ اب تک یہاں سے تینوں سائنس دانوں کو بھگا چکا ہے لیکن یہاں کا ناظمِ اعلیٰ ایسے کارنامے انجام دینے والے سے بے خبر ہے۔ کسی حکمران کے لیے یہاں کی کرسی خالی ہے لیکن پارس نے کرسی پر نہ تو خود قبضہ جمایا ہے اور نہ ہی کسی نمائندے کو اس کرسی پر بٹھایا ہے جبکہ وہ آسانی سے ایسا کرسکتا تھا۔"

پاشا نے کہا "اس کی ایسی ہی حرکتیں ہمیں فکر میں مبتلا کررہی ہیں کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے۔ اگر حکومت کرنا نہیں چاہتا تھا تو سابق حکمرانوں کو یہاں سے کیوں بھگایا ہے۔"

شی تارا نے کہا "اس سے زیادہ ہمیں فکر میں مبتلا کرنے والی یہ بات ہے کہ وہ کہاں ہے؟ میری عقل تسلیم نہیں کرتی کہ وہ سولارز کے ساتھ یہاں سے جاچکا ہے۔ وہ چالباز ہماری راہوں میں نادیدہ دیوار بننے کے لیے موجود ہے۔ ہوسکتا ہے' ہمارے قریب ہی موجود ہو۔"

پاشا نے کہا "اور پلیٹ فارم پر انچارج کو چند گھنٹے کے لیے سایہ بنانے والی بھی خاموش ہے۔ مجھے پہلے سے یقین تھا کہ اس سایہ بنانے والی کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ وہ اس زون میں آتے ہی پارس سے ملاقات کرنے گئی ہوگی۔"

فلائنگ کاریں آگئیں۔ وہ سب دو دو کی تعداد میں اس پر سوار ہوگئے۔ ہر کار کے ساتھ ایک ایک ڈرائیور تھا۔ ان ڈرائیوروں میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔

روشنا اور پاشا جس کار میں سوار ہوئے اس کی ڈرائیور ایک حسینہ تھی۔ ڈی شی تارا اور پی پی سیون کی کار کا ڈرائیور ایک خوبرو جوان تھا۔ کمانڈر نے کہا "یہ کاریں پرواز کرسکتی ہیں لیکن ہم ان کاروں میں سڑکوں پر سے گزریں گے۔ یہاں کے لوگوں کو یقین دلاتے ہوئے جائیں گے کہ ہم ان کی حکومت قائم کرنے آئے ہیں۔"

وہ تمام کاریں سڑکوں پر سے گزرنے لگیں۔ راستے میں کہیں ہریالی تھی اور کہیں چھوٹے بڑے شہر تھے۔ شہروں میں ان کاروں کی رفتار سست ہوجاتی تھی۔ ایشی لباس پہنے ہوئے جان نثار باہر نکل کر لوگوں سے کہتے تھے کہ غلامی کا دور ختم ہوچکا ہے۔ اب وہ آزاد ہیں اور جلد ہی وہاں عوامی حکومت قائم کی جائے گی۔

شہروں سے نکلنے کے بعد وہ کاریں ڈیڑھ سو کلومیٹر کی رفتار سے فاصلہ طے کررہی تھیں۔ سفر کے دوران ڈی شی تارا اور پی پی سیون کے ڈرائیور نے پوچھا "پی پی سیون! یہ جو تمہارے ساتھ حسینہ ہے اس کا نام کیا ہے؟"

پی پی سیون نے کہا "یہ میری مالکہ ہے اور تم یہاں کے سرکاری ملازم ہو۔ اپنا کام کرو' نام نہ پوچھو۔"

وہ دونوں خلائی زبان میں بول رہے تھے۔ سایہ بنی ہوئی دیوی اپنی ڈی کے اندر رہ کر ان کی باتیں کسی حد تک سمجھ رہی تھی۔

نوجوان ڈرائیور نے کہا "پی پی سیون! تم یہ بھول رہے ہو کہ پچھلی سرکار ختم ہوچکی ہے۔ میں سرکاری ملازم نہیں ہوں اور عوامی حکومت میں یہ حسینہ ایک روبوٹ کی مالک نہیں رہے گی کیونکہ تم آئندہ حکومت کی پراپرٹی رہوگے۔"

"عوامی حکومت میں کسی سے کوئی چیز چھینی نہیں جاتی پھر میری مالکہ سے مجھے کیوں چھین لیا جائے گا؟"

"اس لیے کہ تم اسی زون میں تیار کیے گئے ہو۔ تم اس حسینہ کی نہیں' اس زون کی ملکیت ہو۔"

دیوی نے سوچ کے ذریعے اپنی ڈی شی تارا سے کہا "اس کے اندازِ گفتگو سے یہ شبہ ہورہا ہے کہ یہ پارس ہے۔ تم اس سے باتیں کرو۔"

ڈی نے کہا "تم دونوں اپنی زبان میں گفتگو کررہے ہو اور میں خود کو غیر اور اجنبی سمجھ رہی ہوں۔ کیا تم پی پی سیون کی طرح انگریزی بول سکتے ہو؟"

نوجوان ڈرائیور نے کہا "ہمارے دماغ میں قدرتی طور پر ایک ٹرانس لیٹر ہے۔ اس کے ذریعے ہم کسی بھی زبان کو سمجھ سکتے ہیں اور بول سکتے ہیں۔ کیا میں ابھی صحیح انگریزی بول رہا ہوں؟"

"بالکل صحیح بول رہے ہو۔ مجھے خوشی ہورہی ہے۔"

"میں نے پی پی سیون سے تمہارا نام پوچھا تھا۔"

"میرا نام شی تارا ہے اور تمہارا نام؟"

"میرا نام پارس ہے۔"

دیوی اور شی تارا دونوں چونک گئیں۔ حیران بھی ہوئیں۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ پارس چولا بدلنے کے بعد اپنا اصلی نام بتادے گا۔

ڈی نے دیوی کی ہدایت کے مطابق کہا "اگر تم پارس ہو تو تم نے اپنا چولا کیوں تبدیل کیا ہے اور اگر تبدیل کیا ہے تو اصلی نام کیوں بتارہے ہو؟"

"دراصل میں ہمیشہ سایہ بن کر رہنا نہیں چاہتا۔ جب مجھے پتا چلا کہ پاشا خلائی اسٹیشن تک پہنچ گیا ہے تو میں نے یہ بھیس بدل لیا ہے۔ عقل کہتی ہے کہ پاشا جیسا خردماغ یہاں تک آسکتا ہے تو نہ جانے اور کتنے عقل کے دشمن اور جان کے دشمن آتے رہیں گے۔"

"تم پارس ہو تو مجھے شی تارا کی حیثیت سے جانتے ہوگے۔ پھر میرا نام کیوں پوچھ رہے تھے؟"

"میں نے پوچھا اور تم نے بتادیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں نے تمہیں شی تارا تسلیم کرلیا ہے کیونکہ شی تارا کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں نہیں ہیں۔ تم نے پلیٹ فارم کے انچارج کو سایہ کیسے بنادیا تھا؟"

"میں دیوی کہلانے والی شی تارا ہوں اور وہ غیر معمولی گولیاں صرف تمہارے خاندان میں نہیں ہیں۔ میرے پاس بھی ہیں۔"

"پھر تم سایہ کیوں نہیں بنتی ہو۔ تم نے پی پی سیون کے ساتھ خلا میں سفر کیا۔ خلائی اسٹیشن میں رہیں۔ اب یہاں ہو اور ہر جگہ گوشت پوست کے نظر آنے والے جسم میں دکھائی دیتی ہو۔"

"جب میں خطرہ محسوس کروں گی تو سایہ بن جاؤں گی۔"

"تم سایہ بن جاؤ یا آسیب اور چڑیل میں ثابت کردوں گا کہ تم ایک ڈی ہو۔ دیوی شی تارا نہیں ہو۔"

پی پی سیون نے غصے سے کہا "دیوی جی! یہ آپ کو چڑیل کہہ رہا ہے۔ کیا میں اس کی گردن توڑدوں؟"

ڈی نے کہا "نہیں۔ غصہ برداشت کرو۔ پارس! میں تمہاری چالاکیوں اور چالبازیوں سے محتاط رہوں گی۔ پتا نہیں تم کیا سوچ کر اس کار کے ڈرائیور بن کر آئے ہو اور آئندہ کیا کرنے والے ہو؟ میں تمہیں اپنا مان کر سمجھاتی ہوں کہ میرے راستے کا پتھر نہ بننا۔ میرے پاس صرف ایک روبوٹ کی ہی طاقت نہیں ہے۔ تم خود پر برا وقت لانا چاہوگے تو پھر دکھاؤں گی کہ میں یہاں کتنی طاقتور بن کر آئی ہوں۔"

"مجھے صرف اتنا سمجھادو' تم وقتِ مقررہ تک روپوش رہنے والی تھیں پھر اس طرح ظاہر ہوکر علمِ نجوم' جوتش ودیا کو کیوں جھٹلا رہی ہو؟"

"میں نے جھٹلایا نہیں ہے۔ اب بھی میک اپ میں روپوش ہوں۔"

"لیکن یہ تمہارا چلتا پھرتا بدن تو ظاہر ہے۔ اس بدن کا وہی ناپ ہے نا؟ چھتیس' بتیس' چھتیس؟"

پی پی سیون نے کہا "دیوی جی! یہ آپ سے بدتمیزی کررہا ہے۔ اس کی شامت آگئی ہے۔"

"نہیں پی پی سیون! برداشت کرو۔"

"یہ تمہارا روبوٹ جب بدتمیزی کو سمجھ رہا ہے تو گالیوں کو بھی سمجھتا ہوگا۔ کم آن پی پی سیون! ان گالیوں کے معنی سمجھو اور سمجھاؤ۔"

یہ کہتے ہی وہ پی پی سیون اور دیوی کو سڑی سڑی گالیاں دینے لگا۔ وہ ایسی گالیاں تھیں کہ پی پی سیون سنتے ہی پاگل ہوگیا۔ جنون میں مبتلا ہوکر آگے بیٹھے ہوئے خوبرو ڈرائیور کی گردن دبوچ لی۔

پارس اس ڈرائیور کے اندر تھا۔ جیسے ہی وہ ڈرائیور کی گردن پر ہاتھ لایا اس نے اس کے اندر سے نکل کر روبوٹ کے پیچھے آکر ریگولیٹر کو صفر والے پوائنٹ پر کردیا۔ وہ فولادی روبوٹ پوری طرح ڈرائیور کی گردن نہ دبوچ سکا' بے جان ہوکر اگلی سیٹ کی طرف ڈھلک گیا۔

وہ روبوٹ دیوی کا ایک طاقتور سہارا تھا۔ اسے اچانک ہی بے

جان ہوتے دیکھ کر سب سے پہلے اسے جان دار بنانے کا خیال آیا۔ اس کا سایہ فوراً ہی ڈی کے اندر سے نکل کر ریگولیٹر کو صفر سے وولٹیج نمبر دو پر لے آیا۔

پارس کا سایہ اس ریگولیٹر کے پاس دیوی کا منتظر تھا۔ کسی بھی سائے کے متعلق یہ ذکر ہو چکا ہے کہ وہ چند سیکنڈ کے لیے اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو ٹھوس بنا سکتا ہے۔ پارس کے سائے نے بھی ریگولیٹر کو صفر پر لاتے وقت اپنے ایک ہاتھ کو کلائی تک ٹھوس بنایا تھا۔ دیوی نے بھی جب ریگولیٹر کو وولٹیج نمبر دو پر لانے کے لیے ایک ہاتھ کو کلائی تک ٹھوس بنایا تو پارس نے اپنے ہونٹوں کو ٹھوس بنا کر اس کی ہتھیلی کی پشت کو چوم لیا۔

دیوی ثی تارا کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی پھر وہ اپنے ہاتھ کو سایہ بنا کر اپنی ڈی کے اندر واپس آگئی۔ اس کا دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس روپوش رہنے والی کو کبھی کسی مرد نے ایک انگلی سے بھی چھونے کی جرأت نہیں کی تھی۔ اس نے سر سے پیر تک خود کو پارس کی امانت بنا کر رکھا تھا۔ اسی پارس نے اس کنواری کے اندر ایک بوسے کا دھماکا کیا تھا۔

اس کی جو حالت تھی' وہی جانتی تھی۔ جذبات نے جھرجھری سی پیدا کی۔ احساسات نے حیا سے زبان بند کردی۔ اسے غصہ آیا مگر دھیما دھیما سا آیا۔ پیار آیا تو ٹوٹ ٹوٹ کر آیا۔ آئندہ ہونے والے جیون ساتھی کی رفاقت کیسی ہوگی؟ جیسی بھی ہوگی' اس کا پیش لفظ وہ بوسہ تھا۔

پارس کے سائے نے ریگولیٹر کو وولٹیج نمبر ایک پر رکھا تھا تاکہ پی پی سیون میں جان رہے۔ وہ متحرک رہے مگر جنون میں مبتلا ہو کر نقصان پہنچانے والی قوت اسے نہ ملے۔ اس نے ڈرائیور کے اندر آکر اس کی زبان سے کہا "پی پی سیون! یہ نہ بھولا کرو کہ تمہاری فولادی قوت ریموٹ کنٹرولر کی محتاج ہے اور ہم سایوں کے رحم وکرم سے برقرار رہتی ہے۔ میں نے تمہاری لائف پاور کو ابھی ایک نمبر پر رکھا ہے۔ تم پیچھے ہاتھ لے جا کر اپنی ضرورت کے مطابق قوت حاصل کرسکتے ہو لیکن ایسا کرنے سے پہلے یاد رکھنا کہ دوبارہ میری گردن دبوچنا چاہو گے تو میں پھر تمہیں بے جان بنا دوں گا۔"

پی پی سیون نے اپنا ایک ہاتھ پیچھے لے جا کر وولٹیج نمبر دو کی توانائی حاصل کی پھر کہا "میں نے اپنا ایک ہاتھ ریگولیٹر پر رکھ لیا ہے۔ اب تم اس ہاتھ کو نہ ہٹا سکو گے اور نہ ریگولیٹر کو چھو سکو گے۔"

ایسا کہنے کے بعد وہ اپنا دوسرا ہاتھ ڈرائیور کی گردن کی طرف بڑھانا چاہتا تھا کہ اس کا ہاتھ ذرا سا آگے بڑھا پھر وہ سر سے پیر تک اسٹاپ ہوگیا۔ پارس نے کہا "تم نے یہ نہیں سوچا کہ میرے پاس ریموٹ کنٹرولر ہو سکتا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد پی پی سیون پھر متحرک ہوگیا۔ اس نے کہا۔ "دیوی جی! یہ ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے مجھے اسٹاپ کررہا ہے۔ آپ اپنے ریموٹ کنٹرولر سے مجھے فوراً ہی متحرک کیوں نہیں کررہی ہیں؟"

پارس نے کہا "تمہاری دیوی جی ایک مشرقی عورت ہے۔ وہ شرم و حیا کی برسات میں بھیگ رہی ہے۔ تم فولادی روبوٹ ہو۔ اگر ہمارے جذبات کو سمجھتے تو اس وقت اپنے معاملے میں الجھاتے۔ تم اتنے دن ارضی دنیا میں رہے۔ دیوی کے ساتھ کوئی بھارتی فلم دیکھ لیتے تو ابھی مجھے اور دیوی جی کو بارش میں کرنا چنے گانے کا موقع دیتے۔"

ڈی ثی تارا' دیوی کی موجودہ حالت سے بے خبر تھی۔ اس نے پارس سے پوچھا "تم مسخرا بننے کے لیے بے تکی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"

پارس نے کہا "پس پردہ جو ہو رہا ہے' وہ تمہارے ساتھ ہو... مان لیں کہ میں مسخرا نہیں مسخر کرنے والا ہوں۔ کیوں دیوی... ٹھیک کہتا ہوں نا؟"

اصلی ثی تارا کی عمر جو بھی رہی ہو' فی الوقت سولہویں سال بخار چڑھ گیا تھا۔ اسے چپ سی لگ گئی تھی۔ پارس نے نظر آنے والی ثی تارا کے متعلق کہا تھا کہ وہ اسے ڈی ثابت کردے گا... اس نے بڑی چالاکی سے اسے ڈی ثابت کردیا تھا اور یہ جان لیا... کہ اصلی ثی تارا سایہ بنی ہوئی ہے۔

جناب تبریزی اور آمنہ فرہاد نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے پارس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ سایہ بنانے والی گولیاں کس طرح اصلی ثی تارا تک پہنچائی گئی ہیں اس لیے پارس حیران تھا کہ وہ سایہ کیسے بن گئی ہے اور اس نے کتنی گولیاں کہاں سے حاصل کی ہیں؟

اس نے کہا "میرے من مندر کی دیوی! تمہاری طرح میں... بھی چپ سادھ لی ہے لیکن چند سوالات میرے ذہن میں چبھ رہے ہیں پھر کبھی تنہائی میں سوالات کروں گا۔ ابھی جارہا ہوں۔ ڈرائیور میرا آلۂ کار ہے۔ آئندہ اسی کے ذریعے ملاقات ہوگی... اس یقین کے ساتھ جارہا ہوں کہ اپنے روبوٹ کے ذریعے میرے آلۂ کار کو نقصان نہیں پہنچنے دو گی۔"

اصلی ثی تارا جس کار میں جارہی تھی' پارس اس کار سے... گیا۔

روشنا اور پاشا جس کار میں تھے اس کار کو ایک حسینہ ڈرائیو کررہی تھی۔ پارس کی طرح لکی سیون نے اس حسینہ کو اپنی آلۂ کار بنایا تھا اور سایہ بنی ہوئی اس کے اندر موجود تھی۔

جب کار میں سفر شروع ہوا تو لکی سیون نے اس حسینہ کے ذریعے کہا "روشنا! تم مجھے نہیں جانتی ہو لیکن میں تمہیں اس... جانتی ہوں کہ تم یہاں کی شہزادی بدی بدی کی سہیلی تھیں۔"

روشنا نے کہا "اس کمینی کا نام مت لو۔ بڑی سہیلی بنتی تھی... مجھے ارضی دنیا میں بے یار و مددگار چھوڑ کر آئی تھی۔ اچھا ہوا... یہاں سے ذلیل ہو کر بھاگ گئی ہے۔"

"اس کے چلے جانے سے اس کے تمام عاشق اداس ہو گئے ہیں لیکن تم یہاں جتنے عاشق چھوڑ کر گئی تھیں وہ تمہیں دیکھ کر خوشیاں منائیں گے۔ تمہاری راتیں بھی بڑی رنگین گزریں گی۔"

وہ غصے سے بولی "کیا بکواس کررہی ہو۔ میں بدی بدی کی طرح بے شرم نہیں ہوں۔ میرا ایک ہی عاشق ہے اور یہ ابھی میرے ساتھ ہے۔"

"اچھا! یہ نیا ہے۔ ارضی دنیا سے لائی ہو۔ روشنا! یہ ایک ہی تمہارے پاس ٹک جائے تو اچھا ہے۔ عورت چاہے جتنے جوتے بدل کر پہنے لیکن عاشق ایک ہی ہونا چاہیے۔ عاشق اور جوتے میں فرق ہوتا ہے۔"

"یو شٹ اپ۔ بکواس مت کرو۔"

پاشا نے کہا "کیوں اسے ڈانٹ رہی ہو۔ یہ بات میرے دل کو لگ رہی ہے کہ میں تمہارا عاشق نہیں جوتا ہوں۔"

روشنا نے ناگواری سے کہا "تمہیں اس کی باتیں متاثر کررہی ہیں یا اس کا حسن و شباب؟"

"حسن و شباب متاثر کرے گا تو میں اس کا نام اور پتا پوچھ لوں گا لیکن تم مان لو کہ یہ تمہارے بے حساب عاشقوں کے بارے میں درست کہہ رہی ہے۔"

"کیا میں بے وفا ہوں؟ کیا میں محبت کا فریب دے رہی ہوں؟"

"روشنا! محبت کی بات نہ کرو۔ ہم صرف دوست ہیں۔ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو خلائی پلیٹ فارم کے افسروں کے ساتھ تنہائی میں وقت نہ گزارتیں۔ کیا مجھے احمق سمجھتی ہو۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ میں غیر معمولی سماعت کے ذریعے ہزاروں میل دور کی آواز بھی سن لیتا ہوں۔ تم نے ان افسروں کے ساتھ کیسے وقت گزارا اور ان سے کیسی باتیں کرتی رہیں' وہ سب میں سنتا رہتا تھا۔"

"میں نے تمہیں دیوی سے زیادہ طاقتور بنانے کے لیے ان افسروں کو اپنی طرف مائل کیا تھا۔"

"بظاہر تو یہی بات ہے لیکن یہاں جو کمانڈر بن کر آیا ہے تم نے اس کے ساتھ یہ منصوبہ بنایا ہے کہ وہ کمانڈر عوام کی حمایت حاصل کرکے یہاں اقتدار حاصل کرے گا اور تم اس کی ملکہ بنو گی۔ یہ پلاننگ مجھ سے دور سرگوشیوں میں ہوئی تھی لیکن میرے سننے کی صلاحیت نے وہ سرگوشیاں بھی مجھے سنا دیں۔"

روشنا نے اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "مجھے اعتراف کرلینا چاہیے' میں کمانڈر کے ساتھ پلاننگ کرتے وقت تمہاری غیر معمولی صلاحیتوں کو بھول گئی تھی۔ وہ مجھ پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا ہے اور میں اس کی مقبولیت کو سمجھتی ہوں۔ وہ عوام کا اعتماد حاصل کرکے یہاں کا حکمران بنے گا تو میں ملکہ کہلاؤں گی۔"

"میں تمہارے جیسی عورت کو اپنے پہلو سے اٹھا کر پھینک دیتا ہوں۔"

وہ ہنس کر بولی "اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھو۔ یہ تمہاری ارضی دنیا نہیں ہے۔ اگر تم مجھے ذرا سا بھی نقصان پہنچاؤ گے تو کمانڈر کے ماتحت تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے مگر کمانڈر کو میں کیوں زحمت دوں۔ میرے بدن پر یہ جو ایٹمی لباس ہے یہی تمہارے چیتھڑے اڑا دے گا۔"

پاشا نے کہا "میں نے بھی ایٹمی لباس پہنا ہوا ہے۔ کیا تم بچ سکو گی؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "خلائی پلیٹ فارم میں تمہارے لباس اور فلائنگ شوز کو چیک کیا گیا تھا۔ کمانڈر نے حکم دیا تھا کہ تمہیں نیا ایٹمی لباس دیا جائے اور تم خوش ہو گئے تھے۔ یہ جو لباس تم نے پہنا ہے اسے آزمایا نہیں ہے۔ چلو مجھ پر آزماؤ۔ اگر تم ناکام رہو گے تو میں اپنے ایٹمی لباس کو تم پر آزماؤں گی۔"

پاشا نے پریشان ہو کر سوچا "یہ تو میرے ساتھ بہت بڑا دھوکا ہوا ہے۔ پتا نہیں یہ لباس بدلنے والی پلاننگ کب کی گئی تھی۔ میں سن نہ سکا۔ شاید میں ایسے وقت کسی دوسرے معاملے میں مصروف تھا لیکن اس عورت نے زبردست فریب دیا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "سوچتے کیا ہو۔ اپنے اس ایٹمی لباس کے بٹن کو دو انگلیوں میں تھام کر ایک طرف گھماؤ۔ ایک ایٹمی شعاع نکلے گی اور میرا کام تمام ہو جائے گا۔"

پاشا نے دوسری طرف گھوم کر لباس کے بٹن کو تھام کر خالی جگہ کی سمت گھمایا۔ کچھ نہیں ہوا۔ اس بٹن سے ایٹمی شعاع نہیں نکلی۔ وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ ایک تو دیوی دشمن تھی۔ دوسرے یہ کہ اس زون میں پارس کہیں موجود تھا۔ تیسری سمت روشنا اپنے ایٹمی لباس کے بٹن کو دو انگلیوں میں تھام کر بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ ہاتھ اٹھا کر بولا "رک جاؤ۔ پہلے یہ بتاؤ مجھ سے دشمنی کیا ہے؟ تم کمانڈر کے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو میں دیوار نہیں بنوں گا۔"

وہ بولی "دیوار بننے میں دیر نہیں لگتی۔ میں نے یہ بدی بدی سے سیکھا ہے۔ کوئی نیا مرد پسند آجائے تو پچھلے کو ٹھکانے لگا دو ورنہ وہ رقابت میں ہماری جان کا دشمن بن جائے گا۔"

وہ ڈرائیو کرنے والی حسینہ سے بولی "کار روکو۔ اسے کار سے باہر جانے دو تاکہ اس کے وجود کے ٹکڑے میرے بالکل قریب نہ ہوں۔ ایسا ہوگا تو اس کے لہو سے میرا بدن غلیظ ہوگا۔"

کار ڈیڑھ سو میل فی گھنٹا کی رفتار سے جارہی تھی۔ روشنا نے ڈانٹ کر کہا "کیا تم نے سنا نہیں؟ کار روکو۔"

اسے اپنے اندر کھنکتی ہوئی ہنسی سنائی دی پھر سرگوشی میں کہا گیا۔ "تم نے بدی بدی کے ساتھ ساتھ رہ کر بڑی کمینی حرکتیں سیکھی ہیں۔ کیا تمارا کے زہر سے ڈرنا بدی بدی سے نہیں سیکھا؟"

وہ سہم کر کچھ کہنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے کہا گیا "زبان سے کچھ نہ بولنا۔ پاشا کو یہ معلوم نہ ہو کہ تمہارے اندر تمارا بول رہی ہے۔ میرا سایہ تمہارے اندر ہے۔ میرے حکم کے خلاف زبان

کھولو گی تو میں تمہارے اندر زہر تھوک دوں گی۔"
وہ لرز کر رہ گئی۔ سوچ کے ذریعے بولی "اگر تم تمارا ہو تو یہ پاشا تمہارے پارس کا دشمن ہے۔ کیا تم اپنے لائف پارٹنر کے دشمن کو ہلاکت سے بچانا چاہتی ہو؟"

"اپنی دوستی اور دشمنی ہم خوب سمجھتے ہیں۔ تم فوراً میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اپنا ایٹمی لباس اتار کر پاشا کو دے دو۔"

"میں اسے یہ لباس دوں گی تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔"

"یہ نہیں مارے گا۔ باتوں میں وقت ضائع کرتے ہوئے یہ نہ سمجھو کہ کمانڈر تمہاری حفاظت کے لیے آئے گا۔ کیا وہ تمہیں میرے زہر سے بچا سکے گا؟"

"نہیں۔ تمہارے زہر سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

"میرے خاموش ہوتے ہی تم نے لباس نہ اتارا تو میں تھوک کر چلی جاؤں گی۔"

اس کے خاموش ہوتے ہی وہ ایٹمی لباس اتارنے لگی۔ زون میں جتنے ایٹمی لباس تھے وہ سب صحت مند جنگجو افراد کے لیے تھے۔ روشنا نے وہ ڈھیلا سا لباس صرف اپنی حفاظت کے لیے پہنا تھا۔

اس نے لباس اتار کر پاشا کی طرف بڑھاتے ہوئے رونے کے انداز میں کہا "اسے تم پہن لو اور اپنا لباس مجھے دے دو۔"

پاشا نے حیرانی سے اسے دیکھا لیکن سوچنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ فوراً اس لباس کو جھپٹ لیا پھر اپنا لباس اتارتے ہوئے بولا۔ "یہ دشمنی کا انداز کیوں بدل گیا ہے۔ ابھی تو تم مجھے ہلاک کرنا چاہتی تھیں؟"

روشنا نے لکی سیون کی ہدایت کے مطابق کہا "خلائی اسٹیشن میں جس سایہ بن کر رہنے والی ہستی نے ہم سے باتیں کی تھیں وہ ابھی میرے اندر ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ میں ایٹمی لباس تمہیں دوں ورنہ وہ مجھے ہلاک کر دے گی۔ کمانڈر بھی مجھے نہیں بچا سکے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولا "اے نادیدہ ہستی! میں تیرا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ ایک مرد کی زبان سے وعدہ کرتا ہوں' جب بھی تجھے میری ضرورت ہو گی' میں تیرے لیے جان قربان کر دوں گا۔"

اس نے وہ اصلی ایٹمی لباس پہن لیا پھر کہا "یہ میری التجا ہے کہ تمہارا سایہ میرے اندر آئے اور تم مجھ سے موجودہ اہم معاملات پر گفتگو کرو۔"

روشنا نے کہا "وہ ہستی کہہ رہی ہے کہ ابھی تم سے براہِ راست گفتگو نہیں کرے گی۔ وہ چاہتی ہے کہ کمانڈر کو ہمارے لباس تبدیل کرنے والی بات معلوم نہ ہو۔ کل صبح اہم اجلاس ہو گا۔ اس وقت تک کسی پر یہ ظاہر نہ ہو کہ ہم دونوں میں عداوت پیدا ہو گئی ہے۔"

"میں اس ہستی کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ میرے لیے یہ اطمینان کافی ہے کہ میں تمہارے اور کمانڈر جیسے دشمنوں سے محفوظ رہوں گا۔"

اسی وقت پارس دیوی شی تارا سے نمٹ کر ڈرائیو کرنے وا[لی] حسینہ کے اندر آیا۔ لکی سیون بھی روشنا کے اندر سے نکل کر اس حسینہ کے اندر آئی پھر پارس کو بتایا کہ روشنا نے کمانڈر کو کن مقاص[د] کے لیے اپنا نیا عاشق بنایا ہے اور کس طرح پاشا کو فریب دے کر ہلاک کرنے والی تھی لیکن اب وہ اسے ہلاک نہیں کر سکے گی۔

روشنا سر جھکائے پاشا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ پاشا نے پوچھا "کیا غبارے سے ہوا نکل گئی؟"

وہ نظریں چرا کر بولی "مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اگر تم میری ایک غلطی معاف کر دو گے تو میں کمانڈر کو بھی تمہارا دوست بنا دوں گی۔ وہ اس زون کا حکمران بننے کے بعد مجھے اپنی ملکہ بنائے گا۔ میں تمہیں اس کی حکومت میں سب سے اعلیٰ عہدیدار بناؤں گی۔"

"کچھ اور لذیذ قسم کا چارا ڈالو۔ اعلیٰ عہدیدار والا چارا بد[مزہ] ہے۔ تمہارا خیال ہے' کمانڈر زیادہ سے زیادہ لوگوں کی حمایت حاصل کر کے یہاں کا حکمران بنے گا۔ تھوڑی دیر پہلے اس چھوٹی کار کے اندر تم مجھ سے زیادہ طاقتور بن گئی تھیں۔ میری موت کا وقت قریب لے آئی تھیں مگر پلک جھپکتے ہی بازی پلٹ گئی ہے اسی طرح کمانڈر کے حکمران بنتے بنتے بازی پلٹ سکتی ہے۔"

"یہی تو میں نہیں چاہتی۔ اگر تم میرے اور کمانڈر کے دوست بن جاؤ تو وہ سایہ بننے والی ہستی تمہاری خاطر ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

"تمہارے چاہنے یا التجا کرنے سے دوست نہیں بنوں گا۔ اب تو وہی ہو گا' جو سایہ بننے والی ہستی چاہے گی۔"

روشنا نے کہا "اے ہستی! کیا تم میرے اندر موجود ہو؟ پلیز میں ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دو چار بار مخاطب کیا پھر ما[یوسی] سے بولی "وہ جا چکی ہے۔"

پھر اس نے ڈرائیو کرنے والی حسینہ کو دیکھا۔ کچھ سوچا پھر پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ بولی "میرا نام روشنا ہے۔"

روشنا نے ناگواری سے کہا "مذاق نہ کرو۔ اپنا نام بتاؤ۔"

"مجھے تمہارا نام بہت پسند ہے۔ تمہاری زندگی کے دن پو[رے] ہونے والے ہیں پھر تم نہیں رہو گی صرف نام رہ جائے گا اس [لیے] میں یہ نام اپنا رہی ہوں۔"

ذرا ذرا سہم کر بولی "کیا وہ ہستی تمہارے اندر ہے؟ کیا [وہ] کہہ رہی ہے کہ میرے دن پورے ہونے والے ہیں؟"

"تم کس ہستی کی بات کر رہی ہو؟ میں تو تینوں سائنس دا[نوں] اور بدی کا انجام دیکھ کر پیش گوئی کر رہی ہوں۔ ان سب [کو] یہاں سے فرار ہونے کے مواقع مل گئے۔ ضروری نہیں کہ تمہ[یں] موقع ملے۔ اس سے پہلے کمانڈر تمہیں ختم کر دے گا۔"

"تمہاری پیش گوئی بے تکی ہے۔ کمانڈر میرا دیوانہ ہے

مجھ پر مرتا ہے' وہ مجھے کیوں مارے گا؟"

"اب یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔"

وہ تمام کاریں اپنی منزل پر پہنچ گئیں۔ اس محل کے سامنے آگئیں جہاں پہلے سولارز اپنی بیٹی کے ساتھ رہتا تھا۔ سفر کے دوران ہر شہر میں کمانڈر اور اس کے ماتحتوں کو بڑی گرم جوشی سے خوش آمدید کہا گیا تھا۔ محل کے سامنے بھی ہزاروں لوگ جمع ہو گئے تھے۔ کمانڈر کے لیے زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ آخری حکمران سولارز کمانڈر کی آمد سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا ہے۔

کمانڈر نے محل کے ایک اونچے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر کہا۔ "میں نے کل صبح اس زون کے ذہین سائنس دانوں' ڈاکٹروں' انجینئروں اور دانشوروں کو بلایا ہے۔ ان سب کے مشوروں اور آپ سب کی حمایت سے یہاں عوامی حکومت قائم ہوگی۔ یہاں کوئی ڈکٹیٹر یا بادشاہ نہیں ہوگا۔ یہاں آپ سب مل کر حکومت کریں گے۔"

ہزاروں لوگ تالیاں بجانے لگے۔ کمانڈر زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ زون کے عوام ارضی دنیا کے عوام کی طرح تھے۔ کوئی بھی لیڈر جوشیلی تقریر کرے اس کے حق میں نعرے لگانے اور تالیاں بجانے لگتے تھے۔

وہاں لوگوں کے سامنے سولارز کے جان نثاروں کو قیدی بنا کر پیش کیا گیا۔ کمانڈر نے اپنے جان نثاروں سے پوچھا "انہیں کس نے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا ہے؟ یہ لوگ تو ایٹمی لباس پہنے ہوئے تھے۔"

کمانڈر کی حیرانی درست تھی۔ وہ تو ابھی وہاں پہنچا تھا لیکن پہلے سے دشمنوں کے جسموں سے ایٹمی لباس اتار لیے گئے تھے اور یہ کام ان کی آمد سے پہلے لکی سیون اور پارس نے کیا تھا۔ انہیں دھمکی دی تھی کہ وہ ایٹمی لباس اتار کر خود کو گرفتاری کے لیے پیش نہیں کریں گے تو وہ سب ان دو سایوں کے زہر سے تڑپ کر مریں گے۔

ناظمِ اعلیٰ نے کمانڈر سے کہا "ارضی دنیا سے آنے والے سایوں نے انہیں آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے۔"

کمانڈر نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "تمام حاضرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ ارضی دنیا کے کچھ لوگ اپنے ٹھوس جسموں کو سائے میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ ہماری آج کی کامیابی میں ان ارضی باشندوں کا تعاون بھی شامل ہے۔ یہ جتنے دشمن گرفتار ہوئے ہیں' انہیں ابھی قیدی بنا کر رکھا جائے گا۔ نئی حکومت قائم ہونے کے بعد انہیں سزا سنائی جائے گی۔ اب میں آپ کے سامنے روشنا کو بلاتا ہوں۔"

روشنا خوش ہو کر دو جان نثاروں کے درمیان چلتی ہوئی کمانڈر کے قریب آئی۔ کمانڈر نے کہا "تمام حاضرین اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بدی بدی کی سہیلی ہے۔ جب سولارز اقتدار میں تھا تو روشنا اور بدی بدی نے کتنے جوانوں سے عشق کیا اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہم نئی حکومت قائم کرنے سے پہلے تمام سانپوں کو پٹارے میں بند کر دیں گے لہٰذا روشنا کو بھی باقاعدہ سزا سنانے تک قیدی بنا کر رکھا جا رہا ہے۔"

وہ چیخ کر بولی "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم نے مجھے سبز باغ دکھائے تھے؟ تم دھوکے باز ہو۔ حکمران بننے کے لیے لوگوں کے دل جیتنے کے لیے مجھے بدچلن قاتلہ کہہ کر قیدی بنا رہے ہو اور بیوقوف عوام کو خوش کر رہے ہو۔ میں بدچلن ہوں تو تم نے بھی میرے ساتھ منہ کالا کیا ہے۔ اپنے لیے بھی یہی سزا سناؤ۔"

لوگ یہ نہیں سن رہے تھے کہ کمانڈر بھی بدکار ہے۔ انہیں یہ سن کر غصہ آ رہا تھا کہ روشنا عوام کو بیوقوف کہہ رہی تھی۔ جہاں عوام سالہا سال سے بیوقوف بنتے چلے آ رہے ہوں وہ کبھی خود کو بیوقوف تسلیم نہیں کرتے۔ اس لفظ کو گالی سمجھ کر غصے میں آجاتے ہیں اور یوں اپنی بیوقوفی کو دانشمندی سمجھتے رہتے ہیں۔ دو جان نثاروں نے روشنا کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ لیا تھا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ اس نے ایٹمی لباس پہنا ہوا ہے' انتقاماً حملہ کر سکتی ہے۔ ایک جان نثار نے وہ لباس اس کے جسم سے اتار دیا۔ لکی سیون نے اس کے اندر کہا "وہ کار ڈرائیو کرنے والی حسینہ درست کہہ رہی تھی کہ کمانڈر تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

وہ گڑگڑا کر بولی "پلیز' مجھے بچاؤ۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

"میں تمہیں بچاؤں گی مگر اسے میرا احسان نہ سمجھنا۔ یہ ہمارے منصوبے میں شامل ہے کہ تمہیں بھی فرار ہونے کا موقع دیا جائے۔ میں نے تمہارے فلائنگ شوز کے تلے الگ کر دیے ہیں۔ اب بٹن دبانے جا رہی ہوں۔"

کمانڈر کے دونوں جان نثار اس کا ایٹمی لباس اتار کر مطمئن ہو گئے تھے کہ اب وہ حملہ نہیں کر سکے گی۔ وہ دونوں نیچے بیٹھ کر اس کے پیروں سے فلائنگ شوز اتارنا چاہتے تھے۔ اسی وقت انہیں جھٹکے سے لگے۔ وہ بیٹھے بیٹھے پیچھے کی طرف گرے اور روشنا یکبارگی فضا میں تیزی سے بلند ہوتی چلی گئی۔

تمام حاضرین کی طرح کمانڈر بھی حیران رہ گیا کیونکہ روشنا نے فلائنگ شوز کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا اور شوز کی مشین آپ ہی آپ آن ہو کر اسے خلا میں لے گئی تھی۔ ایک جان نثار نے کمانڈر سے پوچھا "کیا ہم اس کا تعاقب کریں؟"

"نہیں۔ وہ بہت آگے نکل گئی ہے۔ شاید ہاتھ نہیں آئے گی پھر یہ کہ اس سے پہلے تین سائنس دان اور بدی بدی جا چکے ہیں۔ ایک اس کے چلے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

لکی سیون نے اس کے اندر آ کر کہا "میں نے روشنا کے شوز کی مشین آن کی تھی۔ تم عوامی حکومت کا خواب دکھا کر تنہا حکمران بننے کی پلاننگ کر چکے ہو۔ میں تمہارے اندر رہ کر تمہارے چور خیالات پڑھتی رہتی ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جس طرح میں نے روشنا کو اڑا دیا اسی طرح تمہیں بھی فرار ہونے پر مجبور کر دوں۔"

وہ بولا "میں ہزاروں لوگوں کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ میری باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں۔"

"جو کام ابھی ہو سکتا ہے اسے فوراً کرنا چاہیے۔ ابھی اعلان کرو کہ عوام کے لیے پنچایت نما حکومت قائم ہوگی۔ پانچ افراد کے مشوروں اور متفقہ فیصلوں سے ملکی نظام جاری رہا کرے گا۔ پانچ میں سے تین افراد خلائی زون کے ہوں گے اور دو ارضی دنیا کے افراد ہوں گے۔ ٹی تارا اور پاشا کو سب کے سامنے بلاؤ اور نظامِ حکومت کے لیے انہیں قابلِ اعتماد تسلیم کرو۔"

اس نے پوچھا "کیا تم وہی خلائی پلیٹ فارم والی ہستی ہو' جس نے انچارج اسٹیشن ماسٹر کو چند گھنٹوں کے لیے سایہ بنا دیا تھا؟"

"ہاں۔ میں وہی ہوں۔ باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔"

وہ مجبور ہو گیا۔ ابھی روشنا کے فرار ہونے کا ایک نمونہ دیکھ چکا تھا۔ اگر وہ ہستی اس کے شوز کی مشین کو چپکے سے آن کر دیتی اور وہ پرواز کرنے لگتا تو اپنی مرضی سے واپس نہیں آ سکتا تھا۔ وہ ہستی اس کے اندر رہ کر واپسی کے لیے شوز مشین کا ریموٹ کنٹرول استعمال نہیں کرنے دیتی اور یہ ہو سکتا تھا کہ دور کہیں خلا میں پہنچا کر اس کے دونوں شوز اتار دیتی اور خود پہن کر زون میں واپس آجاتی۔

جو کچھ وہ سمجھ بھی نہیں سکتا تھا وہ سب کچھ وہ کر سکتی تھی۔ اس نے ٹی تارا اور پاشا کو اونچے پلیٹ فارم پر بلا کر تمام حاضرین سے ان کا تعارف کرایا پھر جو لکی سیون نے کہا تھا وہی طوطے کی طرح حاضرین کے سامنے بولتا چلا گیا۔

○☆○

ساسا نکولائی اور ساسا مورائی نے زون سے فرار ہونے کے بعد سوچا کہ انہیں کس سمت اور کہاں جانا چاہیے؟

انہوں نے خلا میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر سر سے سر جوڑ کر سوچ کے ذریعے گفتگو کی۔ نکولائی نے کہا "ہمیں مختلف سمت جانا چاہیے۔ ہم کسی منزل پر پہنچ کر اپنی سابقہ شان و شوکت کے مطابق کامیابی حاصل کریں گے۔ ہم میں سے جسے ناکامی ہوگی وہ اپنی جگہ چھوڑ کر کامیاب ہونے والے ساتھی کے پاس آجائے گا۔"

مورائی نے کہا "میں تائید کرتا ہوں۔ ہم سب کو کسی ایک جگہ جا کر نہیں پھنسنا چاہیے۔ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"

"پہلے میں نے سوچا تھا' زون ٹو میں جاؤں گا لیکن وہ زون ون سے قریب ہے۔ سولارز اپنے ایٹمی لباس والے جان نثاروں کو سایہ بنا کر بھیج سکتا ہے لہٰذا میں زون تھری میں جاؤں گا۔"

"زون تھری میں انسان نما خطرناک جانور ہیں۔ اگر تم انہیں اپنے زیرِ اثر لا سکو گے تو پھر ایک طاقتور حکمران بن کر وہاں رہ سکو گے۔ یہ انسان نما جانوروں کا خطرہ ہے مگر ذرا سوچو' خطرہ کہاں نہیں ہے۔ سولارز ارضی دنیا والوں کو کمتر سمجھ کر گیا تھا پھر بری طرح شکست کھا کر آیا تھا۔"

مورائی نے کہا "اس نے شکست کھائی تھی' میں نہیں کھاؤں گا۔ میرے دماغ میں وہ سایہ بنانے والی گولیاں چبھ رہی ہیں۔ میں ارضی دنیا سے ان غیر معمولی گولیوں کا فارمولا ضرور حاصل کروں گا لیکن تم سے ایک دوستانہ مطالبہ ہے۔"

"ہم ایک جان دو قالب ہیں۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

"تمہارے پاس سات روبوٹس ہیں۔ مجھے چار روبوٹس دے دو۔ میں ارضی دنیا میں پوری قوتوں کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم پی پی ون' ٹو' تھری اور فور لے جاؤ۔ میں پی پی ایٹ' نائن اور ٹین کے ساتھ جاؤں گا۔"

ان دونوں نے رخصتی مصافحہ کیا۔ نکولائی اپنے ساتھ تین روبوٹس لے کر زون تھری کی طرف چلا گیا۔ مورائی نے اپنے چار روبوٹس کو دائیں بائیں اور پیچھے رہ کر سفر کرنے کا اشارہ کیا پھر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اپنے فلائنگ شوز کا رخ ارضی دنیا کی طرف کر دیا۔ اس طرح ان کا طویل سفر شروع ہو گیا۔ فلائنگ شوز کا میٹر اور گھڑی بتا رہی تھی کہ کتنا وقت گزرتا جا رہا ہے اور کتنا فاصلہ طے ہوتا جا رہا ہے۔

اسے یاد تھا کہ سولارز نے کششِ ثقل میں آ کر اپنے شوز کا رخ کس طرح امریکا کی سمت کیا تھا۔ مورائی امریکا میں ٹھیک اسی جگہ نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس وقت امریکا میں رات کے دو بجے تھے۔ اینٹی ڈارک آئی لینس پہننے کے باوجود صحیح طور سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ خاصی سردی کے باعث اوس پڑ رہی تھی۔ ہر سو دھندلکے کی سفیدی چھائی ہوئی تھی۔

جب وہ اپنے ہم سفر روبوٹس کے ساتھ زمین سے دو میل کے فاصلے پر آیا تو زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نظر آیا۔ اس کے چاروں طرف سمندر تھا۔ دو میل کا فاصلہ طے ہو گیا تو وہ پانچوں ایک جزیرے کے ساحل پر اتر گئے۔ وہاں قدم رکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ ویران نہیں' آباد ہے۔ اس آبادی میں روشنی نہیں کی جاتی۔ شام سے صبح تک تاریکی رکھی جاتی ہے اور ایسا کسی خاص فوجی علاقے میں ہوتا ہے۔

بلیک آؤٹ ایسے فوجی علاقے میں رہتا ہے جہاں جنگی تیاریاں ہو رہی ہوں اور تاریکی میں گوریلا فوج کی ٹریننگ جاری ہو یا پھر بڑی رازداری سے جدید جنگی ہتھیار تیار کیے جا رہے ہوں۔

جزیرے کے ساحل پر کئی جگہ واچنگ ٹاور بنے ہوئے تھے۔ وہاں ایسی مشینیں اور آلات تھے جو سمندر کے راستے آنے والے جہازوں اور آبدوز کے علاوہ فضائی راستے سے آنے والے دشمن کے طیاروں کی نشاندہی کرتے تھے۔

جب مورائی اور اس کے روبوٹس زمین سے چالیس ہزار فٹ

کی بلندی پر تھے تب ہی واچنگ ٹاور کی مشینوں اور آلات نے ان کی نشاندہی کردی تھی۔ جزیرے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ اطلاع دی گئی تھی کہ خلا کی بلندیوں سے ایسی اور روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں جو سولارز اور اس کے روبوٹس کی آمد پر دکھائی دیتی رہی تھیں۔

تمام فوجی افسران اور جوان الرٹ ہوگئے تھے اور بڑی تیزی سے مورچا بندی میں مصروف ہوگئے تھے۔ دو افسران کارڈلیس فون پر باتیں کررہے تھے۔ ایک افسر کہہ رہا تھا "شاید سولارز واپس آگیا ہے اور اپنے ساتھ چار روبوٹس لے کر آیا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہم ان کی طاقت کو بھی جانتے ہیں اور کمزوری کو بھی۔ یہ ایٹمی شعاعوں کے ذریعے پورے جزیرے کو کھنڈر بنادیں گے۔ ہم نے بڑی محنت سے کم وقت میں ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے۔ وہ مشین ایک ہی ایٹمی شعاع سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گی۔"

وہ وہی جزیرہ تھا جہاں ری ریز اور ٹیری ٹیلر بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار کررہے تھے۔ انہوں نے تینوں افواج کے سربراہوں کو رازدار بناکر ان کے اعتماد کے فوجی جوانوں کو وہاں پہرے داری کے لیے رکھا تھا۔ یہ حفاظتی انتظامات کافی تھے لیکن وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ خلا سے آنے والے وہاں پہنچ جائیں گے۔

ری ریز اور ٹیری ٹیلر اپنی نگرانی میں اس طرح یہ کام کرارہے تھے کہ دونوں بیک وقت اس جزیرے میں نہیں رہتے تھے۔ ان میں سے ایک وہاں سے چلا جاتا تو دوسرا آجاتا تھا۔ انہیں اپنے ملک کے فوجی افسران پر بھی پورا بھروسا نہیں تھا۔ اگر وہ بیک وقت ساتھ رہتے تو کسی سازشی افسر کی گرفت میں آسکتے تھے۔

اس رات ری ریز جزیرے میں تھا اور ایک جگہ چھپ کر غیر معمولی بصارت سے تاریکی اور دھندلکے میں بھی مورائی اور اس کے چار روبوٹس کو صاف طور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے مائیک کے ذریعے کہا "ہم خلا سے آنے والوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ کیا تم سولارز ہو؟"

مورائی نے چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ اینٹی ڈارک آئی لینس کے ذریعے واچنگ ٹاور اور ایک بڑی سی گودام نما چاردیواری بہت فاصلے پر نظر آرہی تھی لیکن کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے کہا "میں سولارز نہیں ہوں۔ مجھے ساسا مورائی کہتے ہیں۔ میں دوستی اور امن و سلامتی کے لیے آیا ہوں لیکن تم لوگ چھپ کر ہمیں خوش آمدید کہہ رہے ہو۔ کیا ارضی دنیا میں چھپ کر یا دور رہ کر دوستی کی جاتی ہے؟"

"ہم جلد ہی روبرو ہوں گے۔ پہلے یقین ہوجائے کہ ہمیں ایک دوسرے سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"نقصان پہنچنے کا اندیشہ مجھے ہونا چاہیے کیونکہ مجھ سے پہلے سولارز کو تم لوگوں نے نقصان پہنچایا تھا۔"

"ہم نے نہیں، ہمارے دشمنوں نے سولارز سے ہماری دوستی نہیں ہونے دی تھی۔ دشمنوں کو اندیشہ تھا کہ خلائی مخلوق سے ہماری دوستی ہوجائے گی تو ہم طاقتور بن جائیں گے اور وہ دشمن کمزور ہوجائیں گے۔"

"سچ بات یہ ہے کہ سولارز نے ہمیں اس دنیا کے بارے میں پوری رپورٹ نہیں دی تھی۔ ہم نہیں جانتے کہ یہاں کون ہمارا دوست بنے گا اور کون دشمن؟ اگر تم دوست ہو تو پھر دوستی کا کوئی ثبوت دو۔"

"دوستی کے لیے پہلے ایک دوسرے پر بھروسا کیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے کے مسائل حل کیے جاتے ہیں۔ اس طرح دوستی کا ثبوت حاصل ہوتا رہتا ہے۔"

"یہ درست ہے کہ ایک دوسرے کے مسائل حل کیے جاتے ہیں۔ تم ہمارا ایک مسئلہ حل کردو پھر ہم تمہیں دوست تسلیم کرلیں گے۔"

"تمہارا مسئلہ کیا ہے؟"

"وہ غیر معمولی گولیاں جسے نگلتے ہی ٹھوس بدن تحلیل ہوکر سایہ بن جاتا ہے۔ تم میں سے کسی نے سایہ بن کر سولارز کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا تھا۔"

"ہم نے مجبور نہیں کیا تھا۔ ہمارے دشمنوں کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔ ہم خود اس فکر میں ہیں کہ وہ گولیاں یا ان کا فارمولا کس طرح ان سے حاصل کیا جائے۔"

"ہم کیسے یقین کریں کہ وہ گولیاں تمہارے پاس نہیں ہیں؟"

"اگر وہ ہمارے پاس ہوتیں تو سایہ بن کر تمہارے روبوٹس کے پیچھے جاتے اور ان کی بیٹریوں کے پاور کو صفر وولٹیج پر لے آتے۔ پچھلی بار ہمارے دشمنوں نے سولارز کے روبوٹس کو اس طرح ناکارہ بنادیا تھا۔"

"یہ ماننے والی بات ہے۔ ہم بڑی دیر سے یہاں ہیں اور کسی سائے نے ہمارے خلاف کچھ نہیں کیا ہے۔"

"سایہ ہوگا تو کچھ کرے گا۔ تم لوگوں نے ایسا لباس پہن رکھا ہے، جو ہتھیار بھی ہے اور ڈھال بھی۔ اگر ہمارے فوجی جوان فائرنگ کریں گے تو تمام گولیاں تمہارے لباس سے لگ کر واپس ان کے پاس آئیں گی اور انہیں ہلاک بھی کرسکتی ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم سب کی آنکھوں میں گولیاں ماری جائیں تو تم میں سے کوئی نہیں بچے گا۔ فولادی روبوٹس کی آنکھوں میں سے گزرنے والی گولیاں ان کے مصنوعی دماغ کو توڑ پھوڑ دیں گی۔ اتنا کچھ جانتے ہوئے بھی ہماری طرف سے فائرنگ نہیں ہورہی ہے۔ کیا یہ دوستی کا ثبوت نہیں ہے؟"

"بے شک۔ تم نے ہمیں قائل کردیا ہے۔ اب ہمیں روبرو ہونا چاہیے۔"

"ہمارا ایک فوجی جوان آرہا ہے۔ وہ تم سب کو اس عمارت میں لے آئے گا جہاں ہم تمہارا انتظار کررہے ہیں۔"

خاموشی چھاگئی۔ ایک فوجی جوان ان کے پاس جانے والا تھا۔ ری ریز نے خیال خوانی کے ذریعے فوج کے ایک اعلیٰ افسر سے کہا۔ "میں آبدوز میں جارہا ہوں۔ تم سب ان بن بلائے مہمانوں کا استقبال کرو۔ اپنے اعتماد میں لو۔ انہیں دوستی کی زنجیروں میں اس طرح جکڑا جائے کہ ان کا ایٹمی لباس، فلائنگ شوز اور مصنوعی دماغ کسی طرح ہمارے سائنس دانوں کو اسٹڈی کے لیے مل جائے۔"

فوجی افسر نے کہا "ہم انہیں ایٹمی شعاعوں کے ذریعے جزیرے کو تباہ کرنے کا موقع نہیں دیں گے لیکن وہ دوست بن کر جزیرے کا دورہ کریں گے پھر اس ٹرانسفارمر مشین کو دیکھ کر سوالات کریں گے اور اپنے طور پر اس مشین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ایک اندازے کے مطابق وہ مشین کی کارکردگی کو سمجھ لیں گے۔"

"ہاں۔ یہ ایک پرابلم ہے۔ فی الحال انہیں جزیرے کا دورہ کرنے سے یہ کہہ کر روکا جاسکتا ہے کہ اندھیری رات ہے اور یہاں روشنی نہیں کی جاتی، وہ دن کے وقت دورہ کرسکتے ہیں۔"

ری ریز نے رابطہ ختم کیا پھر ایک خفیہ راستے سے گزر کر ایک آبدوز میں پہنچ گیا۔ اس نے ساسا مورائی کے خیالات نہیں پڑھے۔ وہ جانتا تھا کہ کسی بھی خلائی مخلوق کے دماغ میں سوچ کی لہریں پہنچتی ہیں تو اسے گدگدی محسوس ہوتی ہے اور وہ سانس روک لیتی ہے۔

ساسا مورائی اپنے چار روبوٹس کے ساتھ جزیرے کے ساحل پر کھڑا تھا۔ ایسے وقت ایک مسلح فوجی وہاں آیا۔ مورائی نے اس سے مصافحہ کیا۔ جوان نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "ہم اسی ساحل پر دو کلومیٹر تک پیدل چلیں گے کیونکہ اس چھوٹے سے جزیرے میں آمدورفت کے لئے صرف دو ٹرالیاں ہیں، جو زیرِ مرمت ہیں۔"

"کوئی بات نہیں ہم پیدل چلیں گے۔ ویسے ہمارے استقبال کے لیے کسی اعلیٰ افسر کو آنا چاہیے تھا۔"

"سوری۔ میں نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ میں فوج میں میجر ہوں۔ میرا نام جان شیفرڈ ہے۔ تم سے یہ کہا گیا تھا کہ ایک سپاہی تمہاری راہنمائی کے لیے آرہا ہے مگر میرے سینئر افسران نے کہا کہ جن سے ہمیں دوستی کرنی ہے ان کا استقبال مجھ جیسے اعلیٰ افسر کو کرنا چاہیے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے سمندر کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ دوسرے خلائی باشندوں کی طرح ساسا مورائی ایک کلومیٹر کی حدود میں.... کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو پڑھ سکتا تھا۔ میجر جان شیفرڈ تو اس کے بالکل قریب تھا پھر یہ کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ جزیرے کے اسّی فیصد فوجی یوگا کے ماہر تھے۔ کوئی ان کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ باقی بیس فیصد فوجی میجر جان شیفرڈ کی طرح تھے۔

ری ریز، ٹیری ٹیلر اور تینوں افواج کے سربراہوں کو خلائی مخلوق کے متعلق بہت کچھ معلوم تھا لیکن سب کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ خلا سے آنے والے قدرتی طور پر ایک کلومیٹر کی حدود میں ایک دوسرے کے خیالات کو پڑھ لیتے ہیں۔

ساسا مورائی پیدل چلنے کے دوران بہت کم باتیں کررہا تھا اور زیادہ سے زیادہ میجر کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اسے پتا چلا کہ ان جزیرے والوں کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں نہیں ہیں۔ اس دنیا کے ایک ملک میں بابا صاحب کا ایک ادارہ ہے۔ وہ گولیاں اسی ادارے میں تیار کی جاتی ہیں۔

پھر مورائی کو معلوم ہوا کہ اس جزیرے میں بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی ہے۔ اس مشین کی خصوصیت یہ ہے کہ کسی ایک شخص کی تمام ذہنی صلاحیتیں اور تمام جسمانی قوتیں دوسرے شخص میں ٹرانسفر کی جاسکتی ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ری ریز اور ٹیری ٹیلر ہیں۔ وہ غیر معمولی سماعت اور بصارت کے حامل ہیں اور جسمانی قوت میں بھی کسی روبوٹ سے کم نہیں ہیں۔ کچھ دیر پہلے ری ریز مورائی سے باتیں کررہا تھا پھر وہ ایک خفیہ راستے سے آبدوز... میں چلا گیا ہے۔

میجر کو جس حد تک وہاں کے بارے میں معلوم تھا، وہ سب کچھ مورائی نے معلوم کرلیا۔ کچھ باتیں میجر کے علم میں نہیں تھیں۔ مثلاً وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے سینئر افسران ایٹمی لباس، فلائنگ شوز اور مصنوعی دماغ کی اسٹڈی کرنے کے لیے کیسی پلاننگ کررہے ہیں۔ مورائی اور اس کے روبوٹس کے ساتھ ان کا سلوک کب تک دوستانہ رہے گا۔ ایسی کچھ راز کی باتیں تھیں، جو میجر کو بھی نہیں بتائی گئی تھیں۔

وہ ایک چھوٹی سی عمارت میں پہنچے۔ وہاں ایک بڑے کمرے میں فوج کے بڑے بڑے افسران موجود تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر بڑی گرمجوشی سے مورائی کا استقبال کیا۔ میجر کو دروازے سے ہی رخصت کردیا گیا۔ بڑے کمرے میں لوہے کی کرسیاں اس ترتیب سے رکھی گئی تھیں کہ مورائی ایک خلائی زون کے حکمران کی حیثیت سے ایک جگہ فوج کے جنرل کے ساتھ بیٹھ گیا۔ باقی دوسرے افسران اور چار روبوٹس ذرا فاصلے پر آہنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

جنرل نے کہا "مسٹر ساسا مورائی، ہمارے ہاں دستور ہے کہ جب دوسرے ملک کا سربراہ ہمارے ملک میں آتا ہے تو ہم اسے اپنا قومی ترانہ سناتے ہیں اور مہمان کے ملک کا قومی ترانہ سنتے ہیں۔ کیا تم اپنا قومی ترانہ لے کر آئے ہو؟"

مورائی نے کہا "ہمارا قومی ترانہ نہیں ہے۔ وہاں کے عوام ہماری شان میں ترانے گاتے ہیں۔"

"تو پھر اجازت دیں۔ ہم اپنا قومی ترانہ سنائیں؟"

"بے شک۔ دوستی کی ابتدا میں ایسی اچھی باتیں ہونی

جائیں۔"

جنرل اپنی کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ کرسی کے دونوں ہتھوں پر ہاتھ رکھ لیے پھر کہا "میری درخواست ہے کہ قومی ترانے کے دوران صرف ایک منٹ کے لئے آپ سب اس طرح ادب سے بیٹھ جائیں۔"

بڑے کمرے میں ترانہ گونجنے لگا۔ سب کے سب ادب سے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ سب ہی کے ہاتھ اپنی اپنی کرسیوں کے ہتھوں پر تھے۔ ایسے وقت مورائی نے جنرل کے خیالات پڑھنے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔ جنرل نے سانس روک لی تھی۔

ناکامی کے دوسرے ہی لمحے میں مورائی ایک دم سے چونک گیا۔ کرسی کے دونوں ہتھوں پر اس کے دونوں ہاتھ خفیہ ہتھکڑیوں میں جکڑ گئے تھے۔ لوہے کی کرسیاں اسی لیے رکھی گئی تھیں کہ وہ چاروں روبوٹس اپنی بے پناہ قوتوں سے فوراً نہ توڑ سکیں۔ انہوں نے ہتھکڑیاں لگتے ہی انہیں توڑنے کی کوششیں کیں۔ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جاتے لیکن اس سے پہلے ہی فوجی جوان چھلانگیں لگاتے اور دوڑتے ہوئے آئے پھر انہوں نے ان کے وولٹیج پاور کو صفر کردیا۔

مورائی کے دونوں ہاتھ جکڑے ہوئے تھے۔ وہ جھک کر ایٹمی لباس کے بٹن کو اپنے ایک جکڑے ہوئے ہاتھ کی طرف لانا چاہتا تھا کہ جنرل نے اس کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ جھکتے جھکتے سیدھا ہوگیا۔ پیچھے سے ایک جوان نے اس کی گردن دبوچ لی۔ دوسرا جوان اس کا ایٹمی لباس اتارنے لگا پھر اس نے جنرل سے کہا "سر! لباس کو جسم سے الگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھوں کو کھولنا ہوگا۔"

جنرل نے انکار میں سر ہلا کر کہا "کوئی بھی خطرہ مول لینا حماقت ہے۔ یہ کسی چالبازی سے ایٹمی لباس کو ہماری موت بنا سکتا ہے۔ لباس کو جسم سے علیحدہ کرنے کی ایک ہی صورت ہے۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو کاٹ کر پھینک دو۔"

مورائی حلق پھاڑ کر چیخنے چلّانے لگا لیکن اس کی شامت اسے زمین پر لے آئی تھی۔ اس کے ساتھ وہی ہوا' جو ہونا تھا۔ دونوں ہتھیلیاں کلائیوں سے الگ کردی گئیں۔ وہ بے ہوش ہوگیا۔

چاروں روبوٹس ناکارہ ہوگئے تھے۔ ان کے جسموں سے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز الگ کیے جارہے تھے۔ جنرل نے حکم دیا کہ ان سب کی بیٹریاں نکال کر انہیں امریکا کی سب سے بڑی سائنسی تجربہ گاہ میں پہنچایا جائے جہاں ان کے مصنوعی دماغ کی اسٹڈی ہوگی اور ایسے مزید دماغ تیار کیے جائیں گے۔

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے جنرل سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایٹمی لباس کے ذریعے چشم زدن میں بڑے بڑے شہروں کو کھنڈر بنانے والے دشمن اتنی آسانی سے ہمارے قابو میں آجائیں گے۔"

جنرل نے کہا "آپ اگر سولارز کی شکست کو سامنے رکھتے ہ سمجھ لیتے کہ یہ خلا سے آنے والے ذہین سائنس دان ہیں لیکن ہماری دنیا والوں کی طرح بہت زیادہ مکار اور چالباز نہیں ہیں۔"

وہ ذرا توقف سے بولا "ہماری دنیا ایک عجوبہ ہے۔ مجھے تو ہے کہ خلا اور کسی سیارے کی مخلوق طبی' سائنسی اور تکنیکی اعتبا سے ہمارے مقابلے میں زیادہ ترقی یافتہ ہوگی۔ اتنی ترقی یافتہ کہ ا کے سامنے ہم کیڑے مکوڑے لگیں گے لیکن ہم ارضی انسانوں مکاریوں کے آگے وہ کیڑے مکوڑے بن جایا کریں گے۔ ایسا ہے کہ خدا نے شیطانوں کو صرف ہماری دنیا میں پیدا کیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے مسکرا کر کہا "سر! کیا اس طرح آپ خود کو اور سب کو شیطان کہہ رہے ہیں؟"

جنرل نے کہا "پتا نہیں اکیسویں صدی میں کائنات کے کیسے راز کھلیں گے؟ کتنے سیاروں کی مخلوق کے متعلق معلوما حاصل ہوں گی اور جتنی بھی معلومات حاصل ہوں گی ان کا نچوڑ ہوگا کہ ہم انسان دوسرے سیاروں کی ترقی یافتہ مخلوقات مقابلے میں کمتر ہیں' اس کے باوجود ترقی یافتہ مخلوقات ہماری دنیا فتح کرنے کے خیال سے توبہ کریں گی' اپنے کان پکڑیں گی اور تب اپنے شیطان ہونے پر فخر کریں گے۔"

یہ درست ہے۔ ارضی دنیا کے باشندے اپنی ذات میں انا بھی ہیں اور شیطان بھی۔ اگرچہ سب ہی ایسے نہیں ہیں لیکن یہ جاتا ہے کہ انسان خود ہی اپنے اندر شیطان ہوتا ہے اور ا شیطانی حرکت تو سنہرے حرفوں سے لکھی جائے گی کہ چند انسا نے اپنا قومی ترانہ سنا کر خلائی مخلوق کو ننگا کردیا۔ سارے کپڑ اتار لیے۔

○☆○

زون ٹو میں تین سگے بھائیوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے زون کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا تاکہ تینوں بھائیوں میں اق حاصل کرنے کی جنگ کبھی نہ ہو۔ بڑا بھائی ریزر ڈونا کے علاقے ایٹمی مشینوں سے کاشتکاری ہوتی تھی اور اتنا زیادہ اناج پیدا ہو کہ باقی دو بھائیوں کے علاقوں میں بھی سپلائی کیا جاتا تھا۔

دوسرے بھائی کیزر ڈونا کا علاقہ صنعتی تھا۔ وہاں سا طب اور الیکٹرونک کے تمام چھوٹے بڑے آلات تیار کیے جا تھے۔ تیسرے بھائی لیزر ڈونا کے علاقے میں بڑی بڑی علمی سائنسی درس گاہیں اور تجربہ گاہیں تھیں۔

ان میں سے بڑا بھائی ماہر طب تھا۔ باقی دو بھائی سائنس ٹیکنالوجی کے ماہر تھے۔ وہ تینوں بھائی زون ون کے تینوں سا دان سولارز' ساسا نکولائی اور ساسا مورائی سے صلاحیتوں میں طرح کم نہیں تھے۔ جب بھی کسی بیرونی زون سے حملے ہوتے تینوں بھائی متحد ہو کر حملہ کرنے والوں کو شکست دے کر بھا مجبور کردیتے تھے۔

بہت عرصے پہلے سولارز' نکولائی اور مورائی نے ان کے زون پر قبضہ کرنے کے لیے حملہ کیا تھا پھر بری طرح شکست کھا کر اپنے زون میں واپس آگئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے پھر کبھی ان تینوں بھائیوں سے ٹکرانے کی جرأت نہیں کی تھی۔

اسی حملہ آور سولارز پر برا وقت آیا تو وہ اپنی بیٹی کے ساتھ اپنے زون سے فرار ہو کر زون ٹو کی سمت گیا۔ زون ٹو کے اطراف ایسے الیکٹرونک آلات نصب کیے گئے تھے کہ کسی بھی زون سے آنے والے تیس ہزار میل کے فاصلے پر ہوتے تو تینوں بھائیوں کے زون میں خطرے کا الارم بجنے لگتا تھا پھر وہ الیکٹرونک مشینوں کے ذریعے ایک بڑی اسکرین پر خلا میں آنے والوں کو دیکھتے تھے اور دوسری طرف کی بڑی اسکرین پر وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر آپس میں مشورہ کرتے تھے کہ کسی غیر کو اپنے زون میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے یا اسے واپس جانے پر مجبور کردیا جائے۔

ان تینوں نے خلا میں سولارز اور بدی بدی کو دیکھا پھر سگنلز کے ذریعے وارننگ دی کہ وہ باپ بیٹی فائرنگ ٹارگٹ سے باہر رہیں ورنہ دونوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

سولارز نے دونوں ہاتھوں کے خاموش سگنلز کے ذریعے کہا۔ "ہم باپ بیٹی پناہ لینے آئے ہیں۔ ہمارے زون کے عوام باغی ہوگئے ہیں۔ انہوں نے ارضی دنیا کے باشندوں کی مدد سے ہمیں شکست دی ہے۔ نکولائی اور مورائی پتا نہیں فرار ہو کر کس سمت گئے ہیں۔ ہم تمہارے سائے میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔"

ان سے کہا گیا کہ انہیں پناہ دینے کے بارے میں وہاں غور کیا جارہا ہے۔ جب تک ان کے حق میں فیصلہ نہ ہو' تب تک وہ دونوں خلا میں ان کے ٹارگٹ سے باہر رہیں۔

زون ٹو کو ان تینوں بھائیوں نے ہر اعتبار سے زرخیز بنایا تھا۔ وہاں ضرورت کی ہر چیز پیدا ہوتی تھی یا تیار کی جاتی تھی لیکن وہاں عورتوں کی کمی تھی۔ وہاں نوّے فیصد مرد اور دس فیصد عورتیں تھیں۔ وہ عورتیں سرکاری پراپرٹی کے طور پر رہتی تھیں۔ وہاں تینوں حکمرانوں اور اعلیٰ عہدیداروں کے پاس اس وقت تک رہتی تھیں جب تک انہیں ایک بچے کا باپ نہیں بناتی تھیں۔ پاؤں بھاری ہونے کے ایک برس تک کوئی ان کے قریب نہیں جاتا تھا۔ جب وہ ماں بن جاتیں تو تین ماہ کے بعد ان سے بچے لے لیے جاتے پھر عوام میں جو افراد اپنے زون کے لیے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے' وہ عورتیں ان کے حوالے کردی جاتی تھیں۔

زون ٹو میں قدرتی طور پر کچھ ایسی باتیں تھیں کہ وہاں لڑکیاں کم پیدا ہوتی تھیں۔ ان کی تجربہ گاہوں میں مصنوعی آکسیجن کے کیپسول بڑی تعداد میں تیار ہوتے تھے۔ زون ون میں اکثر آکسیجن کیپسول کی کمی ہوتی تھی۔ وہ تینوں سائنس دان ان تینوں بھائیوں کے زون سے آکسیجن امپورٹ کرتے تھے اور کیپسول کی مخصوص تعداد کے مطابق اپنے زون کی لڑکیاں ان کے حوالے کردیتے تھے۔ ایک عرصے تک یہ لین دین جاری رہنے کے باوجود زون ٹو میں پھر بھی عورتوں کی کمی تھی۔ اس کی قدرتی وجہ یہ تھی کہ وہاں ماں بننے والیاں اگر نو بیٹے پیدا کرتی تھیں تو ہزار تمناؤں کے بعد ایک بیٹی پیدا ہوتی تھی۔

وہاں کے ڈاکٹروں اور سائنس دانوں نے ٹیوب بے بی کے بھی تجربات کیے تھے لیکن ٹیوب کے ذریعے بھی بابا پیدا ہوتے تھے' بے بی نہیں ہوتی تھی۔ ان حالات کے پیش نظر ان تینوں بھائیوں نے بڑی اسکرین پر خلا میں سولارز کے ساتھ اس کی بیٹی کو دیکھا اور یہ طے کیا کہ بدی بدی ایک ایک برس تک ہر بھائی کے پاس رہ کر انہیں باپ بنائے گی پھر اعلیٰ عہدیداروں میں تقسیم کردی جائے گی۔

بڑے بھائی ریزر ڈونا نے سگنلز کے ذریعے کہا "تم دونوں اپنے ایٹمی لباس اور سامان کی کٹ اتار کر پھینک دو پھر زون میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔"

وہ مجبور تھے۔ پناہ لینا ضروری تھا اس لیے انہوں نے اپنی اپنی کٹ اور ایٹمی لباس اتار کر خلا میں پھینک دیے۔ تب انہیں سگنل دیا گیا کہ اب وہ آسکتے ہیں۔

زون کی طرف جاتے ہوئے بدی بدی نے باپ کی گردن میں بانہیں ڈال کر پیشانی ملا کر کہا "ہوب! ہم جانتے ہیں کہ یہاں کتنے مصائب سے گزرنا ہوگا لیکن آپ اپنی بیٹی پر بھروسا رکھیں۔ یہاں مجھے تمارا کے زہر کا خوف نہیں ہے۔ یہاں دشمن کتنے ہی شہ زور ہوں' انہیں کمزور بنانے کا ہنر مجھے آتا ہے۔"

"تم تو میری دست راست ہو۔ وہاں مردوں کی آبادی زیادہ ہے۔ وہ کسی قیدی یا باہر سے آنے والے مرد کو مار ڈالتے ہیں کیونکہ وہ ان کے لیے بیکار ہوتے ہیں۔ میں سائنس دان ہوں۔ لیکن وہ خود کو سب سے بڑے سائنس دان سمجھتے ہیں۔ مجھے بھی بیکار سمجھیں گے لیکن میں خود کو بہت ہی کارآمد ثابت کرنے کے لیے جھانسا دیتا رہوں گا۔ تم فوری طور پر... کچھ کرسکو گی تو میں زندہ رہ سکوں گا۔"

"ہم باپ بیٹی ایک دوسرے کی جان ہیں۔ میں آپ کے لیے جان کی بازی لگادوں گی۔"

وہ دونوں زون کے ایک حصے میں اتر گئے۔ وہاں کے فوجی افسر اور جوان ایٹمی ہتھیاروں سے لیس تھے۔ ایک افسر نے ان سے کہا۔ "اپنے فلائنگ شوز اتار دو۔"

وہ شوز اتارنے لگے۔ زون ٹو کے اس حصے کا حکمران دوسرا بھائی کیزر ڈونا تھا۔ وہ اپنی خوبصورت فلائنگ کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے بدی بدی کے گورے گلابی بدن' اس کے چہرے کے تیکھے نقوش اور اس کی اداؤں اور بولنے کے انداز کو دیکھا تو خود کو بھول کر اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

وہ شوز اتارتے ہوئے بول رہی تھی۔ "ہائے میں جوتوں کے بغیر کیسے چلوں گی۔ مجھے تو ننگے پاؤں پھولوں پر چلنے کی عادت ہے۔"

بدی بدی نے اس خوبصورت فلائنگ کار سے اندازہ لگایا تھا کہ زون کی کوئی اہم شخصیت وہاں موجود ہے۔ اور وہ حکمران گیزر ڈونا اس کے خوبصورت اور نازک سے پاؤں کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ پھولوں پر قدم رکھنے والی کو پہلے اس کی خواب گاہ میں قدم رکھنا چاہیے۔

لیکن تینوں حکمران بھائیوں کے دستور کے مطابق زون کی ہر چیز میں پہلے بڑے بھائی ریزر ڈونا کو حصہ ملتا تھا۔ دونوں بھائی ریزر ڈونا کو بزرگ اور دانا تسلیم کرتے تھے۔ آئندہ زن' زر اور زمین کی تقسیم کے سلسلے میں کوئی فساد نہ ہو اس لیے انہوں نے ہر معاملے سے نمٹنے کے لیے دستور بنائے تھے اور ان کے پابند رہا کرتے تھے۔

وہاں جو عورتیں اب تک آتی رہی تھیں وہ خوبصورت ہوتی تھیں لیکن ان میں بدی بدی کی طرح شاہانہ رعب اور دبدبے کے ساتھ حسن و جمال کی آمیزش نہیں تھی۔ کنیزوں کے مقابلے میں ایک شہزادی کو جیت لینے میں جو فخر حاصل ہوتا ہے اس کی شان کچھ اور ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایسے چیختے ہوئے حسن و شباب کی مالک تھی کہ اسے دوسروں سے پہلے پالینے کی ضد اندر ہی اندر مچلنے لگتی تھی اور یہی ہلچل گیزر ڈونا کے اندر پیدا ہو گئی تھی۔

ایک افسر بدی سے کہہ رہا تھا "قیدیوں کو ننگے پاؤں چلایا جاتا ہے۔ تمہیں بھی اسی طرح چلنا ہو گا۔"

گیزر ڈونا اپنی کار سے باہر آیا۔ تمام فوجیوں نے اٹینشن ہو کر اسے سلیوٹ کیا۔ اس نے قریب آکر بدی بدی کو سر سے پیر تک ایسی للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا جیسے پہلی بار کسی حسین ترین دوشیزہ کو دیکھ رہا ہو۔

اس نے افسر سے کہا "سولارز قیدی ہے۔ اسے ننگے پاؤں لے جاؤ لیکن یہ پھولوں پر چلتی ہے۔ مٹی میں گورے پاؤں میلے ہو جائیں گے۔"

اس نے بدی بدی کو دونوں بازوؤں پر اٹھالیا پھر کار کی طرف جاتے ہوئے بولا "ہم عورت کے لیے ترستے ہیں۔ عورت کبھی کبھی ملتی ہے لیکن ایسی کبھی نہیں ملی جیسی تم ہو۔ میں نے تمہیں پھول سمجھ کر اٹھایا لیکن مجھ سے لگ کر انگارے کی طرح دہک رہی ہو۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "کسی حسینہ کو چھونے سے پہلے اسے کوئی تحفہ دیا جاتا ہے۔"

"تم جو مانگو گی' وہ تمہیں ملے گا۔"

اس نے بدی بدی کو کار کی سیٹ پر بٹھادیا۔ وہ بولی "میں اپنے باپ کے لیے رحم کی التجا کرتی ہوں۔ اگر اسے زندہ رکھا جائے گا تو وہ تمہارے بہت کام آئے گا۔"

"ہم تینوں بھائیوں کے مشوروں کے مطابق سولارز کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہو گا۔ ہاں اگر وہ خود کو بہت کار آمد ثابت کرے گا تو میں اس کے حق میں کہوں گا کہ اسے زندہ رکھا جائے۔"

بدی بدی نے باپ کو فوجیوں کی حراست میں دیکھا پھر ایک انگلی سے اپنی ناک کھجائی۔ یہ اشارہ باپ نے سمجھ لیا کہ بیٹی اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والی ہے۔

گیزر ڈونا نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ جب وہ تیز رفتاری سے دوڑنے لگی تو اس نے ایک بٹن دبایا۔ وہ آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہونے لگی۔ پرواز کے دوران بدی بدی نے گیزر ڈونا کے شانے پر سر رکھ کر کہا "قسمت نے مجھے تمہارے لئے یہاں بھیجا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں ساری زندگی تمہاری ملکیت بن کر رہوں اور کوئی دوسرا مجھے ہاتھ لگانے کی جرأت نہ کرے؟"

وہ کچھ اسی قسم کی باتیں سوچ رہا تھا۔ اس زون میں اس کی ضرورت کی ہر چیز اپنی تھی لیکن عورت کبھی اس کی صرف اپنی نہیں رہی اور نہ ہی پہلے اس نے کسی کو اپنی ملکیت بنانے کے متعلق سوچا تھا لیکن جو حسینہ اس کے پہلو میں تھی' اس کے لیے دل یہی ضد کر رہا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کے پاس رہے اور اگر ہمیشہ نہ رہے تو کم از کم پہلے اس کے حصے میں آئے لیکن پہلے تو اسے اپنے سے بڑے بھائی کے پاس ایک برس کے لیے چھوڑنا ہو گا۔ جب وہ اپنے محل میں پہنچے گا تو بڑے بھائی ریزر ڈونا کے دو فوجی افسران آئیں گے اور بدی بدی کو لے جائیں گے۔

یہ بات گیزر ڈونا کو بری لگ رہی تھی۔ پہلی بار ایسا لگ رہا تھا کہ ریزر ڈونا بڑے بھائی ہونے کا فائدہ اٹھا کر چھوٹے بھائی کے منہ سے لقمہ چھین کر اپنے پاس منگوا لے گا۔

بدی بدی نے کہا "تم خاموش ہو۔ شاید تمہاری کوئی مجبوری ہے لیکن ایک حکمران کبھی مجبور نہیں ہوتا پھر تمہارے جیسا گبرو جوان کیسے مجبور ہو سکتا ہے۔ تمہارے پہلو میں ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی فولادی روبوٹ کے پاس ہوں۔"

وہ اس کی مردانہ وجاہت کی تعریف کر رہی تھی اور ایک حکمران کی آن اور وقار کو مسئلہ بنانے کے لیے کہہ رہی تھی کہ وہ کسی کے سامنے مجبور نہیں ہو گا۔

وہ آدھے گھنٹے میں محل تک پہنچے۔ اس آدھے گھنٹے میں بدی بدی نے ایسی ایسی حرکتیں کیں کہ وہ لوہے کی طرح گرم ہو گیا۔ جب لوہا گرم ہو جائے تو اسے کسی طرف بھی موڑا جا سکتا ہے اور کسی بھی سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے۔

وہ محل میں پہنچ کر بولی "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میرے یہاں رہنے تک میرے بوب کو بھی محل کے کسی حصے میں قید رکھا جائے؟"

اس نے اپنے فوجی افسروں کو حکم دیا "سولارز کو محل کے مہمان خانے میں رکھا جائے۔ برادر ریزر ڈونا کے فوجی آئیں تو انتظار کرنے کے لیے کہا جائے۔ میں ایک ضروری معاملے میں مصروف ہوں۔ بعد میں ان سے ملاقات کروں گا اور بدی بدی کو ان کے حوالے کروں گا۔ محل کے خاص حصے میں کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔"

وہ احکامات صادر کر کے بدی بدی کے ساتھ اس حصے میں چلا گیا' جہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ریزر ڈونا کے دو فوجی افسر آگئے۔ گیزر ڈونا کے فوجی افسر نے ان سے کہا "وزیٹرز روم میں انتظار کرو۔ ماسٹر سیکنڈ ڈونا مصروف ہیں۔ وہ بعد میں ملاقات کریں گے۔"

ریزر ڈونا کے فوجی افسر نے کہا "ماسٹر فرسٹ ڈونا کا حکم ہے کہ سولارز کی بیٹی کو فوراً حاضر کیا جائے۔ اگر تمہارا ماسٹر ہم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو ہمارا یہ ایک افسر یہاں رہ جائے گا۔ میں اپنے ماسٹر کی امانت ابھی لے جاؤں گا۔"

"تمہارے ماسٹر کی امانت محل کے اس حصے میں ہے' جہاں ہم جا نہیں سکتے۔ تم دونوں کو انتظار کرنا ہی ہو گا۔"

ایک افسر نے موبائل فون کے ذریعے ریزر ڈونا سے رابطہ کیا پھر کہا "آپ کی امانت یہاں محل کے اس حصے میں ہے جہاں ماسٹر سیکنڈ ڈونا کی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں رکھ سکتا ہے اور ماسٹر سیکنڈ ڈونا کسی معاملے میں مصروف ہے۔"

ریزر ڈونا نے پوچھا "ایسی کیا مصروفیت ہے کہ سولارز کی بیٹی کو ہمارے حوالے کرنے کی اسے فرصت نہیں ہے؟"

"ہمیں ان کی مصروفیت کا علم نہیں ہے اور نہ ہی یہاں کے افسران کچھ جانتے ہیں۔"

"وہاں کے اعلیٰ افسر کو فون دو۔"

گیزر ڈونا کے فوجی افسر نے اس سے فون لے کر کہا "ماسٹر فرسٹ ڈونا! آپ کا تابعدار سلام عرض کرتا ہے۔"

"سلام اپنے ماسٹر کو کرو اور اس سے کہو ہم سے فون پر بات کرے۔ یا رابطہ اسکرین پر ہمیں نظر آئے۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں' وہ کس سلسلے میں مصروف ہے۔"

"میں معافی چاہتا ہوں۔ میں آپ تینوں ماسٹرز کا نمک خوار ہوں لیکن آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا۔ ماسٹر سیکنڈ ڈونا نے فون کے ذریعے بھی گفتگو سے منع کیا ہے۔"

"سچ سچ بتاؤ۔ سولارز کی بیٹی کہاں ہے؟"

"ہم آپ سے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ وہ سولارز کی بیٹی کے ساتھ محل کے خاص حصے میں ہیں۔"

ریزر ڈونا نے اس سے رابطہ ختم کیا پھر چھوٹے بھائی لیزر ڈونا سے رابطہ کیا اور کہا "ہمارے بھائی گیزر ڈونا کی نیت میں فتور پیدا ہو گیا ہے۔ وہ میری امانت میں خیانت کر رہا ہے۔ اس نے سولارز کی بیٹی کو اب تک میرے افسران کے حوالے نہیں کیا ہے۔"

لیزر ڈونا نے کہا "ہو سکتا ہے' کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا ہو۔ آپ نے اس کے افسران سے گفتگو کی ہے۔ ذرا صبر کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد ہم دونوں رابطہ اسکرین پر اس کا محاسبہ کریں گے۔"

"تم کہتے ہو تو میں صبر کرتا ہوں لیکن وہ چھوٹا ہو کر میری توہین کر رہا ہے۔ محل کے اس خاص حصے میں بدی بدی کو لے گیا ہے جہاں اس کا کوئی ماتحت اجازت کے بغیر نہیں جاتا ہے۔ ایسی جگہ میری امانت کو پہنچانے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ کیا میں احمق ہوں؟"

"پلیز برادر! ہم تینوں بھائیوں میں کبھی کسی بات پر اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ ایسا پہلی بار ہو رہا ہے۔ ہماری دانش مندی یہی ہو گی کہ ہم اس اختلاف کو بڑھنے نہ دیں۔ ہمارا اتحاد ہمیشہ کی طرح قائم رہنا چاہیے۔"

چھوٹے بھائی کے سمجھانے پر بڑے بھائی نے تھوڑی دیر تک صبر کیا مگر دو گھنٹے پھر چار گھنٹے گزر گئے۔ بڑے بھائی کے دونوں افسران نے واپس آکر کہا "ماسٹر سیکنڈ ڈونا اپنے محل کے خاص حصے سے باہر نہیں آرہا ہے۔ اس نے کارڈلیس کے ذریعے ہم سے کہا ہے کہ ہم واپس جائیں۔ وہ کسی وقت آپ سے رابطہ کرے گا۔"

ریزر ڈونا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس نے چھوٹے بھائی سے رابطہ کر کے کہا "تم نے تھوڑی دیر تک صبر کرنے کو کہا تھا مگر اب پانچواں گھنٹا گزر رہا ہے۔ اس نے میرے افسران کو واپس بھیج دیا ہے اور کہا ہے کہ مجھ سے کسی وقت رابطہ کرے گا۔"

چھوٹے بھائی لیزر ڈونا نے کہا "برادر گیزر ڈونا کی یہ حرکت یقین دلا رہی ہے کہ وہ دستور کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اب ہمیں سوچنا ہو گا کہ اس کا محاسبہ کس طرح کیا جائے؟"

"وہ بھائی کہلانے کے قابل نہیں رہا۔ ایک عورت کی خاطر اس نے ہم دونوں کے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔ وہ ہمارے زون کے ایک حصے میں حکومت کرنے کے قابل نہیں رہا۔ ہم دونوں بھائی اس کے علاقے کا محاصرہ کریں گے اور اسے حکومت سے دست بردار ہونے پر مجبور کریں گے۔"

"میں آپ کے فیصلے کی تائید کرتا ہوں لیکن ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ہم آج نہ سہی کل اس کے علاقے کا محاصرہ کریں گے۔ اسے اپنا فیصلہ نہیں سنائیں گے' پہلے اسے صفائی پیش کرنے کا موقع دیں گے۔"

ریزر ڈونا نے کہا "اب میں کل تک صبر کروں گا۔ وہ ایک عورت کو لے کر ہمارے زون سے آخر کہاں جا سکے گا۔ اسے اپنی صفائی پیش کرنی ہو گی اور ہماری دی ہوئی سزا کو بھگتنا ہو گا۔"

دس گھنٹے گزرنے کے بعد ریزر ڈونا نے پھر فون پر گیزر ڈونا کے فوجی افسر سے رابطہ کیا۔ افسر نے کہا "ماسٹر فرسٹ ڈونا! میں کیا عرض کروں؟ ہمارا ماسٹر کھانے پینے کے لیے بھی باہر نہیں آرہا ہے میں اس کا معتمد خاص ہوں۔ اس نے مجھ سے کھانے پینے کی چیزیں منگوائیں۔ میں ضرورت کی چیزیں دے کر واپس آیا ہوں۔"

ریزر ڈونا رابطہ ختم کر کے سوچنے لگا۔ اس نے اسکرین پر خلا میں بدی بدی کو آتے وقت دیکھا تھا۔ وہ بلاشبہ وہاں کنیز بن کر رہنے والی عورتوں کے مقابلے میں زیادہ حسین اور پرکشش تھی۔ گیزر ڈونا پچھلے دس گھنٹے سے محل کے خاص حصے میں تھا۔ باہر نہیں آرہا

تھا۔ یہ دیوانگی بتارہی تھی کہ بدی بدی اس پر حسن و شباب کا سحر پھونک رہی ہے۔

پھر اچانک پورے زون میں خطرے کا الارم بجنے لگا۔ تینوں بھائیوں نے اسکرین پر خلا کا منظر دیکھا۔ وہاں روشنا نظر آرہی تھی۔ بڑے بھائی ریزر ڈونا نے چھوٹے بھائی لیزر ڈونا سے کہا "ایک اور حسینہ آرہی ہے مگر اکیلی ہے اور اس کے جسم پر ایٹمی لباس بھی نہیں ہے۔"

روشنا بھی حسن و شباب میں بدی بدی سے کم نہیں تھی۔ چھوٹا بھائی لیزر ڈونا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ ریزر ڈونا نے پوچھا "تم خاموش کیوں ہو؟ میری بات کا جواب نہیں دے رہے ہو"

لیزر ڈونا نے چونک کر پوچھا "برادر! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"مگر تم کہاں کھو گئے تھے؟"

"میں سوچ رہا تھا کہ یہ اکیلی کیوں بھٹک رہی ہے اور یہ کون ہوسکتی ہے۔ شاید سولارزا سے جانتا ہو۔"

محل کے خاص حصے میں بدی بدی گیزر ڈونا کی آغوش میں تھی۔ اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "یہ تو میری سہیلی روشنا ہے لیکن اب سہیلی نہیں رہی۔ میری دشمن بن گئی ہے۔ میں چاہتی ہوں اسے اپنے زون میں نہ آنے دو۔"

گیزر ڈونا نے کہا "اس زون میں عورت کو بڑی فراخ دلی سے خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ میں نے تمہاری خاطر دونوں بھائیوں کو ناراض کیا ہے۔ وہ دونوں میرے خلاف کارروائی کرنے کے لیے ضرور کچھ سوچ رہے ہوں گے۔ اگر میں ان سے کہوں گا کہ روشنا کو یہاں نہ آنے دیا جائے تو وہ میری بات نہیں مانیں گے۔"

روشنا کے پاس ایٹمی لباس نہیں تھا۔ اس کے ساتھ کوئی دوسرا نظر نہیں آرہا تھا۔ اس سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اسے زون میں آنے کی اجازت دے دی گئی۔ بدی بدی نے چونک کر کہا "میں یہ بتانا بھول گئی تھی کہ ارضی دنیا کے کچھ لوگ اپنے ٹھوس جسم کو سائے میں تبدیل کرلیتے ہیں۔ روشنا کے ساتھ ضرور کوئی سایہ آرہا ہے۔"

گیزر ڈونا نے کہا "تم مضحکہ خیز بات کہہ رہی ہو۔ بھلا ٹھوس جسم سائے میں کیسے تبدیل ہوسکتا ہے؟ میں تمہارا دیوانہ ہوگیا ہوں۔ تمہاری اس بات کو سچ مان لوں گا لیکن میرے دونوں بھائی یہی سمجھیں گے کہ میں انہیں ایک حسین عورت سے محروم کرنے کے لیے ایسی بچکانہ باتیں کررہا ہوں۔"

"مجھے تمہارے بھائیوں کی نہیں، تمہاری فکر ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ روشنا کے ساتھ آنے والا سایہ تمہاری طرف رخ نہ کرے لیکن روشنا دشمن بن کر ضرور ادھر کا رخ کرے گی۔"

"میری جان! میں دشمنوں سے نمٹنا جانتا ہوں۔ تم میرا موڈ خراب نہ کرو۔ عجیب جادو گرنی ہو۔ مجھے اپنے آپ سے اور سب ہی سے بیگانہ کردیا ہے۔ کرو اور جادو کرو۔"

وہ اسے بہلانے لگی لیکن روشنا نے فکرمند کردیا تھا۔ سولار... اسی محل میں تھا۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی "محبوب! ہم دونوں یہاں محفوظ تھے۔ آپ کی بھی سلامتی یقینی تھی لیکن ابھی روشنا اس زون میں پہنچ گئی ہے۔ یہاں سب کو تنہا دکھائی دے رہی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تنہا نہیں ہوگی۔ اس کے ساتھ ایک یا ایک سے زیادہ سائے ہوں گے۔ یہ تو ہمارے لیے مصیبت بن جائے گی۔"

سولارز نے کہا "ہم پر بڑا برا وقت آگیا ہے۔ ایک مصیبت سے بچتے ہیں تو دوسری مصیبت پیچھے پڑ جاتی ہے۔ بہر حال میں سوچ رہا ہوں کہ روشنا کو دوبارہ کس طرح اپنا بنایا جاسکتا ہے۔ ہماری سلامتی اسی میں ہے کہ وہ پھر تمہاری بہترین سہیلی بن جائے۔"

دوسری طرف روشنا زون کے اس حصے میں پہنچ گئی تھی، جہاں چھوٹے بھائی لیزر ڈونا کی حکمرانی تھی۔ ایک فوجی افسر اس سے کہہ رہا تھا۔ "یہ شوز اتار دو۔ قیدیوں کو ننگے پاؤں رکھا جاتا ہے۔"

لیزر ڈونا اسکرین پر ہی اسے دیکھ کر دیوانہ سا ہوگیا تھا۔ وہ اپنی خوبصورت گاڑی میں اسے قریب سے دیکھنے آیا تھا اور اسے دیکھ کر سحرزدہ سا ہورہا تھا۔ اب اس کے سوچنے کا انداز بھی یہی تھا کہ ایک حکمران کی حیثیت سے اس کے پاس سب کچھ تھا لیکن کوئی ایسی حسین عورت نہیں تھی جسے وہ ہمیشہ اپنی ملکیت بنا کر رکھتا۔ وقت اس پر مہربان تھا۔ اس کے ایک بھائی کی طرح اسے بھی ایک بے مثال حسینہ مل سکتی تھی۔ بشرطیکہ وہ اپنے بھائی گیزر ڈونا کی طرح بڑے بھائی کی امانت میں خیانت کرنے کا حوصلہ کرتا۔

لیزر ڈونا نے افسر سے کہا "اسے ننگے پاؤں نہ چلاؤ۔ یہ میری کار میں بیٹھ کر شوز اتارے گی۔"

اس نے روشنا کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ مسکرا کر ایک ادا سے اس کے ساتھ چلنے لگی۔ لیزر ڈونا اس کے حسن اور اس کی اداؤں پر دل ہی دل میں قربان ہورہا تھا۔ روشنا نے کار میں بیٹھ کر شوز اتار کر فوجی افسر کے پاس پھینک دیے پھر وہ کار چل پڑی۔ تیز رفتاری سے دوڑنے کے بعد فضا میں پرواز کرنے لگی۔

روشنا جانتی تھی کہ اس زون میں کس طرح عورت کو مٹھائی کی طرح تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس نے لیزر ڈونا کی دیوانگی کو بھانپ لیا اور یہ سوچ لیا تھا کہ اسے اپنا اسیر بنائے گی۔ اگر نہ بنا سکی تو اس کی کسی کمزوری کا فائدہ اٹھائے گی۔

اس نے لیزر ڈونا سے محبت کا ڈراما شروع کردیا۔ اس کے محل میں پہنچنے تک اس طرح اپنا دیوانہ بناتی رہی کہ وہ کئی برس کا بھوکا پیاسا اس کے لیے جنون میں مبتلا ہوگیا۔

پھر اس نے بھی محل میں پہنچ کر وہی کیا۔ حکم دیا کہ محل کے خاص حصے میں کوئی قدم نہ رکھے۔ باہر فوجیوں کا سخت پہرا رہے۔ اگر بڑے بھائی ریزر ڈونا کے افسر آئیں تو ان سے کہہ دیا جائے کہ ابھی ابھی امپورٹ ہونے والی حسینہ اس کی ملکیت ہے لہٰذا ریزر ڈونا کے حوالے نہیں کی جائے گی۔

اس نے فوج کے کمانڈر سے رابطہ کرکے کہا "فوج کے تمام جوانوں کو الرٹ رکھو۔ وہ بوڑھا ریزر ڈونا جوان عورت کو دیکھ کر منہ سے رال ٹپکانے لگتا ہے۔ اپنے چھوٹے بھائیوں سے دشمنی پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ اس کے کسی فوجی افسر کو میرے علاقے میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔"

اس کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ جب ریزر ڈونا کے دو افسران اس علاقے میں داخل ہونے لگے تو انہیں روک دیا گیا اور یہ کہہ کر واپس کردیا گیا کہ یہ ماسٹر تھرڈ ڈونا کا حکم ہے۔ ایسا حکم کیوں صادر کیا گیا ہے، یہ بھائی بھائی آپس میں سمجھ لیں گے۔

ریزر ڈونا نے روشنا کو اسکرین پر دیکھا تھا اور دل کو سمجھایا تھا کہ بدی بدی نہ سہی، اس کے مقابلے کی ایک حسینہ ملنے والی ہے۔ وہ بڑی بے چینی سے انتظار کررہا تھا لیکن فون پر اس کے افسران نے بتایا کہ لیزر ڈونا کے حکم پر انہیں اس علاقے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

یہ سنتے ہی اس کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک کے بعد دوسرا بھائی بغاوت کررہا تھا۔ اس نے فون پر محل کے افسر سے رابطہ کیا اور کہا۔ "لیزر سے کہو، ابھی مجھ سے اسکرین پر رابطہ کرے۔"

افسر نے معذرت چاہتے ہوئے کہا "محل کے خاص حصے میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اس حصے کے تمام فون بھی بند کردیے گئے ہیں۔ جب تک وہ روشنا کے ساتھ باہر نہیں آئیں گے تب تک ان سے بات نہیں ہوسکے گی۔"

ریزر ڈونا غصے سے تلملا گیا۔ اس نے فون بند کرکے سوچا ابھی اپنی فوج کو تیاری کا حکم دے اور لیزر ڈونا کے محل پر چڑھائی کردے۔ اس نے فوج کے کمانڈر کو بلا کر مشورہ کیا۔ کمانڈر نے کہا۔ "ماسٹر! ان دونوں بھائیوں نے سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق ایسا کیا ہے۔ وہ دونوں متحد ہوں گے تو ہم کمزور پڑ جائیں گے۔ دو متحدہ فوجی قوتوں کو للکارنا دانشمندی نہیں ہے۔"

"کیا تم ہمیں اپنی توہین برداشت کرنے کا مشورہ دے رہے ہو؟"

"آپ حکمتِ عملی سے کام لیں۔ کسی ایک بھائی کو اپنا بنا کر رکھیں اور اسے دوسرے کے خلاف جنگ پر آمادہ کریں۔ جب وہ دوسرا آپ کے قدموں میں آگرے گا تو پھر تیسرے بھائی سے نمٹنے میں آسانی ہوگی۔"

ریزر ڈونا نے سر جھکا کر سوچا "بڑھاپے میں بڑی جلدی غصہ آتا ہے۔ میں نے غصے میں یہ نہیں سوچا کہ یہ سب کچھ دونوں بھائیوں کی ملی بھگت سے ہورہا ہے۔ اگر میں ایک پر حملہ کروں گا تو دوسرا اس کی مدد کے لیے آئے گا پھر مجھے دونوں چھوٹے بھائیوں سے شرمناک شکست کھانی پڑے گی۔ مجھے غصہ تھوکنا ہوگا۔ تب ہی حکمتِ عملی سے ان دونوں پر تھوک سکوں گا۔"

تقریباً پندرہ گھنٹے بعد گیزر ڈونا نے بڑے بھائی سے فون پر رابطہ کیا پھر کہا "برادر! تمہیں اس بات پر غصہ آرہا ہوگا کہ میں نے امانت میں خیانت کی ہے لیکن میں دل سے مجبور ہوں۔ اب بھی بدی بدی کا دیوانہ ہوں۔ تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے بھول جاؤ۔ یہ اب ہمیشہ میری شریکِ حیات بن کر رہے گی۔ کوئی دوسرا اسے ہاتھ نہیں لگا سکے گا۔"

دونوں اپنی اپنی اسکرین پر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ریزر ڈونا نے ہنستے ہوئے کہا "میں بڑا بھائی ہوں۔ میرا دل بھی بڑا ہے۔ میں پہلے ہی یہ فیصلہ کرچکا ہوں کہ جو تمہیں پسند آگئی ہے وہ تمہاری ہی رہے گی لیکن وہ لیزر ڈونا مجھے تمہارے خلاف بہت بھڑکا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تمہارے علاقے پر فوج کشی کی جائے اور تمہیں شکست دے کر اس زون سے نکال دیا جائے۔"

گیزر ڈونا نے کہا "برادر! وہ ایسا کیوں کہے گا۔ وہ بھی تو یہی کررہا ہے، جو میں کررہا ہوں۔"

"اس لیے کررہا ہے کہ میں نے تمہارے خلاف قدم نہیں اٹھایا ہے۔ وہ بھی تمہارے نقشِ قدم پر چل رہا ہے۔ میں تو تمہارے لیے فراخ دل ہوں لیکن اسے معاف نہیں کروں گا۔ دل میں ایسی دشمنی رکھنے والا بھائی کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔"

اسی اسکرین پر اچانک چھوٹا بھائی لیزر ڈونا نظر آیا۔ اس نے کہا "میں نے اپنی مشین کا ساؤنڈ کھلا رکھا تھا اور بڑے بھائی کی باتیں سن رہا تھا لیکن مشین کے اس حصے کو بند رکھا تھا جو میرا عکس تم دونوں کی اسکرین تک پہنچاتا ہے۔ اب آپ میری بولتی ہوئی تصویر بھی دیکھ رہے ہیں۔"

پھر اس نے گیزر ڈونا کو دیکھتے ہوئے کہا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارا یہ بوڑھا بھائی ہم دونوں کی جوانی سے جل رہا ہے۔ اسی بھائی نے مجھ سے کہا تھا کہ تم باغی ہوگئے ہو۔ تمہارے علاقے کا محاصرہ کیا جائے گا پھر تمہیں اس علاقے کی حکمرانی سے محروم کردیا جائے گا۔"

ریزر ڈونا نے کہا "یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تمہیں میرے خلاف بھڑکا رہا ہے۔"

لیزر ڈونا نے کہا "میں جھوٹے کو اس کی قبر تک پہنچاتا ہوں۔ میں نے آپ کی وہ تمام باتیں ریکارڈ کرلی تھیں۔ یہ ریکارڈنگ آپ بھی سنیں۔"

اس نے ایک ریکارڈر کو آن کیا۔ اس میں سے بڑے بھائی ریزر ڈونا اور چھوٹے بھائی لیزر ڈونا کی پچھلی گفتگو سنائی دینے لگی۔ یہ ثابت ہونے لگا کہ بڑے بھائی نے گیزر ڈونا کے علاقے کا محاصرہ کرنا چاہا تھا لیکن چھوٹے بھائی نے سمجھایا تھا کہ کل تک صبر کیا جائے اور گیزر ڈونا کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔

بڑے بھائی نے کہا "یہ جھوٹ ہے۔ لیزر ڈونا فراڈ کررہا ہے

ریکارڈر سے میری آواز نہیں آرہی ہے کیونکہ میں نے ایسا نہیں کہا ہے۔"

گیزر ڈونا نے بڑے بھائی سے کہا "میں نادان بچہ نہیں ہوں بدی بدی میرے پاس ہے۔ تم دس گھنٹے کے دوران کئی بار میرے محل کے افسر کو فون کرچکے تھے اور اسے غصہ دکھاتے رہے تھے اور اب جھوٹی فراخدلی دکھا رہے ہو کہ تم نے بدی بدی کو میرے نام کردیا ہے۔ آج سے پہلے تم نے کبھی ہمارے چھوٹے بھائی لیزر ڈونا کے خلاف کچھ نہیں کہا تھا۔ اب تم بوڑھی چال چل رہے ہو اور ہم دو بھائیوں کو آپس میں لڑا کر دونوں کا اتحاد توڑ کر باری باری ہمیں کچلنا چاہتے ہو۔"

لیزر ڈونا نے کہا "یہ اب بڑا بھائی نہیں رہا۔ ہمارے لیے خطرہ بن گیا ہے۔ کسی وقت بھی ہمیں بے خبری میں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم دونوں بھائی متحد ہو کر اس بوڑھے کو اس کے علاقے سے محروم کردیں۔"

بڑے بھائی نے کہا "بکواس مت کرو۔ تمہاری کیا طاقت ہے کہ مجھے اس علاقے سے بے دخل کرسکو۔"

گیزر ڈونا نے کہا "دو بھائیوں کی متحدہ قوت کی آندھی میں تم تنکے کی طرح اڑ جاؤ گے۔ بہتر ہے کہ تم خود کو گرفتاری کے لیے پیش کردو۔ جنگ ہوگی تو بے شمار بے قصور فوجی مارے جائیں گے ہم تین گھنٹے بعد تم سے آخری رابطہ کریں گے۔"

مشینیں آف ہوگئیں۔ تینوں کی اسکرین سادہ ہوگئی۔ بڑا بھائی ریزر ڈونا غصے سے اٹھ کر ٹہلنے لگا پھر اس نے کمانڈر کو بلا کر کہا۔ "تمہارے مشورے کے مطابق میں حکمتِ عملی سے کام لے رہا تھا لیکن وہ دونوں تو پہلے ہی سے یہ منصوبہ بنا چکے ہیں کہ مجھے اپنے اس علاقے سے محروم کردیں گے۔"

کمانڈر نے پوچھا "وہ کہتے کیا ہیں؟"

"اور کیا کہیں گے۔ انہوں نے صاف طور سے کہا ہے کہ میں خود کو گرفتاری کے لیے پیش کردوں ورنہ جنگ چھڑ جائے گی۔ کیا ہم ان سے کمزور ہیں۔ کیا تم مشورہ دو گے کہ ہم ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں؟"

وہ بولا "میں ایسا مشورہ نہیں دوں گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں فوج کے چند اعلیٰ افسران کو بلاتا ہوں۔ ہم سب یکجا ہو کر موجودہ صورتِ حال کے مطابق جنگی تیاریاں کرنے کے منصوبے بنائیں گے۔"

"شاباش! تم واقعی دلیر کمانڈر ہو۔ جاؤ اور فوج کے اعلیٰ افسران کو لے آؤ۔"

وہ چلا گیا۔ آدھے گھنٹے بعد فوج کے چھ اعلیٰ افسر کمانڈر کے ساتھ آئے۔ انہوں نے آتے ہی اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک نے لیزر گن اس کی کنپٹی سے لگا کر کہا "ذرا بھی حرکت کرو گے تو جان سے جاؤ گے۔"

دوسرے افسر نے اس کے جسم سے تمام ہتھیار اتار لیے پھر کمانڈر نے کہا "ابھی میں نے ماسٹر سیکنڈ ڈونا سے فون پر بات کی تھی۔ وہ دانا ہے۔ جنگ چھیڑ کر بے قصور فوجیوں کی ہلاکت نہیں چاہتا ہے جب کہ تم اپنی آن کی خاطر ہم سب کو موت کے منہ میں دھکیلنا چاہتے ہو۔"

ریزر ڈونا نے کہا "کمانڈر! تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔ میں ان کا بڑا بھائی ہوں۔ وہ ہزار اختلافات کے باوجود میری یہ توہین برداشت نہیں کریں گے کہ چند فوجی افسر مجھے حراست میں لے کر نہتا کردیں۔"

کمانڈر نے رابطے کی مشین آن کی۔ اسکرین پر دونوں چھوٹے بھائی اپنے اپنے محل میں نظر آئے۔ گیزر ڈونا نے کہا "برادر! میں نے تمہارے کمانڈر سے کہا تھا کہ آج تک اس زون میں کسی فوجی کا خون نہیں بہایا گیا۔ لہٰذا امن و سلامتی کی خاطر خاموشی سے بڑے بھائی کو حراست میں لے کر آہنی سلاخوں کے پیچھے رکھا جائے۔"

چھوٹے بھائی لیزر ڈونا نے کہا "اس بڑھاپے میں ہمارے بھائی کی ہوس نہیں گئی لہٰذا آہنی سلاخوں کے پیچھے ایک عورت پہنچا دی جائے۔ ایسی عورت جو اس کی جوانی اور بڑھاپے کی تصویر پیش کرسکے۔"

دونوں بھائیوں کے احکامات کی تعمیل کی گئی۔ ریزر ڈونا کو آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا گیا۔ وہاں اس کے آرام کرنے کے لیے کرسیاں اور سونے کے لیے پلنگ تھا۔ ضرورت کی ہر چیز موجود تھی اور جو کمی رہ گئی تھی، وہ بھی پوری کردی گئی۔ آہنی سلاخوں کے پیچھے ایک عورت پہنچا دی گئی۔

اس عورت کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ چہرے پر جھریاں تھیں۔ منہ میں دانت نہیں تھے۔ سر کے تمام بال سفید ہوگئے تھے۔ وہ اسے دیکھتے ہی گرج کر بولا "کون ہو تم؟ جاؤ یہاں سے۔"

وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی "ڈونا! مجھے پہچان! میں تیری جوانی کی پہلی عورت ہوں۔ میں نے تیرے لیے اولاد پیدا کی۔ تو نے مجھے فوج کے اعلیٰ افسروں کے حوالے کردیا۔ کیا عورت کو اس طرح ذلیل کیا جائے گا تو یہ پہچان باقی رہے گی کہ کون کس کی اولاد ہے؟ تمہاری پہلی اولاد کا نام ہے گیزر ڈونا۔ تم نے اسے بیٹے کے بجائے بھائی بنا کر جوان کیا۔ بیٹا جوان ہو تو باپ بوڑھا کہلاتا ہے۔ بھائی جوان ہو تو بوڑھے ہونے والے باپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بھائی سے صرف دو برس بڑا ہے۔ تمہیں ہمیشہ جوان بن کر رہنے کا شوق تھا۔"

وہ پھر گرج کر بولا "بکواس مت کرو۔ میں گلا گھونٹ کر تمہیں مار ڈالوں گا۔"

"مرنے والی کو کیا مارو گے۔ میں تیس برس میں اٹھارہ بچے پیدا کرچکی ہوں۔ مجھ میں جان کیا رہی ہے؟ میں تو مرنے والی ہوں۔ افسوس کہ اٹھارہ میں سے صرف گیزر ڈونا کو پہچانتی ہوں۔ میرے باقی بچے کہاں بکھر گئے، مجھ سے ہونے والی بیٹیاں جوان ہو کر کہاں کہاں تقسیم ہوتی رہیں، یہ کبھی مجھے معلوم نہ ہوسکا۔"

آہنی سلاخوں والا دروازہ کھلا۔ ایک دوسری بوڑھی داخل ہوئی۔ اس نے کہا "میں تمہارے دوسرے بیٹے لیزر ڈونا کی ماں ہوں مگر تم نے اس کی پرورش بیٹا نہیں بھائی بنا کر کی۔ آج اس جوان بیٹے کے تم بوڑھے باپ نہیں ہو بلکہ بڑے بھائی ہو اور بڑے بھائی کی عمر باپ کے برابر نہیں ہوتی۔ بس چھوٹے بھائی سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ آج ہم بوڑھیوں کو دیکھ کر اپنی عمر کا حساب کرو۔ ہمیں یہ کبھی ظاہر کرنے کی جرأت نہ ہوتی کہ ہم نے تمہارے دو بیٹوں کو جنم دیا ہے لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ تم حکمران نہیں رہے تو ہم نے تمہارے دونوں بیٹوں پر ان کی اصلیت ظاہر کردی۔"

گیزر ڈونا کی ماں نے کہا "وہ دونوں بیٹے طیش میں آگئے تھے۔ تم نے ان کی ماؤں کو بازاری بنا دیا تھا۔ وہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتے تھے لیکن ہم نے اپنی قسم دے کر انہیں تمہاری ہلاکت سے باز رکھا ہے۔"

لیزر ڈونا کی ماں نے کہا "تمہاری خواہش کے مطابق تمہیں ایک پنجرے میں بند کرکے پورے زون میں گھمایا جائے گا۔ زون کے تمام باشندے تمہیں کنکر ماریں گے اور تم پر تھوکیں گے۔"

"ان تھوکنے والوں میں ہمارے بیٹے اور بیٹیاں یعنی گیزر اور لیزر کے ماں جائے ہوں گے جنہیں وہ اپنے بھائی بہن کی حیثیت سے پہچانتے ہیں نہ ہی ہم جنم دینے والیاں اب انہیں پہچان سکتی ہیں۔"

"تمہیں پورے زون میں گھمانے کے دوران اعلان کیا جائے گا کہ آئندہ یہاں ہر عورت کسی ایک کی شریکِ حیات بن کر رہے گی۔ عورت کو جبرًا کسی کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ وہ جسے پسند کرے گی، وہی اس کا جیون ساتھی ہوگا۔"

ان دونوں بوڑھیوں کی مٹھیوں میں کنکر تھے۔ وہ اسے کنکر مارنے لگیں اور اس پر تھوکنے لگیں۔ جو اس کے ساتھ ہونے والا تھا یہ اس کی ابتدا تھی۔ ریزر ڈونا اپنے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ان کے قریب آیا پھر ان کی گردنیں دبوچ کر دونوں کے سر ٹکرا دیے۔ ان بوڑھیوں میں جان کتنی رہ گئی تھی، دونوں کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس نے دونوں بازوؤں میں ان کی گردنیں دبوچ لیں۔ باہر سے ایک سپاہی نے اسے للکارا "چھوڑ دو انہیں۔"

وہ جلدی سے آہنی دروازے کو کھول کر اندر آیا۔ اس کے قریب آنے تک ریزر ڈونا نے انہیں چھوڑ دیا۔ وہ دونوں ٹوٹی ہوئی شاخوں کی طرح فرش پر گر پڑیں۔ دونوں کے دیدے پھیل کر ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگئے تھے۔

○☆○

بڑی توجہ، احتیاط اور حفاظتی انتظامات کے باوجود راز ہمیشہ راز نہیں رہتا۔ لوہے کی چاردیواری میں بھی کوئی راز ہو تو اس لوہے کی دیوار میں سوراخ بن جاتا ہے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار کرلی تھی۔ جہاں وہ مشین تیار کی گئی تھی، اس جزیرے میں رفتہ رفتہ اتنے فوجی افسر اور جوان آگئے تھے کہ وہ جزیرہ یہودی سراغ رسانوں کی نظروں میں آگیا تھا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب مشین تیاری کے پہلے مرحلے میں تھی۔ جزیرے کے قابلِ اعتماد افسران کی ڈیوٹی بدلتی رہتی تھی۔ ایک افسر ڈیوٹی کرنے کے بعد آرام کرنے جزیرے سے نکل کر واشنگٹن آیا تو ایک یہودی جاسوس نے اسے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا پھر الپا نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا تابعدار بنالیا۔ اسے ہدایات دیں کہ وہ شعوری طور پر یہ بھولا رہے گا کہ اس پر عمل کیا گیا ہے۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی حسبِ عادت سانس روک لیا کرے گا۔

ٹرانسفارمر مشین کے مکمل ہونے تک الپا نے ایک اور اعلیٰ افسر کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔ دو یوگا کے ماہر افسران الپا کے آلۂ کار بن گئے تھے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر وقتاً فوقتاً جزیرے کے تمام افسران اور فوجی جوانوں کے دماغوں میں جاتے رہتے تھے اور ان کے چور خیالات پڑھتے رہتے تھے لیکن جو افسران الپا کے تنویمی عمل کو بھول گئے تھے اس عمل کی باتیں ان کے دماغ کے چور خانے میں بھی نہیں تھیں۔ الپا نے اپنے تابعدار افسروں کے لیے ایک سگنل کوڈ مقرر کیا تھا۔ اس کوڈ کو سننے کے بعد وہ افسران ازخود اس کے تابعدار بن جاتے تھے۔ ایسی صورت میں رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ان افسران پر شبہ نہ کرسکے۔ وہ مطمئن ہوتے رہے کہ اس جزیرے کا کوئی فوجی فرد کسی دشمن کے زیرِ اثر نہیں ہے۔

پھر انہیں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ انہوں نے مورائی اور اس کے چار روبوٹس کو بڑی چالبازی سے گرفتار کیا۔ ان سب کے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز حاصل کرلیے اور صفر پاور پر بے جان رہنے والے روبوٹس کے مصنوعی دماغوں کی اسٹڈی کرنے کے لیے امریکا کے تجربہ کار سائنس دانوں کے پاس بھیج دیا۔

دوسرے قابلِ اعتماد سائنس دانوں کو ہدایت کی کہ وہ فوجی ہیڈ کوارٹر میں آئیں اور وہاں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز کے نمونے دیکھ کر ویسے ہی بے شمار ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار کریں۔

یہ تمام چیزیں جزیرے میں تھیں۔ انہیں سخت نگرانی میں واشنگٹن کے آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچانا تھا۔ رمی ریز نے جنرل سے خیال خوانی کے ذریعے کہا "ہمیں پانچ لباس اور پانچ شوز کے جوڑے حاصل ہوئے ہیں۔ میں اور ٹیری ٹیلر دشمنوں کی گرفت سے بچتے ہوئے ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ تحفظ حاصل ہونا چاہیے اس لیے ہم دونوں کو دو ایٹمی لباس اور دو جوڑے فلائنگ شوز دیے جائیں۔ ہمارے جسموں پر وہ لباس ہوگا

تو کوئی دشمن ہمیں ٹریپ کرنے نہیں آئے گا۔"

جنرل نے کہا "ہمارے سائنس دان اور ہتھیار بنانے والے ماہرین ان چیزوں کی اسٹڈی کریں گے۔ پتا نہیں انہیں کتنے لباس اور شوز کی نمونے کے طور پر ضرورت ہوگی۔ یہ چیزیں پہلے ماہرین کے سامنے ہماری نگرانی میں رہیں گی۔ جب ایسے ہی لباس اور شوز کامیابی سے تیار ہو جائیں گے تو تم دونوں کا یہ مطالبہ ضرور پورا کیا جائے گا۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "سولارز کے ساتھ دو روبوٹ آئے تھے۔ ان کے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ گئے۔ ہو سکتا ہے اس ادارے کے ماہرین ایسے ہی لباس اور شوز تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوں۔ صرف ایک نمونہ دیکھ کر ایسی چیزیں تیار کی جا سکتی ہیں۔"

رمی ریز نے کہا "ہم جتنی کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں اتنے ہی خطرات ہمارے لیے بڑھ گئے ہیں۔ ہم دونوں کے لیے وہ لباس اور جوتے بہت ضروری ہیں۔"

جنرل نے کہا "آپ دونوں کی خدمات ہمیشہ مثال بنا کر پیش کی جائیں گی۔ آپ نے بڑی ذہانت سے خود کو روپوش رکھا ہے۔ جب تک دوسرے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار نہ ہوں' آپ دونوں اسی طرح روپوش رہیں۔ دشمن آپ دونوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"کیا آپ کی اتنی باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ ابھی ہمیں یہ چیزیں نہیں دی جائیں گی۔"

"یہ تمام چیزیں آپ دونوں کی ہیں لیکن فوجی نظم و ضبط اور اصولوں کو مدِ نظر رکھیں اور ابھی ان چیزوں کا مطالبہ نہ کریں۔"

انہوں نے جنرل سے رابطہ ختم کر دیا پھر رمی ریز نے ٹیری ٹیلر کے پاس آ کر کہا "یہ جنرل ہمیں فوجی نظم و ضبط اور اصول سکھا رہا ہے۔ ہم نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔ ہر مشکل وقت میں ملک اور قوم سے وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ کیا جنرل ہمارا ایسا مطالبہ پورا نہیں کر سکتا ہے جس سے ہم اور زیادہ محفوظ رہیں۔ اس طرح ملک و قوم کی بھلائی ہوگی۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "جنرل نے اپنے اصول بتائے ہیں۔ ہم بھی اپنے بتائیں گے تو اسے عقل آ جائے گی۔"

ان تمام ایٹمی لباسوں اور شوز کو جزیرے سے لے جانے اور آرمی ہیڈ کوارٹرز پہنچانے کی ذمے داری کرنل کو دی گئی۔ کرنل نے ایک اور اعلیٰ افسر اور دو فوجی جوانوں کو ساتھ لیا۔ ایٹمی لباس اور شوز کو پانچ الگ الگ بیگوں میں رکھ کر انہیں لاک کیا پھر ایک ہیلی کاپٹر میں جزیرے سے روانہ ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر جزیرے سے پرواز کر کے سمندر پر سے گزرتا ہوا جنوبی امریکا کے مغربی ساحل پر پہنچا تو ایک ویران سے ساحل پر اترنے لگا۔ کرنل نے پوچھا "یہاں کیوں اتر رہے ہو؟"

پائلٹ نے کہا "ہیلی کاپٹر میں کوئی خرابی محسوس ہو رہی ہے۔ میں اسے چیک کر کے مطمئن ہونے کے بعد آگے چلوں گا۔"

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر جزیرے کے کرنل اور ایک اعلیٰ افسر پر حاوی تھے۔ ان کے ایک آلۂ کار نے ہیلی کاپٹر کے اندر آ کر وہاں سے دو بیگ اٹھا لیے۔ دو فوجی جوانوں نے انہیں گن پوائنٹ پر روکنا چاہا تو کرنل نے حکم دیا "اسے نہ روکو۔ بیگ لے جانے دو۔"

دونوں فوجی جوانوں نے اسے نہیں روکا۔ اس نے دونوں بیگ اٹھا کر ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگائی پھر دوڑتا ہوا دور ایک ہیلی کاپٹر میں جا کر بیٹھ گیا پھر وہ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ان دونوں افسران کے دماغ سے نکل گئے لیکن الپا اپنے معمول اور تابعدار کرنل کے اندر موجود تھی۔ کرنل نے اس کی مرضی کے مطابق ایک بیگ اٹھایا پھر ہیلی کاپٹر سے باہر جانے لگا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا "سر! آپ یہ بیگ کہاں لے جا رہے ہیں؟"

کرنل نے کہا "میرے ایک بیگ کو نہ دیکھو۔ ابھی چند منٹ پہلے جو دو بیگ یہاں سے گم ہو چکے ہیں پہلے انہیں تلاش کرو۔"

ہیلی کاپٹر کے باہر ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ کرنل نے کار میں بیٹھے ہوئے شخص کو وہ بیگ دیا۔ کار تیز رفتاری سے جانے لگی۔ اعلیٰ افسر نے کہا "روکو۔ اس کار کو روکو۔"

دونوں فوجی جوان ہیلی کاپٹر سے باہر آئے لیکن کار بہت دور جا کر نظروں سے اوجھل ہو رہی تھی۔ الپا نے کرنل کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ایک ہاتھ سے سر تھام کر بولا "میں ہیلی کاپٹر سے باہر کیسے آ گیا؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "سر! کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آپ کو آلۂ کار بنایا تھا۔ وہ دشمن ایک بیگ لے گیا ہے۔"

ایک فوجی جوان نے اعلیٰ افسر سے کہا "آپ بھی دشمن کے آلۂ کار بن گئے تھے۔ اس سے پہلے دو بیگ یہاں سے ایک شخص لے گیا ہے۔"

ان افسران نے ہیلی کاپٹر کے اندر آ کر دیکھا۔ تین بیگ غائب ہو چکے تھے۔ صرف دو رہ گئے تھے۔ وہ سب پریشان ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

پائلٹ اپنی سیٹ پر آ گیا۔ کرنل نے پوچھا "تم نے ہیلی کاپٹر یہاں کیوں اتارا تھا؟"

"سر! مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ احساس بار بار پیدا ہو رہا تھا۔ میں نے سوچا کوئی حادثہ نہ ہو جائے اس لیے یہاں اتر کر میں نے انجن وغیرہ چیک کیا ہے لیکن کسی جگہ کوئی خرابی نہیں ہے۔"

کرنل نے کہا "کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پہلے پائلٹ کو اترنے پر مجبور کیا پھر اس نے ہم لوگوں کو آلۂ کار بنایا تھا۔"

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے پائلٹ کو مجبور کیا تھا اور دو بیگ لے گئے تھے۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے بعد الپا بھی اس موقع سے فائدہ اٹھانے والی ہے اور وہ فائدہ اٹھا چکی تھی۔

ہیلی کاپٹر پھر پرواز کرنے لگا۔ کرنل نے موبائل فون کے ذریعے جنرل سے رابطہ کیا پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا' وہ سب کچھ بتانے لگا۔ جنرل نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا "کرنل! تم نے اور اس افسر نے یہ بات کیوں چھپائی کہ کسی کے معمول اور تابعدار بن چکے ہو؟"

"ہم کسی کے معمول اور تابعدار نہیں ہیں۔ آپ ذرا غور کریں صرف رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ایسے ہیں جن کی سوچ کی لہروں کو ہم میں سے کوئی محسوس نہیں کرتا ہے۔ آپ انکوائری کریں ابھی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔"

جنرل فوراً ہی قائل ہو گیا۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے ایٹمی لباس اور شوز کا مطالبہ کیا تھا۔ مطالبہ پورا نہ ہونے پر انہوں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے ہی ملک کے فوجی افسروں کو ٹریپ کیا اور اپنے ہی ملک کے لیے کام آنے والی اہم چیزیں لے کر چلے گئے۔

جنرل ان کے خلاف سوچ رہا تھا اور غصے سے ٹہل رہا تھا پھر اس نے آرمی ہیڈ کوارٹرز اور ملک کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا اور رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کے خلاف زہر اگلنے لگا۔ ایسے وقت اسے اپنے اندر رمی ریز کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "جنرل! تم جیسے افسران نے ہمارے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو باغی بنایا اور انہیں ہمارے مخالفین کے پاس جا کر پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "اگر تم ہمیں دو ایٹمی لباس اور دو جوڑے فلائنگ شوز دے دیتے تو ہم زبردستی اپنی مطلوبہ چیزیں حاصل نہ کرتے۔ ابھی تم سوچ رہے ہو کہ ہم تمہارے دماغ میں کیسے چلے آئے تو یہ بھی سن لو۔ میں نے اور رمی ریز نے جزیرے میں ٹرانسفارمر مشین کے پاس جتنے افسران اور فوجی جوانوں کو آنے دیا ہے ان سب کو فرداً فرداً پہلے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے پھر ان کے دماغ سے تنویمی عمل کیے جانے والی بات بھلا دی۔"

رمی ریز نے کہا "ہم تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر اپنی مطلوبہ چیزیں حاصل کر سکتے تھے لیکن یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے کہ تم ہمارے معمول ہو۔ ابھی تم ہمارے خلاف زہر اگل رہے ہو اس لیے مجبوراً ہم تمہارے اندر آ کر بتا رہے ہیں کہ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تم جنرل ہو مگر ہمارے غلام ہو۔"

جنرل دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گیا۔ رمی ریز نے کہا۔ "ابھی تم ہمارے خلاف غلط رپورٹ دے رہے تھے کہ ہم تین بیگ لے گئے ہیں۔ ہمیں صرف دو کی ضرورت تھی اور ہم صرف دو بیگ لے گئے ہیں۔"

جنرل نے پوچھا "تو پھر تیسرا بیگ کون لے گیا ہے؟"

"کیا واقعی تیسرا بیگ نہیں ہے۔ آرمی ہیڈ کوارٹرز میں صرف دو بیگ پہنچ رہے ہیں؟"

"بیگ لے جانے والے کرنل نے یہی رپورٹ دی ہے' یقین نہ ہو تو جا کر کرنل کے خیالات پڑھ لو۔"

وہ دونوں کرنل کے اندر آ کر اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ تب معلوم ہوا کہ جب ان کا آلۂ کار دو بیگ لے کر چلا گیا تو کرنل غائب دماغ تھا۔ دوسرے افسر نے اسے بتایا کہ وہ ایک بیگ اٹھا کر ہیلی کاپٹر سے باہر گیا تھا اور اس نے وہ بیگ ایک کار میں بیٹھے ہوئے شخص کو دیا تھا پھر اس سے پہلے کہ وہ ان تمام حالات کو سمجھتے' وہ کار دور جا کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

رمی ریز نے حیرانی اور پریشانی سے پوچھا "ٹیری! تیسرا بیگ کون لے جا سکتا ہے؟"

ٹیری نے کہا "جو لے گیا ہے وہ کرنل کو آسانی سے آلۂ کار بنا لیتا ہے۔ یعنی کرنل اس بات سے بے خبر ہے کہ وہ کسی کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔"

"ہمیں اس کے عامل کے بارے میں اس کے چور خیالات سے کچھ معلوم نہیں ہوگا اور ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن بے شمار ہیں۔ ہم صرف اتنا یقین سے کہتے ہیں کہ فرہاد کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ایسا نہیں کیا ہے کیونکہ ایسا کرنے کے لیے وہ اتنی جدوجہد نہیں کرتے۔ سایہ بن کر آسانی سے پانچوں بیگ لے جاتے۔ یہ ایسے خیال خوانی کرنے والوں میں سے کسی کا کام ہے جو سایہ نہیں بن سکتے ہیں۔"

وہ سوچنے لگے۔ دیوی' پاشا' نائیک ہرارے اور الپا چار بڑے نام ذہن میں آ رہے تھے۔ ان کے علاوہ بھی کئی خیال خوانی کرنے والے تھے لیکن چالبازی میں وہ چاروں سب سے آگے تھے۔

رمی ریز' ٹیری ٹیلر اور دنیا کے بڑے ممالک اور خطرناک تنظیموں کو ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ دیوی اور پاشا خلائی زون میں پہنچ گئے ہیں۔ آئندہ بھی خلائی سفر کرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں تیاریاں ہو رہی تھیں۔ امریکا میں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار کیے جانے والے تھے۔ ایسے میں یہودی پیچھے نہیں رہ سکتے تھے۔ ایسے غیر معمولی جوتے اور لباس تیار کرنے کے لیے الپا بھی ایک بازی جیت کر گئی تھی۔

○☆○

خلائی زون ون کے چھ سائنس دان' دس ڈاکٹرز اور بارہ دانشور اور ٹیکنالوجی کے کئی ماہرین ایک بہت بڑے کانفرنس ہال میں آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے علاوہ زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے اور عوام میں اچھی شہرت رکھنے والے لوگ بھی آئے تھے۔ ان سب کے سامنے اونچے پلیٹ فارم پر کمانڈر' پاشا اور ڈی شی تارا اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شی تارا کے پیچھے روبوٹ پی پی سیون باڈی گارڈ کی طرح کھڑا ہوا تھا۔ ان کے پیچھے کمانڈر کے کئی جاں نثار ایٹمی لباس پہنے فوجیوں کے انداز میں کھڑے تھے۔

سائنس دان اور ڈاکٹر وغیرہ باری باری اٹھ کر اپنی تعلیم، صلاحیتوں اور تجربوں کے متعلق بتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نئی حکومت میں انہیں کام کرنے کے مواقع دیئے جائیں گے تو وہ سب بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے۔

دانشور کہہ رہے تھے کہ وہ سیاسی، سماجی اور معاشرتی علوم کے ماہر ہیں اور آئندہ حکمرانوں کے لیے بہترین مشیر ثابت ہوں گے۔

کمانڈر نے شی تارا کی طرف جھک کر سرگوشی میں کہا "تم کل شام سے نظر نہیں آئیں۔ میں تمہیں تلاش کرتا رہا۔"

ڈی شی تارا نے پوچھا "خیریت تو ہے؟ کیوں تلاش کر رہے تھے؟"

کمانڈر نے کہا "کل میں نے ہزاروں لوگوں کے سامنے تمہارے حکم کے مطابق کہہ دیا کہ یہاں کا نظام حکومت پانچ افراد آپس کے مشوروں سے چلائیں گے۔ پانچ میں سے دو ارضی باشندے ہوں گے اسی لیے میں نے تمہیں اور پاشا کو اپنے پاس بلا کر عوام سے تم دونوں کا تعارف کرایا تھا۔"

ڈی شی تارا اس کی باتیں سن رہی تھی اور اس کے اندر دیوی سوچ رہی تھی' اس نے یہ سب کچھ کمانڈر سے نہیں کہا تھا۔ یقیناً ٹی سیون نے اس کے اندر آ کر دو ارضی باشندوں کو حکومت میں شامل کرنے پر مجبور کیا ہوگا۔ ڈی نے دیوی کی مرضی کے مطابق کہا۔ "کل کی بات کل ہو گئی' ابھی کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"اگر تم میری ایک بات مان لو تو میں تمہارا تابعدار بن کر رہوں گا۔"

"بولتے رہو۔ میں سن رہی ہوں۔"

"اگر تم چاہو تو صرف ہم دونوں یہاں حکومت کر سکتے ہیں' یہ پاشا وغیرہ کو شامل کرنا کیا ضروری ہے؟"

"کمانڈر! تم نہیں جانتے۔ تم سرگوشی میں بول رہے ہو لیکن پاشا اپنی غیر معمولی سماعت سے ہماری باتیں سن رہا ہے۔"

وہ حیرانی اور بے یقینی سے بولا "کیا واقعی؟"

پاشا نے کہا "میں نہیں سن رہا ہوں' تم بولتے رہو۔"

کمانڈر بے بسی سے پاشا کو دیکھنے لگا۔ دیوی نے کہا "کمانڈر! تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ یہاں صرف میں ہی نہیں' تمارا اور پارس بھی سایہ بن سکتے ہیں بلکہ وہ دونوں اس وقت سایہ بنے ہوئے میرے یا تمہارے اندر ہوں گے۔"

وہ سہم کر سیدھا ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی وقت کانفرنس ہال کے دروازے پر کئی لوگوں کی آوازیں آئیں۔ وہ "ہرے رام' ہرے کرشنا۔ کرشنا کرشنا ہرے ہرے' ہرے رام" کہتے ہوئے ہال میں داخل ہو رہے تھے۔ ان میں جو سب سے آگے تھا اس کے دونوں ہاتھوں میں بھگوان شری کرشن جی کی مورتی تھی۔

وہ لوگ کرشنا اور رام کی مالا جپتے ہوئے اس اونچے پلیٹ فارم پر آگئے جہاں شی تارا' کمانڈر اور پاشا بیٹھے ہوئے تھے۔ جس شخص کے ہاتھوں میں مورتی تھی' اس نے کہا "یہاں کے تمام باشندے مجھے جانتے ہیں۔ میرا نام زیورا ہے۔ میں نے آج تک کسی کو دھوکا نہیں دیا اور نہ ہی کبھی جھوٹی بات زبان سے نکالتا ہوں۔ تم اس مُرلی بجانے والے کی مورتی دیکھ رہے ہو۔ پچھلی رات یہ شری کرشن مُرلی والے میرے خواب میں آئے اور کہا' جو دھرم کو نہیں سمجھتا اس کے کرم اچھے نہیں ہوتے۔ انسان کو انسان سے کس طرح محبت کرنا چاہیے' یہ جاننے کے لیے پہلے بھگوان کی پوجا اور پریم بھگتی سیکھو۔"

اس نے ذرا چپ ہو کر کانفرنس ہال میں بیٹھے ہوئے تمام افراد کو دیکھا پھر کہا "بھگوان کرشن نے خواب میں مجھ سے کہا' زیورا! تو سچا اور نیک انسان ہے۔ میں تیرے گھر کے سامنے والے میدان میں مٹی کے نیچے ہوں۔ مجھے وہاں سے نکال کر اس جگہ میرے نام سے ایک مندر تعمیر کر' میری پوجا کر اور نئی حکومت والوں کو یہ سمجھا کہ انسان کے بغیر گھر ویران' بھگوان کے بغیر سونا اور دھرم کے بغیر حکومت کھوکھلی ہوتی ہے۔"

ایک سائنس دان نے پوچھا "کیا یہ مورتی تمہیں اسی میدان سے ملی ہے؟"

"ہاں۔ یہ جتنے میرے پڑوسی اور محلے والے ہیں' میں انہیں ساتھ لے کر میدان میں گیا تھا پھر میں نے ایک جگہ کھدائی کی۔ وہاں مٹی کے نیچے شری کرشن مُرلی والے براجمان تھے۔ میں نے مٹی ہٹائی تو مجھے ان کے درشن ہوئے۔ ہرے رام.... ہرے کرشنا۔"

ڈی شی تارا اپنی کرسی سے اٹھ کر زیورا کے پاس آئی۔ اس نے سر جھکا کر دونوں ہاتھ مورتی کے سامنے جوڑے پھر بھگوان کے قدموں کو چھو کر اپنے ہاتھوں کو اپنی پیشانی اور سر پر رکھا۔ زیورا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "میرے اندر غیب سے باتیں ہو رہی ہیں۔ میرے اندر بھگوان بولتے ہیں کہ ارضی دنیا سے آنے والی شی تارا ایک مہان ہستی ہے۔ ایک دیوی ہے۔ یہ دھرم کے اصولوں پر نئی حکومت کی بنیاد رکھے گی۔ یہاں سب کے دن پھر جائیں گے۔ سب خوش حال رہیں گے۔ یہاں کوئی کسی پر ظلم کرے گا تو یہ بھگوان اسے ایسی سزا دیں گے کہ پھر ظالم لوگ ظلم کرنا بھول جائیں گے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ ہمارے زودن سے ظلم مٹ جائے۔"

سب نے بیک زبان کہا "ہاں۔ ہم ظلم کا خاتمہ چاہتے ہیں۔"

"کیا تم چاہتے ہو کہ حکمرانوں کی طرح تمہارے بیوی بچے شاہانہ انداز میں زندگی گزاریں؟"

پھر سب نے کہا "ہاں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عورتیں اور بچے شاہانہ انداز میں زندگی گزارتے رہیں۔"

"کیا آج تک تم لوگوں نے کبھی مجھے جھوٹ بولتے سنا ہے؟"

سب نے کہا "کبھی نہیں۔ کبھی نہیں۔ تم سچے ہو۔"

"میں سچا ہوں تو میرا بھگوان بھی سچا ہے اور میرا دھرم بھی سچا ہے۔"

ڈی شی تارا نے پچھلی رات خیال خوانی کے ذریعے یہی کہا تھا جو اب زیورا کہہ رہا تھا۔ اس نے زیورا پر تنویمی عمل کیا تھا۔ زودن کے باشندے صرف چند گھنٹوں تک تنویمی عمل کے زیر اثر رہتے تھے لیکن دیوی نے آتما شکتی کے ذریعے زیورا کو سحرزدہ کر لیا تھا۔

اور یہ تو بھارت کے ہندو باشندے بھی کہتے ہیں کہ کسی کے فائیو اسٹار ہوٹل یا کلب کی تعمیر کروانا ہو تو اس کی زمین میں بھگوان کی مورتی گاڑ دو۔ جب بنیاد کی کھدائی کے وقت وہ مورتی نکلے گی تو تمام ہندو شور مچا کر کہیں گے کہ وہاں فائیو اسٹار ہوٹل یا کلب نہیں' مندر بنے گا۔ دیوی اپنے آلۂ کار کے ذریعے یہی ڈراما کر رہی تھی۔

کانفرنس ہال میں دھرم کے سلسلے میں اس لیے گرم جوشی پیدا ہو گئی تھی کہ زیورا واقعی سچا اور نیک انسان تھا۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ دیوی نے اپنے دھرم کے پرچار کے لیے زیورا کی نیک نامی کا سہارا لیا تھا۔ وہ وہاں جو کچھ بھی کہہ رہا تھا اسے سب ہی سچ تسلیم کر رہے تھے۔

پاشا کٹر مذہبی نہیں تھا لیکن اپنے دین کی برتری چاہتا تھا۔ اسے دیوی کی چال پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ ہمارا دین بھی انسانوں کو مہذب بناتا ہے اور ہر مذہب اور ہر قوم کے افراد کو امن و سلامتی کا درس دیتا ہے لیکن اس کے منہ کھولنے سے پہلے ہی یکلخت خاموشی چھا گئی۔

ایک آواز گونج رہی تھی۔ کوئی کلام پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ سب لوگ سر گھما گھما کر دیکھنے لگے تھے۔ تلاوت کرنے والا نظر نہیں آ رہا تھا لیکن آواز ہر ایک کے قریب سے گزرتی ہوئی جا رہی تھی اور ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا کہ کوئی اس کے پاس کھڑا کہہ رہا ہے "شروع کرتا ہوں اللہ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

وہ سورۂ رحمان کی تلاوت کر رہا تھا "اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔"

ڈی شی تارا کے چہرے کی رونق ماند پڑ گئی۔ روپوش دیوی کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ سمجھ گئی کہ پارس اپنے مقدس کلام پاک کو بڑی قرأت کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔ اور وہ ایسا شخص ہے جسے وہ آتما شکتی سے نہ جھکا سکتی ہے نہ توڑ سکتی ہے اور نہ ہی اسے تلاوت سے روکنے کے لیے اس کا منہ بند کر سکتی ہے۔

زودن کے تمام باشندوں کے دماغ قدرتی طور پر ایسے تھے کہ ان کے دماغ کا ایک حصہ ٹرانس لیٹر تھا۔ خواہ کوئی سی اجنبی زبان ہو' اس کا ترجمہ خلائی زبان میں پیش کرتا تھا اور قدرتی صلاحیت ایسی تھی کہ دماغ کے سمجھنے سے وہ ویسی ہی اجنبی زبان بولنے لگتے تھے۔

کانفرنس ہال میں بیٹھے ہوئے تمام افراد عربی زبان کی اس آیت کا ترجمہ لفظ بہ لفظ سمجھ رہے تھے۔ ایسے وقت ٹی سیون نے دیوی کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے زیورا کے اندر پہنچ گئی۔ زیورا حیرانی سے ڈی شی تارا کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور دیوی اس کے اندر بول رہی تھی "فکر نہ کرو۔ یہ ارضی دنیا کے ایک بازیگر پارس کا سایہ ہے جو کسی کو نظر نہیں آ رہا ہے۔ صرف اس کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ تم اونچی آواز میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہرے رام' ہرے کرشنا کا جاپ کرو۔"

زیورا نے کہا "یہ یہاں کے اصول کے خلاف ہے جب ایک بول رہا ہو تو دوسرے کو سننا چاہیے جیسے میرے بولنے کے دوران پارس کا سایہ خاموش تھا اور مجھے کہنے کا موقع دے رہا تھا۔ ذرا سنو' جیسے وہ دلائل سے بھرپور باتیں کر رہا ہے ویسی ہی دھرم کی باتیں مجھے سمجھاؤ۔"

"میں تمہیں بھگوت گیتا کی دل میں اتر جانے والی باتیں سناتی ہوں۔ جب کورو اور پانڈو ایک دوسرے کے خلاف میدانِ جنگ میں آئے تو..."

زیورا نے پوچھا "یہ کورو اور پانڈو کا مطلب کیا ہے؟"

"میں کورو' پانڈو' نیکی اور بدی کی جنگ کا حال بیان کر رہی ہوں۔ کورو سو بھائی تھے اور پانڈو صرف پانچ۔ ان پانچوں میں ارجن اس وقت بہت نراش ہو رہا..."

"یہ ارجن کون ہے؟"

"میں نے ابھی کہا ہے کہ ان پانچوں بھائیوں میں سے ایک کا نام ارجن تھا۔ پہلے بھگوت گیتا میں بیان کیے ہوئے زندگی سے قریب حقائق کو سنو' بیچ میں نہ بولا کرو۔"

"لیکن تم جو کچھ سنانے جا رہی ہو' وہ ارضی دنیا کے کورو اور پانڈو کی داستان ہے۔ اس داستان میں یقیناً دل میں اتر جانے والی باتیں ہوں گی لیکن وہ سایہ جس آسمانی کتاب (قرآن مجید) کی باتیں سنا رہا ہے ان کا اور حقائق کا تعلق صرف ارضی دنیا سے نہیں ہے' پوری کائنات سے ہے۔ تم صرف ارضی دنیا کی باتیں کرو گی تو زودن کے باشندے متاثر نہیں ہوں گے۔"

اس وقت پارس کہہ رہا تھا "کوئی تو ہے جس نے تم سے پہلے اس کائنات میں سورج' چاند اور دوسرے سیاروں کو ایک متوازن گردش میں رکھا۔ تم نے سائنسی ترقی کے دوران کائناتی نظام کو کسی حد تک سمجھا ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ تمام سیارے اپنے گردش کے مقام سے ناخن برابر ہٹ جائیں تو توازن بگڑ جائے گا پھر سب ایک دوسرے سے ٹکرا کر فنا ہو جائیں گے۔"

"تمہیں فنا ہونے اور آپس میں ٹکرانے سے بچانے کے لیے کس نے ان کے درمیان توازن قائم رکھا ہے؟"

"کس نے تمہارے جسم کے تمام اعضا کو ایک نظام کے تحت مربوط رکھا ہے؟ جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو اسے

پہلے دماغ محسوس کرتا ہے اور وہی دماغ اس تکلیف کو دور کرنے کی تدابیر کرتا ہے۔ زون کے سائنس دانوں نے مصنوعی دماغ بنایا جو مشینی پرزوں کا محتاج ہے۔ وہ دماغ سن سکتا ہے' سوچ سکتا ہے لیکن کوئی ترکیب سوچنے کی صلاحیت اس میں نہیں ہے۔

"یہاں کی سائنسی تجربہ گاہ میں ایک خفیہ فائل ہے۔ اس میں تینوں سائنس دانوں سولارز' ساسا نکولائی اور ساسا مورائی نے اپنے تجربات کی روشنی میں لکھا ہے کہ انہوں نے زون کے کئی افراد کو سزائے موت دینے کے بہانے ان کے دماغوں کے آپریشن کیے۔ ان بے گناہ انسانوں کے دماغوں کو روبوٹ کے سروں میں رکھا اور مصنوعی دماغوں کو ان انسانوں کے سر میں رکھ کر مشینوں کے ذریعے انہیں فعال بنانا چاہا مگر ناکام ہوتے رہے۔ میں اس خفیہ فائل کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ آپ چاہیں گے تو ان ظالم سائنس دانوں کی اصل فائل بھی پیش کروں گا۔"

اس ہال میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کے سامنے ایک ایک کاغذ آنے لگا۔ وہ کاغذ لے رہے تھے اور دینے والے کو دیکھنا چاہتے تھے جو نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ کاغذ کمانڈر' پاشا' ڈی شی تارا اور زیورا کے پاس بھی آیا۔ وہ سب اسے لے کر پڑھ رہے تھے۔

پارس کی آواز گونج رہی تھی "جب ظالم حکمرانوں کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان حکمرانوں کو عبرت ناک سزا دینے کے لیے اپنے بندوں سے کام لیتا ہے اور انہیں نجات دہندہ بنا کر اس مظلوم قوم کے درمیان بھیج دیتا ہے۔ یہ بات سب کے علم میں ہے کہ کمانڈر' دیوی شی تارا اور پاشا کے آنے سے پہلے ہی تمہارے زون کی رہنے والی تمارا نے پہلے ساسا نکولائی اور مورائی کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا پھر تمارا کے خوف سے سولارز اپنی بیٹی کے ساتھ فرار ہوگیا۔ جب میدان صاف ہوگیا تب مٹی کے اندر سے بھگوان نکل آیا۔ بھگوان کو تو ظالم سائنس دانوں کے دور میں مٹی سے نکلنا چاہیے تھا اور دیوی شی تارا کو یہاں آنے کے لیے میدان صاف ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

شی تارا اپنے ہونٹ بھینچ رہی تھی اور دیوی بے بسی سے سوچ رہی تھی کہ پارس کی ان باتوں کا کیا جواب دے؟ جبکہ وہ وہی حقائق بیان کر رہا تھا جو عوام کے سامنے تھے۔ سائنس دانوں کو بھگانے والے دو سائے تھے جن میں ایک تمارا کا سایہ تھا اور زون والوں کے لیے یہ فخر کی بات تھی کہ ان کے ہی زون کی لڑکی نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

تمارا نے کم سے کم مقدار میں زہر کو زیورا کے جسم میں پہنچایا۔ اتنی سی زہر کی مقدار بعض دواؤں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ ایسا کرنے سے زیورا کے اندر دیوی کی آتما شکتی کا سحر ٹوٹ گیا۔ وہ کمزوری محسوس کرتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر اس مورتی کو ڈی شی تارا کے حوالے کرتے ہوئے کہا "میں آپ سب کے سامنے یہ اعتراف کرتا ہوں کہ میرا ذہن جکڑا ہوا تھا۔ پتا نہیں کیسی باتیں میرے دماغ میں آرہی تھیں اور میں کچھ سوچے بغیر بولتا جا رہا تھا۔"

دیوی نے اس کے دماغ میں آکر کہا "زیورا! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ بولو ہرے رام ہرے کرشنا۔"

زیورا نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟"

"یہ بھگوان کے دو روپ ہیں۔ رام اور کرشنا۔ بھگوان نظر نہیں آتے۔ ہم ان کی مورتیوں میں ان کے روپ دیکھتے ہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آیا۔ بھگوان نظر نہیں آتے تو یہ معلوم ہوا کہ ان کی صورت اور سراپا اسی مورتی جیسا ہے؟"

"وہ رام' کرشنا' شیو شنکر اور کتنے ہی دیوتاؤں کے روپ دھار کر کے دھرتی (زمین) پر آئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ان کی مورتیاں تیار کی گئی ہیں۔"

"وہ تمام دیوتا زمین پر آئے تھے۔ تم پھر زمین کی باتیں کر رہی ہو۔ زمین کی باتوں سے زون والوں کو صرف معلومات کی حد تک دلچسپی ہوگی۔"

تمارا نے کہا "دیوی جی! تمہیں اپنے دھرم کے پرچار کا حق ہے۔ رامائن اور گیتا قابل احترام کتابیں ہیں۔ ان میں زندگی کے حقائق اور نیکی و بدی کی جنگ اور گمراہی سے بچنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ جھوٹ اور فریب سے منع کیا گیا ہے لیکن تم نے زون کے عوام کو فریب دینے کے لیے بھگوان کی مورتی مٹی کے اندر سے برآمد کرائی اور وہ زیورا جو ہمیشہ سچ بولتا ہے' اسے تم نے جھوٹ بولنے پر مجبور کردیا۔ تمہارا جھوٹ اور فریب خود رامائن اور گیتا جیسی محترم کتابوں کے خلاف ہے۔ تمہاری حرکتیں خود اپنے دھرم کی نفی کر رہی ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ میں اپنی سوکن سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی۔"

"سوکن؟" لی سیون نے کہا "زیورا! اس سے پوچھو۔ کیا یہ میرے شوہر کی بیوی ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر ایک جھوٹ بول رہی ہے۔"

زیورا نے پوچھا "کیا تم تمارا کے شوہر کی دوسری بیوی ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ دیوی شی تارا روانی میں لی سیون کو سوکن کہہ چکی تھی جبکہ فی الوقت وہ سوکن نہیں تھی۔ آئندہ یہ رشتہ ہونے والا تھا اور کیسے ہونے والا تھا؟ اتنی لمبی داستان زیورا کو سنانا نہیں چاہتی تھی۔ اگر وہ کہہ دیتی کہ میں آئندہ پارس کی شریکِ حیات بننے والی ہوں تو زیورا سوال کرتا کہ جس کے ساتھ زندگی گزارنا ہے' اس کے خلاف مذہبی نظریہ کیوں رکھتی ہو؟

لی سیون نے کہا۔ "اس نے تم پر پچھلی رات تنویمی عمل کیا تھا اور تم اس کے معمول بن کر یہاں اپنے لوگوں سے بھگوان کی مورتی حاصل کرنے والی جھوٹی بات کہہ چکے ہو۔"

زیورا نے کہا "میں پارس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوجائے۔ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

پارس خاموش ہوگیا۔ زیورا نے کہا "میں اپنے زون کے باشندوں سے شرمندہ ہوں۔ اس شی تارا نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا۔"

دیوی نے یہ بات کہنے سے پہلے زیورا کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنا چاہا لیکن لی سیون نے زیورا کے دماغ کو جکڑ لیا تھا پھر اس نے صرف ایک چھوٹا سا جملہ کہا "جاؤ ورنہ تمہاری ڈمی میرے زہر سے مرجائے گی۔"

دیوی کو اپنی ڈمی کی حفاظت کے لیے جانا پڑا۔ تب زیورا نے کہا "میں نے ابھی اس مورتی کے سلسلے میں جو کچھ کہا وہ سحر زدہ ہو کر کہا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے دماغ میں یہ بات کیسے آئی کہ مجھے گھر کے سامنے میدان کے کسی حصے میں کھدائی کرنا چاہیے؟ پھر یہ کہ کل رات ہی کو ایسا کیوں ہوا؟ شی تارا کی آمد سے پہلے بھگوان میرے خواب میں کیوں نہیں آئے؟ ایسے کئی سوالات ہیں جن کے جواب میرے پاس بھی نہیں ہیں لیکن اس حد تک میری سمجھ میں آچکا ہے کہ میں یہاں دیر تک بولتے رہنے کے دوران اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھا جبکہ قابلِ یقین اور سچی باتیں ہوش وحواس میں کی جاتی ہیں۔ بس میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں۔ پارس کا شکریہ کہ اس نے مجھے اپنی باتوں کے دوران بولنے کا موقع دیا۔"

پارس نے کہا "میں تمام حاضرین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ شی تارا کو غلط نہ سمجھیں۔ اس سے ایک غلطی ہوگئی اور غلطی سب ہی سے ایک آدھ بار ہو جاتی ہے۔ ہمیں ہر اس بات سے پرہیز کرنا چاہیے جو متنازعہ ہو میرے دین اور شی تارا کے دھرم کا معاملہ بھی متنازعہ ہے لہٰذا اس کا دھرم وہ جانے' میں صرف اپنے دین کی باتیں کر رہا ہوں۔ اب تک میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اس پر آپ غور کریں تو یہ حقیقت صاف طور سے سمجھ میں آئے گی کہ اس پوری کائنات اور ہم سب کو پیدا کرنے والی ایک ایسی ہستی ہے جو ہم پر اور کائنات کے ذرّے ذرّے پر قادر ہے۔ ہم اسے قادر کہتے ہیں یعنی ہر شے پر قدرت رکھنے والا۔ ہم اسے خالق کہتے ہیں کیونکہ ہم سب اس کی تخلیق ہیں اور ہم سب اسے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

"تمہارے ذہن کو سوچنے اور ارتقا کے مراحل طے کرنے کی قوت خود بخود پیدا نہیں ہوتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ یہ ہوا ہم نہیں چلاتے' ایک قوت چلاتی ہے۔ وہ قوت اللہ تعالیٰ ہے۔ ہوا کے بغیر ہم سانس نہیں لے سکتے اور سانس لیے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ جب انسانی زندگی اور کائناتی علوم کی گہرائیوں میں اترو گے تو اس ربِ کائنات کو تسلیم کرلو گے۔ ابھی میں نے سورۃ رحمان کی تلاوت کی تھی۔ اس سورۃ میں بار بار سوال کیا گیا ہے۔ "اور تم اپنے ربّ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟" حقائق کو سمجھنے کے بعد تمہاری زبانیں بے اختیار کہیں گی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو جھٹلا نہیں سکتے۔"

پھر کمانڈر' شی تارا اور پاشا کے پاس سے پارس کی آواز آئی۔ اس نے کہا "آج سے نئی حکومت کے قیام کی ابتدا ہو رہی ہے۔ ایسے وقت میں کہنا چاہتا ہوں کہ دین اسلام کو سمجھ کر نئی حکومت کی تشکیل کی جائے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ظلم اور بربریت از خود ختم ہو جاتی ہے۔ اگر تم دینی احکامات کو سمجھے بغیر سیاست کرو گے تو میں یہی کہوں گا۔ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔۔۔۔"

تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی پھر لی سیون نے کہا "ہم کلام پاک کے نسخے اور اسلامی قوانین تحریری صورت میں لے کر آئے ہیں' ان سب کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں آپ حضرات کو دی جائیں گی۔ آپ ان کا مطالعہ کریں۔ اگر اسلامی قوانین آپ کے لیے قابلِ قبول ہوں تو آپ اس کے مطابق نئی حکومت بنائیں۔ اگر قابلِ قبول نہ ہوں تو ہم جبر نہیں کریں گے کیونکہ دین اسلام زبردستی کسی پر مسلط نہیں کیا جاتا ہے۔ اسے ذہانت سے سمجھ کر دل سے قبول کیا جاتا ہے۔

"لیکن ہم ایسی کوئی حکومت قائم نہیں ہونے دیں گے جو عوام کو ان کے تمام جائز حقوق سے محروم رکھتی ہے۔ دیوی شی تارا کو پوری آزادی ہے' وہ اپنے دھرم کے پرچار کے لیے صحیح طریقوں پر عمل کرسکتی ہے۔ آج کی طرح وہ آئندہ غلط راستہ اختیار نہ کرے۔

"کمانڈر کو مشورہ دیتی ہوں کہ وہ تنہا حکمران بننے کی سازشوں سے باز آجائے۔ زیورا جیسے سچے اور نیک افراد کے مشوروں سے استفادہ کرے۔ وہ تین سائنس دانوں کا عبرت ناک انجام دیکھ چکا ہے۔ وہ ایسے انجام تک پہنچنے کا راستہ اختیار نہ کرے۔ اب میں اس سے کہوں گی کہ وہ آج کے اجلاس کی اختتامی تقریر کرے۔"

کمانڈر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "معزز حاضرین! آج کے اجلاس میں آپ نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی ہوگی کہ ارضی دنیا سے آنے والوں نے ہمیں اپنے دباؤ میں رکھا ہے اور یہاں اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

زیورا نے کہا "میں مداخلت کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ یہ سراسر غلط ہے کہ ارضی دنیا سے آنے والے ہم پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ شی تارا نے اپنے دھرم کو پیش کیا اور پارس نے ہمیں اسلامی قوانین کا مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ دراصل ہمارے زون سے تعلق رکھنے والی معزز تمارا نے کہا ہے کہ اسلامی قوانین اگر قابلِ قبول ہوں تو ان کے مطابق نئی حکومت بنائی جائے۔ ہم تو تمارا کے احسان مند ہیں کہ اس نے ظالم حکمرانوں سے ہمیں نجات دلائی ہے۔ وہ آئندہ بھی کسی ظالم کو حکمران بننے نہیں دے گی۔ تمارا پر ہمیں اعتماد ہے اس لیے ہم پہلے اسلامی قوانین کا مطالعہ کریں گے پھر تمارا اور یہاں کے دانش وروں کے ساتھ مشورے کریں گے۔ میری مداخلت کا مقصد صرف یہ ہے کہ ارضی دنیا سے آنے والوں کو یہ الزام نہ دیا جائے کہ وہ ہم پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔"

زورا اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمانڈر سوچ میں پڑ گیا۔ یہ سمجھ گیا کہ فی الوقت کسی کے خلاف کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ اس نے کہا۔ "میں زورا جیسے بچے اور معقول انسان سے بحث نہیں کروں گا۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ کس طرح ارضی دنیا والے ہم سب پر حاوی ہو جائیں گے اور آنے والا وقت یہ بھی بتائے گا کہ تمارا اپنے ارضی دنیا کے شوہر کے اشاروں پر چل رہی ہے۔ ہمارے زون میں کبھی کوئی مذہب نہیں رہا۔ ہم باپ دادا کے زمانے سے مذہب کے بغیر زندگی گزارتے رہے ہیں۔"

ایک دانشور نے اٹھ کر کہا "ہم غلاموں کی زندگیاں گزارتے رہے اور سہم سہم کر ظالم حکمرانوں کے احکامات کی تعمیل کرتے رہے۔ ظلم کی انتہا کیا ہوتی ہے؟ اس کاغذ کو پڑھ کر معلوم ہو جاتا ہے۔ تینوں سائنس دانوں کی خفیہ فائل سے پارس یہ کاغذ لایا ہے۔"

ایک نے کہا "ہم سائنس دان کائنات کے مطالعے سے یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان سب کا خالق کون ہے۔ پارس کے دین میں اس خالق کائنات کو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔"

ایک ڈاکٹر نے کہا "کمانڈر کی یہ بات درست کہ ہم باپ دادا کے زمانے سے بے دین رہے لیکن دین والے آکر ہمیں عزت اور وقار سے جینے کی راہ دکھا رہے ہیں۔"

کمانڈر نے کہا "اگر آپ تمام حضرات دین والوں کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں بھی آپ کی طرح اسلامی قوانین کا مطالعہ کروں گا۔ ہم دو دن کے بعد پھر اس ہال میں جمع ہوں گے۔ میں آج کے اجلاس کے اختتام کا اعلان کرتا ہوں۔"

وہ سب کانفرنس ہال سے جانے لگے۔ دیوی شی تارا نے پارس کے پاس آکر کہا "میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور کرو لیکن بہتر ہو گا کہ پہلے اپنی رہائش گاہ میں جاؤ۔ مجھ سے جو کہنا چاہتی ہو اس پر اچھی طرح غور کرو پھر ایک گھنٹے بعد میرے پاس چلی آنا۔"

وہ چلی گئی۔ کمانڈر جب محل میں پہنچا تو تمارا نے اس کے اندر آکر کہا "میں اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کا خواہ مخواہ مظاہرہ نہیں کرتی ہوں لیکن دشمنی کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کرتی ہوں۔ تم نے اجلاس میں یہ کیسے کہہ دیا کہ میں اپنے شوہر کے اشاروں پر چل کر اپنے زون والوں کو نقصان پہنچاؤں گی؟ کیا تم نے دیکھا ہے کہ میرا شوہر زون والوں کے خلاف حکم دیتا ہے اور میں اس پر عمل کرتی ہوں؟"

"کیا تم اب تک پارس کے تعاون سے کام نہیں کر رہی ہو؟"

"میں نے پارس کے تعاون سے ظالم حکمرانوں کو بھگا دیا۔ کیا اس طرح زون کے عوام کو فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے؟ تمہیں نقصان یہ ہو رہا ہے کہ تم یہاں کے تنہا حکمران نہیں بن سکو گے۔"

"تم جو کہو گی' میں تمہارے زہر کے خوف سے چپ چاپ نہ رہوں گا۔"

"تم جس راہ پر چل رہے ہو' اس پر میرا زہر ہی ملے گا۔ اسے دھمکی نہ سمجھو۔ میں ابھی تمہارے ایک جان نثار کو اپنے زہر سے ہلاک کروں گی تاکہ تم ہمیشہ اس کی موت کو یاد کر کے یا تو سیدھے راستے پر چلو یا پھر سابقہ حکمرانوں کی طرح یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

"میں نے تمہارے زہر کے متعلق اب تک صرف سنا ہے۔ زہر سے کسی کو مرتے نہیں دیکھا۔"

"تو پھر دیکھو۔ یہ جو تمہارے پیچھے محافظ کی طرح کھڑا ہوا ہے ابھی تڑپ تڑپ کر مرے گا۔"

کمانڈر نے ایزی چیئر سے اٹھ کر پیچھے کھڑے ہوئے جان نثار کو دیکھا۔ وہ عجیب سا منہ بنا رہا تھا اور پریشان ہو رہا تھا پھر وہ اچانک فرش پر جھکتا ہوا گر گیا اور ادھر سے اُدھر تڑپنے لگا۔ اس کی باچھوں سے جھاگ نکل رہا تھا۔ پھر وہ ایڑیاں رگڑتے رگڑتے ایک دم سے ساکت ہو گیا۔ اس کے دیدے پھیل گئے تھے۔

کمانڈر نے دوسرے جان نثار سے کہا "اس کی تصویریں اتارو اور زون کے اہم افراد کو بلا کر دکھاؤ کہ تمارا اسی طرح اپنے زہر سے خوف زدہ کر کے سابقہ حکمرانوں کی طرح مجھے بھی بھگانا چاہتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ وہ غصے سے مجھے بھی ہلاک کرے گی لیکن یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس نے کمانڈر کی مخالفت برداشت نہیں کی اور عوامی حکومت قائم کرنے کے معاملے میں جمہوریت کی نفی کی ہے۔"

لکی سیون نے کہا "تم نے تو زبردست سیاسی چال چلی ہے۔ واقعی یہ تاثر پیدا ہو گا کہ میں نے حکومت میں اپوزیشن لیڈر کو برداشت نہیں کیا اور اسے ہلاک کر دیا یا بھاگنے پر مجبور کر دیا۔"

"میں یونہی حکمران نہیں بننا چاہتا۔ مجھے سیاست آتی ہے۔"

"حکمران تب بنو گے' جب زندہ رہو گے۔ جب مجھے یہ الزام اٹھانا ہی ہے تو میں تمہیں بھی اپنے زہر سے ہلاک کروں گی۔"

وہ خوف سے ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ لکی سیون نے کہا "تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ میرے زہر سے مر جاؤ یا سابقہ حکمرانوں کی طرح فرار ہو جاؤ۔ اس طرح جہاں جاؤ گے' زندہ رہو گے۔ بولو زندگی چاہتے ہو یا موت؟"

"ہم..... میں زندہ رہنا چاہتا ہوں لیکن یہاں سے چلا جاؤں تو مجھے کسی دوسرے زون میں حکومت کرنے کا اتنا اچھا موقع نہیں ملے گا' جیسا کہ یہاں ملنے والا ہے۔"

"مگر یہاں تمہاری لاش حکومت نہیں کر سکے گی۔"

"ایسی بات نہ کرو۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔"

"اس طرح معافی مانگنا بھی سیاست ہے۔ تم یہاں رہو گے تو اپنے اس جان نثار کی لاش کو میرے خلاف منظر عام پر لاؤ گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ اس لاش کو کسی کے سامنے نہیں لاؤں گا۔ اسے چپ چاپ محل کے پائیں باغ میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا جائے گا۔"

"یہاں تمہارے کئی جان نثار موجود ہیں۔ کیا انہیں دکھ نہیں پہنچے گا کہ ان کا ایک ساتھی بے قصور مارا گیا اور تم میرے خلاف اقدامات نہیں کر رہے ہو؟"

"یہ سب میرے لیے جانیں قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ اسی طرح ابھی ایک جان کی قربانی دی ہے۔"

ایک جان نثار نے کہا "لیکن یہ تو اپنی مرضی سے قربان نہیں ہوا۔ یہ بے قصور تھا۔ اگر تم بے قصور مارے جانے والے وفاداروں کے حق میں نہیں لڑو گے تو ہم سب اسی طرح ہلاک کیے جاتے رہیں گے۔"

لکی سیون نے کہا "اگر میں کمانڈر کو زندہ چھوڑوں گی تو اس کی زندگی کے بدلے ایک اور جان نثار کو اپنے زہر سے ہلاک کروں گی۔ تم میں سے کون اپنے کمانڈر کو زندہ رکھنے کے لیے مرنے کو تیار ہے؟"

تمام جان نثار ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ کمانڈر نے کہا "تمارا! تم بڑی چالاکی سے میرے جان نثاروں کو میرے خلاف بھڑکا رہی ہو۔"

"تم اسے چالاکی کہہ رہے ہو۔ میں دس تک گنتی گنوں گی۔ اگر کوئی جان نثار تمہارے بدلے خود مرنے کو تیار نہیں ہو گا تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گی۔"

اس نے گنتی شروع کی "ایک....."

گنتی کے ساتھ ان کے خوف میں اضافہ ہونے لگا "دو....."

کمانڈر نے کہا "تم سب جاں نثار ہو' جاں نثاری کا ثبوت دو۔"

ایک نے کہا "حرام موت مرنے کو جان نثاری نہیں کہتے۔ ہم مقابلے پر آنے والے دشمنوں سے لڑ کر جان دے سکتے ہیں لیکن جو نظر نہیں آ رہی ہے اور جس سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے اس کے زہر سے مرنا حماقت ہے۔"

دوسرے نے کہا "تمہیں ہماری جان سے زیادہ حکمرانی عزیز ہے۔ تمارا تمہیں زندہ چھوڑنے کو تیار ہے۔ شرط یہی ہے کہ تمہیں اس زون کو چھوڑ کر جانا ہو گا لیکن تم حکمران بننے کے لیے یہاں سے جانا نہیں چاہتے۔ ہم میں سے کسی ایک کو قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ تم سب کو میرے خلاف بھڑکا رہی ہے۔"

"ہمیں اس سے مطلب نہیں ہے کہ تمارا کیا کر رہی ہے۔ ہمیں تو اپنی جانیں عزیز ہیں۔ تم یہ زون چھوڑ کر چلے جاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔ تمارا! مجھے زندہ رہنے دو اور ان میں سے کسی

ایک کو اپنے زہر سے ہلاک کردو۔"

تمام جان نثاروں نے اپنے ایٹمی لباس کے بٹن کو دو انگلیوں سے تھام لیا۔ ایک نے کہا "تمارا ہم میں سے کسی ایک کو ہلاک کرے گی۔ باقی سب تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہارے ساتھ وفاداری کی جائے۔"

کمانڈر سہم کر تمام وفاداروں کو دیکھنے لگا۔ اس نے بھی ایٹمی لباس پہنا ہوا تھا۔ لیکن وہ کسی ایک وفادار کو ایٹمی شعاع سے ہلاک کرتا تو چاروں طرف سے ایٹمی شعاعیں آکر اسے فنا کردیتیں۔

تمارا نے کہا "تم سب ایک خود غرض کو حکمران بنانے کی غلطی کررہے تھے اگر اس غلطی کا احساس ہوگیا ہو تو میں تمہارے مردہ ساتھی کو زندہ کردوں گی کیونکہ ناگن جسے ڈستی ہے اس کے جسم سے اپنا زہر چوس لے تو وہ زندہ ہوجاتا ہے۔"

وہ سب خوش ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ایک نے کہا "تمارا! یہ تمہارا بڑا احسان ہوگا۔ یہ ہمارا اچھا ساتھی تھا۔ اسے زندہ کردو۔"

"پہلے کمانڈر کا ایٹمی لباس اتارو۔ یہ چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے' انکار نہیں کرے گا۔"

اس نے انکار نہیں کیا۔ یہ سوچ کر لباس اتاردیا کہ زندہ رہے گا تو ان تمام مخالفین اور تمارا سے نمٹ لے گا۔

جو جان نثار زہر سے ہلاک ہوا تھا وہ اٹھ بیٹھا۔ دراصل تمارا نے اسے زہر سے ہلاک نہیں کیا تھا۔ پارس نے صابن کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اس شخص کے منہ میں ڈال دیا تھا اور اس کے اندر رہ کر اس کا منہ بند کرکے اسے فرش پر گرا کر تڑپاتا رہا تھا پھر اسے ایک لاش کی طرح بے حس وحرکت بنادیا تھا۔ اس کے منہ میں صابن کا ٹکڑا گھل کر جھاگ بن گیا تھا۔ وہ جھاگ باچھوں سے نکلنے لگا تو کمانڈر کو یقین ہوگیا کہ اسے زہر سے ہلاک کیا گیا ہے۔

تمام جان نثار خوش ہو کر زندہ ہونے والے ساتھی کے پاس آئے۔ اس کی خیریت دریافت کرنے لگے۔ اس نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

تمارا نے تمام جان نثاروں سے کہا "اپنے ساتھی کی فکر نہ کرو۔ اسے یہاں آرام کرنے دو۔ کمانڈر کے فلائنگ شوز اتار کر اسے دوڑاتے ہوئے شہر کے چوراہے پر لے جاؤ اور لوگوں کو بتاؤ کہ یہ کتنا خود غرض اور سازشی ہے۔ اسے لوگ سزا دیں گے اور اگر کہیں گے کہ اسے زون سے نکال دیا جائے تو اس کے فلائنگ شوز اسے دے دینا۔"

انہوں نے کمانڈر کو دھکا دیا اور کہا کہ وہ دوڑتا ہوا نہیں جائے گا تو اسے مار پڑتی رہے گی۔ وہ مار سے بچنے کے لیے دوڑتے ہوئے جانے لگا۔

دیوی شی تارا کو اس زون میں پہلی ناکامی ہوئی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہاں رہ کر پارس کو اپنا بنائے رکھے گی تب ہی کامیابیاں حاصل کرتی رہے گی۔ لکی سیون اسے کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی۔ وہ ہمیشہ پارس کے ساتھ رہتی تھی۔ دیوی کو یہ خیال بھی پریشان کررہا تھا کہ وہ پارس کے دماغ میں جاکر رازداری سے کوئی بات کرے گی اور پیار بھرے انداز میں اسے لبھانے کی کوشش کرے گی تو ایسے وقت لکی سیون اپنے شوہر کے دماغ میں چھپی رہ سکتی ہے اور اس کی تمام کوششوں پر پانی پھیر سکتی ہے۔

اس نے کمانڈر کے بارے میں سوچا' وہ دلیر ہے۔ اس نے کانفرنس ہال میں لکی سیون کے خلاف بولتے وقت ذرا بھی خوف محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ کمانڈر کا ساتھ دے کر بھی لکی سیون اور پارس کے مقابلے میں آئندہ کامیابیاں حاصل کرسکتی ہے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے کمانڈر کے اندر پہنچی تو حیران ہو گئی۔ وہ صرف ایک نیکر پہنے بھاگ رہا تھا اور اس کے کئی وفادار اسے دوڑاتے جارہے تھے۔ اس کے یوں ننگے ہو کر بھاگنے کی وجہ معلوم کرنے کے لیے شہر کے لوگ بھی پیچھے دوڑتے جارہے تھے۔ دیوی نے پوچھا "کمانڈر! یہ تم اس طرح کیوں بھاگ رہے ہو؟"

اس کی سوچ نے بتایا "میں نے کانفرنس ہال میں تمارا پر الزام لگایا تھا کہ وہ زون والوں سے زیادہ اپنے شوہر کو اہمیت دیتی ہے اور اسی کے اشاروں پر ناچتی ہے۔ اب اس مخالفت کا نتیجہ بھگت رہا ہوں۔"

وہ دوڑتا ہوا شہر کے ایک بڑے چوراہے پر پہنچ گیا تھا۔ وہاں چاروں طرف سے لوگوں نے اسے گھیر لیا تھا۔ ایک جان نثار کہہ رہا تھا کہ کمانڈر خود غرض اور سازشی ہے۔ جب یہ برے وقت پر جان نثاروں کا ساتھ نہیں دیتا ہے تو پھر یہاں کے عوام کی بھلائی کیا خاک کرے گا؟ یہ سابقہ حکمرانوں کی طرح یہاں تنہا حکمرانی کرنا چاہتا ہے اور اسی مقصد کے لیے تمارا اور پارس کے خلاف سازشیں کرتا رہا ہے۔

اس چوراہے پر بہت بڑا مجمع لگ گیا تھا۔ وہاں تمارا کی آواز سنائی دی "یہ کمانڈر جانتا ہے کہ میں اس زون میں رہوں گی تو یہاں اپنی بادشاہت قائم نہیں کرسکے گا اس لیے مجھے آپ لوگوں کی نظروں سے گرا کر مجھے اس زون سے بھگانا چاہتا ہے۔ میں چاہتی تو اسے اپنے زہر سے ہلاک کرسکتی تھی لیکن میں اسے آپ لوگوں کے سامنے پیش کررہی ہوں۔ اقتدار حاصل کرنے کے لیے اس کے مجرمانہ خیالات کو اس کے جان نثاروں نے بھی ناپسند کیا یہ اس کے وفادار بھی آج اس کے خلاف ہوگئے ہیں۔ اسے زندہ رہنا چاہیے یا مرجانا چاہیے' ایسے عوام دشمن کو زون میں رہنا چاہیے یا حکمرانوں کی طرح اسے بھی یہاں سے بھگا دینا چاہیے' اس کا فیصلہ میں عوام پر چھوڑتی ہوں۔"

لوگ کمانڈر سے سوالات کرنے لگے۔ ایک نے پوچھا "تمارا کے دشمن کیوں بن گئے ہو؟ تمہیں شرم آنی چاہیے۔ تمارا نے ہمیں ظالم حکمرانوں سے نجات دلائی ہے' تم اس کے خلاف اجلاس میں بھی بول رہے تھے۔"

دوسرے نے پوچھا "اگر تمہارے اندر اقتدار کی ہوس خود غرضی نہیں ہے تو بتاؤ' تمہارے ہی وفادار تمہارے خلاف کیوں ہوگئے ہیں؟"

زبورا نے مجمع کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ کر کہا "آج شی تارا نے مجھے گمراہ کیا تھا اور یہ تمارا کے خلاف بول رہا تھا۔ میرا مشورہ ہے کہ اسے سابقہ ظالموں کی طرح زون سے نکال دیا جائے۔"

سب ہی زبورا کو چاہتے تھے۔ وہ اس کی تائید میں کہنے لگے کہ اسے زون سے نکال دیا جائے ورنہ یہ مزید سازشیں کرتا رہے گا اور یہاں عوام کی حکومت قائم نہیں ہونے دے گا۔

پورا مجمع یہی کہنے لگا کہ اسے زون سے نکال دیا جائے۔ ایک جان نثار نے اسے فلائنگ شوز دیے۔ وہ شوز پہنتے ہوئے بولا "اپنا لاکھ برا سہی' اپنا ہی ہوتا ہے۔ یہ ارضی دنیا والا پارس جب اپنے لوگوں کو بلا کر یہاں آباد کرے گا اور تم لوگوں کو زون سے بھاگنے پر مجبور کرتا رہے گا تب میری یہ بات یاد آئے گی کہ اپنا لاکھ برا سہی' اپنا ہی ہوتا ہے۔"

دیوی شی تارا زبورا کے پڑوسیوں اور دوسرے ساتھیوں کو پچھلی رات سے جانتی تھی۔ اس نے ایک شخص کو کہنے پر مجبور کیا۔ وہ بولا "ٹھہرو کمانڈر! تم یہاں سے نہیں جاؤ گے۔ تم ہمارے اپنے ہو۔"

دوسرے نے بھی دیوی کے زیر اثر ہو کر کہا "ہم کئی لوگ اس بات کی ضمانت لیتے ہیں کہ کمانڈر حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں اپنے زون کے لوگوں سے دشمنی نہیں کرے گا۔"

تیسرے نے کہا "تمارا سے کمانڈر کی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ نئی حکومت کی تشکیل کے دوران سیاسی مخالفتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ایسی مخالفتوں کو حکومت قائم ہونے تک برداشت کرنا چاہیے اور حکومت قائم ہونے تک کمانڈر کو زون سے نکالنا نہیں چاہیے۔"

زبورا نے کہا "آج صبح اجلاس تک یہ تمام لوگ میرے حمایتی تھے۔ اب میرے فیصلے کی مخالفت اور کمانڈر کی حمایت کررہے ہیں۔ میں خوب سمجھتا ہوں' شی تارا ٹیلی پیتھی کے ذریعے انہیں اپنا آلہ کار بنارہی ہے۔"

ڈی شی تارا فلائنگ شوز کے ذریعے پرواز کرتی ہوئی روبوٹ پی پی سیون کے ساتھ وہاں پہنچ گئی پھر کہا "میں کسی کو آلہ کار نہیں بنارہی ہوں۔ یہ لوگ کمانڈر کی صحیح حمایت کررہے ہیں۔ اگر ابھی کمانڈر کو زون چھوڑنے پر مجبور کیا گیا تو یہ روبوٹ ناانصافی کرنے والوں کو ہلاک کردے گا۔ کمانڈر کے وفادار جو غدار بن چکے ہیں وہ اپنے اپنے ایٹمی لباس سے روبوٹ پر حملے کریں گے تو فولاد پر اس کے ایٹمی لباس پر ان کے حملے ناکام رہیں گے۔ جو اپنی سلامتی چاہتا ہے' وہ یہاں سے چلا جائے۔"

لوگ خوف زدہ ہو کر وہاں سے جانے لگے۔ تمارا نے کہا "لوگو! رک جاؤ۔ میں ابھی تمہارا خوف دور کردوں گی' یہ دیکھو۔"

تمام لوگوں نے دیکھا۔ اچانک ہی پی پی سیون بے جان ہو کر زمین پر اوندھے منہ گر پڑا تھا اور لکی سیون کہہ رہی تھی "دیوی! اگر تم اس کا بیٹری پاور بڑھاؤ گی تو میں تمہاری ڈمی کو زہر سے ہلاک کردوں گی۔ آؤ' شہر کا یہ چوراہا ہمارے لیے میدان جنگ ہے۔ دیکھیں کون میدان مارتا ہے۔"

اس چوراہے پر دور دور تک خاموشی چھائی تھی۔ سب ہی کو یہ انتظار تھا کہ اب آگے کیا ہونے والا ہے؟

چوراہے پر بے شمار عورتیں اور مرد نظر آرہے تھے۔ دور تک سر ہی سر دکھائی دے رہے تھے۔ چوراہے کے دائرے نما چبوترے پر کمانڈر صرف ایک نیکر پہنے کھڑا ہوا تھا۔ باقی جسم ننگا تھا۔ ایسی حالت میں فلائنگ شوز اس کے پاؤں میں تھے۔ اس کے جتنے جان نثار تھے وہ سب اس کے مخالف ہوگئے تھے اور اسے اس زون کو چھوڑ کر جانے پر مجبور کررہے تھے۔

دیوی کو تمارا (لکی سیون) کے خلاف زہر اگلنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ چند لوگوں کے دماغوں میں جاکر انہیں یہ بولنے پر مجبور کررہی تھی کہ وہاں عوام کی حکومت قائم ہونے والی ہے۔ کمانڈر کو بھی نئی حکومت میں شامل ہونے کا موقع دیا جائے لیکن تمارا کمانڈر سے یہ جمہوری حق چھین رہی ہے۔ وہ کمانڈر کو یہاں سے جانے پر مجبور کررہی ہے۔

تمارا نے کہا "شیطان کو جمہوری حقوق نہیں دیے جاتے۔ اسی لیے میں نے پہلے ساسا نکولائی اور مورائی جیسے دو شیطانوں کو یہاں سے بھگایا۔ ان کے بعد سولا رز اور اس کی بنی بدی کو بھی یہاں سے جانا پڑا۔ یہ دیوی کہلانے والی خواہ مخواہ مجھ سے جلتی رہتی ہے اور بغیر کسی وجہ کے میری مخالفت کرتی رہتی ہے۔ اگر میں کمانڈر کی حمایت کروں گی اور اسے یہاں رہنے دوں گی تو یہ دیوی

میری مخالفت میں اسے یہاں رہنے نہیں دے گی' یہاں سے بھگادے گی۔"

دیوی نے اپنی ڈی کی زبان سے کہا "تم بکواس کررہی ہو۔ میں کبھی عوام کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتی۔"

"اسی لیے تھوڑی دیر پہلے تم نے دھمکی دی تھی کہ جو لوگ کمانڈر کو زون چھوڑنے پر مجبور کریں گے' انہیں تمہارا روبوٹ پی پی سیون موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ میں نے تمہارے روبوٹ کو صفرودلٹیج پر پہنچا کر اوندھے منہ گرادیا ہے۔ اب تم مجھے بدنام کرنے کے لیے کوئی الٹی چال چلوگی۔ بہرحال میں عوام کے سامنے اعلان کرتی ہوں کہ کمانڈر کو یہ زون چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور میں تمام جان نثاروں سے التجا کرتی ہوں کہ وہ اپنے کمانڈر کی ایک غلطی اور خود غرضی کو معاف کردیں اور اسے یہاں عزت سے رہنے دیں۔"

ایک جان نثار نے کہا "تمارا! ہم تمہاری عزت کرتے ہیں اور آج سے تمہارے جان نثار ہیں۔ تمہاری ہدایت کے مطابق ہم کمانڈر کی مخالفت نہیں کریں گے۔"

دیوی نے کہا "تم نے پارس کے ساتھ رہ کر زبردست مکاریاں سیکھ لی ہیں۔ تم نے پہلے تو تمام جان نثاروں کو کمانڈر کے خلاف اتنا بھڑکایا کہ وہ کمانڈر کو یہ زون چھوڑنے پر مجبور کرنے لگے۔ اب کمانڈر کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھ رہی ہو۔ اب جان نثاروں کی طرح یہ کمانڈر بھی تمہارا مرید ہوجائے گا جب کہ یہ میرا حمایتی تھا۔ تمہاری سیاست اور چال بازی سے آئندہ یہ میری حمایت نہیں کرے گا لیکن میں اپنے حمایتی کو تمہاری جھولی میں نہیں جانے دوں گی۔ میں ہاری ہوئی بازی پلٹنا جانتی ہوں۔"

دیوی نے اپنے طور پر یہ چیلنج کیا۔ وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ کمانڈر کو بدستور اپنا حمایتی بنا کر اسے تمارا کی مکاریوں سے بچاتی رہے گی لیکن اس سے پہلے کہ وہ آگے کچھ کہتی' پارس اور تمارا نے پھر موجودہ بازی پلٹ دی۔

اچانک تمارا چیخ کر کہنے لگی "ارے دیوی! یہ کیا کررہی ہے۔ چھوڑدے کمانڈر کو۔ چھوڑدے......"

سب ہی لوگ کمانڈر کو دیکھنے لگے۔ یہ کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا کہ پارس سایہ بن کر کمانڈر کے اندر تھا۔ اسے اِدھر سے اُدھر ڈگمگانے پر مجبور کررہا تھا اور وہ ڈگمگاتے ہوئے پارس کی مرضی کے مطابق کہہ رہا تھا "ارے دیوی جی! یہ تم کیا کررہی ہو؟ میں تو تمہارا حمایتی ہوں اور ہمیشہ تمہاری ہی حمایت کرتا رہوں گا۔"

تمارا ڈی شی تارا کے اندر آکر کہہ رہی تھی "خبردار! اپنی ڈی کے ذریعے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہوگی تو میں اس ڈی کو ڈس لوں گی۔"

ادھر کمانڈر کہہ رہا تھا "نہیں' دیوی جی! میں یہ زون چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ مجھے مجبور نہ کرو۔ یہ..... یہ میرے ہاتھ میرے

جوتوں کی طرف نہ لے جاؤ۔ میں فلائنگ شوز کو آن نہیں کروں گا۔"

تمارا نے کہا "دیکھو لوگو! میں نے پہلے ہی کہا تھا' اگر میں کمانڈر کی حمایت کروں گی تو یہ دیوی اس کی مخالفت کرے گی۔ دیکھو' دیکھ لو۔ یہ کمانڈر کو یہاں سے بھگانا چاہتی ہے۔ اسے روکو۔ کمانڈر کو جانے نہ دو۔"

کچھ لوگ آگے بڑھے تاکہ کمانڈر کو پکڑلیں۔ اس طرح جکڑلیں کہ وہ دیوی کی زبردستی کے باعث مجبوراً پرواز نہ کرسکے لیکن جس کے پرواز کرجانے کا وقت آجاتا ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ یکبارگی فلائنگ شوز سے شعلے نکلے۔ وہ چوراہے کے چبوترے سے بلند ہوا اور لوگوں کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی فضا میں تیزی سے پرواز کرتا چلا گیا۔

لوگ نظریں اٹھائے اس وقت تک اسے دیکھتے رہے' جب تک کہ وہ نظر آتا رہا تھا پھر وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اتنی ہی دیر میں دیوی روبوٹ پی پی سیون کو صفرودلٹیج سے نمبر دو پر لے آئی۔ ڈی شی تارا نے بھی فلائنگ شوز پہنے ہوئے تھے۔ وہ پی پی سیون کے ساتھ پرواز کرتی ہوئی تمام لوگوں سے دور اپنی رہائش گاہ میں چلی آئی۔

اگر وہ ایسا نہ کرتی تو لوگ مشتعل ہو کر ڈی شی تارا سے ریموٹ کنٹرول چھین لیتے۔ روبوٹ پی پی سیون کو اس کنٹرول کے ذریعے کوئی بھی اپنا تابعدار بنا سکتا تھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ تمارا اس ریموٹ کنٹرول کو ڈی شی تارا سے چھین لے گی۔

اس لئے بھی اپنی رہائش گاہ میں چلی آئی کہ پارس نے بڑی چالبازی سے کام لے کر اسے لوگوں کی نظروں سے گرادیا تھا۔ یہ بہت بڑا مسئلہ پیدا کردیا تھا کہ دیوی اس زون کے لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنائے اور جو نئی حکومت بننے والی ہے اس میں اپنے اعتماد کے لوگوں کی ایک مضبوط جماعت بنائے۔ اب اسے ایک عام شہری کی طرح زون میں رہنا ہوگا یا زون چھوڑ کر ارضی دنیا میں واپس جانا ہوگا۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ پارس کے مقابلے میں کامیابیاں حاصل کرنا اور اس زون میں برتری حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے باوجود وہ شکست کھا کر ارضی دنیا میں واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔ یہ اس کا عزم تھا کہ وہاں رام راج قائم کرے گی پھر ارضی دنیا میں بھارت کی زمین پر پہنچ کر وہاں سے نہایت تجربہ کار سائنس دانوں اور ٹیکنیکل ماہرین کو زون میں لائے گی۔ اس کے بھارتی سائنس دان اور ماہرین کتنے ہی اہم شعبوں میں اس کی راہنمائی بھی کریں گے اور یہاں کی عورتوں سے شادیاں کرکے ہندو آبادی بڑھاتے رہیں گے۔

لیکن اب تک جو کچھ بھی ہوتا آرہا تھا' اس سے یہی ثابت ہورہا تھا کہ جہاں وہ کامیابیاں حاصل کرنا چاہتی تھی' پارس وہاں

اس کے قدم اکھاڑ دیتا تھا۔ وہ شکست خوردہ انداز میں سنجیدگی سے فیصلہ کرنے لگی کہ آئندہ پارس کے مقابلے پر نہیں رہے گی۔ اس نے ارضی دنیا میں پارس سے دور رہ کر بڑی زبردست کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ امریکا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور اسرائیل کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں پر حکومت کرتی رہی تھی۔ اب اس کے اندر یہ خیال پک رہا تھا کہ وہ خلا میں بھی پارس سے دور رہ کر اپنی ایک علیحدہ حکومت قائم کرسکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ اسی زون میں رام راج قائم کیا جائے۔ اس کائنات میں ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔

وہاں ایسی راہنما فلمیں اور ایسے نقشے تھے جو زون ون کے آس پاس کئی دوسرے زونوں کی طرف راہنمائی کرتے تھے۔ ان نقشوں میں یہ تفصیلات بھی درج تھیں کہ فلائنگ شوز کو کس زاویے' کس فاصلے اور کس سمت پر رکھنے کے لیے ان جوتوں میں تکنیکی تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کے مطابق پرواز کرنے والا اپنے کسی بھی مطلوبہ زون تک پہنچ سکتا تھا۔

دیوی کو معلوم تھا کہ ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز کا ذخیرہ کہاں ہے۔ وہ اس گودام میں گئی پھر وہاں سے چھ جوڑے لباس اور چھ جوڑے جوتے چھپا کر لے آئی۔ چوں کہ وہ سایہ تھی اس لیے کوئی پہرے دار اسے نہ دیکھ سکا۔ وہ چھ جوڑے بیک وقت نہیں' یکے بعد دیگرے اپنے لباس میں چھپا کر لائی تھی۔

وہاں بھوک پیاس سے بے فکر رہنے کے لیے ایسے کیپسول بھی تھے کہ ایک کیپسول نگلنے کے بعد تقریباً ایک ہفتے تک بھوک پیاس نہیں لگتی تھی۔ دیوی نے ایسے کیپسول اور پرواز کے لیے گیس کین کافی تعداد میں رکھ لیے پھر اس نے روبوٹ پی پی سیون سے پوچھا "اور کسی چیز کی کمی ہے تو بتاؤ؟"

دیوی بھول گئی تھی۔ روبوٹ نے یاد دلایا کہ آکسیجن کیپسول بھی رکھ لیے جائیں۔ وہ ایسے کیپسول بھی لے آئی۔ ڈی شی تارا نے کہا "میں یہ سوچ کر خوفزدہ ہوں کہ تمارا کا سایہ میرے اندر ہوگا۔ وہ ہمارے سفر کی یہ تیاریاں دیکھ رہی ہوگی۔ ہماری روانگی کے وقت رکاوٹ بن جائے گی۔"

"یقیناً ہماری یہ تیاریاں تمارا اور پارس سے چھپی نہیں ہوں گی۔ وہ دونوں دیکھ رہے ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مداخلت نہیں کریں گے۔ وہ دونوں تمام مخالفین کو ایک ایک کرکے یہاں سے بھگا چکے ہیں۔ ہمارے یہاں سے جانے پر بھی خوش ہوں گے۔"

بات یہی تھی۔ تمارا اور پارس انہیں نظرانداز کررہے تھے۔ تمارا نے پارس سے کہا "ٹھیک ہے کہ وہ جارہی ہے۔ اگر رہنا چاہتی تو میں اسے رہنے نہ دیتی لیکن جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے زون سے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز جیسی قیمتی چیزیں اٹھا کرلے جائے۔"

"تم میری نظروں سے دیکھو' وہ ایک دن میری شریکِ حیات بنے گی۔ میرا فرض ہے کہ اسے اپنے میکے رخصت کرتے وقت کچھ تحائف دوں۔ وہ جو کچھ بھی لے جارہی ہے اپنے ہونے والے شوہر کا مال سمجھ کرلے جارہی ہے۔"

"مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ کبھی تمہاری شریکِ حیات بن سکے گی۔ تم زہریلے ہو۔ سہاگ کی پہلی ہی رات میں تمہارا زہر اسے ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا کردے گا۔"

"میں نہیں جانتا کہ وہ ایک ناگ کی دلہن بن کر کس انجام کو پہنچے گی۔ ہمارے بزرگ تبریزی صاحب نے جو پیش گوئی کی ہے' اس پر یقین ہے۔ اس کے مطابق وہ ضرور ایک دن میری دلہن بنے گی۔"

"ہاں۔ وہ ایک دن تمہاری دلہن بنے گی۔ صرف ایک دن کے لیے پھر اس کی زندگی میں دوسرا دن نہیں آئے گا۔"

اتنا کہہ کر وہ اچانک ہی کراہنے لگی۔ پارس نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر بولی "کچھ عجیب سی تکلیف ہورہی ہے۔ پہلے بھی ہوئی تھی۔ میں نے سوچا دوسری بار ہوگی تو تمہیں بتاؤں گی۔ میں تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔"

"کیا؟" اس نے چونک کر حیرانی سے پوچھا "کیا واقعی؟"

"ہاں ادھر آؤ۔ ہم تھوڑی دیر کے لیے اپنے سایوں کو وجود میں ڈھال لیں پھر تمہیں یقین آئے گا۔"

چند سیکنڈ کے لیے وہ اپنے پیکروں میں لوٹ آئے۔ تمارا نے

پارس کا ہاتھ تھام کر اپنے پیٹ پر رکھا۔ پارس نے تمارا کے شکم میں بچے کی حرکت محسوس کی پھر دونوں جسمانی سایوں کی سختی ختم ہوگئی۔

پارس نے کہا "بچہ شاید حرکت کر رہا ہے۔ تمہیں حاملہ ہوئے چھ ماہ ہوچکے ہیں جب کہ ہماری شادی کو چھ ماہ نہیں ہوئے ہیں۔"

"یہاں زون میں عورتوں کا جسمانی نظام کچھ ایسا ہے کہ ان کے بطن میں پرورش پانے والے بچے دس ماہ کا سفر چھ ہفتے میں طے کرتے ہیں اور پیدا ہونے کے بعد تم نے ہم زون والوں کو دیکھا ہے کہ ہماری عمرِ رواں ست پڑجاتی ہے۔ ہم تیزی سے نہیں بڑھتے۔ ایک طویل بچپن' ایک طویل جوانی اور ایک طویل بڑھاپا گزارتے ہیں۔"

"اگر چھ ہفتے میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو میرے حساب سے تم تین ہفتے بعد مجھے باپ بنادو گی۔"

"وہ تو بن چکے ہو۔ ہاں دوسروں کی نظروں میں تین ہفتے بعد میں ماں بنوں گی اور تم باپ بن جاؤ گے۔"

"یہ کیا غضب کر رہی ہو۔ مجھے نوجوانی میں والد بزرگوار بنا رہی ہو۔ چند برس اور صبر کرلیتیں تو تمہارا کیا بگڑ جاتا۔"

"تمہارے زون میں کوئی باپ بننے والا بزرگ یا بوڑھا نہیں کہلاتا۔ تم جوان ہو' جوان ہی رہو گے۔ ہاں اگر دوسری حسیناؤں کو جوانی کے کرشمے دکھانے کے لیے جوان کہلانا چاہتے ہو تو تمہاری جوانی ہاتھی کے دانت جیسی ہوگی' جو صرف دکھانے کے لیے ہوگی کیوں کہ حسینائیں تمہارے لیے آہیں بھر سکیں گی لیکن جان پر کھیلنے کے لیے تمہاری تنہائی میں کبھی نہیں آئیں گی۔"

تمارا ڈی شی تارا کے پاس آگئی۔ وہ دیوی اور بی پی سیون کے ساتھ وہاں سے پرواز کرنے والی تھی۔ تمارا نے کہا "دیوی شی تارا! تم یہاں سے اچھی خاصی نایاب چیزیں لے جارہی ہو۔ میں اور پارس تمہیں یہ چیزیں تحائف کی صورت میں لے جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ تم پارس کا اور خصوصاً میرا شکریہ ادا کرو۔"

شکریہ ادا کرنا گویا تمارا کا احسان مند ہونا تھا اور دیوی اس سے کسی معاملے میں کم تر نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اس نے کہا "میرے لیے پارس کے دل میں نرم گوشہ ہے۔ میری بہتری کے لیے میری ضرورت کی چیزیں یہاں سے لے جانے پر اسے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس سلسلے میں تمہارا شکریہ ادا کروں گی' یہ تم نے کیسے سوچ لیا؟ پارس کا شکریہ ادا کرو کہ اس کی وجہ سے تم محفوظ ہو' ورنہ تمہیں تگنی کا ناچ نچادیتی۔"

تمارا نے ہنستے ہوئے کہا "تم نچانے کی بات اس کی بیوی سے کہہ رہی ہو' جو تمہیں مدتوں سے تگنی کا ناچ نچاتا آرہا ہے۔"

پارس نے کہا "پلیز آپس میں نہ الجھو اور تمارا! تم بات نہ بڑھاؤ۔ دیوی جی کو خوش دلی سے رخصت کرو۔"

دیوی نے کہا "میرے لیے یہی خوشی کی بات ہے کہ یہ نظر نہیں آتی ہے اور روانگی کے وقت میں اس کی صورت نہیں دیکھ رہی ہوں۔"

"آواز تو سن رہی ہو۔ لہٰذا جاتے جاتے ایک دل جلانے والی خوش خبری سن لو۔ وہ جو کبھی تمہارا مرد بننے والا ہے میں اس مرد کے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔"

دیوی کو چپ سی لگ گئی۔ تمارا نے کہا "تم نے کہا تھا میں نظر نہیں آرہی ہوں۔ میں کہتی ہوں' اچھا ہے کہ تم بھی نظر نہیں آرہی ہو ورنہ یہ خوش خبری سنتے ہی تمہارے منہ پر بارہ بجتے ہوئے دکھائی دیتے۔"

کوئی جواب نہ ملا۔ ڈی شی تارا بی پی سیون کے ساتھ چھت پر کھڑی ہوئی تھی۔ اچانک ان کے جوتوں سے شعلے نکلے اور وہ دونوں فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔ ان کی تیسری ہم سفر دیوی نظر نہیں آرہی تھی مگر وہ جارہی تھی۔ وہ دونوں جو نظر آرہے تھے' وہ بھی نظروں سے اوجھل ہوتے جارہے تھے۔

○☆○

زون ون کے پہلے دو سائنس دان حکمران ساسا نکولائی اور ساسا مورائی اپنی حکومت چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوگئے تھے۔ فضا میں پہنچ کر دونوں دو مختلف سمتوں میں چلے گئے تھے۔ مورائی ارضی دنیا کی طرف گیا تھا۔ اس کا جو حشر ہوا' وہ واقعات بیان کیے جاچکے ہیں۔ ساسا مورائی کے دونوں ہاتھ کلائیوں کی طرف سے کاٹ دیے گئے تھے اور وہ واشنگٹن کی ایک جیل میں اپنی مزید شامتِ اعمال کا انتظار کر رہا تھا۔

ساسا نکولائی نے زون تھری کا رخ کیا تھا۔ اس کے ساتھ تین روبوٹ پی پی ایٹ' نائن اور ٹین تھے۔ ان سب نے اپنے فلائنگ شوز میں زون تھری کی سمت کا تعین کیا تھا۔ اس کے مطابق وہ اسی زون میں پہنچ گئے۔

وہ زون حدِ نظر تک بہت ہی خوب صورت دھنک رنگ دکھائی دے رہا تھا۔ قوسِ قزح کے تمام رنگ دُھند کی طرح اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے۔ وہاں کی سطح پر کہیں کہیں چھوٹے قدرتی گڑھے تھے جن میں سے آہستہ آہستہ سفید رنگ کا دھواں اٹھ رہا تھا۔ شاید کہ اس میں گیس تھی۔ اس گیس کے باعث وہاں ہریالی نہیں تھی۔ وہاں نہ بیج بوئے جاتے تھے اور نہ فصل اگائی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ مکان کی چار دیواری بھی نہیں اٹھائی جاسکتی تھی۔ دیواریں چند ہفتوں یا مہینوں میں گرجایا کرتی تھیں۔ وہاں لوہے کے بڑے بڑے موٹے ستونوں پر نٹ بولٹ کے ذریعے مکانات استادہ تھے۔ لوہے کے ستون اتنے مضبوط اور پائیدار تھے کہ ان پر دو منزلہ اور تین منزلہ عمارتیں کھڑی کی گئی تھیں۔

ساسا نکولائی اپنے تینوں روبوٹس کے ساتھ جیسے ہی زون کی سطح پر اترا' ویسے ہی دور دور تک سائرن کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

تقریباً ہر دو سو گز کے فاصلے پر لوہے کے ستونوں پر سینما کے پردے کی طرح بڑی بڑی اسکرینیں لگی تھیں۔ سائرن کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ تمام اسکرینیں روشن ہوگئیں۔ ان پر کئی مکانات اور عمارتیں نظر آرہی تھیں۔ ان کے دروازے کھل رہے تھے۔ کھلے ہوئے دروازوں سے جانور نما انسان باہر آرہے تھے۔ وہ سامنے یوں دیکھ رہے تھے جیسے نکولائی اور روبوٹس کو دیکھ رہے ہوں اور واقعی وہ اپنے مکانوں اور عمارتوں کے سامنے لگی ہوئی اسکرینوں پر ان آنے والے اجنبیوں کو دیکھ رہے تھے۔

وہ سامنے دیکھتے ہوئے اپنی زبان میں کہنے لگے "روبوٹس۔ روبوٹس ہیں۔ یہ زون ون سے ہمارے زون میں آگئے ہیں۔"

ان سے پوچھا گیا "کیوں آئے ہو؟ ہمارے زون میں کیوں آئے ہو؟ فوراً جواب دو ورنہ ہمارے ان ہتھیاروں سے موت کی شعاعیں نکلیں گی اور تمہیں فنا کردیں گی۔"

ساسا نکولائی نے اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا "میں ٹمن حیوانا آدمی دھمکی نہ دو۔ تم لوگوں نے روبوٹس کو دیکھ کر یہ تو معلوم کرلیا کہ میں زون ون سے آیا ہوں۔ لیکن میرے اس خاص لباس کی کارکردگی سے واقف نہیں ہو۔ یہ ایٹمی لباس ہے۔ اس سے نکلنے والی شعاعیں پہاڑوں کو بھی ریزہ ریزہ کردیتی ہیں اور جس ہتھیار سے بھی ہم پر حملہ کیا جاتا ہے اس ہتھیار کی گولیاں اور تباہ کن شعاعیں ہمارے لباس سے ٹکرا کر واپس پلٹ جاتی ہیں اور ہم پر حملہ کرنے والے کے چیتھڑے اڑا دیتی ہیں۔"

ایک حیوانا آدمی نے کہا "تم لوگوں کے متعلق ہماری معلومات محدود ہیں پھر بھی یہ جانتے ہیں کہ تم لوگوں نے بڑی سائنسی ترقی کی ہے اور جتنی ترقی کی ہے' اتنے ہی برباد ہوتے جارہے ہو۔ تم بھی برباد ہو کر ان فولادی روبوٹس کے ساتھ یہاں آئے ہو۔ کیا پناہ لینا چاہتے ہو؟"

نکولائی نے کہا "ہاں۔ میں یہاں پناہ لینا چاہتا ہوں لیکن پہلے اپنی طاقت اور بے پناہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کروں گا تاکہ تمہیں یہ یاد رہے کہ میں بے بس اور مجبور نہیں ہوں۔ تم لوگ کبھی فریب اور مکاریوں سے مجھے ہلاک نہیں کرسکو گے۔"

"یہی دعویٰ ہمارا ہے۔ تم بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ تم نے اپنے ایٹمی لباس کی خاصیت بتادی۔ یہ لباس ہر آنے والی گولی یا شعاع کو حملہ آور کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ ہماری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیوں کہ جو خاصیت تمہارے لباس میں ہے وہی ہمارے جسموں میں ہے۔ تمہاری ایٹمی شعاعیں ہمارے جسموں کے کسی بھی حصے سے ٹکرا کر تمہاری ہی طرف واپس چلی جایا کریں گی۔ یقین نہ ہو تو آزما کر دیکھ لو۔ ہمارا ایک حیوانا آدمی تمہارے پاس آرہا ہے۔"

ساسا نکولائی اسکرین پر ان حیوانا آدمیوں کو دیکھنے لگا۔ وہ سب سر سے پیر تک انسان تھے لیکن ان کے چہروں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ صدیوں پہلے وہ جانور رہے ہوں گے پھر ان میں رفتہ رفتہ تبدیلیاں آتی رہیں۔ وہ چار پیروں سے جھک کر چلنے کے بجائے سیدھے دو پیروں پر کھڑے ہو کر تن کر چلنے لگے۔ چہروں پر بھی تبدیلیاں آتی رہیں۔ ڈارون کی تھیوری کے مطابق انسان پہلے بندر تھے پھر ہزاروں برسوں میں ارتقائی منازل طے کرتا ہوا خوب رو انسان بنتا چلا گیا۔ یہاں یہ بحث نہیں ہے کہ ڈارون کی تھیوری صحیح ہے یا غلط؟ لیکن زون تھری کے حیوان سیکڑوں ہزاروں برسوں سے ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے دو ہاتھ اور دو پیروں کے انسان بن چکے تھے۔ صرف چہروں پر حیوانوں کے آثار رہ گئے تھے۔ ان میں سے کچھ بندروں سے' کچھ لومڑیوں سے اور کچھ شیروں سے مشابہت رکھتے تھے۔

ویسے ان کی جسمانی تبدیلیوں سے زیادہ ان کی ذہنی تبدیلیاں حیرت انگیز تھیں۔ انہوں نے سائنس' طب اور ٹیکنیکل شعبوں میں ارضی دنیا کے انسانوں اور زون ون کے سائنس دانوں سے زیادہ ترقی کی تھی۔ وہاں کی ایک عورت فضا میں تیرتی ہوئی آئی پھر نکولائی اور روبوٹس کے سامنے پہنچ کر سیدھی کھڑی ہوگئی پھر اپنے منہ سے ایک کیپسول نکال لیا۔

وہ صحت مند جسم کی ایک حسینہ تھی۔ صرف چہرہ ایسا تھا کہ اسے دیکھ کر لومڑی یاد آجاتی تھی۔ وہ بولی "ہم باہر سے آنے والوں کو خوش آمدید نہیں کہتے اس لیے میں بھی نہیں کہوں گی۔ اگر تمہیں توہین کا احساس ہو تو مجھے اپنے لباس کی ایٹمی شعاعوں سے مار ڈالو۔"

آنے والی نے صرف ایک چرمی نیکر اور ایک چرمی بلاؤز پہنا ہوا تھا۔ باقی جسم ننگا تھا۔ صرف ایک ایٹمی شعاع اس کے حسین بدن کے چیتھڑے اڑا دیتی لیکن وہ اس دعوے کے ساتھ سینہ تان کر آئی تھی کہ کسی بھی ہتھیار سے اس کے بدن پر حملہ کیا جائے تو حملہ آور کو ناکامی ہوگی۔

ساسا نکولائی نے بے یقینی سے پوچھا "کیا ایٹمی ہتھیار سے بھی یہ حسین وجود فنا نہیں ہوگا؟"

"میں سامنے کھڑی ہوں۔ آزمالو' حملہ کرو مگر ہوشیار رہنا۔ تمہاری ایٹمی شعاعیں تمہاری ہی طرف لوٹ کر آئیں گی۔"

"تم ہمیں محتاط رہنے کو بھی کہہ رہی ہو اور توہین بھی اس لیے کر رہی ہو کہ ہم مشتعل ہو کر تم پر حملہ کریں لیکن میں نادان نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں پہلے ہم ایک دوسرے کی طاقت کا حساب کرلیں۔ اگر ہماری طاقتیں متوازن ہوں گی تو ہم دوست بن جائیں گے ورنہ طاقت کا توازن نہ ہو تو کمزوروں کو کچل کر اپنی حکومت قائم کی جاتی ہے۔"

"یہاں ہماری حکومت ہے اور ہماری ہی رہے گی۔ اس سے پہلے کہ تمہاری طاقت کا توازن ہمارے سامنے بگڑ جائے' ہم تمہیں

بتائیں گے کہ ہم کس قدر قوی اور ذہین ہیں۔ آؤ میرے ساتھ.....“

یہ کہہ کراس نے اپنے منہ سے نکالے ہوئے کیپسول کو دوبارہ منہ میں رکھا پھر زون کی سطح سے چھ فٹ بلند ہوگئی۔ انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے دوسری طرف پلٹ گئی۔ ساسا نکولائی اور تینوں روبوٹس نے اپنے اپنے فلائنگ شوز کی پرواز کا تعین مخصوص بلندی اور محدود فاصلے تک کیا پھر اس کے پیچھے پرواز کرتے ہوئے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک آبادی میں پہنچ گئے۔

وہاں بھی تمام مکانات اور دو تین منزلہ عمارتیں لوہے کے ستونوں پر بنائی گئی تھیں۔ وہاں جو عورتیں' مرد اور بچے تھے' وہ چھوٹے سائز کی کاروں میں آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ کاریں بھی زون کی سطح سے چار چھ فٹ کی بلندی پر پرواز کررہی تھیں۔ وہاں کے باشندے زون کی سطح کو فصل اگانے' رہنے اور آمدورفت کے لیے استعمال نہیں کرتے تھے۔ وہ نہ تو زون کی سطح پر رہتے تھے نہ آسمان پر۔ سطح اور آسمان کے درمیان فضا میں معلق رہ کر زندگی گزارتے تھے۔ اس کے باوجود اس زون کی سطح سے بے حد استفادہ کرتے تھے۔ سطح پر پڑے ہوئے بے شمار گڑھوں سے جو گیس خارج ہوتی تھی' وہ سانس لینے کے لیے آکسیجن کی کمی کو پورا کرتی تھی۔ زون کی تہ میں قدرتی غذا تھی۔ وہ غذا دور سے پتھروں اور چٹانوں کی طرح دکھائی دیتی تھی لیکن وہ چٹانیں اتنی ملائم تھیں کہ بچے بھی انہیں ہاتھوں سے نوچ کر اور دانتوں سے کاٹ کر کھالیتے تھے۔ پہاڑوں کی بلندی پر برف کے تودوں کو توڑا جاتا تھا پھر اس بلندی سے پانی ان کی آبادی تک پہنچتا تھا۔

ان کی راہنمائی کرنے والی لومڑی حسینہ ایک دو منزلہ عمارت کے پاس آکر رک گئی۔ عمارت کے چاروں طرف کار پارکنگ اور پرواز کرنے والے افراد کے اترنے کے لیے وسیع وعریض پلیٹ فارم بنا ہوا تھا۔ وہ سب پرواز کرتے ہوئے اس پلیٹ فارم پر اتر گئے۔ ساسا نکولائی نے پوچھا ”اس دو منزلہ عمارت میں کیا ہے۔ کیا تم ہمیں اندر لے جانا چاہتی ہو؟“

”تم اپنے روبوٹس کے ساتھ خود ہی اندر جاؤ گے۔ تمہیں یہاں تک پہنچانا' میری ڈیوٹی تھی۔ میری یہ ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ اب میں جارہی ہوں۔“

”ٹھہرو! اپنے لوگوں سے کہو' ہم اس عمارت کے اندر نہیں جائیں گے۔ وہ لوگ باہر آئیں۔“

”ہمارے زون میں آکر اپنی بات نہ منواؤ۔ یہاں وہی ہوتا ہے' جو ہم چاہتے ہیں۔ تم اندر جاؤ گے۔ نہیں جاؤ گے تو اسی طرح باہر کھڑے رہو گے۔ کسی دوسری جگہ جانا چاہو گے تو کہیں سے بھی ہائیڈروجن گیس کی ایک لکیر تمہاری ناک تک آئے گی۔ تم صرف ایک ہی سانس کھینچو گے تو تمہارے جسم کے اندر گوشت اور آنتیں پگھل کر پانی ہوجائیں گی۔“

یہ کہتے ہی وہ لومڑی حسینہ پرواز کرتی ہوئی وہاں سے چلی نکولائی نے روبوٹس سے کہا ”ہم یہاں مصیبتیں مول لینے آگئے ہیں۔ ہمیں کسی دوسرے زون میں جانا چاہیے۔“

ایک روبوٹ نے کہا ”کیسے جائیں گے۔ وہ دھمکی دے ہے کہ ہم یہاں سے کسی دوسری جگہ جانا چاہیں گے تو ہائیڈروجن گیس کے ذریعے ہلاک کردیا جائے گا۔“

نکولائی نے کہا ”ہوسکتا ہے' یہ محض دھمکی ہو۔ ہمیں چاہیے۔ میں گوشت پوست کا سانس لینے والا انسان ہوں ہائیڈروجن گیس کے ذریعے ہلاک کرسکتے ہیں مگر تم تینوں نہیں لیتے ہو۔ وہ گیس تمہارے اندر نہیں جائے گی اور نہ نقصان پہنچائے گی۔ تم میں سے کوئی ایک فلائی کرکے اس باہر جائے۔ اس کے بعد ہم چلے آئیں گے۔“

پی پی ٹین نے کہا ”میں جارہا ہوں۔ اگر مجھے کوئی نقصا پہنچے تو میرے پیچھے تم سب چلے آنا۔“

یہ کہہ کراس نے بلندی کی طرف پرواز کی۔ نکولائی اور روبوٹس سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے۔ پہلے چند سیکنڈ تک یہی خیا کہ کچھ نہیں ہوگا لیکن ہوگیا۔ اس کے فلائنگ شوز کے شعلے نکل رہے تھے۔ ٹھیک اسی جگہ ایٹمی شعاع کی چاندی جیسی سی کرن نے ایک جوتے کو چھولیا پھر پلک جھپکنے سے پہلے ہی زبردست دھماکا ہوا۔ نکولائی نے ڈوبتے ہوئے دل سے دیکھا ٹین کے فولادی جسم کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

ان سے کچھ فاصلے پر سینما کے پردے کی طرح بڑی اسکرین تھی۔ اس اسکرین پر ایک حیوانا آدمی نظر آیا۔ اس نے کہا ”ہم نے اس روبوٹ کے جسم پر حملہ نہیں کیا کیوں کہ اس کے جسم پر لباس تھا۔ ہماری ایٹمی شعاع اس کے لباس سے ٹکرا کر واپس آجاتی۔ ہم اس کے چہرے اور آنکھوں پر حملہ کرسکتے تھے یا اس کے فلائنگ شوز کے کھلے ہوئے تلے پر' ویسے تم نے دیکھ لیا ہماری فوکس بیوٹی (لومڑی حسینہ) نے جو وارننگ دی تھی وہ دھمکی نہیں تھی۔ اب تم کھڑے رہو اور فیصلہ کرتے رہو کہ اس عمارت میں داخل ہونا چاہو گے یا اپنی آخری سانس تک یہیں کھڑے رہو گے؟ تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔“

ساسا نکولائی نے بے بسی سے اپنے باقی رہ جانے والے روبوٹس کو دیکھا۔ اس کا سہارا اور طاقت وہی دو روبوٹس تھے اس کا ایٹمی لباس تھا۔ اس کے علاوہ کوئی غیر معمولی صلاحیت تھی اور اپنی حفاظت کے لیے کسی خفیہ طاقت کا سہارا نہیں تھا۔

وہ مجبور ہوکر آگے بڑھا۔ اس عمارت کا بڑا دروازہ خود کھل گیا۔ اندر کچھ حیوانا آدمی اپنے کاموں میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ کچھ اِدھر اُدھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے کچھ لومڑی نما' کچھ بندر نما تھے اور کچھ ایسے ہیبت ناک شیر بھی دکھائی دیتے تھے لیکن انسانوں کی طرح کمر سیدھی تھی۔ وہ پیروں سے چل رہے تھے۔ دو ہاتھوں سے کام کررہے تھے اور ہر معاملے میں ذہانت سے کام لے رہے تھے۔

ایک کاریڈور کے پاس کھڑے ہوئے حیوانا آدمی نے ان سے کہا۔ ”اِدھر آؤ۔ تمہیں اس کاریڈور سے جانا ہے۔“

وہ تینوں اس کاریڈور سے گزرنے لگے۔ آگے دائیں بائیں اور سامنے کتنے ہی کاریڈور درخت کی شاخوں کی طرح نہ معلوم کس سمت گئے تھے۔ ایک تنگ سے کاریڈور کے سامنے کھڑے ہوئے حیوانا آدمی نے کہا ”اِدھر آؤ۔ تمہارا راستہ یہ ہے۔“

وہ کاریڈور اتنا تنگ تھا کہ ایک وقت میں ایک ہی شخص وہاں سے گزر سکتا تھا پھر وہاں ایک دروازہ تھا جسے کھول کر جانے کے بعد وہ خود بخود بند ہوجاتا تھا۔

پہلے ایک روبوٹ نے جانا چاہا لیکن وہ ایسا لحیم شحیم تھا کہ اس کاریڈور میں پھنس کر رہ جاتا۔ حیوانا آدمی نے کہا ”دونوں روبوٹس آگے دوسرے کاریڈور سے جاسکتے ہیں۔ تم یہاں سے جاؤ۔“

نکولائی نے کہا ”میں اپنے روبوٹس کے ساتھ جاؤں گا۔“

”نہیں' تمہارا راستہ الگ ہے۔ منظور ہے تو یہ دروازہ کھول کر تنہا کاریڈور میں جاؤ ورنہ یہیں کھڑے رہو۔ تمہیں واپس جانے کی یا کہیں آگے جانے کی اجازت نہیں ملے گی اور اجازت کے بغیر ایک قدم بھی اٹھاؤ گے تو موت کی طرف جاؤ گے۔“

وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ نہ آگے جانے کا حوصلہ تھا اور نہ ہی وہاں کھڑا رہ سکتا تھا۔ آخر اس نے روبوٹس سے کہا ”تم دونوں آگے جاؤ۔“

وہ اس کاریڈور میں آگے بڑھ گئے۔ نکولائی دروازہ کھول کر اس تنگ سے کاریڈور میں آگیا۔ دو چار قدم چلنے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ کاریڈور کے اندر حرارت بڑھ رہی تھی۔ مزید چند قدم آگے جانے کے بعد حرارت ناقابل برداشت ہوگئی۔ وہ دوڑتا ہوا واپس دروازے کے پاس آیا اور اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگا لیکن وہ لاک ہوچکا تھا۔

دوسری طرف بھی ایک دروازہ تھا۔ اس میں کوئی چٹخنی یا لاک وغیرہ نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ تیزی سے اُدھر جانے لگا۔ اتنی دیر میں اس کا تمام جسم پسینے سے بھیگنے لگا تھا۔ جسم پر لباس چبھ رہا تھا۔ وہ جلدی جلدی لباس اتارتا ہوا دوڑتا رہا۔ دوسرے دروازے کے پاس پہنچا تو واقعی وہ لاک نہیں تھا۔ نکولائی اسے کھولتا ہوا باہر آیا۔ جان لیوا حرارت سے نجات مل گئی۔ اطمینان سے سانس لیتے وقت یاد آیا کہ وہ ننگا ہوچکا ہے اور ایٹمی لباس کاریڈور میں رہ گیا ہے۔

وہ ایک دم سے لپک کر دروازے کے پاس آیا۔ اسے کھولنے کی کوشش کی تو کھول نہ سکا۔ اس کے پیچھے آہنی سلاخیں تھیں۔ سلاخوں کے پیچھے ایک کمرا تھا۔ اس کی ایک دیوار پر لگی ہوئی اسکرین روشن ہوگئی۔ اسکرین پر ایک حیوانا آدمی مسکرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا ”اس کمرے میں آجاؤ۔ یہ آہنی سلاخوں والا دروازہ خود بخود بند ہوجائے گا۔“

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر چیختے ہوئے بولا ”یو فراڈ! چیٹر! مکار! دھوکے باز! تم لوگوں نے دھوکے سے مجھے ننگا کردیا ہے۔“

حیوانا آدمی نے کہا ”تمہیں ننگا کردیا ہے۔ ایسی حالت میں تم اپنے زون میں بھی واپس نہیں جاسکو گے۔“

”تم لوگ پچھتاؤ گے۔ میرے روبوٹس پورے زون کو تباہ کردیں گے۔“

اسکرین کا منظر بدل گیا۔ روبوٹ پی پی ایٹ اور نائن نظر آرہے تھے۔ وہ ساکت کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے آس پاس کھڑے ہوئے حیوانا آدمی مختلف اوزاروں سے ان کی پشت کا حصہ کھول کر وہ بیٹریاں نکال رہے تھے جن کے ذریعے وہ دونوں متحرک رہتے تھے۔ نکولائی اپنے اندر جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

اسکرین سے آواز آئی ”سلاخوں کے اِدھر آؤ گے یا اُدھر ہی رہو گے؟ مگر کب تک اُدھر رہو گے؟ کیا ساری زندگی؟“

وہ سر جھکا کر آہنی سلاخوں والے دروازے سے گزر کر اندر آیا پھر پلٹ کر دیکھا۔ وہ دروازہ خود بخود مقفل ہوگیا تھا۔

ایک بہت بڑے گنبد نما ہال میں جدید سائنسی آلات اور مشینیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ چاروں طرف بڑی بڑی اسکرینیں تھیں۔ ان اسکرینوں پر اس زون کے مختلف علاقے دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک اسکرین پر نکولائی نظر آرہا تھا۔

اس ہال میں ایک شاہانہ طرز کی بڑی ریوالونگ چیئر پر منکی ماسٹر بیٹھا ہوا تھا۔ اب وہ منکی یعنی بندر نہیں رہا تھا' قد آور انسان بن گیا تھا لیکن اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے منکی کہلاتا تھا۔ چوں کہ وہاں کے حکمرانوں میں سے ایک تھا اس لیے منکی ماسٹر کہلاتا تھا۔ دوسری اسکرین کے سامنے ٹائیگر ماسٹر اور تیسری ریوالونگ چیئر پر فوکس مسٹریس بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسرے ماتحت منکی' ٹائیگر اور فوکس سکیورٹی گارڈز کی طرح اِدھر اُدھر الرٹ کھڑے ہوئے تھے۔

وہ تینوں ریوالونگ چیئر پر بیٹھے اس اسکرین کو دیکھ رہے تھے جہاں نکولائی نظر آرہا تھا۔ وہ آہنی سلاخوں والے دروازے سے گزر کر اندر آگیا تھا۔ دروازہ خود بخود بند ہوگیا تھا۔ اندر ایک کرسی اور ایک چھوٹا سا بیڈ تھا۔ وہ کرسی پر آکر بیٹھا اور اس نے اپنے ہاتھ کرسی کے ہتھوں پر رکھے تو دونوں ہاتھ ہتھکڑیوں سے جکڑ گئے۔ وہ ہتھکڑیوں سے نجات پانے کے لیے جدوجہد کرنے لگا۔ بڑی سی اسکرین پر منکی ماسٹر نظر آرہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا ”کلائیاں ٹوٹ جائیں گی مگر رہائی نہیں ملے گی۔ عقل سے سمجھو اور ساکت بیٹھے رہو۔“

عقل نے بھی یہی سمجھایا کہ کلائیاں ٹوٹ جائیں گی۔ خود کو ٹوٹ پھوٹ سے بچائے رکھنا چاہیے۔ اس کے سوچنے کے دوران

چھت پر سے ایک آئرن کیپ اس کے سر پر آگئی اور اس کے سر کو پیشانی اور کنپٹیوں تک ڈھانپ لیا۔ نکولائی محسوس کر رہا تھا کہ آئرن کیپ کے اندر کئی تار اور پرزے اس کے سر پر مقناطیس کی طرح چپک رہے ہیں۔

تب اس نے اسکرین پر دیکھا۔ منکی ماسٹر نے بھی سر پر ویسی ہی آئرن کیپ پہن لی تھی۔ وہ ہونٹوں کو بند کیے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کی سوچ کی لہریں نکولائی سے کہہ رہی تھیں "یہ اپنے خیالات سنانے والی اور دوسروں کے خیالات سننے والی کیپ ہے۔ تم میرے خیالات سن رہے ہو اور میں تمہارے خیالات سننے والا ہوں۔ جب تک وہ کیپ تمہارے سر پر رہے گی تب تک تم اپنے ہونٹوں اور زبان کو جنبش نہیں دے سکو گے۔ تمہارے چور خیالات بولتے رہیں گے اور تم انہیں بولنے سے نہیں روک سکو گے۔"

منکی ماسٹر خاموش ہوگیا۔ نکولائی کے چور خیالات بے اختیار بولنے لگے۔ اس نے کوشش کی کہ کچھ نہ سوچے مگر اس کا اپنا ذہن اپنے قابو میں نہیں رہا تھا۔ گویا وہ آئرن کیپ ہپناٹائز کرتی تھی۔ عملِ تنویم کے ذریعے ذہن کو انسان کے اختیار سے باہر کردیتی تھی اور ٹیلی پیتھی کے عمل کی طرح سوچ کی لہروں کو عامل تک پہنچاتی تھی۔ اپنی کارکردگی کے مطابق وہ ٹی ایچ کیپ یعنی ٹیلی پیتھی ہپناٹائزنگ کیپ کہلاتی تھی۔

وہ تینوں سربراہ منکی ماسٹر، ٹائیگر ماسٹر اور فوکس مسٹریس اس کے چور خیالات سے معلوم کر رہے تھے کہ زون ون میں ارضی دنیا کے باشندے آرہے ہیں۔ ان ارضی باشندوں میں بڑی حیرت انگیز صلاحیتیں ہیں۔ وہ ایسی کسی ٹی ایچ کیپ کے بغیر ٹیلی پیتھی کے ذریعے دوسروں کے خیالات پڑھ لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں، سایہ بن کر نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں۔

نکولائی کے خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ یہاں پناہ لینے آیا تھا۔ مگر قیدی بن گیا ہے۔ یہ بھی غنیمت ہے، اپنے زون میں رہتا تو جان سے مارا جاتا۔ اب تو زون ون میں بڑی تبدیلیاں آچکی ہوں گی۔ ارضی باشندے بہت چالاک اور مکار ہیں۔ انہوں نے سولارز اور اس کی بیٹی کو بھی وہاں سے بھگادیا ہوگا۔

فوکس مسٹریس یعنی ملکہ لومڑی نے نکولائی سے سوچ کے ذریعے پوچھا "ارضی باشندے کس تکنیک سے سایہ بن کر نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں؟"

"انہوں نے غیر معمولی گولیاں تیار کی ہیں۔ میں ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ ساسا سولارز ارضی دنیا والوں سے شکست کھا کر زون ون میں واپس آرہا تھا تب ہمارے زون کی ایک لڑکی تمارا اپنے شوہر کے ساتھ سایہ بن کر سولارز اور اس کی بیٹی کے وجود کے اندر سماگئی تھی۔ اس طرح وہ زون ون کے خلائی پلیٹ فارم تک پہنچ گئے تھے۔"

ان تینوں سربراہوں نے نکولائی سے رابطہ ختم کردیا۔ ا
اپنے سروں سے کیپ اتار دی پھر ٹائیگر ماسٹر نے کہا "
تشویش کی بات ہے کہ ارضی دنیا کے باشندے نظروں سے او
ہوجاتے ہیں۔ اگر وہ یہاں آئیں گے تو ہمیں کئی طرح سے مجبور
بے بس بنادیں گے۔"

فوکس مسٹریس نے کہا "میں اپنی مکاری اور سیاست سے
زون کی ملکہ بن گئی ہوں۔ اپنی مکاریوں سے مخالفین کو کچل
ہوں لیکن منکی ماسٹر تم سائنس دان ہو۔ یہاں کی تمام سا
ایجادات تمہاری سائنس دان برادری کی مرہونِ منت ہیں۔
کوئی ایسا آلہ ایجاد کرو کہ وہ سایہ بن کر غائب ہونے وا
تمہارے آلے کے سامنے سایہ نہ بن سکیں یا سایہ بننے کے
چھپ کر ہم پر حملے نہ کرسکیں۔"

منکی ماسٹر نے کہا "واقعی بڑی تشویش کی بات ہے۔ وہ سا
جاتے ہیں اور دوسروں کے وجود میں سما جاتے ہیں۔ اگر وہ
آئیں گے اور ہمارے اندر سما جائیں گے تو ہم کبھی انہیں
نہیں کرسکیں گے۔"

وہ کمپیوٹر کے ذریعے اپنے ماتحت سائنس دانوں تک
ہدایات پہنچانے لگا کہ اس نکتے پر غور کیا جائے اور عملی تجربے
لیے راستہ نکالا جائے کہ ایک گوشت پوست کے ٹھوس ج
سائے میں کس طرح تبدیل کیا جاسکتا ہے پھر جس سائے کو ہم
پکڑ نہیں سکتے، اسے چھو کر کچھ محسوس نہیں کرسکتے اور جو
روشنی کی ضد ہے وہ سایہ کیسے دوبارہ گوشت، پوست کے ٹھوس
میں ظاہر ہوجاتا ہے۔

یہ ناممکن سی بات تھی لیکن سائنس دان اور ماہرین
ناممکن کو ممکن بنادیا کرتے ہیں اور ممکن بنانے کے لیے انہیں
رات ایک ہی نکتے پر غور کرنے اور قابلِ عمل راستے نکالنے
لیے برسوں تک محنت کرنی پڑتی ہے۔

منکی ماسٹر کی سائنس دان برادری بھی برسوں تک محنت
والی تھی لیکن نکولائی کے قیدی بننے کے صرف چھپن گھنٹوں
دیوی اپنی ڈی شی تارا اور روبوٹ پی پی سیون کے ساتھ زون
کی سطح پر پہنچ گئی۔ پورے زون میں خطرے کا سائرن گونج
وہاں کھلے مقامات پر جہاں جہاں بڑی اسکرینیں تھیں،
روشن ہوگئی تھیں۔ فوکس مسٹریس، ٹائیگر ماسٹر اور منکی ماسٹر
رہے تھے "تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"

ان تینوں سربراہوں کو ایک جگہ قد آور روبوٹ کھڑا ہوا
آرہا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی دوسرا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
نے اس زون کی سطح پر قدم رکھنے سے پہلے ہی اپنی ڈی شی
ایک گولی کھلادی تھی تاکہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ ان
کے سائے پی پی سیون کے اندر سمائے ہوئے تھے۔

دیوی نے کہا "کوئی بھٹکا ہوا مسافر تمہاری نگری میں آجا

دور سے اسے مخاطب نہ کرو۔ سامنے آکر اسے مہمان سمجھ کر استقبال کرو۔"

ٹائیگر ماسٹر نے غرا کر کہا "جب تک تعارف حاصل نہ ہو اور ہمیں اطمینان حاصل نہ ہو، تب تک ہم بن بلائے مہمان کو خوش آمدید نہیں کہتے۔"

فوکس مسٹریس نے کہا "مسٹر روبوٹ! تمہاری آواز عورتوں جیسی ہے۔ کیا تم میری طرح ایک لیڈی ہو؟"

دیوی نے کہا "روبوٹس نر اور مادہ نہیں ہوتے لیکن تم مجھے لیڈی سمجھ سکتی ہو۔ ایک عورت دوسری عورت کو کبھی اپنے برابر جگہ نہیں دیتی۔ اگر یہ غلط ہے تو آؤ اور میرے لیے کسی فلائنگ کار کا انتظام کرو۔ میں اس پورے زون کو دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"ہمارے زون کو دیکھ کر تم کیا کروگی؟"

"اگر پسند آگیا تو یہاں اپنی حکومت قائم کروں گی۔"

"بڑے احمقانہ عزائم کے ساتھ آئی ہو۔ تم سے پہلے زون ون کا ایک سائنس دان نکولائی تین روبوٹس کے ساتھ آگیا تھا۔ ہم نے ایک روبوٹ کے پرخچے اڑادیے۔ باقی دو کو ناکارہ بنادیا ہے اور یہاں حکومت کرنے کے خواب دیکھنے والا نکولائی ہمارا قیدی بنا ہوا ہے۔"

دیوی نے ڈی شی تارا سے کہا "تم باتیں کرو۔ میں ان کے دماغوں میں جارہی ہوں۔ یہ ہمارے لیے اچھی خبر ہے کہ یہاں دو روبوٹس ہیں۔ انہیں ناکارہ بنادیا گیا ہے۔ میں انہیں اپنے لیے کارآمد بنالوں گی۔"

اس نے فوکس مسٹریس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی پھر بڑی آسانی سے ملکہ لومڑی کے اندر پہنچ گئی۔ وہ کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگی۔ دیوی نے کہا "ہیلو فوکس! تم استقبال کرنے نہیں آئیں۔ میں آگئی۔ کیا مجھے اپنے اندر سے بھگا سکوگی؟"

وہ گھبرا کر بولی "ٹائیگر ماسٹر! وہ شی روبوٹ جو اسکرین پر ہم سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے دماغ کے اندر آگئی ہے۔"

ٹائیگر ماسٹر نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا واقعی؟ وہ یہاں پہنچ گئی ہے۔ یہ.... یہ ہمارا منکی ماسٹر کہاں چلا گیا ہے؟ ایسے وقت ہمیں اس کی ذہانت کی ضرورت ہے۔"

دیوی نے اس کے اندر آکر کہا "ہیلو ٹائیگر! تمہارا منکی ماسٹر خواہ کتنا ہی ذہین ہو، میرے آگے گھٹنے ٹیک دے گا۔ میں نے فوکس کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے کہ تم تینوں اس زون پر حکومت کررہے ہو۔ میں تم تینوں کو اپنی مٹھی میں رکھوں گی تو اس زون کی مالک و مختار بن جاؤں گی۔"

وہ باتوں کے دوران اس گنبد نما ہال میں رکھے ہوئے جدید سائنسی آلات اور مشینوں کو دیکھ رہی تھی۔ چھ مسلح گارڈز اس ہال کے مختلف حصوں میں کھڑے ہوئے تھے۔ دیوی نے ٹائیگر ماسٹر سے کہا "تم مجھے اسکرین پر دیکھ رہے ہو۔ میں اس ویران علاقے میں ہوں۔ میرے لئے فوراً ایک فلائنگ کوچ بھیجو اور میرے وہاں پہنچنے تک اپنے حکمراں ساتھی منکی ماسٹر کو یہاں حاضر رہنے کا مشورہ دو۔"

اس کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ روبوٹ کے لیے ایک فلائنگ کار روانہ کی گئی۔ فوکس مسٹریس اور ٹائیگر ماسٹر مختلف ذرائع سے منکی ماسٹر کا سراغ لگا رہے تھے لیکن وہ زون کی کسی اسکرین پر نظر نہیں آرہا تھا اور نہ ہی کسی کی کال کا جواب دے رہا تھا۔

دیوی نے فوکس مسٹریس سے پوچھا "کیا تمہیں پہلے سے یہ علم تھا کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں؟"

"ہمیں اب تک یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ تم خلا کے کس حصے سے آئی ہو۔ یہاں آس پاس جتنے زون ہیں ان سب کی ایک ہی زبان ہے۔ تم یہ زبان بول رہی ہو لیکن بولتے وقت غلطیاں کررہی ہو۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمہارا تعلق کسی زون سے نہیں ہے اور تم ارضی دنیا سے آئی ہو۔ نکولائی نے ہمیں بتایا تھا کہ ارضی دنیا کے باشندے ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور وہ جب چاہتے ہیں خود کو سائے میں تبدیل کرکے نظروں سے اوجھل ہوجاتے ہیں۔ کیا تم ارضی دنیا سے آئی ہو؟"

اس کے جواب دینے سے پہلے ہی ٹائیگر ماسٹر نے کہا "میڈم فوکس! اپنا کمپیوٹر آن کرو۔ منکی ماسٹر ہم سے رابطہ کررہا ہے۔"

فوکس مسٹریس نے اپنے قریب رکھے ہوئے کمپیوٹر کو آن کیا۔ دوسری طرف سے منکی ماسٹر کی تحریر اسکرین پر ابھرنے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا "میڈم فوکس! ہمارے زون میں کوئی ارضی دنیا سے آئی ہے۔ وہ ہماری زبان صحیح طرح نہیں بول رہی ہے۔ اس کی باتیں سن کر مجھے شبہ ہوا تھا۔ جب تم نے چیخ کر کہا کہ وہ تمہارے دماغ کے اندر پہنچ گئی ہے تو میرے شبہے کی تصدیق ہوگئی۔ میں فوراً ہی تم سے اور ٹائیگر ماسٹر سے دور چلا آیا ہوں۔"

فوکس مسٹریس نے دیوی کی مرضی کے مطابق کمپیوٹر کے ذریعے پوچھا "تم کہاں ہو؟ ایسی مصیبت کے وقت ہمیں چھوڑ کر کیوں گئے ہو؟ کیا ہمیں اس بیرونی حملے سے نجات دلاسکوگے؟"

"میری یہی کوشش ہوگی۔ ویسے تم لومڑی کی نسل سے ہو تمہیں مکاری سے کام لے کر اپنی عقل سے سوچنا چاہیے تھا کہ وہ ارضی دنیا سے آنے والی ہمیں مکاری دکھارہی ہے۔ ایک روبوٹ کے اندر رہ کر بول رہی ہے جب کہ کوئی روبوٹ کسی لیڈی کی آواز اور انداز میں نہیں بولتا ہے۔ وہ روبوٹ کے اندر چھپ کر آئی ہے اور آئندہ تم سب کے اندر چھپ کر رہے گی۔ یہاں کوئی اسے جسمانی طور پر گرفتار نہیں کرسکے گا اور نہ ہی اسے ہلاک کیا جاسکے گا۔ ابھی میں نہیں جانتا کہ تمہیں اور ٹائیگر ماسٹر کو اس سے کس

طرح نجات دلاؤں گا۔ پہلے تو میں اپنا اور اپنے زون کے اہم اکابرین کا تحفظ کررہا ہوں۔ میں نے ان سب کو اپنی منکی برادری والے علاقے میں بلایا ہے۔ انہیں اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ وہ نامعلوم مدت کے لیے گونگے بن جائیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے دھیمی آواز میں بھی نہ بولیں۔ ہمیشہ کمپیوٹر کے ذریعے گفتگو کریں۔"

ٹائیگر ماسٹر نے پوچھا "کیا ہمارے بولنے کے باعث وہ ہمارے دماغ میں آئی ہے؟"

"ہاں۔ تم دونوں بول رہے تھے۔ یہ مقدر کی بات ہے کہ میں خاموش تھا۔ اگر بولتا تو وہ میرے اندر بھی چلی آتی۔ بہرحال میں نے اپنے علاقے کی سرحد پر مسلح گارڈز کا سخت پہرا لگایا ہے۔ تم دونوں اپنے علاقوں کے لوگوں سے کہہ دو کہ میرے علاقے کی سرحد سے دور رہیں۔ نظر بھی نہ آئیں۔ جو بھی نظر آئے گا' میرے گارڈز اسے فنا کردیں گے۔"

"کیا تم نے ہمارے خلاف محاذ بنالیا ہے؟ تمہارے گارڈز ہمارے آدمیوں کو کیوں فنا کریں گے؟ کیا دشمنی ہے؟"

"دشمنی نہیں ہے۔ وہ سایہ بن کر رہنے والی تمہارے لوگوں کے اندر چھپ کر آئے گی تو ہمیں اس کی آمد کا علم نہیں ہوگا پھر وہ ہمارے علاقے میں آکر میرے وجود کے اندر بھی سما جائے گی۔ تمہیں اور ٹائیگر ماسٹر کو میری حفاظت کی خاطر اپنے لوگوں پر پابندیاں عائد کرنا چاہئیں۔"

فوکس مسٹریس دوستانہ انداز میں جواب دینا چاہتی تھی لیکن دیوی کی مرضی کے مطابق کمپیوٹر کے ذریعے بولی "تم نے ہمارے لوگوں کو فنا کرنے کی دھمکی دی ہے۔ ہم تمہاری دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ اگر تم اپنی سرحد بند کردو گے تو ہم اس سایہ بننے والی کو دوست بنا کر تمہارے علاقے میں داخل ہوجائیں گے۔ اب میں اپنے دماغ میں رہنے والی سے پوچھتی ہوں۔ پلیز وہ اپنا نام بتائے۔"

دوسری طرف سے منکی ماسٹر کی تحریر نے کہا "اچھا تو اس وقت وہ تمہارے اندر ہے۔"

"ہاں۔ اس کا نام دیوی ہے۔"

"دیوی سے کہو اس کی شامت اسے یہاں لائی ہے۔ دیٹس آل۔"

دوسری طرف سے کمپیوٹر بند کردیا گیا۔ دیوی نے کہا "اس بندر نے مجھے چیلنج کیا ہے۔ مجھے بتاؤ' وہ کیسی کیسی قوتوں کا حامل ہے؟"

"منکی ماسٹر اور اس کی برادری کے اکثر لوگ بڑے ذہین اور تجربہ کار سائنس دان ہیں۔ انہوں نے بڑے حیرت انگیز سائنسی آلات اور مشینیں ایجاد کی ہیں۔ اب کسی ایسے فارمولے پر کام کررہے ہیں جس کے نتیجے میں وہ غیر معمولی کیپسول تیار ہوگا جسے نگلنے پر وہ بھی تمہاری طرح سایہ بن جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایسا آلہ تیار کررہے ہیں جس کے ذریعے وہ تمہاری روپوشی اور تمہارے سائے سے ٹھوس جسم میں آنے کا راز معلوم کرسکیں گے۔"

دیوی ذرا تشویش میں مبتلا ہوئی پھر بولی "یہ ناممکن ہے۔ وہ ایسا کوئی غیر معمولی کیپسول یا غیر معمولی آلہ کبھی تیار نہیں کرسکیں گے۔"

"جب منکی ماسٹر اور اس کے ساتھی سائنس دان کسی بھی فارمولے پر کام کرتے ہیں تو ہمیں بھی یقین نہیں آتا کہ وہ ناممکن کو ممکن بنادیں گے لیکن ان کی کامیابیاں ثابت کردیتی ہیں کہ وہ سب واقعی بندروں کی نسل سے ہیں۔ وہ دوسروں کی نقالی کے ماہر ہیں۔ تم گوشت پوست کی ہو مگر سایہ بن جاتی ہو۔ اب وہ تمہاری بھی نقالی کرتے ہوئے کبھی غائب ہونے اور کبھی ظاہر ہونے کا تماشا دکھائیں گے۔"

"ایسی بات ہے تو میں انہیں ایسے فارمولوں پر کام کرنے سے روکوں گی۔ آج ہی روکوں گی۔ ابھی روکوں گی۔"

وہ فوکس مسٹریس اور ٹائیگر ماسٹر سے معلومات حاصل کرنے لگی کہ وہ دونوں کس طرح منکی ماسٹر کے خلاف اپنی طاقت استعمال کرسکتے ہیں۔ دونوں سہمے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے' وہ کسی بھی دشمن کے خلاف بہت طاقتور ہیں لیکن منکی ماسٹر کے ایٹمی ہتھیاروں سے خوف زدہ ہیں۔ اس کے سائنس دانوں نے ایسے چھوٹے بڑے سائنسی آلات تیار کیے ہیں جن کا استعمال صرف وہی جانتے ہیں۔ باقی دوسروں کے لیے وہ آلات بڑے پراسرار ہیں۔

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر فوکس مسٹریس کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ روبوٹ پی پی سیون کی رہائش کے لیے ایک گیسٹ ہاؤس مخصوص کیا گیا تھا۔ وہاں روبوٹ ایک طرف کھڑا ہوا تھا اور ایک پلنگ پر ڈی شی تارا کا سایہ لیٹا ہوا تھا۔ دیوی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا' وہ سو رہی تھی۔ گہری نیند میں تھی۔

دیوی اپنے بستر سے اٹھ کر اس کے بستر کے سرے پر آکر بیٹھ گئی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "تھوڑی دیر کے لیے بیدار ہوجاؤ۔ اس کے بعد دوبارہ سو جانا۔"

وہ بیدار ہوگئی۔ وہ دونوں سایہ بن کر رہنے کے دوران خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کرتی تھیں لیکن اس وقت ان کی گولیوں کا اثر ختم ہوگیا۔ دونوں ہی گوشت پوست کے جسموں میں ظاہر ہوگئیں۔ ڈی نے کہا "دیوی جی! آپ ظاہر ہوگئی ہیں۔"

"تم بھی ظاہر ہوگئی ہو۔ ایک مقررہ وقت سے پہلے کوئی میری اصل صورت نہیں دیکھ سکے گا۔ تم بھی نہیں دیکھ رہی ہو اور نہ ہی یہ میری اصلی آواز اور لہجہ ہے۔"

"ہاں میں سن رہی ہوں۔ آپ میری آواز اور لہجے میں بول رہی ہیں۔"

"میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے جگایا ہے کہ میں ایک ضروری کام سے جارہی ہوں۔ میری واپسی چند گھنٹوں میں بھی ہوسکتی ہے اور کچھ عرصہ بھی لگ سکتا ہے۔ تم میرے لیے پریشان نہ ہونا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے تم سے رابطہ رکھوں گی۔"

"دیوی جی! میں جسمانی طور پر ظاہر ہوچکی ہوں۔ یہاں کے لوگ مجھے دیکھتے ہی مار ڈالیں گے۔"

دیوی نے گولیاں نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا "یہ دو گولیاں ہیں۔ ہماری ارضی دنیا کے وقت کے حساب سے ایک گولی کا اثر تین ماہ تک رہتا ہے۔ دو گولیاں تمہیں چھ ماہ تک روپوش رکھیں گی۔ اگر میں جلد ہی واپس آؤں گی تو تم سے ایک گولی واپس لے لوں گی۔ ایک گولی کہیں گم نہ ہونے پائے۔ اسے کہاں چھپاؤ گی؟"

"یہ میری کلائی میں جو کنگن ہے اس کے خول میں چھپا کر رکھوں گی۔ میں سایہ بنی رہوں گی۔ کسی کی نظر میرے کنگن پر نہیں پڑے گی۔"

وہ مطمئن ہوکر وہاں سے اٹھ گئی پھر بولی "اپنی نیند پوری کرو۔ میں جارہی ہوں۔"

دیوی ایک گولی نگل کر سایہ بن گئی۔ اس نے دیکھا۔ ڈی شی تارا نے گولی حلق سے نہیں اتاری تھی۔ وہ سوچ رہی تھی۔ دروازے کھڑکیاں بند ہیں۔ یہاں کوئی داخل نہیں ہوسکے گا۔ میں نیند پوری کرنے کے بعد سایہ بن جاؤں گی۔ ویسے گولیوں کو بچا کر رکھنا چاہیے' خطرہ پیش آتے ہی نگلنا چاہیے۔

وہ دونوں گولیوں کو کنگن میں چھپا کر بستر پر لیٹ گئی۔ دیوی نے اس گیسٹ ہاؤس کے اندر اور باہر اچھی طرح دیکھا۔ اس کی ڈمی سے دور یا نزدیک کوئی نہیں تھا۔

دیوی نے دوسرے کمرے میں آکر پی پی سیون کے فلائنگ شوز میں منکی ماسٹر کے علاقے تک کے فاصلے اور سمتوں کا تعین کیا پھر اس سے کہا "مقررہ فاصلے تک چلو' پھر میری ڈمی کے پاس واپس آجانا۔ میں شاید کچھ عرصے تک تم سے دور رہوں گی۔"

ڈی شی تارا نے دیوی کی ہدایت پر دروازہ کھولا۔ پی پی سیون باہر آیا۔ وہ دروازہ دوبارہ اندر سے بند ہوگیا۔ دیوی پی پی سیون کے اندر سما کر وہاں سے منکی ماسٹر کے علاقے کی طرف روانہ ہوگئی۔

انہی لمحات میں منکی ماسٹر سائنسی تجربہ گاہ میں مصروف تھا۔ ایک ماتحت تیزی سے دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید قسم کا تین انچ کا آڈیو ریکارڈر تھا۔ اس نے کہا "ماسٹر! یہ سینس' ڈیٹیکٹو آلے کے ذریعے یہ آوازیں ریکارڈ کی گئی ہیں۔"

اس نے ریکارڈر کو آن کیا۔ منکی ماسٹر توجہ سے سننے لگا۔ دیوی کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "یہ دو گولیاں ہیں۔ ہماری ارضی دنیا کے وقت کے حساب سے ایک گولی کا اثر تین ماہ تک رہتا ہے۔ دو گولیاں تمہیں چھ ماہ تک روپوش رکھیں گی......"

وہ دونوں ہندی زبان بول رہی تھیں۔ اس زون کے لوگوں کے دماغوں میں جو قدرتی ٹرانس لیٹر آلہ تھا اس کے ذریعے وہ ہندی زبان منکی ماسٹر کی سمجھ میں آرہی تھی۔ جب اس نے یہ سنا کہ ڈمی نے وہ دو گولیاں اپنے کنگن میں چھپائی ہیں اور دیوی روبوٹ کے ساتھ کہیں جارہی ہے تو اس نے تمام ساتھی سائنس دانوں سے کہا۔ "برین لاکنگ کیپ پہن لو۔ شاید وہ دیوی ادھر آرہی ہے۔ سرحد کے تمام گارڈز کو مستعد اور چوکنا رہنے کو کہو۔"

منکی ماسٹر اور سب ہی سائنس دان برین لاکنگ کیپ پہننے لگے۔ وہ کیپ دماغ کو مقفل کردیتی تھی۔ اجنبی سوچ کی کوئی لہر کیپ پہننے والے کے دماغ تک نہیں پہنچ پاتی تھی۔ پرائی سوچ کی لہریں کیپ سے ٹکرا کر واپس چلی جاتی تھیں۔

منکی ماسٹر نے دیوار پر لگے ہوئے کئی بٹنوں میں سے ایک بٹن کو دبایا۔ اس سائنسی تجربہ گاہ کی چھت کا ایک حصہ کھلنے لگا۔ اس نے ایک کیپسول نکال کر اپنے منہ میں رکھا۔ اس کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہوا کھلی ہوئی چھت سے گزرتا ہوا باہر چلا گیا۔ چھت دوبارہ بند ہونے لگی۔

دیوی کو فوکس مسٹریس اور ٹائیگر ماسٹر کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ روبوٹ کو جو گیسٹ ہاؤس رہائش کے لیے دیا گیا ہے وہاں کوئی خفیہ جاسوسی آلہ نہیں ہے۔ ان کے خیالات نے سچ کہا تھا۔ وہ دونوں یہ نہیں جانتے تھے کہ منکی ماسٹر ان سے بہت سی باتیں چھپاتا ہے۔ اس نے گیسٹ ہاؤس کے علاوہ کئی اہم عمارتوں میں جاسوسی آلات چھپا رکھے تھے۔ وہ فوکس مسٹریس اور ٹائیگر ماسٹر کی بھی خفیہ گفتگو ریکارڈ کرتا رہتا تھا۔

وہ خفیہ جاسوسی آلات اس لیے کسی کی نظروں میں نہیں آتے تھے کہ وہ دروازوں کے ہینڈل کا ایک لازمی حصہ بن کر رہتے تھے۔ منکی ماسٹر اس گیسٹ ہاؤس کے دروازے پر پہنچ گیا۔ وہاں اس نے اپنے لباس میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جو ریموٹ کنٹرولر کی طرح تھا۔ اس کا ایک بٹن دباتے ہی اس میں سے ایک پتلی ایٹمی شعاع نکلی۔ روشنی کی اس پتلی سی دھار نے دروازے کے لاک کو تین طرف سے کاٹ دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔

ڈی شی تارا گہری نیند میں تھی۔ اس کی ایک کلائی میں وہ کنگن تھا۔ دماغ کے قدرتی ٹرانس لیٹر آلے نے سمجھایا تھا کہ کنگن ایک زیور ہے جسے کلائی میں پہنا جاتا ہے۔ وہ بستر کے سرے پر بیٹھ گیا پھر اس کے ہاتھ کو تھام کر وہ کنگن کلائی سے اتارنے لگا۔

ڈی شی تارا کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ایک اجنبی کو دیکھ کر چیخنا چاہتی تھی' ماسٹر نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ دبا دیا۔ وہ اس کے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں تڑپنے لگی پھر نڈھال سی ہو کر تڑپنا بھول گئی۔ کنگن اس کی کلائی سے نکل گیا۔

منکی ماسٹر نے کنگن کے خول سے دونوں گولیوں کو نکال کر اپنے لباس میں چھپالیا۔ ڈی شی تارا اسے سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا "گھبراؤ نہیں' میں نے تمہاری اور دیوی کی گفتگو ہندی

زبان میں سنی ہے۔ ہم ہر زبان سمجھ لیتے ہیں۔ تم سن رہی ہو کہ میں تمہاری زبان بول رہا ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "میں التجا کرتی ہوں۔ میری گولیاں واپس کردو۔"

"تم صرف دو گولیاں مانگ رہی ہو' میں ایسی سیکڑوں دوں گا۔ پہلے اس کا کیمیائی تجزیہ کرکے اس کا فارمولا تیار کرلینے دو۔"

"میں مرجاؤں گی۔ دیوی جی مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گی۔"

"تم میرے پاس رہو گی۔ دیوی خیال خوانی کے ذریعے بھی تمہارے دماغ میں نہیں آسکے گی۔ یہ کیپ دیکھ رہی ہو؟ یہ برین لاکنگ کیپ ہے۔ یہ سر پر رہے تو پرائی سوچ کی لہریں تمہارے دماغ کو چھو بھی نہیں سکیں گی۔"

"کیا تم مجھے یہاں سے لے جاؤ گے؟"

"ہاں۔ کیا تمہیں کسی جوان نے یہ نہیں بتایا کہ تم کتنی حسین ہو۔ بس یہ سمجھ لو کہ تم اپنی ارضی دنیا سے میری تنہائیاں دور کرنے آئی ہو۔"

اس نے ایک کیپسول منہ میں رکھا۔ شی تارا کو دونوں بازوؤں میں اٹھایا پھر دوڑتا ہوا گیسٹ ہاؤس سے باہر آکر پرواز کرنے لگا۔

○☆○

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر بڑے وفادار اور محبِ وطن تھے۔ تمام سابقہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے مختلف حالات میں اپنے وطن سے غداری کی۔ اپنے امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے ماتحت بن کر رہنا گوارا نہیں کیا۔ امریکا چھوڑ کر دوسرے ممالک میں گئے پھر دوسروں کے جال میں پھنس کر ان کے غلام بن کر رہ گئے۔

اس بار جنرل کی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اس کے مخالف بن گئے۔ ان دونوں کا مطالبہ تھا کہ انہیں اپنی حفاظت کے لیے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز دیے جائیں۔ جنرل انہیں یہ دے سکتا تھا۔ ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز پانچ عدد تھے۔ ان میں سے دو عدد ان دونوں کو دیے جاسکتے تھے لیکن جنرل نے کہا کہ پہلے سائنسی تجربہ گاہ میں ان خلائی اشیا کا تجزیہ کیا جائے گا ایسے ہی سیکڑوں لباس اور جوتے تیار کیے جائیں گے اس کے بعد وہ لباس اور جوتے اپنے ملک کے دونوں خیال خوانی کرنے والوں کو دیے جائیں گے۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے اپنی توہین محسوس کی۔ انہوں نے دو عدد لباس اور جوتے چرالیے پھر جنرل اور اعلیٰ حکام سے کہا "جنرل محض اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے ہمیں ان چیزوں سے محروم رکھنا چاہتا تھا۔ اس کے کمینے پن کے باعث ہم نے عارضی طور پر اپنی وفاداری کو بالائے طاق رکھا۔ صرف دو لباس اور دو جوڑے جوتے چرائے لیکن ہمیں الزام دیا جارہا ہے کہ ہم نے تین عدد لباس اور تین جوڑے جوتے چرائے ہیں۔ یہ محض الزام ہے۔ تیسرا لباس اور جوتے کس نے چرائے ہیں' اس کا سراغ لگایا جائے۔"

انہوں نے جنرل کے چور خیالات پڑھے۔ پتا چلا اس نے نہیں کسی دوسرے نے چرائے ہیں۔ اعلیٰ حکام اور دوسرے اعلیٰ فوجی افسران نے کہا "اگر جنرل ہمارے دونوں خیال خوانی کرنے والوں کو ناراض نہ کرتا تو وہ دونوں اپنی نگرانی میں ان لباسوں اور جوتوں کو بہ حفاظت سائنسی تجربہ گاہ تک پہنچادیتے۔ حکومت چاہتی ہے کہ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ہمیشہ کی طرح محبِ وطن اور اپنے حکمرانوں کے وفادار رہیں۔ ہم ان کی وفاداریوں کے پیشِ نظر جنرل کو فوج کی ملازمت سے برخاست کرتے ہیں۔"

اس طرح امریکی حکام نے رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کی ناراضگی دور کردی۔ ان سے کہا "سائنسی تجربہ گاہ میں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز کی تکنیک اور میکانزم کو سمجھا جارہا ہے۔ جلد ہی یہ چیزیں خاصی تعداد میں تیار کی جاسکیں گی۔ ٹرانسفارمر مشین بالکل تیار ہے۔ اب ہمیں نئے خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ کرنا چاہیے۔"

وہ دونوں حکومت اور فوج کے مختلف شعبوں سے ایسی جوان لڑکیوں اور جوان مردوں کا انتخاب کرنے لگے جو صحت مند' باڈی بلڈر' نہایت ذہین اور حاضر دماغ تھے۔ انہیں ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے کے لیے لازمی تھا کہ اس مشین کے ایک بیڈ پر رمی ریز یا ٹیری ٹیلر کو لیٹنا پڑتا تاکہ ان کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں ان جوانوں کے دماغوں میں منتقل ہوسکیں لیکن رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اپنے حکمرانوں اور فوج کے اعلیٰ افسروں کے سامنے نہیں آتے تھے۔ وہ دوستوں اور دشمنوں سے چھپ کر زندگی گزارتے تھے۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا "ہم دونوں میں سے کوئی ایک ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر قابل نوجوانوں کے اندر ٹیلی پیتھی کا علم ٹرانسفر کرے گا پھر وہاں سے واپس چلا آئے گا۔ اگر تعاقب کیا جائے گا اور ہماری خفیہ رہائش گاہ کا سراغ لگایا جائے گا تو ہماری وفاداری غداری میں تبدیل ہوجائے گی۔"

وہ دونوں محبِ وطن تھے مگر ان کے اور حکمرانوں کے درمیان اعتماد قائم نہیں رہا تھا۔ جب ٹرانسفارمر مشین کو استعمال کرنے کا وقت آیا تو ٹیری ٹیلر اس جزیرے میں گیا' جہاں وہ مشین تھی۔ وہ ایک نوجوان کے ساتھ مشین سے گزرنے کے بعد اس جزیرے سے واپس آگیا۔

جس کے دماغ میں ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں منتقل کی جاتی تھیں وہ مشین سے گزرنے سے پہلے بے ہوش ہوجاتا تھا اور بعد میں بھی دو چار گھنٹے تک بے ہوش رہتا تھا۔ ٹیری ٹیلر نے جس نوجوان کے اندر ٹیلی پیتھی اور دیگر غیر معمولی صلاحیتیں پیدا کی تھیں' اس کے دماغ میں رمی ریز موجود رہا۔ جب وہ ہوش میں آنے لگا تو رمی ریز نے اس پر تنویمی عمل کیا اور یہ بات نقش کردی کہ اسے محبِ وطن رہنا چاہیے لیکن حکمران اور فوجی افسران کے نامعقول احکامات کی تعمیل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اسے اچھے مقاصد کے لیے بہتر مشوروں کی ضرورت ہو تو وہ کسی وقت بھی رمی ریز اور ٹیری ٹیلر سے رابطہ کرسکتا ہے۔

ٹیری ٹیلر کے ذریعے ایک جوان نے ٹیلی پیتھی کے علاوہ سماعت وبصارت کی غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرلی تھیں۔ اس نوجوان کے ذریعے دوسری نوجوان لڑکی کے اندر وہی صلاحیتیں منتقل کی گئیں پھر اس لڑکی کے ذریعے تیسرے نوجوان تک وہ صلاحیتیں پہنچائی گئیں۔ ان سے بہت دور بیٹھے ہوئے رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ان تمام نو آموز ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر جاتے تھے اور ان پر تنویمی عمل کرکے وہی باتیں نقش کردیتے تھے کہ انہیں اپنے حکمران اور فوجی افسران کے بے جا احکامات کی تعمیل نہیں کرنا چاہیے۔

مسلسل بارہ دن تک پانچ نوجوان صحت مند حسین لڑکیوں اور سات خوبرو جوان مردوں کو اس مشین سے گزارا گیا۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ان سب کے دماغوں میں وطن سے محبت اور معقول احکامات پر عمل کرنے کے اصول نقش کرتے رہے۔

اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران نے ان بارہ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حکم دیا کہ وہ دوسرے دن فوجی ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہوجائیں۔ انہیں مزید ٹریننگ کے لیے مختلف شہروں کے انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ میں بھیجا جائے گا۔

دوسرے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران آرمی ہیڈ کوارٹر کے پریڈ گراؤنڈ میں بے شمار فوجی جوانوں کے ساتھ آئے اور ان بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا انتظار کرنے لگے لیکن ان بارہ میں سے کوئی ایک بھی نہیں آیا۔

انہوں نے اس ہاسٹل کے سیکیورٹی افسر سے فون کے ذریعے پوچھا "اس ہاسٹل کے بارہ رنگروٹ کہاں ہیں؟"

سیکیورٹی افسر نے جماہی لیتے ہوئے کہا "سر! میں ابھی سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھ پر اور یہاں کے دوسرے تمام گارڈز پر پچھلی رات تنویمی عمل کیا۔ ہمیں سلادیا پھر وہ سب یہاں سے کہیں چلے گئے۔ اب اس ہاسٹل میں الو بول رہے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے غصے سے پوچھا "کیا بکواس کررہے ہو؟ خواب اور حقیقت میں فرق ہوتا ہے۔ جاؤ ان بارہ رنگروٹوں سے کہو۔ ابھی مجھ سے فون پر بات کریں۔"

فون پر دوسری آواز نے کہا "میں ان بارہ میں سے ایک رنگروٹ ہوں۔ سیکیورٹی افسر کی اس رپورٹ پر یقین کرلیں کہ ہم میں سے کوئی اس قید خانے میں نہیں ہے' جسے آپ ہاسٹل کہتے ہیں۔ سیکیورٹی افسر نے خواب نہیں دیکھا تھا۔ ہم سب نے تمام گارڈز کو سحر زدہ کیا تھا اور خود پر لگائے گئے پہرے کو توڑدیا تھا۔ اب ہم سب آزاد ہیں۔"

"کیا تم یہ کہہ رہے ہو کہ ہم نے تمہیں قیدی بنایا تھا اور اب تم سب آزاد ہو کر باغی بن گئے ہو۔ کیا وطن دشمنی کے لیے تم سب کے اندر غیر معمولی صلاحیتیں پیدا کی گئی تھیں؟"

"ہم دشمن نہیں' وطن دوست ہیں۔ جب فوج کا شعبہ آزاد رہ کر وطن کی سلامتی اور بہتری کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے تو ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی آزاد رہ کر ملک اور قوم کے لیے ہمیشہ جدوجہد میں مصروف رہ سکتے ہیں۔ کیا رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے آزاد رہ کر اس ملک اور قوم کو نقصان پہنچایا ہے؟"

"اچھا تو ان دونوں خیال خوانی کرنے والوں نے تم سب کو اپنے تنویمی عمل سے جکڑ لیا ہے۔ تم سب خود کو آزاد سمجھ رہے ہو لیکن ان دونوں کے معمول اور تابعدار ہو۔"

"یہ آپ کا خیال ہے ورنہ انہوں نے ہمیں آپ جیسے اکابرین کے بے جا دباؤ میں رہ کر فرائض ادا کرنے سے منع کیا ہے۔ اب سے پہلے جتنے ہمارے خیال خوانی کرنے والے آپ جیسے افسران کی پابندیوں میں تھے انہیں اپنے بُرے انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ ہم ماضی سے سبق حاصل کرچکے ہیں۔ آئندہ ملک اور قوم کی خدمت اس طرح کریں گے جس طرح رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کررہے ہیں۔"

"ہماری راہنمائی کے بغیر کس طرح ملک و قوم کی خدمت کرو گے؟"

"آپ جیسے فوجیوں کی راہنمائی سے خدا بچائے۔ آپ سے پہلے بھی فوجی افسران نے اپنے الٹے سیدھے منصوبوں سے ہمارے درجنوں خیال خوانی کرنے والوں کو بھٹکادیا۔ دوسروں کا غلام بنادیا یا پھر انہیں موت کے منہ میں پہنچادیا۔"

اس فوجی اعلیٰ افسر نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک اعلیٰ حاکم سے کہا "ہم زبردست دھوکا کھا رہے ہیں۔ وہ تمام رنگروٹ ہم سے بغاوت کرچکے ہیں۔"

اعلیٰ حاکم نے کہا "معلوم ہے۔ اس وقت ایک رنگروٹ میرے دماغ میں بول رہا ہے۔"

دوسرے حکام اور افسران بھی کہنے لگے کہ ان کے دماغوں میں بھی ان بارہ میں سے کوئی نہ کوئی بول رہا ہے۔ ان تمام اکابرین کو بیک وقت یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ری ریز اور ٹیری ٹیلر کی طرح وہ بارہ خیال خوانی کرنے والے بھی روپوش رہ کر اپنے فرائض ادا کرتے رہیں گے۔

ایک اعلیٰ حاکم نے غصے سے کہا "کیا خاک فرض ادا کریں گے؟ کیسے فرض ادا کریں گے؟ کسی بھی کام کے لیے پہلے ہم سے اجازت لینی ہوگی۔ ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ یہاں ہماری حکومت ہے۔"

"چھوٹی حکومت ہو یا امریکا جیسے بڑے ملک کی حکومت، سب ہی حکومتیں فوج کے دباؤ میں رہتی رہیں لیکن ہم فوج سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔ ہم اپنے حکمرانوں کو دباؤ میں نہیں رکھیں گے اور فوج کے بڑوں کو اپنی من مانی کرنے نہیں دیں گے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تم ہمارے خلاف کیا کرلوگے؟"

"یہ رفتہ رفتہ معلوم ہوگا۔ فی الحال ہم اپنے ملک اور قوم کی بہتری کے لیے ٹرانسفارمر مشین کو اپنی نگرانی میں رکھیں گے۔ کسی فوجی افسر کو اس جزیرے میں جانے کی اجازت نہیں ہوگی جہاں یہ مشین ہے۔"

اعلیٰ افسر اٹھ کر اپنے ماتحت سے بولا "جزیرے میں ڈیوٹی دینے والے جوانوں اور افسروں کو فوراً خطرے سے آگاہ کرو۔ ان سے کہو کہ ہیلی کاپٹرز کے ذریعے مزید فوجی امداد بھیجی جارہی ہے۔"

ایک جوان نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "سی ان سی صاحب اتنا مت اچھلو۔ وہاں جزیرے میں جتنے فوجی تھے ان سب نے ہمارے حکم پر وہ جزیرہ چھوڑ دیا ہے۔ وہ واشنگٹن پہنچنے والے ہیں۔ ہم تینوں افواج کے سربراہوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنی فوجوں کو جزیرے کے قریب نہ پہنچنے دیں۔ ایٹمی لباس صرف تمہارے ہی پاس نہیں، ہمارے پاس بھی ہیں۔ ہم ایک ملک اور ایک قوم کے باشندے ہیں، ہمیں آپس میں امن اور سلامتی سے رہنا ہوگا۔ اپنی فوجی برتری کے زعم میں جو بھی قدم اٹھاؤ گے وہ تمہیں نقصان پہنچائے گا اور ہم اپنے ملک کے فوجیوں کو نقصان نہیں، فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ آپ تمام اکابرین موجودہ حالات پر غور کریں پھر شام کے چار بجے آپ سب جہاں بھی ہوں گے ہم آپ کا فیصلہ سننے آپ کے دماغوں میں حاضر ہوجائیں گے۔"

پھر خاموشی چھا گئی۔ ذہنوں پر سناٹا چھا گیا۔ وہ نئے خیال خوانی کرنے والے چلے گئے۔ فوج کے اعلیٰ افسر نے فضا میں گھونسا لہرا کر کہا "یہ نئے خیال خوانی کرنے والے جوان اس حد تک ہمارے لیے کبھی چیلنج نہ بنتے، یہ ری ریز اور ٹیری ٹیلر کے بہکانے پر ہمارے خلاف محاذ بنا چکے ہیں۔"

ایک نے کہا "یہ تمام نوجوان نادان نہیں ہیں کہ کسی کے بہکانے پر ایسا راستہ اختیار کریں گے۔ وہ پانچ لڑکیاں اور سات جواں مرد بے حد ذہین ہیں، حاضر دماغ ہیں اسی لیے انہیں ٹرانسفارمر مشین تک پہنچایا گیا تھا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ انہیں ری ریز اور ٹیری ٹیلر کی راہنمائی مل گئی ہے۔"

"وہ حکمرانوں اور فوجیوں کو اپنی دانست میں مجبور اور بے بس بنا رہے ہیں۔ بغاوت کے پہلے ہی مرحلے میں ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جمالیا ہے۔ اگر ہم نے انہیں جزیرے سے بے دخل نہ کیا تو ان کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔"

"انہوں نے ایسے حالات پیدا کیے ہیں کہ ہمیں جنگ لڑنے کے راستے پر لے آئے ہیں مگر ہم کس سے جنگ کریں گے۔ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ری ریز اور ٹیری ٹیلر کی طرح روپوش رہیں گے۔ جزیرے میں اپنے کئی تابعداروں کو مسلح رکھیں گے۔ ہمارے حملوں سے تمام تابعدار مریں گے۔ وہ تمام باغی روپوش رہ کر ہم پر حملے کریں گے پھر تشویش کی بات یہ ہے کہ ان کے پاس دو عدد ایٹمی لباس ہیں۔"

ایک افسر نے چونک کر کہا "اوہ ہم یہ بھول رہے ہیں کہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس سائنسی تجربہ گاہ میں پہنچ سکتے ہیں۔ ہمیں وہاں کے فوجی جوانوں اور افسروں کو محتاط اور مستعد کرنا چاہیے۔"

واقعی وہ ذرا دیر کے لیے یہ بھول گئے تھے کہ ٹرانسفارمر مشین کو ان سے چھیننے والے سائنسی تجربہ گاہ میں پہنچ کر وہاں سے بھی مسلح فوجیوں کو بھگا سکتے ہیں۔ انہوں نے سائنسی تجربہ گاہ کے انچارج افسر سے رابطہ کیا۔ اس سے پوچھا "کیا وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں؟"

"جی نہیں، مسٹر ری ریز اور مسٹر ٹیری ٹیلر نے ہمیں اب تک مخاطب نہیں کیا ہے۔"

"وہ لوگ خاموشی سے دماغوں میں آسکتے ہیں۔"

"وہ ہمارے اپنے ہیں۔ چوروں کی طرح چھپ کر کیوں آئیں گے؟"

"اب وہ اپنے نہیں رہے، چور بن گئے ہیں۔ ان کے ساتھ بارہ نئے خیال خوانی کرنے والے بھی باغی ہوگئے ہیں۔"

انچارج افسر کو بتایا گیا کہ انہوں نے ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جمالیا ہے۔ اس سائنسی تجربہ گاہ پر بھی قبضہ جما سکتے ہیں لہٰذا معلوم کیا جائے کہ وہ چوری چھپے وہاں موجود ہیں یا نہیں؟ وہاں کوئی ایسی خلافِ توقع بات ہوئی ہو، جس سے شبہ ہوتا ہو کہ خیال خوانی کرنے والے تجربہ گاہ کے اندر مصروف رہنے والوں کے دماغوں میں پہنچے ہوئے ہوں۔

انچارج افسر اس سلسلے میں چھان بین کرنے لگا۔ اس نے ایک گھنٹے کے بعد رابطہ کرکے کہا "سر! یہاں کسی خیال خوانی کرنے والے کی موجودگی کے آثار نہیں ہیں۔ ویسے چھپ کر دماغ میں رہنے والے کو محسوس بھی نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ہمارے آپ کے دماغوں میں جتنا محتاط رہے گا، اتنے ہی ہم اس کی موجودگی سے بے خبر رہیں گے۔"

شام چار بجے یہ نوجوان ٹیلی پیتھی جاننے والے تمام حکمرانوں اور فوجی افسروں کے دماغوں میں آئے پھر ایک نے اعلیٰ افسر سے کہا۔ "یہ عجب بے بسی ہے کہ جب تک مخاطب نہ کیا جائے تم ہمیں اپنے اندر محسوس بھی نہیں کرسکتے۔"

"ہم خوب سمجھ رہے ہیں۔ تم سب سائنسی تجربہ گاہ میں جاتے ہو اور وہاں چھپ کر رہتے ہو۔"

"وہ ہمارے ملک کی بہت بڑی سائنسی تجربہ گاہ ہے۔ ہم وہاں جانے کے حقدار ہیں، پھر ہم چھپ کر کیوں جائیں گے؟"

"اس نیت سے چھپ کر جاؤ گے کہ ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار ہوتے ہی انہیں وہاں سے چرا لے جاؤ۔"

"ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ وہاں تیار ہونے والی تمام چیزوں کو ایک بڑے اسٹور روم میں لاک کرکے رکھا جائے گا۔ جب خلا سے آنے والے حملہ کریں گے تو ہم اسٹور روم سے ان چیزوں کو نکال کر جوابی حملہ کریں گے۔ تم یہ خیال دل سے نکال دو کہ کوئی فوجی جوان یا افسران ایٹمی لباسوں اور فلائنگ شوز کو خلا میں جانے کے لیے استعمال کرسکے گا۔"

"وہ لباس اور جوتے خلا میں جانے کے لیے تیار کیے جارہے ہیں۔ کیا تم ہمارے دلیر اور ذہین فوجیوں کو وہاں جانے سے روکو گے؟"

"ہاں۔ پہلے یہ بتانا ہوگا کہ خلا میں جانا کیوں ضروری ہے۔ کیا وہاں کے مختلف زونوں پر حکومت کرنے کا ارادہ ہے؟"

"بے شک، ہم وہاں کے تمام زونوں میں جاکر امریکی پرچم لہرائیں گے۔"

"ہماری دنیا کے جتنے ملکوں میں امریکی امداد کا پرچم لہرا رہا ہے، وہاں کون سی خوش حالی ہے۔ ہم چھوٹے ممالک کو دباؤ میں رکھ کر وہاں کے عوام سے اپنی برائیاں سنتے ہیں۔ کیا خلا میں گالیاں سننے کا ارادہ ہے؟ اس دنیا میں ہمارے بے شمار دشمن ہیں۔ ایک طویل مدت سے تم لوگ فرہاد علی تیمور کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ کرسکے۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ فرہاد کا بیٹا خلا میں پہنچا ہوا ہے۔ یہاں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو خلائی زون میں جاکر کون سا تیر مارلوگے؟"

"ہم اس سلسلے میں تم سے نہ بحث کرنا چاہتے ہیں اور نہ مشورہ لینا چاہتے ہیں۔"

"مشورہ تو لینا ہی ہوگا ورنہ تم میں سے جو بھی فلائنگ شوز پہنے گا، اس میں کوئی نہ کوئی خرابی ہم پیدا کرچکے ہوں گے۔ وہ جوتے تمہیں تھوڑی سی بلندی تک لے جاکر واپس زمین پر گرادیں گے۔"

وہ نیا خیال خوانی کرنے والا جوان ایک فوجی جوان کی زبان سے بول رہا تھا۔ تمام سننے والوں کو ذرا دیر کے لیے چپ سی لگ گئی پھر ایک حاکم نے پوچھا "خلا کی وسعتوں میں جانا اور کائنات کے راز معلوم کرنا انسان کا حق ہے۔ تم لوگ اعتراض کیوں کررہے ہو؟"

"ہم چاہتے ہیں، پہلے زمین کے جھگڑے نمٹاؤ۔ پھر خلا میں جھگڑے شروع کرو۔ پارس کے مقابلے میں پہلے کون سی کامیابی حاصل کی ہے کہ خلائی زون میں جاکر کامیابی کے جھنڈے گاڑ دو گے؟"

ایک افسر نے کہا "ہم ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز کے ذریعے اب فرہاد علی تیمور کو ضرور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیں گے۔"

"تم سے پہلے بابا صاحب کے ادارے میں یہ چیزیں تیار ہوچکی ہوں گی۔ تم لوگ کب تک اس ادارے اور فرہاد کو اپنے سے کم تر سمجھتے رہو گے۔"

"تم سب نئی نسل کے جوان ہو۔ فرہاد سے متاثر بھی ہو اور مرعوب بھی۔ کیا اس کے قدموں میں گرنے کا ارادہ ہے؟"

"کسی بھی دانش مند سے پوچھ لو۔ وہ کہے گا، جس دشمن کو زیر نہیں کرسکتے اسے دوست بنالو۔ اس طرح شکست کھا کر نیچے نہیں گرو گے۔ دوستی کرکے اس کے برابر رہو گے۔"

"فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ اپنے اس خیال سے باز آجاؤ کہ ہمارے منتخب افراد کو خلا میں جانے سے روکو گے۔ ہم نے اس خیال سے ٹرانسفارمر مشین کو نظرانداز کیا ہے کہ وہ مشین ہمارے ہی امریکی جوانوں کی نگرانی میں ہے۔ ہمیں آپس میں لڑنا نہیں چاہیے۔ تم لوگ بھی اپنے اندر لچک پیدا کرو۔ ہم تمہارے معاملے میں مداخلت نہیں کریں گے۔ تم ہمارے معاملات سے دور

رہو۔ ہمارے لوگوں کو خلا میں جانے سے نہ روکو۔ اس طرح ہمارے درمیان امن اور سلامتی رہے گی۔"

اس نوجوان نے کہا "بے شک ہمیں آپس میں لڑنا نہیں چاہیے۔ ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز کی تیاری میں نہ جانے کتنے ہفتے اور کتنے مہینے لگیں گے۔ ان چیزوں کے تیار ہونے تک ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ وہ جتنے خیال خوانی کرنے والے تھے' وہ سب مختلف سمت چلے گئے تھے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کی طرح انہوں نے یہ طے کیا کہ روبرو کبھی کسی سے نہیں ملیں گے۔ خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں گے۔ اپنا چہرہ اور حلیہ بھی وہ تبدیل کرچکے تھے۔ انہوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنے طور پر کوئی قدم اٹھانے سے پہلے رمی ریز اور ٹیری ٹیلر سے مشورہ لے لیا کریں گے۔

جو نوجوان فوج کے اعلیٰ افسر سے باتیں کررہا تھا' اس کا نام جان ٹریزر تھا۔ رمی ریز نے اس سے کہا "ٹریزر بوائے! ہمارا فوجیوں کا جھگڑا چلتا ہی رہے گا۔ وہ فوجی وردی پہن کر اور ہتھیاروں کے ذخیرے پر کھڑے ہوکر سمجھتے ہیں کہ سب ہی ان کے آگے سہم کر سر جھکائے رہیں گے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ملک کے حکمرانوں کو بھی اپنے سامنے جھکائے رکھتے ہیں۔ بہرحال اب ان کی انا اور برتری کو دھچکا لگ رہا ہے۔ انہیں دھچکے برداشت کرنے دو۔ اب یہ سراغ لگاؤ کہ ایک ایٹمی لباس اور ایک جوڑا فلائنگ شوز کس نے چرایا ہے۔ میں نے اور ٹیری ٹیلر نے صرف ایک ایک لباس اور ایک ایک جوڑے جوتے چرائے تھے۔ ہمارے علاوہ جس نے چوری کی اس نے بھی خیال خوانی کے ذریعے کامیابی حاصل کی ہے۔"

جان ٹریزر نے کہا "ٹیلی پیتھی جاننے والے بابا صاحب کے ادارے میں بھی ہیں اور اسرائیل میں بھی پھر دو چار آزاد خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آزاد خیال خوانی کرنے والوں میں سے کوئی ان فلائنگ شوز کو پہن کر خلائی زون کی طرف چلا گیا ہو۔"

اچانک ایک لڑکی کی سوچ کی لہروں نے کہا "میں جولی آدم بول رہی ہوں۔ جان ٹریزر! تم نے کہا تھا کہ ہم جب چاہیں' ایک دوسرے کے دماغ میں آسکتے ہیں اس لیے میں بغیر اجازت آئی ہوں۔ میں نے تمہاری چند باتیں سنی ہیں۔ میرا خیال ہے 'کوئی آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والا تنہا خلائی زون کی طرف نہیں جائے گا۔"

"تم بھول رہی ہو' پارس تنہا گیا ہے۔"

"وہ خلائی زون سے آنے والی نکی سیون کے ساتھ گیا ہے۔ اس نے نکی سیون سے خلائی زون کے متعلق بہت کچھ معلوم کیا ہوگا۔ میں یقین سے کہتی ہوں' لباس اور جوتے اس نے چرائے ہیں' جو ان چیزوں کو زیادہ تعداد میں تیار کرنا چاہتا ہوگا۔ وہ چوری کسی ایک شخص کے شوق کے لیے نہیں بلکہ پورے ادارے یا پورے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لیے کی گئی ہے۔"

رمی ریز نے کہا "شاباش۔ صحیح لائن پر سوچ رہی ہو۔"

جولی آدم نے کہا "بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے اسی دن دو روبوٹس کے جسموں سے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز اتار کر لے گئے تھے جس دن سولارز خلائی زون سے آیا تھا اور پھر واپس بھاگ گیا تھا۔ اس طرح یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ چیزیں بابا صاحب کے ادارے والوں نے نہیں' بلکہ کسی یہودی خیال خوانی کرنے والے نے اسرائیلی مفاد کی خاطر چرائی ہیں۔"

رمی ریز نے کہا "ہمارا بھی یہی خیال ہے۔ وہ اسرائیلی بھی ابھی کسی لیبارٹری میں خلائی لباس اور جوتوں کی تیکنیک اور میکانزم کو سمجھ رہے ہوں گے اور شاید ایسے لباس اور جوتے تیار کرنے کے مرحلوں سے گزر رہے ہوں گے۔"

ٹریزر نے کہا "وہ ایسی غیر معمولی چیزیں ہمارے ملک سے چرا کر لے گئے ہیں۔ ہم انہیں ان کے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔"

جولی نے کہا "ہم اسرائیلی خیال خوانی کرنے والوں تک شاید نہ پہنچ سکیں لیکن ایسی کسی تجربہ گاہ تک پہنچ سکتے ہیں جہاں وہ چیزیں تیار ہورہی ہوں گی۔ وہاں تک پہنچنے کے بعد یہودی خیال خوانی کرنے والوں تک پہنچنے کا راستہ مل سکے گا۔"

"پہلے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ غلطیاں کرتے رہے کہ کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے دشمن کے ملک یا علاقے میں جاتے تھے پھر ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کی گرفت میں آکر ان کے تابعدار بن جاتے تھے۔ ہم ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ اپنے ہی ملک میں رہ کر خیال خوانی کے ذریعے دشمنوں کے علاقے میں جائیں گے۔ وہاں ہمارے معمول اور تابعدار ہوں گے۔ ہم ان کے اندر رہ کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوششیں کریں گے۔"

ان کے درمیان یہ طے پایا کہ وہ امریکا میں رہنے والی دو یہودی لڑکیوں اور دو جوان مردوں کو ٹریپ کریں گے۔ تنویمی عمل کے ذریعے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنائیں گے پھر انہیں اسرائیل روانہ کردیں گے۔ ان کے وہ چاروں تابعدار جسمانی طور پر اور ان کے عامل دماغی طور پر اسرائیل میں رہ کر اس خفیہ اڈے تک پہنچنے کی کوششیں کریں گے جہاں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار ہورہے ہوں گے۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ان بارہ نئے خیال خوانی کرنے والوں کے ساتھ بڑی ذہانت اور حکمتِ عملی سے کام کررہے تھے۔ انہوں نے ایک درجن صحت مند افراد کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر جزیرے میں پہرے داری کے لیے بھیج دیا تھا۔ وہ معمول پہرے دار ٹرانسفارمر مشین کے آس پاس مسلح اور مستعد رہتے تھے اور خیال خوانی کرنے والے جوان ان کے دماغوں میں آتے جاتے رہتے تھے۔

وہ روزانہ ایک باصلاحیت اور بااعتماد صحت مند جوان کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارتے تھے۔ روز ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ کرکے بڑی رازداری سے خیال خوانی کرنے والی ایک فوج بنا رہے تھے۔

یہ تمام خیال خوانی کرنے والے کسی چیز کے محتاج نہیں تھے۔ وہ جب چاہتے تھے' لاکھوں کروڑوں ڈالر ان کے قدموں میں پہنچ جاتے تھے۔ مختلف شہروں اور علاقوں میں وہ شاندار رہائش گاہوں میں رہنے لگے تھے۔ سب نے اپنا نام اور حلیہ بدل لیا تھا۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے اپنی اس فوج کا نام ٹی پی آرمی رکھا تھا۔ ابھی ان کی تعداد بیس تک پہنچی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ تعداد سو سے اوپر جاسکتی تھی۔

بڑی تعداد کا حساب رکھنے کے لیے ایک معمول اور تابعدار کے دماغ کو سب نے اپنی حاضری کی جگہ بنایا تھا۔ وہ سب روز صبح سات بجے سے دس بجے تک اس کے دماغ میں آکر اپنا اپنا شمار نمبر بتاتے ہوئے کہتے تھے "میں نمبر نائن بخیریت ہوں۔"

وہ معمول اور تابعدار اپنے دماغ میں وہ آوازیں سن کر ایک رجسٹر میں لکھتا تھا کہ نمبر نائن' نمبر فورٹین' نمبر اٹھارہ خیریت سے اور سلامتی سے ہیں۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر وقتاً فوقتاً اس تابعدار کے دماغ میں آکر رجسٹر چیک کرتے تھے پھر اپنے تمام خیال خوانی کرنے والوں کی خیریت اور سلامتی سے آگاہ ہوکر مطمئن ہوجاتے تھے۔

دو ہفتے بعد ایک دن پتا چلا کہ نمبر بیس اور نمبر اکیس کی حاضری رجسٹر میں درج نہیں ہے۔ انچارج نے کہا "جتنے افراد میرے اندر آکر بولتے رہے' میں فوراً ان کی حاضری لکھتا رہا۔ آج پہلی بار میں نے نمبر بیس اور اکیس کی آواز نہیں سنی ہے۔"

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر دوسرے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو ان دونوں کی غیر حاضری کی اطلاع دینے لگے۔ پہلے یہ انتظار کیا گیا کہ شاید وہ دونوں سو رہے ہوں گے یا اچانک بیمار پڑگئے ہوں گے اور بیماری کے باعث خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہے ہوں گے۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے دو دن تک ان کا انتظار کیا۔ اس دوران ان کے دماغوں میں گئے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ تقریباً چھ گھنٹے بعد وہ ہوش میں آگئے۔ رمی ریز نے پوچھا۔ "مولی! تم بے ہوش کیسے ہوگئی تھیں؟"

اس نوجوان حسینہ کا نام مولی پارکر تھا۔ اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ رمی ریز کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل گئیں۔ اسی وقت ٹیری ٹیلر نے رمی ریز کے پاس آکر کہا "کوئی ہمارے ساتھ گڑبڑ کررہا ہے۔ میں میک کالم کے دماغ میں گیا تھا۔ اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ میں نے دوسری بار جاکر اسے اپنا نام بتایا۔ اس کے باوجود اس نے میری سوچ کی لہروں کو بھگا دیا۔"

"ابھی مولی نے بھی میرے ساتھ یہی کیا ہے۔ مولی اور میک کالم کو ضرور کسی نے ٹریپ کیا ہے۔ ان دونوں کو ہم سے چھین لیا گیا ہے۔ ہمیں اپنی آرمی کے تمام جوانوں کو ہوشیار رہنے کی تاکید کرنا چاہیے۔ آج دو کے ساتھ ہوا ہے۔ کل دس کے ساتھ بھی ایسا ہوسکتا ہے۔"

انہوں نے اپنے طور پر پہلے ہی کافی احتیاطی تدابیر کی تھیں۔ وہ جن تدابیر پر عمل کررہے تھے' ان میں سے ایک طریقہ ایسا تھا جو دشمنوں کو فائدہ پہنچا رہا تھا۔ وہ طریقہ یہ تھا کہ آرمی کے تمام افراد ایک دوسرے کے دماغ میں آکر گفتگو کرتے تھے لیکن اپنی رہائش گاہوں کا پتا ایک دوسرے کو نہیں بتاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کوئی دشمن ایک ساتھی کے دماغ میں پہنچے گا تو اس کے چور خیالات سے دوسرے تمام ساتھیوں کے پتے ٹھکانے معلوم کرلے گا۔ ان کا یہ طریقہ بڑی حد تک درست بھی تھا۔ مولی اور میک کالم کو اغوا کرنے والے ان کے چور خیالات سے ان کی آرمی کے دوسرے جوانوں کا پتا معلوم نہیں کرسکتے تھے۔

یہ معلوم نہ ہوسکا کہ انہیں کس نے اغوا کیا ہے۔ ایک اندازہ تھا کہ دشمن جزیرے سے دور امریکا کے جنوبی ساحل پر کہیں چھپے رہتے ہیں اور ساحل سے جزیرے تک آنے جانے والوں پر نظر رکھتے ہیں۔ جو لوگ جزیرے سے آتے ہیں' ان کے متعلق یہ خیال قائم کرتے ہیں کہ ان میں سے جو صحت مند جوان ہے' وہ ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر آرہا ہے۔ لہٰذا وہ اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ جب وہ دو چار دن میں اپنی الگ خفیہ رہائش گاہ بنالیتا ہے تب اسے ٹریپ کرتے ہیں۔

حقیقت ان کے اندازے سے کچھ اور تھی۔ یہودی جاسوس ہمیشہ واشنگٹن کے بدلتے ہوئے حالات پر نظر رکھتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہاں فوج اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان ٹھن گئی ہے۔ ٹرانسفارمر مشین صرف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے قبضے میں ہے اور انہوں نے کئی افراد کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر انہیں مشین کی پہرے داری کے لیے اس جزیرے میں قید کردیا ہے۔

کئی جاسوسوں نے ان قیدی پہرے داروں کے عزیز و اقارب کو تلاش کیا پھر الپا کو ایک قیدی کے بیوی بچوں تک پہنچا دیا۔ الپا دو چار دن کے لیے واشنگٹن آئی تھی۔ اس نے بڑی رازداری سے اس قیدی کی بیوی سے ملاقات کی۔ اس کے شوہر کی تصویر دیکھی پھر تصویر کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ جب وہ ڈیوٹی سے فارغ ہوکر سونے کے لیے گیا تو الپا نے اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔

اس کے بعد کامیابی کا راستہ ہموار ہوگیا۔ اس جزیرے میں روز ایک صحت مند نوجوان لڑکی یا خوبرو جواں مرد کو مشین سے گزارا جاتا تھا۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر مشین سے گزرنے والے کی

خیریت معلوم کرتے تھے۔ جب وہ مشین سے گزرنے کے بعد بے ہوش ہو جاتا تھا تو وہ دونوں چلے جاتے تھے۔ الپا اپنے معمول کے ذریعے اس جوان کے دماغ تک پہنچتی تھی۔ جب وہ ہوش میں آنے لگتا تو تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دیتی تھی کہ وہ اب سے پانچویں دن فلاں مقام پر پہنچے گا۔ وہاں مسٹر فلاں سے ملے گا پھر اس کے ساتھ کہیں چلا جائے گا۔

الپا نے اسی طرح پہلے مولی پارکر اور میک کالم کو سحر زدہ کر کے ایک خفیہ اڈے میں پہنچایا۔ پھر وہاں سے دونوں کو اسرائیل پہنچا دیا گیا' اس کے چھ دن بعد اس نے مشین سے گزرنے والی ایلی ڈی سوزا پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے دوسرے دن مورس جانسن نامی جوان کو اپنا معمول بنا لیا۔ تیسرے دن ایک اور مشین سے گزرنے والے جوان رائٹ بوائے کو بھی اپنا تابعدار بنا لیا۔ جب وہ جزیرے سے واپس آکر مختلف شہروں میں رہائش اختیار کرنے لگے تو الپا ان تینوں تابعداروں کو اپنے پاس بلا کر انہیں ساتھ لے کر اسرائیل چلی گئی۔ یہودی سراغ رسانوں سے کہا کہ وہ ان سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھے گی۔ آئندہ بھی اسی طرح راستہ ہموار رہا تو مزید نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرتی رہے گی۔

وہ پھر ایسا نہ کر سکی۔ رمی ریز نے جزیرے میں پہرے دار قیدیوں کے دماغوں کو کھنگالنا شروع کیا تو ایک قیدی کے چور خیالات نے بتایا کہ اس کے دماغ میں ایک بار کوئی آئی تھی پھر اس نے اپنے دماغ میں دوبارہ اس کی آواز نہیں سنی۔

اس قیدی کے معمول اور تابعدار بننے کے باعث رمی ریز اور نئے خیال خوانی کرنے والوں نے اپنے پانچ ساتھیوں کا نقصان اٹھایا تھا۔ انہوں نے اسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اور یہ طے کیا کہ آئندہ صبح و شام پہرے دار قیدیوں کے دماغوں میں جا کر ان کے چور خیالات پڑھتے رہیں گے۔

جہاں مال و دولت ہو یا نایاب اور غیر معمولی چیزوں کا ذخیرہ ہو وہاں بڑی شاطرانہ ذہانت سے چوریاں ہوتی رہتی ہیں لیکن انسان غیر معمولی بن کر کچھ ایسی خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اپنی قوتِ پرواز سے زیادہ بلندی پر اڑنا چاہتا ہے۔ ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا۔ اس بار بھی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والوں میں سلاٹر سول' اسکاٹ ینگ اور الان اونچی پرواز کے لیے رمی ریز کی بنائی ہوئی آرمی کو چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ انہیں تمام ساتھیوں کے ساتھ متحد رہ کر کام کرنا گوارا نہیں تھا۔ وہ اپنی ایک ایسی آرمی بنانا چاہتے تھے جس کے سربراہ وہ خود رہیں۔

رمی ریز' ٹیری ٹیلر اور ان کی آرمی کے تمام خیال خوانی کرنے والوں نے سمجھا کہ پچھلے پانچ ساتھیوں کی طرح ان تینوں کو بھی اغوا کیا گیا ہے۔ انہوں نے ان تینوں کے دماغوں میں کئی بار جانے کی کوششیں کیں لیکن وہ سانس روک کے رہے۔ آخر انہوں نے صبر کر لیا اور یہ معلوم کرنے لگے کہ ہر طرح کے حفاظتی انتظامات کے باوجود انہیں کس طرح اغوا کیا گیا ہے؟

رمی ریز کی ٹی پی آرمی' چار یہودیوں پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر اسرائیل روانہ کر چکی تھی۔ ان تابعداروں میں دو لڑکیاں اور دو جوان مرد تھے۔ ٹی پی آرمی کی کوئی بھی دو لڑکیاں ان تابعدار لڑکیوں کے دماغوں میں جا کر ان سے اپنے مطلب کا کام نکال سکتی تھیں۔ اسی طرح دو جوان مرد ان دو تابعدار مردوں کے اندر جا کر بہت سی معلومات حاصل کر سکتے تھے۔

اور وہ یہ معلومات حاصل کرنے میں مصروف تھے کہ ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز کس خفیہ اڈے میں تیار کیے جا رہے ہیں۔ وہ چاروں یہودی تابعدار اسرائیلی حکومت کے مختلف اہم شعبوں میں ملازم تھے۔ ان کے ذریعے وہ فوج' انٹیلی جنس' وزارتِ داخلہ اور وزارتِ خارجہ کے بڑے بڑے عہدے داروں کے اندر پہنچ رہے تھے۔ خلائی لباس اور جوتوں کو اس قدر راز میں رکھا گیا تھا کہ ان بڑے بڑے عہدے داروں کو بھی اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔

ایسے وقت اسرائیلی فوج کے جنرل کو کسی نے ٹیلی فون پر کہا "اپنے ملک کے حکمرانوں اور فوج کے بڑے افسروں سے کہو کہ وہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ آج شام کانفرنس ہال میں جمع ہو جائیں۔ سرزمینِ اسرائیل پر چند بن بلائے مہمان آئے ہیں۔ وہ یہاں کے اکابرین سے گفتگو کریں گے۔"

"تم کون ہو؟ اور وہ بن بلائے مہمان کون ہیں؟"

"یہ شام کو کانفرنس ہال میں معلوم ہو جائے گا۔"

"بکواس مت کرو۔ تم نے ہمارے حکمرانوں' فوجی افسروں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کیا سمجھا ہے۔ وہ تمہارے جیسے پراسرار بننے والوں کو گھاس بھی نہیں ڈالتے ہیں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "گھاس چباؤ۔"

جنرل ریسیور کو کان سے لگائے یوں منہ چلانے لگا' جیسے گھاس چبا رہا ہو۔ وہ پریشان ہو رہا تھا کہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ خود کو ایسی حرکت سے باز رکھنے کی کوششیں کر رہا تھا اور ناکام ہو رہا تھا۔ ریسیور سے آواز آئی "گھاس کھانے والے جانور کس طرح سینگ مارتے ہیں؟ ذرا سینگ مار کر دکھاؤ۔"

وہ ریسیور پھینک کر سینگ مارنے کے انداز میں سر کو ذرا جھکا کر اپنے ماتحت افسر کی طرف دوڑتا ہوا گیا۔ ماتحت نے پریشان ہو کر اسے دیکھا پھر ٹکر سے بچنے کے لیے ایک طرف ہٹ گیا۔ جنرل اپنی دھن میں دوڑتا ہوا دیوار کی طرف گیا۔ اس نے سینگ مارنے کے انداز میں اپنا سر دیوار سے ٹکرا دیا اور نتیجے کے طور پر تکلیف سے چیختا ہوا پیچھے کی طرف الٹ کر فرش پر گر پڑا۔

کتنے ہی چھوٹے بڑے افسر دوڑتے ہوئے آئے۔ وہ اسے سہارا دے کر اٹھانا چاہتے تھے اس سے پہلے ہی جنرل اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دوڑتا ہوا ٹیلی فون کے پاس آیا۔ پھر کریڈل پر ہاتھ رکھ کر

پڑے ہوئے ریسیور کو اٹھا کر انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سے رابطہ کیا اور کہا "میں جنرل ڈی ڈامیا نا بول رہا ہوں بلکہ میں تمہیں بول رہا ہوں۔ میری زبان سے ایک خیال خوانی کرنے والا بول رہا ہے۔ کہتا ہے آج شام کو اعلیٰ حکمران' فوجی اعلیٰ افسران اور یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے کانفرنس ہال میں آجائیں اور وہ کہتا ہے' تل ابیب کاٹن فیکٹری جو باہر سے مقفل نظر آتی ہے اس کے اندر خلائی لباس اور جوتے تیار ہو رہے ہیں۔ اگر شام چار بجے کانفرنس ہال میں مطلوبہ اکابرین نہیں آئیں گے تو چار بج کر دو منٹ پر وہ کاٹن فیکٹری ایک دھماکے سے تباہ ہو جائے گی۔"

ڈائریکٹر جنرل نے کہا "آپ بہت سہمے ہوئے ہیں۔ پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ وہ خیال خوانی کرنے والا کتنے پانی میں ہے۔ تل ابیب کاٹن فیکٹری میں خلائی لباس اور جوتے تیار کیے جاتے تو پہلے ہم انٹیلی جنس والوں کو معلوم ہوتا۔"

جنرل نے کہا "اب معلوم ہو رہا ہے۔ وہ میرے دماغ میں کہہ رہا ہے کہ یقین کر لو۔ اسے دھماکے کرنے کا شوق ہے لیکن جہاں ٹائم بم رکھتا ہے وہاں اس کا سوئچ آن نہیں کرتا۔ جیسے تمہاری کرسی کے نیچے ٹائم بم رکھا ہوا ہے۔"

ڈائریکٹر جنرل ایک دم سے کرسی پر سے اچھل کر دور چلا گیا۔ اس نے ذرا جھک کر دیکھا۔ کرسی کے نیچے ایک چھوٹی سی مستطیل ڈبیا نظر آرہی تھی۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دفتری کمرے سے باہر آیا اور چیخا "بم ہے۔ شاید ٹائم بم ہے۔"

انٹیلی جنس کے وسیع و عریض دفتر میں بھگدڑ شروع ہو گئی۔ لیڈی سیکریٹری نے چیخ چیخ کر کہا "رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ خطرہ نہیں ہے۔ اس بم کا سوئچ آن نہیں ہے۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا "یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ اس کا سوئچ آن نہیں ہے؟"

"سر! میں جانتی ہوں۔ میں نے ہی وہ بم لے جا کر آپ کی کرسی کے نیچے رکھا تھا۔ اگر میں ایسا نہ کرتی تو وہ میرے دماغ میں آنے والا مجھے مار ڈالتا۔ اب وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں اندر جاؤں اور اس بم کو اٹھا کر لے آؤں۔"

یہ کہتے ہی وہ ڈائریکٹر جنرل کے دفتری کمرے کے اندر چلی گئی۔ باقی سب لوگ دروازوں کی طرف چلے گئے۔ لیڈی سیکریٹری وہ بم ہاتھ میں لے کر باہر آئی۔ ایک جونیئر افسر نے آگے بڑھ کر اس بم کو دیکھا پھر بولا "واقعی اس کا سوئچ آن نہیں ہے۔"

سب نے اطمینان کی سانس لی۔ ڈائریکٹر جنرل فوراً ہی دفتری کمرے میں آکر فون کے ذریعے اعلیٰ حکام سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے برین آدم سے بھی کہا کہ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کانفرنس ہال میں بھیج دے۔

شام کو ایک جگہ جمع ہونے کے لیے سب ہی ایک دوسرے سے رابطہ کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ فوج کے جنرل اور انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کو وہ فون کرنے والا اور خیال خوانی کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟

یہ خیال قائم کیا جا رہا تھا کہ اس خیال خوانی کرنے والے کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے یا پھر امریکا سے ہو گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی آزاد خیال خوانی کرنے والا ہو۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اسرائیل میں اپنے معمول تابعداروں کے اندر آتے جاتے رہتے تھے۔ انہیں بھی اپنے تابعداروں کے ذریعے معلوم ہوا کہ شام کو کانفرنس ہال میں کوئی خیال خوانی کرنے والا وہاں کے حکمرانوں اور دوسرے عہدے داروں کے اندر آئے گا اور کچھ اہم باتیں کرے گا۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ اس خیال خوانی کرنے والے نے ایک ایسی کاٹن فیکٹری کی نشاندہی کی ہے جہاں بڑی رازداری سے خلائی لباس اور جوتے تیار کیے جا رہے ہیں۔

یہ سنتے ہی رمی ریز کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے فوراً اپنے ایک تابعدار کو اس کاٹن فیکٹری کی طرف روانہ کیا اور ٹی پی آرمی کے چند جوانوں کو اس تابعدار کے دماغ میں رہنے کی تاکید کی۔ چھ جوانوں نے اس تابعدار کے اندر جگہ بنالی۔

الپا نے خلائی لباس اور جوتوں کی تیاریوں کو راز میں رکھا تھا لیکن نامعلوم خیال خوانی کرنے والے نے راز کھول دیا تھا۔ الپا رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن کے ساتھ اس کاٹن فیکٹری کی عمارت میں آئی اور باہر پہرا دینے والے مسلح جوانوں کے دماغوں میں جھانکتی رہی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ خیال خوانی کرنے والا اجنبی ضرور وہاں پہرا دینے والے مسلح جوانوں کے دماغوں میں آتا جاتا ہو گا۔

اس طرح تلاش کرنے کے دوران وہ تابعدار مل گیا جو ٹی پی آرمی کا آلۂ کار بنا ہوا تھا۔ وہ کاٹن فیکٹری کے اطراف اس طرح چکر لگا رہا تھا کہ کسی کو شبہ نہ ہونے پائے لیکن الپا کو شبہ ہو گیا۔ اس نے ایک پہرے دار کے ذریعے اسے للکار کر پوچھا "اے تم کون ہو؟"

اس تابعدار نے اپنے بارے میں سچ بتایا کہ وہ انٹیلی جنس کے کمپیوٹر کے شعبے میں ہے۔ الپا اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے چور خیالات نے تصدیق کی۔ وہ سچ بول رہا تھا لیکن اس کے دماغ میں دو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے بول رہے تھے۔ الپا کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ اسرائیلی انٹیلی جنس کے ایک شعبے سے تعلق رکھنے والے کو آلۂ کار بنایا گیا ہے۔ الپا نے یہ تو سمجھ لیا کہ وہ رمی ریز کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں لیکن یہ غلط اندازہ لگایا کہ وہی رمی ریز اسرائیلی حکام اور فوجی افسران کو کانفرنس ہال میں حاضر ہونے پر مجبور کر رہا ہے۔

الپا نے اس تابعدار کے دماغ میں کہا "اگر تم میں سے کوئی رمی ریز ہے تو میں اس سے گفتگو کروں گی۔"

ایک جوان نے کہا "ہم رمی ریز کی ٹی پی آرمی کے جوان ہیں۔"

"یہ ٹی پی آرمی کا مطلب کیا ہے؟"

"ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج۔ ہمیں یقین ہے کہ تم نے ہمارے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے جوانوں کو اغوا کیا ہے۔"

"آٹھ کا الزام نہ دو۔ ہم نے صرف پانچ کو اغوا کیا ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ جب اغوا کرنے کا اعتراف کررہی ہو تو پوری تعداد کا اعتراف کرو۔"

"ابھی دودھ پیتے بچے ہو۔ جاؤ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر سے کہو' مجھ سے بات کریں ورنہ ابھی تمہارا یہ آلۂ کار مٹی میں مل جائے گا۔"

"دھمکی نہ دو۔ ہمارے ایسے کئی آلۂ کار یہاں موجود ہیں۔ ہم ایسے دھماکے کریں گے کہ یہاں تیار ہونے والے تمام خلائی لباس اور جوتے تباہ ہوجائیں گے۔ تم ہمارے ملک سے جو لباس اور جوتے چرا کر لائی ہو' وہ بھی تمہارے پاس نہیں رہیں گے۔"

ٹیری ٹیلر کی آواز آئی "جان ٹریزر! یہ تم کس سے باتیں کررہے ہو؟"

جان ٹریزر نے کہا "ہمارے اس تابعدار کے اندر الپا چلی آئی ہے۔"

وہ بولی "ہیلو مسٹر ٹیلر! چیونٹی کے تو پر نکلتے ہی ہیں۔ تم لوگوں کے بھی پر اتنے نکل آئے ہیں کہ اسرائیلی اکابرین کو دھمکیاں دے کر کانفرنس ہال میں بلارہے ہو۔"

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ جس طرح تمہارے اکابرین کو یہاں کسی نے دھمکیاں دی ہیں اسی طرح ہمارے ملک کے اکابرین کو بھی مجبور کیا جارہا ہے۔ یہاں کانفرنس ہال میں آنے کا جو وقت دیا گیا ہے' ٹھیک وہی وقت وہاں بھی مقرر کیا گیا ہے۔"

"تمہاری ان باتوں میں کہاں تک صداقت ہے؟"

"میں ابھی اپنے ملک کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے خیالات پڑھ کر آرہا ہوں۔ تم خیال خوانی کے ذریعے میری باتوں کی تصدیق کرسکتی ہو۔"

"وہ تو کروں گی لیکن تم سب اسرائیل کیوں آئے ہو۔ کیا ہمیں نادان اور غافل سمجھ کر خلائی لباس اور جوتے تباہ کرسکو گے؟"

"ہم کیا کریں گے؟ یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ ہم سے یہ نہ پوچھو کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ ہم نے تم سے نہیں پوچھا کہ تم ہمارے ملک میں چوری اور اغوا کرنے کیوں آئی تھیں؟"

"جو میں کرتی ہوں' وہ تمہاری پوری ٹی پی آرمی بھی نہیں کرسکے گی۔ ابھی تو میں نے تمہاری آرمی کے پانچ جوانوں کو اغوا کیا ہے۔ اگر تم لوگوں نے اپنی سرگرمیاں بند نہ کیں اور یہاں سے واپس نہ گئے تو میں چور دروازوں سے تمہاری آرمی کے ایک ایک جوان کو ٹافی اور کھلونوں سے پھسلا کر یہاں لے آؤں گی۔"

جان ٹریزر نے ٹیری ٹیلر سے کہا "سر! یہ اغوا کے سلسلے میں صرف پانچ کا اعتراف کررہی ہے۔ کہتی ہے اس نے ہمارے باقی ساتھیوں کو اغوا نہیں کیا ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے پوچھا "الپا! کیا واقعی تم نے ہمارے آٹھ میں سے صرف پانچ آدمی اغوا کیے ہیں؟"

وہ بولی "صرف پانچ۔ اگر آٹھ کو شکنجے میں لیتی تو آٹھ کا اعتراف کرتی۔ ویسے ہمارے درمیان تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ تیسرے ہی ہوسکتے ہیں جو ہمارے اور تمہارے ممالک کے اکابرین سے شام کو کچھ اہم گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہم ان سے نمٹ لیں گے مگر الپا جب تک ہمارے پانچ جوانوں کو تم واپس نہیں کروگی ہم تمہیں سکون سے نہیں رہنے دیں گے۔ فی الوقت تم دو اطراف سے گھری ہوئی ہو۔ ہمارے علاوہ شام کو کانفرنس میں آنے والے بھی تمہارا جینا حرام کردیں گے۔"

"میں ٹیلی پیتھی کے میدان کی پرانی کھلاڑی ہوں۔ اس میدان میں بڑے بڑے سورما خیال خوانی کرنے والے حرام موت مرتے رہے لیکن میں فرہاد علی تیمور' پارس اور علی جیسوں سے بیک وقت کئی محاذوں پر لڑتی رہی ہوں اور آج بھی زندہ ہوں۔"

"ہم مانتے ہیں' تم بڑی تجربہ کار اور مکار ہو لیکن ہم تمہارے ملک میں کیوں آئے ہیں؟ یہ تمہیں اس وقت معلوم ہوگا جب پانی سر سے گزر چکا ہوگا۔"

"پتا نہیں' پانی کب سر سے گزرے گا؟ اس سے پہلے ہی میں بارہ گھنٹے کا وقت دیتی ہوں۔ اپنی اپنی گھڑی دیکھو اور یہاں سے رخصت ہوجاؤ۔ اگر بارہویں گھنٹے میں تم میں سے کسی کی بھی موجودگی کا سراغ ملے گا تو تیرہویں گھنٹے کے آغاز میں اس جزیرے پر بمباری ہوگی' جہاں وہ ٹرانسفارمر مشین چھپا کر رکھی گئی ہے۔ میں جارہی ہوں۔ تم بھی اچھے بچوں کی طرح گھر چلے جاؤ۔"

وہ اس تابعدار کے دماغ سے نکل کر ایک امریکی فوجی افسر کے اندر پہنچی۔ اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ وہاں بھی کسی خیال خوانی کرنے والے نے تمام حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کو وائٹ ہاؤس کے ایک کانفرنس ہال میں بلایا ہے۔ فوجی افسران وائٹ ہاؤس کے اندر اور باہر سخت حفاظتی انتظامات کررہے تھے۔ رمی ریز نے ایک افسر سے کہا تھا "ایسے وقت ہم آپس کے اختلافات بھلا چکے ہیں۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے حکام اور افسران کے دماغوں میں موجود رہیں گے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے۔"

بہرحال شام کو چار بجے سے پہلے ہی امریکی حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کانفرنس ہال میں آگئے۔ وہاں جتنے سکیورٹی گارڈز تھے ان میں سے ایک گارڈ نے ایک چھوٹے سے اونچے پلیٹ فارم پر آکر

کہا "ان لمحات سے میں آپ کا سکیورٹی گارڈ نہیں ہوں' وہی اجنبی ہوں' جس کی فرمائش پر آپ سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔

"سب سے پہلے میں اپنا تعارف کرادوں۔ میں وہی ہوں جسے آپ حضرات کبھی بندر آدمی کہا کرتے تھے۔ میرے چاہنے والے مجھے ہیرو کہتے ہیں۔ میرے ساتھ میری وائف جمیلہ ہے۔ ہم یہاں سے میلوں دور ہیں۔ ویسے یہ بات نامناسب ہوگی کہ آپ حضرات یہاں حاضر ہوں اور ہم حاضر نہ ہوں۔ ہمیں منہ نہیں چھپانا چاہیے۔ اس کے باوجود ہم اس لیے غیر حاضر ہیں کہ آپ سے گفتگو ہم نہیں کریں گے۔ جو کرے گا' وہ ٹھیک چار بجے یہاں حاضر ہوجائے گا۔"

اسی سکیورٹی گارڈ کی زبان سے جمیلہ نے کہا "میں اپنے ہیرو کی ہیروئن جمیلہ آپ سے مخاطب ہوں۔ آپ اپنے تمام گارڈز' فوجی جوانوں اور افسروں کو حکم دیں کہ جو مہمان یہاں آرہا ہے' اس کا راستہ نہ روکا جائے۔ اس کی تلاشی نہ لی جائے اور نہ ہی اسے کوئی مخاطب کرے۔ وہ صرف آپ حضرات سے مخاطب ہونے آرہا ہے۔"

فوج کا اعلیٰ افسر موبائل فون کے ذریعے وائٹ ہاؤس کے اندر اور باہر تمام افسران کو حکم دینے لگا کہ آنے والے مہمان کو نہ روکا جائے نہ ٹوکا جائے۔ کسی سوال جواب کے بغیر اسے آنے دیا جائے۔

کانفرنس ہال میں بیٹھے ہوئے تمام اکابرین تجسس میں مبتلا ہوگئے تھے۔ ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں پوچھ رہے تھے۔ کون آرہا ہے؟

ہیرو اور جمیلہ کی آوازیں سن کر یہ معلوم ہوچکا تھا کہ آنے والے کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے اور جب وہ بڑی بے باکی سے تنہا آرہا ہے تو وہ فرہاد ہی ہوگا۔

تل ابیب میں بھی یہی کچھ ہورہا تھا۔ وہاں کے تمام اکابرین کانفرنس ہال میں آچکے تھے۔ ایسے وقت ایک اونچے پلیٹ فارم پر ایک لیڈی انسپکٹر نے آکر کہا "میں ان لمحات میں انسپکٹر اور لیڈی سرجن نہیں ہوں۔ میرے دماغ میں دو خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں۔ وہ دونوں یکے بعد دیگرے آپ سے مخاطب ہورہے ہیں۔"

وہ خاموش ہوگئی۔ پھر دوبارہ بولی تو اس کی آواز مردانہ تھی۔ کوئی کہہ رہا تھا "ہیلو ایوری باڈی! الپا اور برین آدم کے ساتھ میری اتنی پرانی شناسائی ہے کہ وہ مجھے آواز سے پہچان لیں گے۔ اگر دشوار ہو تو میری ہونے والی بیگم کی آواز انہیں چونکا دے گی۔"

دوسری بار نسوانی آواز سنائی دی "ہیلو الپا! ہیلو مسٹر آدم! آؤ اور اپنے اکابرین کو بتادو کہ ہم کون ہیں؟"

لیڈی انسپکٹر کی ایک ماتحت ہال میں آئی پھر پلیٹ فارم پر لیڈی انسپکٹر کے قریب پہنچ کر بولی "میں ہوں الپا! میں تمہیں لاکھوں کروڑوں میں پہچان سکتی ہوں۔ تم سونیا ثانی ہو اور تمہارے ساتھ علی تیمور ہے۔ ہمارے اکابرین چاہتے ہیں کہ تم یہاں کسی طرح کا ڈراما پیش کرکے وقت ضائع نہ کرو۔ جو اہم گفتگو ہے اس کا آغاز کردو۔"

ثانی نے کہا "اہم گفتگو کا مزہ روبرو آتا ہے۔ کیوں علی؟"

علی نے کہا "بے شک' منہ چھپا کر گفتگو نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں الپا؟"

الپا نے کہا "یہ تم دونوں کوئی ڈراما شروع کررہے ہو۔ ہم کبھی یقین نہیں کرسکتے کہ تم یہاں روبرو آنے کی جرأت کروگے۔"

"آہ! علی! اس الپا نے ہماری غیرت اور حوصلے کو للکارا ہے۔ اسے بتادو کہ ٹھیک چار بجے ان کے روبرو بابا صاحب کے ادارے کی ایک شہزادی آرہی ہے۔"

علی نے کہا "باادب باملاحظہ ہوشیار! اپنے تمام فوجی جوانوں اور افسروں کو حکم دو کانفرنس ہال کے باہر ہماری شہزادی کی کار آئے تو سب کے سب اس سے دور رہیں۔ نہ کوئی اسے روکے ٹوکے نہ اس کی تلاشی لینے کی گستاخی کرے اور نہ کوئی اس سے سوال کرے اور نہ کسی جواب کی توقع رکھے کیوں کہ وہ صرف آپ حضرات سے مخاطب ہونے آرہی ہے۔"

فوج کا اعلیٰ افسر موبائل فون کے ذریعے اور رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن خیال خوانی کے ذریعے تمام فوجی جوانوں اور افسروں کو تاکید کرنے لگے کہ شہزادی سے دور رہیں۔ ایسا کوئی قدم نہ اٹھائیں جس کے نتیجے میں یہاں کا امن اور سکون برباد ہوجائے۔

نظامِ شمسی کے مطابق پہلے اسرائیل میں شام کے چار بجے۔ ایک نہایت خوب صورت مہنگی کار کانفرنس ہال کے احاطے سے گزرتی ہوئی بیرونی دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ تمام اسرائیلی فوجی جوان اور افسران اس کار سے دور جاکر تجسس سے دیکھنے لگے۔ اس کار کا پچھلا دروازہ کھلا اور ایک پری باہر آیا۔

کانفرنس ہال میں مختلف جگہ کھڑے ہوئے مسلح فوجی جوان بیک زبان' اونچی آواز میں کہنے لگے "ویل کم یو لٹل پرنسس۔ ویل کم اعلیٰ بی بی ثانی۔۔۔۔ ثانی ثانی۔ اعلیٰ بی بی ثانی۔ ثانی' ثانی۔۔۔۔۔۔"

کار سے تین برس کی شہزادی باہر آئی۔ وہ تین برس کی تھی لیکن قد اور جسامت میں چھ برس کی لگ رہی تھی۔ اس نے جینز اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا کہ بالکل سونیا جونیئر لگ رہی تھی۔ وہ دروازے سے گزرتی ہوئی کانفرنس ہال میں آئی۔ اسرائیلی فوج کے چند مسلح جوان اسی طرح کہہ رہے تھے "اعلیٰ بی بی۔ ثانی۔۔۔۔۔۔ ثانی ثانی۔ اعلیٰ بی بی ثانی۔ ثانی ثانی۔۔۔۔"

وہ اپنے قد کے مطابق لمبے ڈگ بھرتی ہوئی پلیٹ فارم پر آگئی۔ فوج کے بڑے افسران اپنے مسلح جوانوں کو ڈانٹنے لگے "بند کرو اپنی زبان۔ ہم سمجھ گئے ہیں کہ یہ سونیا فرہاد کی بیٹی ہے اور یہ بھی سمجھ گئے ہیں کہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہاری زبانوں سے اعلیٰ

بی بی ثانی کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔"

وہ سب خاموش ہوگئے۔ الپا ماتحت لیڈی انسپکٹر کے ذریعے اعلیٰ بی بی کو سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے بولی "میں نے پہلے ہی کہا تھا' سونیا ثانی ڈراما کرے گی۔ یہ کیسی بچکانا اور بے تکی حرکت ہے کہ بزرگوں کے درمیان ایک ننھی بچی کو یہاں پیش کیا گیا ہے۔ کیا یہ اہم مسائل پر ہم سے گفتگو کرسکے گی؟"

اعلیٰ بی بی نے ماتحت لیڈی انسپکٹر سے ذرا دور ہو کر پوچھا۔ "اے تم کون ہو؟ توبہ' کیسی بو آرہی ہے۔ کیا غسل نہیں کرتی ہو؟"

الپا نے کہا "شٹ اپ' میں تم سے زیادہ صفائی پسند ہوں۔ میرے لباس سے بہترین پرفیوم کی خوشبو پھیل رہی ہے۔"

"تعجب ہے۔ ڈیوٹی کے وقت وردی پر پرفیوم لگاتی ہو؟"

"میں اس ماتحت انسپکٹر کی نہیں اپنی بات کررہی ہوں۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر موجود ہوں۔"

اعلیٰ بی بی نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میرے بزرگو! اپنی ایک خیال خوانی کرنے والی کی حماقت دیکھو۔ میں اس ماتحت انسپکٹر کے جسم اور لباس کی بو کے متعلق کہہ رہی تھی اور وہ دماغ میں چھپی ہوئی اپنی خوشبو کی پبلسٹی کررہی ہے۔ کیا خیال خوانی کے ذریعے خوش بو کو یہاں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "میڈم الپا! تمہیں سمجھنا چاہیے تھا کہ یہ بے بی تم سے نہیں اس ماتحت انسپکٹر سے مخاطب تھی۔"

الپا نے جواب نہیں دیا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "تم نے مجھے ننھی بچی کہا تھا۔ اب بولو ننھی بچی! خاموش کیوں ہو؟"

وہ حاضرین کو دیکھتے ہوئے بولی "میری ماما سونیا اور میرے پاپا کی جان میرے اندر ہے۔ اگر کوئی یہاں میری گردن مروڑے گا تو وہاں میری ماما اور پاپا کا دم نکل جائے گا۔ ایک طویل مدت سے میرے والدین کی ذہانت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ ایسے ذہین والدین نے مجھے دشمنوں کے درمیان بھیجنے کی یہ غلطی کیوں کی ہے؟"

ذرا دیر خاموشی رہی پھر ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بے بی! میں نے تمہیں دیکھتے ہی سوچا۔ سونیا اور فرہاد نے یہ کیا کیا ہے۔ کہیں سے بھی بندوق کی ایک گولی آکر اس بچی کا کام تمام کرسکتی ہے۔"

"جی ہاں۔ کیا خیال ہے؟ کہیں سے ایک گولی بھیجنے کا ارادہ ہے؟"

الپا نے کہا "ہمیں نادان نہ سمجھو۔ ہم ایک طویل مدت سے تمہارے والدین کے طریقۂ کار کو سمجھتے آرہے ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی اعلیٰ بی بی کی ڈمی یہاں بھیجی ہے۔ ہم تمہیں ان کی سگی بیٹی تسلیم کرنے کی حماقت نہیں کریں گے۔"

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنی عظیم ماما اور پاپا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں ڈمی نہیں ہوں۔ سر سے پیر تک اصلی ہوں۔ میرے والدین نے اس یقین کے ساتھ مجھے یہاں بھیجا ہے کہ میں یہاں سے صحیح سلامت واپس جاؤں گی۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تمہارے والدین وہی پرانا ہتھکنڈا استعمال کریں گے۔ ہمیں دھمکیاں دیں گے کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے ہمارے ایٹمی پلانٹ کو تباہ کردیں گے۔ ہماری دفاعی قوتوں کو کمزور بنادیں گے۔"

"وہ مجھے یہاں بھیجنے سے پہلے دھمکی دیتے کہ ان کی بیٹی آرہی ہے۔ کوئی اسے ہاتھ نہ لگائے لیکن میں تو آچکی ہوں اور ان کی طرف سے آپ کو دھمکیاں نہیں مل رہی ہیں بلکہ دھمکیوں کا وقت گزر چکا ہے۔ اب یہاں میری جان خطرے میں ہوگی تو وہ آپ کا ایٹمی پلانٹ تباہ کرکے کیا کریں گے؟ کیا ایسا کرنے سے میں انہیں واپس مل جاؤں گی؟ ایٹمی پلانٹ کو تباہی کے بعد دوبارہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ یہاں میری جان جائے گی تو انہیں دوبارہ ایسی بیٹی نہیں ملے گی۔"

ایک فوجی افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مسلح جوان سے گن لے کر اعلیٰ بی بی کو نشانے پر رکھا پھر کہا "میری انگلی ٹریگر کو دبائے گی پھر پلک جھپکنے سے پہلے کئی گولیاں تمہارے ننھے سے جسم میں پیوست ہوجائیں گی۔"

ذرا سی دیر کے لیے خاموشی رہی۔ پھر اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "میرے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے انکل کہہ رہے ہیں کہ تم نے محض آزمائش کے لیے مجھے نشانے پر رکھا ہے۔ فائر نہیں کرو گے لیکن اب میرے انکل تمہیں ہاتھوں سے گن چھوڑنے نہیں دیں گے۔ میں ایک دو تین کہوں گی تو تم میری طرف کئی گولیاں چلاؤ گے۔ مسلسل فائرنگ کرو گے۔"

پھر وہ گن کی طرف سینہ تان کر بولی "چلو فائر کرو۔ ون۔ ٹو۔ تھری......"

اس افسر نے نہ چاہنے کے باوجود تڑاتڑ کی آواز کے ساتھ اعلیٰ بی بی پر گولیاں چلائیں۔ کانفرنس ہال میں تمام لوگ اچھل کر کھڑے ہوگئے کیوں کہ فائرنگ کے ساتھ ہی اعلیٰ بی بی اچھل کر پلیٹ فارم کے فرش پر گری تھی۔ سب نے یہی سمجھا کہ اسے گولی لگی ہے لیکن چشمِ زدن میں وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ سایہ بن گئی۔

ہا.....! تمام حاضرین کے منہ کھل گئے۔ منہ کھلتے ہی ٹھنڈی ہوا باہر نکلی۔ ہا!.....

دور کھڑی ہوئی لیڈی انسپکٹر پلیٹ فارم پر آکر بولی۔ "میں ہوں اعلیٰ بی بی ثانی۔ میرا سایہ اس عورت کے اندر سمایا ہوا ہے۔ میں پندرہ منٹ کے بعد پھر اپنے ٹھوس جسم کے ساتھ ظاہر ہوجاؤں گی۔"

ادھر واشنگٹن میں چار بج گئے تھے۔ وہاں کانفرنس ہال کے اندر فوجی جوانوں نے یک بارگی بیک وقت کہا "ویلکم ماسٹر کبریا۔ کبریا فرہاد کبریا۔ کبریا۔ کبریا فرہاد۔ کبریا۔ کبریا فرہاد......"

تین برس کا شہزادہ اک شانِ بے نیازی سے چلتا ہوا کانفرنس ہال میں داخل ہوا۔ اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو توقع نہیں تھی کہ ایک بچہ وہاں آئے گا۔ اسے دیکھ کر ان سب کے بڑے پن کو ٹھیس پہنچی۔ فوج کے اعلیٰ افسر نے اپنے جوانوں کو ڈانٹ کر کہا "شٹ اپ۔ خاموش رہو۔ تم لوگ کسے ویلکم کہہ رہے ہو؟"

ایک مسلح جوان نے کہا "سر! یہ آپ کے سامنے جو بچہ ایک اونچے پلیٹ فارم پر آکر کھڑا ہوا ہے یہ بچہ نہیں' آپ جیسے باپ کا باپ ہے۔ فرہاد علی تیمور کا بیٹا کبریا فرہاد ہے۔"

سب اسے دیکھنے لگے۔ اگرچہ وہ تین برس کا تھا لیکن قد اور جسامت کے لحاظ سے چھ برس کا لگ رہا تھا۔ دوسرے افسر نے اپنے ماتحت سے پوچھا "تم کیسے جانتے ہو کہ یہ فرہاد کا بیٹا ہے۔"

دوسرے ماتحت نے کہا "تمہاری عقل گھاس چرنے گئی ہے۔ کیا اتنی سی بات نہیں سمجھ رہے ہو کہ بابا صاحب کے ادارے والے تمہارے ان مسلح جوانوں کے اندر موجود ہیں۔ یہ تمہارے مسلح جوان وہی کہہ رہے ہیں جو ہم انہیں بتا رہے ہیں۔"

اونچے پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے مسلح گارڈ کی زبان سے ہیرو نے کہا "جس مہمان کا ذکر میں نے کیا تھا وہ مہمان یہی شہزادہ ہے۔ شہزادہ کبریا فرہاد سن آف فرہاد علی تیمور۔"

دو مسلح جوان کبریا فرہاد کے پاس آئے۔ ایک نے کہا "میں رمی ریز ہوں۔"

دوسرے نے کہا "اور میں ٹیری ٹیلر ہوں۔ ہم اپنے ملک کے وفادار کل بھی تھے۔ آج بھی ہیں اور آخری سانسوں تک رہیں گے۔"

تمام اکابرین خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ جیسے کوئی بہرا کوئی بات سننے کے لیے کان پر ہاتھ رکھتا ہے اسی طرح کبریا فرہاد نے اپنے کان پر ہاتھ رکھ کر پوچھا "کیا؟ یہ وہ نہیں ہیں؟ وہ ہیں؟ اگر وہ ہیں تو یہ دونوں وہ کیوں کہہ رہے ہیں؟"

پھر کبریا نے تمام حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بزرگو! میں آپ لوگوں کے درمیان قدم رکھتے ہی آپ کو ایک بہت بڑے فریب سے بچا رہا ہوں۔ ان دونوں نے اپنا نام وہ بتایا ہے۔ وہ یعنی رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اور آپ تصدیق کیے بغیر وہ بجا رہے ہیں یعنی تالیاں بجا رہے ہیں۔ ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ دونوں یہودی خیال خوانی کرنے والے رابرٹ کلون اور مارکوس برٹن ہیں۔"

جمیلہ ان دونوں میں سے ایک کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ کبریا کی بات ختم ہوتے ہی وہ اس ایک مسلح جوان کو وہاں سے بھگا کر لے جانے لگی۔ اس بھاگنے والے کے اندر ٹیری ٹیلر تھا۔ وہ اپنے اس آلۂ کار کو بھاگنے سے روکنے لگا۔ پیچھے سے ہیرو نے دوسرے مسلح جوان کے اندر آکر کہا "رابرٹ! رک جاؤ۔ نن نہیں' رمی ریز رک جاؤ۔ واپس آؤ۔"

اس دوسرے کے اندر رمی ریز تھا۔ اس نے جلدی سے کہا۔ "یہ کیا بکواس ہے۔ رمی ریز تو میں ہوں۔ تم کیوں بھاگ رہے ہو۔ ٹیری واپس آؤ۔"

اس دوسرے کے اندر رمی ریز تھا۔ اس نے جلدی سے کہا۔ "یہ کیا بکواس ہے۔ رمی ریز تو میں ہوں۔ تم کیوں بھاگ رہے ہو۔ ٹیری واپس آؤ۔"

وہ واپس آکر اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا "تم بھی چلو۔ میڈم الپا نے کہا تھا۔ بھید کھل جائے تو ہمیں باہر جا کر دوسری چال چلنا چاہیے۔"

کبریا فرہاد نے دونوں مسلح جوانوں سے کہا "گدھے ہو۔ باہر جانے کے لیے کیا ضروری ہے کہ ان دو فوجی جوانوں کو بھی لے جاؤ۔ جانا ہے تو ان کے دماغوں سے چلے جاؤ۔"

لیکن جمیلہ اور ہیرو ان دونوں کو بھگاتے ہوئے لے جانے لگے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اپنے دونوں آلۂ کاروں کے اندر رہ کر انہیں بھاگنے سے روک رہے تھے لیکن ناکام ہوتے جارہے تھے۔

ایک فوجی افسر نے اچانک اونچی آواز میں کہا "میں ہوں رمی ریز۔ میں ماسٹر کبریا فرہاد کا مشکور ہوں کہ اس نے یہودی خیال خوانی کرنے والوں کو فراڈ ظاہر کردیا۔ وہ دونوں یہودی پھر واپس آسکتے ہیں۔"

اسی وقت ایک اور افسر نے کہا "اے تم رمی ریز نہیں ہو' میں رمی ریز ہوں۔"

پہلے رمی ریز بننے والے افسر نے کہا "دیکھیے ابھی میں نے کہا تھا کہ وہ دونوں یہودی پھر واپس آسکتے ہیں۔ یہ شیطان پھر واپس آگیا ہے۔"

بے چارہ دوسرا رمی ریز اصلی تھا۔ وہ گرج کر بولا "بکواس مت کرو۔ تم پھر میرے ملک کے اکابرین کو دھوکا دینے آئے ہو۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "تم دونوں خاموش رہو۔ ہمیں الجھانے کی کوششیں نہ کرو۔ ہم اپنے طور پر اصلی اور نقلی کو سمجھ سکتے ہیں۔"

میری بیٹی اعلیٰ بی بی اور بیٹا کبریا تین برس کی عمر میں ماشاءاللہ بہت ذہین اور تیز طرار تھے لیکن ایسے بھی عالم نہیں تھے کہ ملکی' سیاسی اور خیال خوانی کے معاملات میں سیر حاصل بحث کرتے اور منہ توڑ جواب دیتے اس لیے اعلیٰ بی بی کی راہنمائی کے لیے سونیا ثانی اس کے اندر تھی اور میں اپنے بیٹے کا راہنما بنا ہوا تھا۔

کبریا نے فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "اصلی اور نقلی کو سمجھنا نہایت آسان ہے۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردوں گا اور چاہوں گا کہ مجھ سے پہلی بار ملنے کے بعد آپ لوگ زندگی بھر مجھے بھلا نہ سکیں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ماسٹر کبریا فرہاد! تم نے آتے ہی ہمیں ایک فراڈ سے بچایا ہے۔ ہمیں خوشی ہوگی اگر تم اصلی نقلی کی پہچان

کرادو۔"

کبریا نے کہا "رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے ابھی دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس ملک اور قوم کے وفادار ہیں اور وفادار رہیں گے۔ لیکن یہ دعویٰ زبانی نہیں ہونا چاہیے۔ وہ دونوں وفاداری کا عملی ثبوت ابھی پیش کرسکتے ہیں۔"

ایک حاکم نے پوچھا "وہ کیسے؟"

کبریا نے کہا "سچائی کو تسلیم کرکے اور سچائی یہ ہے کہ دنیا کے ہر چھوٹے بڑے ملک میں فوج کو معتبر اور معزز سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا رمی ریز اور ٹیری ٹیلر یہاں سب کے سامنے اعلانیہ کہیں کہ انہیں اپنے ملک کی افواج پر پورا بھروسا ہے۔"

اس بات پر تمام فوجی خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ ایک مسلح جوان کے ذریعے رمی ریز اور دوسرے مسلح جوان کے ذریعے ٹیری ٹیلر نے کہا "ہمیں اپنے ملک کی افواج پر پورا اعتماد ہے۔"

کبریا نے کہا "یہ کون نہیں جانتا کہ فوج کی طاقت کو تقسیم کرکے اس ملک میں دوسری فوج بنائی جائے تو خانہ جنگی شروع ہوجاتی ہے اور یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اپنے ملک کی باقاعدہ افواج پر بھروسا نہیں کیا جارہا ہے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر جواب دیں کہ انہوں نے اپنے ہی ملک کی افواج کے خلاف ایک علیحدہ ٹی پی آرمی کیوں بنائی ہے؟"

رمی ریز نے کہا "ہم نے اپنی افواج کی طاقت بڑھانے کے لیے ہی ٹی پی آرمی بنائی ہے۔"

"کیا یہ آرمی بنانے سے پہلے تینوں افواج کے سربراہوں سے اور اپنے اعلیٰ حکام سے اجازت لی گئی تھی؟"

تینوں افواج کے سربراہ اور دوسرے افسران اور جوان پھر تالیاں بجانے لگے۔ ٹیری ٹیلر نے کہا "اجازت مانگنے سے کبھی نہ ملتی اس لیے ہم اجازت کے بغیر ٹی پی آرمی کے ذریعے اپنے وطن کی خدمت کررہے ہیں۔"

"فوج کا اعتماد قائم رکھے بغیر تمہاری خدمات یہ ہیں کہ تم زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹرانسفارمر مشین سے پیدا کررہے ہو اور اب تک اپنی افواج اور حکام کو یہ نہیں بتایا ہے کہ یہاں سے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اغوا ہوچکے ہیں۔ ان میں سے پانچ الپا کے زیرِ اثر آکر یہودیوں کی قوت میں اضافہ کررہے ہیں۔ کیا یہ حقیقت بتائی گئی ہے یا چھپائی گئی ہے؟"

ایک فوج کے سربراہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "شیم۔ شیم۔ ٹی پی آرمی بنانے والوں کو شرم آنی چاہیے۔ اگر وہ ہم پر پورا بھروسا کرنے کا دعویٰ کررہے ہیں تو ہم سے اتنے بڑے نقصان کو کیوں چھپایا ہے۔ ان محبانِ وطن بننے والوں کی تینوں افواج میں ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے اور انہوں نے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دوسرے ملکوں میں پہنچا دیا ہے۔"

رمی ریز نے کہا "ہم سے صرف یہ کوتاہی ہوئی ہے کہ ہم نے آٹھ خیال خوانی کرنے والوں کے نقصان کے بارے میں اپنی افواج اور اپنے حکام کو کچھ نہیں بتایا لیکن ہم ان خیال خوانی کرنے والوں کو واپس لانے کے لیے تل ابیب میں پوری طرح سرگرمِ عمل ہیں۔"

کبریا نے پوچھا "کیا تم نے اپنی افواج کو یہ بتایا ہے کہ تمہاری ٹی پی آرمی والوں کو الپا نے وارننگ دی ہے کہ اگر تم لوگوں نے بارہ گھنٹے کے اندر اسرائیل کی زمین کو نہ چھوڑا تو وہ خیال خوانی کے ہتھکنڈوں سے جزیرے میں بم باری کرائے گی اور وہ جزیرہ ٹرانسفارمر مشین سمیت سمندر میں غرق ہوجائے گا۔"

رمی ریز نے کہا "ہم بتانے والے تھے۔"

تینوں افواج کے سربراہ یکے بعد دیگرے گرجنے لگے "کب بتانے والے تھے۔ بولو کیا پانی سر سے گزرنے کے بعد بتانے والے تھے۔"

کبریا نے کہا "الپا کے الٹی میٹم کے بارہ گھنٹوں میں سے چھ گھنٹے گزر چکے ہیں اور اب صرف چھ گھنٹے باقی رہ گئے ہیں۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "یہ بچہ نہیں فتنہ ہے۔ ہمیں آپس میں لڑانے آیا ہے۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ نیک ارادوں سے آیا ہوں۔"

رمی ریز نے کہا "تم بالشت بھر کے ہو۔ تمہارے کیا خاک ارادے ہوں گے۔ تمہارے پیچھے تمہارے ماں باپ بول رہے ہیں اور ہماری افواج کے سربراہوں اور حکام کو ہم سے لڑا رہے ہیں۔"

"ہاں۔ مجھ جیسا بچہ ملکی معاملات میں بڑی مہارت سے تم لوگوں کو آپس میں لڑا نہیں سکتا۔ تمہارے اندازے کے مطابق میری پشت پر میرے والدین ہوسکتے ہیں۔ ایسا ہونے سے کیا تمہاری وطن سے دشمنی اور افواج سے دشمنی چھپ جائے گی؟ اپنے خلاف الزامات کو غلط ثابت کرو تو یہ ثابت ہوجائے گا کہ میں تم لوگوں کو آپس میں لڑانے آیا ہوں۔"

ایک فوج کے سربراہ نے کہا "رمی ریز! صرف چھ گھنٹے رہ گئے ہیں۔ تم نے جزیرے اور مشین کو بچانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟"

"ہمارے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے جزیرے کی سختی سے نگرانی کررہے ہیں۔ الپا کو خیال خوانی کے ذریعے کوئی چال نہیں چلنے دیں گے۔"

کبریا نے کہا "الپا تمہارے ہی ملک کی فضائیہ کے چند جوانوں کو معمول اور تابعدار بنا کر جزیرے پر ہوائی حملے کرے گی۔ تم جوابی کارروائی کے طور پر اپنی ہی فضائیہ کے جوانوں اور طیاروں کو مار گراؤ گے۔ الپا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

فضائی فوج کے سربراہ نے گرج کر پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے؟ کیا الٹی میٹم کا وقت گزرنے کے بعد ہم اپنے ہی پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے والے ہیں؟"

دوسری فوج کے سربراہ نے پوچھا "کیا ہم رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کا محاسبہ نہیں کرسکیں گے؟ کیا ہم اپنی تباہیوں کا تماشا بے بسی سے دیکھتے رہیں گے۔"

کبریا نے کہا "اگر رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اب بھی اپنے باغیانہ انداز سے باز آجائیں تو کیا آپ انہیں گلے لگا کر ان کے ساتھ مل کر جزیرے کی حفاظت کریں گے؟"

تینوں افواج کے سربراہ باری باری کہنے لگے کہ وہ باغی رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کی پچھلی ساری غلطیوں کو معاف کردیں گے۔ کبریا نے ان دونوں سے پوچھا "کیا تم دونوں اپنے دعوے کے مطابق ابھی اپنی وطن دوستی کا ثبوت دوگے؟"

انہوں نے پوچھا "کیا ثبوت چاہتے ہو؟"

"سیدھی سی بات ہے' ٹرانسفارمر مشین اپنی افواج کے حوالے کردو۔ وہ جزیرے کی حفاظت اچھی طرح کریں گے۔"

ایک سربراہ نے کہا "ننھے فرشتے! تم زندہ رہو۔ پائندہ رہو۔"

دوسرے سربراہ نے کہا "وہ جزیرہ ابھی ہمارے حوالے کردیا جائے گا تو ہم الپا کے حملوں کا منہ توڑ جواب دے سکیں گے۔"

رمی ریز نے کہا "ہم خود اسے منہ توڑ جواب دیں گے۔ ہم وطن دوست ہیں اور وطن دوستی کا ثبوت دینے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ ہم ٹرانسفارمر مشین سے محروم ہوجائیں۔"

تیسری فوج کے سربراہ نے کہا "تم اپنی کھوکھلی حب الوطنی ظاہر کررہے ہو۔"

"ہمیں کھوکھلا کہو لیکن چھ سات گھنٹے انتظار کرلو۔ ہم الپا کے کسی بھی آلۂ کار کو جزیرے کے قریب نہیں پہنچنے دیں گے۔"

"یہ بچکانا دعوے ہیں۔ اگر تمہیں ناکامی ہوگی اور وہ مشین جزیرے کے ساتھ تباہ ہوجائے گی تو ہم کہاں آکر تمہارا گریبان پکڑیں گے؟"

"اور اگر تینوں افواج کے سربراہ بھی اس مشین کی حفاظت نہ کرسکے تو ہم انہیں کیا سزا دیں گے؟"

کبریا نے کہا "میں یہاں کس لیے آیا ہوں؟ اس لیے کہ مشین کی حفاظت ہوسکے یا نہ ہوسکے' اسے فوج کی تحویل میں رہنا چاہیے۔ ایک بات صاف طور پر کہہ دوں کہ ہمیں اس ملک کی فوج سے نہ کچھ لینا ہے' نہ کچھ چھیننا ہے۔ ہمارا فائدہ یہ ہے کہ مشین فوج کے پاس رہے گی تو رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ہر روز ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہیں کرسکیں گے۔ یہ دونوں خبطی ہیں۔ ایک سو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آرمی بنانا چاہتے ہیں لیکن ابھی ان کے تیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے آٹھ اغوا ہوچکے ہیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ غیر معمولی علوم رکھنے والے جتنے ہوں گے اتنے ہی اغوا کیے جائیں گے یا وہ خود باغی ہوکر آرمی کو ٹھوکر مار کر چلے جائیں گے۔ اس طرح جانے والے اور اغوا ہونے والے ہمارے بھی دشمنوں کی طاقت میں اضافہ کرتے رہیں گے۔ اس ملک امریکا سے ہمارے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے۔ اس کے باوجود میں اپنے بزرگوں کی ہدایت پر یہاں کی افواج کی حمایت کرنے آیا ہوں۔ میرے بزرگ نہ پہلے کبھی ٹرانسفارمر مشین کے محتاج رہے ہیں اور نہ اب وہ مشین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آخری اور اٹل بات یہ ہے کہ میں اس ٹرانسفارمر مشین کو یہاں کی افواج کے حوالے ہی کرکے واپس جاؤں گا۔"

رمی ریز نے کہا "تم کیا' تمہارے بڑے بھی اس مشین کو ہم سے چھین کر کسی دوسرے کے حوالے نہیں کرسکیں گے۔"

"میرے بڑوں کی بات نہ کرو۔ وہ جب میدانِ عمل میں آتے ہیں تو خطرناک تنظیموں اور بڑے بڑے ممالک کو بخار چڑھ جاتا ہے اس لیے آج انہوں نے اسرائیل اور امریکا میں دو چھوٹے چھوٹے بخار بھیجے ہیں۔ فی الحال تم سب اسی سائز کے بخار سے گزارہ کرو۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہم سمجھ رہے تھے کہ اس کانفرنس ہال میں ہمارے دشمن آرہے ہیں لیکن آنے والے دوست نکلے اور جو وطن دوست کہلاتے تھے وہ دشمنی کا کھلا ثبوت دے رہے ہیں۔ کیا ماسٹر کبریا بتاسکتے ہیں کہ وہ ٹرانسفارمر مشین کس طرح ہماری افواج کی تحویل میں آئے گی؟"

"بتاؤں گا لیکن میں جن نیک مقاصد کے لیے آیا ہوں' ان کے لیے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔"

اچانک ایک مسلح جوان کے ذریعے رمی ریز نے چیخ کر کہا۔ "تمہارے نیک مقاصد کی ایسی کی تیسی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ وہ مشین کس طرح ہم سے چھین کر فوج کے حوالے کروگے۔ فوراً بتاؤ۔ ورنہ تم نشانے پر ہو۔ چشم زدن میں کئی گولیاں تمہارے ننھے وجود کو چھلنی کردیں گی۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی وہ ننھا وجود اچانک غائب ہوگیا۔ سایہ بن گیا۔ تمام حکام اور فوجی افسران اچھل کر کھڑے ہوگئے۔

تل ابیب میں پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ اعلیٰ بی بی (ثانی) گوشت پوست کے ٹھوس وجود میں ظاہر ہوچکی تھی۔

الپا نے کہا "تم نے سایہ بن کر سمجھا دیا ہے کہ یہاں کوئی کسی بھی ہتھکنڈے سے تمہیں ہلاک نہیں کرسکے گا۔ پلیز اب اپنے آنے کا مقصد بتادو۔"

"میں ایک چھوٹی سی بچی ہوں اور دنیا کے کروڑوں بچوں کی طرف سے بولنے آئی ہوں کہ ہم بچوں کو بارود اور دہشت نہ دو۔ ہمیں سلامتی سے زندہ رہنے کی راہوں پر چلو۔ اس کا پہلا راستہ یہ ہے کہ بچے پیدا کرو تو ہتھیار پیدا نہ کرو۔ تم سب ایک دوسرے کے حملوں سے بچنے کے لیے ایٹمی لباس پہن لوگے۔ عالمی جنگ چھڑے گی تو بچے ایٹمی لباس کہاں سے لائیں گے۔ تم فلائنگ شوز پہن کر اپنی حفاظت کے لیے چلے جاؤگے۔ بچوں کو ایسے جوتے کہاں سے ملیں گے۔ کیا تم سب مل کر ہم بچوں کے لیے محفوظ اور مسکراتی

ہوئی دنیا نہیں بنا سکتے؟"

"ایسی باتیں صرف ہم سے کیوں کہہ رہی ہو۔ امریکا میں بھی ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار ہو رہے ہیں اور کیا تمہارے بابا صاحب کے ادارے میں یہ چیزیں تیار نہیں ہو رہی ہیں؟"

"بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں دشمن بھی کہتے ہیں کہ وہاں سے ہمیشہ امن و سلامتی ملتی ہے۔ اس ادارے میں دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار ٹیلی پیتھی سب سے زیادہ تعداد میں ہے اور یہ ہتھیار محض اپنے دفاع کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ وہاں بے شمار ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار ہو چکے ہیں لیکن اب تک اس ایٹمی لباس سے کسی کو ہلاک نہیں کیا گیا ہے اور نہ فلائنگ شوز کے ذریعے کوئی خلائی زون کی طرف گیا ہے۔"

"پارس گیا ہے۔"

"میرے پارس بھائی جان کا کمال یہ ہے کہ وہ فلائنگ شوز کے بغیر گئے ہیں۔ انہیں وہاں جانے کا حق ہے کیوں کہ وہ خلائی زون ان کی سسرال ہے۔ باقی ہم زمین والوں کو اپنی زمین چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے۔"

"کیوں نہیں جانا چاہیے؟"

"اس لیے کہ ہماری دنیا میں بے شمار مسائل ایسے ہیں جو حل طلب ہیں۔ اگر یہاں کے لوگ خلائی زون میں جائیں گے تو خلائی مخلوق ہماری بہت سی کمزوریاں جاننے کے بعد یہاں آئے گی۔ زبردست جنگ کا آغاز ہوگا اور ہم بچوں کو لوریوں کی جگہ موت کی چیخیں سنائی دیتی رہیں گی۔"

"ایسا تو ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ زندہ انسانوں کی دنیا ہے۔ یہاں قہقہے بھی ہوں گے اور موت کے دھماکے بھی۔ اس دنیا کے انسان ہوائی جہاز میں محدود پرواز نہیں کریں گے۔ وہ لامحدود پرواز کے لیے خلائی زون کی طرف بھی جائیں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے سختی سے کہا "میرے پارس بھائی جان کے بعد کوئی خلا کی طرف پرواز نہیں کرے گا۔ جس طرح ہمارے پاس خلائی چیزیں بحفاظت رکھی رہیں گی اسی طرح یہی چیزیں تمہارے پاس رہیں گی۔"

"کیا صرف نمائش کے لئے رکھی جائیں گی؟"

"جس طرح دو ملکوں میں ایٹم بم ہوں تو وہ ایک دوسرے کے خوف سے جنگ نہیں کرتے اسی طرح ہمارے تمہارے اور امریکا کے پاس یہ چیزیں ہوں گی تو طاقت کا توازن رہے گا اور کوئی کسی پر حملہ نہیں کرے گا۔"

"تمہاری بات معقول ہے لیکن خلا میں جانے کے سلسلے میں کوئی پابندی قبول نہیں کرے گا اور ہم یہودی تو ضرور خلائی زون کی طرف جائیں گے۔"

"جب پر نہیں رہیں گے تو یہودی پرواز کیسے کریں گے؟"

الپا نے ہنستے ہوئے کہا "آج صبح تمہارے کسی خیال خوانی کرنے والے نے یہ ظاہر کردیا تھا کہ کاٹن فیکٹری کی ایک لیبارٹری میں خلائی لباس اور خلائی جوتے تیار کیے جا رہے ہیں۔ وہ تمام چیزیں بم کے ایک دھماکے سے اڑادی جائیں گی۔ اب ہم ایسے نادان نہیں ہیں کہ ان غیر معمولی چیزوں کو وہیں چھوڑ دیتے۔ ہم نے دروازے سے ان تمام چیزوں کو دوسری محفوظ جگہ منتقل کر دیا ہے۔"

"یہ بہت بڑی حماقت کی۔ پہلے دھماکا ہوتا تو کاٹن فیکٹری کی خالی عمارت کے ساتھ وہ چیزیں نابود ہو جاتیں۔ اب تو ان چیزوں کے ساتھ آرمی ہیڈ کوارٹر کا ایک بڑا حصہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔"

"کیا؟" الپا نے شدید حیرانی سے پوچھا "تم لوگوں کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم وہ چیزیں کہاں چھپاتے رہتے ہیں؟"

"ذرا عقل سے سمجھنا چاہو گی تو سمجھ لو گی۔ اب ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے چھپی ہوئی چیزوں کے سراغ نہیں لگاتے ہیں۔ میرے عادل بھائی سایہ بن کر ان تمام کاری گروں کے اندر جاتے رہتے ہیں جو خلائی لباس اور جوتے تیار کر رہے ہیں۔ تم جہاں بھی ان چیزوں کو منتقل کرو گی وہاں تمہارے کاری گر ضرور جائیں گے۔"

الپا کو چپ سی لگ گئی پھر وہ برین آدم کے پاس آکر بولی "برادر! یہ سایہ بننے والے تو بلائے جان بن گئے ہیں۔ اب ہم اپنی اہم اور غیر معمولی چیزوں کو کہاں چھپائیں گے؟ عادل کا سایہ تو کہیں بھی پہنچ جایا کرے گا۔"

"بڑی مشکل ہے۔ جب میں نے کانفرنس ہال میں سونیا، پارس اور علی کی آوازیں سنیں' تو سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ کوئی بڑی مصیبت بن کر آئے ہیں۔"

"اس مصیبت سے نجات کیسے ملے گی؟"

"فی الحال ان کی بات مان لو۔ وعدہ کرلو کہ ہمارا کوئی آدمی خلائی زون کی طرف نہیں جائے گا۔ اس طرح ہمارے تمام خلائی لباس اور خلائی جوتے محفوظ رہیں گے۔"

وہ واپس لیڈی انسپکٹر کے دماغ میں آئی۔ اس وقت کانفرنس ہال میں ایک حاکم اعلیٰ بی بی سے کہہ رہا تھا "یہ درست ہے کہ خلائی زون میں جانے سے اس زون کے لوگ بھی ہماری دنیا میں آئیں گے اور نت نئے فسادات کا سبب بنیں گے لیکن ہم زون میں نہیں گئے ہیں' تب بھی سولارز ہماری دنیا میں حکومت کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔"

"جیسے آیا تھا' ویسے ہی دو تین گھنٹوں کے اندر دُم دبا کر بھاگ گیا۔"

"بات بھاگنے تک محدود نہیں ہے۔ وہ بھاگنے کے باوجود بار بار آتے رہیں گے اور ہمارے وہاں جانے کا فائدہ یہ ہے کہ ہم ان کی ٹیکنالوجی اور سائنسی ایجادات سے فائدے اٹھاتے رہیں گے۔"

"جو لوگ خلائی زون سے ہم پر حملے کرنے آئیں گے وہ سولارز کی طرح اپنی سائنس اور ٹیکنالوجی یہاں چھوڑ کر بھاگیں گے۔"

"یہ تو انتظار کرنے والی بات ہوئی کہ وہ آئیں گے تو ہمیں ان سے کچھ حاصل ہوگا۔ آخر ہمارے وہاں جانے پر اعتراض کیوں ہے؟"

"ہماری دنیا کے بچے یہ چاہتے ہیں کہ پہلے ان کے لیے اس ارضی دنیا کو جنت بنائیں۔ بچوں کے کھانوں کی چیزوں میں ملاوٹ کی جاتی ہے۔ انہیں آہستہ آہستہ مارنے والی زہریلی خوراک دی جاتی ہے۔ انہیں اغوا کرکے ان پر زیادتی کی جاتی ہے۔ ان کے نازک جسموں پر چابک برسائے جاتے ہیں۔ انہیں گولیوں سے چھلنی کیا جاتا ہے اور ہم ان کی حفاظت نہیں کرسکتے ہیں تو اس دنیا کے تمام بڑے خود غرض اور مفاد پرست ہیں۔ وہ خلا کی وسعتوں میں جانے کے راستے تلاش کرتے ہیں لیکن محض معمولی کوششوں سے بچوں کو تحفظ فراہم نہیں کرتے۔ اب ہم بچے جبراً اپنے حقوق حاصل کریں گے۔ کسی کو خلائی زون کی طرف جانے نہیں دیں گے۔"

الپا نے کہا "شہزادی اعلیٰ بی بی سے بحث نہ کی جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ جو خلائی سامان ہم تیار کر رہے ہیں' اسے کوئی نقصان پہنچے۔ بابا صاحب کے ادارے نے ایک بچی کو بھیج کر بچوں کے حوالے سے احساس دلایا ہے کہ پہلے ہمیں اپنے بچوں کے لیے اس دنیا کو خوب صورت بنانا چاہیے اور خلائی زون کی طرف جانے کا خیال دل سے نکال دینا چاہیے۔ لہٰذا ہم نے یہ خیال دل سے نکال دیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے خلائی سامان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔"

"میں دنیا کے تمام بچوں کی بھلائی اور خوش حالی کی خاطر وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارے کسی خلائی سامان کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم اپنے وعدے سے نہیں پھریں گے لیکن ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کی جائے گی اور یہاں سے تمہارے یہودی خلائی زون کی طرف جائیں گے تو پھر تمہارے اپنے اسرائیل کی زمین تم سب پر تنگ ہو جائے گی۔ نہ یہاں رہ سکو گے اور نہ خلا میں جا سکو گے۔ اب میں جا رہی ہوں۔ وعدہ خلافی نہ ہوئی تو کبھی نہیں آؤں گی۔"

الپا نے کہا "آؤ۔ میں تمہیں باہر تک چھوڑنے جاؤں گی۔"

الپا ماتحت انسپکٹر کے دماغ میں تھی۔ اعلیٰ بی بی کے ساتھ جانے کے لیے ایک قدم آگے بڑھی پھر دوسرا قدم نہ بڑھا سکی۔ کیوں کہ اعلیٰ بی بی غائب ہو گئی تھی۔ سایہ بن کر کہیں چلی گئی تھی۔

وائٹ ہاؤس کے کانفرنس ہال میں کبریا فرہاد کے سایہ بنتے ہی تینوں افواج کے سربراہ غصے سے تلملانے لگے۔ ایک نے کہا "رمی ریز! تم نے ملک اور قوم کو فائدہ پہنچانے والے کبریا فرہاد کو سایہ بننے پر مجبور کردیا۔ تم ہمارے بدترین دشمن ہو۔"

دوسرے سربراہ نے کہا "تمہیں اور ٹیری ٹیلر کو اس بات کا غرور ہے کہ اس ملک میں ٹیلی پیتھی کے علم پر تمہاری اجارہ داری ہے مگر تم دونوں کا زوال شروع ہو چکا ہے اور یہ زوال تم پر ایک بچہ لا رہا ہے۔"

تیسرے سربراہ نے کہا "ہم ماسٹر کبریا فرہاد سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دوستی نبھانے کے وقت ہمیں چھوڑ کر نہ جائے۔ ہم اور ہمارا پورا ملک اس کے ساتھ ہے۔"

ایک مسلح جوان کے ذریعے ہیرو نے کہا "یہ اس باپ کا بیٹا ہے جو کبھی میدان چھوڑ کر نہیں جاتا۔ کبریا فرہاد بھی میدان مار کر جائے گا۔ وہ ابھی چند منٹ بعد گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہو جائے گا۔ رمی ریز کو یہ عقل آگئی ہوگی کہ دنیا کا کوئی ہتھیار سایہ بننے والے کبریا کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

رمی ریز نے کہا "میں یہاں کسی کو تمہارا آلۂ کار بننے نہیں دوں گا۔ تم جس کے اندر آکر بولو گے میں اسے گولیوں سے چھلنی کردوں گا۔"

اس نے اپنے آلۂ کار مسلح جوان کی گن سے گولیاں چلائیں۔ ہیرو جس کے اندر تھا وہ بے چارہ مسلح جوان بے موت مارا گیا۔ فوج کے ایک سربراہ نے کہا "رمی ریز! تم پاگل ہو گئے ہو۔ تم نے ہیرو کو نہیں' اپنے ہی وطن کی فوج کے جوان کو ہلاک کیا ہے۔"

"ہاں ہلاک کیا ہے۔ اب وہ کبریا فرہاد گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوگا تو میں ابھی اسے گولی مار دوں گا۔"

ایک سربراہ نے کہا "ابھی ہم نے ماسٹر کبریا سے التجا کی تھی کہ وہ ہمارا ساتھ نہ چھوڑے۔ ہم اب بھی یہی کہتے ہیں لیکن یہ چاہتے ہیں کہ وہ گوشت پوست کے جسم میں یہاں ظاہر نہ ہو بلکہ بڑی رازداری سے ہم سے ملاقات کرے۔ وہ سایہ بن کر ہم سے کہیں بھی مل سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں کانفرنس کے اختتام کا اعلان کرتا ہوں۔"

وہ تمام اکابرین وہاں سے اٹھ کر ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے ہال سے باہر جانے لگے۔ ہیرو نے فوج کے ایک سربراہ کے اندر آکر کہا "اپنے اعتماد کے دو ایسے افسران سے ملاؤ' جن کے اندر رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نہ آسکیں۔"

اس سربراہ نے یوگا کے ماہر دو افسران کے پاس آکر کہا "تم دونوں خفیہ طور سے بہت اہم فرائض انجام دو گے۔ اس سلسلے میں ہیرو تمہارے دماغ میں آرہا ہے۔ اسے آنے دو اور اس سے بات کرو۔"

دونوں نے اپنی اپنی آواز سناتے ہوئے کہا "ہم حاضر ہیں۔ ہیرو کو خوش آمدید کہتے ہیں۔"

ہیرو نے ان کے اندر آکر کہا "ابھی اعلانیہ کہا گیا تھا کہ ماسٹر کبریا سایہ بن کر رازداری سے کہیں بھی مل سکتا ہے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے یہ سنا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی میرے ساتھ ہی تمہارے اندر آیا ہو۔"

یہ کہتے ہی ہیرو اس کے اندر سے نکل آیا پھر چند سیکنڈ کے بعد اس کے اندر دوبارہ جا کر اس کے چور خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ وہ

ہیرو کے جانے کے بعد بھی اپنے اندر سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا رہا تھا۔ اس نے پوچھا "مسٹر ہیرو! تم مجھ سے باتیں کرتے کرتے اچانک خاموش کیوں ہو گئے ہو؟"

"میں یہ آزمانا چاہتا تھا کہ میرے علاوہ تمہارے اندر دشمن بھی ہے یا نہیں؟ ابھی میرے جانے کے بعد بھی تم پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے رہے۔"

"کیا ابھی تم میرے اندر نہیں تھے؟"

"نہیں، دشمن تھا اور اب بھی ہے۔ لہٰذا میں جا رہا ہوں۔ تین گھنٹے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔ اس سے پہلے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی انہیں بھگا دیا کرنا۔"

وہ اس کے اندر سے چلا گیا۔ دونوں یوگا جاننے والے افسروں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے دوسرے سے پوچھا "کیا تمہارے اندر کوئی آیا تھا؟"

"ہاں میڈم جمیلہ آئی تھیں پھر میرے اندر چھپے ہوئے دشمن کو سمجھنے کے بعد پھر کبھی آنے کا کہہ کر چلی گئی ہیں۔"

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے کانفرنس ہال سے باہر آئے۔ باہر کھلی جگہ میں اعلیٰ حکام اور فوجی افسران اِدھر اُدھر کھڑے ہوئے اپنے موجودہ حالات پر غور کر رہے تھے اور اپنے طور پر تبصرہ کر رہے تھے۔ جمیلہ اور ہیرو کے سائے ان دونوں افسران کے اندر تھے۔ وہ افسران دس منٹ کے اندر دوبار پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے انہیں بھگا چکے تھے۔

ایک فوجی جوان نے ان کے سامنے آکر ایک چھوٹی سی پرچی پیش کی۔ ایک نے اس پرچی کو کھول کر پڑھا۔ لکھا ہوا تھا "آنٹی جمیلہ اور انکل ہیرو تم دونوں کے اندر ہیں۔ انہیں کسی تیسرے یوگا کے ماہر افسر کے پاس پہنچا دو۔"

اس تحریر کے نیچے کبریا فرہاد کا نام لکھا ہوا تھا۔ وہ دونوں وہاں سے چلتے ہوئے ایک یوگا جاننے والے افسر کے سامنے پہنچے۔ ان میں سے ایک نے کہا "میجر! ابھی آپ رازداری سے ایک اہم فرض ادا کریں گے۔ میڈم جمیلہ اور مسٹر ہیرو آپ کے اندر آ رہے ہیں۔ وہ آپ سے جو کہتے رہیں، آپ فوراً عمل کرتے رہیں۔"

میجر نے پوچھا "کیا ہمارے جنرل کو اس رازداری کا علم ہے؟"

"جی ہاں۔ انہوں نے ہم سے خفیہ طور پر فرض کی ادائیگی کے لیے کہا تھا لیکن رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"

"کیا وہ دونوں میرے اندر نہیں آئیں گے؟"

"نہیں۔ آپ آدھے گھنٹے تک اپنے اندر کسی بھی سوچ کی لہر کو جگہ نہ دیں پھر ہیرو آکر کوڈ ورڈز کے طور پر کہے گا۔ چراغ روشن ہے۔ یہ کوڈ ورڈز سن کر آپ اس پر بھروسا کریں اور اہم معاملات پر گفتگو کریں۔"

بحریہ کا ایڈمرل راجر ڈی ہنٹر ایک باتھ روم کے اندر آیا۔ باتھ روم میں ایک وقت میں ایک ہی شخص ہوتا ہے لیکن وہ کبریا فرہاد کو دیکھ کر چونک گیا۔ اس نے کہا "سوری انکل! [...] اجازت کے بغیر آپ کے اندر سایہ بن کر آیا ہوں۔"

وہ مصافحہ کرتے ہوئے بولا "مجھے تنہائی میں تم سے مل [...] ہو رہی ہے۔"

کبریا نے کہا "رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اپنے دوسرے خیال [...] کرنے والوں کے ساتھ تمام چھوٹے بڑے افسران کے [...] جھانکتے پھر رہے ہیں۔ میرے پاپا نے کہا ہے کوئی خیال خوا[نی کرنے] والا آپ کے اندر نہ آسکے۔ میں آپ کے بیڈ روم میں آؤں [گا اور] آپ کو بتاؤں گا کہ آپ جزیرے پر الپا کے حملوں کو کس [طرح] روک سکیں گے اور رمی ریز سے ٹرانسفارمر مشین کس طرح چھ[ین سکیں] گے۔ او کے سو فار۔"

یہ کہتے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ کبریا فرہاد اور [...] لی ثانی کو سوئی کی نوک کے برابر غیر معمولی گولیوں کے ذرات [دیے] گئے تھے۔ وہ دونوں ان ذرات کو اپنی داڑھ میں دبا کر رکھتے [تھے اور] ضرورت کے وقت ان میں سے ایک ذرہ نگل کر چند سیکنڈ [یا] منٹ کے لیے دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو جایا کرتے تھے۔ وہ اوجھل ہونے والا آئندہ بحریہ کے ایڈمرل کے بیڈ رو[م میں] اس سے ملنے والا تھا۔

○☆○

دیوی اور منگی ماسٹر اپنے اپنے طور پر جوڑ توڑ میں لگے ہوئے تھے۔ دیوی سایہ بن کر روبوٹ پی پی سیون کے ذریعے منگی ما[سٹر کے] علاقے کی سرحد تک آئی پھر اس نے پی پی سیون سے کہا "یہاں سے منگی ماسٹر کی سائنسی تجربہ گاہ تک جاؤں گی۔ کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ تم واپس جاؤ اور شی تارا کا خیال رکھو۔"

پی پی سیون شوز کے ذریعے قلابازی کرتا ہوا گیسٹ ہاؤس پہ[نچا] تو وہاں سے ڈی شی تارا غائب ہو چکی تھی۔ اس نے آواز دی "شی تارا! کیا تم سایہ بن چکی ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تم کہاں ہو؟ بستر پر [تمہارا] سایہ نظر نہیں آ رہا ہے۔"

اسے منگی ماسٹر لے جا چکا تھا۔ پی پی سیون کو اس کی طر[ف] سے جواب نہیں ملا۔ وہ گیسٹ ہاؤس کے اندر اور باہر بھی نظر [نہیں] آئی۔ پی پی سیون گیسٹ ہاؤس کے اندر کھڑا رہ گیا۔ جب تک د[یوی] واپس نہ آتی، وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک تابعدار کی طرح [وہ] ایک جگہ کھڑا رہتا۔

منگی ماسٹر اس زون میں ٹوکس مسٹلیس اور ٹائیگر ماسٹر [کے] ساتھ حکومت کرتا رہا تھا لیکن اس نے اپنے سائنس دانوں [کی] سائنسی ایجادات کو اپنے ساتھی حکمرانوں سے ذرا الگ رکھا [تھا۔] وہ ساتھی حکمرانوں کو ان ایجادات سے فائدے اٹھانے دیتا [تھا] لیکن یہ نہیں بتاتا تھا کہ وہ کس طرح ایجاد کی گئی ہیں۔ اگر بتاتا [تو] بھی ساتھی یہ نہیں جانتے تھے کہ اس تجربہ گاہ میں جو تہ خانہ [ہے] وہاں منگی ماسٹر کی رہائش گاہ بھی ہے اور وہاں خفیہ طور پر کئی [...]

تجربے بھی ہوتے رہتے ہیں۔

[اسی] سلسلے میں منگی ماسٹر ڈی شی [تارا] کو اس تہ خانے میں لے آیا۔ اسے ایک برین لاکنگ کیپ پہنا کر بولا "اب تمہاری وہ دیوی تمہارے اندر نہیں آسکے گی۔"

پھر اس نے اپنے ماتحت سائنس دانوں کو بلا کر ایک غیر معمولی گولی انہیں دے کر کہا "یہ وہی ٹیبلٹ ہے جسے دیوی نگل کر سایہ بن جاتی ہے۔ اسی وقت جاؤ اور اس کا کیمیاوی تجزیہ کرنا شروع کرو۔ جب تک اس کا فارمولا تیار نہ ہو اور کامیابی سے ایسی گولیاں تیار نہ کر لو تب تک اس تہ خانے سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اوپر والی تجربہ گاہ میں نہ جانا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ دیوی سایہ بن کر یہاں آئی ہے۔ وہ ہم میں سے کسی کے بھی اندر سما سکتی ہے لہٰذا ہم خود سایہ بننے کے بعد ہی اس تہ خانے سے باہر جائیں گے۔"

دیوی اس سائنسی تجربہ گاہ کے اوپری حصے میں پہنچ گئی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ تہ خانے میں بھی ایک تجربہ گاہ ہے لیکن وہاں پہنچنے کے بعد آسانی سے معلوم ہو گیا۔ وہاں سب نے برین لاکنگ کیپ پہن رکھا تھا۔ خیال خوانی کی لہریں اس کیپ کے آر پار ہو کر دماغ تک نہیں پہنچ سکتی تھیں لیکن منگی ماسٹر یہ بھول گیا کہ دیوی سایہ بن کر کسی کے اندر سمائے گی تو اس کے اندر ہی اندر خیال خوانی کی لہریں دماغ تک پہنچ جایا کریں گی۔

وہ ایک ماتحت سائنس دان کے اندر سما گئی پھر اس کے اندر ہی اندر خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا، منگی ماسٹر کہاں ہے؟

منگی ماسٹر اس وقت گیسٹ ہاؤس میں گیا ہوا تھا اور اس نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ دیوی کو اس کے آلۂ کار کے دماغ نے بتایا کہ وہ کسی کو بتا کر کہیں نہیں جاتا ہے۔ شاید وہ ایک آدھ گھنٹے میں واپس آجائے گا۔

دیوی اس کے انتظار میں اس تجربہ گاہ کی ایک ایک جگہ جا کر سائنسی آلات اور مشینوں کو دیکھنے لگی۔ اپنے آلۂ کار کے ذریعے ان کے استعمال کو سمجھنے لگی۔ وہاں ایک چھوٹا سا آلہ ڈیٹیکٹوفون یعنی جاسوس ٹیلی فون کہلاتا تھا۔ اس کی ڈائلنگ میں صفر ڈائل کرنے کے بعد جس شخص کا فون نمبر ڈائل کیا جاتا، اس شخص کے فون نمبر پر ہونے والی گفتگو جاسوس ٹیلی فون پر سنی جا سکتی تھی۔

سائنسی تجربہ گاہ کے سامنے بنے ہوئے بنگلوز میں تمام سائنس دان اور ماتحت سائنس دان رہا کرتے تھے۔ دیوی نے سوچ لیا کہ جتنے عجیب و غریب سائنسی آلات ہوں گے وہ انہیں اپنے آلۂ کار کے بنگلے میں چھپائے گی پھر وہاں سے انہیں لے جائے گی۔

جب تک وہ اس تجربہ گاہ کی ایک ایک چیز کو دیکھتی اور سمجھتی رہی۔ تب تک منگی ماسٹر ڈی شی تارا کے ساتھ تہ خانے میں آکر ایک گولی کیمیاوی تجزیے کے لیے دے کر وہاں سے اپنی ایک خفیہ رہائش گاہ میں چلا گیا تھا۔ اسے ارضی دنیا کی ایک نوجوان حسینہ مل گئی تھی۔ وہ اسے ہاتھ لگانے اور اسے بازوؤں میں لے کر پرواز کرنے کے دوران ہی اس کا دیوانہ ہو گیا تھا۔

اس کی رہائش گاہ میں ایک ہی وسیع و عریض ہال نما کمرا تھا اور وہ سائنسی آلات اور مشینوں سے بھرا ہوا تھا۔ دیواروں پر بڑی بڑی اسکرینیں تھیں۔ انہیں آن کرنے سے کہیں ٹوکس مسٹلیس دکھائی دینے لگی اور کہیں ٹائیگر ماسٹر نظر آنے لگا۔ ایک اسکرین پر سائنسی تجربہ گاہ کے مختلف مناظر نظر آ رہے تھے۔ دوسری اسکرین پر تہ خانے والی تجربہ گاہ میں تین سائنس دان اس غیر معمولی گولی کا کیمیاوی تجزیہ کر رہے تھے۔

وہ ملائم اور لچک دار بستر پر آگیا۔ اس بستر پر آنے والا ہلکی سی جنبش پر ہی ہولے ہولے اوپر نیچے جھولنے لگتا تھا۔ وہ اسے آغوش میں لے کر بولا "ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ اسکرین پر دیکھو۔ اس گولی کا تجزیہ ہو رہا ہے۔ آؤ میں تمہارا تجزیہ کروں۔ یہ تو معلوم ہو کہ زون کی بندریا اور ارضی دنیا کی بندریا میں کیا فرق ہوتا ہے؟"

بڑا فرق تھا۔ شی تارا کے ناز نخروں میں بڑی دل ربائی تھی۔ اس کا ہر انداز اسے دیوانہ بنا رہا تھا پھر یہ کہ دنیا کے لوگ ہوں یا خلائی مخلوق سبھی کو امپورٹڈ مال اچھا لگتا ہے۔ زون تھری میں وہ ایک ہی پیس باہر سے آیا تھا اس لیے وہ منگی ماسٹر کے دل و دماغ پر چھا گئی۔

ادھر دیوی انتظار کر رہی تھی۔ وہ سب سے پہلے منگی ماسٹر کے جسم میں سما کر اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنا تابعدار بنانا چاہتی تھی لیکن اسے تو اس کی ڈمی نے ہی حسن و شباب کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ وہ انتظار کرتے کرتے بے زار ہو گئی۔ اس نے اپنی ڈمی کے اندر پہنچنا چاہا مگر سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔

اس نے پھر ایک بار کوشش کی اور پھر ناکام رہی۔ وہ پریشان ہو گئی۔ سوچ کی لہریں مردہ دماغ سے واپس آتی ہیں یا کسی کے سانس روکنے پر دماغ میں جگہ نہیں ملتی۔ اس کی ڈمی نے سانس نہیں روکی تھی کیوں کہ سوچ کی لہریں اس کے دماغ تک نہیں پہنچی تھیں۔ وہ برین لاکنگ کیپ سے ٹکرا کر آگئی تھیں۔ یہ بات دیوی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ اس کی خیریت معلوم کرنے کے لیے اس تجربہ گاہ سے چلی آئی۔ منگی ماسٹر کے علاقے کی سرحد پار کرنے کے بعد اس نے کچھ فاصلہ طے کیا پھر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے روبوٹ پی پی سیون کو سگنل دینے لگی۔ اسے جوابی سگنل ملا کہ وہ اسی جگہ آ رہا ہے، جہاں دیوی کو چھوڑ کر گیا تھا۔

وہ انتظار کرنے لگی۔ ادھر منگی ماسٹر اس کی ڈمی کو آغوش میں لیے اسکرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تجربہ گاہ کے کچھ سائنس دان اس ماتحت سائنس دان کا محاسبہ کر رہے تھے جس کے اندر دیوی کا سایہ سمایا ہوا تھا۔ اس سے پوچھا گیا "یہ تم کیا کر رہے تھے۔ یہاں اِدھر سے اُدھر جا رہے تھے اور کتنے ہی سائنسی آلات اٹھا کر اپنے بنگلے میں لے جا کر رکھ رہے تھے۔"

اس ماتحت نے کہا "مجھے واقعی کچھ ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا دماغ مجھے کئی سائنسی آلات کے پاس لے جا کر پوچھ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے جب کہ میں تمام آلات کے بارے میں جانتا ہوں۔ اس کے باوجود میں مختلف آلات کے بارے میں نہ جانے کیسے بتاتا رہا اور یہ بھی مجھے کچھ کچھ خواب سا لگتا ہے کہ میں سائنسی آلات اٹھا کر اپنے بنگلے میں لے جا رہا ہوں اور انہیں ایک جگہ چھپاتا جا رہا ہوں۔"

منکی ماسٹر نے اسکرین سے نظریں ہٹا کر شی تارا سے کہا۔ "تمہاری دیوی تو بڑی چور نکلی۔ اپنی ضرورت کا سامان چرا کر لے جانے والی تھی۔ وہ چھپ کر آئی تھی تو اسے چھپ کر ہی رہنا چاہیے تھا مگر اس چوری نے بھید کھول دیا ہے کہ وہ تجربہ گاہ میں کہیں موجود ہے۔ ویسے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ ہمارے ماتحت نے برین لاکنگ کیپ پہنی ہے پھر وہ اس کے دماغ میں کیسے پہنچ گئی؟"

شی تارا نے کہا "پہلے اس کا سایہ اس ماتحت کے جسم میں گیا پھر جسم کے اندر ہی اندر خیال خوانی کی لہریں ماتحت کے دماغ میں پہنچی ہوں گی۔"

"ہوں۔ یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے۔ دیوی نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ آئندہ بھی یہی کرتی رہے گی۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم نے مجھے یہ کیپ پہنا کر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں ایک عرصے کے بعد اس کے تنویمی عمل اور آتما شکتی سے آزاد ہوئی ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں ہمیشہ تمہارے بازوؤں کی قید میں رہ کر اس سے رہائی پا جاؤں؟"

"ہوں۔ آئندہ تم کیپ پہن کر بھی جاؤ گی تو وہ تمہارے جسم میں سما کر دماغ میں آئے گی پھر اس کا سابقہ تنویمی عمل بحال ہو جائے گا۔"

"یہ ہم دونوں کے حق میں بہتر ہوا کہ ہم اس تجربہ گاہ میں نہیں ہیں۔ وہ کسی وقت بھی تہ خانے والی تجربہ گاہ میں پہنچ سکتی ہے۔ ہمیں آئندہ وہاں نہیں جانا چاہیے۔"

وہ سوچنے کے انداز میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر بولا "اسے تہ خانے تک نہیں پہنچنا چاہیے۔ وہاں غیر معمولی گولی کا تجزیہ کیا جا رہا ہے۔"

وہ بستر سے اٹھ کر ایک مشین کے پاس آیا پھر اسے آپریٹ کیا۔ اسکرین پر پہلے بے آواز منظر دکھائی دے رہا تھا۔ اب اس تہ خانے کے سائنس دانوں کی باتیں سنائی دینے لگیں۔ منکی ماسٹر نے کہا "ہیلو ایوری باڈی!"

وہ سب سامنے دیکھتے ہوئے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ سینئر سائنس دان نے کہا "ہیلو ماسٹر مائنڈ! خوش خبری ہے۔ جتنے ایٹم کے مرکب سے وہ گولی تیار کی گئی تھی وہ تمام ایٹم ہمارے اسٹاک میں ہیں۔ اب ہم ہر ایٹم کا وزن نوٹ کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے چھ گھنٹے کے اندر ایسی گولیاں تیار کر سکیں گے۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم اس غیر معمولی گولی کی جڑوں تک پہنچ گے لیکن اس اچھی خبر کے ساتھ پریشانی بھی ہے۔ دیوی کا سایہ تجربہ گاہ میں پہنچ گیا ہے۔ وہ تہ خانے میں بھی آسکتی ہے۔ دروازے اندر سے لاک رکھو اور اس پروجیکٹر کو آف کر دو جس کے ذریعے تہ خانے کی مصروفیات دیکھی جا سکتی ہیں۔"

انہوں نے فوراً احکامات کی تعمیل کی۔ وہاں تین سائنس دان تھے۔ ایک نے پروجیکٹر مشین کو بند کر دیا۔ دروازے پہلے ہی مقفل تھے۔ ان پر ڈبل لاک چڑھا دیے گئے۔ منکی ماسٹر نے کہا "میں اسکرین پر تجربہ گاہ کے تمام اسٹاف کو دیکھ رہا ہوں۔ وہاں سے کوئی خطرہ تمہاری طرف آئے گا تو میں آگاہ کروں گا۔ اگر ہم چھ گھنٹے تک دیوی سے بچ کر رہیں گے تو پھر اپنی تیار کردہ غیر معمولی گولیوں کے زیر اثر دیوی سے محفوظ رہ سکیں گے۔"

اس نے آواز کا رابطہ ختم کر دیا۔ اسکرین پر پہلے کی طرح بے آواز منظر دکھائی دے رہا تھا۔ منکی ماسٹر نے تمام احتیاطی تدابیر کے ذریعے خود کو اور اپنے تین خاص ماتحت سائنس دانوں کو چھ گھنٹے کے لیے دیوی سے دور کر دیا تھا لیکن نادانستگی میں دیوی کو اپنے بہت قریب بلا لیا تھا۔

وہاں کے مختلف زونوں میں رہنے والوں پر تنویمی عمل عارضی ہوا کرتا تھا۔ منکی ماسٹر نے شی تارا کے بارے میں بھی یہی سمجھا۔ اس گہرائی سے نہ سوچ سکا کہ برین لاکنگ کیپ کے نیچے جو دماغ ہے، وہ آتما شکتی کے زیر اثر ہے۔ ڈی شی تارا آتما کی گہرائیوں سے دیوی کی معمول اور تابعدار ہے۔ اس کی آغوش میں اوپر سے ہے، اندر سے کچھ ہے۔

وہ بولی "اب مجھے جانے دو۔ میں غسل کروں گی۔"

"تمہیں چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ میں بھی غسل خانے میں چلوں۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ بے شرمی ہے۔ ہم ارضی دنیا کی لڑکیاں اپنے سائے کو بھی باتھ روم میں نہیں آنے دیتیں اور نہانے میں کم سے کم دو گھنٹے صرف کرتی ہیں۔"

"دو گھنٹے؟ اتنی دیر کیا کرتی رہو گی؟"

"نہانے کے بعد پوجا کروں گی۔ اب پوچھو گے پوجا کیا ہوتی ہے تو یہ میں آ کر بتاؤں گی۔"

وہ مسکراتی ہوئی اس سے ہاتھ چھڑا کر باتھ روم میں آئی۔ دروازے کو اندر سے لاک کیا پھر اس باتھ روم کو اچھی طرح متلاشی نظروں سے دیکھنے لگی۔ کوئی روشن دان نہیں تھا اور نہ ہی کوئی خفیہ ڈیٹیکٹو آلہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے مطمئن ہو کر برین لاکنگ کیپ کو اپنے سر سے الگ کر دیا۔

پی پی سیون فلائی کرتا ہوا اسی جگہ آیا، جہاں دیوی انتظار کر رہی تھی۔ اس نے کہا (…) شی تارا سے رابطہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر رابطہ نہیں ہوا۔ کہاں ہے؟ خیریت تو ہے؟"

"دیوی جی! میں تمہیں یہاں چھوڑ کر گیسٹ ہاؤس میں گیا تو وہ نہیں تھی۔ میں نے سمجھا شاید وہ سایہ بن گئی ہے پھر بھی اطمینان کے لیے اسے پکارا۔ کئی بار پکارا۔ گیسٹ ہاؤس کے باہر بھی دیکھا لیکن وہ کہیں نظر نہیں آئی۔ اگر وہ آس پاس ہوتی تو ضرور مجھ سے باتیں کرتی۔"

"وہ کہاں جا سکتی ہے؟ میں نے اسے آتما شکتی میں جکڑ رکھا ہے۔ وہ مجھ سے کبھی غداری نہیں کرے گی۔ ایسا نہ ہو کہ کسی نے اسے مار ڈالا ہو یا اسے دماغی طور پر کوما میں رکھا ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا، میری سوچ کی لہریں واپس کیوں آ جاتی ہیں؟"

اس نے فوکس مسٹریس کے دماغ میں جا کر پوچھا "کیا تم کسی سائنسی حربے سے خیال خوانی کی لہروں کو روک سکتی ہو؟"

وہ بولی "میرے پاس ایسا کوئی حربہ نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو تمہیں اپنے اندر آنے سے روک دیتی۔"

"یہاں کے سائنس دان منکی ماسٹر کو ماسٹر مائنڈ کہتے ہیں۔ کیا اس کے پاس ٹیلی پیتھی سے بچنے کا کوئی آلہ ہو گا؟"

"آج تک یہاں کسی نے خیال خوانی نہیں کی۔ کچھ عرصہ پہلے منکی ماسٹر نے ہم سے کہا تھا کہ زون ون کے سائنس دانوں نے معلومات حاصل کی ہیں کہ ارضی دنیا کے باشندے ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور سایہ بن جایا کرتے ہیں۔ منکی ماسٹر نے عزم کیا تھا کہ وہ بھی کسی سائنسی طریقے سے دوسروں کے دماغوں میں جانے اور دوسروں کی سوچ کی لہروں سے محفوظ رہنے کی تدابیر کرے گا۔"

دیوی نے کہا "شاید وہ ایسا کام کر چکا ہے۔ میری ایک ساتھی شی تارا لاپتا ہے۔ میرا اس سے دماغی رابطہ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ تم اس زون کی بڑی بڑی اسکرینوں کے ذریعے منکی ماسٹر اور دوسرے لوگوں سے پوچھو کہ شی تارا کو کس نے اغوا کیا ہے اور اسے کہاں چھپایا ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ اسے گیسٹ ہاؤس میں پہنچا دیا جائے ورنہ میں یہاں کے اکابرین کا سکون برباد کر دوں گی۔ فوراً یہ اعلان کرو۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ پی پی سیون نے کہا۔ "دیوی جی! شی تارا سے رابطہ کرو۔ شاید وہ مل جائے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس بار اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ دیوی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ باتھ روم میں بیٹھی بار بار یہی زیر لب کہہ رہی تھی "کسی طرح دیوی جی آ جائیں، بس ابھی آ جائیں۔ آدھا گھنٹا گزر چکا ہے۔ ڈیڑھ گھنٹے تک مجھے یہاں سے نکلنا ہو گا پھر اس برین لاکنگ کیپ کو بھی پہننا ہو گا۔ اس کے بعد دیوی جی مجھے ڈھونڈتی رہیں گی۔ یہ کیپ ان کی سوچ کی لہروں کو روکتی رہے گی۔ اگلی بار تنہائی میں کیپ اتارنے تک مجھے منکی ماسٹر کو برداشت کرنا ہو گا۔"

دیوی اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کر رہی تھی۔ اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر معمولی گولی کا کیمیاوی تجزیہ ہو چکا ہے۔ سائنس دان اور ماہر طب کہہ رہے تھے کہ چھ گھنٹے میں گولیاں تیار ہو جائیں گی اور شی تارا کی سوچ کہہ رہی تھی اب پانچ گھنٹے رہ گئے ہیں۔ اگر پانچ گھنٹوں میں دیوی جی سے رابطہ نہ ہوا تب بھی وہ ان غیر معمولی گولیوں اور ان کے فارمولے کو چرائے گی پھر کسی طرح فرار ہو کر اپنی دیوی جی تک پہنچے گی۔

دیوی نے خوش ہو کر اسے مخاطب کیا "میری ڈی! میری جان! میں تمہیں نہ پا کر پریشان ہو گئی تھی۔"

وہ بھی خوش ہو کر بولی "بھگوان کا شکر ہے کہ آپ آ گئی ہیں۔ میں بالکل بے قصور ہوں۔ مجھے معلوم ہوتا کہ وہ منکی ماسٹر مجھے اغوا کرنے آئے گا تو میں پہلے ہی ایک گولی کھا لیتی۔ اس طرح وہ گولیاں اس بندر کے ہاتھ نہ لگتیں۔"

"یہ تم نے اچھا کیا کہ ان گولیوں کو ان کی تجربہ گاہ تک پہنچنے دیا۔ میں تمہارے خیالات پڑھ کر سب کچھ معلوم کر چکی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم وہ فارمولا اور گولیاں ضرور چرا کر لاؤ گی۔ لیکن ایسی تدابیر ہونی چاہئیں کہ میں بھی کسی طرح اس تہ خانہ کی تجربہ گاہ میں پہنچ سکوں۔"

"انہوں نے بڑے سخت انتظامات کیے ہیں۔ جب تک منکی ماسٹر اور وہ تینوں سائنس دان کامیاب تجربہ کر کے سایہ نہیں بنیں گے تب تک تہ خانے کی تجربہ گاہ کے دروازے نہیں کھولیں گے اور وہ سب برین لاکنگ کیپ پہنے رہیں گے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ابھی میں کہاں ہوں تو آپ یہاں آ کر میرے اندر چھپ سکتی تھیں۔"

"ذرا ایک منٹ۔ میں معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

وہ پھر فوکس مسٹریس کے پاس آئی پھر بولی "کیا تم منکی ماسٹر کے خفیہ اڈوں اور رہائش گاہوں کے بارے میں جانتی ہو۔"

اس نے دو خفیہ اڈوں کے بارے میں بتا کر کہا "جب میں اور ٹائیگر ماسٹر بھی ان اڈوں کو جانتے ہیں تو وہ خفیہ نہیں کہلائیں گے۔"

"میں ایسی جگہ کے متعلق پوچھ رہی ہوں جہاں وہ آرام دہ بستر پر سوتا ہو اور اس بڑے کمرے میں بے شمار سائنسی آلات اور مشینیں ہوں۔"

"سوری، میں ایسی کوئی جگہ نہیں جانتی ہوں۔"

اس نے ٹائیگر ماسٹر کے دماغ میں آ کر یہی سوال کیا۔ اس نے کہا "مجھے بہت پہلے سے شبہ تھا کہ منکی ماسٹر ہم سے بہت سے راز چھپاتا ہے۔ میرے ایک ماتحت نے اسے ایک مکان سے باہر نکلتے دیکھا تھا جس میں ایک بہت بڑا ہال نما کمرا ہے۔ منکی ماسٹر کے وہاں سے جانے کے بعد میرے ماتحت نے اس مکان میں جھانک کر دیکھا تو ایسی ہی چیزیں نظر آئیں، جن کا ذکر تم کر رہی ہو۔"

"تم فوراً میرے روبوٹ کو اسکرین پر دیکھو' اس جگہ کو پہچانو اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر میرے پاس آؤ یا اپنے اس ماتحت کو بھیج دو۔"

"میرا ماتحت تمہاری صحیح راہنمائی کرے گا۔ وہ ابھی تمہارے پاس آرہا ہے۔"

دیوی نے شی تارا کے پاس آکر کہا "میں نے تمہارے پاس آنے کا ایک راستہ نکالا ہے۔ بھگوان کرے مجھے صحیح راہنمائی حاصل ہو۔ تمہارے اندر پہنچ کر اپنی کامیابی کا یقین ہو گا۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہو رہی ہے۔ کیا اب میں یہ برین لاکنگ کیپ پہن کر باتھ روم سے جاؤں؟"

"جاؤ۔ میں کسی نہ کسی طرح تمہارے اندر پہنچوں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ تھوڑی دیر میں ٹائیگر کا ماتحت پرواز کرتا ہوا آیا پھر روبوٹ کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے منہ سے کیپسول نکال کر بولا "میں خدمت کے لیے حاضر ہوں۔"

وہ پی پی سیون سے بولی "تم گیسٹ ہاؤس میں انتظار کرو۔ پانچ گھنٹے بعد منگی ماسٹر سے زبردست ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ اس جنگ میں بہت اہم کردار ادا کرنے کے لیے تیار رہو۔"

وہ آنے والے سے بولی "میں تمہارے جسم میں سما رہی ہوں۔ تم پرواز کرو اور مجھے اس مکان کے سامنے پہنچاؤ۔"

وہ اس کے اندر چلی آئی۔ آنے والے نے کیپسول کو منہ میں رکھا پھر ایک سمت پرواز کرتا چلا گیا۔ منگی ماسٹر کی وہ خفیہ رہائش گاہ اس کے اپنے علاقے سے باہر تھی اور صرف آدھے گھنٹے کے فاصلے پر تھی۔ وہ ماتحت اس چار دیواری سے صرف دس گز کے فاصلے پر رک گیا۔ دیوی نے کہا "انتظار کرو۔ میں اس جگہ کو پہچاننے کے بعد تمہیں جانے کی اجازت دوں گی۔"

وہ ایک کھڑکی کے قریب گئی۔ وہ اندر سے بند تھی۔ اس نے کھڑکی پر چڑھ کر روشن دان سے جھانک کر دیکھا۔ بالکل ویسا منظر تھا جیسا کہ وہ شی تارا کے خیالات پڑھ کر اپنے تصور میں دیکھ چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پلنگ پر لیٹی ہوئی شی تارا نے کھڑکی کی طرف کروٹ لی تو اس کی صورت دیکھتے ہی وہ خوش ہو گئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس ماتحت سے کہا "مجھے منزل مل چکی ہے۔ تم جا سکتے ہو۔"

وہ چلا گیا۔ دیوی اس چار دیواری کے گرد چکر لگانے لگی۔ اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ روشن دان کو پکڑ کر اس کے اندر سے گزرنے کے لیے اپنے جسم کو ذرا دیر کے لیے ٹھوس بنانا پڑتا۔ ٹھوس جسم سے آہٹیں پیدا ہو سکتی تھیں۔ منگی ماسٹر کو شبہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح کام بگڑ سکتا تھا۔ وہ سایہ بنانے والی گولیاں اور فارمولا حاصل کرنے سے پہلے منگی ماسٹر کو اپنی موجودگی سے بے خبر رکھنا چاہتی تھی۔

وہ چار گھنٹے تک اس رہائش گاہ کے دروازے کے پاس بیٹھی رہی۔ پانچویں گھنٹے میں دروازہ کھلا۔ وہ اٹھ کر دیوار سے لگ گئی تاکہ سایہ نظر نہ آئے۔ منگی ماسٹر شی تارا کے ساتھ باہر آیا۔ فوراً ہی شی تارا کے جسم میں جا کر سمائی پھر بولی "تم خوشی سے
گی اس لیے میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔"

پھر اس نے دماغ کو ڈھیل دی۔ شی تارا نے خوش ہو
"آپ کے آنے سے میرا حوصلہ بڑھ گیا ہے۔ بھگوان نے چاہا
ضرور کامیاب ہو سکیں گے۔"

"کیا یہ تمہیں تہ خانے کی تجربہ گاہ میں لے جا رہا ہے؟"

"ہاں۔ اس کے تین بڑے ڈاکٹرز اور سائنس دانوں نے
اطلاع دی ہے کہ انہیں کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ انہوں نے
چوہے کو نقطہ برابر گولی کا ذرہ کھلایا۔ ہم نے اسکرین پر دیکھا'
نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔"

"اس میں شبہ نہیں ہے کہ منگی ماسٹر اور اس کے سائنس
ساتھی بہت ہی ذہین اور تجربہ کار ہیں۔ ہماری کامیابی یہ ہو
مطلوبہ چیزیں حاصل کرنے تک ان سب کو میری موجودگی کا
تک نہیں ہونے دیں۔"

وہ تینوں سائنس دان تہ خانے میں اسکرین پر منگی ماسٹر اور
تارا کو آتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ قریب آگئے تو ان
لیے چور دروازہ کھول دیا گیا۔ منگی ماسٹر نے دروازوں پر ڈبل لا
لگایا تھا تاکہ دیوی اندر نہ آسکے اور اب وہ خود ہی لاعلمی میں ا
لے کر تہ خانے میں آگیا۔

انہوں نے موجودہ کامیابی پر خوب ہنستے بولتے ہوئے ا
دوسرے سے مصافحہ کیا پھر ایک چھوٹی سی میز کے اطراف آ
میز کے پاس ہی ایک مشین تھی جس میں سے ٹیبلٹ تیار ہو کر
کے اطراف آرہی تھیں۔ ان کی تعداد ہزار سے زیادہ تھی اور
مزید مشین سے نکلتی جا رہی تھیں۔

ایک ساتھی سائنس دان ان گولیوں کو پلاسٹک کی تھیلی
رکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا "ایک تھیلی میں آٹھ سو گولیوں کی گنجا
ہے۔ کیا ہم اپنے پاس ایک ایک تھیلی رکھیں گے؟"

"ہاں۔ ہم چار ہیں اور شی تارا کو بھی ایک تھیلی دی جا
گی۔ اس کا فارمولا کہاں ہے؟"

کمپیوٹر کے پاس بیٹھے ہوئے ساتھی نے کہا "میں فارمولے
ڈسک تیار کر رہا ہوں۔ ذرا اسے دیکھ لیں۔"

وہ سب کمپیوٹر کے پاس آئے۔ گولیوں سے بھری ہوئی
تھیلیاں تھیں۔ باقی گولیاں میز پر بکھری ہوئی تھیں۔ دیوی بڑی
سے چوتھی تھیلی کو بھی بھرنے لگی پھر اس تھیلی کے منہ کو بند کر
وقت ایک سائنس دان کی نظر ادھر گئی۔ وہ حیرانی سے بولا
دیکھو' چوتھی تھیلی خود بخود بھر گئی ہے۔"

ان سب نے ادھر دیکھا۔ اسی وقت ان چاروں تھیلیوں کو
نے میز پر سے اٹھایا پھر وہ اچانک غائب ہو گئیں۔ منگی ماسٹر
ساتھیوں سے کہا "فوراً ایک ایک گولی استعمال کرو۔ دیوی

سائے کو تلاش کرو۔ وہ یہاں ...ود ہے۔"

وہ سب ایک ایک گولی حلق سے اتارنے لگے۔ سائے میں تبدیل ہونے لگے۔ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ ٹھوس جسم میں رہیں گے تو دیوی ان کے اندر سما جائے گی پھر برین لاکنگ کیپ پہننے کے باوجود وہ ٹیلی پیتھی کی لہروں کو اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکیں گے۔

جب تک وہ گولیاں کھاتے رہے اور سایہ بنتے رہے' اتنی دیر میں دیوی نے کمپیوٹر کے پرنٹر سے وہ کاغذ نکال لیا جس پر فارمولا پرنٹ کیا گیا تھا۔ وہ کاغذ بھی دیوی کے لباس کے اندر جا کر غائب ہو گیا۔

دو سائے فوراً ہی کمپیوٹر کے پاس آئے پھر ایک نے کمپیوٹر کے اندر سے وہ ڈسک نکال لی جس میں فارمولا ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا تھا۔ باقی دو سائے گولیاں تیار کرنے والی مشین کو بند کر چکے تھے اور میز پر پھیلی ہوئی گولیوں کو دو تھیلیوں میں ڈالتے جا رہے تھے۔

سائے ٹھوس نہیں ہوتے' وہ ایک گولی کو بھی پکڑ نہیں سکتے۔ انہوں نے پکڑنے اور تھیلیوں میں بھرنے کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کو ٹھوس بنا لیا تھا۔ اس طرح وہ سب بہت کچھ کر رہے تھے لیکن خاموش تھے۔ کچھ کہنے کے لیے اپنے ہونٹوں' زبان' حلق اور سینے کو ٹھوس بنانا پڑتا یا پھر کسی ٹھوس جسم کے اندر کچھ بولنے کے لیے جانا پڑتا اور وہاں کسی کا جسم ٹھوس نہیں تھا۔

منگی ماسٹر نے ایک ٹائپ رائٹر کے پاس آکر اس پر ایک کاغذ چڑھا کر ٹائپ کرنا شروع کیا۔ دیوی اور شی تارا اسے پڑھنے لگیں۔ وہ کاغذ پر ٹائپ رائٹر کی زبان سے کہہ رہا تھا "دیوی! میں حیران ہوں کہ تم اس خفیہ تجربہ گاہ میں کیسے پہنچ گئیں؟ ویسے مانتا ہوں بہت چالاک ہو۔ فارمولے کی ڈسک ہمارے پاس ہے لیکن تم نے بھی پرنٹڈ فارمولا اور تین ہزار سے زیادہ غیر معمولی گولیاں حاصل کر لی ہیں۔ مختصر یہ کہ ہم دونوں کی طاقت برابر برابر ہے۔ اب کھل کر اپنا ارادہ ظاہر کرو۔ کیا چاہتی ہو۔ یہاں رہنا' یا واپس جانا۔

"یہاں رہو گی تو پورے زون پر حکومت کرنے کے لیے مجھے راستے سے ہٹانا ہو گا اور میں بھی یہاں تمہاری موجودگی برداشت نہیں کروں گا۔ میرا نیک مشورہ ہے کہ واپس چلی جاؤ۔"

دیوی دوسرے ٹائپ رائٹر کے پاس بیٹھ کر اس کے ذریعے کہنے لگی "مجھے اس زون پر قبضہ جمانے اور تمہیں کچل ڈالنے میں خاصی جدوجہد کرنی پڑے گی اور ایسا میں کر سکوں گی لیکن اس زون میں نہ ہریالی ہے نہ سایہ دار درخت ہیں۔ یہاں انسان ہیں لیکن جانوروں سے مشابہت کے باعث انسان اور حیوان کا مکسچر نظر آتے ہیں۔ اگر میں ارضی دنیا سے اپنے لوگوں کو بلاؤں گی تو ہو سکتا ہے کہ ان کے بچے بھی صورت شکل سے حیوانا آدمی کی طرح ہوں۔ ایسی بہت سی باتوں کے پیش نظر میں یہاں نہیں رہوں گی۔ لیکن یہ زون چھوڑ کر جانے کے عوض کچھ وصول کروں گی۔ اگر تم نہیں چاہتے کہ ہمارے ٹکراؤ کے باعث بہت سے بے گناہ افراد مارے جائیں اور میں اپنے حربوں سے اتنی بڑی سائنسی تجربہ گاہ برباد کر دوں تو چند چیزیں میرے حوالے کر دو۔

"مجھ سے پہلے سائنس دان نکولائی یہاں تین روبوٹس کے ساتھ آیا تھا۔ تم نے اسے قیدی بنا لیا۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہاں اس کا ایک روبوٹ تباہ کر دیا گیا۔ دو روبوٹ تمہارے قبضے میں ہیں۔ میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔

"ان کے علاوہ میں وہ کیپسول چاہتی ہوں جنہیں منہ میں رکھتے ہی انسان کا وزن کاغذ کی طرح ہلکا ہو جاتا ہے۔ وہ ہوا میں اڑتا ہے اور ایک لاکٹ ٹارگٹ میٹر کے ذریعے اپنی سمتوں اور منزل کی طرف پرواز کرتا ہے۔ مجھے ایسا کیپسول تیار کرنے کا فارمولا بھی چاہیے۔ یہ چیزیں حاصل کرتے ہی میں ہمیشہ کے لیے اس زون سے چلی جاؤں گی۔"

منگی ماسٹر وہ تحریر پڑھنے کے بعد دوسرے ٹائپ رائٹر کے پاس آیا پھر اس کے ذریعے جواباً کہنے لگا "ہمیں روبوٹس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیوں کہ ہم تمام سائنس دان اپنی ذات میں فولادی روبوٹس سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ ہم نے ان دونوں کے کئی جسمانی حصے کھول دیے ہیں اور ان کی بیٹریاں الگ کر دی تھیں۔ اب انہیں اسمبل کر کے تمہارے حوالے کر دیں گے۔

"یہاں فلائنگ کیپسول عام طور پر سب ہی کو دیا جاتا ہے۔ تمہیں بھی ہزاروں کی تعداد میں دے دیں گے لیکن اس کی تیاری کا فارمولا نہیں دیں گے۔ اس کے لیے ضد کرو گی تو امن و سلامتی کے لیے بنی ہوئی بات بگڑ جائے گی۔ ہم سے ٹکراؤ گی تو سراسر نقصان اٹھاؤ گی۔ یہاں سے جو مل رہا ہے' اسے لے جاؤ۔"

دیوی نے اسے پڑھا پھر ٹائپ رائٹر کے ذریعے رضامندی ظاہر کر دی۔ وہ سب تہ خانے کی تجربہ گاہ سے نکل آئے۔ منگی ماسٹر نے حکم دیا کہ دونوں روبوٹس کو جوڑ کر مکمل کیا جائے۔ ان کی بیٹریوں اور فلائنگ شوز کے ایندھن کو چیک کر کے ان کی کمی پوری کی جائے۔

اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ منگی ماسٹر نے وہاں ایک ٹائپ رائٹر کے ذریعے دیوی سے پوچھا "تم نکولائی کے روبوٹس اور ہمارے فلائنگ کیپسول لے جا رہی ہو لیکن تم نے اپنی کنیز شی تارا کا ہم سے مطالبہ نہیں کیا؟"

دیوی نے ٹائپ رائٹر کے ذریعے کہا "شی تارا کو کنیز نہ کہو۔ وہ دوسری دیوی ہے۔ مجھ سے وفا کرنے والی میری بہن ہے۔ میں تم سے اس کا مطالبہ اس لیے نہیں کر رہی ہوں کہ وہ نہ تو پہلے تمہارے قبضے میں تھی اور نہ اب ہے۔ تم اپنی ذہانت کے باعث یہاں ماسٹر مائنڈ کہلاتے ہو لیکن ارضی دنیا کی عورت کو ہاتھ لگاتے ہی تمہاری ساری ذہانت خاک میں مل گئی۔ اب تک یہ نہ سمجھ سکے کہ میری شی تارا ہی مجھے تہ خانے کی تجربہ گاہ میں لے گئی تھی۔"

منکی ماسٹر نے مختصری بات ٹائپ کی "میں فوراً ہی اپنی نادانی تسلیم کر رہا ہوں۔ اے ارضی دنیا کی عورت! جتنی جلدی ہو سکے، یہاں سے چلی جاؤ۔"

منکی ماسٹر کے حکم پر دو ہزار فلائنگ کیپسول دیوی کو دیے گئے۔ ایک گھنٹے کے اندر دونوں روبوٹ کو مکمل کر کے گیسٹ ہاؤس کے سامنے پہنچا دیا گیا۔ دیوی کے پاس اب تین روبوٹ ہو گئے تھے۔ تین ہزار سے زیادہ سایہ بنانے والی گولیاں اور ان کا فارمولا اس کو مل گیا تھا اور وہ دو ہزار فلائنگ کیپسول بھی حاصل کر چکی تھی۔

اس قدر غیر معمولی دولت کے ساتھ وہ ارضی دنیا پر بھی حکومت کر سکتی تھی۔ لہٰذا وہ شی تارا اور تینوں روبوٹس کے ساتھ اپنی دنیا کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس قدر غیر معمولی قوتیں حاصل کرنے کے بعد اس کے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ وہ زون ون میں جا کر پارس کو شکست دے کر وہاں اپنی حکومت قائم کر سکتی ہے۔

لیکن عقل نے سمجھایا۔ اب سے پہلے سیکڑوں بار خوش فہمی میں مبتلا رہ کر اس کے مقابلے پر آئی پھر منہ کی کھا کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ یہ بھی سمجھ میں آیا کہ وہ ایسی جگہ حکمرانی کر سکتی ہے، جہاں پارس نہ ہو اور ایسی جگہ ارضی دنیا تھی۔

○☆○

کیپٹن آرمر اپنی رہائش گاہ میں آیا پھر وردی اتار کر غسل کرنے کے لیے باتھ روم میں چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اپنے بیڈ روم میں کبریا فرہاد کو دیکھ کر چونک گیا۔ اس نے پوچھا "تم کیسے آ گئے؟ میں نے دروازے کو اندر سے لاک کیا ہے؟"

کبریا نے کہا "ایک سائے کے لیے تمہارے جسم کا دروازہ کھلا تھا۔ میں تمہارے اندر رہ کر یہاں تک آیا۔ اب اپنے ٹھوس جسم کے ساتھ تمہارے سامنے ہوں۔"

"تمہارے ایک یوگا جاننے والے افسر نے کہا تھا کہ تم مجھ سے خفیہ طور پر ملاقات کرو گے۔ مجھے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی ملاقات ہو گی۔"

"مسٹر آرمر! اس سے پہلے کہ میں کام کی بات کروں، تم اپنے سینئر افسران سے یہ معلوم کر لو کہ انہوں نے تمہیں عارضی طور پر تمہارے عہدے سے زیادہ اختیارات دیے ہیں یا نہیں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس پہلے ہی کافی اختیارات ہیں۔"

"کیا تم وارنٹ حاصل کیے بغیر کسی کے مکان میں داخل ہو کر اسے گرفتار کر سکتے ہو؟"

"میں تو کیپٹن ہوں۔ مجھ سے بڑے افسران بھی کسی کے مکان میں سرچ وارنٹ کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے۔ ہم قانون کے محافظ ہیں، غیر قانونی اقدامات نہیں کر سکیں گے۔"

"اسی لیے کہہ رہا ہوں۔ اپنی فوج کے سربراہ سے فون پر پوچھو، جو میں کہہ رہا ہوں، وہ غیر [illegible] طور پر کرو گے یا نہیں؟"

اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے [illegible]

"سر! میں کیپٹن آرمر بول رہا ہوں۔ ماسٹر کبریا فرہاد میرے [illegible] میں ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں، مجھے کسی کے مکان میں غیر قانونی طور [illegible] داخل ہو کر کسی شخص کو گرفتار کرنا ہو گا۔"

"ماسٹر کبریا فرہاد تمہیں سر کے بل کھڑا ہونے کو بھی [illegible] ہو جاؤ۔ کیا تم نے کانفرنس ہال میں نہیں دیکھا کہ فرہاد کے [illegible] کس طرح فوج کا وقار بلند کیا تھا اور رمی ریز کو کس طرح مجبور کیا کہ وہ کھل کر اپنے وطن کی فوج کی مخالفت کرے۔"

"یس سر! آج رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کی چھپی ہوئی وطن د[illegible] تمام حکمرانوں اور فوجی افسروں پر ظاہر ہو چکی ہے۔ میں ماسٹر کب[illegible] کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔"

اس نے ریسیور رکھا پھر کبریا کے سامنے ایک کرسی پر آکر [illegible] گیا۔ کبریا نے کہا "جب الپا اور امریکا کے یہودی جاسوس [illegible] ساحلی علاقوں میں چھپے رہتے تھے اور جزیرے سے ٹیلی پیتھی سیکھ [illegible] آنے والوں کا تعاقب ان کی نئی خفیہ رہائش گاہ تک کیا کرتے [illegible] ان دنوں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی رمی ریز کی ٹی پی آر [illegible] کے جوانوں کی رہائش گاہوں تک پہنچتے رہتے تھے۔"

"یعنی... تم لوگ ان نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خفیہ رہائش گاہوں کے پتے جانتے ہیں۔"

"ہاں۔ میں نے اسی لیے تم سے پوچھا تھا۔ کیا ایسی رہائش گاہوں میں وارنٹ کے بغیر داخل ہو سکتے ہو اور انہیں گرفتار کر [illegible] ہو؟"

"ماسٹر! تم جیو ہزاروں سال۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے [illegible] ہمارے ملک اور ہماری فوج کا سرمایہ بنیں گے۔ میں تمہارے بتائے ہوئے ہر پتے پر جاؤں گا اور ٹی پی آر کے ایک ایک جوان کو گرفتار کروں گا۔"

"اس سے پہلے اپنے دو یوگا جاننے والے افسروں سے کہو کہ [illegible] وہ تنویمی عمل کرنے والے ایسے ماہرین کی خدمات حاصل کریں [illegible] پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک سکتے ہوں۔ پھر ان ماہرین کو دشمن خیال خوانی کرنے والوں سے بچا کر رکھا جا سکتا ہو تو فوراً ایسے ماہرین کو رازداری سے آرمی ہیڈ کوارٹر پہنچائیں۔"

وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا چاہتا تھا۔ کبریا نے کہا "پہلے پوری بات سن لو۔ تم ٹی پی آر کے ایک ایک جوان کے بنگلے میں باری باری جاؤ گے۔ اس سے سامنا ہوتے ہی اسے خیال خوانی کرنے کی مہلت نہیں دو گے۔ مہلت دو گے تو وہ رمی ریز کو آرمی ایکشن کی اطلاع پہنچا دے گا۔"

"میں سمجھ گیا۔ میں کسی جوان کو مہلت نہیں دوں گا۔ سامنا ہوتے ہی آرمی کے جوان اسے جکڑ لیں گے اور انجکشن کے ذریعے اسے بے ہوش کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ اب کاغذ قلم لو اور نوٹ کرو لیکن پہلے تنویمی عمل کے ماہرین کی خدمات حاصل کرنے کے لیے کہہ دو۔"

اس نے یوگا جاننے والے دو افسران کو یہ ذمے داریاں سونپیں کہ وہ تنویمی عمل کے ماہرین کی خدمات حاصل کریں اور آرمی ہیڈ کوارٹر میں انتظار کریں۔ ان کے پاس ٹی پی آر کے بے ہوش جوان پہنچتے رہیں گے۔ انہیں ہوش میں لا کر تنویمی عمل کے ذریعے اپنے ملک اور فوج کا وفادار بنایا جائے۔

پھر وہ کاغذ قلم لے کر کبریا کے سامنے بیٹھ گیا اور ٹی پی آر کے جوانوں کے پتے نوٹ کرنے لگا۔ کبریا نے انہیں گیارہ جوانوں کے پتے نوٹ کرائے پھر مشورہ دیا "بہتر ہو گا، اگر تمہاری طرح اور دو چار یوگا جاننے والے افسران ہوں اور تم سب بیک وقت ان جوانوں کو گرفتار کرو۔ اس طرح یہ مشن کم سے کم وقت میں پورا ہو گا اور یہ اندیشہ بھی نہیں رہے گا کہ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر مشن کے دوران رکاوٹ بنیں گے۔"

کیپٹن اس مشورے پر عمل کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے وردی پہننے لگا۔ جب وردی پہننے کے بعد اس نے پلٹ کر دیکھا تو بیڈ روم میں کبریا فرہاد نہیں تھا جب کہ دروازہ اندر سے ابھی تک بند تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ ننھا فرشتہ اس کے اندر سما گیا ہے۔

ادھر تل ابیب میں کانفرنس ختم ہو رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی جا رہی تھی۔ الپا نے کہا تھا "چلو میں تمہارے ساتھ باہر تک چلوں گی۔"

لیکن دو قدم چلتے ہی اعلیٰ بی بی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ الپا کو اپنی توہین کا احساس ہوا کہ اس بالشت بھر کی لڑکی نے اس کے ساتھ چلنا گوارا نہیں کیا۔ اسی وقت سونیا ثانی نے کہا "الپا! ابھی اس ماتحت لیڈی انسپکٹر کے دماغ سے نہ جانا۔ ایک ضروری بات ہے۔ تم نے رمی ریز کو الٹی میٹم دیا تھا کہ وہ اپنی ٹی پی آر کے جوانوں کے ساتھ اسرائیل سے واپس نہیں جائے گا تو تم ٹیلی پیتھی کے ہتھکنڈوں سے جزیرے میں بم باری کراؤ گی جس کے نتیجے میں ٹرانسفارمر مشین اس جزیرے کے ساتھ سمندر میں ڈوب جائے گی۔"

"ہاں۔ انہوں نے یہ ملک نہ چھوڑا تو انہیں ٹرانسفارمر مشین سے محروم ہونا پڑے گا۔"

"مشین کی تباہی سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا؟ کچھ نہیں۔ ابھی تو یہ فائدہ ہے کہ تم کبھی کبھی ان کے ایک دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کر کے اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ کر لیتی ہو۔ مشین نہیں رہے گی تو تم بھی نقصان میں رہو گی۔"

"میں نے نقصان کے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ میں اس مشین اور جزیرے کو تباہ نہ کروں؟"

"میرے چاہنے سے تم ایسا نہیں چاہو گی۔ تم اپنے فائدے اور نقصانات پر خود غور کرو۔"

"تم بہت گہری ہو۔ تم کسی اہم مقصد کے تحت مجھ سے ایسا کہہ رہی ہو۔"

"ظاہر ہے میرا کوئی مقصد ہے اسی لئے آئی ہوں ورنہ باتیں کرنے کے لئے میری چھوٹی بہن اعلیٰ بی بی کافی ہے۔"

"اچھا ہوا تم مجھ سے گفتگو کرنے آ گئیں۔ مجھے بتاؤ بڑے اور اہم مسائل پر گفتگو کرنے کے لیے ایک بچی کو منظرِ عام پر کیوں لایا گیا ہے؟"

"بے شک ان مسائل پر میں اور علی گفتگو کر سکتے تھے لیکن لاکھوں مسائل پر بحث کرنے کے بعد بھی ہم معصوم بچوں کے بنیادی حقوق انہیں نہیں دے سکیں گی۔ بچوں کی ذمے داریاں بھول کر خلائی زون کی طرف جانا بڑوں کی بے حسی اور خود غرضی ہے۔ اس خود غرضی اور غیر ذمے داری کا احساس دلانے کے لیے اعلیٰ بی بی یہاں اور کبریا فرہاد واشنگٹن پہنچا ہوا ہے۔"

"تم لوگوں کا خیال ہے کہ بڑے اور اہم معاملات سے نمٹنے والے بچوں کی باتوں اور ضد سے متاثر ہو سکیں گے؟"

"تھوڑی دیر پہلے تم اور تمہارے حکمران متاثر نہیں ہو رہے تھے۔ ہم اعلیٰ بی بی اور کبریا فرہاد کو یہ ٹریننگ دینے لائے ہیں کہ جو بات سے نہ مانے اسے لات سے منواؤ اور اعلیٰ بی بی نے آخر منوا لیا۔"

"تم "لات" جیسا لفظ استعمال کر کے ہماری توہین کر رہی ہو۔"

"اگر تم نے میری بھی بات نہ مانی اور ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کرنا چاہا تو میری طرف سے بھی لات پڑے گی۔ اپنی چھوٹی بہن کے بعد میری بھی وہی دھمکی ہے۔ ادھر مشین جزیرے کے ساتھ ڈوبے گی، ادھر تیار ہونے والے خلائی سامان کے چیتھڑے اور پرزے اڑیں گے۔"

الپا سوچ میں پڑ گئی۔ ثانی نے پوچھا "خاموشی کیوں ہے؟ کیا جا چکی ہو۔ ٹھیک ہے جاؤ خلائی سامان کے لیے جس قدر احتیاطی تدابیر کر سکتی ہو کر لو، تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے۔"

الپا نے شکست خوردہ انداز میں کہا "میں وعدہ کرتی ہوں۔ میں اور میرا کوئی ماتحت ٹرانسفارمر مشین کی طرف رخ نہیں کرے گا۔"

"شاباش۔ ایسی ہی سمجھ داری سے کام لیا کرو۔ ہمیشہ خوش رہا کرو گی۔"

وہ جل بھن کر چلی گئی۔

ادھر واشنگٹن کے قریب آرمی ہیڈ کوارٹر میں اعلیٰ افسران خوشیاں منا رہے تھے۔ گیارہ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے ہیڈ کوارٹر میں آ گئے تھے۔ ان سب پر تنویمی عمل کیا جا چکا تھا اور وہ سب تنویمی نیند پوری کر رہے تھے۔

وہ اعلیٰ افسران خوشی سے پی رہے تھے اور جھوم رہے تھے۔ ایسے وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک ماتحت نے ریسیور اٹھا کر

سنا پھر اس نے اعلیٰ افسر کو ریسیور دیا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"میں ہیرو بول رہا ہوں۔ ہمارا شہزادہ کبریا فرہاد تم سب کے درمیان پہنچنے والا ہے۔ اس سے پہلے تمام گلاس اور شراب کی بوتلیں پھینک دو۔ وہاں شراب کی مہک نہیں ہونی چاہیے۔"
اعلیٰ افسر نے ریسیور رکھ کر بلند آواز میں کہا "جسٹ اے منٹ۔ فرہاد علی تیمور کا اور ہمارا بھی شہزادہ کبریا فرہاد آرہا ہے۔ یہ تمام گلاس اور بوتلیں یہاں سے دور پہنچادو۔ ماسٹر کبریا کو اس کی بو پسند نہیں ہے۔ یہاں پورے کمرے میں پرفیوم اسپرے کرو۔"
آرمی کے جوان ان احکامات کی تعمیل کرنے لگے۔ جب کبریا وہاں پہنچا تو وہ کمرا خوشبو سے بھرا ہوا تھا۔ اعلیٰ افسر نے کہا "ماسٹر کبریا! تم نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کرو۔"
"ابھی تو میری ہی خدمات پوری نہیں ہوئی ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں، میں گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیش کرنے کے بعد اور کچھ نہ پیش کروں اور چلا جاؤں۔"
"نہیں ماسٹر! آپ تو ہمارے دلوں پر حکومت کرنے لگے ہیں۔ ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے۔ کیا آپ ہمارے لیے کچھ اور کرنے والے ہیں۔"
"جی ہاں۔ یہ جو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں، یہ پیدا ہوتے ہیں اور مرتے ہیں لیکن ٹرانسفارمر مشین نہیں مرتی۔ اس مشین کو آپ کے پاس ہونا چاہیے۔"
"کبریا فرہاد زندہ باد۔ کیا آپ ایسی تدبیر بتائیں گے جس پر عمل کرکے ہم مشین پر اپنا قبضہ جما سکتے ہیں؟"
"آسان سی تدبیر ہے۔ اس پر آپ لوگ عمل بھی کرسکیں گے پھر مشین رمی ریز کے قبضے سے نکل کر آپ کی ہوجائے گی لیکن اس سے پہلے میں اپنے واشنگٹن آنے کا مقصد بتادوں۔"
"ہاں ضرور۔ آپ نے کانفرنس ہال میں بھی اپنی آمد کا مقصد بتانا چاہا تھا مگر ہمارے معاملات میں الجھ گئے تھے۔"
"میں چاہتا ہوں، دنیا کی تمام حکومتیں بچوں کے بنیادی حقوق پورے کریں۔ آپ عالمی سروے کے بعد اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس دنیا میں بڑوں سے زیادہ بچے بیمار پڑتے ہیں۔ بڑوں سے زیادہ بچے فاقے کرتے ہیں۔ موجودہ صدی کی ابتدا میں بچے پندرہ برس کی عمر تک بے فکری سے ہنستے مسکراتے تھے اور اسی صدی کے آخر میں پانچ برس کا بچہ ایک بوڑھے کی طرح پریشان اور فکر مند نظر آتا ہے اور ایسا محض اس لیے ہے کہ آج بچوں کی کتابوں سے زیادہ ہتھیار بنائے جارہے ہیں۔ اس دنیا کے کروڑوں بچے دو وقت کے فاقے کرتے ہیں۔ کیا آپ ان ننگے بھوکے بچوں سے پریشان ہو کر اپنی دنیا سے دور خلائی زون میں جانے کی تیاری کررہے ہیں؟"
"نہیں شہزادے! اگر کروڑوں بچے کسمپرسی کی حالت میں جی رہے ہیں تو اس المیے کا تعلق خلائی زون سے نہیں ہے۔"

"تعلق ہے۔ اگر یہاں کے ب... وہاں جائیں گے تو وہا... کی مخلوق بھی یہاں آئے گی پھر اس خلائی مخلوق سے جنگ شر... ہوجائے گی۔ ہماری دنیا میں پہلے ہی ہر ملک ہر شہر میں دنگے فساد... ہورہے ہیں۔ باہر سے بھی اجنبی مخلوق حملے کرنے آئے گی تو ہم بچ... کا پرسانِ حال کون ہوگا؟"
"یہ تو تم نے عجیب سا موضوع چھیڑدیا ہے۔ ہم تمہاری خو... کی خاطر بچوں کی خوش حالی کے لیے عالمی فنڈ قائم کریں گے۔"
"عالمی فنڈ سے زیادہ بچوں کو بڑوں کی توجہ کی ضرورت ہے... میں آپ لوگوں سے درخواست کرنے آیا ہوں کہ خلائی زون میں... جائیں۔ اپنی دنیا کے تمام بچوں پر توجہ دیں۔"
"اگر تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو تو ہم سے پہلے تمہارا بھا... پارس وہاں گیا ہوا ہے۔"
"وہ میری بھابی کے میکے گئے ہیں اور جلد ہی واپس آنے والے ہیں پھر بابا صاحب کے ادارے سے بھی کوئی خلا کی طرف پرواز نہیں کرے گا۔ ہم سب کو نئی صدی کا استقبال اپنی زمین پر کر... چاہیے۔"
"ماسٹر! تمہاری یہ بات دنیا کا کوئی بڑا ملک تسلیم نہیں کرے... گا۔ اس صدی کے اختتام تک کتنے ہی ممالک کے مہم جو خلائی زون کی سمت پرواز کریں گے۔ آنے والی اکیسویں صدی خلاؤں میں سفر کرنے اور سیاروں کو تسخیر کرنے کی صدی ہے۔"
"آنے والی اکیسویں صدی تمام بچوں کے لیے اس دنیا کو جنت بنانے کی صدی ہے۔ میری بہن اعلیٰ بی بی یہی باتیں سمجھانے کے لیے اسرائیل میں موجود ہے۔ میں ایک بچہ دنیا کے تمام بچوں کا نمائندہ ہوں اور آپ سے یہ سودا کررہا ہوں کہ امریکی حکام خلائی زون کی طرف جانے کا ارادہ ترک کردیں گے تو میں آپ کو ٹرانسفارمر مشین تک پہنچادوں گا۔"
"مشین ہمارے لیے ضروری ہے اور خلا میں جاکر وہاں کی سائنس اور ٹیکنالوجی کو بھی سمجھنا لازمی ہے۔ تم ترقی کی راہیں مسدود کررہے ہو۔"
"جب کبھی خلائی مخلوق آئے گی تو اپنے ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی بھی لائے گی۔ ہمارا آپ کا وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔"
"کیا اسرائیلی حکام اور وہاں کے اعلیٰ فوجی افسران تمہاری بہن کی بات مان کر خلا میں جانے کا ارادہ ترک کردیں گے؟"
"انہیں میری بہن کی بات مان لینا چاہیے ورنہ وہاں جتنے ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار ہورہے ہیں، وہ سب تباہ کردیے جائیں گے۔"
"کیا تمہارے بزرگ جانتے ہیں کہ وہ یہودی کہاں چھپ کر خلائی سامان تیار کررہے ہیں؟"
"ہمارے لوگ سایہ بن کر کسی بھی خفیہ اڈے تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہمارے بزرگ صرف اسرائیلی خفیہ اڈے کا پتا نہیں، یہاں آپ کے بھی خفیہ اڈوں کو جانتے ہیں۔"
"تم اپنی باتوں سے ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کررہے ہو کہ ہم خلائی زون کی سمت جانے سے باز نہ آئے تو ہمارے ملک میں تیار ہونے والے خلائی سامان کو بھی نابود کردیا جائے گا۔"
"اور آپ خلائی زون میں جانے کی ضد کرکے ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کریں گے کہ آپ کو اپنی دنیا کے بچوں کی کوئی پروا نہیں ہے اور ایک بچے کی ان خدمات کی بھی اہمیت نہیں ہے کہ اس کے ذریعے رمی ریز جیسے غدار بے نقاب ہورہے ہیں۔ فوج کا صرف وقار ہی بلند نہیں ہورہا ہے بلکہ اسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نئی قوت حاصل ہورہی ہے اور جب ٹرانسفارمر مشین بھی فوج کے پاس آجائے گی تو اس ناممکن کامیابی کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ بچہ پھر بچہ ہی سمجھا جائے گا اور آپ خلائی سفر کی تیاریاں جاری رکھیں گے۔"
اعلیٰ افسر نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا "خلائی زون میں جانا ضروری نہیں ہے۔ ٹرانسفارمر مشین ہمارے لیے ضروری ہے۔ پلیز بتاؤ کہ یہ ہمیں کس طرح حاصل ہوگی۔"
"اور مشین کو حاصل کرنے کے بعد کیا ہوگا؟"
"ہم ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار کریں گے لیکن انہیں استعمال اس وقت کریں گے جب بابا صاحب کے ادارے یا اسرائیل سے کوئی خلا کی طرف جائے گا۔"
"ہاں۔ ایسے وقت آپ کے ملک کو بھی یہ حق پہنچے گا لیکن یہ دیواروں پر لکھ لیں کہ ہم سے چھپ کر، ہمیں دھوکا دے کر کوئی خلا کی طرف پرواز نہیں کرسکے گا۔"
"جب تمہیں یقین ہے کہ ہم چھپ کر بھی خلائی زون میں نہیں جاسکیں گے تو پھر یہ بحث چھوڑ دو۔"
"یہ بحث نہیں ہے، آئندہ کے لیے تاکید ہے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کیا ہے تاکہ بعد میں یہ نہ کہا جائے کہ ہم نے آنے والی مشکلات سے آگاہ نہیں کیا تھا۔"
"ہم تمہاری تاکید کے طور پر کہی ہوئی باتیں یاد رکھیں گے۔ اب ہمیں بتاؤ، وہ ٹرانسفارمر مشین ہمیں کب تک مل سکتی ہے؟"
"یوں سمجھیں کہ مل چکی ہے۔ اس جزیرے میں رمی ریز کی بی آرمی کے صرف تین نوجوان ہیں جو پچیس مسلح گارڈز کو اپنے کنٹرول میں رکھتے ہیں۔ بارہ گھنٹے کے بعد ان تین خیال خوانی کرنے والے جوانوں کی ڈیوٹی ختم ہوجاتی ہے۔ دوسرے تین نوجوان ان کی جگہ ڈیوٹی پر آتے ہیں۔ دو گھنٹے کے بعد ڈیوٹیاں بدلنے والی ہیں۔ جو تین نوجوان مشین اور جزیرے کا چارج سنبھالنے آئیں گے، وہ تینوں میرے انکل ہیرو اور آنٹی جمیلہ کے معمول اور تابعدار ہیں۔ اپنی ایک مختصر سی فوج بنا کر جزیرے میں بھیج دیں۔ وہ تینوں خیال خوانی کرنے والے آپ کی فوج کا استقبال کریں گے۔ آپ کی فوج میں جو یوگا کے ماہرین ہوں گے وہی ضروری گفتگو کیا کریں گے۔ باقی

تمام گونگے بنے رہیں گے۔ ان تین خیال خوانی کرنے والوں کو عزت اور محبت سے آرمی ہیڈ کوارٹر میں لایا جائے اور تنویمی عمل کے ذریعے ان کے برین واش کیے جائیں۔"

پھر وہ دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولا "میں جا رہا ہوں۔ یہ خیال رہے کہ فوج جب تک جزیرے پر قبضہ نہ جمائے' تب تک رمی ریز وغیرہ اس آرمی ایکشن سے بے خبر رہیں۔ نہایت رازداری سے آپریشن کو تکمیل تک پہنچایا جائے۔"

وہ دروازے سے باہر جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

تل ابیب میں اعلیٰ بی بی کی طلب کردہ کانفرنس ختم ہو چکی تھی۔ اس کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ یہودی خلائی زون کی طرف نہیں جائیں گے لیکن بابا صاحب کے ادارے یا امریکا سے کوئی خلائی پرواز کے لیے پر تولے گا تو پھر یہودیوں کو بھی پرواز کا حق حاصل ہو گا۔

برین آدم نے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے کہا۔ "کانفرنس میں دوستانہ فیصلے ہو چکے ہیں۔ فی الحال کسی کو کسی سے شکایت نہیں ہے۔ لہٰذا اعلیٰ بی بی ثانی کو اپنی ٹیم کے ساتھ واپس جانا چاہیے اور ہمیں کسی طرح یقین دلانا چاہیے کہ وہ واقعی جا چکے ہیں۔"

جب برین آدم ایسا کہہ رہا تھا تب ہی اعلیٰ بی بی ثانی وہاں پہنچ گئی۔ برین آدم کے سامنے اور دائیں بائیں ٹی وی کیمرے آن تھے۔ وہ خلاف توقع اعلیٰ بی بی کو دیکھ کر چونک گیا' وہ کہنے لگی "تم نے مجھے یاد کیا' میں تمہارے پاس آگئی۔ جہاں تک اس ٹی وی کی نشریات پہنچتی ہیں' وہاں تک لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں اور میری باتیں سن رہے ہیں۔"

وہ کیمروں کی طرف رخ کرتے ہوئے بولی "میں نے اسرائیل آکر دنیا کے تمام بچوں کے بنیادی حقوق کا مطالبہ کیا ہے۔ اسرائیلی حکومت نے دل پر پتھر رکھ کر میرا مطالبہ تسلیم کر لیا ہے لیکن وہ مجھے جلد از جلد یہاں سے بھگانا چاہتے ہیں اور یقین کرنا چاہتے ہیں کہ میں اپنی ٹیم کے ساتھ جا چکی ہوں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہیں ہمارے چلے جانے کا یقین کیسے آئے گا؟ میری چھوٹی سی عقل میں یہ بات آتی ہے کہ میں مسٹر آدم کو اپنے ساتھ لے جاؤں تو یہاں ان کی غیر موجودگی سے یقین ہوتا رہے گا کہ ہم جا چکے ہیں پھر مسٹر آدم بھی جہاں رہیں گے' وہاں سے اپنی حکومت اور قوم کو یقین دلاتے رہیں گے۔"

برین آدم نے کہا "چھوٹی سی گڑیا ہے مگر زہر کی پڑیا ہے۔ اس کا یہ آئیڈیا مجھے پسند آیا ہے۔ میں اس کی ٹیم کے ساتھ جانے کو تیار ہوں بشرطیکہ یہ ابھی اسرائیل چھوڑ دے۔"

"میں ابھی اسرائیل چھوڑ دوں گی بشرطیکہ میرے ساتھ اصلی برین آدم چلے' تم تو بہروپیے ہو۔"

"کیا بکواس کرتی ہو۔ یہاں کا پورا انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ مجھے صورت شکل سے پہچانتا ہے۔"

"مگر ڈپارٹمنٹ یہ نہیں جانتا کہ اصل برین آدم روپوش ہے اور تم اس کی ڈمی کے طور پر اپنے فرائض انجام دیتے ہو۔ میری بات سے انکار نہ کرو ورنہ تمہارے چہرے پر سے ابھی ماسک میک اپ اتار دوں گی۔"

اس ڈمی برین آدم کے اندر الپا تھی۔ ڈمی نے الپا کی مرضی سے کہا "تم بچی ہو۔ بچوں جیسی باتیں کرو۔ ان فضول باتوں کو جانے دو۔ اپنے جانے کی بات کرو۔"

"میں کہہ چکی ہوں ابھی جاؤں گی لیکن مسٹر آدم کو میرے ساتھ جانا ہو گا ورنہ میں آج نہیں چوبیس گھنٹے کے بعد جاؤں گی۔"

ڈمی برین آدم نے پیچھا چھڑانے کے لیے کہہ دیا "ٹھیک ہے چوبیس گھنٹے بعد ضرور چلی جانا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "جیسا کہ میں کانفرنس میں اور یہاں ٹی وی اسٹیشن میں آزادی سے آئی ہوں اسی طرح اس شہر میں آزادی سے تفریح کروں گی اور شاپنگ کروں گی۔ یہ اسرائیلی حکومت کی ذمے داری ہے کہ چوبیس گھنٹے تک میرے لیے حفاظتی انتظامات سخت کرے' کسی نے مجھے نقصان پہنچانے کی حماقت کی تو نقصان مجھے نہیں اسرائیلی حکام کو پہنچے گا۔"

یہ کہہ کر وہ ڈمی برین آدم اور ٹی وی کیمروں کے درمیان سے چلی گئی۔

اسی دوپہر کو پورے اسرائیل میں کھلبلی پیدا ہو گئی۔ وہاں کی سائنس لیبارٹری کے آبزرونگ ٹاور سے اطلاع ملی کہ خلا میں ننھے ننھے شعلے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ ایسے ہی شعلے ہیں جیسے خلائی سولارز کی آمد کے وقت دکھائی دیے تھے۔ وہ خلا سے زمین کی طرف آرہے ہیں اور ان کا رخ سرزمین اسرائیل کی طرف ہے۔

یہ ہوش اڑا دینے والی اطلاع تھی۔ پوری فوج حرکت میں آگئی۔ شہریوں کو تسلیاں دی گئیں کہ وہ اطمینان سے رہیں۔ تل ابیب کی طرف آنے والی مخلوق آبادی سے دور کھلے وسیع میدان میں آئے گی۔

ایک گھنٹے کے جان لیوا انتظار کے بعد تل ابیب سے پچیس میل دور پہاڑیوں کے درمیان کھلے میدان میں فوجیوں نے دیکھا' آسمان کی بلندیوں سے تین فولادی روبوٹ نیچے آرہے تھے۔ ان کے جوتوں سے نکلنے والے شعلے دھیمے پڑتے پڑتے بجھ رہے تھے۔ پھر وہ تینوں روبوٹ زمین پر آکر سیدھے کھڑے ہو گئے تھے۔

ان تینوں کے جسم پر ایٹمی لباس تھا۔ ان کی طرف گولیاں چلائی جاتیں یا راکٹ لانچر پھینکے جاتے تو وہ سب پلٹ کر حملہ کرنے والوں کی طرف واپس آجاتے۔ اگر وہ اپنے ایٹمی لباس سے حملہ کرتے تو ایک بھی نہ بچتا' وہاں جتنی فوج تھی' ان سب کے چیتھڑے اڑ جاتے۔

وہ تینوں زمین پر آکر کھڑے ہو گئے تھے۔ بالکل خاموش تھے جیسے بے جان مجسمے ہوں۔ صرف ان کے سروں پر جلتے بجھتے ہوئے سرخ بلب اور وہاں سے ابھرنے والی ٹوں ٹوں کی آوازوں سے

پتا چل رہا تھا کہ وہ تینوں زندہ ہیں اور کسی وقت بھی حرکت کر سکتے ہیں۔

وہاں ٹی وی کے بڑے بڑے کیمرے تھے۔ وہ سب ان تینوں کو ٹی وی اسکرین پر نشر کر رہے تھے۔ ایک فوجی افسر نے چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ کر میگا فون کے ذریعے پوچھا "یہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ تم تینوں روبوٹ ہو۔ تم سے پہلے ہماری دنیا میں دو روبوٹ آئے تھے لیکن انہیں کنٹرول کرنے والا خلائی زون کا ایک سائنس دان سولارزان کے ساتھ تھا لیکن تمہارے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ کیا تم تینوں خود کار ہو۔ کسی کے محتاج نہیں ہو؟"

ان تینوں کے قریب سے ڈی شی تارا کی آواز ابھری "ہم نے ایک طویل سفر کیا ہے۔ ہم بہت تھکے ہوئے ہیں۔ ابھی آرام کریں گے گہری نیند سونے کا ارادہ ہے پھر جاگنے کے بعد تمہارے سوالوں کا جواب دیں گے۔"

سونیا ثانی اور علی کے سائے بھی وہاں موجود تھے۔ ثانی نے حیرانی سے کہا "علی! ان میں سے کوئی روبوٹ نسوانی آواز میں بول رہا ہے۔"

علی نے کہا "جب نسوانی آواز ہے تو کہو کہ روبوٹ بول رہی ہے۔ میرا خیال ہے' روبوٹ تیار کرنے والوں نے ان کے اندرونی کمپیوٹر میں کسی عورت کی آواز فیڈ کی ہے۔ چلو قریب چل کر دیکھیں۔"

ادھر روبوٹس کے قریب سے ڈی شی تارا نے کہا "پچھلی بار اس زمین کے کچھ سایہ بننے والوں نے روبوٹس کو ناکارہ بنا دیا تھا۔ اس بار وہ ایسی حماقت نہ کریں۔ انہیں بری طرح ناکامی ہو گی۔"

علی نے خیال خوانی کی پرواز کی' ڈی شی تارا کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے فوراً سانس روک لی' اس نے کہا "کمال ہے۔ یہ فولادی روبوٹس ہیں مگر انسانی دماغ کی طرح حساس ہیں۔ سانس روک لیتے ہیں۔"

ثانی نے کہا "یہ ناممکن ہے کہ فولادی روبوٹ کے اندر حساس انسانی دماغ ہو۔"

ڈی کی آواز ابھری "ہمارے قریب ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ وہ اپنی شامت کو نہ بلائیں اور ہمارے قریب نہ آئیں ورنہ پچھتائیں گے۔"

الپا اپنی خفیہ رہائش گاہ میں بیٹھی ٹی وی اسکرین پر روبوٹس کو دیکھ رہی تھی اور ایک نسوانی آواز سن رہی تھی۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ روبوٹس کے قریب جو خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں' وہ ثانی اور علی ہیں۔

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے برین آدم سے کہا۔ "ثانی اور علی ان روبوٹس کے قریب ہیں۔ وہ پہلے کی طرح روبوٹس کے لائف پاور کو صفر وولٹیج پر لا کر انہیں ناکارہ بنانے کی کوشش کریں گے۔ اگر وہ ناکام ہوں گے تو وہ روبوٹس ہماری زمین پر تباہی لے آئیں گے۔"

برین آدم نے کہا "وہ اسکرین پر دیکھو۔ وہاں کچھ ہو رہا ہے۔"

اسکرین پر نظر آرہا تھا' ایک روبوٹ کی گردن کے نیچے جو ریگولیٹر تھا وہ آپ ہی آپ صفر پاور پر آگیا تھا۔ اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ثانی اور علی کے سائے انہیں ناکارہ بنا رہے ہیں۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ روبوٹ اوندھے منہ زمین پر گرتا' اس کے ریگولیٹر کی چابی صفر سے پھر وولٹیج ٹو پر آگئی۔ یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ روبوٹس کے ساتھ ان کے محافظ سائے ہیں' جو انہیں بے جان ہونے سے بچا رہے ہیں۔

الپا اور برین آدم حیرانی سے سوچ رہے تھے "کیا خلا سے آنے والی مخلوق بھی سایہ بن جاتی ہے؟"

ریگولیٹر کی چابی کو صفر پر لانے کے لیے علی کو اپنا ہاتھ ٹھوس بنانا پڑا۔ وہ اپنا ہاتھ جیسے ہی ریگولیٹر کے پاس لایا' ویسے ہی ایک ہاتھ میں چاقو نمودار ہوا لیکن اس سے پہلے کہ چاقو کی نوک ہاتھ پر لگتی' علی نے ہاتھ کو پھر سایہ بنا لیا۔ ثانی کے سائے کے ساتھ دور چلا آیا۔ خود کو ذرا سی دیر کے لیے ٹھوس بنا کر بولا "ثانی! بات سمجھ میں نہیں آئی۔ جس ہاتھ نے چاقو سے مجھ پر حملہ کیا تھا اس کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس انگوٹھی پر ہندی کا حرف ادم کندہ کیا ہوا تھا۔"

ثانی نے کہا "تعجب ہے۔ کیا خلا سے بھگوان کی پوجا کرنے والی ہستیاں آئی ہیں؟"

"ہمیں ان سے دور رہ کر ذرا صبر و تحمل سے دیکھنا ہو گا کہ ان

روبوٹس کے پاس چھپی ہوئی ہستیاں آگے کیا کرتی ہیں؟"

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے فوجی افسر سے کہا "ثانی اور علی ان روبوٹس سے نمٹ رہے ہیں' تم روبوٹس کو دوستی کی پیش کش کرو۔"

فوجی افسر نے میگا فون کے ذریعے کہا "ہم تینوں روبوٹس سے مخاطب ہیں۔ تمہاری آمد کو پینتالیس منٹ گزر چکے ہیں۔ تمہاری خاموشی یقین دلا رہی ہے کہ تم دشمن نہیں ہو۔ یہاں امن و سلامتی کے لیے آئے ہو۔ ہم تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔"

ڈی شی تارا نے کہا "ہم نے پہلے کہہ دیا ہے کہ کسی سوال کا' کسی بات کا جواب نہیں دیں گے۔ پہلے اپنی نیند پوری کریں گے' ابھی ایک دشمن سایہ بن کر آیا تھا۔ اس کی سمجھ میں آچکا ہوگا کہ ہم روبوٹس کے محافظ بھی سایہ بن کر ہمارے اندر رہتے ہیں۔ ہمیں کوئی دشمن ناکارہ نہیں بنا سکے گا۔ بہر حال اب ہمیں کم از کم چھ گھنٹے تک مخاطب نہ کیا جائے۔"

دیوی نے شی تارا سے کہا "میں تل ابیب شہر جا رہی ہوں۔ ایک طویل عرصے سے اپنی ارضی دنیا کا کھانا نہیں کھایا ہے۔ میں کھا پی کر آؤں گی تو تم چلی جانا۔ میری واپسی تک اس سایہ بن کر آنے والے سے محتاط رہنا۔"

وہ ایک فوجی افسر کے اندر آئی۔ وہ جیپ میں بیٹھ کر شہر کی طرف جانے لگا۔ ادھر الپا اور برین آدم اس فکر میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ان روبوٹس کی محافظ ہستیاں سایہ بن کر رہتی ہیں۔ اسرائیل کی پوری فوج بھی ان سایہ بننے والیوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔

تل ابیب میں شام کا اندھیرا رات کی تاریکی میں تبدیل ہو رہا تھا۔ دیوی شہر میں پہنچتے ہی ایک تاریک جگہ پر جیپ سے اتر گئی۔ وہیں اندھیرے میں ابکائیاں لینے لگی۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد سایہ بنانے والی گولی حلق سے باہر آگئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہو گئی۔

اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ اسے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے فٹ پاتھ پر آکر ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ڈرائیور کو شہر کے وسطی حصے میں چلنے کو کہا۔ اس کا لباس میلا ہو چکا تھا۔ زلفیں بکھر کر الجھ گئی تھیں۔ عجیب سا حلیہ ہو گیا تھا۔

اس نے ایک بوتیک میں آکر ایک بہترین بلاؤز اور اسکرٹ خریدا پھر بیوٹی پارلر میں آکر غسل کیا۔ اپنے بالوں کو سنوارا' چہرے کو نکھارا اس کے بعد کچھ اور ضروری چیزیں خریدنے کے لیے ایک بہت بڑے شاپنگ سینٹر میں آئی۔ جب وہ اس سینٹر کے فرسٹ فلور پر گئی تو اعلیٰ بی بی ثانی نے گراؤنڈ فلور میں قدم رکھا۔ وہ ایک ننھی سی آفت تھی' شامت بن کر پہنچ گئی تھی۔

ابھی وہ سات برس کی نہیں ہوئی تھی۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق سات [illegible] کی ہونے کے بعد دیوی شی تارا کو سب کے سامنے بے نقاب کرنے والی تھی مگر سامنا ابھی سے ہو رہا تھا۔ ابھی سے آنکھ مچولی شروع ہو گئی تھی۔

وہ اپنی ضرورت کی چیزیں پسند کرتی ہوئی فرسٹ فلور پر جانے کے لیے زینے کے نچلے حصے میں آئی۔ دیوی واپس جانے کے لیے زینے کے اوپری حصے پر پہنچی۔ اس نے اوپر سے دیکھا۔ نیچے ایک گڑیا جیسی پیاری سی لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک نہایت ہی حسین دوشیزہ نظر آ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھتی ہوئی اوپر سے نیچے آ رہی تھی۔

دیوی نے نیچے آکر مسکرا کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر کہا "ہیلو گڑیا!"

اعلیٰ بی بی نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "ہیلو میچ لیس بیوٹی!"

دیوی نے خوش ہو کر کہا "تم میرے حسن کو بے مثال کہہ رہی ہو؟ کیا عمر سے کچھ زیادہ نہیں بول رہی ہو؟"

"تربیت اگر ذہین والدہ کرے تو بچے میری طرح تیز طرار لگتے ہیں۔"

"تمہاری ممی کہاں ہیں۔ تم بالکل تنہا دکھائی دے رہی ہو۔"

"میں بڑی ہو گئی ہوں' ماں کی انگلی پکڑ کر نہیں چلتی۔"

دیوی ہنسنے لگی پھر اس نے ذرا غور سے اسے دیکھتے ہوئے کہا "تمہاری صورت کچھ جانی پہچانی سی لگتی ہے۔"

"میں اپنی ماما کی ہم شکل ہوں۔ تم نے شاید میری ماما کو دیکھا ہوگا۔"

"کون ہے تمہاری ماما؟ کیا نام ہے؟"

"سونیا فرہاد!"

دیوی کے دماغ کو جیسے بجلی کا جھٹکا پہنچا۔ وہ اس سے ہاتھ چھڑا کر بولی "اور تمہارا نام؟"

"اعلیٰ بی بی ثانی۔"

اس نے یکبارگی دہشت زدہ ہو کر ایک چیخ ماری۔ اس سے دور بھاگتے ہوئے ایک گولی کو منہ میں رکھ کر نگل گئی۔ سب نے دیکھا وہ بھاگنے والی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

وہ اوجھل ہونے والی بدحواسی میں بھاگتی ہوئی شاپنگ سینٹر کے باہر آئی۔ اس کا ذہن چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ سات برس گزر چکے ہیں۔ وہ سات برس کی بچی اسے بے نقاب کرنے آگئی ہے۔

اس کے سائے نے منہ میں ایک کیپسول رکھا پھر وہ تیزی سے فلائی کرتی ہوئی روبوٹس کی طرف جانے لگی۔

اعلیٰ بی بی ثانی شاپنگ سینٹر کے دروازے پر آکر سوچنے لگی "وہ کون تھی؟ مجھ سے باتیں کرتے وقت نارمل تھی پھر اچانک ایسے چیخ پڑی جیسے دورہ پڑا ہو مگر نہیں وہ پاگل تو نہیں ہو سکتی۔ اس کے پاس بھی سایہ بننے والی کوئی دوا ہے۔ اسے یہاں کسی سے خطرہ تھا اسی لیے سایہ بن کر فرار ہو گئی ہے..... بے چاری!

"کیا میں سایہ بن کر اسے تلاش کروں؟"

اس وقت میں اپنی بیٹی کے دماغ میں تھا اور یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ چیخیں مار کر بھاگنے والی کون تھی؟

اگرچہ وہ اعلیٰ بی بی کا نام سن کر خوف زدہ ہوئی تھی لیکن اس سے پہلے اس نے سونیا فرہاد کا نام سن کر اعلیٰ بی بی سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا اس لیے یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ فرار ہونے والی ہم سب سے واقف ہے۔ ماضی میں کوئی ایسی بات ہوئی ہوگی جس کے نتیجے میں وہ ہم سے چھپ کر رہتی ہے لیکن چھپنے کے لیے سایہ کیسے بن گئی؟

اگر اس کے پاس چھپنے کا کوئی فارمولا ہے' ہمارے جیسی گولیاں ہیں تو یہ سب کچھ اس کے پاس کہاں سے آگیا۔ اتنی بڑی دنیا میں ابھی تک صرف ہمارے پاس ایسی گولیاں تھیں۔

جناب تبریزی نے ہم میں سے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ انہوں نے مطلقاً سایہ بنانے والی گولیاں دیوی شی تارا تک پہنچائی تھیں اور ہمیں ابھی یہ بھی نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ زون تھری سے ایسی ہزاروں گولیاں اور فارمولا ساتھ لائی ہے۔

اگر وہ سایہ بن کر نظروں سے اوجھل نہ ہوتی' اس کے پاس ایسی گولیاں نہ ہوتیں تو میں بغیر کسی مغز ماری کے سمجھ لیتا کہ وہ دیوی شی تارا ہے۔ یہ ہم میں سے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دیوی سایہ بن سکتی ہے۔

اعلیٰ بی بی شاپنگ سینٹر میں پھر ضرورت کی چیزیں دیکھنے لگی۔ وہاں جتنے لوگ تھے اس سے پوچھ رہے تھے کہ وہ کون تھی؟ اس نے چیخ کیوں ماری تھی؟ اور وہ غائب کیسے ہو گئی تھی؟

اعلیٰ بی بی نے طرح طرح کے سوالات سے بیزار ہو کر زینے پر چڑھ کر کہا "دیکھیے مہربان قدر دان! وہ اس طرح غائب ہوئی تھی۔"

یہ کہتے ہی اس نے داڑھ میں دبی ہوئی گولی نگل لی۔ چشمِ زدن میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ یہ تماشا دیکھنے والے چکرا کر رہ گئے۔ وہ ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ بولنے لگے۔ ایسے وقت علی نے مجھے مخاطب کیا "پاپا! میں اور ثانی ٹھوس جسم کے ساتھ ہیں۔ پلیز آپ فوراً آئیں۔"

میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا "وہ دیکھیں' وہ تینوں روبوٹس اچانک ہی زمین چھوڑ کر پرواز کر رہے ہیں۔ یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ ان روبوٹس کو کنٹرول کرنے والی ہستیاں یہاں تھوڑی دیر کے لیے کیوں آئی تھیں اور اب پتا نہیں ہماری دنیا کے کسی دوسرے حصے میں جا رہی ہیں یا اپنے خلائی زون کی طرف لوٹ رہی ہیں۔"

ثانی نے کہا "اور پاپا! ایک عجیب بات ہے۔ جب وہ سایہ بن کر رہنے والی اپنے روبوٹس کی حفاظت کے لیے علی کے ہاتھ پر چاقو مارنے لگی تو علی نے دیکھا اس کی انگلی میں موجود انگوٹھی پر ہندی زبان کا حرف اوم کندہ تھا۔ کیا خلائی زون میں ہندو دھرم ہے؟"

"بیٹی! میں ابھی اعلیٰ بی بی کے پاس تھا۔ وہاں ایک دوشیزہ اعلیٰ بی بی میں بڑی دلچسپی لے رہی تھی لیکن میرا اور تمہاری ماما کا نام سنتے ہی اچانک سایہ بن کر نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ میں اس کے سایہ بننے پر حیران تھا۔ یہاں تم کہہ رہی ہو کہ روبوٹس کو کنٹرول کرنے والی بھی سایہ بن کر رہتی ہے۔ سایہ بننے والی اعلیٰ بی بی کے پاس بھی تھی اور یہاں بھی تھی۔"

علی نے کہا "ابھی تھوڑی دیر پہلے شاید نہیں تھی۔ تینوں روبوٹس کافی دیر سے سکون سے کھڑے ہوئے تھے پھر اچانک متحرک ہو کر پرواز کرتے ہوئے چلے گئے۔"

"اس طرح یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ سایہ بننے والی تل ابیب شہر گئی تھی پھر وہاں سے بھاگ کر یہاں آئی اور اپنے روبوٹس کے ساتھ کہیں چلی گئی۔"

"کیا ہم اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ خلائی زون سے آنے والی کے پاس سایہ بننے والی گولیوں کا فارمولا ہے؟"

میں نے کہا "فی الحال تو یہی سمجھ میں آ رہا ہے۔"

ثانی نے پوچھا "کیا ہم اس انگوٹھی کو دیکھ کر یقین کر لیں کہ خلائی زون میں ہندو دھرم ہے؟"

"بیٹی! یہ تو پارس کے آنے پر ہی معلوم ہوگا۔"

"پاپا! میں غور کرتی ہوں تو ہندو دھرم کے حوالے سے میرا دھیان دیوی شی تارا کی طرف جاتا ہے۔"

ثانی اور علی ایک ویرانے سے گزر رہے تھے۔ میں نے کہا۔ "دیوی شی تارا ایک طویل عرصے سے خاموش ہے۔ یا تو اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے یا پھر بڑی رازداری سے کچھ کرتی پھر رہی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ وہ بہت کچھ کر سکتی ہے لیکن عقل نہیں مانتی کہ وہ خلا تک جا کر تین روبوٹس اور سایہ بنانے والی گولیوں کے فارمولے کے ساتھ آسکتی ہے۔"

میری بات ختم ہوتے ہی دور کہیں سے میگا فون کے ذریعے للکارنے کی آواز آئی۔ "ہالٹ' ہواز دیئر۔"

وہ دونوں رک گئے۔ ایک بار پھر پوچھا گیا "بولو کون ہو تم لوگ؟"

ثانی نے بلند آواز میں کہا "ایک بار سن لو۔ دوسری بار مائیکرو فون کے بغیر نہیں بولوں گی۔ ہم دونوں ابھی تین عدد خلائی سواریوں میں آئے تھے۔ وہ سواریاں ہم نے واپس بھیج دیں۔ کچھ عرصہ زمین پر رہنے کا ارادہ ہے۔"

"ہم وارننگ دیتے ہیں۔ اس میدانی علاقے سے باہر نہ آؤ ورنہ تم دونوں کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔"

میں وارننگ دینے والے کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنا چاہتا تھا۔ وہاں الپا اس سے کہہ رہی تھی۔ "نو نان سنس! وہ خلائی مخلوق ہیں۔ ان پر حملہ کیسے کرو گے؟ انہوں نے ایٹمی لباس پہنا ہوگا۔"

"میڈم! میں اینٹی ڈارک گاگلز کے ذریعے دیکھ رہا ہوں۔ ایک

دوشیزہ نے پرانے فیشن کی میکسی پہنی ہوئی ہے اور دوسرے کے جسم پر پتلون اور جیکٹ ہے۔ ان دونوں نے دنیاوی لباس پہنا ہے۔"

الپا نے کہا "دنیاوی لباس کے اندر کیا ایٹمی لباس چھپا ہوا نہیں ہوگا؟"

"جی ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔"

"میں تمہیں حکم دیتی ہوں۔ ان کے پاس تنہا جاؤ اور دوستانہ رویہ اختیار کرو۔"

"پلیز میڈم! وہ خطرہ بن سکتے ہیں۔"

"یعنی تم سمجھتے ہو کہ وہ ہمارے ملک کے لیے خطرہ بن کر آئے ہیں۔ کیا اس خطرے کو ٹالنا یا ان سے سمجھوتا کرنا تمہارے جیسے فوجی افسر کا فرض نہیں ہے؟"

"جی ہاں مگر..."

"اگر مگر نہ کرو۔ کم آن گو آہیڈ۔"

وہ مجبور ہو کر چھوٹی سی پہاڑی سے اتر کر ثانی اور علی کی طرف آتے ہوئے کہنے لگا "ہم نے آپ جیسے معزز مہمانوں کو پہلے بھی خوش آمدید کہا تھا۔ اب میں تنہا آپ سے دوستی کرنے آرہا ہوں۔ کیا امید کروں کہ آپ سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؟"

ان دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سہم سہم کر آرہا تھا اور پوچھتا جارہا تھا کہ وہ دونوں خاموش کیوں ہیں۔ کوئی جواب کیوں نہیں دے رہے ہیں۔ جب قریب آگیا تو ثانی نے کہا "میں پہلے کہہ چکی تھی کہ دوسری بار مائیکرو فون کے بغیر نہیں بولوں گی۔ قریب آچکے ہو' اس لیے بول رہی ہوں۔"

علی نے پوچھا "کس لیے آئے ہو؟ کیا تکلیف ہے تمہیں؟"

"وہ بات یہ ہے کہ میں اپنے ملک کے نمائندے کی حیثیت سے آیا ہوں۔ دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہتا ہوں۔"

"خبردار! ہاتھ نہ بڑھانا۔ ہمیں چھونے کی حماقت نہ کرنا۔ تمہارے جسم کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔"

وہ سہم کر ایک قدم پیچھے چلا گیا پھر بولا "میں' میں دور رہوں گا۔ پلیز ہم سے دوستی کریں۔ ہمارے حکمران آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔"

"اپنے حکمرانوں سے کہو' ہم کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں' نہ کسی کو پریشان کرنے کا ارادہ ہے۔ نہ کسی کو دوست بنانا چاہتے ہیں' نہ کسی سے دشمنی کرنے آئے ہیں۔"

علی نے کہا "ہم اس زمین کی رونقیں دیکھنے کے بعد چلے جائیں گے۔ ہمارے لیے ایک گاڑی کا انتظام کرو۔"

الپا نے اس کے دماغ میں کہا "میں ابھی گاڑی بھیج رہی ہوں۔ اچھا ہے کہ یہ یہاں گھوم پھر کر واپس چلے جائیں۔"

الپا چلی گئی۔ ثانی نے اس فوجی افسر سے کہا "تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ جاؤ گاڑی لے آؤ۔"

"میں نے کہہ دیا ہے۔ ابھی گاڑی آجائے گی۔"

"جھوٹ بولتے ہو۔ ابھی تم نے کسی سے نہیں کہا ہے۔ اگر کہتے تو کیا ہمیں سنائی نہ دیتا؟"

"آپ یقین کریں۔ میں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے کہا ہے۔"

ثانی نے کہا "او۔ ہاں' یاد آیا۔ وہ جو ارضی دنیا سے ہمارے زون میں آیا ہوا ہے وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

الپا فوجی افسر کے دماغ میں واپس آچکی تھی۔ ثانی کی باتیں سن رہی تھی۔ فوجی افسر نے اس کی مرضی کے مطابق پوچھا "ہماری ارضی دنیا سے کون ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے زون میں گیا ہے؟"

ثانی نے کہا "وہ ایک خوبرو جوان ہے۔ بہت زندہ دل بھی ہے اور مکار بھی۔ اس کا نام پارس ہے۔"

"تم دونوں کے لیے گاڑی آرہی ہے۔ کیا گاڑی آنے تک پارس کے بارے میں بتاؤ گی کہ وہ وہاں کیا کر رہا ہے؟"

"زون والوں کی ناک میں دم کر رہا ہے۔ وہاں کے سائنس دانوں نے ایک ایسا انجکشن تیار کیا ہے کہ جسے لگایا جائے تو آدمی ایک سے دو ہو جاتا ہے۔"

"ایک سے دو؟ اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"مطلب یہ کہ تم ایک ہو۔ اگر تمہیں وہ انجکشن لگایا جائے گا تو تمہارے اندر سے ایک اور تم نکل آؤ گے اور تم دونوں ہم شکل جڑواں بھائی دکھائی دو گے۔"

"یہ تو ایک ناقابلِ یقین اور حیرت انگیز بات ہے۔ کیا زون کے لوگ ایک سے دو ہو رہے ہیں؟"

"دو ہونے والے تھے۔ اس سے پہلے ہی پارس نے سائنس دانوں کے پاس سے اس انجکشن کا فارمولا چرا لیا۔ ان کی لیبارٹری سے تمام انجکشن بھی لے گیا۔ وہ اور اس کی بیوی تمارا اب سنگل نہیں ڈبل ہو گئے ہیں۔ ایک تمارا اور پارس رات کو سوتے اور دن کو جاگتے ہیں۔ دوسری تمارا اور پارس رات کو جاگتے اور دن کو سوتے ہیں۔"

"اس طرح وہ کیا فائدہ حاصل کر رہے ہیں؟"

"بہت سے فائدے حاصل کر رہے ہیں۔ ہم چوبیس گھنٹوں میں سے آٹھ دس گھنٹے سو کر ضائع کر دیتے ہیں۔ کچھ وقت کھانے پینے اور عیش کرنے میں ضائع ہو جاتا ہے۔ تقریباً ہم آدھی زندگی کوئی کام نہیں کرتے لیکن وہاں ایک پارس بارہ گھنٹے کام کرتا ہے تو رات کو جاگنے والا دوسرا پارس بھی بارہ گھنٹے کام کرتا ہے۔ اس طرح وہ دونوں مل کر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر چوبیس گھنٹے کام کرتے ہیں اور چوبیس گھنٹے عیش و آرام فرماتے ہیں۔"

علی نے کہا "پھر بیوی حسین ہو تو جی چاہتا ہے ایسی دو ہوں۔ ایک پارس کی دو تمارا ہیں اور ایک تمارا کے دو پارس شوہر ہیں۔"

ثانی نے کہا "پھر یہ کہ بچے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس انجکشن کو سال میں ایک بار استعمال کیا جائے گا تو دوسرے

پارس سے تیسرا پارس اور دوسری تمارا سے تیسری تمارا نکل آئے گی۔ اس طرح ایک تو زچگی کی تکلیف سے نجات مل جائے گی۔ دوسرے یہ کہ پلے پلائے جوان پارس اور جوان تمارا کا اضافہ ہو جائے گا۔ وہ بڑھاپے میں بھی انجکشن لگایا کریں گے تو ان کے اندر سے جوان تمارا اور جوان پارس نکلا کریں گے۔ یعنی وہ بوڑھے ہونے کے باوجود جوان رہا کریں گے۔ چالیس برس بعد اس زون کی آبادی میں صرف تمارا ہی تمارا اور پارس ہی پارس نظر آئیں گے۔ جس گھر کے دروازے پر دستک دی جائے گی اس دروازے سے وہی دونوں باہر آئیں گے۔"

فوجی افسر کا سر چکرا رہا تھا۔ اس کے اندر الپا شدید حیرانی سے سن رہی تھی اور حساب لگا رہی تھی کہ پارس اگر تمارا کے ساتھ تل ابیب میں رہے گا تو چالیس برس میں پورا تل ابیب شہر تمارا اور پارس سے بھر جائے گا۔ وہاں کسی یہودی کے رہنے کی گنجائش نہیں رہے گی۔ فوجی افسر نے الپا کی مرضی کے مطابق سوال کیا "کیا پارس خلائی زون سے واپس زمین پر آئے گا؟"

"وہ زون کے سائنس دانوں اور حکمرانوں سے کہہ رہے تھے کہ وہ ہر سال ایک تمارا اور ایک پارس کو ارضی دنیا کے ایک ایک ملک میں بھیجا کریں گے اور انہیں انجکشن کا ذخیرہ دیا کریں گے تاکہ وہ ہر ملک میں تمارا ہی تمارا' پارس ہی پارس کا اضافہ کرتے رہیں۔"

"یہ ناممکن ہے' ایک ہی شخصیت ایک سے دو' دو سے چار اور چار سے آٹھ نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہوا تو اکیسویں صدی کے دوران پوری دنیا میں صرف تمارا اور پارس نظر آئیں گے۔ باقی لوگ کہاں جائیں گے؟"

"باقی لوگوں کے گھر بچے پیدا نہیں ہوں گے۔ انہیں خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلے میں ایسی دوائیں کھلائی جائیں گی کہ وہ سب اولاد سے محروم رہتے رہتے اپنی عمر گزار کر دنیا سے چلے جائیں گے۔"

"کیا فرہاد علی تیمور کی فیملی بھی اس طرح ختم ہوگی اور صرف تمارا اور پارس رہ جائیں گے؟"

"فرہاد علی تیمور کی پوری فیملی خلائی زون میں جا کر رہا کرے گی۔"

الپا نے فوجی افسر کی زبان سے بے اختیار کہا "وہ فرہاد فیملی نہیں' فراڈ فیملی ہے۔ اسرائیل اور امریکا پر پابندی لگائی جارہی ہے کہ ہم میں سے کوئی خلائی زون کا رخ نہ کرے۔ یعنی فرہاد' پارس کے ذریعے زون میں اجارہ داری قائم کر رہا ہے۔ دوسروں کا راستہ روکنے کے حربے استعمال کرتا جارہا ہے۔"

ثانی نے فوجی افسر سے کہا "تعجب ہے' تم اچانک کسی عورت کی آواز میں بول رہے ہو۔"

علی نے کہا "معلوم ہوتا ہے' ارضی دنیا والوں کی جنس کھڑے کھڑے بدل جاتی ہے۔"

ان کے لیے گاڑی آگئی۔ علی نے کہا "ڈرائیور کو گاڑی سے نکلنے کو کہو۔ ہماری گاڑی میں کوئی نہیں آئے گا۔"

افسر نے کہا "آپ کو ڈرائیو کرنے میں زحمت ہوگی۔"

"ہم جو کہہ رہے ہیں' وہ کرو۔ اگر ہمارے پیچھے آؤ تو ہم سے... کم از کم تین چار گز کے فاصلے پر رہنا ورنہ ہم کسی کے جانی نقصان کے ذمے دار نہیں ہوں گے۔"

وہ دونوں کار کی اگلی سیٹوں پر آکر بیٹھ گئے۔ وہ صرف ٹیلی پیتھی نہیں جانتے تھے بلکہ غیر معمولی سماعت و بصارت کے بھی حامل تھے۔ میلوں دور کی ہلکی سے ہلکی آواز بھی سن لیتے تھے۔ اس وقت کار کے انجن میں ایک چھوٹا سا بم لگا ہوا تھا۔ اگر ٹائم بم ہوتا تو ٹک ٹک' ٹک ٹک کی آواز کوئی بھی سن سکتا تھا لیکن وہ ریموٹ کنٹرول سے بلاسٹ ہونے والا بم تھا۔ اس بم کی ننھی سی بیٹری میں اتنی ہلکی سی سرسراہٹ تھی کہ دونوں نے غیر معمولی سماعت کے ذریعے اسے سن لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ سایہ بن گئے۔ ان سے دور جانے والے ڈرائیور نے الپا کی مرضی کے مطابق ریموٹ کنٹرولر کے ایک بٹن کو دبایا۔ اس کے ساتھ ہی ایک زبردست دھماکا ہوا۔ کار ٹکڑے ٹکڑے ہو کر شعلوں میں لپٹ کر دور تک فضاؤں میں بکھرنے لگی۔

فوجی افسر اور ڈرائیور زیادہ دور نہیں تھے۔ وہ بھی دھماکے کی زد میں آکر تڑپ تڑپ کر دم توڑنے لگے۔ الپا نے پہلے ہی یہ پلاننگ کی تھی۔ ڈرائیور اس کار میں ہوتا تو اس کے دماغ پر قابض ہو کر اس کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرولر کا بٹن دبا دیتی۔ خلائی مخلوق کے ساتھ ڈرائیور کو بھی قربان کر دیتی اور وہ ایسا کر چکی تھی۔ اپنی دانست میں دونوں خلائی مخلوق کو فنا کر چکی تھی۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے برین آدم سے بولی "بگ برادر! تین ریڈیوشس کے جانے کے بعد اس میدان میں دو خلائی مخلوق رہ گئی تھیں۔ میں نے ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے ایک بم سے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔"

"کیا واقعی؟ تم اچھی طرح اطمینان کرو۔ جہاں وہ ہلاک ہوئے ہیں وہاں دور تک ان کے گوشت اور ہڈیوں کے ٹکڑے بکھرے ہوں گے۔"

"میں ابھی تصدیق کر کے آپ کے پاس آتی ہوں۔"

اس نے دو فوجی افسروں کو دھماکے کی جگہ جانے کا حکم دیا۔ وہ دونوں چند مسلح جوانوں کے ساتھ پہاڑی سے اتر کر آئے۔ سرچ لائٹ کے ذریعے دور تک دیکھنے لگے۔ وہاں ایک فوجی افسر اور ڈرائیور کی سالم لاشیں پڑی ہوئی تھیں لیکن بم کے دھماکے سے جن دو خلائی مخلوق کے چیتھڑے اڑے تھے ان کے گوشت اور ہڈیوں کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ کافی دیر تک تلاش کرنے کے باوجود ناکامی ہوتی رہی۔

الپا نے آکر کہا "بگ برادر! کچھ گڑبڑ ہوگئی ہے۔ ان کی لاشوں کے ٹکڑے کہیں نظر نہیں آرہے ہیں۔"

"الپا! تم نے انھیں ہلاک کرنے سے پہلے ہر پہلو کا جائزہ نہیں لیا۔ تمھیں معلوم تھا کہ وہ خلائی مخلوق سایہ بن جاتی ہے اور کسی سائے پر بم کے دھماکے اثر انداز نہیں ہوتے۔"

وہ چونک کر بولی "او بگ برادر! جب بم کا دھماکا ہوا تو اس کے ساتھ ان کے ایٹمی لباس سے ایٹمی شعاعوں کو نکلنا چاہیے تھا لیکن وہاں ان کے لباس کے تباہ ہونے کے بھی آثار نظر نہیں آئے۔"

"کوئی خلائی مخلوق ایٹمی لباس کے بغیر نہیں آئے گی۔ اب یہ ثابت ہوچکا ہے کہ وہ دونوں زندہ ہیں۔ وہ دھماکے سے پہلے ہی سایہ بن گئے تھے۔ تمہاری یہ ناکامی انھیں ہمارا دشمن بنا چکی ہوگی۔"

"میں نے انھیں فریب سے ہلاک کرنا چاہا۔ وہ غصے میں ہمارے خلاف کچھ نہ کچھ کرسکتے ہیں لیکن ان کی طرف سے ایسی خاموشی ہے جیسے وہ مرچکے ہوں۔"

"ان کی موت کے آثار نظر نہیں آئے لہٰذا ان کی خاموشی سے یہ فریب نہ کھاؤ کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔"

"او گاڈ! پتا نہیں، ان کی خاموشی کون سا طوفان برپا کرنے والی ہے۔ جب تک ان کی انتقامی کارروائی کی نوعیت معلوم نہ ہو، ہم حفاظتی اقدامات بھی نہیں کرسکیں گے۔"

الپا برین آدم کو اس فارمولے کے متعلق بتانے لگی جس کے بارے میں ثانی اور علی سے سن چکی تھی۔ برین آدم نے سننے کے بعد کہا "یہ بچکانا سی بات ہے کہ ایک شخص کے وہ مخصوص انجکشن لگایا جائے تو اس کے اندر سے ویسا ہی ایک اور شخص نکل آتا ہے لیکن اس بیسویں صدی کے آخر میں ایسے ایسے ناقابل یقین تماشے نظر کے سامنے آچکے ہیں کہ اب ہم ناممکن سی بات کو بھی ممکن سمجھنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ ویسے یقین کرلینے سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ اگر ایک سے دو اور دو سے چار ہوجاتے ہیں تو یہ تماشا بھی ایک نہ ایک دن ہمارے سامنے ہوگا۔"

"یہ سب فرہاد کی پلاننگ ہے۔ اس پلاننگ کے مطابق اکیسویں صدی کے وسط تک ساری دنیا میں صرف تمارا ہی تمارا اور پارس ہی پارس نظر آئیں گے۔ دنیا کے باقی لوگ بے اولاد رہ کر مرجائیں گے اور فرہاد کی پوری فیملی تمارا اور پارس کو اس دنیا میں چھوڑ کر خلائی زون میں آباد ہوجائے گی۔ اسرائیل اور امریکا کو اسی لیے دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ ہم خلائی زون کا رخ نہ کریں ورنہ زون کی طرف لے جانے والے فلائنگ شوز اور اپنا دفاع کرنے والے ایٹمی لباس تباہ کردیے جائیں گے۔"

"ایک سے دو اور دو سے چار ہونے والی بات کہاں تک درست ہے، یہ آئندہ دیکھا جائے گا۔ فرہاد اور اس کی فیملی کے لوگ خلائی زون پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے ضرور کچھ کررہے ہیں اور اتنی رازداری سے کررہے ہیں کہ ہمارے ذہین جاسوس معلومات حاصل کرنے کے لیے زون کی طرف پرواز نہیں کرسکیں گے۔"

"بگ برادر! ہمیں جلد سے جلد ان پابندیوں کو توڑنا چاہیے جو فرہاد یا بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے لگائی گئی ہیں۔"

"امریکی انٹیلی جنس والے ہم سے تعاون کریں گے تو شاید ہم کچھ کرسکیں گے۔ تم ان سے رابطہ کرو۔ انھیں آئندہ پیش آنے والے بدترین حالات کا آئینہ دکھاؤ۔ تمہارے ذریعے میں بھی ان سے گفتگو کروں گا۔"

کچھ عرصے پہلے الپا نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کرکے رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کو اپنا دشمن بنایا تھا۔ یہ دشمنی بالواسطہ امریکا سے تھی۔ اب اسی ملک سے دوستی اور تعاون کے لیے اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور فوج کے ایک جنرل کے پاس پہنچ گئی۔

آرمی ہیڈ کوارٹر میں جنرل اور دوسرے اعلیٰ افسران جشن منا رہے تھے۔ انھیں ٹرانسفارمر مشین مل گئی تھی۔ جزیرے پر ان کا قبضہ ہوگیا تھا۔ فوج کا بول بالا ہوگیا تھا۔ رمی ریز نے کچھ عرصے تک فوج کو کمتر بنائے رکھا تھا۔ اب پھر سے برتری حاصل ہوگئی تھی۔

انھوں نے بڑی رازداری سے برتری حاصل کی تھی۔ جزیرے پر قبضہ ہونے تک رمی ریز اور ٹیری ٹیلر کو شبہ تک نہیں ہوا۔ وہ بڑے پُراعتماد تھے کہ جزیرے اور مشین تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ جب ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی، تب تک وہ بری طرح اپنا سب کچھ ہار چکے تھے۔

پہلے الپا ان کی ٹی پی آرمی کے پانچ جوانوں کو لے گئی۔ تین جوان ٹی پی آرمی سے نکل کر آزاد رہنے کے لیے کہیں گم ہوگئے۔ ماسٹر کبریا فرہاد کے ذریعے پہلے گیارہ عدد خیال خوانی کرنے والے رمی ریز کی سرپرستی سے نکل کر آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئے پھر جزیرے میں جو بقیہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے وہ بھی ٹرانسفارمر مشین کے ساتھ فوج کے سائے میں چلے گئے۔

اب رمی ریز کے پاس صرف سات خیال خوانی کرنے والے رہ گئے تھے۔ فوجی افسر جس وقت کامیابی کا جشن منا رہے تھے اس وقت رمی ریز اور ٹیری ٹیلر ماتمی انداز میں سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے تھے۔

ٹیری ٹیلر نے کہا "ہم کتنی تیزی سے کامیابیاں حاصل کرتے ہوئے عروج حاصل کررہے تھے۔ اچانک ایسی پستی میں گریں گے، یہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔"

رمی ریز نے کہا "فرہاد نے اپنے بیٹے کو اس ملک میں پہنچا کر ہماری بساط الٹ دی ہے ورنہ فوج کے تمام اعلیٰ افسران ساری عمر کوشش کرتے رہتے، تب بھی ہمارے جوانوں اور اس مشین تک نہ پہنچتے۔"

"مجھے یہ سوچ کر غصہ آرہا ہے کہ ہم اس بچے کا کچھ نہیں بگاڑ

سکے۔ وہ سایہ بن کر ہمیں ناکام بناتا رہا۔"

"غصہ کرنے سے اپنی ہی صحت پر برا اثر پڑے گا۔ کبریا فرہاد کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں تھیں اور کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے سایہ بن کر اس کے آگے پیچھے تھے۔ ایسے میں کوئی اسے ایک انگلی سے بھی نہیں چھو سکتا تھا۔ ویسے بھی جو ہوچکا ہے اس کے لیے سر پیٹنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

"وہ تمام افسران جشن منا رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں ان کے دماغوں میں پہنچ کر زلزلے پیدا کروں۔ انھیں یہ ذہن نشین کرادوں کہ وہ سب یوگا کے ماہر نہیں بن سکیں گے۔ ہم جب چاہیں گے ان کے اندر زلزلے پیدا کرتے رہیں گے۔"

"ہم پہلے ہی غدار اور ملک دشمن کہلا رہے ہیں۔ اپنے ملک کے فوجیوں کو ذہنی مریض بنانے کے نتیجے میں ہم غداری کا لگا ہوا الزام نہیں دھو سکیں گے۔ اس کے علاوہ کبریا فرہاد وہاں موجود ہوگا۔ وہ ہمارے خلاف پھر کچھ ایسے اقدامات کرے گا کہ جو سات خیال خوانی کرنے والے ٹی پی آرمی میں رہ گئے ہیں، وہ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے۔"

"اس بچے نے ہمیں سہم کر رہنے پر مجبور کردیا ہے۔ مجھے پھر غصہ آرہا ہے۔"

"پلیز ٹیری! ہمیں سنجیدگی اور سکون سے سوچنا چاہیے کہ ہم ہاری ہوئی بازی کیسے جیت سکتے ہیں۔"

"میرا دماغ کام نہیں کررہا ہے۔ تم ترکیب سوچو، میں اس پر عمل کروں گا۔"

"ابھی میں جشن منانے والے فوجیوں کے اندر جا رہا ہوں۔ یہ معلوم کروں گا کہ کبریا فرہاد ہمارے ملک میں کب تک رہے گا۔ ہمیں اس کی موجودگی میں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہیے جس سے نقصان پہنچتا ہو۔ اس سے بچ کر رہنا دانش مندی ہے۔"

رمی ریز خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا جنرل کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں الپا پہلے سے موجود تھی۔ جنرل اس سے کہہ رہا تھا۔ "تم نے دھمکی دی تھی کہ جزیرے پر بمباری کراؤگی اور ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کردوگی۔ اب ہمیں مشین حاصل کرنے کی مبارک باد دے رہی ہو۔"

وہ بولی "میں نے جزیرے اور مشین کو تباہ کرنے کی دھمکی تمھیں نہیں دی تھی۔ اس وقت وہ رمی ریز کی تحویل میں تھی اور میں نے رمی ریز کو دھمکی دی تھی۔"

"چلو یہی سہی۔ اب کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"میری بات ذرا توجہ سے سنو۔ بابا صاحب کے ادارے سے اعلیٰ بی بی (ثانی) کو ہمارے ملک میں بھیجا گیا ہے اور تمہارے ملک میں کبریا فرہاد پہنچا ہوا ہے۔ وہ اس دنیا کو بچوں کے لیے جنت بنانے کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمیں خلائی زون کی طرف جانے سے روکتے ہیں اور خود وہاں پارس کو بھیج کر اس زون پر اپنی اجارہ داری قائم کررہے ہیں۔ وہ جب چاہتے ہیں، سائے میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آئندہ وہ ایک اور حیرت انگیز تماشا دکھانے والے ہیں۔ اس تماشے کے متعلق سنوگے تو یقین نہیں کروگے۔"

"جب ہم ٹھوس جسم کے سائے میں تبدیل ہونے کا تماشا دیکھ رہے ہیں تو آئندہ ناقابلِ یقین تماشوں پر بھی یقین کرلیں گے۔"

"خلائی زون کے سائنس دانوں نے ایک ایسی دوا تیار کی ہے جسے اگر تمہارے جسم میں انجکٹ کیا جائے تو تمہارے اندر سے ایک اور "تم" نکل آؤگے۔ ایک جنرل کے دو جنرل بن جاؤگے۔ اگر دوسرے جنرل کے جسم میں انجکشن لگاؤگے تو اس کے اندر سے بھی ایک اور جنرل نکل آئے گا۔"

"یہ تو انتہائی بچکانا سی بات ہے۔ تمھیں خلائی زون کی بات کیسے معلوم ہوئی؟"

"کیا تم نے ہمارے چینل کا پروگرام آٹھ گھنٹے پہلے نہیں دیکھا۔ خلائی مخلوق تین روبوٹس کے ساتھ آئی ہیں۔ وہ روبوٹس تو واپس چلے گئے ہیں لیکن دو خلائی ہستیاں یہاں رہ گئی ہیں۔ انھوں نے بتایا ہے کہ پارس زون میں کیا کررہا ہے۔ اس نے ایک سے دو اور دو سے چار بنانے والا فارمولا اور دوائیں سائنس دانوں سے چھین لی ہیں۔"

الپا جنرل کو وہ تمام باتیں تفصیل سے بتانے لگی کہ آئندہ پارس ایک نہیں رہے گا۔ اکیسویں صدی کے وسط تک ارضی دنیا کے تمام ملکوں میں تمارا ہی تمارا اور پارس ہی پارس نظر آئیں گے۔ دنیا کے باقی لوگ بے اولاد رہ کر نابود ہوجائیں گے۔ فرہاد کی فیملی کے تمام افراد خلائی زون میں جاکر آباد ہوجائیں گے۔

جنرل نے کہا "ایسا ممکن ہے یا نہیں؟ لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی ہے کہ فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد خلائی زون میں اپنی حکمرانی قائم کرنے کے لیے ہمارا راستہ روک رہے ہیں۔"

"انھوں نے ہمارے ممالک پر پابندی لگائی ہے۔ ہمارا ایک بھی فرد خلائی زون کی طرف پرواز کرے گا تو وہ ہمارا اور تمہارا تمام خلائی سامان تباہ کردیں گے۔ ہمیں ایک دوسرے کے تعاون سے ان پابندیوں کو توڑنا ہوگا۔ اگر ایسے وقت ہم ایک نہ ہوئے تو آئندہ صدی میں ان کے غلام بن جائیں گے۔"

جنرل سوچ میں پڑگیا۔ الپا نے کہا "تم سوچ رہے ہو کہ فرہاد کے بیٹے نے تم فوجیوں پر بڑے احسانات کیے ہیں۔ اب ان کی عائد کردہ پابندیوں کو کیسے توڑوگے؟ اس کے باوجود تم یہ بھی سوچ رہے ہو کہ انھوں نے اپنے دباؤ میں رکھنے کے لیے ہی یہ احسانات کیے ہیں۔ بے شک یہی چال چلی گئی ہے۔ رمی ریز سے ٹرانسفارمر مشین اور خیال خوانی کرنے والے جوان چھین کر تمہاری جھولی میں ڈال دیے۔ سوچنے کی بات ہے ایسی غیر معمولی مشین اور خیال خوانی کرنے والے کوئی کسی کے حوالے نہیں کرتا۔ فرہاد ان سے

بہتیرے فائدے حاصل کرسکتا تھا لیکن ان فائدوں سے زیادہ خلائی زون پر حکومت کرنے کے فائدے ہیں اسی لیے احسانات کی زنجیروں میں جکڑ کر خلائی زون کی طرف جانے سے روکا جارہا ہے۔"

"میں ان باتوں کو سمجھ رہا ہوں لیکن ایسا کوئی راستہ بجھائی نہیں دے رہا ہے کہ ہم اپنے خلائی سامان کو سایہ بننے والوں سے چھپا کر رکھ سکیں۔"

"کیا وہاں کبریا فرہاد موجود ہے؟"

"نہیں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے میں جارہا ہے۔ یہ چار گھنٹے پہلے کی بات ہے۔ وہ جاچکا ہوگا۔ اس کی بات کا یقین کرنا پڑے گا۔ سایہ بن جانے والوں کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں ہی ہمارے لیے برابر ہے۔"

"سایہ بن جانے والی دو ہستیاں خلائی زون سے ہمارے ملک میں آئی ہیں۔ میں نے انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی۔ وہ دونوں میری دشمن بن چکی ہوں گی۔ اب ان سے رابطہ ہوگا تو تمہارا ایک خیال خوانی کرنے والا انہیں امریکا آنے اور تم سے رابطہ کرنے کی درخواست کرے گا۔ اگر تم انہیں کسی طرح دوست بنالوگے تو وہ دونوں سایہ بن جانے والی ہستیاں فرہاد کے سایہ بننے والوں کو ایسے کاٹیں گی جیسے لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔"

"ہُوں۔ ہمارے پاس سایہ بننے والے نہیں ہیں۔ اگر وہ دو ہستیاں ہماری دوستی قبول کریں گی تو ہم سب سے پہلے ان کے ذریعے خلائی سامان کو دوسری جگہ چھپائیں گے۔"

ریکریشن ہال میں جشن منایا جارہا تھا۔ جنرل اس ہال سے ملحقہ ایک کمرے میں بیٹھا الپا سے باتیں کررہا تھا۔ ایسے وقت فوج کا کرنل وہاں آیا۔ وہ نشے میں لڑکھڑا رہا تھا۔ اس کے قریب آتے ہوئے کہا "ان لمحات میں تمہارے سامنے میں نہیں بول رہا ہوں۔ وہ میرے اندر جو بول رہی ہے وہی بات میں دہراتا جارہا ہوں۔"

جنرل نے پوچھا "تمہارے اندر کون بول رہی ہے؟"

"وہ خلائی زون سے آئی ہے اور وہ ایک نہیں دو ہیں۔"

الپا نے چونک کر جنرل سے کہا "یہ دونوں وہی ہیں' جنہیں میں ہلاک نہ کرسکی۔ تم دوستانہ انداز میں اسے مخاطب کرو۔"

جنرل نے کہا "میں خلا سے آنے والی دونوں ہستیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسرائیل میں تمہیں ریموٹ کنٹرولنگ بم سے ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ دراصل اسرائیل کے فوجیوں نے ایسا نہیں کیا تھا۔ وہ ہمارے دشمن فرہاد علی تیمور کی چال تھی۔ وہ تم دونوں کو اسرائیلی حکام کے خلاف بھڑکانا چاہتا تھا۔"

کرنل کے ذریعے دیوی نے پوچھا "تم کس کی باتیں کررہے ہو۔ ہمیں کسی نے اسرائیل میں ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کی۔ میں تو اپنے تینوں روبوٹس کے ساتھ اس جزیرے میں ہوں جہاں ٹرانسفارمر مشین بحفاظت رکھی گئی ہے۔"

جنرل اچھل کر کھڑا ہوگیا "نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہماری اس مشین تک کوئی پہنچتا تو یہاں خطرے کی گھنٹی بجنے لگتی۔"

"ہم نے جزیرے کے کسی آدمی کو اس قابل نہیں چھوڑا ہے کہ وہ وہاں سے خطرے کا سگنل دے سکے۔ تمہارے مسلح فوجیوں کے علاوہ چار خیال خوانی کرنے والے تھے۔ انہیں ہم نے کوما میں رکھا ہے۔"

جنرل نے پریشان ہوکر فون کے ذریعے جزیرے کے انچارج سے رابطہ کیا۔ ادھر سے آواز آئی "ہیلو! یہ اَن نون آئی لینڈ ہے تم کون ہو؟"

"میں ٹیلی پیتھی جاننے والے وکٹر رائیس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں آرمی کا جنرل بول رہا ہوں۔"

"جنرل صاحب' میں تم کو سلیوٹ کررہا ہوں مگر فون پر تم دیکھ نہیں سکوگے۔ تمہارے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی کوما میں ہیں اور نہ جانے کب تک اسی حالت میں رہیں گے۔"

"تم کون ہو؟"

"میرے سامنے تین روبوٹ کھڑے ہیں۔ میں ان کا غلام ہوں۔ یہ کہہ رہے ہیں' کوئی جزیرے کا رخ نہ کرے ورنہ یہ روبوٹس واشنگٹن کا رخ کریں گے تو اس شہر کو کھنڈر بنادیں گے۔"

جنرل جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ فون کے ذریعے تینوں افواج کے سربراہوں اور اعلیٰ حکام سے رابطہ کرنے لگا اور انہیں بتانے لگا کہ خلائی مخلوق دو عدد ہیں اور روبوٹس تین عدد۔ خلائی مخلوق خیال خوانی کے ذریعے آرمی ہیڈ کوارٹر میں ہیں اور تین روبوٹ جزیرے میں ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جماچکے ہیں۔ انہوں نے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کوما میں رکھا ہوا ہے۔ پوری فوج کو مستعد رکھا جائے۔ خلائی مخلوق اور روبوٹس کے ایٹمی ہتھیاروں سے بچاؤ کی تدابیر کی جائیں۔

وہ دیر تک اپنے ملک کے تمام اکابرین کو خطرات سے آگاہ کرتا رہا۔ اس دوران الپا نے کرنل کے دماغ میں آکر کہا "میں خلائی مخلوق سے مخاطب ہوں۔ میرا نام الپا ہے۔ میرا تعلق اسرائیل سے ہے۔ ابھی خلائی مخلوق نے کہا ہے کہ میرے ملک میں کسی نے انہیں ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو وہ دونوں کون تھے جو ریموٹ کنٹرولر بم کی زد میں آنے سے پہلے خود کو خلائی مخلوق کہہ رہے تھے۔ وہ بھی سایہ بن کر بم کے دھماکے سے محفوظ رہے ہیں۔ کیا تم جانتی ہو کہ تمہارے علاوہ بھی دو عدد خلائی ہستیاں اس ارضی دنیا میں آئی ہوئی ہیں۔"

دیوی نے کہا "میں حیران ہوں کہ میرے علاوہ دو اور ہستیاں یہاں پہنچی ہوئی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو وہ تمارا اور پارس ہوں گے۔"

الپا پہلے تو حیران ہوئی پھر بولی "لیکن وہ دونوں تمارا اور پارس کے بارے میں عجیب و غریب باتیں بتارہے تھے۔"

دیوی نے کہا "میں جانتی ہوں۔ پارس خلائی زون میں اپنی

حکمرانی قائم کرنے کی کوششیں کررہا ہے' مولوی بن گیا ہے۔ وہاں اسلام پھیلا رہا ہے۔"

"اسرائیل میں جو خلائی ہستیاں ہیں وہ کہہ رہی تھیں کہ پارس کے پاس ایسی انجکٹ کی جانے والی دوائیں ہیں جن کے ذریعے وہ ایک پارس سے دو پارس اور دو سے چار' چھ' آٹھ' دس کتنے ہی پارس بنا سکتا ہے۔"

"بکواس ہے۔ میں نے وہاں رہنے کے دوران ایسی کوئی بات نہیں دیکھی اور یہ بچوں کی سی باتیں ہیں کہ پارس ایک سے دو اور پھر کئی پارس بنتا چلا جاتا ہے۔"

"میری یہ الجھن دور کرو۔ وہ خلائی ہستیاں کون ہیں۔ ان کے پاس ایٹمی لباس ہیں اور وہ سایہ بن جاتی ہیں۔"

دیوی نے کہا "مجھے زمین پر آکر معلوم ہوا کہ اب اس دنیا میں بھی ایٹمی لباس کافی تعداد میں ہیں اور ایک خاص گروہ کے لوگ سایہ بن جایا کرتے ہیں۔ انہی سایہ بننے والوں نے تمہارے سامنے خود کو خلائی ہستیاں بنا کر پیش کیا ہوگا۔"

"اگر وہ فریبی ہیں تو میں ان سے نمٹ لوں گی۔ کیا تم مجھ سے دوستی کروگی؟ تمہارے تین روبوٹس کے حوالے سے پتا چلتا ہے کہ تم ارضِ اسرائیل پر آئی تھیں پھر ہم سے کچھ کہے سنے بغیر یہاں چلی آئی ہو۔ میں اپنے ملک میں دوستی کی پیش کش نہ کرسکی۔ یہاں کررہی ہوں۔ تم ارضی دنیا کے دشمنوں کو نہیں جانتی ہو۔ میں بہن بن کر تمہاری راہنمائی کروں گی۔"

"دوست بنوگی یا بہن! دوستی دور سے بھی ہوسکتی ہے۔ بہن بنوگی تو ہم دونوں کو ایک دوسرے کے روبرو آنا ہوگا۔"

"دونوں طرف طاقت کا توازن ہو تو روبرو آنا چاہیے۔ تمہارے پاس غیر معمولی صلاحیتیں ہیں لہٰذا دور کی دوستی بہتر ہوگی۔"

وہ دونوں کرنل کے دماغ میں بول رہی تھیں۔ ایسے وقت رِی ریز کی سوچ کی لہروں نے کہا۔ "میں خلائی ہستی سے مخاطب ہوں۔ میرا نام رِی ریز ہے۔ میں خلائی ہستی سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔"

دیوی نے کہا "طاقتور کے سب ہی دوست ہوتے ہیں۔ مجھے اپنی طاقت کا اندازہ تھا۔ اب یقین ہورہا ہے۔ تم دوستی کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

وہ بولا "بابا صاحب کے ادارے سے امریکا اور اسرائیل کو دھمکیاں دی گئی ہیں کہ وہ خلائی زون کی طرف جانا چاہیں گے تو ان کے خلائی لباس اور جوتے تباہ کردیے جائیں گے لیکن میرے پاس کوئی خلائی سامان نہیں ہے اور نہ ہی کوئی سایہ میرے اور ٹیری ٹیلر کے اندر آسکتا ہے۔ اے خلائی ہستی! میں تمہارے تعاون سے خلائی زون کی طرف جانا چاہتا ہوں۔"

دیوی نے اس کا ٹیلی فون نمبر نوٹ کیا پھر کہا "الپا اور امریکی جنرل سے باتیں کرنے کے بعد تم سے علیحدگی میں بات کروں گی۔ تم آج رات ایک بجے انتظار کرنا۔ اب ہم عورتوں کے درمیان سے جاؤ۔"

جنرل نے اپنے اکابرین سے باتیں کرنے کے بعد پوچھا "کرنل! تم اس طرح سر جھکائے کیوں بیٹھے ہو؟"

کرنل نے کہا "میں سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا۔ دو عورتوں نے میرے دماغ کو ملاقات کی جگہ بنالیا ہے۔"

الپا نے جنرل کے اندر آکر کہا "کرنل کی شکایت بجا ہے۔ بے چارے کا سر دکھ رہا ہوگا۔"

دیوی نے کہا "تو میں بھی جنرل کے پاس آگئی۔ اتنی دیر میں جنرل تمام حفاظتی انتظامات کرچکا ہوگا۔"

جنرل نے کہا "بھلا ہم تمہارے حملوں کے خلاف کیا کرسکتے ہیں۔ تم دھمکی دے چکی ہو کہ ہماری فوج جزیرے کا رخ کرے گی تو تمہارے روبوٹس واشنگٹن کو تباہ کردیں گے۔ اب کھل کر بتادو۔ تمہارے ارادے کیا ہیں؟"

"ارادوں کے متعلق پوچھا جائے تو ہم سب کے ارادے ایک ہی ہیں۔ ہم سب ایک دوسرے کے مقابلے میں زیادہ طاقت' مضبوط اقتدار اور اپنی انا کی تسکین کے لیے برتری چاہتے ہیں۔ انہی باتوں کے لیے اس دنیا میں اتنے ہنگامے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔"

الپا نے کہا "تم شام کو روبوٹس کے ساتھ ہمارے ملک میں آئیں پھر امریکا میں رات ہوتے ہی آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئیں۔ جزیرے پر قبضہ بھی کرلیا۔"

دیوی نے کہا "اس کے لیے کافی وقت لگا ہے۔ اسرائیل اور امریکا کے درمیان سورج کافی سست رفتاری سے فاصلہ طے کرتا ہے۔"

"تم خلائی زون سے آئی ہو لیکن ارضی دنیا کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو' کیا پہلے بھی زمین پر آچکی ہو؟"

"میرا اس زمین سے بہت گہرا تعلق ہے لیکن تمہیں نہیں بتاؤں گی۔ جنرل سے کہتی ہوں اگر یہاں کے فوجی دس دن تک جزیرے کا رخ نہیں کریں گے تو میں گیارہویں دن اس جزیرے اور مشین کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"

"یعنی تم دس دن تک ہمارے ملک میں رہوگی؟ وہاں کیا کروگی؟ کیا خلائی باشندوں کو بلا کر انہیں مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھاؤگی؟"

"میں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔ تمہیں یہ سوچ کر مطمئن ہونا چاہیے کہ اپنے سیکڑوں ہزاروں فوجیوں کی ہلاکت کے بغیر وہ ٹرانسفارمر مشین درست حالت میں تمہیں واپس مل جائے گی۔"

"ہم کیسے یقین کریں کہ تم دس دن بعد مشین واپس کردوگی؟"

"یقین نہیں ہے تو جنگ کرو۔ مجھ سے مشین چھین لو۔"

جنرل بے بسی سے پہلو بدلنے لگا۔ الپا نے اس سے کہا "وہ مشین کچھ عرصے تک رمی ریز کے قبضے میں رہی تھی پھر تمہیں مل گئی۔ اب بھی اسی طرح صبر کرو۔ وہ صرف دس دن تک تمہاری تحویل میں نہیں رہے گی۔ تمہاری چیز ہے پھر تمہیں مل جائے گی۔"

دیوی نے کہا "اور یہ بھی یقین رکھو کہ دس دن بعد صرف مشین ہی نہیں ملے گی' خلائی زون کی طرف جانے کے سلسلے میں میرا بھرپور تعاون بھی ملے گا۔"

جنرل نے چونک کر پوچھا "کیا واقعی اس سلسلے میں ہم سے تعاون کروگی؟ لیکن..... لیکن تم خلا سے آئی ہو' تمہیں بابا صاحب کے ادارے کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔"

"تم نہایت ہی بکواس جنرل ہو۔ نہ مجھ پر یہ یقین کرتے ہو کہ میں مشین واپس کروں گی اور نہ ہی یہ یقین ہے کہ میں بابا صاحب کے ادارے کی طاقت کے سامنے ٹھہر سکوں گی۔ بہتر ہے تم اکیلے ہی فکر کرتے رہو اور مرتے رہو۔ الپا! یہاں سے چلو' مجھے بتاؤ کس کے دماغ میں ہماری ملاقات ہوگی۔"

الپا نے اسے ایک ٹیلی فون نمبر بتایا پھر وہ دونوں جنرل کے دماغ سے چلی گئیں۔ دیوی کی مصروفیات کے دوران ڈمی شی تارا دوسرے اہم معاملات میں مصروف تھی۔ وہ سایہ بن کر امریکا میں ہندوستانی سفیر کے پاس آئی۔ وہ اپنے بیڈ روم میں شراب پی رہا تھا۔ ایک پیگ پینے کے بعد بوتل اٹھا کر گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔ شی تارا نے نیچے سے گلاس ہٹا دیا۔ تھوڑی سی شراب نیچے گری۔ سفیر چونک کر گلاس اور بوتل کو دیکھنے لگا۔ اسے آواز سنائی دی "میں تمہارے پاس موجود ہوں۔ میں ہوں دیوی شی تارا۔ تم نے میرا نام سنا ہوگا۔"

وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا "کیا تم ٹیلی پیتھی جاننے والی دیوی ہو؟"

"ہاں۔ میں وہی ہوں۔ میں نے کئی بار اپنے دیس کی بھلائی کے لیے اور اس کا وقار بلند رکھنے کے لیے خطرناک دشمنوں سے جنگ کی ہے لیکن بھارتی سرکار مجھے اپنے ہی دیس کا دشمن سمجھتی رہی۔ بھارتی نیتا کبھی مجھ پر بھروسا کرتے ہیں اور کبھی نہیں کرتے لیکن اب بھروسا کریں یا نہ کریں' میں بھارت کے تمام اعلیٰ حکام پر حکومت کروں گی۔"

"دیوی جی! آپ میرے پاس کیوں آئی ہیں؟"

"میں نے تمہارے چور خیالات پڑھے ہیں۔ تم ایک سچے ہندوستانی ہو' تم سوچتے ہو کہ تمہیں کوئی غیر معمولی قوت حاصل ہو جائے تو تم بھارت دیس کو سپر پاور بنا دوگے۔"

"جی ہاں' میں اکثر سوچتا ہوں۔ کئی بار یہ بھی سوچا کہ بھارت سرکار آپ کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتی ہے۔"

"میں چاہتی ہوں' تم فائدہ اٹھاؤ۔ یہاں امریکا میں میرے نمائندے کی حیثیت سے.... کام کرو۔ مجھے ایسے ہندوستانی صحت مند جوانوں کے نام اور پتے بتاؤ' جو امریکا میں ہیں اور جو تعلیم یافتہ' ذہین اور حاضر دماغ ہیں۔ میں ان تمام جوانوں کو چوبیس گھنٹے کے اندر ٹیلی پیتھی سکھاؤں گی۔"

وہ خوش ہو کر بولا "ٹیلی پیتھی؟ کیا آپ ٹیلی پیتھی سکھائیں گی؟"

"ہاں۔ میں جیسے قابل اور باصلاحیت جوان چاہتی ہوں' ویسے جوانوں تک مجھے پہنچاؤ۔"

"میرا بیٹا وجے دت صحت مند اور ذہین ہے۔ یہاں ایک ڈاکٹر اور سائنس دان کی پرائیویٹ لیبارٹری میں اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔"

"اس کا فون نمبر اور پتا بتاؤ۔ میں کسی وقت بھی اس سے باتیں کروں گی۔ اب دوسرے جوانوں کے نام اور پتے بتاؤ۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے دفتری کمرے میں آیا۔ وہاں ایسی کئی فائلیں تھیں جن میں ہندوستان سے آنے والوں کے نام اور پتے درج تھے۔ وہ ان فائلوں کو پڑھ کر نام پتے اور ٹیلی فون نمبر نوٹ کرانے لگا۔

جب دیوی اپنی مصروفیات سے فارغ ہوئی تو ڈمی شی تارا نے تمام نوٹ کیے ہوئے نام اور پتے اس کے سامنے رکھ دیے۔ دیوی نے کہا "میں باری باری ان جوانوں کے دماغوں میں جاؤں گی۔ جو بہت ذہین' صحت مند اور معاملہ فہم ہوگا میں اسے اپنا معمول اور تابعدار بناؤں گی۔ پھر ہم انہیں جزیرے میں لے جائیں گے۔ اس کام میں کافی وقت لگے گا۔"

ڈمی شی تارا نے کہا "میڈم! آپ میری ایک خواہش پوری کردیں۔ مجھے بھی اس مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھادیں۔"

"ضرور۔ تم اکثر دیوی بن کر میرا رول ادا کرتی ہو۔ تمہیں ٹیلی پیتھی کا علم ضرور آنا چاہیے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہارے علاوہ میں ایک اور ڈمی بنانا چاہتی ہوں۔ مجھے ایسی ایک نہایت حسین لڑکی مل گئی ہے۔ میں اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤں گی۔ کل صبح سے پہلے تم اس لڑکی کے ساتھ جزیرے میں جاؤ گی۔ وہاں تم دونوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارا جائے گا۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر رمی ریز کے دیے ہوئے نمبر ڈائل کیے۔ وہ اس سے مدد چاہتا تھا۔ اس کے اور ٹیری ٹیلر کے پاس ابھی سات خیال خوانی کرنے والے جوان تھے۔ دیوی ان سب کو اپنے زیرِ اثر لانا چاہتی تھی۔ اس نے رات کے ایک بجے رمی ریز سے فون پر باتیں کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ ریسیور کان سے لگائے رہی۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بجتی رہی۔ کسی نے فون اٹینڈ نہیں کیا۔ اس نے ناگواری سے ریسیور رکھ دیا پھر اپنی نئی منتخب کی ہوئی حسین دوشیزہ کو اپنی معمولہ اور تابعدار ڈمی بنانے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

رمی ریز نے اپنے زوال کو سمجھ لیا تھا۔ اس کی عقل سمجھا رہی

تھی کہ وہ کسی بڑی طاقت سے مل کر نہیں رہے گا تو امریکا کی افواج کے سربراہ کبریا فرہاد کے تعاون سے اس کے باقی سات جوانوں کو بھی اغوا کرلیں گے۔ ہوسکتا ہے اسے اور ٹیری ٹیلر کو بھی اپنا غلام بنالیں۔

پہلے اس نے سوچا' الپا سے دوستی کرے اور مجبوراً یہودیوں کی پناہ میں رہے۔ اس بات کے لیے دل نہیں مان رہا تھا۔ ایسے وقت اس نے کرنل کے دماغ میں دیوی کی باتیں سنیں۔ عقل نے کہا' اس سے اچھی بات کیا ہوگی' وہ ارضی دنیا والوں کی مدد حاصل نہ کرے' احسان مند ہونا ہے تو پھر خلائی ہستی کا ہونا چاہیے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ دیوی سے تعاون حاصل کرنا کتنا مہنگا پڑے گا۔ وہ اس کے جال میں پھنسنے والا تھا لیکن اس سے پہلے ہی ایک دوسری حسینہ کے جال میں پھنس گیا۔ اور وہ حسینہ تھی پربھارانی۔

دیوی کے آجانے سے بڑے حالات تبدیل ہو رہے تھے۔ وہ امریکا اسرائیل کو زیرِ اثر لانے کے سلسلے میں بڑی سہولت سے چالیں چل رہی تھی۔ میں اور میری فیملی کے افراد بھی دیوی کے معاملات سے بے خبر تھے۔ کبریا فرہاد' جمیلہ اور ہیرو کو بابا صاحب کے ادارے میں بلالیا گیا تھا۔ ثانی اور علی بھی اسرائیل سے چلے گئے۔ جناب تبریزی نے سونیا سے کہا "تمہاری بیٹی نیویارک جارہی ہے۔ تم بھی جاؤ۔ اسے تمہاری سرپرستی کی ضرورت ہے۔"

سونیا نے پوچھا "آپ کچھ راہنمائی کریں گے؟"

"کچھ عرصے پہلے دیوی شی تارا کو ایک روبوٹ مل گیا تھا پھر اسے سایہ بنانے والی پچاس گولیاں مل گئیں۔ یہ نہ پوچھنا کہ وہ سب کچھ اسے کیسے مل گیا۔ اس کے مقدر میں یہ لکھا تھا کہ وہ خلا میں جائے گی اور پہلے سے زیادہ طاقتور ہو کر آئے گی۔ اب وہ واشنگٹن میں ہے۔ بڑی تیزی سے اپنی طاقت میں اضافہ کرتی جارہی ہے۔ اب تم یہ سمجھو کہ اس نے کیسی کیسی غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کی ہیں اور وہ اس زمین پر آنے کے بعد کس طرح اپنی طاقت میں اضافہ کرتی جارہی ہے۔ میرا صرف ایک مشورہ ہے' وہاں اعلیٰ بی بی (ثانی) کا حلیہ بدل دینا۔ بس بیٹی! اب جاؤ۔"

سونیا سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ ہوا تو اس نے مجھے دیوی کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا "اب میری سمجھ میں آیا کہ تل ابیب کے شاپنگ سینٹر میں دیوی تھی۔ جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ اسے بے نقاب کرنے والی اعلیٰ بی بی روبرو ہے تو وہ چیخیں مارتی ہوئی سایہ بن کر فرار ہو گئی تھی۔"

سونیا نے کہا "جناب تبریزی کا یہ مشورہ اب سمجھ میں آرہا ہے کہ اعلیٰ بی بی کا حلیہ کیوں بدلنا چاہیے۔"

"جناب تبریزی روحانیت کے ذریعے ہم سے زیادہ معاملات کی گہرائی اور پیش آنے والے حالات کو سمجھتے ہیں۔ ایک ہفتے پہلے انہوں نے سایہ بنانے والی پچاس گولیاں پربھارانی کے لیے بھیجی تھیں۔ اس کے پیچھے بھی کوئی راز ہوگا۔"

میری اور سونیا کی گفتگو ہوتی رہی پھر وہ نیویارک کے لیے روانہ ہو گئی۔ میں پچھلے باب میں پربھارانی کا ذکر کرچکا ہوں۔ اس نے شطرنج کے عالمی چیمپئن مائیک ہرارے کو دیوی کے سحر سے آزاد کیا تھا پھر پربھا اور ہرارے نے ایک دوسرے کو پسند کیا اور شادی کرلی۔

وہ دونوں میرے اور بابا صاحب کے ادارے کے احسان مند تھے۔ ہم نے انہیں کبھی اپنا معمول اور تابعدار نہیں بنایا تھا۔ مائیک ہرارے تو جیسے میرا مرید بن گیا تھا۔ اس نے اور پربھارانی نے عہد کیا کہ ساری زندگی ہمارے نیک مقاصد کے لیے کام کرتے رہیں گے اور اپنی ایک ٹیم بنائیں گے۔ ایسا عہد کرنے کے کچھ عرصے بعد انہیں خیال خوانی کرنے والا ڈی کردسو مل گیا۔ میں نے اسے بھی آزاد کرتے وقت کہا تھا کہ وہ جہاں چاہے اور جس طرح چاہے زندگی گزار سکتا ہے۔

ڈی کردسو نے مائیک ہرارے سے ملاقات ہونے پر کہا "میں پچھلے ڈیڑھ برس سے انتظار کررہا ہوں کہ شاید فرہاد صاحب فریب دے کر میرے دماغ میں چھپ کر آتے ہوں اور میری لاعلمی میں مجھ سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتے ہوں لیکن آفرین ہے' میں نے ان کی طرف سے کبھی فریب اور مکاری نہیں دیکھی۔ بے شک وہ دماغوں پر نہیں' دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔"

پربھارانی نے کہا "تم ان کے ایسے ہی پرستار ہو تو ہمارے ساتھ رہو۔ انہوں نے ہمیں آزاد چھوڑ دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم نیک مقاصد کے لیے کام کرتے رہیں۔ ہمارے نیک ارادے تبریزی صاحب سے پوشیدہ نہیں رہیں گے۔ اگر ہم پر کوئی برا وقت آئے گا تو وہ مدد ضرور فرمائیں گے۔"

اس طرح پربھارانی' مائیک ہرارے اور ڈی کردسو متحد ہو گئے تھے۔ ایک ہفتے پہلے پربھا کو پچاس عدد سایہ بنانے والی گولیوں کا ایک پیکٹ ملا۔ اس پیکٹ میں جناب تبریزی کی تحریری دعا تھی۔ "خوش رہو۔ خدا تم تینوں کو اور نیکیاں دے۔ جاؤ کچھ عرصہ نیویارک اور واشنگٹن میں گزارو۔"

وہ تینوں نیویارک آگئے۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر بھی نیویارک میں تھے۔ ان کے نام اور حلیے بدل گئے تھے۔ وہاں وہ آزادی سے گھومتے پھرتے تھے۔ کبھی سرِعام خیال خوانی نہیں کرتے تھے۔ دشمنوں سے محفوظ رہنے کی تمام تدابیر پر عمل کرتے تھے۔

وہ اکتالیس اور بیالیس برس کے تھے۔ ابھی بڑھاپا حاوی نہیں ہوا تھا۔ جذبات بھڑکتے تھے مگر وہ کسی حسینہ کو دوست اور رازدار نہیں بناتے تھے۔ بڑی رازداری سے خیال خوانی کے ذریعے اسے ٹریپ کرتے تھے۔ اس کے ساتھ اچھا خاصا وقت گزارتے تھے۔ پھر اسے کہیں دور چھوڑ کر اپنے سحر سے آزاد کردیتے تھے۔

اس رات رمی ریز کے بتائے ہوئے ٹیلی فون نمبر پر دیوی رابطہ کرنے والی تھی۔ وہ اور ٹیری ٹیلر اسکیٹنگ کلب میں آئے۔ جس

نمبر پر وہ کال کرنے والی تھی وہاں انہوں نے اپنے ایک آلۂ کار کو بٹھایا تھا۔ یہ سوچا تھا کہ وہ اسکیٹنگ کلب سے خیال خوانی کے ذریعے آلۂ کار کے دماغ میں رہیں گے اور دیوی سے باتیں کریں گے۔

کلب کا اسکیٹنگ فلور ٹھوس برف کا تھا۔ اس کی چکنی سطح پر جوان لڑکیاں اور لڑکے ڈانس کرنے کے انداز میں کبھی دو پاؤں سے اور کبھی ایک پاؤں سے پھسل رہے تھے۔ وہ بڑا دلچسپ منظر تھا۔ پربھا رانی بھی وہ دلچسپ تماشا دیکھنے آئی تھی۔ مائیک ہرارے اور ڈی کروسو اس کے پیچھے کافی فاصلے پر تھے۔ وہ دونوں کسی بحث میں الجھے ہوئے تھے اس لیے پربھا سے پیچھے رہ کر ایک چھوٹی میز کے اطراف بیٹھ گئے تھے۔

رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے پربھا کو دیکھا تو چلتے چلتے رک گئے۔ اس نے بڑے ہی دلکش انداز میں ساڑی پہنی ہوئی تھی۔ اس ماحول میں وہ لباس نیا نہیں تھا۔ اکثر ہندوستانی عورتیں ساڑیاں پہن کر آتی جاتی تھیں لیکن پربھا کے حسن میں ایسی دلکشی تھی کہ دونوں اس پر لٹو ہو گئے۔

وہ دونوں اس کے دائیں بائیں آکر کھڑے ہو گئے۔ ایک نے کہا "ہائے!"

پربھا نے مسکرا کر کہا "ہائے۔"

دوسرے نے کہا "تنہا تفریح کرنے میں خاک مزہ آتا ہے؟ تم تنہا ہو نا؟"

"میری تنہائی تم دونوں کے لیے عذابِ جان بن جائے گی۔ مجھ سے ذرا دور رہو جاؤ۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا پھر اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پربھا نے یکبارگی سانس روک کر خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "ہرارے! میرے دائیں بائیں دو شکاری ہیں۔"

ہرارے نے ڈی کروسو سے کہا "یا مڈی! پربھا کی طرف دیکھو اس کے دائیں بائیں دو آدمی کھڑے ہوئے ہیں۔ پربھا کہہ رہی ہے، وہ دونوں یا ان میں سے ایک خیال خوانی جانتا ہے۔"

پربھا کے سانس روکتے ہی رمی ریز اور ٹیری ٹیلر نے سمجھ لیا کہ غلط جگہ جال پھینکا تھا۔ یہ حسینہ یا تو صرف حساس دماغ رکھتی ہے یا پھر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے قبیلے سے اس کا تعلق ہے۔ ٹیری ٹیلر نے پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ ایک ہاتھ سے سر تھام کر بولی "ابھی کوئی بات نہ کرو۔ کبھی کبھی کوئی ایسی غیر معمولی بات ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اچانک سانس روک لیتی ہوں۔ اس کے بعد میرا سر بھاری ہو جاتا ہے۔ جب تک وہسکی حلق سے نہ اتاروں تب تک آرام نہیں آتا۔"

"یہ تو تم ہمارے دل کی بات کر رہی ہو۔ چلو وہسکی ہماری طرف سے ہوگی۔"

"میں کھلی جگہ پینا پسند نہیں کرتی۔ کسی پرائیویٹ بنگلے میں یا کسی ہوٹل کے کمرے میں چلو۔"

دونوں کی مرادیں پوری ہونے والی تھیں۔ وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے پارکنگ شیڈ میں آئے۔ وہاں نیم تاریکی سے گزرتے وقت ایک سایہ رمی ریز کے اندر اور دوسرا ٹیری ٹیلر کے اندر سما گیا۔

وہ دونوں پاشا کی طرح بے حد حساس ذہن کے حامل تھے۔ چلتے چلتے رک گئے۔ رمی ریز نے کہا "میں کچھ عجیب سا محسوس کر رہا ہوں۔"

ٹیری ٹیلر نے کہا "میں بھی کچھ ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے میرا جسم بھاری ہو گیا ہے۔"

پربھا جس کار میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئی تھی، اس کا اگلا دروازہ کھول کر بولی "عورتوں کے پاؤں بھاری ہوتے ہیں۔ تمہارے جسم بھاری ہو گئے ہیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکے گا۔ کوئی راہِ نجات نہیں ہے۔"

وہ دونوں پاشا کی طرح فولادی دماغ رکھتے تھے۔ خیال خوانی کی لہریں ان کے اندر نہیں آسکتی تھیں لیکن مائیک ہرارے اور ڈی کروسو ان دونوں کے اندر سمانے کے بعد اندر ہی اندر ان کے دماغوں تک پہنچ گئے تھے۔ وہ سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہے تھے لیکن ان سایوں کو سانسیں روک کر بھی نہیں بھگا سکتے تھے۔

وہ دونوں اپنی کار میں آکر بیٹھ گئے۔ رمی ریز نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا "پرائی سوچ کی لہریں ہمارے چور خیالات پڑھ رہی ہیں۔"

"یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ہم اپنے خیال خوانی کرنے والے جوان ہارتے رہے پھر ٹرانسفارمر مشین ہار گئے اور اب اپنے آپ کو ہارنے والے ہیں۔"

"ہم اپنا وہ اصول بھول گئے تھے کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے دور رہ کر صرف خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کریں گے۔ اگر اس اصول پر عمل کرتے رہتے تو ابھی دونوں ایک ساتھ جال میں نہ پھنستے۔ کوئی ایک دور رہ کر دوسرے کو بچانے کی تدبیر کرتا۔"

"اب سر پیٹنے سے کیا ہوگا؟ یہ بتاؤ کہاں جا رہے ہو؟"

"میں تو کہیں نہیں جا رہا ہوں۔ صرف کار ڈرائیو کر رہا ہوں۔ باقی اسٹیرنگ وغیرہ اس کے قبضے میں ہیں جو میرے دماغ پر مسلط ہو گیا ہے۔"

ٹیری ٹیلر نے بڑے کرب سے پوچھا "بھائیو! تم دونوں کون ہو؟ ہم دونوں سے کیا دشمنی ہے؟"

رمی ریز نے پوچھا "کیا تم دونوں وہ خیال خوانی کرنے والے ہو، جو کبریا فرہاد کے گارڈز بن کر رہتے ہیں۔"

انہیں کسی سوال کا جواب نہیں مل رہا تھا۔ گاڑی ایک بنگلے کے پورچ میں پہنچ کر رک گئی۔ وہ دونوں گاڑی سے باہر آئے۔ بنگلے

کے دروازے پر پربھا کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ مسکرا کر بولی "آؤ تم دونوں کی خاطر تواضع کا پورا انتظام ہے۔"

وہ دونوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے دو مختلف بیڈ رومز میں آئے پھر اپنے کمرے کے بیڈ پر لیٹ گئے۔ اس کے چند لمحوں کے بعد ہی ان پر نیند طاری ہونے لگی۔ انہوں نے بڑی کمزور سی کوششیں کیں کہ نیند نہ آئے مگر اسے آنا تھا، وہ آگئی۔

انہیں معمول اور تابعدار بننا تھا، وہ تنویمی عمل کے دوران بنتے گئے اور یہ بیان کرتے رہے کہ امریکی افواج کے سربراہوں کو اپنے سے کمتر بنانے کے لیے وہ پہلے الپا سے گٹھ جوڑ کرنے والے تھے پھر خلائی ہستی سے مدد طلب کی۔ اس سے ابھی ایک بجے گفتگو ہونے والی تھی۔ انہوں نے خلائی ہستی کے متعلق بتایا کہ وہ تین روبوٹس کے ساتھ آئی ہے اور اس نے جزیرے میں رکھی ہوئی ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جما لیا ہے۔

مائیک ہرارے اور ڈی کروسو کے لیے یہ معلومات نئی اور دلچسپ تھیں۔ رمی ریز اور ٹیری ٹیلر اپنے خیال خوانی کرنے والے سات جوانوں کے رہائشی پتے جانتے تھے۔ یہ تمام پتے معلوم کرنے کے بعد انہوں نے ان دونوں کو تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ انہیں تاکید کی کہ وہ جب تک انہیں بیدار ہونے کا حکم نہیں دیں گے، وہ سوتے ہی رہیں گے۔

اس کے بعد وہ سات خیال خوانی کرنے والوں کو بھی اپنا معمول اور تابعدار بنانے کے لیے اس بنگلے سے چلے گئے۔

ابھی سب ہی جوڑ توڑ میں لگے ہوئے تھے۔ پربھا، ہرارے اور کروسو زیادہ سے زیادہ خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے زیرِ اثر لا رہے تھے۔ دیوی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ہندوستانی جوانوں کو ٹیلی پیتھی سکھا رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ امریکا اور اسرائیل پر حاوی ہو جائے گی۔ مستقبل کے وہ تمام راستے آسان اور ہموار نظر آرہے تھے جن پر چل کر وہ آج کے تمام بڑے ممالک کو پاور بنا کر خود سپر پاور بن سکتی تھی۔ اسے یہ یقین اس لیے تھا کہ زمین پر اس کی راہوں میں رکاوٹ بننے والا پارس نہیں تھا۔

○☆○

پارس جیسے زندہ دل جوان کے لیے زون ون ایک چھوٹا سا علاقہ لگ رہا تھا۔ وہ محض فرائض کی ادائیگی کے لیے وہاں وقت گزار رہا تھا۔ اس نے ایسے سنجیدہ افراد کو کلام پاک کے نسخے مطالعے کے لیے دیے تھے، جو دینِ اسلام کو سمجھنے سے دلچسپی رکھتے تھے۔ انہوں نے واقعی بڑی لگن سے مطالعہ کیا۔ پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے دینی احکامات پر بحث کرتے رہے۔ دینی احکامات کی گہرائیوں اور ان کی گرفت کو سمجھتے رہے۔

خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور ہدایات کو سمجھنے میں زبورا پیش پیش تھا۔ وہ اس زون کا سب سے نیک، شریف اور سچا انسان تھا۔ وہاں کے تمام لوگ اس پر اندھا اعتماد کرتے تھے۔ وہ لوگوں کو چوراہے پر بلا کر اسلام کی تبلیغ کرتا تھا۔ پارس نے کہا "زبورا! تمہاری شخصیت میں بڑی کشش ہے۔ لوگ تمہاری طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ تم دینِ اسلام کے بارے میں جو بچی باتیں کرتے ہو، اس پر لوگ یقین کر لیتے ہیں۔ مجھے اطمینان ہے کہ میں یہاں سے جاؤں گا تو تم اپنے رفقا کے ساتھ ہمارے دین کو گھر گھر پہنچاؤ گے۔"

زبورا نے کہا "پارس! تم بہت اچھے ہو اور اچھے انسان کو زہریلا نہیں ہونا چاہیے۔ سانپ کا زہر خود سانپ کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ یہی دیکھو کہ تمارا تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے۔ ایسی حالت میں وہ بیمار ہے۔ اسے جو دوائیں دی جاتی ہیں، ان دواؤں کو اس کا زہر مار ڈالتا ہے۔ میں یہاں کا مانا ہوا طبیب ہوں لیکن تمارا کا علاج کرنے میں ناکام ہو رہا ہوں۔"

"زبورا! اسے کسی طرح بچاؤ۔ اگر وہ یہاں ناقابلِ علاج ہے تو میں اسے اپنی دنیا میں لے جا کر اس کا علاج کراؤں گا۔"

"تم نے یہاں دیکھا ہے کہ ہم طب اور سائنس میں کتنی ترقی کر چکے ہیں۔ یہاں ایسی ایسی دوائیں ہیں، جو کبھی زمین پر دستیاب نہیں ہوں گی۔ میں اپنی آخری صلاحیتوں تک اسے صحت مند رکھنے کی کوشش کرتا رہوں گا لیکن تمہارے سلسلے میں جو چاہتا ہوں، اس پر تم عمل کرو۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"میرے پاس ایک آزمودہ دوا ہے۔ اس کے ذریعے میں تمہارے اندر کا تمام زہر ختم کر سکتا ہوں۔ ذرا سوچو، کبھی تم بھی بیمار پڑو گے اور دوائیں تم پر بھی اثر نہیں کریں گی تو کہاں جا کر اپنا علاج کراؤ گے؟"

پارس قائل ہو گیا۔ زبورا اسی دن سے اس کا علاج کرنے لگا۔ علاج کے دوران وہ زبورا سے ایسی دواؤں کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا جو ارضی دنیا میں نہیں تھیں۔ وہ ان دواؤں کے فارمولوں کی نقل بھی اپنے پاس حفاظت سے رکھتا رہا۔

اس کے اور تمارا کے لیے زہریلا بن کر رہنا اب تک اچھا رہا کیونکہ وہ اب تک کبھی بیمار نہیں ہوئے تھے۔ تمارا پہلی بار حاملہ ہو کر کمزور اور بیمار ہوئی تو یہ تاریک پہلو سامنے آیا کہ اس کے اندر کا زہر تمام مؤثر دواؤں کو کاٹ رہا ہے۔ اس نے پارس سے کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ تم ابھی تک بیمار نہیں پڑے۔ اس سے پہلے ہی تمہارے زہر کو ختم کرنے کا علاج ہو رہا ہے۔"

"خدا نے چاہا تو زبورا کے علاج سے تمہارا زہر بھی ختم ہوتا رہے گا اور تمہیں صحت ملتی رہے گی۔"

"مجھے اپنی نہیں، اپنے ہونے والے بچے کی فکر ہے۔ وعدہ کرو اگر میں نہ رہی تو تم ہمارے بچے کا بھی علاج کراؤ گے اور بچپن ہی میں اس کا زہر ختم کر دو گے۔"

"بچہ جب ہوگا، دیکھا جائے گا۔ ابھی تم خود زندہ رہنے کا

حوصلہ کرو۔ زورا' بہت ہی قابل طبیب ہے۔ تم اس کی دواؤں کے ذریعے لڑتی رہو گی تو بیماریاں شکست کھا جائیں گی۔"

پارس گوشت پوست کے ٹھوس جسم میں رہا کرتا تھا۔ اس نے اور تمارا نے جو گولیاں حلق سے اتاری تھیں ان کے اثر سے وہ چھ ماہ تک سایہ بن کر رہ سکتے تھے۔ پارس نے ابکائی لے کر گولی کو حلق سے باہر اگل لیا تھا۔ تمارا بیماری کے باعث کمزور تھی۔ ابکائی لیتے اور اگلتے وقت تکلیف ہوتی تھی اس لیے گولی اس کے اندر تھی اور وہ بدستور سایہ بنی رہتی تھی۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے پارس اور زورا سے بولتی تھی۔ دوائیں کھاتے پیتے وقت چند سیکنڈ کے لیے ٹھوس ہو جاتی تھی پھر سایہ بن جایا کرتی تھی۔ ایسی ہی حالت میں رفتہ رفتہ زچگی کا دن آگیا۔

اس روز زورا بہت پریشان تھا۔ جس کمرے کے بیڈ پر تمارا کا سایہ لیٹا ہوا تھا' وہاں دو نرسیں' ایک لیڈی ڈاکٹر' اپنے سینئر ڈاکٹر زورا کے ساتھ تھیں۔ کمرا اندر سے بند تھا اور باہر پارس بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

شوہر کو ایسے وقت بیوی کے کمرے میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اسے بھی اجازت نہیں دی گئی لیکن وہ کمرے سے باہر ہونے کے باوجود خیال خوانی کے ذریعے اندر تھا۔ زورا کے خیالات سے معلومات کر رہا تھا کہ تمارا بے حد کمزور ہے۔ ایسے وقت اسے زچگی کے مرحلے سے نہیں گزرنا چاہیے تھا لیکن قدرت نے زچگی کا وہی وقت مقرر کیا تھا اور وہ بڑے کرب سے گزر رہی تھی۔

زورا اسے توانائی پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا لیکن توانائی پیدا کرنے والی دوائیں اس کے زہر سے پانی ہو رہی تھیں۔ آخر بڑی تکالیف کے بعد اس کی ایک چیخ سنائی دی پھر وہ خاموش ہو گئی۔

لیکن نوزائیدہ بچے کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ پارس چند لمحوں کے لیے خوش ہوا پھر زورا کے خیالات نے بتایا کہ تمارا کا جسم سر سے پیر تک ٹھوس ہو گیا ہے۔ اگرچہ سایہ بنانے والی گولی اس کے اندر تھی لیکن ٹھوس جسم مردہ ہو جائے تو اس مردہ جسم کے اندر کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔ وہ سایہ بنانے والی گولی بھی اپنا اثر کھو چکی تھی۔

پارس شدتِ غم سے دیوار سے ٹیک لگائے سر جھکائے کھڑا رہا۔ اس کے کانوں میں تمارا کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ وہ قہقہے زندگی سے ایسے بھرپور تھے جیسے انہیں موت نہیں آئے گی مگر آگئی۔

زورا نے دروازہ کھول کر کہا "سوری' قدرت کو جو منظور ہوتا ہے اسے ہم نامنظور نہیں کر سکتے۔ میری حکمتِ عملی فیل ہو گئی۔ تمارا ہم سے دور جا چکی ہے۔"

پارس کمرے میں آیا۔ وہ بستر پر لیٹی ہوئی نظر آرہی تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ جتنی زندگی تھی' اتنی سانسیں لیتے لیتے تھک گئی تھی۔ اب سانسوں کی آمد و رفت سے نجات پا کر آرام کر رہی تھی۔

پارس نے قریب آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ وہ مر چکی تھی لیکن حسن مردہ نہیں ہوا تھا۔ وہ بہت خوب صورت' بہت معصوم دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے جھک کر اس کی پیشانی کو چوم لیا۔

اسی وقت پھر بچے کے رونے کی آواز آئی۔ پارس نے چونک کر دیکھا۔ جہاں تمارا تھی' اس کے دوسری طرف بستر پر سے ہی آواز آرہی تھی مگر بچہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

بستر کے دوسری طرف کھڑے ہوئے زورا نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے جیسے کوئی چیز اٹھائی پھر کہا "یہ ہے تمہارا بیٹا۔"

پارس نے حیرانی سے دونوں ہاتھ بڑھائے۔ زورا سے نادیدہ وجود کو لیا۔ وہ نادیدہ تھا مگر سائے کی طرح نہیں تھا کہ اسے کوئی چھو نہ سکے۔ باپ نوزائیدہ بیٹے کو چھو رہا تھا۔ اسے سر سے پیر تک ٹٹول رہا تھا۔ اس کا وجود ٹھوس تھا مگر نظر نہیں آرہا تھا۔

ماں سایہ تھی۔ بچے نے سائے کے خون میں اور سایہ بنائے رکھنے والی گولی کے ساتھ رہ کر سائے کے پیٹ میں پرورش پائی تھی۔ ان حالات میں جب وہ سائے کی کوکھ سے باہر آیا تو سائے کی طرح دیدہ نہیں تھا۔ ٹھوس جسم کا حامل ہونے کے باوجود نادیدہ تھا۔

اس نے بیٹے کو چوم کر کہا "ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ جان لیوا تکالیف کے بعد جسے جنم دیا ہے' اس کی صورت دیکھے لیکن تمارا نے صورت دیکھنے سے پہلے ہی ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ اگر آنکھیں کھلی رہتیں تب بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ یہ بے چاری حسرت سے گود میں لیے رہتی مگر صورت نہ دیکھ پاتی۔ قدرت نے یہ خوب مذاق کیا ہے۔ مجھے صاحبِ اولاد بنایا ہے مگر میں فخر سے کسی کو اپنی اولاد نہیں دکھا سکتا۔"

تمارا کی آخری رسومات ادا کر دی گئیں۔ زورا نے بچے کو اپنے پاس رکھا اور صبح و شام اس کا معائنہ کرنے لگا۔ پارس کی طرح اسے بھی ایسی دوائیں دیتا رہا' جن کے اثر سے اس کے ننھے سے جسم سے بھی زہریلے اثرات ختم ہوتے رہے۔

وہ دوائیں ارضی دنیا والوں کے لیے نایاب اور بے مثال تھیں۔ نہایت زود اثر تھیں۔ وہ باپ بیٹے رفتہ رفتہ زہر سے خالی ہو گئے۔ زورا نے کہا "تم نے ابھی تک اپنے بیٹے کا نام نہیں رکھا۔ ہمارے زون میں باپ اپنے بچے کا نام تجویز کرتے ہیں۔"

"نام میرے ذہن میں ہے لیکن میں اپنی ممی اور پاپا کے مشوروں سے نام رکھوں گا۔"

"کیا تم ممی اور پاپا کے پاس' اپنے لوگوں میں واپس جاؤ گے؟"

"آپ تمام بھی میرے اپنے ہیں لیکن یہاں تمارا کی یادیں میرا پیچھا کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ میرے بیٹے کو اپنی دادی کے سائے میں پرورش پانا چاہیے۔ میں جاؤں گا لیکن آتا رہوں گا۔ کبھی میں نہ آسکا تو میرے دوسرے عزیز و اقارب یہاں آسکتے ہیں۔

آپ ایسے کوڈ ورڈز مقرر کریں جن کے ذریعے یہاں آنے والے میرے عزیزوں کو پہچان سکیں۔"

"تم نے ہمارے زون میں آکر جو سب سے بے مثال اور انسانیت نواز تحفہ دیا ہے' وہ ہے دینِ اسلام تمہارے جانے کے بعد میں اسے گھر گھر پہنچاؤں گا۔ اپنے عزیزوں سے کہنا کہ یہاں جب بھی آئیں تو مجھے یہ کوڈ ورڈز سنائیں۔ دینِ اسلام اوپر سے مسلط نہیں ہوتا' اندر سے ماں کے دودھ کی طرح رگوں میں دوڑتا ہے۔"

چند روز بعد پارس نے رختِ سفر باندھا۔ زورا سے گلے مل کر بچے کو بازوؤں میں لیا پھر تمام چاہنے والوں کو الوداع کہتا ہوا وہاں سے فلائنگ شوز کے ذریعے روانہ ہو گیا۔

آمنہ فرہاد عبادت میں مصروف تھی۔ عبادت کے دوران سب ہی پر فطرتاً سنجیدگی طاری رہتی ہے لیکن وہ دعائیں مانگنے کے بعد دوزانو بیٹھی مراقبے میں گئی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ چہرہ خوشی سے تمتمانے لگا۔ وہ اسی لمحے میں خیال خوانی کے ذریعے جناب تبریزی کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ انہوں نے پوچھا "بہت خوش ہو!"

"آپ کی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سے وہ ہو جاتا ہے جس کی توقع نہیں ہوتی۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ میرا زہریلا بیٹا مجھے دادی جان بنا دے گا مگر یہ شانِ خداوندی ہے کہ زہریلے بیٹے اور زہریلی بہو نے مجھے ایک پوتا دیا ہے۔"

"خوشی کے ساتھ صدمات بھی ہوتے ہیں۔"

"جی ہاں' پوتے کی خوشی کے ساتھ یہ صدمہ بھی ہے کہ میں اپنی پیاری بہو کو کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔ وہ بڑی جنتی تھی۔ خداوند کریم اسے جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!"

جناب تبریزی نے کہا "آمین! پوری ہونے والی توقع کبھی ادھوری رہ جاتی ہے۔ تمہیں پوتا ملے گا مگر اسے دیکھ نہیں سکو گی۔ تم اس کے ہنسنے کی آوازیں سنو گی لیکن اس کے چہرے کی مسکراہٹ نہیں دیکھ سکو گی۔ یہ سب کچھ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تم روحانیت میں ڈوب کر کمال حاصل کرنے کے بعد آج پہلی بار دنیاوی رشتوں اور جذبوں سے نہال ہو رہی ہو۔ ہمارے دین میں دنیاداری لازمی ہے لیکن جذبات میں بہنے سے منع کیا گیا ہے۔"

"لیکن میرے جذبات نیک ہیں۔ میں اپنے پوتے کو بہت بڑا عالم اور روحانی پیشوا بنانا چاہتی ہوں۔"

"ہمارے تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہم صرف کسی کو ہدایت دے سکتے ہیں۔ ہدایات پر عمل کرنے والا مثبت راہیں اختیار کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ باقاعدہ عمل کرے۔"

"کیا آپ اس کا زائچہ بنا رہے ہیں؟"

"بنا چکا ہوں۔ تشویش کی کوئی خاص بات نہیں ہے اگرچہ وہ خطرات سے بھرپور زندگی گزارے گا۔ جرائم پیشہ اور منفی خیالات رکھنے والے اس کے نادیدہ ہونے کو برداشت نہیں کریں گے۔ اسے منظرِ عام پر لانے کے لئے طبی اور سائنسی تجربات کرتے رہیں گے۔ اسے نقصان نہ پہنچا سکے تو دوسرے پہلوؤں سے اس کے عزیز و اقارب اور دیگر چاہنے والوں کو نقصانات پہنچا کر اسے ذہنی اذیتیں دیتے رہیں گے۔"

"جی ہاں۔ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ وہ دکھائی نہیں دیتا ہے اسی لیے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہ دنیا والے بڑے شاطر ہیں۔ میرے پوتے پر جسمانی طور پر غالب نہیں آسکیں گے تو اسے ذہنی اذیتیں پہنچایا کریں گے۔"

جناب تبریزی نے کہا "اس کے زائچے سے اس حد تک معلوم ہونے کے بعد یہ ذہن نشین کر لو کہ تم اپنے پوتے کی تعلیم اور تربیت کے دوران علمِ نفسیات کو ہمیشہ ترجیح دو گی۔ اپنے پوتے کو ماہرِ نفسیات بناؤ گی۔"

"انشاء اللہ۔ میں اپنے پوتے کو ایک بے مثال ماہرِ نفسیات بناؤں گی۔ اس میں باپ کی فطرت ہو گی۔ کیا ماں کی عادات بھی ہوں گی؟"

"ہاں۔ تمارا تمام موسموں سے بے نیاز رہتی تھی۔ شدید سردی ہو' بدن کو آگ لگاتی ہوئی گرمی ہو' اولے برساتی ہوئی بارش ہو یا ہڈیوں کو سن کر دینے والی برف باری ہو' وہ ہمیشہ ہلکے مختصر سے لباس میں رہتی تھی۔ ماں کی طرح بیٹے پر بھی کوئی موسم اثر انداز نہیں ہوا کرے گا۔"

"بزرگ محترم! میرے پوتے کا نام رکھیں۔"

"بابر..... بابر علی فرہاد۔"

آسمان کی بلندیوں میں فلائنگ شوز کے شعلے بھڑک رہے تھے اور دیدہ باپ اور نادیدہ بیٹے کو زمین پر لا رہے تھے۔

○☆○

دیوی نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی تھی۔ اس نے ڈی شی تارا کو اور ایک نہایت حسین دوشیزہ کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم سکھا دیا تھا۔ وہ حسین دوشیزہ ہندوستانی تھی۔ اس کا نام کلپنا تھا لیکن اب وہ ڈی ٹو کہلانے لگی تھی۔

دیوی نے امریکا میں رہنے والے پندرہ ہندوستانی جوانوں کو ٹیلی پیتھی سکھانے کے لیے منتخب کیا تھا۔ ان تمام پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا چکی تھی۔ جب ڈی شی تارا اور ڈی ٹو نے ٹیلی پیتھی سیکھ لی تو دیوی نے ان دونوں سے کہا۔ "میرے پندرہ تابعدار فلائنگ کلب کے دو ہیلی کاپٹروں میں سفر کریں گے۔ تم دونوں ایک ایک ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے دماغ میں رہو گی۔ ان ہیلی کاپٹروں کو برازیل جانے کے لیے کرائے پر حاصل کیا جائے گا۔ پرواز کے دوران تم دونوں ان ہیلی کاپٹروں کا رخ موڑ کر انہیں جزیرے میں لے جاؤ گی۔"

انہوں نے ہدایات پر عمل کیا۔ جب وہ پندرہ جوان دو ہیلی کاپٹروں میں پرواز کرنے لگے تو راستے میں انہوں نے دونوں پائلٹوں

کے دماغوں پر قبضہ جمایا اور انہیں مسافروں کے ساتھ جزیرے میں بلالیا۔ وہ مسافروں کو وہاں اتار کر واپس چلے گئے پھر وہ بڑی سہولتوں اور اطمینان سے ایک ایک تابعدار ہندوستانی جوان کو مشین سے گزارنے لگیں۔

دیوی بہت بڑی کامیابیاں حاصل کررہی تھی۔ اب سے پہلے اس نے امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر حکمرانی کی تھی لیکن وہ اس کے اپنے نہیں تھے۔ اپنے وہ پندرہ ہندوستانی اور دو ڈی شی تارا تھیں۔ آئندہ وہ سترہ خیال خوانی کرنے والے تمام ممالک کے مقابلے میں اپنے دیس کی برتری کے لیے کام کرنے والے تھے۔

اس نے ڈی ون اور ڈی ٹو سے کہا "اب تم ایک ایک خیال خوانی کرنے والے کو اپنا ماتحت بنا کر رکھو۔ تین جوانوں کو واشنگٹن میں مختلف رہائش گاہوں میں رہنے کی تاکید کرو۔ باقی دس جوانوں کو میرے پاس نیویارک بھیج دو۔"

ڈی ون شی تارا نے شیام سندر نامی جوان کو اپنا تابعدار بنایا۔ ڈی ٹو (کلپنا) نے شری کانت کو اپنے زیرِ اثر رکھا۔ تین جوانوں کو ہدایت کی کہ کبھی سرِعام خیال خوانی نہ کریں اور واشنگٹن میں الگ الگ رہائش کا انتظام کریں۔ انہوں نے باقی دس جوانوں کو نیویارک روانہ کردیا۔

نیویارک میں دیوی نے ایک محل نما بنگلے پر قبضہ جمایا تھا۔ اسے اب یہ اندیشہ نہیں رہا تھا کہ دشمن اسے دیکھ کر حملے کریں گے اور اسے گھیر لیں گے۔ سایہ بنانے والی گولیاں اسے شاطر دشمنوں سے بھی بچا سکتی تھیں۔

اس نے دس تابعدار جوانوں کو ایک دن کے لیے اپنے بنگلے میں رکھا۔ انہیں ایک ایک چھوٹی ڈبیا دی۔ اس ڈبیا میں سایہ بنانے والی بے شمار گولیاں تھیں۔ وہ سب ریت کے ذرے کے برابر تھیں۔ اس نے کہا "یہ ریت کے ذرے کے برابر ہیں لیکن چھ سے آٹھ گھنٹے تک ایک ذرہ تمہیں سایہ بنائے رکھے گا۔ جب تک جان جانے کا خطرہ نہ ہو اور دشمنوں کی قید سے نکلنے کا مسئلہ نہ ہو' تب تک اس ڈبیا کا ایک ذرہ بھی استعمال نہ کرنا۔ ان گولیوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچا کر رکھنا۔"

پھر اس نے انہیں ایک ایک کیپسول دے کر کہا "یہ فلائنگ کیپسول ہیں۔ اسے منہ میں رکھتے ہی تم کاغذ کی طرح ہلکے ہو کر فضا میں بلند ہو جاؤ گے اور اپنی مرضی کے مطابق جدھر چاہو گے ادھر پرواز کرسکو گے۔"

اس نے ایک نوجوان کو اضافی کیپسول دے کر کہا "تم چاروں نوجوان سائنس میں ڈپلوما حاصل کرنے کے بعد تجربہ کار سائنس دانوں کے ماتحت بن کر کام کرتے رہے ہو۔ اب تم یہ اضافی کیپسول لے کر ہندوستان جاؤ۔ ہمارے بھارتی سائنس دان اور ڈاکٹر بے حد ذہین اور تجربہ کار ہیں۔ انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر کیپسول اور سایہ بنانے والی گولی کا طبی تجزیہ کراؤ اور دونوں کے فارمولوں کے مطابق مزید کیپسول اور گولیاں تیار کرو۔ میرے پاس دونوں کا فارمولا ہے۔ یہ ان فارمولوں کی نقل ہے۔ اسے اپنے پاس رکھو اور دیکھو کہ ہمارے ماہرین کس حد تک صحیح فارمولا تیار کرتے ہیں۔"

وہ باقی چھ جوانوں سے بولی "تم میں سے ایک دہلی میں' دوسرا بمبئی میں' تیسرا مدراس میں' چوتھا کلکتہ میں اور پانچواں سری نگر کشمیر میں رہے گا۔ اور تم نمبر چھ کسی بھی بھارتی شہر میں رہ کر ان پانچوں سے رابطہ رکھو گے اور ان کی مصروفیات کے بارے میں مجھے رپورٹ دیتے رہو گے۔ فی الحال اتنی ہی ہدایات کافی ہیں۔ آئندہ ضرورت کے مطابق ہدایات ملتی رہیں گی۔ تم سب بھارت جانے والی کسی بھی فلائٹ میں سایہ بن کر جاسکو گے۔ تمہیں نہ پاسپورٹ کی ضرورت ہوگی اور نہ ٹکٹ کی۔ بس اب یہاں سے جاؤ۔"

وہ سب اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد اس نے فوج کے جنرل کے پاس پہنچ کر کہا "ہیلو جنرل! میری سوچ کی لہروں سے مجھے پہچان رہے ہو یا پھر اپنا تعارف کراؤں؟"

"تم وہی خلائی ہستی ہو۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ....."

"آگے نہ بولو۔ میں زبان کی دھنی ہوں۔ وہ جزیرہ خالی کرچکی ہوں۔ وہاں تمہاری ٹرانسفارمر مشین صحیح سلامت ہے اور تمہارے خیال خوانی کرنے والوں کو کوما سے نکال دیا گیا ہے۔ تم اپنے اطمینان کے لیے اپنے طور پر معلومات حاصل کرو۔ میں پھر آؤں گی۔"

الپا نے دیوی کو ایک ٹیلی فون نمبر دیا تھا۔ دیوی نے اس نمبر پر رابطہ کیا۔ الپا کے ایک آلۂ کار نے پوچھا "ہیلو' تم کون ہو؟"

"میں خلائی ہستی ہوں۔ الپا سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"آپ پندرہ منٹ کے بعد میرے دماغ میں آئیں گی تو شاید میڈم الپا سے گفتگو ہوسکے گی۔"

آلۂ کار نے فون بند کیا پھر دوسرے نمبر ڈائل کیے۔ دیوی اس کے اندر تھی۔ اس کے ذریعے دوسری طرف بولنے والے کے اندر بھی پہنچ سکتی تھی لیکن رابطہ ہونے پر اس آلۂ کار نے کہا "آواز نہ سنانا۔ وہ خلائی ہستی میرے اندر پہنچ گئی ہے۔"

دوسری طرف سے فون بند کردیا گیا۔ اب وہ دوسرا شخص کسی دوسرے کو دیوی کی آمد کے بارے میں سگنل دے رہا ہوگا۔ ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد الپا نے اس آلۂ کار کے اندر آکر پوچھا۔ "کیا وہ موجود ہے؟"

دیوی نے کہا "میں موجود ہوں۔ تم جانتی ہو کہ وہ ٹرانسفارمر مشین میرے قبضے میں تھی اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ اسے امریکی فوج کے حوالے کردوں گی۔"

"ہاں۔ تم نے میری موجودگی میں جنرل سے وعدہ کیا تھا۔ میرا مشورہ ہے کہ اسے واپس نہ کرو۔ وہ ایک غیر معمولی مشین ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے جان کی بازیاں لگائی جاتی ہیں۔"

"میں زبان کی پکی ہوں۔ جو کہتی ہوں' اس پر عمل کرتی ہوں۔ میں وہ مشین امریکی فوج کے حوالے کرچکی ہوں۔"

"پھر تو واقعی تم قابلِ اعتماد ہو۔ تم پر کسی بھی معاملے میں بھروسا کیا جاسکتا ہے۔"

"میں یہی دیکھنا چاہتی ہوں کہ تمہاری ارضی دنیا میں سچائی اور ایمانداری کی کتنی قدر کی جاتی ہے۔ اب تم بتاؤ' مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"ہماری یہ دنیا تمہارے لیے انجانی ہے۔ میں دوست بن کر تمہاری راہنمائی کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں اس دنیا میں آنے سے پہلے یہاں کے تمام ممالک اور تمام قوموں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرچکی ہوں۔ جو معلومات باقی رہ گئی ہیں' انہیں میں خیال خوانی کے ذریعے یا سایہ بن کر معلوم کرتی جارہی ہوں۔ اس سلسلے میں تمہاری راہنمائی کی ضرورت نہیں رہی ہے پھر تمہاری دوستی میرے کس کام آئے گی۔"

"دیگر بہت سے معاملات اور مسائل درپیش ہوں گے۔ کیا ایسے وقت میرے جیسی دوست کی ضرورت محسوس نہیں کروگی؟"

"اگر تم پیدا نہ ہوتیں' ابھی موجود نہ ہوتیں تو میں اپنے طور پر یہاں اپنا مشن پورا کرنے میں مصروف رہتی۔ دراصل ہم خلائی ہستیاں بھی ایک دوسرے کا سہارا تلاش نہیں کرتی ہیں۔ تمہیں سہارے کی ضرورت ہے لیکن میرا تعاون حاصل کرنے سے پہلے تم میرے کام آنے کی بات کہہ کر مجھے احسان کے بوجھ تلے دبانا چاہتی ہو۔"

"ابھی تم اپنے مشن کی بات کررہی تھیں۔ وہ مشن کیا ہے؟"

"میں یہاں کے تمام چھوٹے بڑے ممالک کو اپنے زیرِ اثر لانا چاہتی ہوں۔ اس طرح پوری دنیا پر حکومت کرنا چاہتی ہوں' یہی میرا مشن ہے۔"

"ایسا خواب دیوانے' خبطی اور ایب نارمل لوگ دیکھتے ہیں۔ آج تک کسی ایک شخص نے تنہا پوری دنیا پر حکومت نہیں کی ہے۔"

"یہ ضروری نہیں ہے کہ جو آج تک دنیا میں نہ ہوا ہو وہ آئندہ بھی نہ ہو۔ کمال تو یہی ہے کہ جو کبھی کسی نے نہ کیا ہو' وہ کارنامہ کرکے دکھایا جائے۔"

"تمہارے عزائم کہتے ہیں کہ تم اسرائیل پر بھی حکومت کروگی۔"

"حکومت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں کسی بھی ملک میں دھرنا مار کر بیٹھ جاؤں اور وہاں اپنے قوانین نافذ کروں۔ تمہارے ملک میں یہودیوں کی حکومت ہی رہے گی لیکن وہ حکمران میرے معمول اور تابعدار رہا کریں گے۔"

"یہ بڑی نامناسب بات ہوگی۔ مانا کہ تم غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل ہو۔ بڑی شہ زور ہو۔ خیال خوانی کے ذریعے یا سایہ بن کر ہمارے حکّام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے اندر پہنچ کر انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کروگی لیکن ہماری خفیہ یہودی تنظیم کے اندر کبھی نہیں پہنچ سکوگی۔ ہماری تنظیم جب تک تمہارے ناپاک عزائم سے محفوظ رہے گی تب تک تم ہمارے حکّام اور افواج کے ذریعے یہاں حکومت نہیں کرسکوگی۔"

"اگر ایسی بات ہے تو میں پہلے تمہاری خفیہ یہودی تنظیم کے اندر پہنچ کر دکھاؤں گی۔"

"جب پہنچوگی' تب دیکھا جائے گا۔ میں تو تم سے دوستی اور تعاون چاہتی تھی مگر تم ہمارے ملک اور قوم کے لیے چیلنج بن گئی ہو۔ میرا دوستانہ مشورہ ہے کہ عداوت کی راہوں سے ہٹ کر دوستی اور مصلحت اندیشی کی راہیں اپناؤ۔ اس طرح ہم سب اپنے سب سے بڑے دشمن سے محفوظ رہ سکیں گے۔"

"اگر سب سے بڑے دشمن سے تمہاری مراد بابا صاحب کا ادارہ ہے تو مجھے صرف ایک پارس سے خطرہ تھا۔ وہ خلائی زون میں اپنے دین کی تبلیغ کررہا ہے اور وہاں اپنی حکومت قائم کرنے میں مصروف ہے۔ اب زمین کی طرف نہیں آئے گا۔"

"کیا تم پارس سے خوف زدہ ہو؟"

"خوف زدہ نہیں' اس سے محتاط رہتی ہوں اور اس کے لیے بھی ایک چیلنج ہوں۔ اگر وہ زون کو چھوڑ کر یہاں آئے گا تو میں زون میں جاکر اس کی تبلیغی کامیابیوں کو ناکامیوں میں بدل کر رام راج قائم کروں گی۔"

"رام راج!" الپا نے چونک کر پوچھا "کیا تم ہندو ہو؟ میں نے سنا ہے خلائی زون میں کوئی مذہب دھرم نہیں ہے پھر تم ہندو کیسے ہو؟ رام راج قائم کرنے سے تمہیں دلچسپی کیوں ہے؟"

"صرف دلچسپی نہیں ہے' یہ میرا فرض بھی ہے کیونکہ میں پیدائشی ہندو برہمن ہوں اور بھارت میرا جنم استھان ہے۔ میں وہ ہوں' جو کچھ عرصہ پہلے تم سب کے دماغوں پر حکومت کرچکی ہے۔"

"او مائی گاڈ! تم دیوی ہو؟"

"ہاں' وہ دیوی ہوں جو خلاؤں میں سفر کرکے بہت سی غیر معمولی قوتیں حاصل کرکے اپنے ساتھ تین روبوٹس لائی ہے۔"

"تم غیر معمولی قوتیں حاصل کرچکی ہو پھر تم نے زون پر اپنی حکومت کیوں نہیں قائم کی؟"

"پارس سے میری ٹھن گئی ہے۔ اس نے مجھے زون پر حکومت قائم کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اسے منہ توڑ جواب دینے کا یہی طریقہ ہے کہ میں یہاں تمام ممالک میں اقتدار قائم کروں۔ وہ میری برتری ختم کرنے یہاں آئے گا تو میں خلائی زون میں جاکر اس کی تمام کامیابیوں پر پانی پھیر دوں گی۔ ایسا کرنے کے لیے امریکا اور اسرائیل میرے ساتھ خلائی زون میں رہیں گے لیکن امریکی جنرل

اور تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ جب تم دونوں میرے مخالف ہو تو پھر میں کیوں بابا صاحب کے ادارے سے ٹکرا کر تمہیں خلائی زون لے جاؤں؟ بابا صاحب کے ادارے نے تمہیں خلا میں جانے سے جو روک رکھا ہے تو یہ اچھا ہی کیا ہے۔"

"تم نے بھی اچھا ہی کیا جو اپنے اور پارس کے درمیان جاری رہنے والی جنگ کے بارے میں بتا دیا۔ ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم تمہاری مخالفت میں پارس کی حمایت کریں۔ پارس کی خوبی یہ ہے کہ وہ امریکا اور اسرائیل کے اکابرین پر تمہاری حکومت کبھی قبول نہیں کرے گا۔ ہم اس سے اس طرح تعاون کریں گے کہ تمہیں اس کی کامیابیوں کو ناکامی میں بدلنے کے لیے خلائی زون میں جانے کا موقع نہیں دیں گے۔ تمہیں مختلف مسائل میں الجھائے رکھنا ہمارے لیے مشکل نہ ہوگا۔"

"پارس سے اس وقت تعاون کروگی' جب اپنے اختیار میں رہوگی۔ یہ بھول چکی ہو کہ میں تم سب کے دماغوں پر حکومت کر چکی ہوں۔ تمہیں یاد دلانے کے لیے میں بہت جلد تمہارے اور برین آدم کے دماغوں میں حکومت کرنے آؤں گی۔"

وہ الپا کے آلۂ کار کے دماغ سے چلی آئی۔ جنرل کے پاس آکر بولی۔ "کیا تم نے اطمینان کر لیا کہ جزیرہ اور مشین تمہارے پاس ہیں؟"

"ہاں۔ ہمارے خیال خوانی کرنے والے بھی ہمیں مل گئے ہیں۔ تمہاری ان مہربانیوں کا شکریہ لیکن تمہارے وہ تینوں روبوٹس جزیرے میں ہیں۔ کیا وہ ہم پر مسلط رہیں گے؟ انہوں نے ہمارے ایک سپاہی کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"وہ سپاہی ضرور کسی روبوٹ کے پیچھے اس کے بیٹری پاور کو صفر پر لانے گیا ہوگا۔ وہ تینوں روبوٹس ایک دوسرے کے قریب ایسے زاویوں سے کھڑے ہوئے ہیں کہ ان میں سے کسی کے بھی پیچھے کوئی دشمن جائے گا تو باقی دو روبوٹس اسے ہلاک کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہمارے سپاہی سے غلطی ہو گئی تھی لیکن وہ روبوٹس کب تک وہاں رہیں گے؟"

"آج کسی وقت چلے جائیں گے۔ تمہیں میری طرف سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی لیکن ہمارے درمیان ایسی دوستی نہیں ہے' جس کے باعث میں ہمیشہ مہربانیاں کرتی رہوں گی۔"

"اس کا مطلب ہے' آئندہ تم کچھ کرنا چاہتی ہو۔"

"میرے پاس غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ جب میں سپر پاور کہلانے والے ملک سے کسی طرح کم نہیں ہوں تو پھر میں تم سب پر برتری حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتی رہوں گی۔"

"اگر ہمارے درمیان دوستی ہو جائے تو؟"

"تو پھر میں دشمنی نہیں کروں گی۔ بہتر ہے' میں تمہاری بری فوج کے سربراہ سے گفتگو کروں۔ تم اس سے فون پر رابطہ کرو۔"

اس نے رابطہ کیا پھر اپنے اعلیٰ افسر کی آواز سن کر کہا "سر! وہ خلائی ہستی میرے اندر ہے۔ آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "وہ تمہارے ذریعے ہماری آواز سن رہی ہوگی۔ ہم اسے مخاطب کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس نے ٹرانسفارمر مشین اور جزیرہ واپس کر کے دوستی اور خلوص کا ثبوت دیا ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی پھر دوبارہ سانس لیتے ہوئے کہا "میں خلائی ہستی سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ میرے دماغ میں نہ آئے۔"

دیوی نے جنرل کے ذریعے فون پر کہا "مجھے جنرل کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ تینوں افواج کے سربراہ یوگا کے ماہر نہیں ہیں لیکن تم سانس روک لیتے ہو کیا تم شراب نہیں پیتے ہو؟"

"ہم تینوں افواج کے سربراہ کل تک شراب پیتے تھے لیکن اس نے ہماری شراب بھی چھڑا دی اور ہمارے دماغوں کو لاک بھی کر دیا ہے۔"

"کس نے ایسا کیا ہے؟"

"آتما شکتی جاننے والی دیوی نے۔"

"کیا؟" وہ چونک کر بولی "تم اپنے ہوش و حواس میں رہ کر بول رہے ہو؟"

"میں نے ایسی کون سی بات کہہ دی ہے کہ اپنے حواس میں نظر نہیں آرہا ہوں۔"

"ابھی تم نے کہا ہے کہ دیوی نے تمہارے دماغ کو لاک کیا ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا ہے۔"

"تو پھر تم نے کسی سے دھوکا کھایا ہے۔ اس دنیا میں آتما شکتی والی دیوی صرف میں ہوں۔"

"تم؟" اعلیٰ افسر نے ہنستے ہوئے کہا "اب شاید تم ہوش و حواس میں نہیں ہو۔ خود کو خلائی ہستی کہتے کہتے اب دیوی جی بن رہی ہو۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں خلا سے آئی ہوں لیکن اپنی اس دنیا سے خلائی زون میں گئی تھی۔ وہاں سے تین روبوٹس اور غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کر کے آئی ہوں۔"

"یعنی تم خلا میں گئیں تو زمین پر دیوی کی خالی جگہ پُر کرنے دوسری دیوی آگئی۔ ویسے ہمارے لیے تو وہی دیوی ہے' جو ہمیں تمہاری اور دوسروں کی سوچ کی لہروں سے محفوظ رکھ رہی ہے۔"

"میں اس کا طلسم توڑ دوں گی۔ ابھی آتما شکتی کے ذریعے تمہارے اندر آکر خود کو اصلی دیوی ثابت کروں گی۔"

اس نے آتما شکتی کے ذریعے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی۔ اسی لمحے میں اعلیٰ افسر نے سانس روک لی۔ دیوی نے اس کے دماغ سے نکل کر محسوس کیا کہ اعلیٰ افسر کے دماغ کے اندر کوئی قوت چھپی ہوئی تھی جس نے آتما شکتی کے خلاف

اسے سانس روکنے کی توانائی دی ہے۔

وہ جنرل کے ذریعے فون پر بولی "تمہارا یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ آتما شکتی کے خلاف جنگ کرو۔ کوئی قوت تمہارے اندر چھپی ہوئی ہے۔ اب مجھے یاد آرہا ہے' کچھ عرصہ پہلے جب میں بھارت میں تھی تو ایسی ہی ایک قوت میرے مقابلے پر آئی تھی اور خود کو دیوی جی کہتی رہی تھی۔"

اعلیٰ افسر نے فون پر کہا "اور اس دیوی جی سے شکست کھا کر تم خلائی زون کی طرف بھاگ گئی تھیں۔"

"ہوشٹ اپ۔ میں سمجھ رہی ہوں' وہ نقلی دیوی ابھی تمہارے اندر موجود ہے۔ میں اس سے پوچھتی ہوں' وہ کون ہے؟ جب اسے اتنا زور ہے کہ میرے مقابلے پر آتی ہے تو اسے اپنے اصلی روپ میں اصلی نام کے ساتھ آنا چاہیے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تمہیں بھی اصلی روپ میں آنا چاہیے۔ اگر خلائی ہستی ہو تو تمہارا ایک باپ زون میں ہوگا اور ارضی دنیا کی ہو تو دوسرا باپ اس زمین پر ہوگا۔ پہلے یہ تو معلوم ہو کہ تمہارے کتنے باپ ہیں اور تمہارے کتنے روپ ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ میں خوب سمجھ رہی ہوں۔ یہ تم نہیں بول رہے ہو' تمہاری کھوپڑی کے اندر وہ فراڈ دیوی بول رہی ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ فراڈ دیوی تمہیں تحفظ فراہم کر رہی ہے تو میں ابھی اپنی مہربانیاں واپس لیتی ہوں۔ میرے تینوں روبوٹس تمہارے جوانوں کو جزیرے میں ہلاک کریں گے اور اس مشین پر دوبارہ قبضہ جمالیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اگر تم ایسا نہ کر سکیں تو ثابت ہو جائے گا کہ تم فراڈ دیوی ہو اور ہمارا تحفظ کرنے والی اصلی ہے۔"

"ٹھیک ہے' یہی سمجھ لینا۔ آج میں اس فراڈ دیوی کا پول کھولوں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ سوچنے لگی "میں اس عورت کو بھول گئی تھی' جو ایک بار دیوی بن کر بھارت میں میرے خلاف محاذ بنا رہی تھی۔ میں نے دوسرے معاملات میں الجھ کر اسے نظرانداز کر دیا تھا۔ اب میں اس کی جڑوں تک پہنچوں گی اور اس کمینی کو حرام موت ماروں گی۔"

جزیرے میں جن امریکی خیال خوانی کرنے والوں کو اس نے کوما میں رکھا تھا' انہیں اپنا معمول اور تابعدار بھی بنایا تھا۔ وہ ایک جوان کے اندر آکر بولی "ان تینوں روبوٹس کے پاس جاؤ۔ میں تمہاری زبان سے انہیں مخاطب کروں گی۔ وہ میری آواز سن کر میرے احکامات کی تعمیل کریں گے۔"

"مگر وہ دیوی جی! تینوں روبوٹس کے سامنے جانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ وہ مردہ کھڑے ہیں۔ ان کی بیٹریوں کے پاور صفر پر آگئے ہیں۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔ ان کی بیٹریاں فل چارج کی گئی تھیں۔ وہ بیٹریاں ڈاؤن نہیں ہو سکتیں۔"

"جی ہاں' تینوں بیٹریاں ایک ہی وقت میں ڈاؤن نہیں ہو سکتیں۔ کسی نے کچھ کیا ہے۔"

وہ اس بات پر چونک گئی۔ کوئی سایہ بن کر ہی روبوٹس تک جا سکتا ہے اور ان کی 'وولٹیج کی' کو صفر پر لا سکتا ہے۔ کیا وہ دیوی بن کر دھوکا دینے والی سایہ بھی بن جاتی ہے؟

اس نے خیال خوانی کرنے والے جوان سے کہا "تم روبوٹس کے پاس جاؤ اور ان تمام 'وولٹیج کی' کو نمبر دو پر لے آؤ۔"

وہ حکم کی تعمیل کے لیے گیا۔ ایک روبوٹ کے پیچھے پہنچ کر اس نے 'وولٹیج کی' کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت اس کے منہ پر ایک گھونسا پڑا۔ وہ بوکھلا کر چیخ مارتا ہوا پیچھے چلا گیا۔ دیوی نے کہا "میرا اندازہ درست نکلا۔ میری نقالی کرنے والی دیوی! تمہارے پاس بھی گولیاں ہیں۔ تم بھی سایہ بن جاتی ہو۔"

دیوی نے اپنے آلۂ کار کی زبان سے ایک اجنبی دیوی کو مخاطب کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ اس نے پھر دوسری بار مخاطب کیا۔

"میری نقالی کرنے والی! خاموش کیوں ہو' جواب دو۔"

جواب زبان سے نہیں عمل سے ملا۔ دیوی نے آلۂ کار کے ذریعے دیکھا۔ ایک مردہ روبوٹ کے جوتوں سے اچانک شعلے نکلے۔ وہ مردہ کھڑے ہی کھڑے خلا کی بلندیوں کی طرف پرواز کرتا چلا گیا۔

دیوی نے کہا "نہیں۔ یہ میرے روبوٹس ہیں۔ انہیں مردہ رکھ کر فلائنگ شوز آن نہ کرو۔ وہ خلا کی وسعتوں میں کہیں گم ہو جائیں گے۔"

اس کے احتجاج کرنے کے دوران دوسرا مردہ روبوٹ بھی زمین سے بلند ہو کر فضا میں پرواز کرنے لگا۔ وہ چیخنے لگی "ذلیل! کمینی! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ اگر میں یہاں ہوتی تو سایہ بن کر تیرا مقابلہ کرتی۔ تجھے تڑپا تڑپا کر مار ڈالتی۔"

وہ واپس جنرل کے پاس آئی۔ اس کے ذریعے فون پر برّی فوج کے سربراہ کو مخاطب کیا "اگر وہ کمینی تمہارے دماغ میں ہے تو مجھ سے بات کرے۔ وہ بے وقوف' پاگل کی بچی ہے۔ اس نے تینوں روبوٹس ایسے اڑا دیے جیسے پتنگ اڑا رہی تھی۔ اسے کیا ملا؟ نہ ان روبوٹس کو اپنے پاس رکھا' نہ میرے پاس رہنے دیا۔ میں اسے چیلنج کرتی ہوں' وہ منہ نہ چھپائے' میرے مقابلے پر آئے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اتنا مت چلاؤ۔ تم بھی منہ چھپاتی ہو پھر اس منہ چھپانے والی کے مقابلے پر کیسے آؤ گی؟"

"میں اس کے روبرو آؤں گی۔"

"تم نہیں تمہاری ڈمی آئے گی۔ دنیا والوں کو نادان نہ سمجھو۔ پھر اب مقابلے کے لیے کیا رہ گیا ہے۔ تم اب وہ ٹرانسفارمر مشین حاصل نہیں کر سکو گی۔ تمہارے روبوٹس کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ میں نے کہا تھا اگر مشین دوبارہ حاصل نہ کر سکو' جزیرے پر قبضہ نہ جما سکو تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ تم فراڈ دیوی ہو۔ اگر تمہیں

اپنی شکست پر شرمندگی نہیں ہے تو ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔ جاؤ۔"

دوسری طرف فون کا ریسیور رکھ دیا گیا۔ دیوی جنرل کے دماغ سے چلی آئی۔ وہ نیویارک کے محل نما بنگلے میں تھی۔ صوفے سے اٹھ کر پریشانی سے ٹہلنے لگی۔ خلائی زون سے آنے کے بعد اس نے پہلی بار بری طرح شکست کھائی تھی اور اسے شکست دینے والی ایک پراسرار دیوی تھی۔ تشویش یہ تھی کہ وہ روپوش رہنے والی دیوی اسی طرح اور ایک آدھ بازی جیت لے گی تو وہی اصلی دیوی کہلائے گی۔ اس کا رعب اور دبدبہ رہے گا۔ امریکا اور اسرائیل موجودہ حالات کے مطابق اس سے دوستی کرکے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف ایک ٹیم بنائیں گے اور وہ ٹیم اصلی دیوی کے خلاف بھی ہوگی۔

اب تک دیوی کی برتری کا انحصار سایہ بن جانے پر تھا۔ اس کے مقابلے میں دوسری بھی سایہ بن کر سیر پر سوا سیر ہوگئی تھی۔ یہ سوال ذہن میں پیدا ہو رہا تھا کہ اس دوسری نے وہ غیر معمولی گولیاں کہاں سے حاصل کی ہیں؟ کیا اس فراڈ دیوی کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔

دیوی نے سوچا "میرے پاس بھی غیر معمولی گولیاں ہیں۔ لیکن میرا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے نہیں ہے۔ اس طرح وہ بھی اس ادارے سے تعلق نہیں رکھتی ہوگی۔ یہ عجیب بات ہے کہ میں آتما شکتی والی کہلاتی تھی تو وہ بھی ہندوستان میں میرے مقابلے پر آتما شکتی والی کہلانے لگی۔ میں نے سایہ بنانے والی گولیاں حاصل کی ہیں تو اس نے بھی کہیں سے ایسی گولیاں حاصل کی ہیں۔ آخر یہ ہے کون؟ اور میرے پیچھے کیوں پڑ گئی ہے؟"

جب تک پربھا رانی خیال خوانی کے ذریعے اس سے ملاقات نہ کرتی، تب تک دیوی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ پربھا رانی اور مائیک ہرارے جو اس کے سامنے کبھی چیونٹیوں کی طرح تھے، اب پہاڑ بن چکے ہیں۔

دیوی نے سوچا "مجھے صبر و تحمل سے کام لینا ہوگا۔ خاموشی اختیار کرنی ہوگی۔ تمام اہم معاملات کو خفیہ طور پر نمٹانا ہوگا۔ اس پراسرار بننے والی دیوی کا سراغ لگانے کے لیے مجھے منظرِ عام پر نہیں آنا چاہیے اور نہ ہی کچھ عرصے تک امریکی جنرل اور الپا سے رابطہ کرنا چاہیے۔"

اس نے خاموشی سے معلومات حاصل کرتے رہنے کے لیے امریکی جنرل کے علاوہ فوج کے دو بڑے افسران کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ اسرائیلی فوج اور دوسرے سرکاری شعبوں میں بھی اس نے اپنے آلۂ کار بنائے۔ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھارتی جوانوں کو ان تمام آلۂ کاروں کے دماغوں میں پہنچایا اور انہیں حکم دیا کہ چوبیس گھنٹے ان کے دماغوں میں آتے جاتے رہیں اور جو اہم معلومات حاصل ہوں، انہیں دیوی تک پہنچاتے رہیں۔

وہ کئی گھنٹوں تک خیال خوانی میں مصروف رہنے کے باعث

تھک گئی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر فیصلہ کیا کہ آئندہ چند گھنٹوں تک خیال خوانی نہیں کرے گی اور باہر جا کر تفریح کرے گی۔ اپنے ذہن کو سکون پہنچائے گی۔

○☆○

سونیا نے ایک طویل مدت کے بعد نیویارک کی زمین پر قدم رکھا تھا۔ وہ حلیہ بدل کر آئی تھی۔ اگرچہ پختہ عمر کی تھی لیکن میک اپ اور گیٹ اپ کے ذریعے جوان اور اسمارٹ بن کر آئی تھی۔ اگر کوئی اسے سونیا کی حیثیت سے پہچان لیتا تو یہی کہتا کہ اس کی جوانی اور شیرنی کی چال لوٹ آئی ہے۔

وہ ایک ٹرالی پر سامان رکھ کر لاؤنج ہال سے باہر آئی۔ اس طیارے سے آنے والوں کے بہت سے عزیز و اقارب ان کا استقبال کرنے آئے تھے۔ اس بھیڑ میں اعلیٰ بی بی بھی اپنی ماما کے استقبال کے لیے آئی تھی۔ جے مورگن اس کے محافظ کی حیثیت سے دور کھڑا ہوا تھا۔ وہ بھی لاؤنج ہال سے نکلنے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن سونیا کو پہچان نہیں پا رہا تھا۔

شاید اعلیٰ بی بی کو بھی بابا صاحب کے ادارے کا کوئی فرد پہچان نہ پاتا۔ وہ تین یا چار برس کا ایک سکھ لڑکا دکھائی دے رہی تھی۔ سر پر چھوٹی سی پگڑی تھی۔ شلوار قمیص پر ریشمی واسکٹ پہنے ہوئے تھی۔ سونیا نے اسے دیکھتے ہی سامان کی ٹرالی ایک طرف روک دی۔

وہ جیسے بھیڑ میں بھٹکتی ہوئی اپنی ماں کو تلاش کر رہی تھی پھر ٹرالی کے پاس آکر سامان پر بیٹھ گئی۔ سونیا سے بولی "دیکھو میڈم! میں ایک چھوٹا سا بچہ ہوں۔ اپنی ماما کو اس بھیڑ میں ڈھونڈنے آیا ہوں لیکن مائی ماما از ویری ناٹی۔ وہ میرے سامنے نہیں آئیں گی۔ میں انہیں تلاش کرتا رہوں گا اور وہ آنکھ مچولی کھیلتی رہیں گی۔ کیا تم میری مدد کر سکتی ہو؟"

"وائے ناٹ؟ تم کیسی مدد چاہتے ہو؟"

"کیا تم انہیں تلاش کر سکتی ہو؟"

"کیسے کروں؟ میں تمہاری ماما کو جانتی نہیں ہوں۔ انہیں کیسے پہچانوں گی؟"

"ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ بڑھاپے میں بھی جوان بن کر رہتی ہیں لیکن اکثر اپنی غلطی سے بڑھاپا ظاہر کر دیتی ہیں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ آج بھی وہ غلطی کریں گی؟"

"کریں گی نہیں، کر چکی ہیں۔ ٹھوڑی کے نیچے ناخن سے کھجانے کے باعث ان کے میک اپ کی تہ اکھڑ گئی ہے۔"

سونیا نے بے اختیار اپنا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا پھر ایک دم سے اسے غلطی کا احساس ہوگیا۔ وہ اعلیٰ بی بی کا کان پکڑ کر بولی "چڑیل! مجھے یاد ہے، میں نے پیرس سے یہاں تک ٹھوڑی کے نیچے نہیں کھجایا ہے۔ میرا میک اپ سلامت ہے۔"

"تو پھر میرا کان بھی سلامت رہنے دیں۔ اسے کیوں اکھاڑ رہی ہیں؟ بیٹی سے ہارنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اس طرح انتقام لیں۔"

وہ کان چھوڑ کر بولی "میں تھوڑی دیر کے لیے بھول گئی تھی کہ ناگن اور غیروں کو ان کی بُو سے پہچان لیتی ہے۔"

وہ ماں سے لپٹ گئی۔ دونوں ایک دوسرے کو چومنے لگیں۔ دور کھڑے ہوئے جے مورگن نے مسکراتے ہوئے کہا "کمال ہے۔ بے بی نہ ہوتی تو میں میڈم کو پہچان نہ پاتا۔"

وہ اعلیٰ بی بی کا ڈرائیور بن کر آیا تھا۔ واپسی پر ماں بیٹی کو ان کے ایک بنگلے میں لے آیا۔ وہاں پربھا رانی، مائیک ہرارے اور ڈی کروسو موجود تھے۔ ان تینوں کو ائرپورٹ جانے کے لیے منع کیا گیا تھا۔ سونیا نے پربھا کو گلے لگا کر مائیک ہرارے سے کہا "بابا صاحب کے ادارے سے ہم سب نے تمہیں اور پربھا کو شادی کی مبارک باد دی تھی۔ اب میں روبرو پھر ایک بار مبارک باد دے رہی ہوں۔"

ہرارے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے اعلیٰ بی بی نے پوچھا "ماما! کیا آپ کی شادی میں بھی دو بار مبارک باد دی گئی تھی؟"

اس بات پر سب قہقہے لگانے لگے۔ سونیا نے کہا "میں اس چھپکلی کی موجودگی میں بہت محتاط رہتی ہوں پھر بھی یہ بات پکڑ لیتی ہے۔"

بڑی سی ڈائننگ ٹیبل پر طرح طرح کی ڈشیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ سب میز کے اطراف آکر بیٹھ گئے۔ اعلیٰ بی بی جے مورگن کے ساتھ والی کرسی پر آگئی۔ وہ سب پلیٹیں لے کر اپنی اپنی پسند کا کھانا نکالنے لگے۔

جے مورگن نے کھانا شروع کرنے سے پہلے دعائیہ انداز میں سر کو جھکا لیا۔ پربھا رانی دونوں ہاتھ جوڑ کر زیرِ لب کچھ کہنے لگی۔ اعلیٰ بی بی نے پوچھا "ماما! انہیں کیا ہوگیا ہے؟"

سونیا نے گھور کر کہا "خاموش رہو۔ یہ اپنے بھگوان اور گاڈ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔"

"ماما! کیا ان کے شکریے کے ساتھ کھانوں کی خوشبو بھگوان اور گاڈ تک پہنچ رہی ہوگی؟"

سونیا نے کہا "پلیز عالیہ! ذرا کم بولا کرو۔ کیا تم کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتی ہو؟"

"پڑھتی ہوں۔ ویسے آپ اعلیٰ بی بی کو شارٹ کرکے عالیہ کہہ رہی ہیں۔ کیا میرا نام بہت لمبا ہے؟"

"کیا تمہیں شارٹ نیم پسند نہیں ہے؟"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ میں جوان اور لمبی ہو جاؤں تو آپ میری لمبائی شارٹ کرکے کہیں۔ تم تین برس کی ہی اچھی لگتی ہو۔"

پربھا نے کھانا شروع کرتے ہوئے کہا "گڑیا! تم اتنی ہی رہو۔ جوان ہو کر تو کسی کو بولنے کا موقع ہی نہیں دو گی۔"

سونیا نے کہا "میں پربھا اور جے مورگن کو اپنی بیٹی کی طرف سے سوری کہتی ہوں۔ تم دونوں کی عبادت کے دوران ہمیں خاموش رہنا چاہیے تھا لیکن یہ پٹاخا مجھے بھی بولتے رہنے پر مجبور کرتی رہی۔"

"پلیز میڈم! آپ سوری بول کر شرمندہ نہ کریں۔ عالیہ تو بولنے والی گڑیا ہے۔ یہ بولتی ہوئی اچھی لگتی ہے۔ ہاں اگر یہ خاموش رہے تو میں یہاں کے حالات بیان کروں گی۔"

سونیا نے کہا "عالیہ! پرامس کرو۔ آنٹی جب تک رپورٹ پیش کرتی رہیں گی، تم منہ بند رکھو گی۔"

"بڑی مشکل ہے ماما! منہ بند رکھوں گی تو کھاؤں گی کیسے؟"

اس بات پر سب ہنسنے لگے، پربھا نے کہا "میڈم! آپ اس گڑیا کو بولتے رہنے دیں۔ میں رپورٹ سنا رہی ہوں۔"

وہ بتانے لگی کہ دیوی نے کس طرح امریکی افواج کے سربراہوں کو انڈر پریشر رکھا تھا۔ ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جما لیا تھا۔ اپنے کئی ہندوستانی جوانوں کو ٹیلی پیتھی سکھا چکی ہے۔

پھر جناب تبریزی کی طرف سے مائیک ہرارے کو ہدایات ملیں۔ اس کے مطابق ہرارے اور ڈی کروسو نے دیوی کے روبوٹس کو مردہ بنا کر خلا میں واپس بھیج دیا ہے۔ شاید وہ روبوٹس خلائی زون والوں کے بھی ہاتھ نہیں لگیں گے۔

پربھا نے یہ بھی بتایا کہ اس نے کس طرح دیوی بن کر اس دیوی شی تارا کو الجھا دیا ہے۔ پہلے اس نے امریکی افواج کے سربراہوں کو اپنے دباؤ میں رکھا تھا۔ اب اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ہے اور اس نے پچھلے چھ گھنٹے سے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔

سونیا نے کہا "اس کا طریقۂ کار سمجھ میں آرہا ہے۔ اب وہ بڑی خاموشی سے خیال خوانی کرتی رہے گی۔ امریکی اور اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں رہ کر تمہارے بارے میں معلوم کرتی رہے گی کہ اس کے مقابلے میں آنے والی نقلی دیوی کیا کرتی پھر رہی ہے۔"

"جی ہاں۔ اب وہ مجھے ڈھونڈ نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ وہ مجھے امریکی اکابرین کی نظروں سے گرانے کے لیے میرے نام سے تخریبی کارروائی بھی کر سکتی ہے۔"

"امریکی اکابرین جانتے ہیں کہ تم ان کی ہمدرد اور مددگار ہو۔ ان کے ملک میں تخریبی کارروائیاں نہیں کرو گی۔ دیوی نادان نہیں ہے، وہ تمہاری ساکھ کو بگاڑنے کے لیے ایسی حرکتیں نہیں کرے گی۔"

"میڈم! میں چاہتی ہوں، دیوی پراسرار خاموشی اور روپوشی اختیار نہ کرے۔ اسے ٹیلی پیتھی کے میدان میں ظاہر ہوتے رہنا چاہیے۔"

"اسے اتنا طیش دلاؤ کہ وہ جنون میں مبتلا ہو کر خیال خوانی کے ذریعے ٹکراتی رہے یا پھر یہ ملک چھوڑ کر چلی جائے۔"

"اس سے کوئی رابطہ رہے گا تو اسے طیش دلایا جائے گا۔"

"ذرا ذہن پر زور دو۔ سمجھ میں آئے گا کہ رابطہ نہ ہوتے

ہوئے بھی رابطے کے کئی ذرائع ہیں۔"

وہ سوچنے لگی۔ مائیک ہرارے نے چٹکی بجا کر کہا "میں سمجھ گیا' ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعے دیوی کو للکارا جا سکتا ہے۔"

سونیا نے کہا "تم شطرنج کے عالمی چیمپئن ہو۔ ادھوری چال نہ سوچو۔ اسے کس طرح للکارنا چاہتے ہو؟ پھر یہ کہ تم فاتح ہو' مفتوح کو للکارو گے تو چھوٹی سی بات ہوگی۔ ایسی چال چلو کہ نقلی دیوی پربھا پر کوئی بات نہ آئے اور وہ غصے سے تلملاتی رہے۔"

مائیک ہرارے نے آنکھیں بند کر کے تصور میں شطرنج کی بساط بچھائی۔ اس پر اپنی اور دیوی کی چالبازیوں کے مہرے رکھے۔ پربھا ایک اہم مہرہ تھی۔ دیوی کا رول ادا کر چکی تھی۔ ہرارے کے ذہن میں سوال پیدا ہوا۔ اگر یہاں کی مقامی ٹی وی اسکرین پر پھر ایک بار پربھا دیوی کا رول پلے کرے تو دیوی ضرور طیش میں آئے گی۔

مائیک ہرارے نے کہا "میڈم! پربھا پھر ایک بار دیوی بن کر ٹی وی اسکرین پر کچھ ایسی حرکتیں کرے گی کہ دیوی خود کو بدنام ہوتے دیکھ کر طیش میں آئے گی پھر ضرور جوابی کارروائی کرے گی۔"

سونیا نے کہا "شاباش! میرے ذہن میں یہی چال تھی۔ تم واقعی شطرنج کے عالمی چیمپئن ہو لیکن اس سلسلے میں قدم اٹھانے سے پہلے یہودی تنظیم کے برین آدم یا الپا سے رابطہ کرو۔ یہ معلوم کرو کہ دیوی وہاں کیا کرتی رہتی ہے۔ وہاں سے کچھ اہم معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔"

انہوں نے سونیا کے مشورے پر عمل کیا۔ اسرائیلی ملٹری انٹیلی جنس کے ڈی جی سے فون پر رابطہ کیا پھر پربھا نے کہا "میں دیوی بول رہی ہوں۔ برین آدم یا الپا سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

ڈی جی نے کہا "ہولڈ آن کرو۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ مسٹر آدم اور میڈم الپا سے رابطہ ہو سکے گا یا نہیں؟"

ڈی جی نے فون بند کر کے برین آدم کی ڈمی سے رابطہ کیا۔ تینوں افواج کے سربراہ' وہاں کے حکام اور انٹیلی جنس کے ڈی جی جیسے اکابرین بھی نہیں جانتے تھے کہ ان کا رابطہ ہمیشہ برین آدم کی ڈمی سے رہتا ہے۔ وہ سب اسے اصلی برین آدم سمجھتے تھے۔

ڈی جی نے برین آدم کی ڈمی سے فون پر کہا "مسٹر آدم! دیوی تم سے بات کرنا چاہتی ہے۔"

"وہ دیوی تو الپا سے باتیں کر چکی ہے۔ الپا اس دیوی سے ناراض بھی ہے۔ بہرحال میں اس سے پوچھتا ہوں۔"

پربھا ڈی جی کے دماغ سے ڈمی برین آدم کے اندر پہنچ گئی۔ اس ڈمی نے کمپیوٹر کے ذریعے الپا سے رابطہ کیا۔ اسے دیوی کے بارے میں بتایا۔ الپا نے اسکرین پر تحریر کے ذریعے کہا "وہ دیوی ہمیں چیلنج کر رہی تھی۔ اب کیا کہنے آئی ہے۔ اس سے پوچھو' وہ کیوں وقت برباد کرنے آئی ہے؟"

وہ کمپیوٹر اسکرین پر تحریر کے ذریعے بولا "میں تمہارے ڈمی برین آدم کے ذریعے بول رہی ہوں۔ میں اصلی دیوی ہوں۔ اب سے پہلے ایک فراڈ عورت کبھی خلائی ہستی بن رہی تھی اور کبھی خود کو دیوی کہہ رہی تھی۔ تمہیں یقین نہ آئے تو امریکا کے تینوں افواج کے سربراہوں سے ابھی تصدیق کر سکتی ہو۔"

اسکرین پر جوابی تحریر ابھری۔ "میں ابھی تصدیق کروں گی۔ تم اسی برین آدم کے دماغ میں ٹھیک آدھے گھنٹے بعد آؤں گی۔"

پربھا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سونیا کو الپا کے متعلق بتایا۔ سونیا نے مائیک ہرارے سے کہا "تم نے اور ڈی کروسو نے رپی ریز' ٹیری ٹیلر اور ان کے سات خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ ان میں لڑکیاں کتنی ہیں؟"

"دو لڑکیاں ہیں۔ وہ خاصی ذہین اور تیز طرار ہیں۔"

ڈی کروسو نے کہا "میڈم! ان میں ایک لڑکی کرشائن ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔"

"اچھا تو ہمارے باڈی بلڈر پہلوان کا بھی دل دھڑکنے لگا ہے؟"

سب ہنسنے لگے۔ ڈی کروسو نے جھینپ کر کہا "جی ہاں' بڑے سے بڑے پہلوان کو کوئی پیار کرنے والی حسینہ ہی چت کرتی ہے۔ میں چاہتا ہوں' آپ مجھے کرشائن کے ساتھ کسی مشن پر کام کرنے کا موقع دیں۔"

"ٹھیک ہے۔ کرشائن کو آدھے گھنٹے کے اندر پربھا سمجھائے گی کہ وہ کس طرح دیوی کا رول ادا کرتی رہی ہے۔ اسی طرح آدھے گھنٹے بعد کرشائن دیوی کا رول ادا کرے گی۔"

"میڈم! کرشائن کو کیا کرنا ہے؟"

"آدھے گھنٹے بعد ٹی وی پر جو بھی لائیو پروگرام ہو رہا ہو وہاں کسی خاص شخص کے دماغ میں کرشائن دیوی بن کر پہنچے اور اپنی شکست پر جیسے جھنجلائے اور چیلنج کرے کہ وہ اصلی دیوی ہے۔ اگر فراڈ دیوی پر امریکی افواج کے اعلیٰ افسران بھروسا کریں گے تو وہ اسی طرح ابلاغ کے ذرائع سے انہیں پریشان کرتی رہے گی۔"

مائیک ہرارے نے کہا "میڈم! یہ فنٹاسٹک آئیڈیا ہے۔ جس وقت پربھا رانی اُدھر الپا سے گفتگو کرتی رہے گی' اِدھر کرشائن دیوی بن کر یہ ثابت کرتی رہے گی کہ ایک ہی وقت میں دو دیویاں دو جگہ تھیں اور دوسری وہی خلائی ہستی اور فراڈ دیوی ہے۔"

سونیا نے کہا "اگر پربھا اور الپا کی گفتگو طوالت اختیار کرے تو کرشائن اس ڈی برین آدم کے پاس بھی جائے اور اسے مجبور کرے کہ وہ اس کا رابطہ الپا سے کرائے۔"

ڈی کروسو نے کہا "یس میڈم! میں ابھی پربھا کے ساتھ کرشائن کے پاس جا رہا ہوں۔"

وہ پربھا کے ساتھ خیال خوانی کے ذریعے کرشائن کے پاس آیا۔ پربھا نے اسے دیوی کا لب و لہجہ بتایا اور اب تک جس طرح دیوی کا رول ادا کرتی رہی تھی اس کے بارے میں مختصر طور پر بتایا۔ ٹھیک آدھا گھنٹا گزرتے ہی ڈی برین آدم کے پاس پہنچ گئی۔ وہاں الپا ڈی سے پوچھ رہی تھی۔ "کیا اصلی دیوی موجود ہے؟"

پربھا نے کہا "اصلی دیوی ہمیشہ وقت کی پابندی کرتی آئی ہے۔ میں موجود ہوں۔ میرا خیال ہے' تمہیں فراڈ دیوی کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے۔"

"ہاں۔ تھینکس گاڈ! وہ چیلنج کرنے والی فراڈ ثابت ہو گئی ہے۔ تم ہماری دنیا کی رہنے والی دیوی ہو۔ ابھی معلوم ہوا کہ تم نے اس کے تینوں روبوٹس کو خلا کی طرف اڑا دیا ہے۔ وہ اب کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ ٹرانسفارمر مشین کو اس فراڈ نے چھین لیا تھا۔ تم نے اس فراڈ سے مشین واپس چھین کر امریکی فوج کے حوالے کر دیا ہے۔"

"بھگوان کا شکر ہے' تمہیں بھی اصلی نقلی کی پہچان ہو گئی؟"

"دیوی جی! یہ بہت بڑی بات ہے کہ تم نے اس غیر معمولی مشین پر خود قبضہ نہیں جمایا۔ وہ جس کی تھی اسی کے حوالے کر دیا۔"

پربھا نے کہا "میں نے پچھلی بار تم سب کے دماغوں پر حکمرانی کی تھی۔ ایسی جبری حکمرانی سے میں نے بہت سے نقصانات اٹھائے۔ اب میں نے عہد کیا ہے کہ تم سب کا دل جیتنے کے لیے ہمیشہ دوستانہ رویہ رکھوں گی۔"

"دیوی جی! اس کم بخت نے ہمیں بڑی ذہنی الجھنوں میں مبتلا کیا تھا۔ تم اپنے دوستانہ رویے سے ساری الجھنیں دور کر چکی ہو۔ میں اپنی پوری یہودی قوم کی طرف سے یقین دلاتی ہوں کہ میں اپنی یہودی تنظیم کے ساتھ تمہارے اچھے برے وقت میں ہمیشہ کام آتی رہوں گی۔"

"مجھے یقین ہے' محبت کا جواب ہمیشہ محبت سے ملتا ہے۔ اگر ہمارے درمیان خود غرضی نہیں رہے گی تو ہماری محبتوں میں کبھی فرق نہیں آئے گا۔"

الپا اسے بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں بتانے لگی۔ یہ دکھڑا سنانے لگی کہ ان کی طرف سے پابندیاں عائد کی گئی ہیں' اسرائیل اور امریکا سے ہم جو خلائی زون کی طرف نہیں جا سکتے ہیں۔ اب وہ دیوی جی کی مدد سے ان پابندیوں کو توڑنے کے سلسلے میں باتیں کرنے لگی۔

اس وقت امریکی ٹیلی وژن پر لائیو پروگرام چل رہا تھا۔ ایک اعلیٰ حاکم قوم کو مخاطب کرتے ہوئے تقریر کر رہا تھا "اگرچہ ہم سپر پاور کہلاتے ہیں لیکن چھوٹے اور پسماندہ ممالک کی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ تمام چھوٹے ممالک بھی ترقی کریں۔"

اچانک اس کی آواز بدل گئی۔ وہ کہنے لگا۔ "اب میں دیوی بول رہی ہوں۔ اس ملک کی افواج کے تینوں سربراہ ڈکٹیٹر بن چکے ہیں۔ وہ ایک فراڈ دیوی کے فریب میں آ کر میرے قہر و غضب کو للکار رہے ہیں۔ میں انہیں سمجھاتی ہوں کہ وہ فراڈ دیوی کا ساتھ چھوڑ دیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس فراڈ دیوی نے تینوں افواج کے سربراہوں کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ یہاں کے تمام حکمرانوں اور ہماری پوری قوم کو سوچنا چاہیے کہ افواج کے سربراہ کسی کے غلام بن جائیں گے تو اپنے ساتھ پوری قوم کو بھی غلام بنا دیں گے۔"

اس وقت ریڈیو اسٹیشن سے موسیقی کا پروگرام نشر کیا جا رہا تھا۔ ایک سنگر گا رہی تھی۔ وہ گاتے گاتے اچانک رک کر بولی "میں دیوی بول رہی ہوں۔ اس ملک کی افواج کے تینوں سربراہ ڈکٹیٹر بن چکے ہیں۔ وہ ایک فراڈ دیوی کے فریب....."

کرشائن نے ٹی وی اسٹیشن سے ایک اعلیٰ حاکم کے ذریعے جو کچھ کہا تھا' وہی ریڈیو کی سنگر کی زبان سے کہہ دیا پھر وہ اعلیٰ حاکم کے پاس آئی۔ وہاں اس حاکم کی تقریر رکی ہوئی تھی۔ ایک فوج کا افسر کہہ رہا تھا "جیسا کہ ابھی میں کہہ چکا ہوں' ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی خود کو دیوی منوانے کے لیے ایسا بے تکا راستہ اختیار کر رہی ہے۔ ہم دیوی جی بننے والی کو سمجھاتے ہیں کہ آج تک کبھی کوئی زبردستی خود کو منوانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ زیادہ سے زیادہ عارضی کامیابی ہوتی ہے لیکن جبراً غالب آنے والے بعد میں بڑی ذلت اٹھاتے ہیں۔"

کرشائن نے اس فوجی افسر کی زبان سے کہا "میں پھر ایک بار اس فوجی افسر کی زبان سے بول رہی ہوں۔ یہ جونیئر فوجی افسر اپنے اعلیٰ افسران کے حکم کے مطابق میرے خلاف بول رہا ہے۔ ابھی یہ لوگ اپنی صفائی میں طرح طرح سے بولیں گے لیکن میری بات پتھر پر لکھ لو' پوری امریکی قوم تینوں افواج کے سربراہوں کے باعث غلام بن جائے گی۔ ان سربراہوں کی چھٹی کر دو یا غلام بننے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

دیوی شی تارا اپنے بنگلے کے ڈائننگ روم میں آرام سے رات کا کھانا کھا رہی تھی۔ اس کے نئے خیال خوانی کرنے والے ہندوستانی ماتحت نے آ کر کہا "دیوی جی! ٹی وی پر وہ فراڈ دیوی آپ کی طرف سے ایک چال چل رہی ہے۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر ڈائننگ روم سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ اس وقت کرشائن' دیوی کا رول ادا کر کے اس اعلیٰ حاکم کے دماغ سے جا چکی تھی۔ اس اعلیٰ حاکم کی تقریر ادھوری رہ گئی تھی۔ دیوی شی تارا نے اس حاکم کے خیالات پڑھے۔ پروگرام تھوڑی دیر کے لیے روک دیا گیا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ ایک دیوی ابھی تینوں افواج کے سربراہوں کے خلاف کچھ بول کر گئی ہے۔

کچھ دیر بعد وضاحت کی گئی۔ دیوی کے خلاف اور اعلیٰ فوجی افسران کی حمایت میں بولا گیا۔ دیوی شی تارا نے سوچا کہ ابھی خیال خوانی کی پرواز کرے اور فوجی افسر کے اندر جا کر اس کے ذریعے اپنی صفائی پیش کرے لیکن اس سے پہلے کرشائن پھر تینوں افواج کے سربراہوں کے خلاف بولنے لگی۔

دیوی آتما شکتی کے ذریعے کرشائن کے اندر پہنچ سکتی تھی لیکن وہ ان لمحات میں دیوی کی آواز اور لہجے میں بول رہی تھی۔ وہ جھنجلا کر جنرل کے پاس آئی پھر اس کے ذریعے بری فوج کے سربراہ سے کہا "میں اصلی دیوی بول رہی ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اصلی دیوی ہمیشہ میرے دماغ میں آکر بولتی ہے۔ ابھی تم ٹی وی کے ذریعے ہمارے خلاف زہر اگل رہی تھیں۔ اب کیا لینے آئی ہو؟"

"میں تم لوگوں کے خلاف نہیں بول رہی تھی۔ وہ کمینی! میری دشمن میرے خلاف یہ نئی چال چل رہی ہے۔ وہ خود تم لوگوں کے خلاف بول رہی ہے۔"

"الپا تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئی تھی۔ اس نے اصلی دیوی کے بارے میں تصدیقی معلومات حاصل کیں پھر اس دیوی سے باتیں کرنے چلی گئی۔ جب وہ دیوی ادھر الپا سے باتیں کررہی ہے تو پھر وہ ہمارے ٹی وی پر ہمارے خلاف بولنے کیسے آئے گی؟"

"ہوسکتا ہے' وہ الپا سے گفتگو کرنے کے دوران ایک آدھ منٹ کے لیے یہاں آکر میرے خلاف چالیں چل رہی ہو؟"

"ابھی الپا سے معلوم ہوجائے گا کہ دیوی اس سے گفتگو کرنے کے دوران غیر حاضر ہوجایا کرتی ہے یا نہیں؟"

اعلیٰ افسر نے جنرل سے کہا کہ وہ برین آدم سے فون پر رابطہ کرے۔ جنرل نے حکم کی تعمیل کی۔ ڈمی برین آدم سے رابطہ ہوگیا۔ دیوی نے کہا "میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں' کیا الپا اور اس فراڈ دیوی کی گفتگو جاری ہے؟"

ڈمی کے دماغ میں اس وقت الپا اور پربھا باتیں کررہی تھیں۔ الپا نے کہا "فراڈ دیوی تم ہو۔ یہ کیوں معلوم کرنا چاہتی ہو کہ میں دیوی سے گفتگو کررہی ہوں؟"

"صرف اتنا بتادو' وہ تم سے گفتگو کرنے کے دوران کتنی بار ایک آدھ منٹ کے لیے غائب رہی۔"

"ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں' وہ مجھ سے مسلسل ایک گھنٹے سے گفتگو کررہی ہے۔"

دیوی شی تارا نے غصے سے کہا "یہ ناممکن ہے۔"

یہ تمام باتیں فون پر جنرل اور ڈمی برین آدم کے درمیان ہورہی تھیں۔ ایک طرف جنرل کے دماغ میں دیوی تھی دوسری طرف ڈمی برین آدم کے اندر الپا بول رہی تھی اور جنرل کے فون سے اعلیٰ افسر کا فون منسلک تھا۔ اس طرح وہ سب مختلف ذرائع سے دیوی اور الپا کی باتیں سن رہے تھے۔

اس وقت دیوی شی تارا کہہ رہی تھی "وہ فراڈ عورت چالبازی دکھارہی ہے۔ وہ ایک طرف الپا سے باتیں کررہی ہے اور دوسری طرف اپنی کسی ماتحت کوئی وی اسٹیشن میں میرے خلاف چال چلنے کے لیے بھیج دیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم بکواس کرتی ہو۔ تمہاری چالبازی ناکام ہورہی ہے۔ تم ٹی وی کے ذریعے پورے ملک میں ہمارے خلاف زہر اگل چکی ہو اور اب صفائی پیش کررہی ہو۔ تم ٹرانسفارمرز وغیرہ کے سلسلے میں پہلے ہی بھرپور دشمنی کرچکی ہو۔ یہ کیسے توقع کرتی ہو کہ ہم کسی بھی مرحلے میں مجبور ہوکر تم سے سمجھوتا اور دوستی کرلیں گے۔"

"مجھے تم سے کسی طرح کا سمجھوتا اور دوستی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے جیسے سپرپاور ملک کی محتاج نہیں ہوں۔ اب میں دوسرے بڑے ملک کو غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے ایسی امداد پہنچاؤں گی کہ وہ ملک تم سے بڑا سپرپاور بن جائے گا اور تم اس کی خوشنودی حاصل کرتے رہنے پر مجبور ہوتے رہو گے۔ میں جارہی ہوں۔ یہاں سے جارہی ہوں۔ آئندہ دوسرے بڑے ملک کے کاندھے پر فاتح بن کر تم لوگوں پر حکمرانی کرنے آؤں گی۔"

وہ جنرل کے دماغ سے چلی گئی۔ الپا اور پربھا بھی جنرل کے دماغ میں تھیں۔ الپا نے کہا "آج اس فراڈ دیوی کی مکاریاں پوری طرح ہم سب پر عیاں ہوگئی ہیں۔ اس فراڈ نے مجھے بھی چیلنج کیا تھا کہ وہ ہم یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں پر حکمرانی کرے گی۔ ابھی پھر چیلنج کرکے گئی ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "وہ ہمارے دماغوں پر حکمرانی کرنے آئے گی تو ہم اپنی دیوی جی کے تعاون سے اسے ناکام بناسکیں گے لیکن وہ ہمارے مقابلے پر رہنے والے کسی ملک کو غیر معمولی صلاحیتوں اور ٹیلی پیتھی کے ہتھیاروں سے لیس کرے گی تو وہ ملک ہمارے مقابلے میں سیاسی برتری حاصل کرلے گا۔"

الپا نے بھی تشویش سے کہا "ہاں۔ وہ ایسی سیاسی چال چلے گی اور کسی بڑے اور ہمارے دشمن ملک کے لیے طاقت بن جائے گی تو ہمیں سیاسی برتری حاصل کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں گی۔"

امریکا اور اسرائیل ایک دوسرے پر بھروسا نہیں کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ایک دوسرے کے تعاون سے تمام زیرِ اثر ممالک کا خون چوس کر سیاسی برتری حاصل کرتے رہتے ہیں۔ روس اور چین ان کے زیرِ اثر نہیں ہیں۔ روس اگرچہ سیاسی طور پر کچھ بیمار ہوچکا ہے لیکن امریکا کے لیے زخمی شیر کی طرح ہے۔ ایسے میں دیوی اس شیر کے زخم بھرے گی' اسے پہلے سے زیادہ توانائی فراہم کرے گی تو وہ امریکا کو ہر سیاسی مرحلے پر مات دینے کے قابل ہوجائے گا۔ لہٰذا امریکا اور اسرائیل یہ نہیں چاہتے تھے کہ دیوی ان کی مخالفت میں روس کا رخ کرے۔

پربھا رانی نے اصلی دیوی کی حیثیت سے انہیں سمجھایا "اگر وہ نقلی دیوی روس کے لیے از سرِنو طاقت اور اقتدار حاصل کرنے کا باعث بنے گی تو میرے پاس بھی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ مخالفین کے درمیان طاقت کے توازن میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ ہمارے اور روس کے درمیان بھی یہی ہوتا رہے گا۔ کبھی کسی کا اور کبھی کسی کا پلڑا بھاری ہوتا رہے گا۔ نقلی دیوی اور روس کو بھی کامیابیاں حاصل ہوں گی لیکن میں یقین دلاتی ہوں' روس کبھی برتری حاصل نہیں کرسکے گا۔"

امریکا اور اسرائیل کو اپنی طاقت اور دیوی جی (پربھا) کے تعاون پر بھروسا تھا اس لیے وہ مطمئن ہوگئے۔ الپا نے کہا "ہمیں تم پر پورا اعتماد ہے لیکن اس فریبی عورت کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔ وہ اگر روس کے چند نامور سراغ رسانوں کو سایہ بنا کر ہمارے ملکوں میں بھیجے گی تو ہمارا کوئی سیاسی اور فوجی راز پھر راز نہیں رہے گا۔"

"ہاں۔ سایہ بن کر بڑی کامیابی سے جاسوسی کی جاسکتی ہے لیکن وہ چالاک عورت کسی روسی جاسوس کو وہ گولی نہیں دے گی۔ اندیشہ رہے گا کہ روسی سائنس دان ویسی ہی گولیاں تیار کرلیں گے۔"

"ٹھیک ہے کہ وہ کسی روسی کے ہاتھ میں گولی نہیں دے گی لیکن جس روسی سے اہم کام لینا ہوگا' وہ اپنی نگرانی میں اسے گولی کھلادے گی یا اس کی لاعلمی میں اس کے کھانے پینے کی چیز کے ذریعے گولی اس کے حلق سے اتار دے گی۔"

"ہاں۔ وہ ایسا کرسکتی ہے۔"

"دیوی جی! تم بھی ایسا کرسکتی ہو۔ اگر ہمارے جاسوسوں کو اپنی گولیوں سے نادیدہ بناؤ گی تو وہ روس اور چین جاکر ان کے بہت سے سیاسی اور فوجی راز معلوم کرسکیں گے پھر دیوی وہاں جو کچھ کرے گی' اس کی رپورٹ ہمیں ملتی رہے گی۔"

"میں ضرور تمہارے سراغ رسانوں کو وہاں جاکر نادیدہ بن کر کام کرنے کے مواقع دوں گی لیکن پہلے یہ تو معلوم ہو کہ وہ فراڈ دیوی ہمارے خلاف محاذ بنانے کے لیے چین جائے گی یا روس؟"

"وہ دو میں سے کسی ایک ملک میں جائے گی اور ہم دونوں ملکوں میں اپنے جاسوس بھیجنا چاہتے ہیں۔ تم چاہو تو ہمارے سراغ رسانوں کو آج ہی نادیدہ بناسکتی ہو۔"

پربھا انہیں ٹال رہی تھی۔ وہ سونیا سے مشورہ لیے بغیر ایک گولی بھی کسی کو نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس نے کہا "جو گولی نگلی جاسکتی ہے' اسے اگلا بھی جاسکتا ہے۔ اگلنے کے بعد اس گولی کو لیبارٹری میں پہنچا کر ان ادویات کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ اس گولی کا فارمولا معلوم کیا جاسکتا ہے۔ پھر اس فارمولے کے مطابق سایہ بنانے والی سیکڑوں ہزاروں اور لاکھوں گولیاں تیار کی جاسکتی ہیں۔ میں امریکا اور اسرائیل کے ہر طرح کام آؤں گی مگر اپنی غیر معمولی صلاحیتیں نہیں دوں گی۔"

الپا چپ رہی۔ اعلیٰ افسر نے کہا "دیوی جی! آپ اس سلسلے میں کچھ کریں۔ اگر ہمارے آدمی نادیدہ نہیں بن سکیں گے تو اس فراڈ دیوی کے مقابلے میں ہمیں کامیابی نہیں ہوگی۔"

الپا نے کہا "ہم سے حلف اٹھوالو۔ ہم کبھی اس غیر معمولی گولی جیسی دوسری گولیاں تیار نہیں کریں گے۔"

"ہمیں ایسی راہ اختیار کرنا چاہیے کہ حلف اٹھانے یا ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ امریکا اور اسرائیل اپنے سراغ رسانوں کو چین اور روس بھیجنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ میرے ماتحت ان ممالک میں جائیں گے۔ نادیدہ بن کر وہاں جاسوسی کریں گے اور فراڈ دیوی وہاں جو کچھ کرے گی' اس کی مکمل رپورٹ مجھے دیں گے۔ میں تمہیں وہ رپورٹ سناؤں گی۔"

بات معقول تھی۔ ان دونوں کو راضی ہونا پڑا کہ دیوی جی (پربھا) انہیں فراڈ دیوی کے بارے میں ضروری معلومات پہنچاتی رہے گی۔

دیوی شی تارا نے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوکر اپنے اس ارادے کو مستحکم بنالیا کہ وہ دوسرے بڑے ملک کے ذریعے امریکا اور اسرائیل پر برتری حاصل کرے گی اور وہ دوسرا ملک روس ہوگا۔

وہ خود روس جانے یا اپنی ڈمی کو وہاں بھیجنے کے متعلق غور کرنے لگی۔ اس دوران اس نے ان خیال خوانی کرنے والوں سے باری باری رابطہ کیا جو ہندوستان پہنچ گئے تھے۔ وہاں کے مختلف شہروں میں رہائش اختیار کرچکے تھے۔ ان میں سے دو ایسے خیال خوانی کرنے والے جوان تھے جو بھارت کے دو ذہین اور نہایت تجربہ کار سائنس دانوں کو اپنا معمول اور تابعدار بناچکے تھے اور آئندہ ان کے ذریعے سایہ بنانے والی گولیاں اور پرواز کرنے والے کیپسول تیار کرنے والے تھے۔

دیوی کو اپنے ان نوجوانوں پر پورا اعتماد تھا کہ وہ پوری ذمے داریوں کے ساتھ کام کرتے رہیں گے۔ اس کے باوجود ان کی نگرانی کے لیے اس نے اپنی ڈمی نمبر ٹو (کلپنا) کو بھارت روانہ کردیا۔ ڈی ٹو شی تارا کا خاص ماتحت ایک خیال خوانی کرنے والا شری کانت تھا۔ وہ شری کانت کے ساتھ بھارت چلی گئی۔

اس نے ڈی ون شی تارا سے رابطہ کیا اور کہا "ایک نقلی دیوی نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ میں ابھی تک سمجھ نہیں پائی کہ وہ کون ہے؟ اور اسے مجھ سے کیا دشمنی ہے؟ بار بار بابا صاحب کے ادارے کی طرف خیال جاتا ہے کیونکہ نقلی دیوی کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔"

ڈی ون نے کہا "دیوی جی! ایسی گولیاں ہمارے پاس بھی ہیں۔ کوئی ضروری نہیں کہ وہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتی ہو۔"

"یہی میں بھی سوچ رہی ہوں پھر یہ کہ پچھلے دنوں ثانی' علی' اعلیٰ بی بی اور کبریا فرہاد اور نہ جانے فرہاد کی فیملی کے کتنے ممبر امریکا اور اسرائیل میں موجود تھے۔ انہوں نے اپنے نام اور مقاصد نہیں چھپائے۔ صاف طور سے پابندیاں لگادیں کہ امریکا اور اسرائیل

سے کوئی شخص خلائی زون کی طرف نہیں جائے گا لیکن وہ فراڈ دیوی ان کی طرح کھل کر خود کو اور اپنے مقاصد کو ظاہر نہیں کر رہی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتی تو اس طرح چھپ کر کام نہ کرتی، شیرنی کی طرح میرے مقابلے پر آجاتی۔"

"دیوی جی! آپ اسے اپنی پریشانیوں کا سبب سمجھ کر اور زیادہ پریشان ہوتی رہیں گی۔ اسے اہمیت نہ دیں۔ وہ زیادہ عرصہ چھپ کر نہیں رہ سکے گی۔ آپ اس پر سبقت لے جانے کے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں۔"

"میں یہی کر رہی ہوں۔ ایسا راستہ اختیار کر رہی ہوں کہ امریکا اور اسرائیل بدحواس ہو کر میرے قدموں میں آجائیں گے۔ شاید ایک آدھ دن میں تمہیں روس جانا ہوگا۔ ہمارا کھیل اب وہاں سے شروع ہوگا۔"

"آپ کی باتوں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ آئندہ آپ کیسی چالیں چلیں گی۔"

"اور تمہارے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ جس خیال خوانی کرنے والے شیام سندر کو تم نے اپنا ماتحت بنا کر رکھا ہے، اس کے ساتھ تم راتیں گزار رہی ہو۔"

"دیوی جی! میرے چور خیالات نے یہ بھی بتایا ہوگا کہ جب تک میری زندگی میں کوئی نہیں آیا تھا میں تنہا ہی راتیں گزارتی تھی۔ اس منکی ماسٹر نے میری زندگی میں آکر میرے مزاج اور جذبات کو بدل دیا ہے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔ کل کسی وقت تم پر عمل کروں گی اور تمہارے اندر سے کسی کی قربت کی خواہش اور جذبات کو نکال دوں گی۔ میری ڈی کو میری طرح کنواری اور تر و تازہ نظر آنا چاہیے۔"

وہ پھر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ ڈرائنگ روم سے اٹھ کر بیڈ روم میں آگئی۔ جب وہ سونے کے لیے بستر پر لیٹی تو پھر وہی سوالات سر میں چکرانے لگے۔ "وہ فراڈ دیوی کون ہے؟ اس کا مقصد اب واضح ہو رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتی کہ امریکا اور اسرائیل سے میرے تعلقات مستحکم ہوں اور میں ان دو ممالک پر حاوی رہوں اسی لیے وہ یہاں سے میرے قدم اکھاڑ رہی ہے بلکہ میرے قدم اکھڑ چکے ہیں۔ آخر وہ کون ہے؟"

اس نے اپنے ذہن سے اسے باہر نکال دیا۔ اپنے دماغ کو ضروری ہدایات دیں پھر بند آنکھوں کے پیچھے گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

وہ دوسری صبح بیدار ہوئی تو ذہن ہلکا پھلکا سا محسوس ہوا۔ کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اس نے یہ سوچ کر نقلی دیوی کو ذہن سے نکال پھینکا تھا کہ آئندہ نئے محاذ پر ٹکراؤ ہوگا تو دیکھا جائے گا۔ وہ غسل کرنے کے بعد خود کو تازہ دم محسوس کر رہی تھی۔

وہ ناشتا کرنے کے دوران اپنی دونوں ڈمیوں سے باری باری باتیں کرتی رہی اور ان کے ذریعے اپنے دوسرے تمام بھارتی خیال خوانی کرنے والوں کی خیریت اور مصروفیات سے آگاہ ہوتی رہی۔

ڈی ون پچھلی رات شیام سندر کے ساتھ جاگتی رہی تھی۔ دیوی نے کہا "جاؤ غسل کرو اور بستر پر جا کر لیٹ جاؤ۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ بستر پر آکر لیٹ گئی تو دیوی نے اس پر عمل کرنا شروع کیا۔ اسے خیال خوانی کے ذریعے تھپک کر سلا دیا۔ وہ پہلے سے اس کی معمولہ تھی۔ اس نے نئے سرے سے اسے معمولہ بنا کر اس کے دماغ کو حکم دیا کہ وہ جنسی خواہشات سے خالی ہو جائے۔ اپنے دل و دماغ میں صرف اپنی دیوی کی خدمت کا جذبہ رکھے۔ جب تنویمی نیند سے بیدار ہو جائے تو شیام سندر پر تنویمی عمل کرے اور اس کے دماغ میں یہ نقش کر دے کہ وہ ایک ماتحت اور تابعدار ہے۔ لہٰذا صرف تابعدار رہے۔ یہ بھول جائے کہ کبھی اپنی مالکہ شی تارا (ڈی) سے اس کا کوئی عشقیہ تعلق تھا۔

دیوی نے تمام ضروری خیال خوانی سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا پھر ذرا تفریح کے لیے تنہا اپنی کار میں بیٹھ کر سمندر کے ساحلی علاقے کی طرف جانے لگی۔

وہ عمر کے ایسے حصے میں تھی، جہاں کوئی حسینہ تنہا تفریح نہیں کرتی۔ اسے چاہنے والا کوئی ساتھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

دیوی شی تارا نے جس طرح اپنی ڈی ون کے اندر سے تمام جنسی جذبات نکال پھینکے تھے، اسی طرح اس نے بہت پہلے اپنے دماغ کو بھی ہدایات دی تھیں کہ اس کا تن من سب کچھ پارس کے لیے ہے لیکن ایک مناسب وقت سے پہلے اس کا دل جذبات میں بہہ کر پارس کے قدموں میں نہیں جائے گا۔ وہ اپنی اور اپنے دھرم کی برتری اس سے منوائے گی۔ اس کے بعد وہ جذبات میں اندھا دھند بہتی ہوئی اس کی آغوش میں پہنچ جائے گی۔

وہ بوٹ بیسن کے پاس آکر کار سے اتر گئی۔ اسے لاک کر کے ڈیک پر آئی۔ وہاں چھوٹی بڑی موٹر بوٹس کرائے پر ملتی تھیں۔ تفریح کرنے والے بوٹ میں بیٹھ کر مجسمۂ آزادی کی طرف جاتے تھے۔ دیوی شی تارا بھی سمندر کی سیر کرنا چاہتی تھی۔ وہیں ایک لڑکی اعلیٰ بی بی ایک سکھ لڑکے کے روپ میں کھڑی ہوئی تھی۔ جب شی تارا دوسری طرف دیکھتی ہوئی قریب سے گزری تو اعلیٰ بی بی چونک گئی۔ وہاں سے دوڑتی ہوئی ایک بک اسٹال کے پاس آئی۔ وہاں سونیا اور جے مورگن کھڑے میگزین دیکھ رہے تھے۔ وہ بولی "ماما! وہ جو مجھے تل ابیب میں ملی تھی پھر چیخیں مار کر بھاگتی ہوئی ... بن گئی تھی، وہ ابھی میرے سامنے سے گزر کر گئی ہے۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تم نے اس کی صورت اچھی طرح دیکھی ہے؟"

"وہ صورت شکل سے تل ابیب والی نہیں ہے۔ میں نے اسے اس کی جسمانی مہک سے پہچانا ہے۔"

"پھر تو تم پہچاننے میں غلطی نہیں کر رہی ہو۔ اگر تفریح کا موڈ ہو تو اس کے پاس جا سکتی ہو۔"

وہ "تھینک یو ماما!" کہہ کر دوڑتی ہوئی ادھر جانے لگی۔ جے مورگن نے پوچھا "میڈم! وہ کون ہے؟"

سونیا نے کہا "جب وہ تل ابیب میں میری بیٹی سے ملی تو فرہاد بھی اسے پہچان نہ سکے۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ دیوی شی تارا تھی۔"

"آپ نے عالیہ بی بی کو تنہا کیوں جانے دیا ہے؟"

"جناب تبریزی نے فرمایا تھا، کبھی ایسا کوئی موقع آئے تو عالیہ کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ آؤ چلیں، وہ خود ہی بنگلے میں پہنچ جائے گی۔"

وہ دونوں پارکنگ ایریا کی طرف جانے لگے۔

شی تارا نے کاؤنٹر پر ایک موٹر بوٹ کے کرائے کی رقم جمع کی۔ بوٹ کا نمبر اور رسید لی پھر کاؤنٹر سے پلٹ کر جانے لگی۔ ایک قدم بڑھاتے ہی رک گئی۔ قریب ہی ایک سکھ بچہ سر پر چھوٹی سی پگڑی پہنے کھڑا... اسے دیکھ رہا تھا۔ بہت معصوم اور بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ اس نے قریب جا کر پوچھا "ہیلو! کیا تم اکیلے ہو؟"

اس نے جواباً پوچھا "کیا تم میری سسٹر ہو؟"

وہ بولی "اگر میں تمہاری سسٹر ہوں تو مجھے پہچانو۔ میرا نام بتاؤ؟"

"میرے ساتھ یہی پرابلم ہے۔ مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا۔ کیا تم میرا نام جانتی ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اچھا تو اپنا نام بھی بھول گئے؟"

یہ کہتے ہی وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کا ذہن ایک ایسے کاغذ کی طرح لگا جس پر بہت سی یادداشتیں لکھی ہوئی تھیں لیکن ایک تحریر دوسری تحریر پر چڑھی ہوئی تھی۔ ایک سوچ دوسری سوچ کے ساتھ گڈمڈ ہو گئی تھی۔ سوچ کی لہروں کو الگ الگ کر کے پڑھا نہیں جا سکتا تھا۔

شی تارا نے کوششیں کیں۔ اس ننھے ذہن سے ایک نام ابھرا۔ دلجیت سنگھ پھر اس کی ایک سوچ نے کہا "ابھی میری ماں میرے ساتھ تھی۔ میں بہت دور سے چل کر آرہا ہوں مگر میں کہاں سے آرہا ہوں؟"

شی تارا اسے حیرانی سے دیکھنے لگی۔ ایسا ذہن کسی ایسے بچے کا ہوتا ہے جو پیدائشی ایب نارمل ہو اور جس کا حافظہ نہ ہونے کے برابر ہو۔ وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی "تم اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ یاد کرو، ماں کے ساتھ کہاں تھے؟"

"ہاں یاد آیا، ماں کے ساتھ تھا۔ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"میں اندازے سے کہہ رہی ہوں۔ سوچ کر بتاؤ، کیا تمہاری ماں یہیں کہیں ہے؟"

"یہاں تو تم ہو۔ کیا تم میری ماں ہو؟"

"پہلے تم سسٹر کہہ رہے تھے۔ اب ماں کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا نام دلجیت سنگھ ہے؟"

اس نے خوشی سے اچھل کر کہا "ہاں دل جیت۔ دل جیت سنگھ۔ تم بہت اچھی ہو۔ میری ماں کا نام بتاؤ؟"

وہ پھر اس کی سوچ کی گڈمڈ ہونے والی لہروں کو پڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس وقت اعلیٰ بی بی کا ذہن روحانی ٹیلی پیتھی کے زیر اثر تھا۔ وہ اپنا ماضی بھول گئی تھی۔ اس کے دماغ میں رہ رہ کر ایسی باتیں جھلک رہی تھیں، جن کا تعلق اس کی اپنی اصل زندگی سے نہیں تھا۔ دلجیت سنگھ کی حیثیت سے کچھ کچھ باتیں جھلک رہی تھیں۔

اس بار اس کے ذہن سے "بے بے کلونت کور" کا نام ابھرا۔ شی تارا نے پوچھا "کیا تمہاری بے بے کا نام کلونت کور ہے؟"

اعلیٰ بی بی اس کا ہاتھ تھام کر بولی "بالکل یہی نام ہے۔ تم میرے بارے میں سب کچھ جانتی ہو مگر تمہارا ذہن کمزور ہے۔ میرے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو مگر حافظہ کمزور ہونے کے باعث تمہیں ٹھہر ٹھہر کر ہمارے نام یاد آرہے ہیں۔ کوئی بات نہیں، آرام سے یاد کرو۔ مجھے جلدی نہیں ہے۔ چلو کہیں آرام سے بیٹھیں گے۔"

"تم بہت دلچسپ ہو۔ یادداشت تمہاری کمزور ہے اور کہہ رہے ہو کہ میں تم لوگوں کے نام اور حالاتِ زندگی بھول رہی ہوں۔ بہرحال میں بوٹنگ کے لیے جا رہی ہوں، یہ بتاؤ تمہارا کیا کیا جائے؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ بچے تفریح چاہتے ہیں۔ مجھے بھی بوٹنگ کے لیے لے چلو۔"

"اگر تمہاری ماں ادھر تلاش کرتی ہوئی آئے گی تو تمہیں نہیں پائے گی۔"

"کیا میری ماں جانتی ہے کہ میں یہاں ہوں؟"

"مجھے کیا معلوم؟ میرے ساتھ چلو میں بوٹ بیسن کے دفتر میں تمہیں بٹھاؤں گی۔ تمہاری ماں ضرور ادھر آئے گی۔"

"دفتر والوں سے کہہ دو۔ میری ماں آئے تو یہاں انہیں بٹھائیں۔ ہم سمندر کی سیر کر کے دو چار گھنٹے میں آجائیں گے۔"

"ارے واہ! اپنے مطلب کی بات بڑی عقلمندی سے کہتے ہو۔ اسی عقل سے اپنی رہائش گاہ کا پتا یاد کرو۔"

"شاید سمندر کی سیر کرتے وقت یاد آجائے۔"

وہ اسے لے کر دفتر میں آئی، وہاں ایک افسر سے بولی "یہ بچہ ایب نارمل ہے۔ اگر کوئی اسے تلاش کرتا ہوا آئے تو اسے یہاں انتظار کرنے کے لیے کہہ دیں۔ یہ میرے ساتھ بوٹنگ کے لیے جا رہا ہے۔"

وہ دفتر میں اس کا نام اور حلیہ لکھوا کر اپنی بوٹ میں آگئی۔ اس سے بولی "سیفٹی بیلٹ باندھ لو تاکہ سلامتی سے بیٹھے رہو۔"

"تم لڑکی ہو، تمہیں سیفٹی بیلٹ باندھنا چاہیے۔ میں مرد ہوں، میں بوٹ چلاؤں گا۔"

وہ اس کا سیفٹی بیلٹ باندھتے ہوئے بولی "ابھی مرد نہ بنو۔ بچے

ہو' بچے ہی رہو۔"

"مجھے بچہ یوں کہہ رہی ہو جیسے خود بوڑھی ہو گئی ہو۔"

"میں تم سے کم از کم بیس برس بڑی ہوں۔"

"مجھ سے بیس برس بڑی ہو؟ اس کا مطلب ہے' پچاس برس کی ہو چکی ہو۔"

"کس حساب سے کہہ رہے ہو؟ کیا تم تیس برس کے ہو؟"

"ہاں۔ مگر میری ماں تین کے ساتھ صفر لگانا بھول جاتی ہے۔ تمہاری طرح اس کا بھی حافظہ کمزور ہے۔"

"کمال ہے۔ تم ایب نارمل ہو مگر چکرا دینے والی باتیں کرتے ہو۔"

وہ موٹر اسٹارٹ کرکے بوٹ ڈرائیو کرنے لگی۔ تھوڑی دور جا کر اعلیٰ بی بی نے کہا "تم بہت خوب صورت اور جوان ہو۔ اگر انڈیا میں میرے ساتھ اکیلی بوٹنگ کرتیں تو بدنام ہو جاتیں۔"

وہ کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بولی "تمہیں ابھی سے جوان مرد بننے کا شوق ہے۔"

"صرف میری بات نہیں ہے۔ تمہیں جو بھی بچہ دیکھے گا' جوان ہو جائے گا۔"

"او مائی گاڈ! تم کیسی پکی پکی باتیں کر رہے ہو؟ آخر تم ہو کیا چیز؟"

"میری ماں کہتی ہے' میں ایک بلا ہوں۔ گلے پڑ جاؤں تو پیچھا نہیں چھوڑتا۔"

"میں ایسا نہیں کہوں گی' جب چاہوں گی' تم سے پیچھا چھڑا لوں گی۔"

"ہماری بوٹ سمندر میں ہے۔ زمین دور ہے۔ اگر میں سمندر میں چھلانگ لگا دوں تو کیا تیر کر ساحل تک جا سکوں گا؟"

شی تارا نے پلٹ کر اسے دیکھا پھر پوچھا "ارے! یہ تم نے سیفٹی بیلٹ کیوں کھولا ہے۔ بوٹ ڈگمگائے گی تو گہرے پانی میں گر پڑو گے۔ بیلٹ باندھ لو۔"

"میں نے باندھنے کے لیے نہیں کھولا ہے۔ میں سمندر میں چھلانگ لگا کر تیرنا چاہتا ہوں۔"

"ارے خبردار! ایسی کوئی حرکت نہ کرنا۔ ڈوب جائے گا' مر جائے گا۔"

"میں ڈوبنے لگوں تو میرا ہاتھ پکڑ لینا۔"

"ارے کیا پاگل ہو گیا ہے؟"

"وہ تو ہوں۔ تم مجھے شروع سے ایب نارمل کہتی آ رہی ہو۔"

"مجھ سے بھول ہو گئی۔ مجھے معاف کر دو' آئندہ کبھی تمہیں ایب نارمل نہیں کہوں گی۔"

"تم نے کہا تھا' جب چاہو گی' مجھ سے پیچھا چھڑا لو گی۔"

"وہ بھی میری بھول تھی۔ چاروں طرف پانی ہی پانی ہے۔ بھلا میں پیچھا کیسے چھڑا سکوں گی۔"

"تم اتنی پریشان کیوں ہو؟ میرے ڈوب جانے سے تمہارا کیا نقصان ہو گا؟"

"وہ بوٹ بیسن کے دفتر والے جانتے ہیں کہ تم ایب نارمل ہو اور میں تمہیں اپنی ذمے داری پر لائی ہوں۔ اگر واپسی میں میرے ساتھ نہیں رہو گے تو انہیں کیا جواب دوں گی؟"

"کیا تم کسی تدبیر سے چھپ کر اکیلی نہیں جا سکو گی؟"

وہ اسے دیکھتے ہوئے سوچنے لگی "ہاں' میں سایہ بن کر جاؤں گی تو کوئی مجھ سے پوچھنے والا نہیں ہو گا کہ وہ ایب نارمل لڑکا کہاں ہے؟ لیکن یہ کتنا معصوم' کتنا خوب صورت ہے۔ دل آپ ہی آپ اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔ شاید اسی لیے میں اسے پہلی بار دیکھتے ہی پسند کرنے لگی تھی۔"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا "تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا؟"

وہ خیالات سے چونک کر بولی "ہاں' میں تمہارے بغیر چھپ کر جا سکتی ہوں۔ بوٹ بیسن والے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے لیکن تم مجھے اچھے لگتے ہو۔ بہت اچھے لگتے ہو۔ بھگوان نہ کرے تم ڈوب جاؤ گے تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گی۔"

"اس کا مطلب ہے' تم مجھ سے محبت کرنے لگی ہو؟"

"ہاں۔ یہ دل تمہیں بے اختیار چاہنے لگا ہے۔"

"تو پھر میرے پاس آؤ اور مجھے بپی دو۔"

"میں ادھر آؤں گی تو بوٹ ڈگمگانے لگے گی۔"

اعلیٰ بی بی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئی پھر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر اس کے رخسار کو چوم کر بولی "آخر تم نے مان لیا کہ میں مرد ہوں۔"

شی تارا نے ہنستے ہوئے کہا "میں تو ایک ہی مرد سے پیار کرتی ہوں۔ اس کے سوا کوئی دوسرا مرد مجھے چھو نہیں سکے گا۔"

"لیکن میں مرد ہوں۔ تمہیں چھو رہا ہوں اور جب چھو رہا ہوں تو پھر ایک ہی کام رہ گیا ہے۔"

"کون سا کام؟"

"یہی کہ مجھ سے شادی کر لو۔"

وہ ہنس کر بولی "تمہاری ماں آئے گی اور تمہیں لے جائے گی۔"

"تمہیں بھی بہو بنا کر لے جائے گی۔ وعدہ کرو' میرے ساتھ جیو گی اور میرے ساتھ مرو گی۔"

"اچھا بابا وعدہ کرتی ہوں' تمہارے ساتھ جیوں گی' تمہارے ساتھ مروں گی۔"

"کیا یہ سچا وعدہ ہے؟"

"بالکل سچا ہے۔ جب چاہو' مجھے آزما لو۔"

وہ شی تارا سے الگ ہو کر کھڑی ہو گئی' پھر بولی "میں ڈوبنے اور مرنے جا رہا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ مرنے آ جاؤ۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "ادھر آؤ۔ ادھر پانی میں گر جاؤ گے' پلیز

نارمل رہو۔ ایب نارمل نہ بنو۔"

"میں تمہارے وعدے کی سچائی دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں مرنے جا رہا ہوں۔ اگر تم سچی ہو تو بوٹ سے چھلانگ لگا دو۔"

یہ کہتے ہی اس نے چھلانگ لگائی۔ سانس روک کر پانی کے اندر گئی اور داڑھ میں دبی ہوئی گولی نگل لی۔ پانی میں ہلکی چیز کبھی نہیں ڈوبتی۔ سایہ ہلکا ہوتا ہے' وہ پانی کی سطح پر آ گئی تھی۔

شی تارا موٹر بوٹ کو روک کر پریشان ہو کر آوازیں دے رہی تھی۔ "دلجیت! دلجیت! یہ تم نے کیا کیا؟ مجھے پہلے سمجھنا چاہیے تھا' تم ایب نارمل ہو۔ کسی وقت کچھ بھی کر سکتے ہو۔ آہ! میں نے تمہیں ساتھ لا کر غلطی کی۔"

اعلیٰ بی بی کا سایہ ٹھہری ہوئی بوٹ سے ٹکرا کر اس پر سوار ہو گیا۔ سردی کا موسم تھا۔ سورج نہیں چمک رہا تھا۔ فضا میں شبنمی دھند چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں انسانی یا کسی بھی ٹھوس چیز کا سایہ نظر نہیں آتا۔ اعلیٰ بی بی کا سایہ بھی شی تارا کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ بڑی دیر تک سر جھکائے بوٹ پر بیٹھی رہی۔ ایک خوب صورت سا بچہ اس سے پیاری پیاری باتیں کرتے کرتے اچانک ڈوب گیا تھا اور وہ اسے بچا نہ سکی۔ اسی بات کا اسے افسوس تھا کہ ایک بچے کو ڈوبنے کے بعد پانی سے نہیں نکال سکتی تھی کیونکہ وہ سمندر کے گہرے پانی میں تیر نہیں سکتی تھی۔ اگر سایہ بن کر جاتی تو پانی کی سطح پر رہ جاتی۔ سایہ پانی کی گہرائی میں نہیں جا سکتا تھا۔ اگر پانی میں چلا بھی جاتا تو کسی کے ٹھوس جسم کو پکڑ کر بوٹ تک نہیں لا سکتا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ پانی میں ڈوبنے والے بچے کا جسم ٹھوس رہا ہو گا۔

وہ بڑی دیر تک اداس بیٹھی رہی پھر موٹر بوٹ کو اسٹارٹ کرکے واپس جانے لگی۔ بوٹ بیسن کے ڈیک کے قریب پہنچتے ہی ایک گولی نگل کر سایہ بن گئی۔ بولس جاری کرنے والے نے حیرانی سے دیکھا کہ ایک بوٹ سمندر سے خالی واپس آئی تھی۔ اس پر جانے والی ایک جوان دوشیزہ اور ایک سکھ لڑکا واپس نہیں آیا تھا۔

شی تارا کا سایہ ڈیک پر آ کر پارکنگ ایریا کی طرف جانے لگا۔ اس کے پیچھے اعلیٰ بی بی کا سایہ تھا۔ شبنمی دھند کے باعث وہ ایک دوسرے کے سائے کو نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ اعلیٰ بی بی اس خیال سے پارکنگ ایریا میں آئی کہ دوسرا سایہ بھی ضرور اپنی کار کی طرف آئے گا۔

چند منٹ کے بعد ہی اعلیٰ بی بی نے دیکھا۔ ایک کار کا دروازہ خود بخود کھل کر بند ہو گیا تھا۔ یہ پتا چل گیا کہ اسی کار میں سایہ پہنچا ہوا ہے۔ اعلیٰ بی بی کھڑکی کے راستے پچھلی سیٹ پر آ گئی۔

شی تارا نے اسٹیرنگ سیٹ پر آ کر گولی کو حلق سے اگل کر ہتھیلی پر لیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹھوس جسم کے ساتھ نمودار ہو گئی۔ اس نے گولی کو رومال سے پونچھ کر پھر داڑھ میں دبا لیا۔ کار اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرتے ہوئے پارکنگ ایریا سے باہر آئی پھر ایک شاہراہ پر تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگی۔

وہ خیال خوانی سے تھک کر تفریح کے لیے آئی تھی لیکن ایک خوب صورت بچے کے ڈوبنے کے باعث ذہن بوجھل سا ہو گیا تھا۔ وہ ایک کارنیوال میں آئی' جہاں طرح طرح کے کھیل تماشے ہو رہے تھے۔ اس نے ایک ریستوران میں دوپہر کا کھانا کھایا پھر آرام سے خیال خوانی کرنے کے لیے اپنے محل نما بنگلے میں آ گئی۔ اس طرح اعلیٰ بی بی اس کی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچ گئی۔

جب وہ باتھ روم میں گئی تو اس نے ڈرائنگ روم میں آ کر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا "ہیلو ماما! میں ٹوینٹی فورتھ اسٹریٹ سے بول رہی ہوں۔ بنگلو نمبر ٹو ون ٹو زیرو کے سامنے کار بھیج دیں۔"

اس نے دوسری طرف سے سونیا کا جواب سنا پھر "سو فار ماما!" کہہ کر ریسیور رکھ دیا پھر وہاں سے چلتی ہوئی بیڈ روم میں آئی۔ باتھ روم کے اندر سے شاور سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ اندر غسل کر رہی تھی۔ الماری سے کپڑے نکال کر لے گئی تھی۔ الماری کھلی چھوڑ دی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اس کے بنگلے کے اندر اور خاص طور پر اس کے بیڈ روم میں کوئی نہیں آئے گا۔ اس کا ماتحت خیال خوانی کرنے والا بنگلے سے باہر انیکسی میں تھا۔

اعلیٰ بی بی الماری کی تلاشی لینے لگی۔ ایک سیف میں دو بڑے بڑے پلاسٹک کے ڈبے تھے۔ ہر ڈبے کے نیچے تہ کیے ہوئے کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ڈبے کو کھول کر دیکھا۔ اس میں ہزاروں گولیاں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ بالکل ایسی ہی تھیں جیسی سایہ بنانے والی گولیاں ہوتی ہیں۔

اس نے بوٹ میں شی تارا کو سایہ بنتے دیکھا تھا۔ دماغ میں یہی آئی کہ وہ سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔ وہ آئینے کے سامنے اپنے حلق سے گولی نکال کر ٹھوس جسم کے ساتھ نمودار ہوئی پھر ڈبے سے نکالی ہوئی ایک گولی کو حلق میں اتارا تو دوبارہ سایہ بن گئی۔ سامنے آئینے میں خود کو نظر نہیں آ رہی تھی۔

وہ پلٹ کر الماری کے سیف کے پاس آئی۔ دوسرے ڈبے کو کھول کر دیکھا۔ اس میں کیپسول رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کیپسول کو زبان سے چکھ کر محسوس کیا۔ کوئی خاص بات معلوم نہ ہوئی پھر اس نے اسے زبان پر رکھ کر منہ بند کرتے ہوئے سوچا اسے نگلنا چاہیے یا نہیں؟

منہ بند کرتے ہی اس کا سایہ اچانک فضا میں بلند ہو گیا۔ ایسے وقت اس نے دروازے کا رخ کیا تو دروازے کی سمت فضا میں پرواز کرتے ہوئے جانے لگی۔ واپس گھوم کر الماری کے پاس آنے کی کوشش کی تو ٹھیک الماری کے پاس آ گئی۔ منہ سے کیپسول نکالتے ہی پھر فرش پر پہنچ گئی۔

وہ خوش ہو رہی تھی۔ فضا میں پرواز کرنے کا بڑا مزہ آیا تھا۔ اس نے ایک بڑے سے رومال کو کھولا۔ مٹھی بھر بھر کر ڈبے سے

کیپسول نکال کر رومال میں رکھے پھر اس رومال کو باندھ لیا۔ ڈبے کے نیچے جو کاغذات تھے انہیں کھول کر دیکھا۔ اس کی عمر کے مقابلے میں وہ فارمولا ناقابل فہم تھا پھر اس نے اپنی ماما کو دکھانے کے لیے کاغذات کو تہ کرکے اپنے لباس کے اندر رکھ لیا۔ سیف کی باقی چیزیں پہلی ترتیب کے مطابق رکھیں۔ الماری کے پٹ بند کیے پھر منہ میں کیپسول رکھ کر پرواز کرتی ہوئی بنگلے کے باہر آگئی۔

باہر کشادہ اسٹریٹ پر جے مورگن کار لے آیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کار کا اگلا دروازہ کھلا ہے پھر بند ہو گیا ہے۔ اس نے مسکرا کر اپنے ساتھ والی سیٹ کو دیکھا پھر کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔

○☆○

پارس نے اپنے نادیدہ بیٹے بابر علی تیمور کو آمنہ فرہاد کی گود میں رکھ کر کہا "ممی! آپ کو ایک پوتے کی بڑی تمنا تھی۔ یہ لیجیے‘ آپ اس کے جسم کو محسوس کرتی رہیں گی لیکن اسے دیکھ نہیں سکیں گی۔"

آمنہ نے کہا "انسان کی تمام خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔ کچھ ادھوری رہ جاتی ہیں۔ میں پوتے کی صورت نہیں دیکھ سکوں گی پھر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہوں گی‘ پوتے کی آرزو تو پوری ہو گئی ہے۔"

میں خیال خوانی کے ذریعے موجود تھا۔ میں نے کہا "آمنہ! پاکستان میری جائے پیدائش ہے لیکن میری کسی اولاد اور کسی عزیز نے وہاں رہائش اختیار نہیں کی جبکہ میرے خاندان کے کسی نہ کسی فرد کو وہاں رہنا چاہیے تھا کیونکہ میرے خون کے حوالے سے وہ ہم سب کا وطن تھا۔ میں چاہوں گا کہ میرا یہ پوتا وہاں رہے۔"

آمنہ نے کہا "آپ کی باتوں سے پاکستان کی مٹی کی خوشبو آرہی ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہمارا پوتا شاہ کوٹ میں رہے؟"

"اب ہماری زمینیں شاہ کوٹ میں نہیں رہیں۔ ہمارا بابر کسی ایک جگہ نہیں‘ پورے پاکستان میں رہے گا۔ ہر صوبے کے ہر بڑے شہر میں اس کی رہائش کے انتظامات ہو جائیں گے۔ تم بتاؤ کیا اس کے ساتھ پاکستان میں رہو گی؟"

"میں اپنے پوتے کے ساتھ صحراؤں اور بیابانوں میں بھی رہوں گی‘ پاکستان تو پھر ایک خوب صورت ملک ہے۔"

وہ دادی اور میں دادا۔ یہ سن کر کیسا لگتا ہے کہ فرہاد علی تیمور دادا بن گیا ہے؟ ہمارے دلوں میں طوفانی لہروں کی طرح جذبات امنڈ رہے تھے۔ ہم اس کی رہائش اور پرورش کے سلسلے میں ایک وسیع اور جامع منصوبہ بنانے لگے۔

پارس اپنی شہناز (سابقہ شی تارا) کے پاس آگیا۔ باباصاحب کے ادارے میں میاں بیوی کو ساتھ رہنے کی اجازت نہیں ملتی اس لیے وہ شہناز کے ساتھ پیرس کے کاٹیج میں آگیا۔ پارو (سابقہ پوجا) وہاں پہلے سے ایک کاٹیج میں تھی۔ شہناز نے بتایا کہ پروین عرف پارو کسی نوجوان کو پسند کرتی ہے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس نوجوان کی پوری ہسٹری پڑھ لی ہے اور مطمئن ہے۔ شاید چند ماہ میں اس سے شادی کرلے گی۔

ثانی اور علی بھی وہیں پارس کے ساتھ والے کاٹیج میں تھے۔ ان دنوں علی کے مزاج میں تبدیلی آگئی تھی۔ یوں تو وہ پہلے ہی سے سنجیدہ تھا۔ اب اور سنجیدہ ہو گیا تھا۔ گہری سوچ میں ڈوبا رہتا تھا۔

وہ ایک صبح کاٹیج کی چھت پر ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ پاس والے کاٹیج سے پارس‘ شہناز کے ساتھ ہنستا ہوا باہر آیا۔ وہ دونوں کار کی اگلی سیٹوں پر جاکر بیٹھ گئے۔ کار کی چھت فولڈ کی ہوئی تھی۔ وہ دونوں صاف صاف نظر آرہے تھے۔ پارس نے کار اسٹارٹ کرنے سے پہلے شہناز کو اپنی طرف کھینچ کر آغوش میں لے لیا۔

علی فوراً ہی گھوم کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ اس کا دل ایسے جذبے سے دھڑکنے لگا جو ہر نوجوان کے اندر ہوتا ہے۔ پارس نے کتنے ہی عشق کیے تھے۔ ایک بیٹے کا باپ بھی بن گیا تھا مگر علی اب تک تنہا تھا۔ اب وہ گہری سنجیدگی سے سوچنے لگا تھا کہ آخر کب تک جوانی کی رنگین و سنگین مسرتوں سے محروم رہے گا۔

اس نے ریلنگ کی طرف سے پلٹ کر دیکھا۔ ثانی پاس آکر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس نے باہر دوسرے کاٹیج کے سامنے کھڑی ہوئی کار کو دیکھا۔ پارس اگلی سیٹ پر شہناز کے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔ ثانی نے منہ پھیر کر علی کو دیکھا پھر کہا "یہ پارس بہت بے شرم ہو گیا ہے۔ مانا کہ یہ یورپ ہے لیکن ہم نے یہاں کی تہذیب میں پرورش پانے کے باوجود اپنی شرم و حیا کو فراموش نہیں کیا ہے۔"

علی نے کہا "پارس کے لیے خلوت اور جلوت ایک ہے۔ اس کی بات چھوڑو۔ میری بات کرو۔ میری تنہائی میں جوانی کی مسکراتی ہوئی گھڑیاں کبھی آئیں گی یا نہیں؟"

ثانی نے سر جھکا لیا۔ علی نے کہا "جب میں ایسی کوئی بات چھیڑتا ہوں‘ تم سر کو جھکا لیتی ہو۔ کئی بار تمہیں سمجھایا کہ سلطانہ آنٹی تمہاری والدہ ہیں۔ سلمان انکل تمہارے والد ہیں۔ انہیں یہ راز بتادو۔ میں بھی ممی‘ پاپا سے کہہ دوں گا کہ ہماری شادی نہیں ہو سکتی۔ ہم کبھی ازدواجی زندگی نہیں گزار سکیں گے۔"

ثانی نے کہا "اپنے بزرگوں سے ایسا کہہ دینا آسان ہے لیکن یہ بات پھیلے گی تو میں اپنی انسلٹ محسوس کروں گی۔"

"جو بات خدا کو منظور ہوتی ہے اس میں بندوں کی انسلٹ نہیں ہوتی۔ اپنے حالات کے مطابق قدرت کے فیصلے کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ میں نے لندن اور شکاگو میں بڑی راز داری سے تمہارا علاج کروایا۔ اپنوں سے اتنی بڑی بات چھپائی ہے کہ تمہارے دو آپریشن ہو چکے ہیں۔ تم تبدیل ہو چکی ہو۔ کیا تمہیں احساس ہے کہ تمہاری آواز بھاری ہو چکی ہے اور اس تبدیلی کو دوسرے ضرور سمجھیں گے۔"

وہ بولی "میں باتیں بنا سکتی ہوں کہ ٹانسلز کی شکایت تھی۔ گلے کا آپریشن ہوا جس کے نتیجے میں آواز بھاری ہو گئی ہے۔"

"اس طرح بات بن جائے گی لیکن یہ تو سوچو‘ ہمارے بزرگ کب تک ہماری شادی کا انتظار کریں گے۔ پرسوں ممی نے پارس کے بیٹے کو گود میں لے کر خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے کہا‘ علی! تمہاری اولاد کو کب گود میں کھلاؤں گی۔ ثانی کو سمجھاؤ‘ اپنی ضد توڑ دے۔ ہم روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کوئی راز نہیں رہتا ہے‘ اب تم ہی سوچو‘ جناب تبریزی سے بھی یہ بات چھپی نہیں ہوگی لیکن وہ کسی مصلحت سے خاموش ہیں۔"

ثانی نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ علی نے کہا "اب آگے سوچو۔ ممی نے پاپا اور ماما کو یہ بات بتائی ہوگی پھر یہ بات تمہاری ممی اور ڈیڈی تک ضرور پہنچی ہوگی لیکن یہ تمام بزرگ اس لیے خاموش ہیں کہ جناب تبریزی نے اس سلسلے میں خاموشی اختیار کی ہے۔"

وہ بولی "بزرگوں کو خاموشی اختیار کرنے دو۔ میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ ہم پیرس نہیں جائیں گے۔ یورپ کے کسی دوسرے ملک میں یا امریکا کی کسی ریاست میں چلو۔ وہاں جس پر دل آئے اس سے عشق کرو۔ پیرس میں ایسا کرو گے تو بات نہیں چھپے گی۔"

"تم اپنے دماغ سے یہ بات نکال دو کہ میں کسی سے شادی کروں گا تو میرے دل سے تمہاری محبت کم ہو جائے گی۔ تم ہماری ملاقات کے پہلے دن سے ایک دوست بن کر رہی ہو اور ہمیشہ دوست رہو گی۔ تمہاری جگہ کوئی نہیں لے گا۔ میں پیرس میں بھی کسی سے عشق کروں گا یا شادی کروں گا تو تمہاری قدر کم نہیں ہوگی۔ تم ہمیشہ اسی طرح دوست رہو گے۔ میرا مطلب ہے رہو گی۔"

ثانی نے اسے حسرت سے دیکھا پھر تیزی سے چلتی ہوئی‘ زینے سے اترتی ہوئی نیچے بیڈ روم میں چلی گئی۔ علی نے پریشان ہو کر سوچا۔ "پتا نہیں کیا مصلحت ہے۔ ممی بھی اس سلسلے میں خاموش ہیں اور جناب تبریزی بھی ثانی کو نصیحت نہیں کر رہے ہیں۔ خدا جانے یہ سلسلہ کب تک چلے گا؟"

وہ ایک گہری سانس کھینچ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ وہاں سے پانچویں کاٹیج کی چھت پر ایک حسینہ کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھ ہلا کر علی کو مخاطب کیا۔ گزشتہ روز اس سے روبرو ملاقات ہوئی تھی۔ وہ ثانی کی موجودگی میں چہک رہی تھی۔ اس کی باتوں اور اداؤں سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ اس کی ذات میں دلچسپی لے رہی ہے۔

ثانی نے اس سے تنہائی میں کہا تھا "پلیز‘ یہاں کسی میں دلچسپی نہ لینا۔ چلو ہم فرینکفرٹ چلیں۔ وہاں میں اس سلسلے میں اعتراض نہیں کروں گی۔"

"ثانی! جب تک تم اپنی موجودہ تبدیلی کو ذہنی طور پر تسلیم نہیں کرو گی‘ میں اپنے جذبات کو کچلتا رہوں گا لیکن تمہیں صدمہ پہنچانے کے لیے کسی میں دلچسپی نہیں لوں گا۔"

وہی حسینہ پانچویں کاٹیج کی چھت پر کھڑی اپنا موبائل فون دکھا کر اشارے کر رہی تھی۔ علی نے اپنے موبائل فون کو آن کیا۔ نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے پر بولا "ہیلو! کیا تکلیف ہے؟"

وہ ہنس کر بولی "دل کے ڈاکٹر بن جاؤ‘ میری تکلیف خود ہی سمجھ لو گے۔ ویسے تم پتھر ہو۔ مجھ پر جوان اور بوڑھے سب ہی مرتے ہیں مگر تم پر اثر نہیں ہوتا ہے۔ میں نے اپنا یہ موبائل نمبر تمہیں نہ بتایا ہوتا تو اب بھی بات نہ کرتے۔ کم از کم اپنا موبائل نمبر تو بتادو۔"

"میرا موبائل ون وے ہے۔ ادھر سے فون کر سکتا ہوں۔ دوسروں کی کال ریسیو نہیں کر سکتا۔"

"میں پہلی بار ایسا سن رہی ہوں۔ موبائل میں ون وے نہیں ہوتا۔"

"ہوتا ہے۔ اگر تم بھی اپنا نمبر نہ بتاؤ تو تمہارے فون پر کوئی کال نہیں آئے گی۔ اس طرح تمہارا موبائل بھی ون وے ہو جائے گا۔"

"اچھا اسی لیے تم نے مجھے اپنا نمبر نہیں بتایا ہے۔ مانتی ہوں بڑے بے نیاز ہو۔ مرد توجہ نہ دے اور بے نیاز رہے تو عورت کے لیے اور زیادہ پُرکشش ہو جاتا ہے۔ تمہیں پتا ہے میں جہاں سے گزرتی ہوں وہاں جوان اور بوڑھے سب ہی مجھ پر مرنے لگتے ہیں۔"

"تم نے کہا‘ جہاں سے گزرتی ہو۔ ایسا نہ کہو‘ ابھی تمہاری عمر جہاں سے گزرنے کی نہیں ہے۔"

وہ ہنسنے لگی۔ علی نے کہا "پہلے بھی تم کہہ چکی ہو کہ تم پر جوان اور بوڑھے مرتے ہیں۔ کیا مرنے والوں کی تعداد سیکڑوں میں ہے؟"

وہ بڑے فخر سے بولی "سیکڑوں نہیں‘ ہزاروں میں ہے۔"

"پھر تو ان کے تابوت اٹھاتے اٹھاتے بوڑھی ہو جاؤ گی۔ میں بڑھاپے میں تم سے ملاقات کروں گا۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ جھنجلا رہی ہوگی۔ اسے مخاطب کرنے کی تدبیر کر رہی ہوگی۔ لیکن وہ ادھر نہیں دیکھ رہا تھا۔ ایسے ہی وقت آمنہ فرہاد نے اسے مخاطب کیا "بیٹے! ریلنگ کے پاس سے ہٹ جاؤ۔ جناب تبریزی نے ثانی کو ابھی طلب کیا ہے۔ وہ کاٹیج سے نکل رہی ہے۔ اسے کہا گیا ہے کہ وہ تم سے رخصتی کے وقت ملاقات نہ کرے۔ تم بھی اسے ریلنگ کے پاس نظر نہ آؤ۔"

علی نے وہاں سے ہٹ کر چھت کے وسط میں آکر پوچھا "ممی! ثانی کو اچانک کیوں بلایا گیا ہے؟"

"وہ یہاں چالیس دن تک گوشۂ گمنامی میں رہے گی۔ چالیس

دن تک اس پر کسی کا سایہ نہیں پڑے گا۔ وہ جسمانی طور پر تبدیل ہو چکی ہے۔ ان چالیس دنوں میں ذہنی طور پر تبدیل ہو جائے گی۔ اس کے دل و دماغ سے ماضی کی ثانی مٹ جائے گی اور اس کے اندر سے ایک نیا شخص ابھر کر سامنے آئے گا۔"

"اس کا مطلب ہے۔ میں چالیس دن بعد ثانی سے نہیں، ایک اجنبی دوست سے ملوں گا۔"

"ہاں۔ یہی ہونے والا ہے۔ اب تم بستر پر جا کر آرام کرو۔ جناب تبریزی عمل کریں گے۔ پارس کی طرح تمہارے دماغ کو بھول بھلیاں بنائیں گے کیوں کہ تم آج رات کی فلائٹ سے انڈیا جا رہے ہو۔"

وہ ماں کی ہدایت پر عمل کرنے کے لیے زینے سے اتر کر نیچے بیڈ روم میں چلا گیا۔

پارس کو بہت عرصے بعد مصروفیات سے نجات ملی تھی۔... فی الحال کسی مشن پر نہیں جانا تھا اس لیے وہ شہناز کے ساتھ پُرمسرت لمحات گزار رہا تھا۔ پیرس جیسے خوب صورت شہر میں تفریح کر رہا تھا۔ کبھی وہ دریا میں بوٹنگ کر رہے تھے۔ کبھی ایفل ٹاور کی بلندی سے حدِ نظر تک شہر کا نظارہ کر رہے تھے۔

اس بلندی پر شہناز نے اس کے سینے پر سر رکھ کر کہا "دو روز پہلے میں خود کو بڑی بدنصیب سمجھ رہی تھی۔"

"شاید اس لیے کہ میں تم سے دور، اس دنیا سے بھی دور خلائی زون میں چلا گیا تھا اور تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میں تمہارے پاس کبھی نہیں آؤں گا۔"

"کیا مجھے ایسا نہیں سمجھنا چاہیے تھا؟ تم اس قدر زہریلے ہو گئے تھے کہ تمارا کے سوا کسی اور کے ساتھ ازدواجی زندگی نہیں گزار سکتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے اندر کا سارا زہر ختم ہو چکا ہے۔ اب مجھے ایسی مسرتیں مل رہی ہیں جن کی میں توقع بھی نہیں کر سکتی تھی۔ دو روز پہلے خود کو بدنصیب سمجھتی رہی۔ آج مجھ جیسی خوش نصیب کوئی نہیں ہوگی۔ اب تو مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے؟"

"کون کافر تمہارے حسن و شباب کو چھوڑ کر جانا چاہتا ہے لیکن بابا صاحب کے ادارے میں اصولوں کی پابندی اور فرائض کی انجام دہی لازمی ہوتی ہے۔ جب کسی مشن پر جانے کا حکم ملتا ہے تو پھر حکم کی تعمیل لازمی ہوتی ہے۔"

"فرائض کی ادائیگی لازمی ہے لیکن آئندہ کہیں جانا ہوگا تو کیا مجھے ساتھ نہیں لے جاؤ گے؟"

"ضرور لے جاؤں گا لیکن کسی ایسی مہم پر جانا ہوگا جہاں عورت کا ساتھ مشکلات پیدا کرے گا تو تمہیں ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ملے گی اور میں خود بھی تمہیں مصائب میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں لے جاؤں گا۔ کوشش کروں گا کہ جلد ہی تمہارے پاس واپس آجاؤں۔"

وہ ایفل ٹاور کی بلندی سے اتر کر ایک ریستوران میں آئے۔ ایک کیبن میں بیٹھ کر کھانے کا آرڈر دیا۔ شہناز نے کہا "آرڈر ... ہونے تک میں ذرا باتھ روم سے ہو کر آتی ہوں۔"

وہ باتھ روم کی طرف چلی گئی۔ کھانا جلد ہی آگیا، شہناز ... آئی۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "کیا کر رہی ہو ... میز پر لگ چکا ہے۔"

"بس دس منٹ میں آرہی ہوں۔"

پارس دماغی طور پر حاضر ہوا۔ اسی وقت تین گن مین ... کیبن میں داخل ہوئے۔ ایک نے پارس کی پیشانی پر پستول کی ... رکھتے ہوئے کہا "ہم اسی انتظار میں تھے کہ سامنے کھانا آئے ... منہ میں چھپائی ہوئی گولی نکال کر جیب میں رکھ لو گے تاکہ کھانے ... دوران گولی منہ میں نہ رہے۔"

دوسرے نے تیسرے سے پوچھا "تم نے کہا تھا کہ یہ ... ساتھی کے ساتھ کیبن میں ہے۔ یہ تو اکیلا ہے۔"

تیسرے نے کہا "وہ یہیں تھی۔ شاید ٹائلٹ گئی ہوگی۔ ... کر اسے قابو میں کرتا ہوں۔"

وہ کیبن سے باہر گیا۔ پارس نے کہا "شہناز! خطرہ ہے۔ ایک دشمن تمہاری طرف آرہا ہے۔ روپوش ہو جاؤ۔"

وہ گولی نگل کر بولی "تم خیریت سے ہو نا؟"

"میرے دماغ میں آکر دیکھ لو۔"

وہ اس کے اندر آگئی۔ دوسرا گن مین پارس کی تلاشی لیتے ہوئے کہہ رہا تھا "تمہاری جیب میں گولیاں نہیں ہیں۔"

پارس نے منہ کھول کر انہیں دکھایا پھر کہا "میرے منہ میں گولیاں نہیں ہیں اور تمہارا ساتھی خواہ مخواہ میری ساتھی کی تلاش میں گیا ہے۔ وہ ایک ضروری کام سے کاٹیج کی طرف گئی ہے۔"

"ہماری معلومات کے مطابق فرہاد کے تمام فیملی ممبرز کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہوتی ہیں۔ تمہارے پاس کیوں نہیں ہیں؟"

"آج ہی صبح آخری گولی ختم ہو گئی۔ میں نے بابا صاحب کے ادارے سے مزید پچیس گولیاں منگوائی ہیں۔ شام تک ملیں گی تو گولیاں تمہیں دے دوں گا۔ کیا وہی گولیاں حاصل کرنے کے لیے اتنے بھاری ہتھیار اٹھا کر آئے ہو۔"

"زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ ہم خوب سمجھتے ہیں، تم باتوں کے دوران خیال خوانی کے ذریعے اپنے لوگوں کو یہاں بلا رہے ہو گے۔ ان کے آنے سے پہلے ہی اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔"

وہ بڑی تابعداری سے اٹھ کر ان کے ساتھ کیبن سے باہر آیا۔ ریستوران کے باہر ان کی ایک وین کھڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے وین کی درمیانی سیٹ پر اسے بیٹھنے کا حکم دیا پھر اس کے پاس والی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ شہناز کا سایہ پارس کے اندر رہا تھا۔

جب گاڑی چلنے لگی تو ایک نے پارس کی آنکھوں پر پٹی باندھ ... پھر کہا "تمہیں خیال خوانی کرنے کی آزادی ہے۔ اپنے لوگوں کو ... کہ ہم تمہیں قیدی بنا کر لے جا رہے ہیں۔"

"جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ میں قیدی بن چکا ہوں تو کسی کو ... کے لیے ضرور پکاروں گا۔"

"کیا اس مت کرو، تم قیدی ہو۔"

"جب قیدی کو نہیں معلوم ہے کہ وہ قیدی ہے تو تمہارے کہنے سے وہ قیدی نہیں کہلائے گا۔ بھئی یہ فضول سی باتیں چھوڑو۔ ... کام کی باتیں کرو۔ کچھ اپنے بارے میں بتاؤ، کون ہو تم لوگ؟ اور ... سے کیا چاہتے ہو؟"

"ہم چاہتے ہیں تم اپنے بھائی اور باپ کو اپنے دماغ میں بلاؤ۔ انہیں بلانے سے پہلے یہ یقین کر لو کہ ہم یوگا کے ماہر ہیں۔ تم اور تمہارا باپ بھی ہمارے اندر نہیں آسکے گا۔"

"مجھے یقین ہے اسی لیے میں نے تم لوگوں کے دماغوں میں جانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ تم میرے بھائی اور باپ کی موجودگی چاہتے ہو۔ پتا نہیں کیوں مصائب بڑھانا چاہتے ہو۔ بہرحال ہمارے درمیان جو گفتگو ہو رہی ہے وہ میرے پورے خاندان والوں تک پہنچ رہی ہے۔ ان لمحات میں میرے تمام خاندان والے پانچ پانچ انگلیاں دکھا رہے ہیں یعنی تم لوگوں پر لعنت بھیج رہے ہیں۔"

"دیکھو مسٹر! تم خلائی زون میں گئے تھے۔ وہاں سے تم طبی اور سائنسی ایجادات کے تمام فارمولے ضرور لائے ہو گے۔ ایٹمی ... اور فلائنگ شوز جیسی بہت سی غیر معمولی چیزیں وہاں سے حاصل کی ہوں گی۔ ہم وہاں کی طبی اور سائنسی ترقی کے بارے میں تفصیلی معلومات چاہتے ہیں۔ وہاں سے جتنے فارمولے لائے ہو ان کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں ہمیں دو۔"

پارس نے کہا "بڑے بلند ارادے ہیں۔ یہ ارادے کس کے ... میں پیدا ہوئے ہیں؟ تمہاری پشت پر کون ہے؟"

"ہم ہی ہیں اور تمہارے سامنے ہیں۔"

"کیا مجھے اغوا کرنے کا منصوبہ بناتے وقت پورا یقین تھا کہ میں تمہارے پیچھے چھپے ہوئے شخص یا ادارے تک نہیں پہنچ سکوں گا ... وہ شخص یا ادارہ میری جوابی کارروائی سے محفوظ رہے گا؟"

"مانا کہ تم اور تمہارے خاندان والے فولادی قلعوں میں بھی نقب ڈال کر اندر پہنچ جاتے ہیں لیکن ہمارے اندر پہنچتے پہنچتے قیامت کا دن آجائے گا پھر بھی تم نہیں پہنچ سکو گے۔"

"بھئی اتنی لمبی تاریخ نہ دو۔ میں قیامت کے دن کا انتظار نہیں کروں گا۔ جو تمہارے دماغ کے اندر بیٹھا تمہیں گائیڈ کر رہا ہے اس ... رہا ہوں۔ وہ ابھی میرے سامنے آئے گا یا میں اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں؟"

اس کی آواز بدل گئی۔ اس کی زبان سے کوئی دوسرا بولنے لگا۔ "فرہاد اور اس کے بیٹوں کو مسلسل کامیابیوں نے خوش فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ تم اس دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مجھے ڈھونڈتے رہو گے مگر میرے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گے۔"

پارس نے مسکرا کر کہا "تم خاموش رہ کر بڑے پراسرار بن رہے تھے۔ آخر میں نے تمہیں بولنے پر مجبور کر دیا۔" پھر اس نے محض دھمکی دینے کے لیے کہا "تم شاید جانتے ہو گے کہ میری ممی روحانی ٹیلی پیتھی جانتی ہیں۔ تمہارے بولتے ہی وہ تمہارے اندر پہنچ گئی ہوں گی۔"

دوسری طرف خاموشی رہی۔ پارس کو گن پوائنٹ پر رکھنے والے نے کہا "ہمیں روحانی ٹیلی پیتھی سے نہ ڈراؤ۔ ہم سے ان فارمولوں کی بات کرو جو خلائی زون سے لائے ہو۔"

"پہلے اسے تو آواز دو جو ابھی تمہارے دماغ میں تھا۔"

"میرے دماغ میں کوئی نہیں تھا۔ میں ہی آواز بدل کر بول رہا تھا۔"

"اس وقت میں تمہارے دماغ میں ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"تم مجھ سے باتیں کر رہے ہو اور اندر ہی اندر پریشان ہو رہے ہو کہ وہ تمہیں گائیڈ کرنے والا کہاں چلا گیا ہے۔ تمہاری سوچ نے ابھی "شٹ" کہا ہے۔"

"او گاڈ! تم میرے خیالات پڑھ رہے ہو جب کہ میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا ہوں۔"

"کیا تمہیں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ یوگا جاننے والوں کے اندر سایہ سما جائے تو پھر وہ اپنے دماغ میں آنے والوں کو محسوس نہیں کر سکتے۔"

"تم لوگ واقعی خطرناک ہو۔ میں جلد از جلد خفیہ اڈے کے قید خانے میں تمہیں پہنچاؤں گا۔"

"میری ساتھی کا سایہ تمہارے اندر سے نکل کر ڈرائیور کے اندر گیا ہے۔ دیکھو گاڑی رک گئی ہے۔"

ایک گن مین نے ڈرائیور سے پوچھا "گاڑی کیوں روک دی؟ جلدی چلو۔ یہ خطرناک قیدی ہے۔"

وہ گاڑی کو واپس موڑنے لگا۔ شہناز نے اس گن مین کے اندر سما کر اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا پھر دوسرے کے اندر سما کر اسے بھی دماغی اذیتوں میں مبتلا کیا۔ دونوں کے ہاتھوں سے ہتھیار گر پڑے تھے۔ پارس نے ان سے کہا "دماغ کو زلزلے کے جھٹکوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو گاڑی سے باہر چھلانگ لگا دو۔"

وہ دونوں اپنے دماغ کو پھوڑا نہیں بنانا چاہتے تھے اس لیے دروازہ کھولتے ہوئے باہر کود گئے۔ کچھ دور آگے جا کر گاڑی رک گئی۔ وہ ڈرائیو کرنے والا تیسرا گن مین گاڑی سے اتر کر وہاں سے جانے لگا۔ شہناز گولی اگل کر ٹھوس جسم کے ساتھ نمودار ہو کر بولی۔ "اب کیا ارادہ ہے؟"

"گاڑی ڈرائیو کرو۔ ہم آرمی کیمپ کی طرف جائیں گے اور

ایک فاضل گولی مجھے دے دو۔ میں کاٹیج سے نکلتے وقت گولیاں رکھنا بھول گیا تھا۔

اس نے ایک گولی دی پھر اسٹیئرنگ سیٹ پر جا کر ڈرائیو کرنے لگی۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے آرمی چیف کو مخاطب کیا پھر اسے بتایا کہ اسے چند نامعلوم افراد نے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی پھر ناکام ہو کر بھاگ گئے۔ ان کی پشت پر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ یہ کوئی نیا گروہ ہے جو پیرس میں سرگرم عمل ہے۔ وہ اس سلسلے میں کچھ ضروری باتیں کرنے آ رہا ہے۔ لہٰذا آرمی انٹیلی جنس کے چیف کو بھی ان کی گفتگو میں شامل ہونا چاہیے۔

پارس نے اسی وقت ملاقات کا وقت طے کیا پھر شہناز کے ساتھ آرمی کیمپ کے دفتر میں پہنچ گیا۔ آرمی کے اعلیٰ افسران نے ان کا استقبال کیا پھر وہ سب دفتر کے ایک پرائیویٹ کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا "مسٹر پارس! جیسے ہی آپ نے یہاں رپورٹ دی ویسے ہی ہم نے پورے شہر میں سراغ رسانوں کا جال بچھا دیا ہے۔ آپ مشورہ دیں کہ ہمیں اور کیا کرنا چاہیے؟"

"آپ اپنے سراغ رسانوں سے کہہ دیں کہ انہیں تلاش نہ کریں۔ میں نے اغوا کرنے والوں کو خود ہی بھگا دیا ہے۔"

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

"اس لیے کہ وہ کرائے کے ٹٹو تھے۔ ان کے ذریعے اصل مجرم تک نہیں پہنچا جا سکتا تھا۔"

"مسٹر پارس! انہوں نے کچھ تو بتایا ہوگا کہ وہ آپ سے کیا چاہتے تھے؟"

"جی ہاں' میں خلائی زون سے جو کچھ لایا ہوں وہ سب مجھ سے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اگر مجھے یرغمال بنا کر وہ لوگ بابا صاحب کے ادارے کو چیلنج کرتے کہ انہیں مطلوبہ چیزیں نہیں دی جائیں گی تو مجھے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا تو ایسی صورت میں بابا صاحب کے ادارے سے انہیں وہ تمام چیزیں مل جاتیں جن پر ہم نے کسی کا سایہ بھی پڑنے نہیں دیا ہے۔"

انٹیلی جنس کے چیف نے کہا "ہماری تینوں افواج کے سربراہوں نے جناب تبریزی سے گزارش کی تھی کہ آپ خلا سے بڑی ہی غیر معمولی اور نایاب چیزیں لے کر آئے ہیں۔ انہیں حاصل کرنے کے لیے تمام بڑے ممالک اور خطرناک تنظیمیں آپ لوگوں کی جان کی دشمن بن جائیں گی۔ آخر وہی بات سامنے آ رہی ہے۔"

"آپ کی افواج کے سربراہوں نے ہمیں دوستانہ انداز میں سمجھایا تھا لیکن اس ملک کے اعلیٰ حکام نے سختی سے کہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے پر حکومتِ فرانس کے بھی حقوق ہیں۔ اس ادارے میں جو بھی اہم اور غیر معمولی چیز ہوگی اس چیز میں حکومتِ فرانس کا بھی حصہ ہوگا۔"

"ہمارے ملک کے حکام نے غلط نہیں کہا تھا۔ آپ خلائی زون سے مطلب اور سائنس کی جو نئی ایجادات اور ان کے فارمولے لائے ہیں ان سے حکومتِ فرانس کو محروم نہیں رکھنا چاہیے۔ آپ کی بھی حکومت ہے۔ آپ کے تمام بزرگ اس ملک کے ... تھے' آپ بھی ہیں اور آئندہ نسلیں بھی رہیں گی۔"

"بے شک' فرانس کو ہم اپنا ملک سمجھتے ہیں۔ جناب تبریزی نے اعلیٰ حکام کو یقین دلایا تھا کہ میں جو کچھ خلا سے لایا ہوں ان کے ذریعے ہم فرانس اور فرانسیسی قوم کی خدمت کریں گے لیکن ... فارمولے اور سایہ بنانے والی گولیاں کسی بھی فرانس کے ... فوجی افسر کو نہیں دیں گے کیوں کہ پچھلے دنوں دشمنوں نے آپ ... لوگوں کو ٹریپ کیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف ... تھی اور آپ لوگ بھی ہمارے خلاف اقدامات کر رہے تھے۔ ... اگر آپ لوگوں کو ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے نجات دلاتیں تو آپ ہمارے بدترین دشمن بن چکے ہوتے۔ لہٰذا ... سنبھلنے کے لیے ماضی کا ایک تلخ تجربہ کافی ہے۔"

"ضروری نہیں کہ آئندہ بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ... ہمیں سحر زدہ کریں پھر یہ تو دیکھو کہ دشمنوں سے تم لوگ بھی ... نہیں ہو۔ آج تم ان کی گرفت سے نکل آئے۔ ضروری نہیں ... ہمیشہ ان کے حملوں سے خود کو محفوظ رکھ سکو۔"

"ہمارا طریقۂ کار یہ ہے کہ ہم پہلے ہی حملے میں اصل ... پہچان لینے کی کوششیں کرتے ہیں۔ پہچان لینے کے بعد پھر ... دوسرا حملہ کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے ہیں۔"

"کیا تم نے پہچان لیا ہے کہ آج تمہیں کون اغوا کرا ... یرغمال بنانا چاہتا تھا؟"

"جی ہاں۔ ان تینوں میں سے جس نے مجھے گن پوائنٹ پر ... تھا وہ تمہاری ملٹری انٹیلی جنس کا اسسٹنٹ چیف یعنی تمہارا ... ماتحت ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ میرا ماتحت ایسی حرکت نہیں کرے گا۔"

"جب یہ خوش فہمی ہو کہ یوگا کے ماہر کے دماغ میں ٹیلی ... کی لہریں نہیں پہنچ سکیں گی اور ہمیں سایہ بننے سے پہلے حراست ... لے لیا جائے گا اور ہماری گردن خرگوش کی طرح ایک ہی ... گرفت میں آ جائے گی تو پھر خوش فہمی میں رہنے والے ایسی ... حرکتیں کرتے ہیں جیسی میرے ساتھ کر چکے ہیں۔"

"اگر تم نے اس کے چور خیالات سے یہ معلوم کیا ہے ... اسے ضرور سزا دیں گے۔"

"مسٹر چیف! تم نے اور تینوں افواج کے سربراہوں نے ... ماتحت چیف کو استعمال کیا ہے۔ تم لوگوں کو خلائی زون ... جانے والی کوئی چیز سیدھے راستے سے بھی مل سکتی تھی مگر ... خود تم لوگ سیدھے نہیں ہو اس لیے یہ ٹیڑھا راستہ اختیار کیا ... ناکام ہو گئے۔"

"مسٹر پارس! تم خواہ مخواہ الزام دینے آئے ہو۔ ابھی ...

کہا ہے کہ تمہیں اغوا کرنے والوں کے پیچھے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا جب کہ ہمارے پاس کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔"

"تمہارے ماتحت چیف کے چور خیالات نے بتایا ہے کہ امریکا میں ری ریز نے خیال خوانی کرنے والے جوانوں کی ایک ٹی پی آرمی بنائی تھی۔ اس آرمی سے تین جوان فرار ہو کر فرانس آ گئے ہیں اور اب انہیں حکومتِ فرانس نے گلے لگا لیا ہے۔ وہ تم لوگوں کی سرپرستی میں اس ملک کے تین بڑے شہروں میں روپوش رہ کر شاہانہ زندگی گزار رہے ہیں۔"

تھوڑی دیر تک سب چپ رہے پھر ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہمارے ملک کا شمار بڑے ملکوں میں ہوتا ہے لیکن ایک چٹکی برابر اسرائیل میں بھی خیال خوانی کرنے والے ہیں اور ہمارے پاس نہیں تھے۔ تم سب ہمارے کہلاتے تھے لیکن اپنے رویے سے خود کو بیگانہ بنا لیا ہے۔"

پارس نے کہا "جب سے تم نے خارجہ پالیسی تبدیل کی ہے اور کئی اسلامی ممالک کے خلاف امریکا کا ساتھ دے رہے ہو' تب سے ہم نے اپنا رویہ تبدیل کیا ہے۔ آج اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذریعے تم لوگوں نے مجھ پر حملہ کرایا اور بابا صاحب کے ادارے کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ تمہارا اعلانِ جنگ خفیہ تھا۔ میں نے یہاں تم لوگوں کے درمیان آکر اسے واضح کر دیا ہے۔ اب سوچو کہ تم اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کتنے مجبور ہیں۔ ہم تمہاری فوج کے درمیان ہیں لیکن ہمیں قیدی نہیں بنا سکو گے۔ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔ تم ہمارا راستہ نہیں روک سکو گے۔"

پھر اس نے شہناز سے کہا "ہم یہاں سے جائیں گے۔ کوئی پیچھے سے گولی مار سکتا ہے اس لیے....."

دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا پھر دوسرے ہی لمحے میں ان سب کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

وہ سب تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ اپنے اپنے طور پر سوچتے رہے پھر ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے بڑی رازداری سے پارس کو یرغمال بنا کر خلائی زون کا سامان حاصل کرنا چاہا تھا مگر ان لوگوں سے کوئی راز چھپا نہیں رہتا۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "امریکا کے سیکڑوں ٹیلی پیتھی جاننے والے مات کھاتے رہے ہیں۔ ہمارے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے بابا صاحب کے ادارے کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ان سے دشمنی ہمیں مہنگی پڑے گی۔"

"کیا ہم ان سے مرعوب ہو کر اس ادارے کے تابعدار بن جائیں؟"

"ہم ان سے برتر نہیں ہو سکتے لیکن کمتر بھی نہیں رہیں گے۔ ہمیں حالات سے سمجھوتا کرنا ہوگا۔ ابھی پارس اور اس کی وائف نے ہمارے درمیان نظروں سے اوجھل ہو کر ثابت کر دیا ہے کہ ہم ان کے سامنے بے بس اور مجبور ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا چاہا لیکن بے اختیار ریسیور کو واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسرے افسر نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

اس نے کہا "میں بابا صاحب کے ادارے میں جناب تبریزی سے صلح صفائی کی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے بے اختیار ریسیور رکھ دیا۔"

ایک افسر نے کہا "ریسیور بے اختیار نہیں رکھا گیا ہے۔ اس وقت میرے دماغ میں ہمارے تین خیال خوانی کرنے والوں میں سے ایک سلاٹر سول موجود ہے۔ اس نے تمہیں ریسیور رکھنے پر مجبور کیا ہے۔ اب یہ میری زبان سے بول رہا ہے۔"

سلاٹر سول نے کہا "تمہارے آدمی پارس کو اغوا کرنے میں ناکام رہے۔ میں نے کہا تھا' مجھے چالاک اور تیز طرار لوگ دیے جائیں لیکن انہوں نے اپنی حماقت سے پارس کی وائف کو سایہ بننے اور ان کے اندر آنے کا موقع دیا۔ تم جواب دو۔ اگر ان سے حماقت نہ ہوتی تو کیا پارس ابھی تک چوہے کی طرح ہمارے پنجرے میں نہ ہوتا؟ اس کا باپ بھی یہ نہ سمجھ پاتا کہ حکومتِ فرانس کے اکابرین نے اسے یرغمال بنایا ہے۔"

"ہم مانتے ہیں۔ ہمارے آدمیوں سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ ہماری دشمنی ظاہر ہو گئی ہے۔ اب ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ ان سے صلح صفائی کی باتیں کریں۔"

سلاٹر سول نے کہا "یہ ہمارے لیے شرم کی بات ہوگی۔ فرانس دنیا کے بڑے ممالک میں سے ایک ہے اور آپ ایک ادارے کے آگے گھٹنے ٹیک دیں گے؟"

"ہتھیار ڈالنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم دوبارہ ہتھیار نہیں اٹھا سکیں گے۔ ان سے صرف اس لیے صلح صفائی کی جائے گی کہ ہمارے سابقہ تعلقات بحال ہو سکیں ورنہ خلائی زون سے لائی جانے والی چیزیں ہمارے دل و دماغ میں چبھ رہی ہیں۔ وہ غیر معمولی چیزیں ہمارے ملک میں ہیں لیکن ہماری تحویل میں نہیں ہیں۔ ہم انہیں کسی اور تدبیر سے حاصل کریں گے۔ تم بھی ترکیب سوچو' ہم بھی سوچتے ہیں لیکن کامیابی حاصل کرنے تک ہمیں فرہاد اور اس کی فیملی سے سمجھوتا کرنا پڑے گا۔"

سلاٹر سول نے کہا "ٹھیک ہے آپ ان سے سمجھوتا کریں۔ میں کوئی ترکیب سوچوں گا۔"

اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا۔ انچارج نے کہا "فرمائیے۔ آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں آرمی چیف ہوں اور جناب تبریزی سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔"

"سوری' یہ ان کی عبادت کا وقت ہے۔ ایسے وقت میں ان

کے فون کے تمام معاملات میں نمٹایا کرتا ہوں۔ آپ مدعا بیان کریں۔"

"ہماری انٹیلی جنس کے ایک ماتحت چیف سے بڑی غلطی ہوگئی۔ اس نے مسٹر پارس کو اغوا......"

انچارج نے بات کاٹ کر کہا "ہمیں پوری رپورٹ مل چکی ہے۔ اگر آپ کے ایک جونیئر افسر سے غلطی ہوگئی ہے تو کوئی بات نہیں، غلطی انسانوں سے ہی ہوا کرتی ہے۔ ہم سب کو دل بڑا رکھنا چاہیے۔ کبھی پارس سے بھی کوئی غلطی ہوگی تو امید ہے آپ نظر انداز کردیں گے۔"

اس نے چونک کر پوچھا "جی۔ کیا مطلب ہے؟ کیا مسٹر پارس انتقاماً کچھ کرنے والے ہیں؟"

"جب کوئی شکایت ہوگی تو کچھ کیا جائے گا۔ ابھی آپ صفائی پیش کررہے ہیں۔ ہمارا دل صاف ہوگیا ہے۔ میں نے تو ایک عام سی بات کہہ دی ہے۔ غلطی کسی سے بھی ہوسکتی ہے۔ آپ سے بھی ہوسکتی ہے، ہم سے بھی ہوسکتی ہے، لہٰذا ایک دوسرے کو معاف کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔"

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ کی ایک بات کے پیچھے دوسری بات چھپی ہوئی ہے۔ آپ بتادیں کہ جناب تبریزی عبادت سے کب فارغ ہوں گے۔ میں اس وقت ان سے فون پر گفتگو کروں گا۔"

"وہ بعض اوقات کئی دنوں، کئی ہفتوں اور کئی مہینوں تک عبادت کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ان دنوں میں وہ ادارے کے خاص لوگوں سے کوئی ضروری بات کرلیا کرتے ہیں۔ ادارے کے باہر کسی سے کوئی رابطہ نہیں رکھتے۔ جب وہ عبادت سے فارغ ہوں گے تو میں آپ کا ذکر کروں گا۔ پھر وہ چاہیں گے تو خود ہی آپ سے رابطہ کریں گے۔ اچھا خدا حافظ۔"

اعلیٰ افسر نے ریسیور رکھ کر اپنے ساتھی افسروں سے کہا۔ "جناب تبریزی طویل عبادت میں مصروف ہیں۔ انچارج بڑی ذومعنی باتیں کررہا تھا۔ وہ بڑی فراخ دلی ظاہر کررہا تھا لیکن اس کا انداز دوستانہ نہیں تھا۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہیے کہ بابا صاحب کا ادارہ اب ہم سے مخلص نہیں رہے گا۔ وہ ہمارے ملک میں اس طرح رہے گا جیسے ہم نے آستین میں سانپ پال رکھا ہو۔"

انٹیلی جنس کے چیف نے کہا "میں بڑی دیر سے سوچ رہا ہوں کہ ٹیلی پیتھی کے میدان میں ہمیں امریکا، اسرائیل اور دیوی سے مدد حاصل کرنی چاہیے۔ ان سب کا تعاون آسانی سے حاصل ہوگا کیوں کہ وہ سب ہی بابا صاحب کے ادارے کا خاتمہ چاہتے ہیں۔"

سب نے تائید کی۔ یہ اہم نکتہ تھا۔ امریکا اور اسرائیل ہمیشہ حکومتِ فرانس سے شکایت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اپنے ملک میں انتہا پسند مسلمانوں کو ایسا مضبوط ادارہ قائم رکھنے کی اجازت دے کر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں اور اب یہ بات سامنے آرہی تھی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر غیر مسلم جماعتیں یک جا اور متحد ہورہی تھیں اس لیے فرانس کے اکابرین کو یقین تھا کہ دیوی، امریکا اور اسرائیل ضرور ان سے تعاون کریں گے۔

فرانس کی وزارتِ خارجہ سفارتی سطح پر امریکا اور اسرائیل سے گفتگو کرنے لگی۔ جب گفتگو خاطر خواہ آگے بڑھنے لگی تو تینوں ممالک کے اہم اکابرین سوئٹزرلینڈ میں خفیہ اجلاس کے لیے جمع ہوگئے۔

فرانس کے وزیرِ خارجہ نے اس اجلاس میں بابا صاحب کے ادارے پر خود غرضی اور حکومتِ فرانس سے غداری کے الزامات لگائے۔ امریکی وزیرِ خارجہ نے کہا "برسوں پہلے جب فرہاد صاحب اولاد نہیں تھا۔ وہ اور سونیا بابا صاحب کے ادارے میں پہلی بار داخل ہورہے تھے تب ہی ہمارے سابقہ حکمرانوں نے فرانس کے سابقہ حکام سے کہا تھا کہ وہ اپنے ملک میں بابا صاحب کے ادارے کو نہیں بلکہ ایک آتش فشاں کو بننے اور اسلامی لاوا پکنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ آج ہمارے سابقہ حکمرانوں کی پیش گوئی درست ہورہی ہے۔"

"ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے سابقہ حکمرانوں اور ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ اب ان غلطیوں پر سر پیٹنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنانا ہوگا۔ اگر ہم نے ایسا نہیں کیا اور منتشر رہے تو ہمیں جلد ہی پتا چل جائے گا کہ پارس کے خلائی زون سے آنے کے بعد بابا صاحب کا ادارہ اس دنیا کی بہت بڑی طاقت بن چکا ہے۔ ہم ایک دوسرے سے دور رہ کر اس طاقت کو نہیں کچل سکیں گے۔"

ایک اسرائیلی وزیر نے کہا "ہمیں اندازہ ہے کہ پارس خلائی زون سے نئی حیرت انگیز ٹیکنالوجی اور عجیب وغریب طبی اور سائنسی فارمولے لے کر آیا ہوگا۔ آئندہ چند ماہ میں نہ جانے اس ادارے کے لوگ کیسی کیسی غیر معمولی صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں گے.... فی الحال ان کے پاس سایہ بنانے والی جو گولیاں ہیں ان کے باعث ہم ان سے کم تر ہوگئے ہیں۔ اب اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ان سے کھل کر جنگ کریں۔"

"ان کے علاوہ سایہ بنانے والی گولیاں دیوی کہلانے والی دو عورتوں کے پاس ہیں۔ ایک دیوی سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔ ہمیں اپنے متحدہ محاذ میں اس دیوی کو شامل کرنا چاہیے۔ وہ سایہ بن کر ہمارے بہت سے مسائل حل کرتی رہے گی۔"

ایک خالی کرسی پر سے آواز آئی "تم لوگوں نے دیوی کو یاد کیا اور دیوی حاضر ہوگئی۔"

ان سب نے چونک کر دیکھا۔ ان کے قریب ایک خالی کرسی پر ایک حسین عورت نمودار ہوگئی تھی۔ وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی "میں وہ اصلی دیوی ہوں جسے امریکی اور اسرائیلی اکابرین نقلی اور فراڈ سمجھ رہے ہیں اور جو فراڈ ہے، وہ بڑی چال بازی سے اصلی بن کر ان اکابرین کو دھوکا دے رہی ہے۔ وہ ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعے ان کے خلاف زہر اگلتی ہے اور ظاہر کرتی ہے کہ میں ان اکابرین کو اپنے اصلی ہونے کا یقین نہیں دلا سکتی۔"

پھر اس نے فرانس کے وزیرِ خارجہ سے کہا "اس فراڈ دیوی کو اس خفیہ اجلاس کا علم نہیں ہے۔ وہ نہیں جانتی ہے کہ حکومتِ فرانس کو سایہ بننے والی دیوی کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اگر اسے معلوم ہوتا تو وہ میری جگہ دیوی بن کر چلی آتی۔"

امریکی وزیرِ خارجہ کے سیکریٹری نے کہا "اس دیوی نے تمہارے مقابلے میں ہمیں زیادہ تحفظ دیا ہے۔ زیادہ فائدے پہنچائے ہیں اس لیے وہ اصلی ہو یا نہ ہو، ہمارے لیے واقعی مہربان دیوی ہے۔"

"اس مہربان دیوی کی اصلیت جب سامنے آئے گی تو اپنا سر پیٹ کر ماتم کرو گے۔ میں پیش گوئی کرتی ہوں کہ اس دیوی کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ اس نے سایہ بننے والی گولیاں اسی ادارے سے حاصل کی ہیں کیوں کہ ایسی گولیاں صرف اسی ادارے میں ہیں۔"

"تو پھر تم نے کہاں سے گولیاں حاصل کی ہیں؟"

"میں ایسی گولیاں خلائی زون سے لائی ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے ایک ایسی صلاحیت حاصل کی ہے جسے بابا صاحب کے ادارے والے کبھی حاصل نہیں کرسکتے اور نہ ہی یہ صلاحیت اس فراڈ دیوی کے پاس ہے۔"

یہ کہہ کر وہ کرسی سے اٹھ گئی۔ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک کیپسول نکالا پھر اسے منہ میں رکھتے ہی فرش سے بلند ہوگئی۔ سب ہی حیرانی سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ وہ فرش اور چھت کے درمیان اِدھر سے اُدھر پرواز کررہی تھی پھر دروازہ کھول کر تیزی سے پرواز کرتی ہوئی دور چلی گئی۔ اس کے بعد کمرے میں واپس آکر فرش پر کھڑی ہوگئی۔ منہ سے کیپسول نکال کر مسکراتی ہوئی بیٹھ گئی۔

یہ سب کچھ چند ثانیوں میں ہوا تھا۔ ان سب دیکھنے والوں کو خواب سا لگا تھا۔ وہ آکر بیٹھ گئی تھی۔ باقی سب کھڑے ہی رہ گئے تھے۔ بیٹھنا بھول گئے تھے۔ وہ بولی "میں ابھی دروازے سے باہر دو کلو میٹر دور گئی تھی۔ صرف تیس سیکنڈ میں واپس آگئی۔ یوں میری پرواز کی تیز رفتاری کا اندازہ کرسکتے ہو۔ پلیز سٹ ڈاؤن۔"

وہ سب بیٹھ گئے۔ فرانس کے وزیرِ خارجہ نے کہا "کوئی یقین کرے یا نہ کرے، میں تم پر اندھا اعتماد کرتا ہوں۔ تم ہی اصلی دیوی ہو۔ میں تم سے ہر مناسب شرط پر دوستی کروں گا اور تمہارا تعاون حاصل کروں گا۔"

"میں فرانس میں رہوں گی اور دل وجان سے دوستی کروں گی تمہارے ملک کو کبھی بابا صاحب کے ادارے سے کم تر نہیں ہونے دوں گی۔ تمہیں اس قدر فائدے حاصل ہوں گے جنہیں دیکھ کر امریکا اور اسرائیل کے اکابرین کو میرے اصلی ہونے کا یقین آجائے گا۔"

امریکی وزیرِ خارجہ کے سیکریٹری نے کہا "تمہاری یہ بات معقول ہے کہ تم حکومتِ فرانس کو فائدے پہنچاؤ گی تو ہمیں تمہارے اصلی ہونے کا یقین ہوجائے گا۔ ادھر چند ماہ تک ہم اسے مزید آزمائیں گے جس نے ٹرانسفارمر مشین تم سے چھین کر ہمارے حوالے کی تھی۔"

"اس کی کیا مجال ہے کہ وہ مجھ سے کوئی چیز چھین سکے۔ اپنے فوجی افسران سے پوچھو۔ میں نے خود وہ مشین واپس کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں واپس کرتی، اس نے میری لاعلمی میں دشمنی سے میرے تینوں رولز رائس اڑا دیے اور مشین تمہارے فوجیوں کے حوالے کرکے خود کو دوست ثابت کرکے مجھے دشمن ثابت کردیا۔ میں اپنی سادگی اور شرافت سے دھوکا کھاگئی۔ آئندہ میں شرافت کا مظاہرہ نہیں کروں گی۔"

ان کے درمیان بڑی دیر تک اہم معاملات پر گفتگو ہوتی رہی پھر وہ ایک دوسرے سے رخصت ہوگئے۔ دیوی نے فرانسیسی وزیرِ خارجہ سے کہا "میں فرانس میں تم سے ملاقات کروں گی۔ تم وہاں پہنچتے ہی ایسے جوانوں کو یک جا کرو جو ذہین اور یوگا کے ماہر ہوں۔"

وہ دیوی کی ڈی شی تاراون تھی جو دیوی کے ساتھ خلائی زون کی طرف گئی تھی۔ اس نے دوسری شام فرانس کے شہر پیرس میں وزیرِ خارجہ سے ملاقات کی۔ اس وزیر نے ایسے پچیس جوان یک جا کیے تھے جو تعلیم یافتہ، ذہین، صحت مند اور یوگا کے ماہر تھے۔ ڈی شی تاراون نے وزیرِ خارجہ پر تنویمی عمل کرکے اس کا دماغ لاک کیا پھر اسے رازداری سے یہ بتایا کہ جب وہ پچیس جوان امریکا پہنچا دیے جائیں گے تو ہر رات دو جوانوں کو سایہ بنا کر جزیرے میں لے جائے گی پھر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے انہیں ٹیلی پیتھی سکھائے گی۔ اس طرح دو ہفتوں میں حکومتِ فرانس کے پاس اپنے فرانسیسی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے پھر انہیں کسی دوسرے ملک اور قوم پر بھروسا نہیں کرنا پڑے گا۔

سایہ بنا کر ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی سکھانے کی تدبیر اتنی عمدہ تھی کہ وزیرِ خارجہ نے خوش ہوکر ڈی شی تاراون کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لیا۔ اس کے سامنے گھٹنے ٹیکے پھر ہاتھ کو چوم کر کہا "تم تعاون نہیں کررہی ہو بلکہ بہت بڑا احسان کررہی ہو۔ تم نے پہلے ہی دن ثابت کردیا ہے کہ تم پوری سچائی سے دوستی کررہی ہو۔"

وہ بولی "اگر تمہارے ملک میں میرا وہی مقام ہوگا جو بابا صاحب کے ادارے میں فرہاد کا ہے تو میں فرانس کو دنیا کا سب سے طاقت ور ملک بنا دوں گی۔"

وزیرِ خارجہ نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا پھر وہ دیوی کے پاس امریکا آگئی تاکہ اس کی مدد سے فرانس کے پچیس جوانوں کو ٹیلی

پیتھی سکھائی جاسکے۔

دیوی کو پربھا سے عارضی طور پر شکست ہوئی تھی لیکن اب وہ فرانس کی دوستی کے ذریعے امریکا اور اسرائیل کو متاثر کرنے اور اپنی طرف مائل کرنے والی تھی۔ وہ مطمئن تھی۔ کامیابیاں اس کے قدم چومنے والی تھیں لیکن کبھی کبھی وہ سوچ میں پڑجاتی تھی کہ اس کی الماری کے اندر جو سیف ہے' اس میں سے فلائنگ کیپسول والا فارمولا کیسے غائب ہوگیا ہے؟

خیال تھا کہ فراڈ دیوی نے ایسا کیا ہے لیکن وہاں گولیاں اور کیپسول جوں کے توں موجود تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ فارمولا چرانے والی فلائنگ کیپسول چرا کر کیوں نہیں لے گئی؟ فلائنگ کیپسول کا فارمولا وہ زدن تھری سے چرا کر لائی تھی کیونکہ منکی ماسٹر نے اسے دینے سے انکار کردیا تھا۔ وہ نہایت اہم تھا۔

اعلیٰ بی بی کیپسول چرا کرلے گئی تھی لیکن ہزاروں کیپسول میں سے چند مٹھیاں بھر کرلے گئی تھی اس لیے کسی کا پتا نہیں چل رہا تھا۔ دیوی کی سمجھ کے مطابق کوئی چور تھا تو کیپسول اور گولیوں کے پورے ڈبے اٹھا کرلے جاتا۔ اس کا خیال تھا کہ فراڈ دیوی اس فارمولے کو چرانے کے بعد اس پر اپنی برتری ظاہر کرے گی لیکن اس دیوی کی طرف سے خاموشی تھی۔

اس فارمولے کی دوسری کاپی اس کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان کے پاس ہندوستان میں تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ماتحت کو حکم دیا تھا کہ مکمل فارمولا فیکس کرے اور اس نے دو گھنٹے کے اندر فیکس کے ذریعے مکمل فارمولے کی دوسری کاپی پہنچادی تھی۔

دیوی فارمولے سے محروم نہیں ہوئی تھی لیکن یہ بات دل میں کانٹے کی طرح چبھ رہی تھی کہ وہ غیر معمولی فارمولا کسی کے ہاتھ لگ گیا ہے اور اب اس کا محل نما بنگلا محفوظ نہیں ہے۔ اس نے اسی دن وہ بنگلا چھوڑدیا تھا اور دوسری جگہ رہائش اختیار کرلی تھی۔

وہ دو ہفتوں تک اپنی ڈمی اور فرانس کے پچیس جوانوں کے ساتھ مصروف رہی۔ ہر رات وہ دو جوانوں کو ایک ذرّہ برابر گولی کھلا کر سایہ بناتی تھی۔ انہیں جزیرے میں پہنچاتی تھی۔ مشین کے آس پاس جو پہرے دار ہوتے تھے ان کے دماغوں پر آتما شکتی کے ذریعے حاوی رہتی تھی۔ اپنی ڈمی اور دوسرے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مدد سے ہر رات دو جوانوں کو مشین سے گزارتی رہتی تھی۔ یہ کام اس نے اتنی راز داری سے کیا کہ امریکی فوجیوں' مائیک ہرارے اور پربھا رانی کو بھی اس کا علم نہ ہوسکا۔

پربھا سے ایک بار شکست کھانے کے بعد دیوی نے یہ پہلی بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کے بعد پچیس ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان فرانس پہنچ گئے۔ دیوی نے دوسرا اہم کام یہ کیا کہ فرانسیسی حکام اور اعلیٰ فوجی افسران پر تنویمی عمل کرکے ان کے دماغوں کو لاک کردیا۔ دیوی' اس کی ڈمی ون اور ڈمی ٹو صبح و شام فرانس کے ان تمام اکابرین کے دماغوں کو لاک کرتے تھے جو حکومت کے مختلف شعبوں میں اہم فرائض ادا کرتے رہے تھے۔ اس طرح دیوی فرانس میں اپنے آس پاس فولادی دیواریں اٹھا رہی تھی۔ کوئی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والا' فرانس کے حکام' فوجی افسران اور دوسرے کسی راستے سے اس فولادی قلعے میں داخل نہیں ہوسکتے تھے جسے وہ تعمیر کررہی تھی۔

اس دنیا میں بہت سی جنگیں لڑی گئیں' لاٹھیوں سے' تلواروں سے' توپ سے' بندوقوں سے اور ایٹم بموں سے مگر آئندہ غیر معمولی صلاحیتوں اور عجیب و غریب حربوں سے جنگ لڑنے کی تیاریاں کی جارہی تھیں۔

○☆○

بھارتی حکمرانوں کی پریشانیاں بڑھتی جارہی تھیں۔ پریشانیوں کا سبب ان کے اپنے ہی بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان تھے۔ جتنے بڑے بڑے منسٹر تھے وہ ایک دوسرے سے ملاقاتیں کررہے تھے اور ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے "کیا آپ کے دماغ میں کوئی بولتا ہے؟"

"جی ہاں۔ کہتا ہے' وہ دشمن نہیں دوست ہے۔ دیس بھگت ہے۔"

ایک اور منسٹر نے کہا "میرے بھی دماغ میں کوئی بولتا نہیں' بولتی ہے کہ بھارت کی جوان نسل اپنے ساتھ صرف ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہی نہیں بلکہ ایسی حیرت انگیز صلاحیتوں سے لیس ہوکر میدان عمل میں آرہی ہے جن کے سامنے بڑے سے بڑے ملک گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوجائیں گے۔"

"میرے دماغ میں بھی کوئی بولتی ہے کہ ہم سیاست دانوں کو خود غرضی اور مکاری بھول کر دیس کی بھلائی اور جنتا کی بہتری کے لیے کام کرنا ہوگا۔"

"میرے اندر جو بولتا ہے' وہ دہلی میں رہتا ہے۔"

"اور میرے اندر بولنے والا بمبئی میں ہے۔"

"پتا نہیں کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان ہیں۔ مجھ سے بولنے والا کہتا ہے کہ وہ مدراس میں ہے۔"

"سمجھ میں نہیں آتا' بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے اچانک ہمارے دیس میں کیسے پیدا ہوگئے ہیں؟"

وہ تمام منسٹر اس مسئلے پر گفتگو کرنے کے لیے دہلی کے گورنر ہاؤس میں جمع ہوگئے تھے۔ اس وقت ڈی شی تارا ٹو (کلپنا) نے ایک خاتون منسٹر کی زبان سے کہا "بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے رفتہ رفتہ پیدا ہوئے ہیں لیکن ایک ساتھ اچانک ظاہر ہورہے ہیں۔ اس وقت میں دیوی بول رہی ہوں۔ کیا تم سب ٹیلی پیتھی جاننے والی دیوی کو بھول چکے ہو؟"

ایک منسٹر نے کہا "ہم نہیں بھولے۔ دیوی نے کئی بار دیس بھگتی کا دعویٰ کیا لیکن دیس کے لیے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔"

دوسرے نے پوچھا "کیا تم وہی دیوی ہو؟ کیا تم ہی ہماری منسٹر کی زبان سے ابھی بول رہی ہو؟"

"ہاں بول رہی ہوں۔ اسے اپنے گھر کی دیواروں پر لکھ لو کہ ...اپنے دیس کو سُپر پاور بنانے کے لیے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ...کے ساتھ آئی ہوں۔ تمہارے جیسے اونچی کرسیوں پر بیٹھنے ...سیاست دانوں کو چتاؤنی (وارننگ) دیتی ہوں کہ جو دیس ...نہیں ہوگا' خود غرضی' لالچ کو چھوڑ کر ہمارا ساتھ نہیں دے ...ہم اسے راج نیتی کی کرسی سے نیچے گرادیں گے۔"

ایک منسٹر نے کہا "دیوی جی! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ ...منصوبوں کے مطابق بھارت کو سپر پاور بنانے کے لیے کام کرتے ...گے' تو ہمیں کیا ملے گا؟"

"کیا تم دیس کی سیوا کرنے کی قیمت چاہتے ہو؟"

"سب ہی مال و دولت چاہتے ہیں۔ آپ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ...دنیا جہان کی دولت حاصل کرسکتی ہیں۔ دولت کے بغیر نہ آپ کی ٹیلی ...پیتھی جاننے والی فوج رہ سکتی ہے اور نہ آپ سوکھی روٹی کھا کر اور ...بھائی پر سو کر دیس کی سیوا کرنے آئی ہیں۔ ہم دیس کے لیے جان ...دیں گے لیکن دولت اتنی ہی لیں گے جتنی آپ کے پاس ہے۔ آپ ...کے پاس دنیا کے تمام بینکوں کی ایک چابی ہے اور وہ ہے ٹیلی ...پیتھی۔"

دوسرے منسٹر نے کہا "آپ ہمارے لیے انصاف کی دیوی بن جائیں۔ جیسے آپ جی رہی ہیں اسی طرح ہمیں بھی جینے دیں پھر ہم ...دیس اور جنتا کو نہیں لوٹیں گے۔ ہمارے لیے ڈالر اور پاؤنڈ کمانے کی راہیں ہموار کردیں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم میں سے کوئی اپنے دیس کے خزانے سے ایک پیسہ بھی نہیں لے گا۔ تم سب کے غیر ملکی اکاؤنٹ میں ڈالر اور پاؤنڈ جمع ہوتے رہیں گے۔ تمہیں اتنی دولت ملتی رہے گی جتنی تم نے اپنے دیس سے حاصل نہیں کی ہوگی۔ اب جاؤ اور اپنے اپنے فرائض انجام دو۔ ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے جنتا کے دماغوں میں یہ نقش کردو کہ دیوی اور تمام بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے نجات دہندہ بن کر آئے ہیں اور بھارت دیس کو جلد ہی دنیا کا سب سے طاقت ور ملک بنانے والے ہیں۔"

سیاست میں کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر عمل کرنا ہی پڑتا ہے۔ ڈی ٹو نے بھی یہی کیا۔ ڈالر اور پاؤنڈ کے عوض تمام برسر اقتدار سیاست دانوں کو خرید لیا۔ دیوی شی تارا نے خوب سوچ سمجھ کر کلپنا بھارتی کو اپنی ڈمی ٹو بنایا تھا۔ کلپنا بھارتی نے سیاسیات میں ایم اے کیا تھا۔ اپنے ڈاکٹر باپ سے علم نفسیات کو سمجھا تھا۔ وہ ذہین اور حاضر دماغ تھی۔ بڑی معاملہ فہمی سے کسی بھی مسئلے کو سلجھاتی تھی پھر سونے پر سہاگا یہ کہ بڑے ہی منفرد حسن کی مالک تھی۔ اجنتائی چہرہ بڑا جاذب نظر تھا۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے چندر گپت موریہ کے زمانے کی حسینہ اجنتا کے غار سے نکل کر نگاہوں کے سامنے آگئی ہو۔

وہ شاہی محل جیسی وسیع و عریض کوٹھی میں ایک راج کماری کی طرح رہنے لگی تھی۔ اس کا باڈی گارڈ ایک خیال خوانی کرنے والا ماتحت تھا۔ اس کے علاوہ اور کئی مسلح گارڈز کوٹھی کے باہر مستعد رہتے تھے۔

وہ شام سے آدھی رات تک بڑے بڑے سرمایہ داروں اور سیاست دانوں کے کلبوں میں وقت گزارتی تھی۔ باقی وقت خیال خوانی کرتی تھی اور سوجاتی تھی۔ ان دنوں اس کی توجہ ان ڈاکٹروں اور سائنس دانوں پر تھی جو سایہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تیار کرنے میں مصروف تھے۔ تین بھارتی خیال خوانی کرنے والے جوان ان ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کو سحرزدہ کرچکے تھے اور ان سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے رہے تھے۔ کلپنا بھارتی خیال خوانی کے ذریعے ان سب کی نگرانی کرتی رہتی تھی۔

گورنر ہاؤس میں جشن آزادی بڑی دھوم دھام سے منائی جارہی تھی۔ کلپنا بھارتی دہلی میں رہائش اختیار کرنے کے بعد پہلی بار گورنر ہاؤس میں ہونے والی تقریب میں شریک ہوئی تھی۔ وہاں بڑے بڑے ارب پتی صنعت کار اور وہ راجے مہاراجے آئے ہوئے تھے جو راج پاٹ ختم ہونے کے بعد بھارتی سیاست کے ٹھیکے دار بن گئے تھے اور اپنے وسیع ذرائع اور امریکا و روس تک اثر و رسوخ رکھنے کے باعث ملکی سیاست کا رخ بدلتے رہتے تھے۔ ایسے لوگ حسن و شباب کے رسیا ہوتے ہیں۔ جوان ہوں یا بوڑھے' وہ حسین ترین عورت کو جیت لینے کی ضد کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے شرط لگاتے ہیں کہ جو مطلوبہ حسینہ کو جیت لے گا اسے تمام سرمایہ دار مل کر لاکھوں روپے دیں گے۔ اگر ہار جائے گا تو اسے لاکھوں روپے ہارنے ہوں گے۔

ایسے دل پھینک اور دولت پھینک رئیسوں نے جب کلپنا بھارتی کے حسن و شباب کو دیکھا تو آنکھیں چندھیا گئیں۔ وہ ہوش اڑانے والی حسینہ بڑی طرح دار' بڑی بے نیاز اور بڑی مغرور نظر آرہی تھی۔ صرف گورنر اور منسٹر سے گفتگو کررہی تھی اور وہ گورنر اور منسٹر وغیرہ اسے دیوی شی تارا کی حیثیت سے جانتے تھے۔ دوسروں کو یہ بتا رہے تھے کہ اس کا نام کلپنا بھارتی ہے۔ ایک ارب پتی باپ کی بیٹی ہے۔ حال ہی میں یورپ سے آئی ہے۔

اس کے اطراف جوان اور بوڑھے پروانے چکر کاٹنے لگے۔ اس سے متعارف ہونے کے لیے منسٹروں کا سہارا لینے لگے۔ ایک بوڑھے ارب پتی نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "آپ سے مل کر بہت خوشی ہورہی ہے۔"

"لیکن مجھے بوڑھوں سے مل کر خوشی نہیں ہوتی۔ میں نے اسی لیے دستانے پہن رکھے ہیں تاکہ مصافحہ کرتے وقت ہاتھ جراثیم سے محفوظ رہیں۔"

ایک نوجوان نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے وہی رسمی الفاظ ادا کیے "آپ سے مل کر بہت خوشی ہورہی ہے۔"

وہ بولی "کیا میں دیوالی کا تہوار ہوں؟ کیا میرے بدن سے

پھلجھڑیاں چھوٹ رہی ہیں جنہیں دیکھ کر آپ خوش ہو رہے ہیں۔"

"مس بھارتی! اونچی اور مہذب سوسائٹی میں رسمی طور پر کہنا چاہیے کہ آپ کو بھی مجھ سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

"مہذب سوسائٹی میں جھوٹ نہیں بولا جاتا۔ مجھے خوشی ہوگی تو خوشی کا اظہار کروں گی۔"

"میں ارب پتی باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ آپ کو خوش کرنے کے لیے آپ کے قدموں تلے سونے کا فرش بچھا سکتا ہوں۔ آپ بتائیں' آپ کی خوشی کتنی مہنگی ہے۔ میں وہ مہنگی قیمت ادا کروں گا۔"

"میری خوشی مہنگی نہیں بہت سستی ہے۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ لانے کے لیے اپنے کپڑے اتارو اور ننگے ہو کر رقص کرو۔ میں اپنا دل ابھی تمہیں دوں گی۔"

"میں آپ کا دل جیتنے کے لیے آسمان سے تارے توڑ کر لا سکتا ہوں مگر یہ کپڑے اتارنے والی بات......"

اس کے بولنے کے دوران کلپنا بھارتی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ جوش میں آکر سینہ ٹھونک کر بولا "میں آپ کی خاطر کپڑے اتار کر ابھی رقص کروں گا۔"

وہ اپنے کپڑے اتارنے لگا۔ پہلے کوٹ' پھر نکٹائی' پھر شرٹ' پھر پتلون کو اپنے جسم سے الگ کرنے لگا۔ عورتیں شرم سے چیخ کر منہ پھیر کر دور جانے لگیں۔ کئی مرد قریب آکر اس جوان کو پکڑتے ہوئے بولے "یہ کیا کر رہے ہو؟ مہذب سوسائٹی میں ننگے ہو رہے ہو؟ کیا پاگل ہو گئے ہو؟"

لوگ اسے جھنجوڑنے لگے تو اسے ہوش آیا اس لیے ہوش آیا کہ کلپنا بھارتی اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر وہاں سے جا رہی تھی۔ اس نے چونک کر اپنے آپ کو دیکھا۔ خود کو صرف انڈر ویئر میں دیکھا پھر جھینپ کر جلدی جلدی اپنے کپڑے پہننے لگا۔

ایک مہاراجا نے ایک منسٹر سے کہا "تم صرف ایک منتری ہو۔ میں تمہیں مکھ منتری بنا دوں گا۔ تم جانتے ہی ہو کہ میری پہنچ کہاں تک ہے؟ تم مجھے صرف اس حسینہ تک پہنچا دو۔"

منسٹر نے کہا "مہاراج! وہ بہت مغرور ہے۔ کسی کو ایک انگلی سے بھی چھونے نہیں دے گی۔"

"میں گورنر صاحب کے بیڈ روم میں جا رہا ہوں۔ تم کسی طرح بھی اسے وہاں پہنچا دو اور میری طرف سے انعام کے حق دار بن جاؤ۔"

وہ گورنر ہاؤس کے اندر چلا گیا۔ منسٹر نے بھارتی کے پاس آکر آہستگی سے کہا "دیوی جی! ایک مہاراجا نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔ اگر میں آپ کو گورنر صاحب کے بیڈ روم میں نہیں لے جاؤں گا تو وہ بڑی پہنچ والا ہے۔ منسٹر کی کرسی سے میری ٹانگ کھینچ لے گا۔"

"فکر نہ کرو۔ مجھے وہاں لے چلو۔"

وہ دونوں گورنر ہاؤس کے اندر آئے۔ وہاں مختلف حصوں میں سے گزرتے ہوئے ایک شاہی بیڈ روم میں آئے۔ مہاراجا نے حسینہ کو دیکھا تو خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔ منسٹر واپس چلا گیا۔ مہاراجا نے کہا "مجھے فخر ہے کہ میرے ایک بلاوے پر آگئی ہو۔ باہر تقریب میں سب ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ تم مغرور ہو۔ کسی کو اپنے سائے تک بھی نہیں پہنچنے دو گی۔"

وہ دونوں بازو پھیلا کر اس کی طرف آنے لگا لیکن قریب پہنچ کر دروازے کی طرف مڑ کر جانے لگا۔ وہ اس کے دماغ پر مسلط ہو گئی تھی۔ مہاراجا نے دروازے کا پٹ لگا کر اسے لاک کیا پھر لاک کو آزمایا کہ وہ بند ہوا ہے یا نہیں؟ آزماتے وقت لاک کو کھولا تو دروازہ کھل گیا۔ اس نے دوبارہ بند کیا پھر اسے کھول لیا۔ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ خود ہی اسے بند کر رہا ہے اور خود ہی کھول رہا ہے۔ آخر اس نے پلٹ کر کہا "اتنے بڑے بھارت دیش کے گورنر کا یہ بیڈ روم ہے اور دروازے کا لاک ناکارہ ہے۔ میں ابھی کسی لاک مرمت کرنے والے کو بلاتا ہوں۔"

اس نے ایک کیبنٹ کے پاس آکر اسے کھولا۔ وہسکی کی بوتل نکالی پھر اسے منہ سے لگا کر غٹا غٹ پینے لگا۔ آدھی سے زیادہ بوتل خالی کرتے ہی کھوپڑی گھوم گئی۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے باہر جانے لگا۔ بھارتی دیوی اس سے پہلے جا چکی تھی لیکن مہاراجا کے دماغ میں تھی۔

وہ محفل میں آکر ناچنے اور گانے لگا "ایک کمرے میں بند ہوں اور چابی کھو جائے۔ یہاں کوئی تالا چابی بنانے والا ہے۔ اتنے بڑے دیس کے گورنر کے بیڈ روم کا دروازہ نہیں ہے۔ نہیں دروازہ ہے اس کا لاک خراب ہے۔ دروازہ لاک ہوگا تو میں تم میں سے کسی کی بہن کو بیڈ روم میں لے جاؤں گا۔"

کتنے ہی لوگ طیش میں آگئے۔ اسے لعنت ملامت کرنے لگے۔ دور کھڑے ہوئے چند رئیسوں نے کہا "جو بھی اس کے پاس جاتا ہے' اس کی قربت سے دیوانہ ہو کر الٹی سیدھی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ اب تک تمہارے چار شکاری ناکام ہو چکے ہیں۔ وہ شرط کے مطابق ایک ایک لاکھ روپے ہم عاشقوں کے کلب میں دیں گے۔ بہرحال یہ بتاؤ اب کون اسے جیتنے جائے گا؟"

اگلا شکاری بڑا محتاط تھا۔ اس کی عقل نے سمجھایا کہ وہ حسینہ محبت اور دولت سے نہیں ملے گی۔ اسے طاقت اور چالاکی سے حاصل کرنا ہوگا۔ وہ ایک سیاسی غنڈا تھا۔ اپنے آگے پیچھے مسلح گارڈز کی مختصر سی فوج رکھتا تھا۔ اس نے اپنے گارڈز کو حکم دیا کہ وہ گورنر ہاؤس کے اندر اور باہر مستعد رہیں۔ جیسے ہی وہ تنہا ملے اسے بے ہوش کر کے اس کی شاندار کوٹھی کے بیڈ روم میں پہنچا دیا جائے۔

کلپنا بھارتی اس بار دھوکا کھا گئی۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ اونچی مہذب سوسائٹی کے شرفا کہلانے والوں کے درمیان سے اغوا

کیا جائے گا۔ وہ باتھ روم میں جانے کے لیے گورنر ہاؤس کے اندر گئی تو اسے اچانک پیچھے سے جکڑ لیا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اندر دانتوں میں دبی ہوئی گولی کو حلق سے نگلتی' اس کی ناک پر کلوروفام سے بھیگا ہوا رومال رکھ دیا گیا۔ اس نے سانس لینے کے لیے منہ کو کھولا تو گولی داڑھ سے نکل کر منہ سے باہر قالین پر کہیں گر پڑی۔

وہ بہت ذہین اور حاضر دماغ تھی لیکن زندگی کے عملی میدان میں پہلا تجربہ تھا اور بڑا مہنگا تجربہ تھا۔ حاضر دماغی کو کام میں لانے سے پہلے ہی وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

جب ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک آرام دہ بیڈ روم میں پایا۔ اٹھنے کی کوشش کی لیکن کمزوری کے باعث اٹھ نہ سکی۔ ایک ذرا سر کو اٹھا کر دیکھا۔ ایک ادھیڑ عمر کا صحت مند شخص ایک صوفے پر بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "چلو اچھا ہوا ہوش میں آگئیں۔ میں سوچ رہا تھا مجھے زیادہ چڑھ جائے گی تو میں بھی تمہاری طرح بے ہوش ہو جاؤں گا۔"

کلپنا بھارتی نے پہلے خیال خوانی کی کوشش کی لیکن کمزوری کے باعث سوچ کی لہریں پرواز نہ کر سکیں۔ اس نے بڑی نقاہت سے کہا "میں کہاں ہوں؟ میں......میں......"

وہ کمزوری سے ہانپنے لگی۔ آگے بول نہ سکی۔ وہ بولا "کمزور ہو گئی ہو۔ سرہانے تازہ پھل اور دودھ رکھا ہوا ہے۔ کچھ کھاؤ پیو اور مجھے خوش کرنے کے لیے تگڑی ہو جاؤ۔"

"تم......پچھ......پچھتا......ؤ گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں پرانا پاپی ہوں۔ پاپ کرنے کے بعد کبھی نہیں پچھتاتا۔ ویسے میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ میں نے اس بیڈ روم میں بے شمار حسیناؤں کو دیکھا ہے مگر تمہارے حسن کے سامنے وہ سب ماند پڑ گئی ہیں۔"

وہ سوچ رہی تھی کہ وہ قریب آئے گا تو کیسے بچاؤ کرے گی۔ پتا نہیں کتنی دیر تک بے ہوش رہی تھی۔ اس کے خیال خوانی کرنے والے باڈی گارڈ نے سوچ کے ذریعے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ ایک بار نہیں بار بار کوششیں کی ہوں گی اور اب مایوس ہو کر دوسرے گارڈز کے ساتھ اسے تلاش کر رہا ہوگا۔

وہ سینٹر ٹیبل پر خالی گلاس رکھ کر صوفے سے اٹھ گیا۔ مسکراتے ہوئے بولا "بہت مغرور ہو۔ کسی کو منہ نہیں لگاتی ہو۔ اب دیکھوں گا تم کتنے پیار سے مجھے منہ لگاؤ گی۔"

وہ آگے بڑھا۔ وہ گھبرا کر بولی "نہیں...... دور رہو۔"

"مقدر کی بات مان لو۔ آج کی رات تقدیر نے تمہیں میرے نام لکھ دیا ہے۔"

وہ لڑکھڑاتا ہوا قریب آیا پھر بولا "پہلے میں اس چکنے بدن کو چھو کر تو دیکھوں کہ ہاتھ کیسے پھسلتا ہے۔"

اس نے ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ کمزوری کے باوجود زور سے چیخ کر بولی "نہیں' مجھے ہاتھ نہ لگانا۔ میں زندہ بچ گئی تو
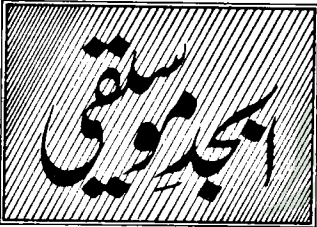
تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"
اس کی بات ختم ہوتے ہی قریب آنے والے کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ وہ تکلیف سے منہ پر ہاتھ رکھ کر ایسے پیچھے کی طرف گیا جیسے منہ پر کسی نے گھونسا مارا ہو پھر وہ حیرانی سے بولا "تم؟ کیا تمہارے ہاتھ ایسے فولادی ہیں کہ...... کہ......"
اس نے اپنے منہ پر سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا۔ ہاتھ لہو سے بھر گیا۔ منہ اور ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ کلپنا بھارتی نے خوش ہو کر کہا "ویل ڈن شری کانت! تم ٹھیک وقت پر پہنچے ہو۔"
پلنگ کے سرہانے والے حصے کے پیچھے ایک خوبرو جوان کھڑا ہوا تھا۔ مار کھانے والے نے پوچھا "یہ...... یہ کمرا بند ہے۔ تم اندر کیسے آگئے؟"
"موت بند کمرے میں بھی آجاتی ہے۔"
کلپنا بھارتی نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اس کا خیال خوانی کرنے والا ماتحت شری کانت آگیا ہے لیکن وہ کوئی دوسرا ہی قد آور جوان تھا۔ اس نے بھارتی سے کہا "میرا نام شری کانت نہیں ہے۔ میں آج شام سے اپنا نام یاد کرنے کی کوششیں کررہا ہوں مگر پتا نہیں میرے دماغ کو کیا ہوگیا ہے۔ اپنا ہی نام یاد نہیں آرہا ہے۔"
مار کھانے والا دروازے پر پہنچ گیا تھا۔ اسے کھولنا چاہتا تھا۔ جوان نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ گڑگڑا کر بولا "تم اس کے شری کانت نہیں ہو۔ خود کو پہچانتے بھی نہیں ہو پھر کیوں ایک لڑکی کے لیے اپنی زندگی خطرے میں ڈال رہے ہو۔"
جوان نے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا، اپنے سر سے بلند کیا پھر اسے شیشے کی سینٹر ٹیبل پر پھینک دیا۔ وہ ٹیبل پر آکر گرا۔ اس کے وزن سے شیشہ چکنا چور ہوگیا۔ جوان نے کہا "میں نہیں جانتا یہ لڑکی کون ہے؟ میں اس کوٹھی کے باہر کھڑا تھا۔ تمہارے حواری اسے اٹھا کر یہاں لا رہے تھے۔ میں بھی چھپتا ہوا اس کمرے میں آگیا۔"
پھر اس نے بھارتی سے پوچھا "اے تم کون ہو؟ میں تمہاری عزت بچا رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آرام سے پلنگ پر لیٹی رہو۔ کیا اپنے گھر نہیں جاؤ گی؟"
"میں آرام نہیں کررہی ہوں۔ بہت کمزور ہوگئی ہوں۔ میں اٹھ کر بیٹھ سکتی ہوں مگر چل نہیں سکوں گی۔"
"اس کا مطلب ہے، میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا تب ہی تم اپنے گھر پہنچو گی۔"
"میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ مجھے کسی طرح میری کوٹھی میں پہنچادو۔ میں اس کے بدلے تمہارے کمزور حافظے کا علاج کروں گی۔ لیکن...... لیکن یہاں سے کیسے جائیں گے۔ اس کوٹھی میں اس بدمعاش کے مسلح غنڈے ہوں گے۔"
پھر وہ اپنے گریبان پر ہاتھ رکھ کر بولی "میں نے یہاں ایک ڈبیا رکھی تھی۔ پتا نہیں وہ کہاں گر گئی ہے۔ اگر وہ ہوتی تو ہم یہاں سے آسانی سے جاسکتے تھے۔"
وہ جیب سے ایک ڈبیا نکال کر دکھاتے ہوئے بولا "یہ پلنگ کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ کیا یہی وہ ڈبیا ہے؟"
وہ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گئی، ہاتھ بڑھا کر بولی "یہی ہے مجھے دو۔ پلیز مجھے دو۔"
وہ بولا "تعجب ہے۔ اسے دیکھتے ہی تم کمزوری بھول کر ایکدم سے اچھل کر بیٹھ گئی ہو۔ آخر اس کے اندر کیا ہے؟"
"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں ہے۔ اسے نہ کھولنا۔ میری دوا ہے۔"
وہ بستر پر کھسکتی ہوئی پلنگ کے سرے پر آکر فرش پر کھڑی ہوگئی۔ ڈبیا کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے آگے بڑھی پھر لڑکھڑا گئی۔ جوان نے اسے گرنے سے پہلے ہی اپنے بازو میں سمیٹ لیا پھر کہا "تم اس ڈبیا کے لیے کچھ زیادہ ہی باؤلی ہورہی ہو۔ کیا یہ تمہاری جان کی طرح اہم ہے؟"
"ہاں۔ یہی سمجھو۔ پلیز مجھے ڈبیا دے دو۔"
"تمہارا نام کیا ہے؟"
"کچھ بھی ہے۔ لاؤ وہ ڈبیا۔"
"یہ ڈبیا تمہیں نہ ملے تو تمہارا کیا نقصان ہوگا؟"
"مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ میری چیز مجھے دے دو۔"
"اس کے بدلے کیا دو گی؟"
"ساری دنیا کی دولت دوں گی۔"
"ساری دنیا کی دولت ایک طرف اور تمہارا حسن ایک طرف۔ میں نے کبھی کسی لڑکی کو ہاتھ نہیں لگایا لیکن تم مقناطیس کی طرح کھینچ رہی ہو۔ دیکھو کس طرح بازوؤں میں آکر سینے سے لگ رہی ہو۔ جب یہاں تک پہنچ گئی ہو تو مجھے ایک پپی دے دو۔"
وہ خود کو اس کے بازوؤں سے چھڑاتے ہوئے بولی "ایسی باتیں نہ کرو۔ پلیز میں اس ڈبیا کی دوا کھاؤں گی تو میری توانائی بحال ہوجائے گی۔"
"مجھے بھی توانائی ملے گی۔ اگر ایک پپی ملے گی۔"
"فضول باتیں نہ کرو۔"
"تم وقت ضائع کررہی ہو۔ وہ بدمعاش بے ہوش پڑا ہے لیکن اس کے مسلح غنڈے ہوش میں ہوں گے اور ہمارے ہوش اڑادیں گے۔"
وہ دور ہو کر بولی "یہ ڈبیا تو کیا، میری جان بھی چلی جائے پھر بھی کسی کو قریب نہیں آنے دوں گی۔ میرا یہ جسم، یہ جان صرف اس کے لیے ہے جو کبھی میری زندگی میں آئے گا۔"
وہ مسکرا کر بولا "تمہاری اس بات نے دل خوش کردیا۔ میں ایسی ہی حیا والی کی تلاش میں تھا۔ یہ لو۔"
اس نے ڈبیا آگے بڑھائی۔ بھارتی نے اسے لے کر کھولا۔ اس میں گولیاں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ اور ذرا پیچھے ہٹ کر ایک گولی ہتھیلی میں لے کر بولی "میں تمہارے جیسے رئیس زادوں کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ تم لوگوں کے درمیان مقابلہ ہورہا ہے کہ تم میں سے کون مجھے حاصل کرسکے گا۔ لاکھوں روپے کی شرطیں بھی لگائی گئی ہیں اور مجھے ایک دوسرے سے چھیننے کے لیے آپس میں ایک دوسرے کا خون بھی بہا رہے ہو۔ تم نے میری عزت بچانے کے لیے اس شخص کو مار کر بے ہوش نہیں کیا ہے بلکہ مجھے اس سے چھین لینے کے لیے اسے لہولہان کرکے مجھے احسان مند بنا رہے ہو۔ کیا خوب؟ ہیرو بن کر مجھ سے پپی مانگ رہے تھے۔ اب تم مجھے ہاتھ نہیں لگا سکو گے۔ یہ دیکھو، یہ ایک گولی میں منہ میں رکھ رہی ہوں۔"
اس نے گولی منہ میں رکھ کر داڑھ میں دبائی پھر کہا "یہ گولی ابھی میرے منہ میں ہے۔ جب اسے نگل لوں گی تو تمہارے فرشتے بھی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکیں گے۔"
"کیا اس گولی کو نگلنے کے بعد تم بجلی کے جھٹکے دینے لگتی ہو؟"
"میری دماغی توانائی بحال ہونے دو، میں تم سب کو دماغی جھٹکے پہنچاؤں گی۔ یہ جو گولی میں نے منہ میں رکھی ہے یہ مجھے تم سے دور لے جائے گی۔"
اجنبی جوان نے کہا "یہ نہیں ہوسکتا۔ رخصت ہونے سے پہلے میں تم سے مصافحہ کروں گا۔"
وہ ایک طرف تھوک کر بولی "مرد ہو تو مجھے چھو کر دکھاؤ۔ میں تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گی۔"
"تم نے میری مردانگی کو للکارا ہے۔ اب تو میں تمہیں آغوش میں لے کر اپنے دل کی حسرت ضرور پوری کروں گا۔"
وہ آگے بڑھا۔ بھارتی گولی کو نگل کر قہقہہ لگانے لگی۔ وہ رک گیا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے کہا تھا نا کہ مجھے چھو نہیں سکو گے۔ آگے بڑھو۔ اب کیوں رک گئے؟"
"میں اس لیے رک گیا ہوں کہ تم خواہ مخواہ ہنس رہی ہو جب کہ ہنسنے کی کوئی بات نہیں ہے اور یہ کیا بے شرمی ہے۔ میرے سامنے اپنا گریبان کھول کر ڈبیا رکھ رہی ہو؟"
وہ ایک دم سے شرما کر گھبرا کر گریبان کا بٹن لگاتے ہوئے بولی۔
"کک... کیا میں نظر آرہی ہوں؟"
"نظر کیوں نہیں آؤ گی۔ کیا میں اندھا ہوگیا ہوں؟"
اس نے گداز بازوؤں کو تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا۔
"تم نے میری مردانگی کو چیلنج کیا تھا۔ دیکھو میں نے چھو لیا ہے اور اب تمہارے لبوں کی لالی چرانے والا ہوں۔"
وہ اس کے چہرے پر جھکنے لگا۔ وہ پوری قوت سے جدوجہد کرنے لگی لیکن اس مرد کی گرفت ایسی فولادی تھی کہ وہ نڈھال سی ہو کر بے بسی سے بولی "تمہیں بھگوان کا واسطہ دیتی ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ میری عزت رکھ لو۔"
"تم مجھے عیاش سرمایہ دار کہہ رہی تھیں۔ عیاش اور گناہ گار کبھی حسین اور جوان عورت کو نہیں چھوڑتے اور اس وقت تم میرے شکنجے میں اتنے قریب ہو کہ ہماری سانسیں ایک دوسرے سے ٹکرا رہی ہیں۔ بتاؤ ایسے وقت کون پنڈت یا دیوتا ہوگا جو تمہارے جیسی حسینہ سے محروم ہونا چاہے گا؟"
اس نے دھکا دے کر اسے پلنگ پر گرادیا پھر جیب سے ایک ڈبیا نکال کر اس کے پاس بستر پر پھینکتے ہوئے بولا "تمہاری اصل گولیاں اس ڈبیا میں ہیں۔"
اس نے جھپٹ کر بستر سے ڈبیا اٹھالی۔ اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں گولیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک گولی اٹھا کر اجنبی جوان کو بے یقینی سے دیکھا۔ جوان نے کہا "میں تمہارے خیال میں ایک عیاش اور بدنیت انسان ہوں۔ جاؤ اسے لے کر اپنے گھر چلی جاؤ مگر تم ایک بار ضرور سوچنا کہ میں کتنا احمق تھا کہ حسن و شباب کے خزانے کو چھوڑ کر موت کے منہ میں جانے کے لیے یہاں آگیا۔"
اس کی باتوں کے دوران وہ سائے میں تبدیل ہوگئی۔ آئینے کے سامنے جا کر دیکھا تو عکس نظر نہیں آرہا تھا۔ اسے یقین ہوگیا کہ اجنبی نے اصلی گولیاں واپس کردی ہیں۔
اس نے آئینے کے پاس سے پلٹ کر دیکھا۔ بیڈ روم کا دروازہ کھل گیا تھا۔ وہ جاچکا تھا۔ بھارتی نے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچا "ہائے، وہ کون تھا، جو مجھے عزت دے کر اپنی جان سے کھیلنے گیا ہے؟"
وہ الجھ رہی تھی کہ وہ کون ہے؟
قارئین سمجھ رہے ہوں گے کہ کسی کنواری کی عزت رکھنے والا ایک علی ہی ہوسکتا ہے
بے پناہ کشش بھارتی میں تھی لیکن وہ دوڑتی ہوئی کھلے دروازے سے یوں گئی جیسے کشش اس مرد میں ہو جسے وہ چیلنج کرکے پچھتا رہی تھی۔

علی کی زندگی میں زبردست تبدیلیاں آئی تھیں۔ پہلے اس کی محبتوں کا مرکز سونیا ثانی تھی۔ قدرتی حالات نے اسے دور کردیا تھا اور وہی قدرتی حالات اسے کسی دوسرے روپ میں کسی دن اس کے سامنے لانے والے تھے۔ اس دن کے آنے میں ابھی دیر تھی اور علی کی عمر کا تقاضا تھا کہ اب وہ نئی سمت محبتوں کا سفر کرتا لہٰذا ایسے ہی ایک سفر کا آغاز بھارت کی سرزمین سے ہونے لگا۔

اسے دو ملکوں کے درمیان طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لیے بھارت روانہ کیا گیا تھا۔ دیوی سایہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسول کے ذریعے بھارت کو مضبوط ترین اور پاکستان کو کمزور ترین ملک بنانے والی تھی پھر جس طرح اس نے پندرہ بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے اور پچیس فرانسیسی ٹیلی پیتھی جاننے والے مشین کے ذریعے پیدا کیے تھے، آئندہ اسی طرح مزید بھارتی خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ کرتی رہتی تو واقعی بھارت کو سپر پاور نمبر ون بنا سکتی تھی۔ اس طرح دونوں ملکوں پاکستان اور بھارت کے مابین طاقت کا توازن جو پہلے ہی بگڑا ہوا تھا، بالکل یکطرفہ ہو جاتا۔

بابا صاحب کے ادارے میں بھی سایہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسول کا ذخیرہ تھا۔ وہ بے شمار پاکستانی جوانوں کو سایہ بنا کر ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی سکھا کر بھارت سے طاقت کا توازن برقرار رکھ سکتے تھے۔

لیکن بڑی معذرت کے ساتھ اور بڑی شرم کے ساتھ کہ پاکستان کو قابلِ اعتماد اور قابلِ فخر قیادت... بہت کم میسر آئی ہے۔ عالمی سروے کے مطابق ہمارا ملک کرپشن میں دوسرے نمبر پر ہے۔ جب راہنما راہ پر نہ ہوں تو قوم کا گمراہ ہو جانا یقینی ہو جاتا ہے۔ اپنی راہ گم کرنے والی قوم میں سے ہم نہایت ذہین اور صحت مند پاکستانی جوانوں کا انتخاب کر سکتے ہیں لیکن دور تک پھیلے ہوئے کچرے میں ننھے ننھے موتی چھپے ہوئے ہوں تو انہیں تلاش کرنے میں دیر لگتی ہے۔

ہمیں بھی دیر لگے گی لیکن ہم مایوس نہیں ہیں۔ جب پاکستان سے ذہین اور حیرت انگیز صلاحیتوں سے بھرپور جوان منظرِ عام پر آئیں گے تو ساری سیاسی غنڈا گردی کا خاتمہ کرنے کے علاوہ سپر پاور بننے والے پڑوسی ملک کے ساتھ طاقت کا توازن قائم کرکے رہیں گے۔

ابھی پہلے مرحلے پر علی بھارت میں بے جا طاقت کا توڑ کرنے گیا ہے اور ہمارے دو خیال خوانی کرنے والے بڑی خاموشی سے پاکستان کے ہر شہر اور قصبے میں جانے والے ہیں اور ڈھیر سارے کچرے میں سے موتی چننے والے ہیں۔

علی نے بھارت پہنچ کر دہلی میں رہائش اختیار کی۔ کبھی خیال خوانی کے ذریعے اور کبھی سایہ بن کر دیوی اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں کو تلاش کرتا رہا۔ یہ تو موٹی سی عقل سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ دیوی اپنے ماتحتوں کے ساتھ دہلی راجدھانی میں ہوگی

اسی لیے علی نے وہاں کے سیاست دانوں پر نظر رکھی تھی۔ ان کے دماغوں میں پہنچتے رہنے کے دوران کئی سیاست دانوں کے چور خیالات نے بتایا کہ دیوی سے ان کا سمجھوتا ہو گیا ہے۔ وہ تمام راجدھانی کے سیاست دان اپنے دیس کے خزانے کو نہیں لوٹیں گے۔ دیوی ان کے غیر ممالک کے اکاؤنٹس میں ڈالر اور پاؤنڈ جمع کرادیا کرے گی۔

ان کے چور خیالات سے دیوی کی رہائش گاہ کا پتا چلا۔ یہ سمجھ میں آگیا کہ اصل دیوی ہوتی تو اپنی رہائش گاہ کا کسی کو پتا چلنے نہیں دیتی۔ دہلی میں جو ہے، وہ دیوی کی ڈمی ہے۔ علی پہلے سایہ بن کر اس کی رہائش گاہ میں گیا۔ جب اسے اس کے بیڈ روم میں دیکھا تو سحر زدہ ہو کر اس کے حسن و شباب کے نظاروں کو دیکھتا رہ گیا۔

اس نے بے راہ روی سے ہمیشہ گریز کیا تھا جبکہ پارس درجنوں عشق کر چکا تھا اور ایک سے زائد شادیاں کرنے کے بعد ایک بچے کا باپ بھی بن چکا تھا۔ اب علی کے مزاج میں تبدیلی آرہی تھی۔ تبدیلی کے اس اہم موڑ پر کلپنا بھارتی کا اچھوتا حسن اس کی آنکھوں سے اتر کر دل میں سما گیا۔

جب وہ رات کو گہری نیند سو گئی تو علی کا سایہ اس کے اندر سما گیا۔ اس نے گہری نیند میں بے چینی محسوس کی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی تھی۔ علی اس کے اندر سما کر دماغ تک پہنچا۔ اس کی سوچ کی لہروں میں بولا "کوئی بے چینی نہیں ہے۔ میں گہری نیند میں ہوں اور خواب میں اپنے آئیڈیل کو دیکھ رہی ہوں۔"

وہ خواب میں علی سے ملتے جلتے کبرو جوان کو دیکھنے لگی اور وہ اس کے چور خیالات پڑھتا رہا۔ اصلی دیوی شی تارا اس کے بھائی پارس کی امانت تھی۔ کلپنا بھارتی کے چور خیالات نے علی کو مطمئن کیا کہ وہ ابھی کسی کے نام نہیں ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ یہ اہم بات معلوم ہوئی کہ دیوی کے ماتحتوں نے خیال خوانی کے ذریعے دو ڈاکٹروں اور دو سائنس دانوں کو سحر زدہ کر رکھا ہے اور ان سے فلائنگ کیپسول اور سایہ بنانے والی گولیاں تیار کرانے میں مصروف ہیں۔

اس کا خوابیدہ دماغ علی کی مرضی کے مطابق ایک سائنس دان کی آواز اور لہجے کو دہرانے لگا۔ علی اس کے ساتھ دو تین بار اس آواز اور لہجے کو دہراتا رہا پھر اس سائنس دان کے دماغ میں پہنچ گیا۔

ان ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کے دماغوں کو لاک کر دیا گیا تھا۔ علی نے کلپنا بھارتی کی آواز اور لہجہ اختیار کیا تھا اس لیے اسے اس سائنس دان کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ چونکہ آدھی رات گزر چکی تھی اس لیے وہ سائنس دان سو رہا تھا۔ علی وہاں سے واپس آگیا۔

اس نے دوسرے دن اس کے اندر پہنچ کر اس کے ساتھی سائنس دان اور ڈاکٹروں کی آوازیں سنیں پھر کلپنا بھارتی کا لہجہ اختیار کرکے ان کے دماغوں میں بھی جگہ بنا آگیا۔ ان کے اندر ان ماتحتوں کی سوچ کی لہروں کو بھی سنتا رہا جو دیوی کے حکم کے مطابق ان کی نگرانی کر رہے تھے۔

وہ تمام ماتحت کلپنا بھارتی کے بھی تابعدار تھے اس لیے اس کی سوچ کی لہروں کو بھی محسوس نہیں کر سکتے تھے۔ اسی طرح علی، کلپنا بھارتی کے لہجے کو اپنا کر ان کے اندر بھی پہنچتا رہا۔

اس رات وہ ایک ایک ڈاکٹر اور سائنس دان کے خوابیدہ دماغوں میں جا کر ان پر تنویمی عمل کرتا رہا اور یہ حکم دیتا رہا کہ وہ چاروں دیوی اور اس کے ماتحتوں کے بدستور معمول اور تابعدار رہیں گے لیکن گولیاں اور کیپسول تیار کرنے کے دوران کہیں ایک آدھ غلطی ایسی ضرور کریں گے جس کے نتیجے میں صحیح کیپسول اور گولیاں تیار نہیں ہو سکیں گی۔

صرف یہی ایک بات نقش کرانے کے بعد اس نے حکم دیا کہ وہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد موجودہ تنویمی عمل کو یاد نہیں رکھیں گے اور پہلے تنویمی عمل کے مطابق دیوی اور اس کے ماتحتوں کے تابعدار رہیں گے۔

کلپنا بھارتی نے علی کے دل میں اپنے نام کی دھڑکنیں بھر دی تھیں۔ اس کے باوجود وہ اپنے فرائض کی ادائیگی پر پہلے توجہ دیتا تھا۔ وہاں بھی اس نے پہلے ہی مرحلے میں ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کو بڑی رازداری سے ٹریپ کرکے غیر معمولی گولیاں اور کیپسول تیار کرنے کے عمل کو ناکارہ بنا دیا تھا۔

تیسری رات وہی جشنِ آزادی کی تقریب تھی اور وہ اس تقریب کے مہمانوں کی بھیڑ میں موجود تھا۔ کلپنا بھارتی کے ناز و انداز کو دیکھتا رہا تھا۔ جب اسے بے ہوش کرکے اغوا کیا گیا تو وہ سایہ بن کر وہاں موجود تھا۔ اس نے اس کی بے ہوشی کے دوران اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر سایہ بنانے والی گولیوں کی ڈبیا نکال لی تھی۔

اسے بے ہوشی کی حالت میں ایک بہت بڑے سیاسی دلال کے بیڈ روم میں پہنچایا گیا تھا۔ علی نے اس دلال کا کیا حشر کیا تھا یہ پچھلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ابتدا میں کلپنا بھارتی، علی کو بھی عیاش شکاری سمجھتی رہی لیکن علی کے شریفانہ طرزِ عمل نے اس کی غلط فہمی دور کردی۔ وہ سایہ بن کر علی کو وہاں چھوڑ کر جانا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے علی اسے چھوڑ کر دروازہ کھول کر کوٹھی کے دوسرے حصے کی طرف چلا گیا جہاں مسلح بدمعاش اسے جانی نقصان پہنچا سکتے تھے۔ ایسے وقت کلپنا بھارتی نے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچا "وہ کون ہے جو مجھے عزت دے کر اپنی جان کی بازی لگانے گیا ہے۔"

کلپنا بھارتی کا سایہ فوراً ہی کھلے ہوئے دروازے سے گزرتا ہوا کوٹھی کے ایک حصے میں پہنچا۔ وہاں دو مسلح بدمعاش علی کا راستہ روک کر پوچھ رہے تھے کہ وہ کون ہے؟ اور کوٹھی کے اندر کیسے اور کب آیا ہے؟

علی نے جواب دیا "تم سب غافل رہنے والے پہرے دار ہو۔ یہ نہیں جانتے کہ میں کیسے اندر آیا اور یہ بھی نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے باس کو مار مار کر بے ہوش کر دیا ہے۔"

انہوں نے چونک کر پوچھا "کیا؟"

حیرانی اور بے یقینی کے مختصر سے لمحات میں علی نے دونوں کے سر ٹکرا دیے۔ ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی دونوں بازوؤں میں ایک ایک کی گردن دبوچ لی۔ کلپنا بھارتی نے سوچا تھا کہ ان بدمعاشوں کے گولیاں چلانے سے پہلے ہی وہ خیال خوانی کے ذریعے انہیں خود کو ہلاک کرنے پر مجبور کردے گی لیکن علی اس کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔ وہ دونوں چند سیکنڈ میں ہی بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑے۔

ایسے وقت تیسرا شخص گن لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اپنے ساتھیوں کی حالت دیکھتے ہی اس نے گن سیدھی کی، گن سیدھی کرکے نشانہ لینے میں جتنا وقت لگتا ہے اس سے کم وقت میں وہ اچھل کر فضا میں قلابازیاں کھاتا ہوا قریب آیا پھر گن مین کے منہ پر ایک کک ماری۔ اس کے ہاتھ سے گن گر پڑی۔ وہ پیچھے کی طرف الٹ کر سیڑھیوں سے لڑھکتا ہوا نیچے جا کر آرام سے فرش پر لیٹا رہ گیا۔

کلپنا بھارتی اس کی مدد کرنا بھول گئی تھی۔ حیرانی سے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی "یہ انسان ہے یا فولادی روبوٹ۔ جسے ایک ہاتھ مارتا ہے یا دبوچتا ہے، وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔"

اس نے ایک جھرجھری سی لی۔ زندگی میں پہلی بار دیکھ رہی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ مرد کیا ہوتا ہے؟ اس نے تڑپ کر سوچا "اس مرد کی جدوجہد میں میرا بھی حصہ ہونا چاہیے۔ یہ مجھے موقع نہیں دے رہا ہے لیکن میں موقع حاصل کروں گی" وہ علی سے پہلے ہی کوٹھی کے باہر پہنچ گئی۔

باہر ایک مسلح بدمعاش دوسرے بدمعاش سے کہہ رہا تھا۔ "معلوم ہوتا ہے، اندر کچھ گڑبڑ ہے۔ ہم میں سے کسی ایک کو اندر جا کر معلوم کرنا چاہیے۔"

دوسرے نے کہا "میں ابھی جا کر معلوم کرتا ہوں۔"

بھارتی نے اس کے دماغ پر حاوی ہو کر اس کے ذریعے فائرنگ کی۔ اس کے دو ساتھی آخری چیخیں مار کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے پھر اس نے بھی خود کو اپنی گن سے ہلاک کر لیا۔ علی نے باہر آکر یہ تماشا دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ دلربا اس کے لیے کچھ کر رہی ہے۔ وہ پورچ میں کھڑی ہوئی کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا ذرا آگے بڑھ کر رک گیا۔ کار کی اگلی سیٹ کا دروازہ خود بخود کھلا۔ پھر بند ہو گیا۔ وہ پھر کار کو ڈرائیو کرتا ہوا کوٹھی کے احاطے سے باہر نکل آیا۔

کلپنا بھارتی نے ابکائی لے کر گولی کو حلق سے نکالا۔ اس کے ساتھ ہی وہ علی کے ساتھ والی سیٹ پر نمودار ہوگئی۔ زیرِ لب مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ خاموشی سے ڈرائیو کررہا تھا۔

بھارتی نے تھوڑی دیر بعد پوچھا "میرے غائب ہونے پر تم حیران نہیں ہوئے تھے اور اب نمودار ہونے پر مجھے نہیں دیکھ رہے ہو۔ کیا بے نیازی دکھا رہے ہو؟"

"میں تم سے محتاط رہنا چاہتا ہوں۔ تمہیں دیکھوں گا اور دو چار باتیں کروں گا تو پھر مجھے عیاش شکاری ہونے کا طعنہ دوگی۔"

"اب تم مجھے طعنہ دے رہے ہو۔ آج ہماری پہلی ملاقات ہے اور پہلی ملاقات میں ایک دوسرے کو سمجھنے میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ مجھ سے بھی غلطی ہوگئی۔ میں سوری کہتی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔ میرے لیے یہ بہت ہے کہ تم مجھے غلط نہیں سمجھ رہی ہو۔ بولو، تمہیں کہاں ڈراپ کروں؟"

"گاندھی گارڈن کے سامنے میری کوٹھی ہے لیکن لمبے راستے سے چلو۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"باتیں کرنا چاہتی ہو یا سوالات کرنا چاہتی ہو؟"

"ہاں، پہلا سوال ہے کہ تم کون ہو؟"

"ایک سوال تم کرو۔ ایک سوال میں کروں۔ اس طرح ہم ایک دوسرے سے متعارف ہوجائیں گے۔ میں نے سیاسیات میں ایم اے کیا ہے۔"

وہ بولی "میں نے بھی سیاسیات میں ایم اے کیا ہے۔"

"میں احمد آباد کا رہنے والا ہوں۔"

"عجیب بات ہے، میں بھی احمد آباد کی رہنے والی ہوں۔"

"احمد آباد میں میرے پتا جی جودھپور چار راستے کی چنگی میں منشی تھے۔"

"یہ تو کمال ہوگیا۔ ہمارا مکان بھی جودھپور چار راستے کی ایک گلی میں تھا۔"

علی دو دن پہلے اس کے اندر سما کر اس کے تمام حالات معلوم کرچکا تھا۔ ان معلومات کے مطابق کلپنا بھارتی کا تعلق جن باتوں سے، جن مقامات سے تھا وہ ان ہی باتوں اور ان ہی مقامات سے اپنا تعلق بھی جوڑ رہا تھا۔ اس نے کہا "میں جو کہہ رہا ہوں، وہی تم بھی کہہ رہی ہو۔ اب میں کہوں گا کہ ہم ذات کے کائستھ ہیں تو......"

وہ بات کاٹ کر حیرانی اور خوشی سے بولی "ہم بھی کائستھ ہیں۔ یہ تو عجیب اتفاقات ہیں۔ دھرم بھی ایک، ذات بھی ایک، جنم استھان بھی ایک اور ہماری تعلیمی صلاحیتیں بھی ایک ہیں۔"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میں اپنا جو نام بتاؤں گا، تم بھی اپنا وہی نام بتاؤ گی۔"

اس نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

"دیکھو، میں نام بتا رہا ہوں۔ اسے اپنا نام نہ کہنا۔"

وہ ہنس کر بولی "مرد اور عورت کا نام ایک جیسا نہیں ہوتا۔"

"اچھا تو سنو۔ میرا نام کبیر بھارتی ہے۔"

وہ حیرانی سے اچھل کر چیخ مارنے کے انداز میں بولی "میرا نا[م] کلپنا بھارتی ہے۔ پتا نہیں، بھگوان کو کیا منظور ہے۔ ہم دونوں کی تمام باتوں میں یکسانیت ہے۔"

"ہاں، جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تو ایسا لگا جیسے تم سے کوئی قریبی رشتہ ہے اور یہ قریبی رشتہ خون کا نہیں بلکہ جنم استھان کا ہے، ہماری ایک ذات اور ایک تعلیمی صلاحیتوں کا ہے۔"

"تم اس شہر میں کہاں رہتے ہو؟"

"یہاں میرا مستقل ٹھکانا نہیں ہے۔ ایک ہوٹل میں رہتا ہوں۔ ایک سیاست دان نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے اپنا سیکریٹری بنائے گا۔ میں نے سوچا ہے، ملازمت مل جائے گی تو ہوٹل چھوڑ کر کرائے کا مکان لے لوں گا۔"

"کیا میری آفر قبول کروگے؟"

"کیسی آفر؟"

"کسی کی ملازمت نہ کرو۔ میرے پرسنل سیکریٹری بن کر رہو۔ میں تمہاری تمام ضروریات پوری کروں گی۔"

"سوری، میں عورتوں کی ملازمت نہیں کرتا پھر یہ کہ میرا دل تمہیں چاہتا ہے۔ جسے دل چاہتا ہے اسے میں دل میں بٹھاتا ہوں، مالکہ بنا کر سر پر سوار نہیں ہونے دیتا۔"

"تم اپنی چاہت کا اظہار ایسے کررہے ہو، جیسے میری طرف سے بھی چاہت کا یقین ہو۔"

"تمہاری چاہت نہیں ملے گی تو قیامت نہیں آجائے گی۔ میں پیاس بجھانے کسی دوسرے گھاٹ پر چلا جاؤں گا۔"

"کسی حسین لڑکی کو ایسا پتھر مارنے والا جواب نہیں دینا چاہیے۔ محبت سے اس کا دل جیتنا چاہیے۔"

"میں محبت کے آداب نہیں جانتا۔ اگر تمہارا دل میرے لیے مچلنے لگا ہے تو ابھی زبان سے کہہ دو ورنہ تمہیں گھر پہنچا کر ایسے جاؤں گا کہ کبھی نظر نہیں آؤں گا۔"

"یہ اچھی زبردستی ہے۔ ضروری تو نہیں کہ میں بھی تم سے محبت کروں۔ ہم اچھے دوست بن کر بھی رہ سکتے ہیں۔"

"دوست ایک دوسرے کو سینے سے لگاتے ہیں۔ کیا میرے سینے سے لگ کر رہو گی؟"

وہ شرما کر منہ پھیر کر بولی "سینے سے لگنا ضروری نہیں ہے۔"

"دوست ایک برتن میں کھاتے ہیں۔ ایک بستر پر سوتے ہیں۔ کہہ دو کہ یہ بھی ضروری نہیں ہے۔ جب دوستی کے طور طریقوں پر عمل نہیں کیا جائے گا تو پھر ہم دوست کیسے کہلائیں گے؟"

"تم تو الٹی سیدھی باتیں کرنے لگے۔ ارے یہ تو تم میری کوٹھی کے قریب آگئے ہو۔ کیا میری کوٹھی کا پتا جانتے ہو؟"

"میں تو یونہی اِدھر سے اُدھر ڈرائیو کررہا ہوں۔ جو راستہ سامنے آتا ہے، چل پڑتا ہوں، میں کیا جانوں تمہاری کوٹھی کہاں ہے؟"

"وہ یہاں سے دوسری کوٹھی ہے۔ ذرا آگے..... ہاں، ہاں۔ بس یہاں ہارن بجاؤ۔ گیٹ کھل جائے گا۔"

اس نے ہارن بجایا۔ مسلح گارڈ نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھول کر اپنی مالکہ کلپنا بھارتی کو دیکھا پھر بڑے گیٹ کو کھول دیا۔ علی کار ڈرائیو کرتا ہوا احاطے کے اندر پورچ میں آیا۔ گاڑی روک کر بولا۔ "ہمارا ساتھ یہیں تک تھا۔ شاید ہم پھر کبھی نہ ملیں۔"

"ہم کبھی ملیں گے یا نہیں ملیں گے؟ یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ ابھی اندر چلو، میں چائے بہت اچھی بناتی ہوں۔"

وہ اس کے ساتھ کوٹھی کے اندر آیا۔ وہ کوٹھی بڑے قیمتی سامان سے آراستہ تھی۔ وہ ڈرائنگ روم میں آئے۔ اس نے کہا۔ "تم یہاں بیٹھو، میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ کوٹھی کے اندرونی حصے میں آئی۔ بے ہوشی کے بعد جو کمزوری طاری تھی، وہ اب ختم ہوگئی تھی۔ دماغی توانائی بھی بحال ہوگئی تھی۔ اس نے بیڈ روم میں آکر خیال خوانی کی پرواز کی پھر علی کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔

وہ اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرکے اور اس کے مزاج اور کردار کی خرابیاں اور خوبیاں سمجھ کر یہ اعتراف کرنا چاہتی تھی کہ اس کا دل بھی علی کے لیے بے طرح دھڑکنے لگا ہے۔

اس کے چور خیالات نے بتایا کہ اس کا نام کبیر بھارتی ہے۔ اس نے بھی کلپنا بھارتی کی طرح سیاسیات میں ایم اے کیا ہے۔ اسی کی طرح احمد آباد کا رہنے والا کائستھ ہے۔ اس کے علاوہ وہ باڈی بلڈر ہے۔ اگر غلط راستہ اختیار کرے تو ایک بہترین فائٹر کی حیثیت سے بڑی دولت کما سکتا ہے لیکن شریفانہ طریقے سے ایک اونچے درجے کی ملازمت کرنے احمد آباد سے دہلی آیا ہے۔

کلپنا بھارتی اس سے متاثر ہوکر اسے اپنی طرف مائل کرنے لگی۔ اس کی سوچ میں کہنے لگی۔ "میں کلپنا بھارتی کے ساتھ رہوں گا تو میرا مقدر بدل جائے گا۔ یہ بہت دولت مند حسینہ ہے۔ میری زندگی بنادے گی۔"

علی ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنا سر تھام کر سوچا "یہ میرے ذہن میں کیسی باتیں آرہی ہیں۔ یہ حسینہ دولت مند ہوگی تو اپنے لیے۔ میں وہ مرد نہیں ہوں، جو عورت کو سیڑھی بنا کر بلندی پر پہنچتے ہیں۔"

وہ خوش ہورہی تھی کہ جسے اپنا بنانے والی ہے، وہ غیرت مند اور اصول پرست ہے۔ ساری زندگی اس کی حفاظت کرنے والا ایک باڈی بلڈر اور بہترین فائٹر ہے اور ایسا خوبرو گبرو جوان ہے کہ محفلوں میں اس کے ساتھ شانہ بہ شانہ رہ کر فخر کرتی رہے گی۔

مسئلہ یہ تھا کہ وہ دولت مند بننے کے لیے عورت کا سہارا نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے سوچا کہ خیال خوانی کرے گی اور دوسرے ذرائع سے اس کے پاس بے انتہا دولت پہنچاتی رہے گی۔

اسے یاد آیا کہ کبیر نے اس کے سایہ بن کر غائب ہونے پر حیرانی ظاہر نہیں کی تھی۔ کیا وہ سایہ بننے والی غیر معمولی صلاحیت سے واقف تھا؟

اس نے علی کے دماغ میں یہ سوال پیدا کیا۔ اس کے ذہن سے جواب ابھرا۔ "مجھے کسی بات پر حیرانی ہوتی ہے تو میں ظاہر نہیں کرتا بلکہ انتظار کرتا ہوں کہ آگے چل کر اس غیر معمولی اور حیران کرنے والی بات کو خود سمجھنے کی کوشش کروں یا کوئی مجھے اس کے متعلق بتادے۔ میں انتظار کررہا ہوں کہ شاید کلپنا بھارتی مجھے اس سلسلے میں کچھ بتائے گی۔"

کلپنا بھارتی نے سوچا "یہ راز شاید بتانا ہی ہوگا۔ ویسے کوشش کروں گی کہ کبیر کو ٹالتی رہوں۔ سایہ بنانے والی گولیوں کا راز اسے نہ معلوم ہو تو اچھا ہی ہوگا۔"

ایسا سوچنے کے بعد اس نے اپنی دانست میں علی کے دماغ پر قبضہ جمایا اور اسے اپنے بیڈ روم میں آنے پر مائل کیا۔ وہ صوفے سے اٹھ کر ڈرائنگ روم سے چلتا ہوا کوٹھی کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا اس کی خواب گاہ میں آگیا پھر چونک کر بولا "مم...... میں یہاں کیسے آگیا؟ سوری مجھے تمہاری اجازت لے کر اندر آنا چاہیے تھا۔"

وہ مسکرا کر بولی "تم نہ آتے تو میں تمہیں بلانے والی تھی۔"

خواب گاہ میں زیرو پاور کی کیف آور سبز روشنی تھی۔ اس مدھم روشنی میں وہ کسی حسین خواب کی دھیمی دھیمی تعبیر لگ رہی تھی۔ علی نے آگے بڑھ کر کہا "تم مجھے بلانے والی تھیں جبکہ خواب گاہ میں کسی اجنبی کو بلایا نہیں جاتا۔"

وہ ذرا قریب ہوکر بولی "جو خواب گاہ میں آنے سے پہلے دل میں چلا آئے، وہ اجنبی نہیں رہتا۔"

یہ حوصلہ بڑھانے والی بات تھی۔ جذبات انہیں دھکیل کر اور قریب لے آئے۔ وہ لمحات یاد آرہے تھے، جب اس سیاسی دلال کے بیڈ روم میں وہ ایک دوسرے کی سانسوں کے قریب آگئے تھے۔ وہاں پیاس بڑھ گئی تھی، یہاں پیاس بھڑک گئی تھی۔

اس نے بھرے بھرے بازوؤں کو یوں تھام لیا جیسے ہاتھوں میں جام لیا۔ پھر...... پھر کچھ نہ زباں سے کام لیا......

○☆○

ایک بار ربی ریزنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنائی تھی لیکن اس فوج کو مستحکم اور قائم رکھنے میں ناکام رہا تھا۔ اب دیوی فرانس کے پچیس خیال خوانی کرنے والے جوانوں کی فوج بنا کر انہیں ٹریننگ دے رہی تھی۔ فی الوقت دیوی کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تھی۔ اس کے ذاتی خیال خوانی کرنے والے بھارتی جوانوں کو بھی شامل کیا جائے تو اس نے واقعی

?”

ایک فوج بنالی تھی۔

اس نے فرانس کے مختلف شہروں میں ان نوجوانوں کو رہنے کی آزادی دی تھی۔ ان پر پابندی یہ تھی کہ وہ سرِعام کبھی خیال خوانی نہیں کریں گے۔ جہاں جائیں گے اور جتنا وقت رہائش گاہ سے باہر گزاریں گے، اس کے بارے میں پہلے دیوی کو بتائیں گے پھر رہائش گاہ سے باہر جائیں گے۔

ان پچیس جوانوں کی انچارج ڈی ون ٹی تارا تھی۔ وہ تمام جوان اور حکومتِ فرانس کے تمام اکابرین ڈی ون کو دیوی سمجھ رہے تھے۔ ان پچیس میں پانچ خوب صورت فرانسیسی لڑکیاں تھیں۔ لڑکیوں پر پابندی تھی کہ وہ کسی مرد سے دوستی نہ کریں اور جوانوں کو سختی سے تاکید کی گئی تھی کہ وہ کسی بھی لڑکی کے عشق میں گرفتار نہ ہوں ورنہ ان سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں چھین کر ایک عام انسان کی طرح ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔

دیوی کو معلوم ہوچکا تھا کہ پارس خلائی زدن سے واپس آچکا ہے۔ فرانسیسی اکابرین نے اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے پارس کو یرغمال بنانے اور بابا صاحب کے ادارے سے خلائی سامان حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس پر عمل بھی کیا تھا، پھر ناکام رہے تھے۔

اب دیوی حکومتِ فرانس کے لیے مضبوط راہیں ہموار کررہی تھی۔ ان راہوں پر چل کر حکومت بابا صاحب کے ادارے سے خلائی سامان کا مطالبہ کرسکتی تھی۔ پارس شہناز کے ساتھ پیرس میں تھا اور یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ دیوی کی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج سے پارس ہی ٹکرائے گا۔ دیوی بھی اس کی مکاریوں اور بدمعاشیوں کو بہت اچھی طرح سمجھتی تھی۔ اس جیسے دل پھینک اور آوارہ کو پھانسنے کے لیے ایک نہایت حسین دوشیزہ لازمی تھی۔

ڈی ون خوب صورت تھی لیکن دیوی پارس کے حسنِ نظر کو خوب سمجھتی تھی۔ اس نے ڈی ون سے کہا ”فرانس کی پانچ حسین لڑکیوں میں سے جو سب سے زیادہ حسین اور ہوشربا ہے، اسے دیوی کا رول ادا کرنے کی ٹریننگ دو۔ بارہ گھنٹوں کے اندر اسے میری طرح ہوجانا چاہیے۔ فرانس میں آئندہ وہی دیوی کا رول ادا کرے گی اور تم پسِ پردہ رہ کر اس کی راہنمائی کرتی رہوگی۔“

پھر اس نے فرانسیسی فوج کے اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ کر کہا۔ ”میں نے تمہارے ملک کے تمام اکابرین کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔ کوئی دشمن خیال خوانی کے ذریعے تمہیں پریشان نہیں کرسکے گا۔ اب تم الپا اور برین آدم سے رابطہ کرو اور انہیں بتاؤ کہ میں نے تمہارے ملک اور تم لوگوں کو کیا سے کیا بنا ڈالا ہے۔“

اعلیٰ افسر نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ ڈی برین آدم نے دوسری طرف سے کہا ”ہیلو، میں برین آدم بول رہا ہوں۔“

”میں فرانسیسی فوج کا کمانڈر ان چیف بول رہا ہوں۔ میڈم الپا کو اپنے دماغ میں بلاؤ۔ میں ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

ڈی ٹی نے کمپیوٹر کے ذریعے الپا سے رابطہ کیا، پھر کمانڈر سے کہا۔ ”میڈم الپا میرے دماغ میں موجود ہیں۔ آپ میرے ذریعے گفتگو کرسکتے ہیں۔“

اس نے کہا ”میڈم! شاید آپ کو ہمارے منصوبوں کی کامیابیوں کا علم ہورہا ہوگا۔ اب ہم بابا صاحب کے ادارے کے مقابلے میں طاقت اور صلاحیتوں میں کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس انتیس خیال خوانی کرنے والے ہمارے فرانسیسی اور امریکی جوان موجود ہیں۔“

الپا نے حیرانی اور بے یقینی سے پوچھا ”یہ انتیس خیال خوانی کرنے والے تمہارے پاس کہاں سے آگئے؟“

”پہلے چار امریکی خیال خوانی کرنے والے جوان ہمارے پاس پناہ لینے آئے تھے پھر دیوی جی نے ہمارے فرانس کے پچیس جوانوں کو نہایت رازداری سے سایہ بنا کر ٹرانسفارمر مشین سے گزارا، اس طرح ہمارے ملک میں زبردست ٹی پی آرمی بن گئی ہے۔“

”او گاڈ! میں یہ نہیں کہتی کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں لیکن یقین نہیں آرہا ہے۔ بہت عرصہ پہلے ایک دیوی جی نے ہم سب ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تابعدار بنالیا تھا۔ اب ایک دیوی نے تمہارے ملک کو پچیس خیال خوانی کرنے والوں کا تحفہ دیا ہے۔ تمہارے ملک کو بابا صاحب کے ادارے کے مقابلے میں مستحکم بنارہی ہے، کیسی عجیب بات ہے؟“

”ابھی کسی کو یقین نہیں آئے گا۔ دیوی جی نے فرانس کے تمام اہم اکابرین کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔ اب تم بھی ہمارے دماغوں میں نہیں آسکوگی۔“

الپا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں داخل ہونا چاہا، اس نے سانس روک لی۔ وہ فوج کے دوسرے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام کے اندر بھی باری باری جانے کی کوشش کرتی رہی اور ناکام ہوتی رہی۔ کمانڈر فون بند کرچکا تھا۔ وہ امریکی فوج کے کمانڈر کے پاس آئی پھر اسے بتانے لگی کہ جسے امریکا اور اسرائیل فراڈ دیوی سمجھتے ہیں وہ فرانس کو تقریباً سپر پاور بنا چکی ہے۔

اس نے کہا ”وہ فرانس کے جوانوں کو تمہاری ٹرانسفارمر مشین سے سایہ بنا کر گزار چکی ہے۔ فی الوقت فرانس میں انتیس خیال خوانی کرنے والوں کی ایک فوج بن گئی ہے۔“

کمانڈر نے کہا ”تعجب ہے۔ اس نے اتنے بڑے پیمانے پر ہماری مشین کو استعمال کیا اور ہمیں خبر نہ ہوئی۔“

”دیوی نے حکومتِ فرانس کے تمام اکابرین کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔ میں کتنے ہی اہم اکابرین کے دماغوں میں جانے کی ناکام کوششیں کرچکی ہوں۔“

”پھر تو واقعی فرانس ناقابلِ تسخیر ہورہا ہے۔ میں حکومتِ فرانس سے احتجاج کروں گا کہ اس نے ہمیں فریب دے کر ہماری مشین کیوں استعمال کی؟ یہ سفارتی تعلقات کے خلاف ہے۔“

”احتجاج کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ آئندہ اس مشین کو زمین کی تہ میں بھی چھپا دیا جائے گا، تب بھی دیوی اپنے لوگوں کو سایہ بنا کر اس مشین سے فائدے حاصل کرتی رہے گی۔“

”واقعی یہ بڑی تشویش کی بات ہے۔ جس دیوی سے ہماری دوستی ہے اس نے پچھلے دو دن سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ ہمارے پاس اس سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اسے یہ بتانا ضروری ہے کہ دوسری دیوی فرانس کو کس طرح سپر پاور بنارہی ہے۔“

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کمانڈر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے پوچھا ”ہیلو، کیا بات ہے؟“

”سر! دیوی جی میرے دماغ میں ہیں۔ آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔“

کمانڈر نے کہا ”میڈم الپا میرے ایک ماتحت کے دماغ میں رہ کر گفتگو کررہی ہیں۔ یہ ماتحت ابھی فون پر اپنی آواز سنا رہا ہے۔ دیوی جی اس کے اندر بول سکتی ہیں۔“

اس نے ریسیور ماتحت کو دیا۔ ماتحت نے اسے منہ کے سامنے لاکر اپنی آواز سنائی۔ دیوی نے اس کے اندر آکر کہا ”تھینک یو کمانڈر! تم نے دوسری دیوی کے مقابلے میں میری دوستی کی قدر نہ کی۔ اس کے باوجود مجھ سے بات کررہے ہو اور یہ بھی اچھی بات ہے کہ الپا بھی موجود ہے۔ اس نے بتایا ہوگا کہ میں حکومتِ فرانس سے دوستی کی ایک نئی مثال قائم کررہی ہوں۔“

”ہاں۔ اس سلسلے میں ابھی میڈم الپا سے باتیں ہورہی تھیں۔ تم نے حکومتِ فرانس سے دوستی نباہنے کے لیے ہم سے دھوکا کیا ہے۔ ہماری اجازت کے بغیر تم نے ہماری ٹرانسفارمر مشین استعمال کی ہے۔“

”جب کوئی چیز اجازت کے بغیر مل جائے تو اس کے لیے اجازت حاصل کرنا سراسر حماقت ہے۔ تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہیے۔“

”کیوں نہیں ہونا چاہیے۔ کسی کی چیز چھین کر دوسرے کو دی جائے تو کیا غصہ نہیں آئے گا؟“

”اگر تم اسے نیکی سمجھ لو تو غصہ نہیں آئے گا۔ یہ سمجھ لو کہ حکومتِ فرانس کمزور تھی، اسے خون کی ضرورت تھی۔ تمہارے خون کا گروپ اس سے مل گیا اس لیے تمہارا خون اسے دے دیا گیا۔ سوچو کہ تم نے کتنی بڑی نیکی کی ہے۔“

”تم ایسی باتوں سے مجھے اور غصہ دلا رہی ہو۔“

”جس دیوی کو دوست بنایا ہے اس سے کہو، وہ مجھ سے انتقام لے کر تمہارا غصہ ٹھنڈا کردے۔ اس نے ٹرانسفارمر مشین کو مجھ سے چھین کر تمہارے حوالے کیا اور تم خوش ہوگئے۔ اب اس سے پوچھو کہ وہ مشین اس نے تمہیں دے دی ہے تو اسے میں کس طرح استعمال کررہی ہوں اور ایسا کررہی ہوں تو کیا وہ مجھے روک سکتی ہے؟“

”تم دو دیویاں آپس میں لڑ رہی ہو اور ہمیں نقصان پہنچا رہی ہو۔“

”تمہاری لڑائی کسی ملک میں بھی ہوسکتی ہے۔ یہ تمہاری بدقسمتی ہے کہ تمہارے ملک میں ہورہی ہے۔ اپنی دیوی سے کہو جس طرح میں نے فرانس کے اکابرین کے اطراف فولادی دیوار کھڑی کی ہے، کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مخالف انہیں اور ان کے ملک کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اسی طرح تمہاری دیوی بھی تمہارے ملک کے اکابرین اور مشین وغیرہ کے اطراف فولادی دیوار کھڑی کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرسکے، تم سب کو تحفظ نہ دے سکے تو پھر وہ دیوی کیسی ہے؟ وہ تمہارا سر سہلاتی رہے گی اور میں مشین سے فائدے اٹھاتی رہوں گی۔“

الپا نے کہا ”دیوی جی! کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم بھی اسرائیل اور امریکا سے دوستی کا معاہدہ کرو۔ دوسری دیوی کے ساتھ ہماری پالیسی دوسری ہوگی اور تمہارے ساتھ کچھ اور پالیسی ہوگی۔“

”ایک نیام میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔ پہلے اپنی دیوی سے کہو، میں نے فرانس سے جیسی دوستی کی مثال قائم کی ہے ویسی ہی مثال وہ تمہارے ملک کے ساتھ پیش کرے۔ جب وہ تمہاری امیدوں پر پانی پھیر دے گی تو میں کمانڈر کے اسی ماتحت کے دماغ میں آکر اور ڈی برین آدم کے دماغ میں آکر باری باری تم سے اور الپا سے باتیں کروں گی۔ بس اب میں جارہی ہوں۔“

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ جب سے اس کے بیڈ روم سے فلائنگ کیپسول والا فارمولا چوری ہوا تھا، تب سے اس نے اپنی وہ محل نما کوٹھی چھوڑ دی تھی۔ یہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کوئی اس کی رہائش گاہ تک پہنچ گیا ہے۔ وہ ہستی جو بھی ہے، اس کی دشمن ہے۔ اسے چھپ کر دیکھ رہی ہے۔ وہ جگہ بدل بدل کر رہنے لگی تھی۔ اس طرح یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کون اس کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ یوں جگہ بدلنے اور کبھی کبھی سایہ بن کر لوگوں کے اندر سما کے ہر طرف دیکھنے کے بعد یقین ہوگیا کہ اب کوئی اس کے تعاقب میں نہیں ہے۔

اس یقین کے بعد اس نے حلیہ بدل لیا۔ موجودہ حلیے میں کوئی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔ ویسے پہچان لیے جانے کا ڈر اس لیے زیادہ نہیں تھا کہ داڑھ میں ایک گولی دبی رہتی تھی جو چشمِ زدن میں کسی بھی دشمن سے اسے دور کرسکتی تھی۔

ان غیر معمولی گولیوں نے اسے تمام اندیشوں سے بچا لیا تھا۔ وہ آزادی سے سرِعام کہیں بھی کھلی فضا میں زندگی گزارنے لگی تھی۔ اب زمین کی تہ میں چھپ کر رہنے والا وقت گزر چکا تھا۔

وہ پچھلی بار بوٹنگ نہیں کرسکی تھی۔ اس سکھ لڑکے دلجیت سنگھ کے پانی میں ڈوبنے کے بعد اس کا دل بھاری ہوگیا تھا۔ وہ آزادی کے مجسمے تک جانے سے پہلے ہی واپس آگئی تھی۔

اس بار وہ بوٹ بیسن میں آئی۔ اس روز بوٹنگ کرنے والے شائقین کی کافی بھیڑ تھی۔ کاؤنٹر سے بوٹ کا نمبر مل رہا تھا اور کہا جا رہا تھا کہ جب کوئی بوٹ سمندر سے واپس آئے گی تب وہ بوٹنگ کر سکے گی۔ وہ بوٹ کی واپسی کا انتظار کرنے کے لیے اوپن ریستوران میں آگئی۔

کلب، ریستوران اور تفریحی مقامات ایسے ہوتے ہیں، جہاں ایسی ہستیوں سے سامنا ہو جاتا ہے، جو تلاش بسیار کے باوجود کسی دوسری جگہ نہیں ملتیں۔ وہ جس میز پر آکر بیٹھی، ٹھیک اسی کے پیچھے کرشائن اور ڈی کروسو بیٹھے ہوئے تھے۔

وہ دونوں میز پر جھکے ہوئے تھے اور دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ دیوی جہاں جاتی تھی، وہاں احتیاطاً لوگوں کو تاڑنے والی نظروں سے دیکھتی تھی اور ان سے ذرا دور ہونے کے باوجود آتما شکتی کی قوتِ سماعت کے ذریعے ان کی باتیں سنتی تھی۔ یوں بھی اسے طرح طرح کی دلچسپ باتیں سننے میں مزہ آتا تھا۔

اس وقت کرشائن عرف کرشی کہہ رہی تھی "مائی ڈیئر کروسو! ہمیں شادی کر لینی چاہیے۔"

کروسو نے کہا "کیا تم زندگی میں کچھ بننا اور ترقی کرنا نہیں چاہتی ہو۔ شادی کے بعد بچوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا پھر تم بڑے بڑے کارنامے انجام نہیں دے سکو گی۔"

"میرے لیے تمہارے بچوں کی ماں بننا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔"

"صرف شادی کرنا اور بچے پیدا کرنا تھا تو تم نے ٹیلی پیتھی کیوں سیکھی؟"

اس بات پر دیوی کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ پوری توجہ سے ان کی باتیں سننے لگی۔ کرشی کہہ رہی تھی "تم خواہ مخواہ بچوں کو بوجھ سمجھ رہے ہو۔ میں ماں بن کر بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے بہت اونچا مقام حاصل کروں گی۔ محترمہ آمنہ فرہاد اور میڈم سونیا بچوں کی مائیں بننے کے بعد بھی بڑے بڑے کارنامے انجام دے رہی ہیں پھر میں کیوں نہیں ایسا کر سکوں گی۔"

دیوی کا دل دھڑکنے لگا۔ آمنہ فرہاد اور سونیا کے حوالے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ گفتگو کرنے والے بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈی کروسو کہہ رہا تھا "تم جن ہستیوں کا حوالہ دے رہی ہو ان کی صلاحیتوں کے آگے تم ذرے کے برابر بھی نہیں ہو۔"

کرشی نے پوچھا "کیا تم میری صلاحیتوں کی تعریف نہیں کرو گے؟ کیا دیوی شی تارا کوئی معمولی ہستی ہے، اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہو۔ میں نے کتنی کامیابی سے دیوی کا رول ادا کیا تھا۔"

دیوی شی تارا کے کانوں میں جیسے رس گھل گیا۔ وہ خوشی سے لرزنے لگی۔ فراڈ دیوی بننے والی بدترین دشمن کی آواز کانوں تک پہنچ گئی تھی۔ اب وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ پیچھے گھوم کر دیکھنا دانشمندی نہ ہوتی۔ اس نے پرس سے ایک بے بی مرر نکالا پھر میک اپ درست کرنے کے بہانے اسی آئینے میں اسے صاف طور سے دیکھنے لگی۔ اس کے ساتھی کی صرف پشت دکھائی دے رہی تھی۔

کرشی اپنے چہرے سے اور اندازِ گفتگو سے خالص امریکی لگ رہی تھی۔ دیوی سوچ رہی تھی، اس فراڈ دیوی کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔ اگر اس کا تعلق واقعی بابا صاحب کے ادارے سے ہے تو آتما شکتی کے ذریعے آنے والی سوچ کی لہروں کے خلاف اس کے دماغ کو لاک کیا گیا ہوگا اور جب آتما شکتی کے خلاف عمل کیا گیا ہوگا تو پھر وہ سایہ بن کر بھی اس فراڈ دیوی کے اندر جائے گی تو وہ اسے محسوس کر لے گی۔

وہ بڑی بے چینی سے سوچنے لگی، کیا کرے؟ کچھ تو کرنا ہی ہوگا ورنہ وہ اس میز سے اٹھ کر چلی جائے گی تو پتا نہیں اس کا تعاقب کیا جا سکے گا یا نہیں؟ ایک خیال آیا، جہاں کاریں پارک کی گئی ہیں، وہاں جا کر انتظار کرے۔ وہ فراڈ اپنے ساتھی کے ساتھ جس کار میں بیٹھے گی وہ اسی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر اس کی رہائش گاہ تک پہنچ جائے گی۔

اس نے یہی کیا۔ اپنی میز پر سے اٹھ کر کار پارکنگ ایریا کے پاس آکر اس طرح کھڑی ہوئی کہ وہاں سے وہ فراڈ دیوی بھی اسے نظر آتی رہی۔

محبت کرنے والے جہاں بیٹھ جاتے ہیں وہیں ایک دوسرے کی قربت میں کھو جاتے ہیں۔ وہ دونوں جذبوں میں ڈوب کر گفتگو کر رہے تھے اور دیوی بور ہو رہی تھی۔ انہوں نے ویٹر کو بلا کر کچھ آرڈر دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا، وہ اور دیر تک بیٹھے رہیں گے۔ دیوی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ وہ ویٹر کی آواز سننے کے بعد اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فروٹ جوس سے بھرے ہوئے دو گلاس ٹرے میں رکھ کر لیے جا رہا تھا۔ جب ان کے قریب پہنچا تو دیوی نے اس کے پیروں میں لغزش پیدا کی۔ وہ سنبھلتے سنبھلتے بھی میز کے پاس ایسے گرا کہ سارا فروٹ جوس کرشی کے لباس پر آگرا۔ وہ غصے سے چیختی ہوئی کھڑی ہو گئی "یو نان سینس!"

اس نے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ ڈی کروسو نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے۔ پلیز غصہ تھوک دو۔"

وہ اپنے کپڑے جھٹکتے ہوئے بولی "ساری تفریح چوپٹ ہو گئی۔ لباس بدلنے کے لیے اپارٹمنٹ جانا ہوگا۔"

ڈی کروسو نے ویٹر کو بل کی رقم دیتے ہوئے کہا "کوئی بات نہیں۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ تم تنہا جاؤ۔ میں ہرارے سے ملنے جا رہا ہوں، آؤ چلیں۔"

وہ پارکنگ ایریا کی طرف آنے لگے۔ دیوی نے دو کاروں کے قریب جا کر ان کے درمیان چھپ کر گولی کو نگل لیا۔ کرشی کا موڈ بگڑا ہوا تھا اس نے اسٹیئرنگ پر بیٹھ کر دروازے کو زور سے بند کیا۔ ڈی کروسو نے کہا "غصہ کار پر نہ اتارو۔ موڈ ٹھیک رکھو ورنہ کوئی حادثہ پیش آسکتا ہے۔"

دیوی کا سایہ کھڑکی کے راستے پچھلی سیٹ پر آگیا۔ کرشی نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے آگے بڑھا کر ڈرائیو کرتی ہوئی مین روڈ پر آگئی۔

ایسے وقت ڈی ون نے دیوی کے دماغ میں آکر اسے مخاطب کیا۔ دیوی نے کہا "واپس جاؤ، میں آ رہی ہوں۔"

ڈی ون اپنی جگہ واپس آگئی۔ دیوی نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا بات ہے، خیریت تو ہے؟"

"کچھ زیادہ تشویش کی بات نہیں ہے۔ آپ کی ڈی ٹو کلپنا بھارتی کسی خوبرو جوان کے عشق میں گرفتار ہو گئی ہے۔ میں آپ کے حکم کے مطابق تمام ماتحتوں کے علاوہ کلپنا بھارتی کے دماغ میں بھی چوری چھپے جاتی رہتی ہوں۔ ابھی میں اس کے اندر گئی تھی۔ وہ اپنے بیڈ روم میں حسن و عشق کی داستان کے رنگین باب سے گزر رہی تھی۔"

"وہ جوان کون ہے؟"

"میں نے اس جوان کے بھی چور خیالات پڑھے ہیں۔ اس کا نام کبیر بھارتی ہے۔ وہ ملازمت کے لیے دہلی آیا تھا۔ کلپنا بھارتی سے اس کی ملاقات بڑے ہی ڈرامائی انداز میں ہوئی پھر یہ ملاقات بیڈ روم کے عشق میں بدل گئی۔"

ڈی ون تفصیل سے بتانے لگی کہ گورنر ہاؤس کی ایک تقریب میں کس طرح کلپنا بھارتی کو اغوا کیا گیا تھا اور کبیر بھارتی نے کس طرح اس کی عزت بچائی تھی۔

دیوی کی سب سے قابلِ اعتماد ہستی ڈی ون تھی اس لیے کلپنا بھارتی پر تنویمی عمل کے دوران اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی گئی تھی کہ وہ کبھی ڈی ون کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔ یہی وجہ تھی کہ کلپنا بھارتی اس بات سے بے خبر رہی کہ اس کی خواب گاہ کی خفیہ اور ذاتی باتیں دیوی تک پہنچ گئی ہیں۔

دیوی نے پوری رپورٹ سن کر کہا "تمہاری رپورٹ کے مطابق کبیر بھارتی سازشی ذہن رکھنے والا جوان نہیں ہے۔ وہ بے ضرر ہے۔ اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کے باوجود میری کسی ڈی کو کسی مرد کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے۔ تم دونوں سے پہلے جو میری ڈی تھی، وہ پارس کے عشق میں گرفتار ہو گئی تھی۔ اس نے پارس کے اشاروں پر چل کر مجھے بہت نقصان پہنچایا تھا لہٰذا کلپنا بھارتی سے اس جوان کو دور کر دیا جائے گا۔ میں ذرا مصروف ہوں، فرصت ملتے ہی بھارتی کے پاس جاؤں گی۔"

وہ دماغی طور پر واپس کار کی پچھلی سیٹ پر آگئی۔ کرشی نے اپنے گراؤنڈ فلور اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روک دی تھی۔ وہ گاڑی سے نکل کر اپارٹمنٹ کے دروازے کے پاس آئی۔ اسے ایک چابی سے کھولا پھر بڑی بے خبری میں دیوی کے سائے کے ساتھ اندر آکر دروازے کو لاک کر دیا۔

پھر وہ الماری کے پاس آئی۔ اس میں سے ایک جوڑا پہننے کے لیے نکالا۔ شاید وہ غسل کرنے کے بعد لباس بدلنے والی تھی اور جیسا لباس وہ پہننے والی تھی اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ پھر باہر جائے گی۔ دیوی نے اب اس سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ سوچا کہ اگر وہ اسے اپنے اندر محسوس کرے گی تو فوراً کسی چیز سے زخمی کر دے گی پھر وہ سانس نہیں روک سکے گی۔

اس کا سایہ کرشی کے اندر سما گیا۔ دیوی نے چند لمحوں تک انتظار کیا۔ اسے حیرانی ہوئی۔ کرشی نے اس کے سائے کو اپنے اندر محسوس نہیں کیا تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بابا صاحب کے ادارے سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ اس کے دماغ اور جسم کو روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے حساس نہیں بنایا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے پربھا، مائیک ہرارے اور ڈی کروسو وغیرہ کے دماغوں میں یہ بات نقش کی گئی تھی کہ ان کے چور خیالات سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوگا کہ ان کا تعلق بابا صاحب کے ادارے یا اس ادارے کے کسی فرد سے ہے۔

دیوی بڑی آسانی سے خیال خوانی کے ذریعے کرشی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اسے بڑی جھنجلاہٹ سی ہوئی کہ خواہ مخواہ بوٹ بیسن سے اس اپارٹمنٹ تک اپنا وقت ضائع کیا۔ وہ بہت پہلے ہی اس کے چور خیالات پڑھ سکتی تھی۔ بہرحال وہ اطمینان سے پڑھنے لگی۔

اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ اس کا نام کرشائن عرف کرشی ہے اور وہ ڈی کروسو سے بہت محبت کرتی ہے۔

دیوی کی سوچ نے پوچھا "یہ ڈی کروسو کون ہے؟"

"ڈی کروسو، پربھا رانی اور مائیک ہرارے کا ساتھی ہے۔ ان تینوں نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک ٹیم بنائی ہے۔ رمی ریز، ٹیری ٹیلر اور ان کے ماتحت خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ میں بھی ان تابعداروں میں سے ایک ہوں۔"

"تم نقلی دیوی بن کر اصلی دیوی شی تارا کی مخالفت کیوں کر رہی ہو؟"

"میں کسی اصلی دیوی کو نہیں جانتی۔ دراصل پربھا رانی دیوی بن کر امریکا اور اسرائیل کو اصلی دیوی کا دشمن بنا رہی ہے۔ اس نے ایک بار مجھے دیوی کا رول ادا کرنے کے لیے کہا۔ مجھے اس کام کی ٹریننگ دی پھر میں نے بڑی کامیابی سے وہ رول ادا کیا تھا۔"

"وہ دیوی بننے والی پربھا رانی کہاں ہے؟"

"اسی نیویارک شہر میں ہے۔ وہ مائیک ہرارے کی بیوی ہے۔ ڈی کروسو انہی سے ملنے گیا ہے۔"

"کیا وہ تینوں یوگا کے ماہر ہیں؟"

"ہاں۔ وہ کئی منٹ تک سانس روک لیتے ہیں۔"

"کیا ان کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے؟"

"کسی ادارے سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ وہ تینوں آپس میں بڑے گہرے دوست ہیں اور ہمیشہ اہم معاملات میں ایک دوسرے سے مشورے لیتے رہتے ہیں۔"

کرشی بستر پر آکر لیٹ گئی۔ دیوی نے خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر سلادیا پھر تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی تابعدار بنانے لگی۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کردی کہ وہ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد اصلی دیوی کے تنویمی عمل کو بھول جائے گی۔ ڈی کروسو کی محبوبہ اور پربھا وغیرہ کی دوست اور وفادار بن کر رہے گی لیکن حقیقتاً اصلی دیوی کی معمولہ اور تابعدار رہے گی۔ وہ اسے تنویمی نیند سلا کر اس کے اپارٹمنٹ سے باہر چلی گئی۔

آئندہ وہ کرشی کے ذریعے پربھا اور مائیک ہرارے کے اندرونی راز رفتہ رفتہ معلوم کرسکتی تھی۔ ان کی تمام کمزوریوں سے واقف ہونے کے بعد وہ اس سے دیوی بننے کا انتقام لے سکتی تھی۔

اس نے عارضی طور پر سمندر کے ساحل پر ایک کاٹیج کرائے پر لیا تھا۔ وہ چند روز وہاں گزار کر ہندوستان جانا چاہتی تھی۔ وہ کاٹیج میں آکر تھوڑی دیر تک بستر پر لیٹی رہی پھر اپنی ڈی ٹو کلپنا بھارتی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اپنے ہم سفرِ شب کے ساتھ بستر پر گہری نیند میں تھی۔ صبح ہو رہی تھی اور وہ دونوں تھکن سے چور تھے۔

اس نے بھارتی کے خوابیدہ دماغ سے پوچھا "کیا تم مجھے خواب میں دیکھ رہی ہو؟"

"جی ہاں دیوی جی! میں دیکھ رہی ہوں۔"

"جب میں تمہارے خواب و خیال میں رہتی ہوں تو تمہارے دل و دماغ میں بھی رہتی ہوں پھر یہ اجنبی نوجوان تمہارے جسم کے کس حصے میں آیا ہے؟ دل میں یا دماغ میں؟ خواب میں یا خیال میں؟ تم نے مجھے کہاں سے ہٹا کر اسے جگہ دی ہے؟"

"نہیں دیوی جی! آپ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ میں اس جوان کبیر بھارتی سے محبت کرتی ہوں' لیکن آپ سے محبت بھی ہے اور عقیدت بھی۔ میں تمام عمر آپ کی خدمت کرتی رہوں گی۔ جبکہ کبیر بھارتی کی محبت میری جوانی کا تقاضا ہے۔"

"یہ تقاضا پورا کرنے کے لیے مجھ سے اجازت حاصل کرنا چاہیے تھی۔ مگر تمہاری جوانی دیوانی ہوگئی تھی۔ ایسی دیوانگی عورت کو رفتہ رفتہ غیر شعوری طور پر اپنوں سے دور اور کسی..... بیگانے سے اتنا قریب کردیتی ہے کہ وہ اپنے تمام فرائض بھول جاتی ہے۔ بہت عرصہ پہلے میری ایک ڈی نے پارس سے دل لگایا اور اس جوان سے سحرزدہ ہو کر مجھے نقصان پہنچانے لگی۔ میں نہیں چاہتی کہ آئندہ میری کوئی ڈی مجھے نقصان پہنچائے۔"

"دیوی جی! آپ میرے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرسکتی ہیں کہ میں آپ پر جان قربان کرنے والی ایک داسی ہوں۔"

"جس ڈی نے مجھ سے غداری کی تھی وہ بھی مجھ پر جان دیتی تھی لیکن جذبات بدلتے ہیں تو چور خیالات بھی بدل جاتے ہیں اس لیے میں تمہارے چور خیالات پڑھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ سیدھی سی بات ہے۔ اس پر تمہارا دل آیا' تم نے دل کے ارمان پورے کرلیے۔ اب اسے یہاں سے رخصت کردو۔ میرے تجربات کہتے ہیں' یہ دوبارہ تمہاری زندگی میں آئے گا تو ہمارے لیے دانستہ نادانستہ مصائب لے کر آئے گا۔"

"دیوی جی! آپ ہندوستانی عورت کی شرم کو اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ میری زندگی میں کبیر بھارتی کے سوا کوئی دوسرا نہیں آئے گا۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں آپ کی موجودگی میں ابھی اس پر تنویمی عمل کروں' اسے ہمیشہ کے لیے اپنا تابعدار بنالوں۔ اس کے بعد کوئی دشمن اسے ٹریپ کرنا چاہے گا تو مجھے یہ خود ہی اپنے بدلے ہوئے حالات بتادے گا۔ میں آپ سے التجا کرتی ہوں کہ میری موجودہ اور آئندہ خدمات کے صلے میں اس جوان کو انعام کے طور پر مجھے دے دیں۔"

"آج میں نے فراڈ دیوی کی اصلیت کو سمجھ لیا ہے اور اسے عبرت ناک موت کی آغوش میں پہنچانے کی راہ کا تعین کرلیا ہے۔ آج میں بہت خوش ہوں۔ میں یہ جوان تمہیں انعام کے طور پر دے رہی ہوں۔ تم ابھی اس پر تنویمی عمل کرو۔ میں بھی اس کے اندر موجود رہوں گی۔"

کلپنا بھارتی نیند سے بیدار ہوگئی۔ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے پاس کبیر گہری نیند میں تھا۔ وہ دیوی کے ساتھ اس کے اندر پہنچ کر اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔

دیوی خاموشی سے اس پر ہونے والے عمل کو دیکھتی رہی۔ جب کلپنا بھارتی نے عمل مکمل کرلیا تو دیوی نے کہا "بھارتی! تم نے ہر پہلو سے تنویمی عمل کے ذریعے اسے جکڑ لیا ہے۔ میں مطمئن ہوں۔ اب تم اطمینان سے سوسکتی ہو۔"

وہ دوبارہ کبیر بھارتی کے پاس لیٹ گئی۔ دیوی نے اسے چند سیکنڈ میں سلادیا پھر کبیر بھارتی کے دماغ میں آکر بولی "ابھی تم نے تنویمی نیند کی ابتدا کی ہے لہٰذا نیند سے واپس آؤ۔ میں تمہاری کلپنا بھارتی بول رہی ہوں۔"

وہ ابھی تک معمول بنا ہوا تھا۔ سحرزدہ سی سوچ میں بولا "میں نیند میں نہیں ہوں' تمہاری سوچ کی لہروں کو سن رہا ہوں۔"

"تم میرے معمول ہو۔ میں تمہیں حکم دے رہی ہوں کہ میرے تابعدار کی حیثیت سے ہمیشہ تابعدار رہو۔ میرے بلانے پر کبھی میرے بستر پر نہ آؤ۔ کیا میرے حکم کی تعمیل کروگے؟"

"میں تابعدار ہوں' تعمیل کروں گا۔"

"تم تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد مجھ سے بیزار رہوگے میرے قریب آنے سے انکار کروگے۔ میری توہین کروگے اور مجھے چھوڑ کر کہیں دور چلے جاؤگے۔ کیا ان احکامات کی تعمیل کروگے؟"

"میں تابعدار ہوں' تعمیل کروں گا۔"

دیوی نے اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دیا پھر اس کے دماغ سے چلی گئی۔ علی نے سمجھ لیا کہ اب دیوی اور کلپنا بھارتی اس کے اندر نہیں ہیں۔ اگرچہ دیوی نے کلپنا بھارتی کی سوچ اور لہجے میں وہ تنویمی احکامات صادر کیے تھے تاہم اس کے دماغ میں روحانی عمل کے جو اثرات تھے' ان کے ذریعے اس نے کلپنا بھارتی اور دیوی کے فرق کو سمجھ لیا تھا۔

اس نے آنکھیں کھول کر اپنے پہلو میں حسنِ تمام کو دیکھا۔ حسن خوابیدہ ہو تو اسے دیکھنے والا اور ندیدہ ہوجاتا ہے لیکن اب وہ اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا۔ دیوی نے اس پر جو عمل کیا تھا اس کے مطابق اسے بھی اپنے طور پر ڈراما پلے کرنا تھا۔

وہ اپنے دماغ کو یہ ہدایت دے کر سوگیا کہ دو گھنٹے کے بعد آنکھ کھل جائے۔ کلپنا بھارتی دو گھنٹے سے پہلے ہی بیدار ہوگئی۔ وہ آنکھیں کھول کر بڑے پیار سے کبیر کو دیکھنے لگی۔ دیوی نے مہربانی کی تھی۔ اسے کبیر کے ساتھ زندگی گزارنے کی اجازت دے دی تھی۔ وہ بہت خوش تھی۔ اس نے کبیر کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کے چہرے پر اپنا چہرہ رکھا۔ علی کی آنکھ کھل گئی اب اسے وہی کرنا تھا' جو دیوی چاہتی تھی۔

اس نے ناگواری سے کہا "یہ کیا حرکت ہے؟"

"عورت حرکت کرے تو برکت ہوتی ہے۔ اسے محبت کہتے ہیں۔"

"اسے محبت نہیں' بکواس کہتے ہیں۔ کتنی گہری نیند میں تھا۔"

"سوری کبیر! میں نے تمہیں گہری نیند سے جگادیا۔ آؤ میرے سینے پر سر رکھو۔ میں تمہیں سلادوں گی۔"

وہ اسے پرے ہٹا کر اٹھ بیٹھا' جماہی لے کر بولا "کیا خاک سلاؤگی' ایک بار نیند اڑادی جائے تو پھر میں دوبارہ سو نہیں پاتا۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ پیار سے بھی نیند میں مداخلت کی جائے تو تمہارا موڈ بگڑ جاتا ہے۔"

وہ پیار سے منانے کے انداز میں اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "پلیز موڈ ٹھیک کرلو۔"

وہ بیڈ سے اتر کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا' وہ بولی "تم میری توہین کر رہے ہو۔ تمہیں اتنا تو سمجھنا چاہیے کہ عورت ایک ہی رات میں اپنے مرد کے مزاج کو پوری طرح سمجھ نہیں پاتی۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم میرا مزاج سمجھتی رہو۔ مجھے تو جانا ہے۔"

"کہاں جاؤگے؟"

"جہاں میرا قیام ہے' میرا سامان ہے۔ میں غسل کرکے لباس تبدیل کروں گا۔"

"تم اپنے لباس کا ناپ بتاؤ۔ تمہارا مکمل ڈریس ابھی آدھے گھنٹے میں آجائے گا۔ یہیں غسل کرو اور لباس تبدیل کرو۔ چلو میں تمہیں غسل کراؤں۔"

"میں بچہ نہیں ہوں اور تم اماں نہیں ہو کہ مجھے غسل کراؤ۔"

"کیا ہوگیا ہے تمہیں؟ کیا دو پیار کرنے والے ایک ساتھ غسل نہیں کرتے ہیں؟"

"بے حیائی کی باتیں نہ کرو۔ شادی سے پہلے دو جوان جسموں کو ایک دوسرے کے قریب نہیں آنا چاہیے۔ پتا نہیں' مجھ سے یہ ایک غلطی کیسے ہوگئی؟"

"ہم نے بڑے ہی پیار بھرے جذبوں سے رات گزاری ہے اور تم اسے غلطی کہہ رہے ہو۔ تمہاری باتوں سے ایسا لگ رہا ہے جیسے ایک ہی رات میں بیزار ہوگئے ہو اور مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہو۔"

"ہاں یہی سمجھو۔ میں جارہا ہوں۔ جوانی ستارہی ہے تو کسی دوسرے سے یاری کرلو۔"

وہ پلٹ کر جانے لگا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میری عزت اتنی سستی نہیں ہے کہ تم کھلونے کی طرح کھیل کر چلے جاؤ۔ اب تمہارے دماغ میں ہونے والے زلزلے بتائیں گے کہ میں کیا چیز ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے دماغ میں زلزلے کے جھٹکے پیدا کیے۔ کبیر بھارتی ایک چیخ مار کر فرش پر گرا اور تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا لیکن روحانی عمل کے اثر سے علی محفوظ تھا۔

کلپنا بھارتی فاتحانہ شان سے اسے تڑپتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ جب اس کی تکلیف کم ہونے لگی تو اس نے حکم دیا "چلو اٹھو اور بستر پر جاکر لیٹ جاؤ۔"

وہ کراہتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ ڈگمگاتے ہوئے بستر پر آکر گر پڑا۔ وہ اس کے دماغ میں تھی۔ کبیر اس کی سوچ کے مطابق چاروں شانے چت لیٹ گیا پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ کلپنا بھارتی نے پہلے اسے گہری نیند سلایا پھر اسے اپنا معمول بنا کر بولی۔ "اب تم میرے عمل کے زیرِ اثر ہو۔ تم میرے ہر سوال کا صحیح جواب دوگے۔"

اس نے سحرزدہ ہو کر کہا "میں تمہارے ہر سوال کا صحیح جواب دوں گا۔"

"تم ایک رات پہلے میرے دیوانے تھے پھر یہ رات گزارنے کے بعد تمہارا رویہ کیوں بدل گیا ہے؟ مجھ سے کیوں بیزار ہوگئے ہو؟"

"تم نے مجھے تابعدار بنا کر حکم دیا تھا کہ میں تم سے بیزار ہوجاؤں اور تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں۔"

"جھوٹ مت بولو۔ میں نے تم پر اپنے خلاف کوئی عمل نہیں کیا تھا۔ تمہیں تابعدار نہیں بنایا تھا۔ کوئی معمول اپنے عامل سے جھوٹ نہیں بولتا۔ میں حکم دیتی ہوں' سچ بولو۔"

"میں سچ بول رہا ہوں۔ تم نے کہا تھا' میں تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد تمہارے تنویمی عمل کو بھول جاؤں لہٰذا میں صبح جاگنے کے بعد تمہارے عمل کو بھول گیا تھا۔ اب تم دوبارہ عمل

کررہی ہو تو مجھے پہلا تنویمی عمل یاد آرہا ہے۔ میں تمہارا دیوانہ ہوں۔ تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں لیکن تنویمی عمل سے بیدار ہو کر تمہارے حکم کے مطابق پھر تم سے بیزار ہو کر تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

"میں کہہ چکی ہوں کہ پہلے تنویمی عمل کے دوران میں نے تمہیں بیزار ہونے اور چھوڑ کر جانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ سوچو اور بتاؤ کہ میں نے کب ایسا حکم دیا تھا؟"

"تم نے تنویمی عمل کے بعد تنویمی نیند سونے کا حکم دیا تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد ہی تم نے پھر اپنے پچھلے عمل کو جاری رکھتے ہوئے مجھے اپنے خلاف حکم دیا تھا۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اس نے ایسا نہیں کیا تھا جیسا وہ کہہ رہا تھا۔ اسے شبہ ہوا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ ایک ہی خیال آنے لگا کہ اس کے تنویمی عمل کے بعد کسی دوسرے نے بھی اس کی آواز اور لہجے میں کلپنا بھارتی بن کر ایسا کیا ہے۔

"اور ایسا کون کرسکتا ہے؟ صرف دیوی کو معلوم تھا کہ اس وقت کبیر پر عمل کیا جارہا ہے۔ دیوی نے تو مجھ پر مہربانی کی تھی۔ لہٰذا وہ میرے خلاف عمل نہیں کرے گی۔ ہاں' وہ ڈی ون میرے اندر آتی رہتی ہے۔ اس کے رویّے سے پتا چلتا ہے کہ وہ مجھ سے حسد کرتی ہے۔ وہی آئی ہوگی اور اس نے میرے محبوب کو تنویمی عمل کے ذریعے مجھ سے بیزار ہونے اور مجھے چھوڑ کر جانے کے لیے کہا ہوگا۔"

اس نے کبیر کو حکم دیا کہ وہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس سے نہ بیزار ہوگا اور نہ ہی اسے چھوڑ کر جائے گا۔ آئندہ پہلے کی طرح اس سے دیوانوں کی طرح محبت کرے گا۔

وہ اسے تنویمی نیند کے لیے چھوڑ کر بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ اسے ڈی ون پر غصہ آرہا تھا۔ وہ دیوی سے اس کی شکایت کرنے والی تھی پھر اس نے سوچا' دیوی سے شکایت کرے گی تو ڈی ون پھر اس کے خلاف عمل کرنے کبیر کے اندر پہنچ جائے گی۔

وہ دیوی کے پاس نہیں گئی لیکن دیوی نے دوسری بار آکر اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا کہ وہ کبیر کو کلپنا سے بدظن کرنے میں ناکام رہی ہے اور کلپنا اس سلسلے میں ڈی ون پر شبہ کررہی ہے۔

دیوی چاہتی تو پھر کبیر پر کلپنا کے خلاف عمل کرسکتی تھی لیکن اس کے دماغ نے سمجھایا کہ یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا؟ وہ اگر چاہتی ہے کہ اس کی ڈی کبیر سے متاثر نہ رہے تو کبیر کو اس دنیا سے ہی اٹھادینا چاہیے۔

وہ نیویارک کے عجائب گھر کے گارڈن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے اطمینان تھا کہ جب چاہے گی' کبیر کو چٹکی میں مسل دے گی۔ اس نے کبیر کو زندہ رہنے کے لیے چند گھنٹوں تک چھوڑ دیا کیونکہ وہ فراڈ دیوی پربھا پر توجہ دے رہی تھی۔ اپنی معمولہ کرسٹی کے ذریعے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتی جارہی تھی۔

امریکا جیسے بڑے ملک میں بھی بے روزگاری ہے۔ نیویارک میں اور خصوصاً چائنا ٹاؤن میں بے روزگار آوارہ نوجوانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ نوجوان نشہ کرنے اور اپنی دوسری ضروریات پوری کرنے کے لیے اکثر وارداتیں کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک جوان نے دیوی کو گارڈن میں دیکھا۔ اس کے پاس ایک پرس تھا۔ جس میں یقیناً ڈالر ہوں گے۔ وہ ٹہلتا ہوا قریب آیا پھر یکبارگی اس کے ہاتھ سے پرس چھین کر بھاگنے لگا۔ دیوی کو رقم کی پروا نہیں تھی لیکن پرس کے اندر غیر معمولی گولیوں سے بھری ہوئی ڈبیا تھی۔ وہ پریشان ہو کر اس کے پیچھے دوڑنے لگی۔ اگر اس کی آواز سن لیتی تو دوڑنا نہ پڑتا۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس جوان کو اپنے پاس بلالیتی۔ زندگی میں شاید پہلی بار اسے کسی کے پیچھے دوڑنا پڑا۔

گارڈن کی گھاس پر اعلیٰ بی بی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے سامنے سے دوڑ کر گزرنے والے کے سامنے اپنی ایک ٹانگ بڑھادی۔ وہ ایک دم سے الجھ کر اوندھے منہ گر پڑا۔ اعلیٰ بی بی دوڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچی پھر ایک جھٹکے سے پرس کو چھین لیا۔ وہ گھاس پر سے اٹھ کر پھر پرس چھیننا چاہتا تھا۔ اچانک اس کی پیشانی پر ایک پتھر آکر لگا۔ کچھ لوگ دوڑتے آرہے تھے۔ وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کراہتا ہوا وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔

دیوی نے اعلیٰ بی بی کو دیکھا تو شدید حیرانی سے دیکھتی رہ گئی تھی۔ وہ سکھ لڑکا جو اس کی بوٹ سے چھلانگ لگا کر سمندر میں ڈوب گیا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے ڈوب کر پھر نہیں ابھرا تھا وہ زندہ نظر آرہا تھا۔

دیوی کو تو اس کی موت کا یقین ہوچکا تھا اور یقین ہونا ہی چاہیے تھا کیونکہ وہ ڈوبنے کے بعد دیر تک نظر نہیں آیا تھا۔ وہ تیزی سے اس کے قریب آکر گھاس پر بیٹھ گئی پھر بولی "تم؟ دلجیت تم زندہ ہو؟"

اعلیٰ بی بی حیرانی سے بولی "دلجیت! کیا تم میرے بھائی کو جانتی ہو؟ پلیز بتاؤ نا وہ کہاں ہے؟"

وہ تعجب سے بولی "تم دلجیت نہیں ہو؟ اس کے بھائی ہو؟ او گاڈ بالکل وہی لگ رہے ہو۔"

"میں اس کا جڑواں بھائی ہوں۔ ہمیں تو ہماری پیدا کرنے والی ماں بھی پہچان نہیں پاتی۔ تم بعد میں حیران ہوتی رہنا۔ پہلے یہ بتاؤ ابھی کیا کہہ رہی تھیں؟ ہاں' تم کہہ رہی تھیں دلجیت "تم زندہ ہو" کیا تم نے اسے مردہ دیکھا تھا؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "نہیں تو' میں نے اسے مردہ نہیں دیکھا تھا۔"

"پھر تم نے کیوں پوچھا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ تم ضرور کچھ چھپارہی ہو۔ سچ بتاؤ تم نے اسے کہاں مردہ دیکھا تھا؟"

"تم تو پیچھے پڑ گئے ہو۔ کہہ جو دیا کہ میں نے اسے ایک بار دیکھا تھا۔ اس نے اپنا نام دلجیت بتایا تھا۔"

"تم پھر جھوٹ بول رہی ہو۔ وہ اپنا نام دلجیت کیسے بتا سکتا تھا؟ دلجیت تو میرا نام ہے۔"

"کیا؟ تم دلجیت ہو؟ مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ۔۔۔"

"ہاں ہاں' کہہ رہا ہوگا۔ کبھی وہ میرا نام اپنا لیتا ہے۔ کبھی میں اس کا نام چرا لیتا ہوں پھر بڑی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ میں بھول جاتا ہوں کہ میرا اصلی نام کیا تھا؟ کیا تم بتا سکتی ہو کہ میرا اصلی نام کیا ہے؟"

دیوی نے اس کے اندر جھانک کر خیالات پڑھے پھر غصہ دکھاتے ہوئے کہا "مجھے اُلو بناتے ہو؟ تم ہی دلجیت ہو اور تمہارا کوئی جڑواں بھائی نہیں ہے۔"

"تم نے پوچھا تھا کیا میں زندہ ہوں تو مجھے پتا چلا کہ میں دلجیت مرچکا ہوں اور میں دلجیت اس لیے زندہ ہوں کہ اس کا جڑواں بھائی ہوں لیکن تم کہہ رہی ہو کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔ کیا تم میری ماں ہو؟"

"تم ویسی ہی باتیں کررہے ہو' جیسی اس روز کررہے تھے۔ تمہارا حافظہ کمزور ہے۔ مشکل تو یہ ہے کہ تمہارے دماغ میں ایک سے زیادہ سوچیں گڈمڈ ہوتی رہتی ہیں۔ کیا تم یاد نہیں کرسکتے کہ پانی میں ڈوبنے کے بعد تمہیں کس نے بچایا تھا؟ میں نے تو کسی بچانے والے کو بھی نہیں دیکھا تھا۔"

"کیا میں پانی میں ڈوب گیا تھا؟"

"اے بھگوان! اس کے پاس تو حافظہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کے ماں باپ کیسے ہیں کہ اسے تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔"

"کیا تم میری ماں ہوتیں تو مجھے اس طرح تنہا چھوڑ دیتیں؟"

"ہرگز نہیں۔ تمہارے جیسے پیارے بچے کو سینے سے لگا کر رکھتی۔"

"تو پھر میری ماں بن جاؤ۔"

"شٹ اپ۔ ابھی تو میری شادی نہیں ہوئی ہے۔"

"میں تمہاری شادی کرادوں گا۔ میں بہت اچھا بچہ ہوں۔ ابھی میں اس چور کو نہ گراتا اور پتھر سے نہ مارتا تو وہ تمہارا پرس لے کر بھاگ جاتا۔"

"ہاں۔ میں تو بھول ہی گئی تھی۔ تم نے واقعی کمال کیا ہے۔ مجھے ایک بڑے نقصان سے بچایا ہے۔"

"تو پھر میری کنواری ماں بن جاؤ۔"

وہ ہنس کر بولی "ماں تو نہیں' دوست بنوں گی۔ تمہیں اپنے ساتھ لے جاکر معلوم کروں گی کہ تمہارے ماں باپ یا سرپرست کون ہیں؟ وہ جو بھی ہیں' تمہیں تلاش کرتے ہوئے ضرور میرے پاس آئیں گے۔"

وہ گھاس پر سے اٹھ گئی۔ اعلیٰ بی بی نے بھی اٹھتے ہوئے اپنی گردن کھجائی۔ دور ایک جگہ بیٹھے ہوئے جے مورگن نے دیکھا۔ اعلیٰ بی بی گردن کھجانے کا اشارہ کرکے کہہ رہی تھی کہ وہ چلا جائے۔ پچھلی بار کی طرح وہ پھر واپسی سے پہلے اس سے رابطہ کرلے گی۔

جے مورگن وہاں سے جانے لگا۔ اعلیٰ بی بی' دیوی کے ساتھ آکر کار میں بیٹھ گئی۔ وہ تھوڑی دیر پہلے کرشی کے دماغ میں جاکر ضروری معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن پرس چور نے پھر اعلیٰ بی بی نے اسے الجھا دیا تھا۔

اس نے کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر کرشی کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ اپنی کار سے اتر کر اپنے اپارٹمنٹ میں جارہی تھی۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ اپنے اپارٹمنٹ میں ڈی کروسو کے ساتھ وقت گزارے گی۔

دیوی نے اس کی سوچ میں کہا "اپنی ڈیوٹی یاد رکھو۔ ابھی تم کھانے یا پینے کی کسی چیز میں ڈی کروسو کو اعصابی کمزوری کی دوا دھوکے سے دوگی۔ میں آرہی ہوں' اس پر تنویمی عمل کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ اعلیٰ بی بی نے پوچھا "کیا گاڑی چلانا بھول گئی ہو۔ سوچو' جلدی سوچو اسے کیسے چلاتے ہیں؟"

وہ مسکرا کر بولی "میرا دماغ تمہاری طرح کمزور نہیں ہے۔ یہ دیکھو کار ایسے چلاتے ہیں۔"

اس نے کار اسٹارٹ کی پھر اسے ڈرائیو کرنے لگی۔ اعلیٰ بی بی نے پوچھا "تم مجھے پہلے سے جانتی ہو پھر پہلے ہی مجھے اپنے گھر کیوں نہیں لے گئیں؟"

"کیسے لے جاتی؟ تم پانی میں ڈوب گئے تھے۔ تم نے تو مجھے الجھا دیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا' تم کب پانی سے نکل کر پھر زندگی کی طرف لوٹ آئے۔ وعدہ کرو' اب پانی میں چھلانگ لگانے والی جیسی حرکت نہیں کروگے۔"

"کیا تمہارے گھر میں ڈوبنے کے لیے پانی ہے؟"

"نہیں' ڈوبنے کے لیے نہیں ہے۔"

"کبھی شرم سے ڈوب مرنا ہو تو کیسے مروگی؟"

"تم خاموش ہی رہو تو بہتر ہے۔"

وہ قدرت کی طرف سے چابی دی ہوئی گڑیا تھی۔ خاموش نہیں رہتی تھی۔ وہ تمام راستے اس کے کان کھاتی رہی۔ دیوی نے کرشی کے اپارٹمنٹ کے سامنے پہنچ کر گاڑی روکی پھر کہا "میں ابھی آتی ہوں۔ تم اچھے بچوں کی طرح یہاں بیٹھے رہو۔ دروازہ کھول کر باہر نہیں نکلنا۔"

وہ اسے تاکید کرنے کے بعد کار سے نکل کر اپارٹمنٹ کے دروازے پر آئی۔ کال بیل کا بٹن دبا کر خیال خوانی کے ذریعے بولی۔ "کرشی! میں ہوں۔ دروازہ کھولو۔"

چند لمحوں کے بعد دروازہ کھل گیا۔ اعلیٰ بی بی نے چونک کر کرشی کو دیکھا پھر فوراً ہی سیٹ کے نیچے دبک گئی۔ کرشی اسے دیکھ لیتی تو اسے اعلیٰ بی بی کہہ کر مخاطب کرتی جبکہ وہ ایک سکھ لڑکا بنی ہوئی تھی۔ اس نے داڑھ میں دبی ہوئی گولی حلق کی طرف منتقل کی پھر اسے نگل لیا۔

دروازے پر دیوی کرشی سے کہہ رہی تھی۔ "شاباش! تم نے ڈی کروسو کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے مجھ سے وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔"

وہ بولی "دیوی جی! اندر آجاؤ۔"

"آتی ہوں مگر میرے ساتھ ایک چھوٹا سا لڑکا ہے۔ میں اسے لے کر آتی ہوں۔ تم اسے دوسرے کمرے میں لے جاکر دروازہ بند کرلینا۔ جب میں ڈی کروسو پر تنویمی عمل کروں تو اسے اس کمرے میں نہ آنے دینا۔"

وہ دروازے سے پلٹ کر کار کے پاس آئی۔ وہ کار کے اندر نظر نہیں آئی۔ اس نے آواز دی "دلجیت! دلجیت تم کہاں ہو؟"

وہ کار کے باہر اور آس پاس کی گلیوں میں اسے ڈھونڈنے لگی۔ وہ سکھ لڑکا کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ واپس آکر کرشی سے بولی "مجھ سے غلطی ہوگئی۔ اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔ اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔ پتا نہیں پھر بھٹکنے کے لیے کہاں چلا گیا ہے۔"

دیوی نے پھر ایک بار دور تک متلاشی نظروں سے دیکھا پھر کرشی کے ساتھ اندر آگئی۔ ان سے پہلے اعلیٰ بی بی کا سایہ اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں ڈی کروسو بے حد نقاہت کے باعث آنکھیں بند کیے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔

اس کمرے میں زیرو پاور کی دھیمی سی روشنی تھی۔ پلنگ اور الماری کے سائے گہرے تھے۔ ان میں اعلیٰ بی بی کا سایہ گڈمڈ ہوگیا تھا۔ دیوی نے پلنگ کے پاس آکر کہا "ڈی کروسو! تم تو بڑے شہ زور ہو پھر چوہے کی طرح کیوں پڑے ہو؟"

اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ وہ بولی "مجھے نہیں پہچان سکوگے۔ میں تمہاری پربھارانی کی طرح فراڈ دیوی نہیں اصلی دیوی ہوں۔"

ڈی کروسو نے پریشان ہوکر پہلے اسے پھر کرشی کو دیکھا۔ دیوی نے کہا "تمہاری محبوبہ کرشی میری تابعدار ہے اور اب تم میرے تابعدار بن جاؤ گے۔ تمہارے بعد میں مائیک ہرارے کو بھی اپنا تابعدار بنا کر پربھا کو تنہا کردوں گی۔ اسے دیوی بننے کی سزا یہ ملے گی کہ تم اور مائیک ہرارے مل کر اسے تڑپا تڑپا کر قتل کروگے۔"

وہ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے گہری نیند سلا کر تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابعدار بنانے لگی۔ اعلیٰ بی بی چپ چاپ تماشا دیکھ رہی تھی۔ دیوی نے آدھے گھنٹے بعد اپنے عمل سے مطمئن ہوکر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا پھر کرشی کے ساتھ باہر جاتے ہوئے بولی "میں جارہی ہوں۔ جب تک ڈی کروسو خود بیدار نہ ہو تم اس کے قریب نہ جانا۔"

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے اپارٹمنٹ سے باہر چلی گئیں۔ اعلیٰ بی بی گولی اگل کر ٹھوس جسم میں نمودار ہوئی۔ اس نے پہلے اس کمرے کے دروازے کو اندر سے لاک کیا پھر ڈی کروسو کے پاس آکر اسے جھنجوڑنے لگی۔ وہ تنویمی نیند پوری نہ کرسکا۔ نیند کی ابتدا میں ہی بیدار ہوگیا۔ اعلیٰ بی بی کو دیکھ کر بولا "بے بی عالیہ! تم یہاں ہو؟"

"انکل! میں نہ ہوتی تو تم دیوی کے غلام بن چکے ہوتے۔ کرشی کے ساتھ گڑبڑ ہوچکی ہے وہ اس کی کنیز بن چکی ہے۔"

"ہاں۔ مجھے یاد آرہا ہے۔ میں نے یہاں ایک حسین عورت کو دیکھا تھا۔ وہ خود کو دیوی کہہ رہی تھی۔ میرے اور ہرارے کے ذریعے پربھا کو قتل کرانا چاہتی تھی۔"

باہر کار اسٹارٹ ہونے کی آواز ابھر رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "دیوی یہاں آئی تھی۔ کار کی آواز سنو۔ وہ جارہی ہے۔ اٹھو اسے جانے نہ دو۔ اسے پکڑلو۔"

"آہ بے بی! میں بہت کمزوری محسوس کررہا ہوں' تم کچھ کرو۔"

وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی ٹیلی فون کے پاس آئی۔ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔ رابطہ ہونے پر جے مورگن کی آواز سنائی دی' اس نے پوچھا "انکل! ماما کہاں ہیں؟"

"میڈم اپنے مشن پر ہیں۔"

سونیا اس وقت سایہ بن کر ان خفیہ اڈوں کی طرف گئی تھی جہاں ایٹمی لباس اور فلائنگ شوز تیار ہورہے تھے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "انکل! میرے کروسو انکل پرابلم میں ہیں۔ ان کے دماغ میں پہنچیں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ کرشی باہر سے دروازہ کھولنے کی کوشش کررہی تھی۔ وہ حیران ہورہی تھی کہ دروازہ اندر سے۔۔۔ خودبخود لاک کیسے ہوگیا؟ اس نے ڈی کروسو کو تنویمی نیند سوتے دیکھا تھا۔ اس کے سوا کوئی اپارٹمنٹ کے اندر نہیں تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک پریشانی سے سوچتی رہی پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے دیوی کو مخاطب کیا۔ "دیوی جی! میں آپ کو سی آف کرنے اپارٹمنٹ سے باہر آئی تھی اور ابھی تک باہر ہوں۔ اپارٹمنٹ کا دروازہ اندر سے بند ہوگیا ہے جبکہ وہ خودبخود کبھی بند نہیں ہوتا ہے۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ اپارٹمنٹ کے اندر کروسو کے علاوہ کوئی موجود ہے؟"

"میں نے اور آپ نے تو کسی کو نہیں دیکھا تھا پھر وہ کیسے بند ہوگیا؟"

"پھر تو کوئی سایہ بن کر آیا ہوگا۔ میں معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے ڈی کروسو کے دماغ میں آئی۔ وہ بڑی کمزوری سے کسی سے بول رہا تھا۔ دیوی نے حیرانی سے پوچھا "تم تنویمی نیند نہیں سو رہے ہو؟ یعنی میرے عمل کے وقت مجھے دھوکا دے رہے تھے۔ اب میں تمہارے دماغ کو زلزلے کے جھٹکے پہنچا کر تم پر تنویمی عمل کروں گی۔ تمہیں ہر قیمت پر اپنا تابعدار بناؤں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے اسے ذہنی اذیت میں مبتلا کرنا چاہا۔ اس سے پہلے ہی کردسو نے سانس روک لی۔ دیوی اپنی کار میں دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ یہ سمجھ میں آگیا کہ ڈی کردسو کے ساتھی اس کی مدد کرنے پہنچ گئے ہیں۔ اس کے دماغ کو لاک کر رہے ہیں۔ اب وہ اسے کرسٹی کی طرح اپنا تابعدار نہیں بنا سکے گی۔ وہ کرسٹی سے بولی۔ "اندر خطرہ ہے۔ فوراً وہاں سے بھاگو' کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر کہیں دور جاتی رہو۔ میں تمہاری جیسی خیال خوانی کرنے والی کو ہاتھ سے نہیں جانے دوں گی۔ جب میں دیکھوں گی کہ دشمن تمہارے تعاقب میں نہیں ہیں تو میں تمہیں کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا دوں گی۔"

وہ اپارٹمنٹ سے دور بھاگ رہی تھی اور کہہ رہی تھی "اگر ان میں سے کوئی میرے دماغ میں آئے گا تو میں اسے روک نہیں سکوں گی۔"

"پروا نہ کرو۔ میں تمہیں ان کے شکنجے میں نہیں جانے دوں گی۔"

وہ دوڑتی ہوئی ایک سڑک کے کنارے پہنچی پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر سوچنے لگی کہ آگے جا کر ایک بس میں بیٹھے گی پھر نیویارک شہر سے باہر کسی چھوٹے سے ٹاؤن میں چلی جائے گی۔

دیوی اپنی رہائش گاہ میں پہنچ کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی اور پریشان ہو کر سوچ رہی تھی "جب میں کردسو پر تنویمی عمل کر رہی تھی تو صرف کرسٹی اپارٹمنٹ میں تھی۔ اگر کسی کا سایہ تھا تو وہ مجھے تنویمی عمل سے روک سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ جب کرسٹی میرے ساتھ آئی تو اس نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے' وہ سایہ مجھ سے مقابلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

پھر دیوی کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ کرسٹی نے جب کردسو کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا اور دیوی کی آمد کا انتظار کرتی رہی۔ اس سارے عرصے میں اپارٹمنٹ کے اندر وہ سایہ نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو کردسو کو اعصابی کمزوری میں مبتلا نہ ہونے دیتا اور کردسو کے ساتھیوں کو اطلاع دے دیتا۔ اس کے بعد اسے اپنے اپارٹمنٹ کے اندر جانے اور تنویمی عمل کرنے کا موقع ہی نہ ملتا۔

اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ دیوی کے اپارٹمنٹ میں جانے کے بعد ہی وہ سایہ اندر آیا ہوگا۔ کیا وہ دیوی کا تعاقب کر رہا تھا؟ اگر ایسا تھا تو یہ بات دیوی کے لیے تشویش ناک تھی۔ وہ سایہ اس کی موجودہ رہائش گاہ تک اس کے تعاقب میں آسکتا تھا۔

وہ پریشان ہو کر دروازے کو دیکھنے لگی۔ کبھی کھڑکی کے پردوں سے جھانکنے لگی۔ اس کی داڑھ میں سایہ بنانے والی گولی دبی ہوئی تھی۔ اچانک خطرہ پیش آتے ہی وہ چشمِ زدن میں سایہ بن کر اپنی حفاظت کر سکتی تھی۔

پھر اس نے اعلیٰ بی بی کے متعلق سوچا۔ کیا اس سکھ لڑکے کو سایہ بننے والوں نے اغوا کیا ہے؟ ایسا ہو سکتا ہے۔ دلجیت کے اچانک غائب ہونے کی کوئی وجہ ہوگی۔

پہلے اس نے سوچا کہ دلجیت کے دماغ میں جھانکنا فضول ہے۔ اس کے اندر کئی سوچیں گڈمڈ رہتی ہیں۔ اس کے خیالات سے کوئی خاطر خواہ بات معلوم نہیں ہو سکے گی پھر اس نے سوچا شاید کچھ معلوم ہو سکے۔ شاید یہ بات معلوم ہو سکے کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟

وہ اس کے اندر پہنچ گئی۔ بڑی الجھی ہوئی سوچیں تھیں۔ ویسے کوئی اس کے اندر کہہ رہا تھا "تم عجوبہ ہو۔ ایسا الجھا ہوا ذہن رکھ کر نارمل دکھائی دینا عجیب سی بات ہے۔ تھوڑی دیر پہلے اس عورت کی کار میں تھے۔ اب کہہ رہے ہو کہ تمہیں کچھ یاد نہیں ہے۔"

دلجیت نے پوچھا "کیا تم میرے بارے میں کچھ جانتے ہو؟"

"اگر میں جانتا تو تمہارے پیچھے اپنا دماغ خراب نہ کرتا۔ میں نے سوچا تھا تمہیں یرغمال بنا کر اس عورت کی کسی کمزوری سے فائدہ اٹھاؤں گا۔"

دیوی نے دلجیت کی سوچ کے ذریعے پوچھا۔ "تم کس قسم کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو؟"

"میں تمہارے جیسے بالشت بھر کے چھوکرے سے کیا کہوں؟ یہ عشق کا معاملہ ہے۔ تم نہیں سمجھو گے۔"

"کیوں نہیں سمجھوں گا۔ میں بھی تو آخر کسی کے عشق کے نتیجے میں پیدا ہوا ہوں۔"

"او گاڈ! ایسا لگتا ہے' تم نہیں' تمہارے پیچھے کوئی بڈھا بول رہا ہے۔"

"کیا تم نے نہیں سنا کہ بچہ آدمی کا باپ ہوتا ہے۔"

"میرے باپ! پتا نہیں تم مجھے اور کیا کیا سناؤ گے۔ بہتر ہے اب جاؤ۔ یہ دیکھو تمہاری جیب میں پانچ سو ڈالر رکھ رہا ہوں۔ یہ تمہاری ضرورت کے کام آئیں گے۔ اب جاؤ۔"

"کہاں جاؤں؟"

"میں نہیں جانتا' کہیں بھی جاؤ۔ کوئی نہ کوئی تمہیں تمہارے صحیح پتے پر تمہارے ماں باپ تک پہنچا دے گا۔"

اس شخص نے ایک ٹیکسی رکوائی۔ دلجیت اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس شخص نے ڈرائیور سے کہا "یہ جہاں جانا چاہے' اسے لے جاؤ۔ وِش یو گڈ لک دلجیت۔"

ٹیکسی چلی گئی۔ دیوی نے سوچا' اس شخص کے اندر جا کر خیالات پڑھے۔ معلوم کرے کہ وہ کون ہے؟

وہ آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر پہنچی' وہ سوچ رہا تھا۔ "اب مجھے دیوی جی کے پاس جا کر رپورٹ دینا چاہیے۔"

اتنا سوچتے ہی اس نے چونک کر سانس روک لی۔ دیوی چند سیکنڈ کے بعد پھر اس کے اندر پہنچی۔ وہ بولا "میرے اندر کوئی نہیں آسکتا۔ تم ضرور آتما شکتی جاننے والی دیوی ہو۔ میں ابھی۔۔۔ ارے میں بول رہا ہوں اور بھول رہا ہوں کہ تم میرے اندر گھسی ہوئی ہو' گیٹ لاسٹ۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ دیوی دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی "میں اس کے دماغ میں چند سیکنڈ رہی۔ اتنی سی دیر میں اس کا چور خیال کہہ رہا تھا' میں مردہ تھا۔ زندہ ہو گیا ہوں' اس کا مطلب کیا ہوا؟"

وہ پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے اس کے اندر پہنچی' وہ بولا۔ "کیا مصیبت ہے۔ تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو گی۔ ایک طویل عرصے کے بعد تم میرے دماغ میں کیوں آئی ہو؟ کیا میں پھر مر جاؤں؟"

دیوی نے شدید حیرانی سے پوچھا "کیا تم وہی ہو جو اپنی مرضی سے مر جاتے ہو؟ ایسے وقت تمہارا دماغ بھی مردہ ہو جاتا ہے پھر تم اپنی مرضی سے زندہ ہو جاتے ہو' کیا تم وہی برادر کبیر ہو؟"

"میں وہی ہوں۔ کیا تم اتفاق سے میرے دماغ میں آگئی ہو یا اس سکھ لڑکے کے دماغ میں موجود تھیں؟"

دیوی نے جھوٹ کہا "میں اس سکھ لڑکے کو نہیں جانتی۔ بہت عرصے بعد تمہاری یاد آئی تو سوچا' تمہارے دماغ میں پہنچ کر دیکھوں کہ تم پھر ایک بار زندہ ہو چکے ہو یا نہیں؟"

"آہ! کتنی بار مرنے کی کوششیں کیں۔ تم گواہ ہو لیکن تقدیر شاید تمہارے لیے مجھے بار بار زندہ کر دیتی ہے۔ یہی دیکھو کہ تقدیر تمہیں پھر میرے پاس لے آئی ہے۔"

وہ پارس تھا۔ بہت عرصہ پہلے دیوی کے ساتھ ایسے ہی تماشے کیا کرتا تھا۔ وہ سوچتی تھی شاید وہ پارس ہے۔ ایک بار اس نے برادر کبیر کے دماغ سے نکلتے ہی پارس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا تو پارس اس برادر کبیر سے بالکل مختلف تھا۔

اس کے دماغ سے یہ شبہ دور ہو گیا۔ جو کبھی اپنے دماغ کو مردہ اور کبھی زندہ کر لیتا تھا اسے صرف برادر کبیر سمجھنے لگی۔ اس کے بعد پھر کبھی اس پر پارس ہونے کا شبہ نہیں کیا۔

اس وقت پارس' شہناز کے ساتھ پیرس میں تھا۔ اپنی سونیا مما کی خیریت معلوم کرنے خیال خوانی کے ذریعے آیا تو سونیا نے کہا۔ "اپنی چھوٹی بہن کے پاس جاؤ۔ پتا نہیں وہ کیا کرتی پھر رہی ہے؟"

وہ اجنبی بن کر اعلیٰ بی بی کے اندر آیا۔ وہ بہن کے الجھے ہوئے دماغ کو پڑھ سکتا تھا۔ اس نے کہا "چڑیل بی بی! میں ہوں۔ مجھے خیالات پڑھنے دو۔ معلوم تو ہو کہ کون سا میدان مار رہی ہو۔"

وہ بولی "ہونہہ' وہی ناز نخرے والی ہے جو کبھی بھابی بنے گی۔ بھو کی طرح تو نہیں بنے گی مگر میں سات برس کی ہونے تک اس پہنچ جلیبی کو سیدھا کر دوں گی۔"

وہ بھائی کو بتانے لگی کہ دیوی جی کے ساتھ کیسے آنکھ مچولی کھیل رہی ہے۔ پہلے کھیل میں فلائنگ کیپسول کا فارمولا حاصل کیا۔ دوسرے کھیل میں ابھی ڈی کردسو کو اس کا غلام نہیں بننے دیا۔ پارس نے کہا "بھائی کی جان! خدا تمہیں بہت لمبی عمر دے۔ اب جا کر آرام کرو۔ میں تھوڑی دیر تمہارے دماغ میں رہوں گا۔ وہ آئے گی تو اسے محسوس کرتے ہی ڈراما شروع کر دوں گا۔ تم کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر جاؤ۔"

ٹیکسی میں بیٹھنے سے پہلے ہی دیوی اس کے اندر آئی۔ پارس نے اعلیٰ بی بی کی ذہنی حالت سے اس کی موجودگی کو سمجھ لیا پھر کہنے لگا۔ "تم عجوبہ ہو۔ ایسا الجھا ہوا ذہن رکھ کر نارمل دکھائی دینا عجیب سی بات ہے۔ تھوڑی دیر پہلے تم اس عورت کی کار میں۔۔۔"

وہ ایسے مکالموں سے دیوی کو فریب دیتا رہا۔ اعلیٰ بی بی کے دماغ میں ایسے بولتا رہا جیسے اسی نیویارک شہر میں ہو اور اس سکھ لڑکے کو ٹیکسی میں بٹھا کر رخصت کر رہا ہو۔

اعلیٰ بی بی کے رخصت ہونے کے بعد دیوی اس کے دماغ میں آئی تو وہ ایک مدت پہلے کا برادر کبیر بن گیا۔ دیوی اس تماشے پر حیران رہتی تھی کہ وہ کیسے مردہ اور پھر زندہ ہو جاتا ہے؟

دیوی نے کہا "اگر تم میرے لیے بار بار زندہ ہو جاتے ہو تو پھر مجھ سے دور کیوں رہتے ہو؟ کیا ہم اچھے دوست نہیں بن سکتے؟"

"عورت سے دوستی کا دوسرا نام ہے شادی لیکن تم شادی کرنے کے لیے کبھی سامنے نہیں آؤ گی۔"

"ضرور آؤں گی۔ اب مجھے کسی سے کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ میں چشمِ زدن میں سایہ بن جاتی ہوں۔"

"آہ! سایہ۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کے خیال خوانی کرنے والے سایہ بن جایا کرتے ہیں۔ تم نے بھی یہ حربہ سیکھ لیا ہے؟"

"ہاں۔ اب تم سے بھی کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ تم نے کئی ماہ تک اپنی غیر معمولی دماغی صلاحیتوں سے کبھی مردہ ہو کر اور کبھی زندہ ہو کر مجھے پریشان کیا ہے۔ اب میں سایہ بن کر تم سے آنکھ مچولی کھیلوں گی۔ کبھی تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گی۔"

"میں نادان نہیں ہوں کہ تمہارے سامنے آؤں اور تم سایہ بن کر میرے اندر سما جاؤ اور میرے اندر کے سارے راز معلوم کر لو۔ تم سے دور ہی کی دوستی بھلی ہے۔"

وہ ہنس کر بولی "چلو دور ہی کی سہی۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ مجھ سے ایسی دوستی کرو کہ بارہ گھنٹوں میں ایک بار ضرور دماغی رابطہ قائم کرتے رہا کرو۔ تم بہت ذہین ہو۔ مجھے تمہارے مشوروں کی ضرورت پیش آتی رہے گی۔"

"یعنی میں مفت میں تمہارا مشیر بن جاؤں؟"

"دوستی میں تم میرے کام آؤ گے تو میں بھی تمہارے کام آؤں گی۔ یہ صرف سوچ کے ذریعے نہیں کہہ رہی ہوں۔ تم کسی بھی ضرورت کے وقت مجھے آزما سکتے ہو۔"

"میں شوہر بن کر آخری سانسوں تک تمہارے کام آسکتا ہوں۔"

"شوہر بننے کے لیے میرے سامنے نہیں آؤ گے۔ کیا

آسکو گے؟"

"ہاں۔ اگر سایہ بنانے والی ایک گولی مجھے بھی دے دو گی تو پھر ہم ساری دنیا کے سامنے سہاگ کی سیج پر جائیں گے اور دنیا ہمیں دیکھ نہیں سکے گی۔ دنیا یہ بھی نہیں دیکھ سکے گی کہ تم میرے کتنے بچے پیدا کررہی ہو۔"

"یو شٹ اپ۔ یہ کیا شادی اور بچوں کی بکواس کررہے ہو۔ میں ایسی نادان نہیں ہوں کہ تمہیں سایہ بنانے والی گولی دوں گی۔"

"میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ تم سے کچھ لیے بغیر دوستی کروں گا۔"

"تم میرے لیے ضروری ہو مگر ایسے ضروری بھی نہیں ہو کہ تمہیں اپنے لیے مصیبت بنالوں۔ اپنی دوستی کے لیے کوئی قابلِ قبول شرط رکھو۔"

پارس نے کہا "تمہارے پاس حسن و شباب کے سوا دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ تم کسی اور طرح میرے کام نہیں آسکو گی۔"

"تم مسلمان جانبازوں کے برادر کبیر ہو۔ تمہاری مذہبی جدوجہد کے دوران میں تمہارے کام آسکتی ہوں۔"

"کام آنے کے لیے پہلے تمہیں اسلام قبول کرنا ہوگا۔ ویسے تم اسلام قبول نہیں کرو گی اور نہ میں اب ان جانبازوں کا برادر کبیر ہوں۔ میں کئی ماہ سے تنہا زندگی گزار رہا ہوں۔ اب تک میرا کوئی دوست تھا' نہ دشمن لیکن تم اچانک دوبارہ آج میرے دماغ میں پہنچ گئی ہو۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہو رہی ہے کہ تم مسلمان جانبازوں کے سربراہ نہیں رہے۔ اب تم برادر کبیر نہیں ہو' بائی دی وے' تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام میر محمد شیخ فتحیاب سلطان زادہ عرف ملتان وا ملنگا۔"

"یہ کیسا نام ہے؟ وہ بھی اتنا لمبا۔"

"ملتان والے نام میں بھی لمبے اور کام میں بھی لمبے ہوتے ہیں۔ میں کسی کو اپنا یہ نام نہیں بتاتا اور بتاتا ہوں تو نام کو مختصر کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر تم میرے پورے نام سے مخاطب کرو گی تو ٹھیک ہے ورنہ یہ نام بھول جاؤ۔"

"پھر میں کس نام سے تمہیں پکاروں؟"

"اے جی! او جی! سنو جی! اگر شادی ہو جائے اور گود بھر جائے تو منے کے ابا کہہ کر پکار سکو گی۔"

"تم بات کرتے کرتے شادی اور بچوں پر کیوں آجاتے ہو؟"

"کیا اتنی دیر باتیں کرنے کے بعد یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ تم ہوا میں دوستی کی بنیاد رکھنا چاہتی ہو اور ایسا کبھی نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا میں جارہا ہوں۔ یعنی تم میرے دماغ سے جارہی ہو۔ اس کے بعد میں مرجاؤں گا۔"

"نہیں' پلیز یہ مرنے کا تماشا نہ کرو۔ ہمارے درمیان کسی نہ کسی پہلو سے دوستی کا سمجھوتا ہو جائے گا۔"

پارس نے سانس روک لی۔ دیوی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ یہ بات اس کے مزاج کے مطابق تھی کہ اب وہ مسلمان جانبازوں کا سربراہ نہیں رہا تھا۔ دیوی اس کی ذہانت اور صلاحیتوں سے فائدے اٹھا سکتی تھی۔ اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن دماغ نہ ملا۔ سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب دماغ مردہ ہو جاتا ہے۔

اس کے مردہ بننے سے وہ جھنجلانے لگی۔ سوچنے لگی "یہ کمبخت جب بھی آتا ہے' مجھے جھنجلاہٹ میں مبتلا کردیتا ہے۔"

پارس دماغی طور پر اپنے کاٹیج میں حاضر ہوگیا۔ اس کے پاس لیٹی ہوئی شہناز ہولے ہولے کراہ رہی تھی۔ پارس اس کے دماغ میں جھانک کر اس کے کراہنے کی وجہ معلوم کرنے لگا۔ وہ پیٹ میں درد اور سوزش محسوس کررہی تھی۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ اب سے پہلے بھی پچھلے دو ہفتوں میں وہ کئی بار ایسی تکلیف سے دوچار ہو چکی ہے لیکن وہ عارضی تکلیف ہوتی تھی۔ آپ ہی آپ ختم ہو جاتی تھی۔

پارس نے کہا "تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ ایسی تکلیف ہوتی رہتی ہے۔ تمہیں کسی لیڈی ڈاکٹر سے کنسلٹ کرنا چاہیے تھا۔"

"میں سوچ رہی تھی۔ کل صبح تمہارے ساتھ اسپتال جاؤں گی لیکن یہ تکلیف بڑھتی جارہی ہے۔"

"چلو اٹھو۔ میں ابھی تمہیں اسپتال لے جاؤں گا۔"

وہ دونوں اٹھ کر لباس تبدیل کرنے لگے۔ اس جھیل کے کنارے جتنے کاٹیج تھے ان کے مکینوں کی حفاظت کے لیے دس مسلح پہرے دار جھیل کے اطراف گشت کیا کرتے تھے۔ اب وہ تمام پہرے دار فرانس کے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے آلۂ کار بن گئے تھے۔ چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے ذریعے پارس کے کاٹیج پر نظر رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ایکسچینج والوں کو تاکید کی گئی تھی کہ پارس کے کاٹیج سے ہونے والے فون کی گفتگو ریکارڈ کی جائے۔

پھر ایک خیال خوانی کرنے والے نے ایکسچینج کے آپریٹر کے دماغ میں جاکر معلوم کیا کہ پارس نے ایک اسپتال کی لیڈی ڈاکٹر کو فون کیا ہے اور اس سے کہا ہے کہ وہ ابھی اپنی وائف کو چیک اپ کے لیے لا رہا ہے۔

وہ شہناز کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ کر کار ڈرائیو کرتا ہوا اپنے کاٹیج سے دور جانے لگا۔ کچھ دور جانے کے بعد اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے سگنل ملا۔ اس نے کہا "ہاں بولو' کیا بات ہے؟"

"جب آپ جھیل کی باؤنڈری سے باہر آئے تو ایک کار آپ کے پیچھے چل پڑی۔ وہ اب بھی آپ کے تعاقب میں ہے۔"

"شکریہ۔ میں محتاط رہوں گا۔"

وہ عقب نما آئینے میں تعاقب کرنے والی کار کو دیکھنے لگا۔ اس نے ایک جگہ کنارے پر گاڑی روک دی۔ دوسری گاڑی بھی پیچھے کچھ فاصلے پر رک گئی۔ پارس نے دروازے کو ذرا سا کھول کر دیکھا۔ نیچے سڑک پر کچھ پتھر پڑے ہوئے تھے۔ وہ ایک پتھر اٹھا کر باہر آیا۔ پتھر کو مٹھی میں دبا کر منہ کے پاس یوں لایا جیسے وہ ہینڈ گرینیڈ ہو اور وہ دانتوں سے گرینیڈ کی چابی کھینچ کر نکال رہا ہو پھر اس نے بولنگ کرنے کے انداز میں اس پتھر کو اس کار کی طرف پھینکا۔

اس کی حرکتوں سے یہی سمجھ میں آیا تھا کہ وہ دھماکا خیز ہینڈ گرینیڈ پھینک رہا ہے۔ اس کار میں بیٹھے ہوئے دونوں آدمی بڑی پھرتی سے نکل کر اپنی کار سے دور بھاگنے لگے۔ اس سے پہلے کہ ان کی کار کے چیتھڑے اڑتے اور انہیں بھی نقصان پہنچتا' وہ کار سے بہت دور چلے جانا چاہتے تھے۔

ان کے بھاگتے ہی پارس نے دوبارہ اپنی کار میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا پھر پوری تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتا ہوا راستے بدل کر دوسرے اسپتال کی طرف جانے لگا۔ یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ اس کے فون پر ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی گئی ہے اور دشمنوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کس اسپتال میں شہناز کو لے جانے والا ہے لہٰذا اس نے اسپتال بدل دیا۔ بابا صاحب کے ادارے کے جتنے جان نثار پیرس میں تھے ان کے لیڈر کو خیال خوانی کے ذریعے کہہ دیا کہ میریا اسپتال کے اندر اور باہر شہناز کی نگرانی کے لیے پہنچ جائیں اور جب تک وہ زیرِ علاج رہے' وہ سب ڈیوٹی کے اوقات بدل بدل کر وہاں موجود اور مستعد رہیں۔

پارس کے اسپتال پہنچنے کے پندرہ منٹ بعد ہی بارہ جان نثار وہاں پہنچ گئے۔ ایک لیڈی ڈاکٹر ایک بند کمرے میں شہناز کو چیک کررہی تھی۔ باہر پارس انتظار کررہا تھا۔ لیڈر نے آکر کہا "سر! ہم الرٹ ہیں۔ چھ جان نثار باہر اور چھ اسپتال کے اندر رہیں گے۔ ڈاکٹر اور نرس کے سوا کسی کو میڈم کے قریب نہیں جانے دیں گے۔"

لیڈی ڈاکٹر نے پارس کو کمرے میں بلا کر کہا "مریضہ کے اندر کچھ خرابی ہے۔ ایکسرے وغیرہ کے ذریعے مزید معلومات حاصل کی جائیں گی۔ ابھی ہم مریضہ کو نیند کی دوا دے کر سلا دیں گے۔"

پارس نے کہا "ڈاکٹر! معمولی سی بھی خرابی ہو تو فوراً اسے سمجھنا چاہیے۔ میں صبح تک انتظار نہیں کروں گا۔ میری وائف کا ایکسرے ابھی ہونا چاہیے۔"

"اس وقت آدھی رات ہو چکی ہے۔ ایکسرے کا شعبہ بند ہے۔ وہ صبح آٹھ بجے کھلے گا۔"

پارس نے اس لیڈی ڈاکٹر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ پارس کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی۔ "ایمرجنسی کیس میں ابھی ایکسرے ہو سکتا ہے۔ میں ابھی فون کرتی ہوں۔"

وہ فون کرنے لگی۔ آدھے گھنٹے کے اندر ایکسرے کرنے والا اسٹاف اپنے کوارٹروں سے نکل کر اسپتال میں آگیا۔ سب کے سب بڑی مستعدی سے اپنے فرائض ادا کرنے لگے۔ ایک گھنٹے بعد لیڈی ڈاکٹر نے پارس سے کہا "یہ میڈیکل رپورٹ ہے۔ تمہاری وائف حاملہ ہے لیکن رحم میں کوئی خرابی ہے۔ خون وغیرہ کی رپورٹ سے شبہ ہوتا ہے کہ مریضہ کے خون میں زہریلے اثرات ہیں۔"

پارس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ یہ وہی معاملہ تھا' جیسا جوجو کو پیش آیا تھا۔ جب جوجو پارس کے بچے کی ماں بننے والی تھی تو اس کے خون میں بھی زہریلے اثرات پائے گئے تھے اور ایسا پارس کے زہریلے ہونے کی وجہ سے ہوا تھا۔

اس نے پریشان ہو کر آمنہ سے رابطہ کیا پھر کہا "ممی! آپ کی بہو شہناز کے پاؤں بھاری ہیں لیکن میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کے خون میں زہر ہے جبکہ خلائی زون میں ہی میرے اندر سے تمام زہر کو ختم کردیا گیا تھا۔ یہاں بھی ہر ماہ میرا خون ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق میرے اندر زہر کے اثرات نہیں ہیں۔"

"بیٹے! ضروری نہیں کہ زہر تمہارے ذریعے پھیلے۔ شہناز کو یہاں لے آؤ۔ ہمارے ادارے کے اسپتال میں اس کا علاج ہوگا۔ شہر کے اسپتالوں میں اسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ حکومتِ فرانس کے اختلافات ہم سے بڑھتے جارہے ہیں۔"

"جی ہاں۔ اس ملک کی زمین ہمارے لیے تنگ کی جارہی ہے۔ ابھی اسپتال آتے وقت میری راہ میں رکاوٹیں پیدا کی جانے والی تھیں۔ اس سے پہلے ہی میں نے انہیں ناکام بنا دیا۔ میں شہناز کو جانبازوں کی نگرانی میں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ میں نہیں آؤں گا۔ آج ہی رات سے حکومتِ فرانس کے اکابرین کو بتاؤں گا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنا کر اور اپنے دماغوں کو لاک کرکے آہنی قلعے کے اندر بیٹھے رہیں گے' تب بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔"

اس نے لیڈر سے کہا "ابھی اپنے تمام جان نثاروں کی نگرانی میں میڈم کو بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دو۔ میں تم سے دماغی رابطہ رکھوں گا۔ اچانک کوئی افتاد آپڑے تو میڈم کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہیں' وہ گولیاں تم سب ہی کے کام آئیں گی۔"

اس نے شہناز کو ان کے ساتھ رخصت کردیا.... اس کی میڈیکل رپورٹ نے اسے پریشان کردیا تھا۔ بار بار جوجو کا کیس یاد آرہا تھا۔ اس کے جسم میں بھی حمل کے دوران زہر پھیل گیا تھا۔ لیکن جوجو کے وقت وہ زہریلا تھا اور اب میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کے اندر سے تمام زہر نکل چکا تھا۔ حیرانی اور پریشانی یہ تھی کہ اس کے نارمل ہونے کے باوجود شہناز کے خون میں زہریلے اثرات پائے جارہے تھے۔

شہناز کو رخصت کرنے کے بعد وہ اپنی کار میں آیا۔ ایک سیٹ کے نیچے سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکال کر اپنے چہرے پر تبدیلی لانے لگا۔ اس نے بلیو رنگ کا کوٹ پہنا تھا۔ اس کوٹ کو

الٹ کر پہننے سے وہ سرخ رنگ کا ہو جاتا تھا۔ اس طرح اس نے لباس میں بھی تبدیلی کرلی تھی۔ یہ یقینی بات تھی کہ دشمن شہر کے تمام اسپتالوں میں اسے تلاش کررہے ہوں گے۔ وہ میک اپ کرنے کے دوران اسپتال کی لیڈی ڈاکٹر' نرس اور کاؤنٹر گرل کے دماغوں میں جھانکتا جارہا تھا۔

ایسے ہی وقت دو افراد نے کاؤنٹر پر آکر پوچھا "کیا مسز پارس نام کی کوئی مریضہ یہاں داخل کی گئی ہے؟"

کاؤنٹر گرل نے کہا "اس نام کی مریضہ میڈیکل چیک اپ کے لیے آئی تھی پھر واپس چلی گئی۔"

پارس اس شخص کے اندر پہنچ گیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ محض ایک آلۂ کار ہے۔ اس کے دماغ میں کوئی احکامات صادر کرتا رہتا ہے اور وہ ان احکامات کی تعمیل کرتا رہتا ہے۔

پھر اس کے دماغ میں سوچ ابھری "گاڑی میں واپس آجاؤ۔ پارس اپنی وائف کے ساتھ کاٹیج میں واپس گیا ہوگا۔"

جو شخص خیال خوانی کے ذریعے ایسا کہہ رہا تھا اس سے ایک غلطی ہوگئی۔ اس نے کہا تھا "گاڑی میں واپس آجاؤ" اس کا مطلب ہے وہ گاڑی میں بیٹھ کر اپنے آلۂ کار کو واپس بلا رہا تھا۔ اگر وہ کسی دوسری جگہ ہوتا تو کہتا "گاڑی میں واپس جاؤ" دونوں فقروں میں "آجاؤ اور جاؤ" کا فرق تھا۔ اس فرق سے چھپا ہوا شخص ظاہر ہورہا تھا۔

پارس نے اس آلۂ کار کے ذہن سے معلوم کیا' وہ جس گاڑی میں بیٹھنے جارہا تھا' وہاں ڈرائیور کے ساتھ ایک اور شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اسی شخص کی راہنمائی میں وہ لوگ اسپتالوں میں پارس کو ڈھونڈتے ہوئے وہاں تک آئے تھے لیکن ان کے دماغوں میں کوئی اور بولتا تھا۔ ایسے وقت ان کی راہنمائی کرنے والا خاموش رہا کرتا تھا۔

پارس نے اندازہ لگایا کہ وہی شخص خیال خوانی بھی کرتا ہے۔ وہ گولی نکل کر سایہ بن کر اس گاڑی کی طرف آیا جہاں دو افراد اسپتال کے کاؤنٹر سے واپس آکر اس کا دروازہ کھول کر بیٹھ رہے تھے۔ پارس اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص کے اندر سما گیا۔

اگر وہ خیال خوانی کے ذریعے اندر جانا چاہتا تو وہ سانس روک لیتا۔ جسم کے اندر سمانے کے بعد وہ اندرونی راستے سے دماغ میں پہنچا۔ اس شخص نے کچھ بے چینی سی محسوس کی مگر یہ سمجھ نہ سکا کہ کوئی دماغ میں پہنچا ہوا ہے۔ اس کا دماغ ایسی پرائی سوچ کی لہروں کے خلاف لاک کیا گیا تھا جو باہر سے آتی ہیں اور پارس باہر سے نہیں' اندر سے پہنچ رہا تھا۔

وہ فرانس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا جوان تھا۔ اگرچہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ابھی نیا تھا لیکن خاصی ٹریننگ حاصل کرچکا تھا۔ اس وقت خیال خوانی کے ذریعے ملٹری انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر سے کہہ رہا تھا "پارس اپنی وائف کو سیدھا اسپتال میں لایا تھا۔ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ اسے واپس لے گیا ہے۔ شاید پھر کاٹیج میں واپس گیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے حکم دیا۔ "تم اپنے بنگلے میں واپس جاؤ۔ کاٹیج کے پاس جن کی ڈیوٹی ہے' وہ لوگ پارس سے نمٹ لیں گے۔"

فرانس کے تمام خیال خوانی کرنے والے تینوں افواج کے سربراہوں کے تابعدار تھے اور ان کے حکم کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر کے ماتحت بن کر رہا کرتے تھے۔ وہ خیال خوانی کرنے والا اپنے چھوٹے سے بنگلے میں آگیا۔ اس کے آلۂ کار پارس کے کاٹیج کی طرف چلے گئے۔

چند ماہ پہلے جب فرانس کے اکابرین دشمن خیال خوانی کرنے والوں سے سحرزدہ ہوگئے تھے' تب انہوں نے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف نوٹس بھیجا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے کے دروازے ہندوؤں' یہودیوں اور عیسائیوں سب کے لیے کھول دیے جائیں۔

بابا صاحب کے ادارے میں شروع سے عیسائیوں کے لیے گنجائش تھی۔ جو عیسائی جوان ایماندار اور باصلاحیت ہوتے تھے انہیں ادارے کی یونیورسٹی میں داخلہ مل جاتا تھا لیکن یہودیوں اور ہندوؤں کو کسی قیمت پر وہاں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اس کے نتیجے میں یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرف سے دیوی نے یہ سازش کی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے کے دروازے سب کے لیے کھولے جائیں یا اس ادارے کو پوری طرح سرکاری تحویل میں لے لیا جائے۔

سونیا نے ان سب کی سازشوں کو ناکام بنادیا تھا۔ حکومتِ فرانس کے اکابرین دشمنوں کے سحر سے نکل آئے تھے۔ اب دوسری بار حکومتِ فرانس کی طرف سے ویسے ہی اقدامات کیے جارہے تھے پھر بابا صاحب کے ادارے میں یہ وارننگ لیٹر بھیجا گیا تھا کہ ادارے نے خلائی زون سے لایا ہوا غیر معمولی سامان حکومتِ فرانس کے حوالے نہ کیا تو ادارے کو اس ملک کی سرزمین سے ختم کردیا جائے گا۔

حکومتِ فرانس پہلے یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کے درمیان گھری ہوئی تھی۔ ان کی ٹیلی پیتھی کے زیرِ اثر بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کامیابی حاصل نہ کرسکی۔ اس بار صرف دیوی کے تعاون سے فرانس میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بن گئی تھی۔ حکومت کے تمام اکابرین کے دماغوں کو لاک کردیا گیا تھا۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں نہیں آسکتے تھے۔ اس طرح انہیں یہ خوش فہمی ہوگئی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اگر سایہ بن کر آئیں گے تو دیوی سایہ بن کر دشمن سایوں سے مقابلہ کرے گی۔

پارس نے خاموش کارروائی شروع کی۔ انہیں یہ معلوم نہیں

ہونے دیا کہ اس کا سایہ کس طرح ان کے درمیان رازداری سے بنا رہا ہے۔ وہ فرانس کے اس نوجوان ٹیلی پیتھی جاننے والے کے بنگلے میں آیا۔ اس نوجوان نے بنگلے کے اندر آکر دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پارس اس کے اندر سے نکل آیا پھر گولی کو حلق سے نکال کر جسمانی طور پر نمودار ہوگیا۔

اس نے دروازہ بند کرکے جیسے ہی گھوم کر دیکھا تو حیرت سے چیخ نکل گئی۔ پارس نے کہا "حیرانی کی کیا بات ہے؟ تم میری تلاش میں پریشان ہورہے تھے۔ میں یہاں آکر تمہاری پریشانی کا خاتمہ کررہا ہوں۔ خاتمہ سمجھتے ہو نا؟ یا تو پریشانی ختم ہوجاتی ہے یا پریشان ہونے والے کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے ایک گھونسا اس کی ناک پر جمایا۔ وہ پیچھے دروازے سے جاکر ٹکرایا۔ اسے ایسی تکلیف ہورہی تھی جیسے گھونسا نہیں ہتھوڑا پڑا ہو۔ ناک سے خون بہنے لگا تھا۔ پارس نے کہا "میں ہاتھ نہ اٹھاتا مگر تم خیال خوانی کے ذریعے اپنے ساتھیوں کو سگنل دے رہے تھے۔ اب زخمی ہوکر ایسا نہیں کرسکو گے۔"

وہ بھی کافی صحت مند اور طاقتور تھا۔ اس نے پلٹ کر حملہ کیا لیکن پارس اچھل کر ایک طرف ہوگیا۔ اس نے دوسری بار حملہ کیا۔ وہ پھر اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ وہ طیش میں آکر تیزی سے ہاتھ پاؤں چلانے لگا۔ کراٹے کے پوز بنا کر حملے کرنے لگا لیکن جیسے ہوا سے لڑ رہا تھا۔ جسے مارنا چاہتا تھا' وہ ٹارگٹ سے ہٹ جاتا تھا۔ بڑی دیر تک حملے کرتے رہنے کے بعد وہ ہانپنے لگا۔ ڈگمگانے لگا۔ پارس نے گھوم کر اس کے منہ پر ایک کک ماری۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جاکر بیڈ پر دھڑام سے شانے چت ہوگیا۔

پارس نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "اب تم بڑی شرافت سے مجھے اپنے اندر رہنے دو گے۔ ذرا سیدھے ہوکر آرام سے لیٹے رہو اور آنکھیں بند کرلو۔"

پارس نے اپنے احکامات کی تعمیل کرائی۔ اس کی آنکھیں بند کرنے کے بعد اسے گہری نیند سلادیا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ اس کے ذہن میں یہ نقش کرنے لگا کہ وہ بنیادی طور پر پارس کا معمول اور تابعدار رہے گا لیکن سطحی طور پر دیوی جی کے احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اس کے چور خیالات بھی یہ ظاہر نہیں کریں گے کہ وہ پارس کے زیرِ اثر رہنے لگا ہے۔

اس کے سحرزدہ ذہن نے بتایا کہ وہ تینوں افواج کے سربراہوں کے احکامات کی تعمیل کرتا ہے لیکن دراصل دیوی جی کا معمول اور تابعدار ہے۔ یہ بات وہ ہوش و حواس میں رہنے کے دوران بھول جاتا ہے کہ وہ دیوی جی کا معمول اور تابعدار ہے۔ وہ خود کو وطن پرست اور اپنے وطن کے فوجی افسران کا وفادار سمجھتا رہتا ہے۔

پارس نے پوچھا "تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے ساتھیوں سے کیسے رابطہ کرتے ہو؟"

"ہمارا ایک دوسرے سے رابطہ نہیں رہتا۔ ہمیں جو کچھ کہنا ہوتا ہے' ہم دیوی جی سے کہتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میرے ملک میں کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ابھی سحرزدہ ہوکر یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ میرے وطن کے تمام خیال خوانی کرنے والے بھی میری طرح دیوی جی کے غلام ہیں۔"

"تم فرانس والوں نے خود ہی اپنے مقدر میں غلامی لکھی ہے۔ ہماری دوستی تمہارے حکمرانوں کو راس نہیں آئی۔ بہرحال اب تم سو جاؤ۔ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد تم میرے تنویمی عمل کو بھول جاؤ گے۔"

وہ اسے سلانے کے بعد بنگلے سے باہر آیا پھر اس کی کار میں بیٹھ کر ان بنگلوز کی طرف جانے لگا جہاں فوج کے اعلیٰ افسران رہائش پذیر تھے۔ پارس نے سوچا' ان افسران کو خیال خوانی کرنے والے تمام نوجوانوں کا پتا ٹھکانا معلوم ہوگا لہٰذا پہلے ان کے ہی مقفل رہنے والے دماغوں کے قفل کھولے جائیں۔

اس نے ان بنگلوز سے ذرا دور گاڑی روک دی پھر گولی نگل کر وہاں سے آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک بنگلے میں آیا۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ ایک اعلیٰ افسر گہری نیند میں تھا۔ پارس اس کے اندر سما گیا پھر اسے ٹرانس میں لاکر اپنا معمول اور تابعدار بنایا۔ اس تابعدار نے بتایا کہ یہاں کے دو اعلیٰ حاکموں کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان ماتحت ہیں اور چار اعلیٰ فوجی افسران کے ماتحت آٹھ نوجوان ہیں۔ معمول بننے والے اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحت رہنے والی ایک لڑکی اور ایک نوجوان کا پتا بتایا۔ پارس نے جمیلہ اور ہیرو کو مخاطب کرکے اس لڑکی اور جوان کا پتا بتا کر کہا "دونوں کو بڑی رازداری سے اپنا معمول اور تابعدار بنالو۔"

پھر اس نے جیری اور تھرپال کو مخاطب کرکے کہا "میں ایک فوجی افسر کے دماغ میں جاؤں گا۔ تم دونوں میرے اندر رہو۔ اس افسر کو معمول اور تابعدار بنا کر اس کے خیال خوانی کرنے والے ماتحتوں کے نام اور پتے معلوم کرو پھر انہیں بھی اپنا تابعدار بنالو۔"

جیری اور تھرپال پیرس آئے ہوئے تھے۔ وہ پارس کی ہدایات پر عمل کرنے لگے۔ اسی طرح پارس نے سلمان اور سلطانہ کو تیسرے فوجی افسر اور اس کے دو ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پیچھے لگا دیا۔

بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خاصی تعداد تھی۔ وہ سب نیند سے بیدار ہوکر پارس سے تعاون کرنے لگے۔ صبح ہونے تک تمام اہم اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام پارس کے زیرِ اثر آگئے۔ جمیلہ' ہیرو' جیری' تھرپال' سلطانہ اور سلمان وغیرہ نے پارس کی آواز اور لہجے میں عمل کیا تھا تاکہ آئندہ پارس ہی انہیں ہینڈل کرتا رہے۔

ایک رات میں اتنی کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد پارس اپنے کاٹیج میں آیا۔ فرانس کے جتنے خیال خوانی کرنے والے تھے ان سب کو حکم دیا تھا کہ کوئی بھی اس پر حملہ کرنے آئے تو وہ سب

پارس کو پہلے سے آگاہ کردیں۔ ایسا حکم دینے کے بعد وہ کسی خوف وخطرے کے بغیر سو سکتا تھا۔ وہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا اس لیے کاٹیج کے دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند کرکے دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا۔

وہ دوپہر دو بجے تک سوتا رہا۔ بیدار ہونے کے بعد سب سے پہلے شہناز کی خیریت معلوم کی۔ آمنہ نے بتایا۔ "ابھی دو ڈاکٹر اس کے کیس کی اسٹڈی کررہے ہیں اور اس کے مختلف قسم کے ٹیسٹ لیے جارہے ہیں۔ خدا نے چاہا تو اس کی بیماری کا سبب معلوم ہوجائے گا پھر کامیابی سے علاج ہوگا تو وہ جلد صحت یاب ہوجائے گی۔ تم فکر نہ کرو۔ میں اس کی تیمارداری کررہی ہوں۔"

"ممی! کیا وہ ماں بن سکے گی؟"

"نہیں بیٹے! جو حمل ظاہر ہوا ہے وہ آج ضائع ہوچکا ہے۔ ڈاکٹروں نے یقین دلایا ہے کہ اس کا مکمل علاج ہوگا پھر وہ آئندہ ماں بننے کے قابل ہوجائے گی۔"

وہ دماغی طور پر کاٹیج میں حاضر ہوگیا۔ فریج سے مکھن، جیلی، فروٹ جوس نکال کر کچن میں آیا پھر وہاں ڈبل روٹی کے ساتھ ناشتا کرنے لگا۔ اپنے لیے بلیک کافی بنائی۔ ایسے وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ ٹیلی فون اٹھاکر کچن میں آیا پھر ریسیور اٹھاکر کان سے لگاکر بولا "ہیلو" میں بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے سُریلی میٹھی آواز سنائی دی "میں کون؟"

"میں یعنی کہ میں، جسے تم نے فون کیا ہے۔ اگر مجھے فون نہیں کیا ہے تو میں ریسیور رکھ دیتا ہوں۔"

"ایسا نہ کرو۔ میں پہچان گئی ہوں۔ تم ہی ہو، یہ بتاؤ کیا کررہے ہو؟"

"اپنے ہاتھوں سے کافی بنائی ہے۔ اپنے ہاتھوں سے ناشتا تیار کیا ہے۔ اب اسے حلق سے اتارتے وقت سوچ رہا ہوں ایک سے زیادہ بیویاں ہونی چاہئیں تاکہ ایک نہ ہو تو دوسری ناشتا تیار کرکے دے سکے۔ میں نے بھی کیا قسمت پائی ہے۔ دوسری کے لیے سوچ ہی رہا تھا کہ تم فون کے راستے گنگنانے لگی ہو۔"

"کیا جو فون کرتی ہے اسے بیوی بنانے کا خواب دیکھنے لگتے ہو؟"

"جسے بیوی بننا ہوتا ہے، وہ خود ہی فون پر چھیڑ چھاڑ شروع کردیتی ہے۔ تم نے کوئی نئی چیز مانگنے کے لیے فون نہیں کیا ہے۔ تمہارے اپنے کچھ کھٹے میٹھے ارادے ہوں گے۔"

"تمہیں اپنے بارے میں بڑی خوش فہمی ہے۔"

پارس ریسیور کو کریڈل پر رکھ کر کافی پینے لگا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی پھر گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھاکر کہا "ہاں بولو؟"

مترنم آواز نے پوچھا۔ "فون کیوں بند کیا تھا؟"

"یہ بتانے کے لیے کہ میں خوش فہمی میں نہیں رہتا۔ میں جانتا تھا کہ تم دوبارہ فون کروگی۔"

"تم نے پوچھا نہیں کہ میں کون ہوں؟"

"پوچھنا ضروری نہیں ہے، تم خود بتاؤ گی۔"

"ایسی بے نیازی نہ دکھاؤ۔ کسی لڑکی کا دل رکھنے کے لیے اس کا نام ضرور پوچھنا چاہیے۔ ویسے تم کل رات خوب شکار کھیلتے رہے۔"

پارس سمجھ گیا کہ کل رات جو کچھ رازداری سے ہوا، وہ اب راز نہیں رہا۔ اس نے کہا "ہاں جو ملا، اسے شکار کیا۔ باقی سراغ نہیں ملا کہ وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں؟"

"یہ تم کبھی جان نہیں سکو گے۔ دیوی جی اس ملک کے تمام اکابرین اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر دوبارہ عمل کررہی ہیں۔ تمہارے عمل کا توڑ کررہی ہیں۔ تم نے جن افراد کو تابعدار بنایا تھا، وہ سب تمہارے سحر سے نکل رہے ہیں۔"

"دیوی سے کہنا، یہ کھیل بھی خوب رہے گا۔ وہ میرے عمل کا توڑ کرکے اپنے لوگوں کو میرے اثر سے نکال رہی ہے۔ میں پھر ان سب کو اپنے اثر میں لے آؤں گا۔ وہ بے چارے اکابرین اور خیال خوانی کرنے والے کبھی دیوی کے معمول اور تابعدار بنیں گے اور کبھی میرے۔ ہر دو چار دن میں یہ تماشا ہوتا رہے گا تو تمام معمول اور تابعدار بننے والے اپنا ذہنی توازن کھودیں گے۔ پاگل ہوجائیں گے۔ یوں دیوی، فرانس کو سربراہ نہیں، سربراہ پاگل بناکر رکھ دے گی۔"

فون پر اچانک دوسری آواز سنائی دی۔ "تم ہمیشہ میرے پیچھے پڑے رہتے ہو۔ تم نے مجھے خلائی زون سے جانے پر مجبور کیا لیکن فرانس سے جانے پر مجبور نہیں کرسکو گے۔ یہاں میں نے بڑی مضبوطی سے قدم جمائے ہیں۔ میں یہاں سے تمہارے قدم اکھاڑ دوں گی۔"

"تمام اکابرین اور تمام خیال خوانی کرنے والوں کے ساتھ ہم جو تماشے کررہے ہیں یہ تماشے کب ختم ہوں گے۔ تم ابھی میرے عمل کا توڑ کررہی ہو۔ کل میں تمہارے عمل کا توڑ کرنے لگوں گا۔ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟"

"اس سلسلے کو ختم سمجھو۔ میں نے صرف ایک گھنٹے میں آتما شکتی کے ذریعے تمام افراد کو تمہارے اثر سے نکال لیا ہے۔ ان کی جگہ بدل دی ہے۔ آئندہ تم ان کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گے۔"

"جب تمہیں یقین ہے کہ میں آئندہ جوابی کارروائی نہیں کرسکوں گا تو ابھی کسی حسینہ کے ذریعے مجھ سے فون پر رابطہ کیوں کیا ہے؟ یہ بتانا ضروری نہیں تھا کہ آئندہ میں تمہارے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوسکوں گا۔ جب میں ناکام ہوتا تو خود ہی تمہاری آتما شکتی کا قائل ہوجاتا۔"

"میں حکومتِ فرانس کی ایک نمائندے کی حیثیت سے ابھی باتیں کررہی ہوں۔ تمہیں سمجھانا چاہتی ہوں۔ خلائی زون سے تم کچھ لائے ہو، اس میں سے حکومتِ فرانس کو بھی حصہ دو۔"

"یہ ہوئی کام کی بات، تم بھی خلائی زون سے بہت کچھ لائی ہو۔ تم اپنی چیزوں میں سے کچھ مجھے دو۔ میں اپنی چیزوں میں سے کچھ نہیں دوں گا۔ حکومتِ فرانس کے پاس اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے والا کوئی سامان نہیں ہے اس لیے تم ہی سے لین دین ہوسکتا ہے۔"

"میرے پاس زون سے لائی ہوئی کوئی غیر معمولی چیز نہیں ہے۔"

"تو پھر تم سے بھی لین دین نہیں ہوگا۔ میں اتنی دیر تک اس لیے گفتگو کرتا رہا کہ ناشتا کررہا تھا۔ اب ناشتا ختم ہوچکا ہے۔ میرے فرائض کی ادائیگی کا وقت شروع ہوچکا ہے۔ جو حسینہ تمہارے پاس بیٹھی ہے اس سے کہو، میں آرہا ہوں۔ دیکھنا چاہتا ہوں، آواز ایسی سُریلی ہے تو اس کا سراپا کتنا سُریلا ہوگا۔"

یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ ڈی ون نے ریسیور کو دیکھا پھر کان سے لگاکر بولی "ہیلو ہیلو۔ ہیلو ہیلو۔"

پھر اس نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کے پاس بیٹھی ہوئی حسین دوشیزہ نے پوچھا۔ "دیوی جی! کیا اس نے فون بند کردیا؟"

"ہاں۔ مگر خطرے کی گھنٹی بجاکر فون بند کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اسے تمہاری سُریلی آواز پسند آئی ہے۔ اب وہ تمہیں پسند کرنے آرہا ہے۔"

وہ ہنس کر بولی "یہاں کیسے آئے گا۔ تم نے مجھ پر دوبارہ تنویمی عمل کیا ہے۔ میرا چہرہ، میرا حلیہ بدل دیا ہے۔ میں اس نئی رہائش گاہ میں آگئی ہوں۔ اگر اس نے کل رات مجھ پر عمل کرتے وقت مجھے دیکھا ہوگا تو اب مجھے پہچان نہیں سکے گا۔"

"تم نہیں جانتیں کہ وہ کیسا عجیب وغریب شیطان ہے۔ وہ جو کہہ دیتا ہے اسے کرتا ضرور ہے۔ تم مجھے مخاطب نہ کرنا۔ میں ضروری خیال خوانی کررہی ہوں۔"

وہ اپنی دیوی جی کے پاس پہنچ گئی۔ پارس سے ہونے والی گفتگو اسے تفصیل سے سنانے لگی۔ دیوی نے تمام باتیں سن کر کہا "میں اسے برسوں سے جانتی ہوں۔ مجھ سے زیادہ کوئی اسے نہیں جانتا ہوگا۔ اس کے باوجود وہ میرے لیے بھی بڑا پراسرار ہے۔ جب اس نے کہہ دیا ہے کہ اس حسین لڑکی جینی کے پاس آئے گا تو پھر ضرور آئے گا۔"

"مگر دیوی جی! کیسے آئے گا۔ میں نے جینی کو سر سے پاؤں تک تبدیل کردینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اب تو جینی کے پیدا کرنے والے ماں باپ بھی اسے نہیں پہچان سکیں گے پھر وہ کیسے اسے پہچان لے گا؟"

"یہ میری بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے لیکن ہمیں خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔ اگر وہ واقعی جینی کے پاس آجائے گا تو تم بھی اس کی نظروں میں آجاؤ گی اس لیے ابھی وہ جگہ چھوڑ دو۔ جینی کو وہیں رہنے دو۔ خیال خوانی کے ذریعے جینی کی نگرانی کرو اور دیکھو کہ وہ ناممکن کو ممکن کیسے بنائے گا۔"

"ٹھیک ہے دیوی جی! میں ابھی جینی کو ضروری باتیں سمجھاکر یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

ڈی ون دماغی طور پر حاضر ہوکر اسے پیش آنے والے حالات کے بارے میں بتانے لگی۔

پارس نے ڈی ون سے باتیں کرنے کے بعد فون بند کرتے ہی ٹیلی فون ایکسچینج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس کی سوچ میں پوچھا "کاٹیج نمبر تھری ٹو میں ابھی جو فون کال آئی تھی، وہ کال کس فون نمبر سے تھی؟"

اعلیٰ افسر کی سوچ نے کہا "بابا صاحب کے ادارے کے جتنے کاٹیج جھیل کنارے ہیں ان سب کے فون کی لائنیں ایک اسپیشل نئے ایکسچینج سے ملادی گئی ہیں۔"

پارس نے اس نئے اسپیشل ایکسچینج کے اعلیٰ افسر سے فون پر رابطہ کرنے پر مائل کیا۔ اس نے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "ہیلو۔ ہیلو کون ہے؟"

پارس نے اپنے آلۂ کار افسر سے ریسیور رکھوادیا پھر نئے اسپیشل ایکسچینج کے افسر کے اندر جاکر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ فرانس میں جتنے اکابرین کے دماغوں کو لاک کیا گیا تھا اور جتنے نئے خیال خوانی کرنے والے تھے ان سب کے لیے وہ علیحدہ ایکسچینج قائم کیا گیا تھا۔

اعلیٰ افسر کے چور خیالات ان تمام افراد کے بنگلوں کے نمبر اور ان کے فون نمبر بتانے لگے۔ پارس ان سب کو نوٹ کرتا رہا۔ ابھی جینی کے بنگلے سے جو کال آئی تھی اس کا نمبر بھی معلوم ہوگیا۔

پارس نے اٹھ کر لباس تبدیل کیا۔ روانگی کے لیے پوری طرح تیار ہونے کے بعد اس نے گولی نگل لی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کاٹیج کے باہر تاک میں رہنے والے دشمن اسے دیکھیں۔ وہ چھپتے پھرتے تو ان سے جان چھڑانے میں دیر ہوجاتی اس لیے نظروں سے اوجھل ہوکر کاٹیج کے قریب سے گزرنے والی ایک کار کے اندر جاکر نہایت امن وسلامتی کے ساتھ وہاں سے دور چلا آیا پھر اس کار سے اتر کر دوسری کار میں آیا۔ اس کار میں آنے والا دو ہنسوں کا جوڑا باغیچے میں جاکر پیار ومحبت میں مصروف تھا۔ پارس نے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر گولی حلق سے نکالی پھر اس کار کو ڈرائیو کرتا ہوا جینی کے بنگلے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے وہ کار بنگلے سے ذرا دور روک دی پھر دوبارہ سایہ بن کر مطلوبہ بنگلے کی طرف جانے لگا۔

دیوی شی تارا کو بھی تجسس تھا کہ پارس جینی تک کیسے پہنچے گا؟ اس لیے وہ اپنی ڈی ون کے ساتھ جینی کے دماغ میں موجود تھی۔ ایک خیال یہ بھی تھا کہ جینی پر اگر تنویمی عمل کامیابی سے نہیں کیا گیا ہوگا تو پارس، جینی کے چور خیالات پڑھ کر اس کے پاس پہنچ جائے گا۔

دیوی، جینی کے چور خیالات بھی پڑھ رہی تھی اور مطمئن ہورہی تھی کہ اس کے چور خیالات اس بنگلے کی نشاندہی نہیں کررہے ہیں۔ اس کے باوجود وہ پہنچ گیا۔ کال بیل کی آواز سن کروہ تینوں چونک گئیں۔ جینی نے کہا "دیوی جی! اس نئے بنگلے کا علم کسی کو نہیں ہے۔ یہ میرا کوئی شناسا نہیں آیا ہے' پتا نہیں کون ہے؟"

دوسری بار کال بیل کی آواز سنائی دی۔ دیوی نے جینی سے کہا۔ "جاؤ' دروازہ کھولو۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی دروازے کے پاس آئی۔ اسے کھول کر دیکھا۔ سامنے ایک خوبرو جوان مسکرارہا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لی جیسے خوشبو سونگھ رہا ہو پھر جینی کو دونوں بازوؤں سے تھام کر کہا "میں تمہارے حسن کی تعریف بعد میں کروں گا۔ پہلے دیوی سے مخاطب ہوں۔ میں پچھلی رات عمل کرنے کے لیے سایہ بن کر جینی کے اندر گیا تھا۔ دیوی یہ بھول گئی کہ ایک بار صنفِ مخالف کی قربت مجھے مل جائے تو اس کے بدن کی مہک میری یادداشت میں محفوظ ہوجاتی ہے۔ اسے سر سے پاؤں تک بدل دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود میں نے اس کے بدن کی قدرتی مہک سے اسے پہچان لیا ہے۔"

دیوی شی تارا نے قائل ہوکر کہا "ہاں۔ میں بھول گئی تھی۔ تم کسی کو بھی اس کے بدن کی مخصوص مہک سے پہچان لیتے ہو۔"

"تمہاری ڈی نے فون پر دعویٰ کیا تھا کہ میں آئندہ کسی بھی خیال خوانی کرنے والے کے سائے تک نہیں پہنچ سکوں گا کیونکہ تم نے آتما شکتی کے ذریعے میرے پچھلی رات کے عمل کا توڑ کیا ہے۔ کیا تم آتما شکتی سے میری سونگھنے والی صلاحیت کو ختم کرسکتی ہو؟ میں نے پچھلی رات جن افراد کے اندر سماکر تنویمی عمل کیا تھا' کیا ان افراد کے بدن کی قدرتی مہک کو ختم کرسکتی ہو؟"

دیوی شی تارا الجھن میں پڑگئی۔ پارس نے کہا "جاؤ' تدبیر کرو کہ تمہارے ان خیال خوانی کرنے والوں کے جسموں کی مہک بدل جائے۔ ایسی کوئی ترکیب سوچنے میں کئی دن' کئی مہینے' کئی سال اور کئی صدیاں گزر جائیں گی اس لیے اس بنگلے میں صدیاں نہ گزارو' پلیز جاؤ اور مجھے جینی کے ساتھ تنہا چھوڑ دو۔"

"ہرگز نہیں۔ تمہیں ایسی بات کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ میں یہ برداشت نہیں کروں گی کہ میرا ہونے والا جیون ساتھی کسی دوسری حسینہ کے ساتھ تنہا رہے۔"

"تعجب ہے۔ آج سے پہلے تم نے کسی حسینہ کے ساتھ تنہا رہنے پر اعتراض نہیں کیا۔ کیا آج کوئی نئی بات ہوگئی ہے؟"

"ہاں میری جوتش ودیا اور جناب تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق میں چار برس چھ ماہ بعد اپنی اصلی شخصیت کے ساتھ ظاہر ہوجاؤں گی اس کے بعد ہماری شادی ہوگی لہٰذا اب تم میرے اور صرف میرے ہو۔ اگر کوئی تمہارے قریب آئے گی تو میں اسے جان سے مارڈالوں گی۔"

"پھر میں تمہیں جو سزا دوں گا اس کے نتیجے میں تم اپاہج بن کر باقی عمر گزاروگی۔ مجھ سے شادی کرنے کا خواب اس وقت تک نہ دیکھو جب تک کہ میرا دین اسلام قبول نہ کرو۔ اس سے پہلے ہمارا ایک دوسرے سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

"تم نے پہلے کئی بار کہا ہے کہ شادی کے بعد میں اپنے دھرم کا پالن کروں گی اور تم اپنے مذہب پر قائم رہوگے۔ اب مجھے اسلام قبول کرنے کے لیے کیوں کہہ رہے ہو؟"

"اس لیے کہ اس طویل عرصے میں تمہاری اسلام دشمنی کھل کر سامنے آگئی ہے۔ میں صرف تمہارے حسن وشباب کے حصول کے لیے شادی نہیں کروں گا' بلکہ تم سے ہونے والے بچوں کو مکمل مسلمان بنائے رکھنا میرا مقصد ہوگا اور میرے مقصد کو ایک اسلام دشمن ماں نقصان پہنچاتی رہے گی۔ جاؤ اس مسئلے پر غور کرو پھر مجھ سے گفتگو کرو۔"

جینی دیوی کی تابعدار تھی۔ اسے اپنے دماغ سے نہیں نکال سکتی تھی۔ پارس نے اس کے اندر آکر اس کی سانس روکی تو دیوی اور ڈی ون دونوں جینی کے دماغ سے باہر ہوگئیں۔ جینی پھر سانسیں لینے لگی۔ وہ پیچھے ہٹ کر ایک الماری سے ٹیک لگاکر بولی "تم۔ تم مجھ سے کیسا سلوک کروگے؟"

"تم کیا توقع کرتی ہو؟"

"میں تمہاری دشمن کی تابعدار ہوں۔ بات یہی سمجھ میں آتی ہے کہ تم دشمنوں جیسا سلوک کروگے۔"

"تم سے میری ذات اور مقاصد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور نہ ہی دیوی تمہارے ذریعے آئندہ مجھے نقصان پہنچاسکے گی اس لیے میں تم سے دشمنی کرنے نہیں آیا ہوں۔"

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بہت عیاش ہو۔ تمہاری دوستی میں بھی دشمنی چھپی ہوتی ہے۔"

"ہم بڑی دیر سے اس بنگلے میں تنہا ہیں۔ میں اتنی دیر میں عیاشی کا پورا کورس مکمل کرچکا ہوتا لیکن ہمارے درمیان اتنا فاصلہ برقرار ہے جتنا تم نے رکھا ہے۔ میں نے دعویٰ کیا تھا کہ میں تمہارے پاس آؤں گا' سو آگیا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ تمہیں ہاتھ لگاؤں گا اس لیے نہیں لگارہا ہوں۔"

"میں تم سے متاثر ہوں۔ تم نے ناممکن کو ممکن کردکھایا ہے۔ اس خفیہ رہائش گاہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ تم نے یہاں پہنچنے کی بات کی اور ایک گھنٹے کے اندر پہنچ گئے۔ ہمارے ملک کے اعلیٰ حکام اور فوج کے بہت بڑے افسران دیوی کے سامنے عاجزی سے باتیں کرتے ہیں۔ تم باتوں کے دوران دیوی کی توہین کررہے تھے اور وہ خاموشی سے سن رہی تھی۔ میں سمجھ گئی ہوں' تم فولاد ہو' دیوی بھی تمہیں توڑ نہیں سکے گی۔"

"میری تعریفیں نہ کرو۔ دیوی تمہارے دماغ میں واپس آتی ہوگی۔"

"میں تمہاری تعریف کررہی ہوں مگر دیوی کی برائی نہیں کررہی ہوں۔ میں تو اس کی ایک معمولی کنیز ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ دیوی کے ساتھ راضی خوشی رہو۔ میں جارہا ہوں' دروازہ اندر سے بند کرلو۔"

وہ جانے لگا۔ جینی بھی دروازہ بند کرنے آئی۔ وہ غیر معمولی سماعت رکھتا تھا۔ اس نے دروازے کے دوسری طرف سے آہٹ سنی پھر ایک گن سے سیفٹی کیچ ہٹانے کی آواز آئی۔ اس نے جینی کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ایک طرف دیوار سے لگ کر اس نے دروازے کو ایک جھٹکے سے کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی تڑاتڑ فائرنگ شروع ہوگئی۔ سامنے ذرا فاصلے پر ٹی وی اور شیشے کی الماری چکنا چور ہونے لگی۔ فائر کرنے والا ایک ہی تھا۔ اسے عقل آئی کہ شکار سامنے نہیں ہے۔ وہ چھلانگ لگاکر کمرے میں آیا۔ جینی خوف سے چیخنے لگی۔ آنے والے نے ڈانٹ کر کہا "یو شٹ اپ۔ جلدی بتاؤ' وہ کہاں ہے؟"

پارس نے حلق سے گولی نکال کر اس کے پیچھے نمودار ہوکر کہا۔ "میں یہاں ہوں۔"

وہ پھرتی سے پلٹ کر فائر کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی پارس نے اس کی گردن پر کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ دوسرا ہاتھ مارنے پر اس کے ہاتھ سے گن گرگئی۔ اس کے بعد حملہ آور کو مار کھانے کی فرصت ہی ملتی رہی۔ اس کی پٹائی کے دوران پارس نے اس کے چور خیالات پڑھ لیے۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ کسی عورت نے اسے حکم دیا تھا کہ دروازے کے سامنے آکر کھڑا ہوجائے پھر جیسے ہی دروازہ کھلے' فائرنگ شروع کردے۔ اس نے اس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔

وہ مار کھاتے کھاتے بے ہوش ہوگیا۔ پارس نے کہا "شی تارا! تم جینی کے اندر خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہو۔ میں اس بے ہوش ہونے والے کے چور خیالات پڑھ چکا ہوں۔ کیا تم غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرنے کے بعد مغرور ہوگئی ہو؟ تم ہزار دشمنی کے باوجود مجھ پر قاتلانہ حملہ نہیں کراتی تھیں۔ آج ایسا کرکے تم خود کو جانی دشمن ثابت کرچکی ہو۔"

وہ جینی کے ذریعے بولی "ہاں۔ تم میری کمزوری بن گئے ہو۔ میں نے فیصلہ کیا ہے۔ تم ہلاک ہوجاؤگے تو کچھ روز تک میرے دل کو صدمہ ہوگا پھر صبر آجائے گا۔ تمہیں مرجانا چاہیے' میں کبھی تمہارا دین قبول نہیں کروں گی۔ تمہیں مرنا ہوگا۔"

"میرا مرنا جینا خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن تم نے یہ نہیں سوچا کہ فائرنگ کی زد میں آکر جینی بھی ہلاک ہوجائے گی۔"

"جینی کی کیا اہمیت ہے؟ میں ایسی خیال خوانی کرنے والی بے شمار لڑکیاں پیدا کرتی رہوں گی۔"

جینی نے کہا "دیوی جی! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ میں آپ کی وفادار رہوں۔ کیا آپ خواہ مخواہ میری جان لے سکتی ہیں؟"

"تم ہمارے درمیان نہ بولو ورنہ ذہنی مریضہ بنادوں گی۔"

"تو پھر بنادو۔ ایسی وفاداری کا کیا فائدہ کہ وفاداری کے صلے میں ذلت اور موت ملے۔"

"تمہارے چور خیالات بتارہے ہیں کہ تم اس عیاش پر مرمٹی ہو اور یہ سمجھتی ہو کہ یہ تمہیں میرے قہر وغضب سے بچالے گا۔"

اچانک پارس نے جینی کا گلا دبوچ لیا۔ پہلے دیوی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ایسا کیوں کررہا ہے۔ گلا دبوچنے سے جینی کا منہ کھل گیا۔ پارس نے اس کے منہ کے اندر ایک گولی ڈال کر کہا "فوراً نگل جاؤ۔"

وہ نگل گئی۔ پلک جھپکتے ہی سایہ بن گئی۔ چند سیکنڈ کے بعد دیوی نے پارس کے اندر آکر کہا "تم نے بڑی مکاری دکھائی ہے۔ آخر اسے کب تک سایہ بناکر رکھوگے۔ میری کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی تمہارے پاس جائے گی تو میں اسے کسی وقت بھی موت کے گھاٹ اتار دوں گی۔"

"اس نے بہت بڑی گولی حلق میں اتاری ہے۔ اسے ہلاک کرنے کے لیے تمہیں چھ ماہ تک انتظار کرنا پڑے گا جبکہ میں چھ دن میں تمہارا غرور خاک میں ملاکر رکھ دوں گا۔ اب جاؤ' دفع ہوجاؤ۔"

اس نے سانس روکی۔ دیوی اس کے اندر سے نکل گئی۔ اب وہ جینی کے سائے کے اندر نہیں جاسکتی تھی۔ پارس کے دماغ میں بھی جگہ نہ ملتی۔ اگر اپنے ماتحتوں کو اس بنگلے میں بھیجتی تو پارس بھی سایہ بن جاتا۔ فی الحال وہ جینی اور پارس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔

پارس نے خالی کمرے کو دیکھتے ہوئے کہا "جینی! تم سایہ بن چکی ہو۔ چھ ماہ تک دیوی کی انتقامی کارروائیوں سے محفوظ رہوگی۔ اب تم جہاں جانا چاہو' جاسکتی ہو۔"

دوسری طرف خاموشی رہی پھر پارس نے میز کی طرف دیکھا۔ ایک کاغذ کے پیڈ پر ایک قلم خود بخود جھکا ہوا لکھ رہا تھا۔ پارس نے آگے بڑھ کر پڑھا۔ وہ لکھ رہی تھی "ابھی میں نے بولنے کی کوشش کی مگر بڑی دقت ہورہی تھی اس لیے لکھ رہی ہوں۔ تم نے مجھے دیوی کے ظلم سے بچایا ہے۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ کیا تم مجھے پناہ دوگے؟"

پارس نے کہا "وہ غیر معمولی گولی معدے میں نہیں جاتی ہے۔ اگر تم اگلنے کی کوششیں کرتی رہو تو جب بھی اسے حلق سے باہر نکالوگی' ٹھوس جسم کے ساتھ نمودار ہوجاؤگی۔ اگر تم میری پناہ میں آنا چاہتی ہو تو میرے جسم کے اندر چلی آؤ۔ میں اپنے کاٹیج کی طرف جارہا ہوں۔"

جینی کا سایہ اس کے اندر سماگیا۔ پارس اس بنگلے سے جانے لگا۔

دیوی شی تارا بری طرح جھنجلارہی تھی۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ پارس سے ہر محاذ پر شکست کیسے کھاجاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس سے متاثر تھی۔ صرف اسی کو اپنے جسم وجان کا مالک

بنانا چاہتی تھی لیکن اب سوچنے کا انداز بدل گیا تھا کہ کسی طرح وہ اس دنیا سے اٹھ جائے گا تو وہ صبر کرلے گی۔ وہ جو حواس پر چھایا رہتا ہے تو اس کی موت کے بعد دیوی جیسی شخصیت پر غالب آنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

وہ فرانس میں جیسی کامیابیاں حاصل کررہی تھی ان پر پارس پانی پھیر سکتا تھا۔ اس نے خلائی زون میں اسے رام راج قائم کرنے کا موقع نہیں دیا۔ وہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا۔ اب وہ ایک بڑے ملک فرانس کی بالواسطہ ملکہ بن رہی تھی۔ پارس وہاں سے بھی اسے بھگانے والا تھا۔ اب وہ بھاگنا نہیں چاہتی تھی بلکہ بھگانے والے کو قتل کرانے کی قسم کھاچکی تھی۔

یہ عجیب اتفاق تھا کہ وہ پارس کے علاوہ دوسرے بھائی علی کو بھی قتل کرنے کا فیصلہ کرچکی تھی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ جس کبیر بھارتی کو اپنی ڈی کلپنا سے الگ کرنے کے لیے ہلاک کرنا چاہتی ہے' وہ علی ہے۔

پہلے اس نے تنویمی عمل کے ذریعے کبیر اور کلپنا کو ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہا تھا لیکن ناکام رہی تھی۔ کلپنا یہ سمجھ رہی تھی کہ دیوی مہربان ہے۔ وہ اسے کبیر کے ساتھ رہنے کی اجازت دے چکی ہے لیکن ڈی ون حسد کرتی ہے اور اس کے کبیر کو اس سے جدا کردینا چاہتی ہے۔

دیوی نے سوچا' کبیر کی وجہ سے کلپنا اور ڈی ون ایک دوسرے کی دشمن بن جائیں گی۔ اگر کبیر کو ہلاک کردیا جائے تو کلپنا اس کی ہلاکت کا الزام ڈی ون کو دے گی' اپنی دیوی جی پر کبھی شبہ نہیں کرے گی۔

وہ پہلی فرصت میں کبیر بھارتی کو ختم کرچکی ہوتی لیکن امریکا میں پربھارانی نے اور فرانس میں پارس نے اسے الجھا رکھا تھا۔

ادھر علی اپنی زندگی کے بہت خوب صورت دن اور بہت رنگین راتیں گزار رہا تھا۔ کلپنا بھارتی بہت خوش تھی۔ اس سے کہتی تھی "میں نے تمام عمر مسرتیں حاصل کرنے کے لیے جتنا سوچا تھا' مجھے اس سے زیادہ مسرتیں مل رہی ہیں۔"

علی نے کہا "بچوں کی طرح یہ نہ سوچو کہ تمام عمر خوشیاں ملتی رہتی ہیں۔ ہر انسان خوشیوں کے ساتھ صدمے بھی اٹھاتا ہے۔ ہمیں بھی شاید جلد ہی ایک صدمہ برداشت کرنا ہوگا۔"

"کیسا صدمہ! کیوں خواہ مخواہ مجھے ڈرا رہے ہو؟"

"یہ نہ بھولو کہ ایک بار مجھے تم سے جدا کرنے کی سازش ناکام ہوچکی ہے۔ ہوسکتا ہے' دوسری بار دشمن کامیاب ہوجائے۔"

"کبھی نہیں' میں نے دیوی جی سے شکایت کی ہے۔ وہ ڈی ون کی ایسی خبر لیں گی کہ پھر وہ ہمارے درمیان کانٹا بننے کی جرأت نہیں کرے گی۔"

علی چاہتا تھا کہ کلپنا' دیوی پر اندھا اعتماد نہ کرے۔ وہ اس کے سامنے دیوی کے خلاف بولتا تو وہ کبھی یقین نہ کرتی بلکہ علی سے ناراض ہوجاتی۔

علی نے اس سے کہا "تم جس طرح مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہو اس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ میں موت کو گلے لگاؤں گا تو تم بھی میرے ساتھ اپنی جان دے دوگی۔"

"ہاں۔ تمہارے ساتھ جیوں گی' تمہارے ساتھ مروں گی۔ تمہارے بغیر یہ دنیا بالکل خالی اور کھوکھلی لگے گی۔ ایسی دنیا میں' میں ایک سانس بھی نہیں لوں گی۔"

"میں چاہتا ہوں کہ اس زندگی میں جو کچھ میں کروں' وہی تم بھی کرو۔"

"ضرور کروں گی' تمہاری خوشی میں میری خوشی ہے۔"

"میں دھرم بدل رہا ہوں' مسلمان بننے والا ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "کیوں بچکانا بات کہہ رہے ہو۔ ہم دونوں کٹر ہندو ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔"

"میں کٹر ہندو نہ پہلے تھا اور نہ اب ہوں۔ یوں سمجھو کہ مسلمان بننے والا نہیں ہوں بلکہ بن چکا ہوں۔"

"پلیز ایسا مذاق نہ کرو۔"

"میں مذہبی معاملے میں مذاق نہیں کرتا۔ تم نے اپنا تن من سب کچھ میرے حوالے کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی مسلمان ہوجاؤ۔"

"یہ کیا بکواس ہے؟ اگر بکواس ہی ہے تو واپس اپنے دھرم میں آجاؤ ورنہ میں تم سے دور ہوجاؤں گی۔"

"مجھ سے دور کہاں جاؤگی؟ تم کہہ رہی تھیں' میرے بغیر اس دنیا میں ایک سانس بھی نہیں لوگی۔"

"میں دانا محبوب کے لیے جان دے سکتی ہوں اور نادان محبوب کی جان لے سکتی ہوں یا اسے ٹھکرا سکتی ہوں۔"

"تو پھر میری جان لو یا مجھے ٹھکرادو۔"

وہ اس کے قریب تھی' دور ہوگئی۔ صوفے سے اٹھ کر بولی۔ "میں جارہی ہوں۔ اگر واقعی تم مسلمان ہو تو میرے بیڈ روم میں نہ آنا اور صبح ہونے سے پہلے یہاں سے چلے جانا۔ میں اس توہین کو برداشت کرنے کی کوشش کروں گی کہ تم میری عزت سے کھیل کر گئے ہو۔ اگر توہین برداشت نہ ہوئی تو میں خیال خوانی کے ذریعے تمہیں ذہنی اذیتیں دے کر ہلاک کردوں گی۔"

"صرف میں تمہاری عزت سے نہیں کھیلتا رہا۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ زندگی کے ایک آزمائشی موڑ پر تم مجھے چھوڑ رہی ہو لیکن میں اب بھی تمہیں چاہتا ہوں اور چاہتا رہوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ تیزی سے چلتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ وہ ڈرائنگ روم میں کھڑی رہی۔ سوچتی رہی کہ یہ کیا ہوگیا۔ زندگی کی آخری سانس تک مسرتیں حاصل کرنے کا یقین کرنے والی اچانک صدمات سے دوچار ہونے لگی۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی بیڈ روم میں آئی پھر بستر پر اوندھے منہ گر پڑی۔ بستر جیسے پوچھنے لگا کہ اپنے کبیر کے بغیر اسے نیند کیسے آئے گی؟

اسے نیند نہیں آئی۔ وہ آدھی رات تک کروٹیں بدلتی رہی۔ اس نے سوچا' شاید وہ اپنی کلپنا سے دور ہوکر پچھتا رہا ہو۔ اس کے حالات کا علم ہونا چاہیے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ کبیر اس کا معمول اور تابعدار ہے۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہا ہے اور تھوڑی دیر بعد ایک تابعدار کی طرح پھر اپنے دھرم میں واپس آکر اس کے بیڈ روم میں چلا آئے گا۔

علی نے کلپنا کو دیوی کے اثر سے نکالنے کے لیے یہ منصوبہ بنایا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے سراغ رسانوں کو سمجھادیا تھا کہ اشارہ ملتے ہی انہیں کس طرح ڈراما پلے کرنا ہے۔

جب اس نے کلپنا کو اپنے اندر محسوس کیا تو ایک ذرا سا اپنے سر کو کھجایا۔ وہ سراغ رساں حرکت میں آگئے۔ علی ایک ویران سی جھونپڑی کے سامنے ٹہل رہا تھا۔ جیپ سے چار افراد باہر آئے۔ انہوں نے منہ پر ڈھاٹا باندھا ہوا تھا۔ ایک نے علی کو گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے کہا "تم ساری دنیا سے چھپ سکتے ہو لیکن ہماری دیوی جی سے نہیں چھپ سکتے۔ اب مرنے کے لیے تیار ہوجاؤ۔"

علی نے پوچھا۔ "دیوی جی نے مجھے اور کلپنا کو ساتھ رہنے کی اجازت دی تھی۔ اب وہ میری جان کیوں لینا چاہتی ہیں؟"

"یہ سب ہماری دیوی جی کی چال ہے۔ اسی نے کلپنا کے تنویمی عمل کے بعد تمہارے دماغ میں کلپنا بن کر عمل کیا تھا۔ تمہارے دماغ میں کلپنا کے خلاف بیزاری اور نفرت پیدا کی تھی اور کلپنا سمجھتی رہی کہ ایسا ڈی ون نے کیا ہے۔"

علی نے پوچھا "دیوی مجھے کلپنا سے کیوں دور کرنا چاہتی ہے؟"

"وہ نہیں چاہتی کہ اس کی کوئی بھی ڈی کسی مرد کو اپنا جیون ساتھی بنائے۔ ایسا کرنے سے بہت سے راز کھلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بس اب زیادہ نہ پوچھو۔ تم مسلمان ہو۔ ویسے بھی ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے فائر کیا۔ نشانہ خطا ہوا۔ علی نے اس پر چھلانگ لگائی پھر ان دشمنوں سے تنہا لڑنے لگا۔ اس دوران کلپنا نے دشمن کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن اس نے سانس روک لی۔ وہ دیوی کے پاس جاکر اپنے کبیر کے لیے رحم کی بھیک مانگنا چاہتی تھی۔ اسی لمحے میں گولی چلی پھر کبیر کی چیخ سنائی دی۔ اس نے کبیر کے اندر رہ کر معلوم کیا۔ اسے گولی لگی تھی۔ پھر دوسرا فائر ہوا اور دوسری گولی لگی۔ اس کا دم رک گیا۔ کلپنا کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس نے تڑپ کر چیختے ہوئے کہا "نہیں کبیر! تم نہیں مرسکتے۔ نہیں مرسکتے۔"

اس نے یقین کرنے کے لیے دوبارہ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن علی کا دماغ ایسے ہی گم ہوگیا تھا جیسے پارس کا دماغ ہوجایا کرتا تھا اور دیوی آتما شکتی کے ذریعے بھی اسے تلاش نہیں کرسکتی تھی۔

یہ بالکل آسان سی تکنیک تھی۔ پارس کا دماغ مردہ نہیں ہوتا تھا صرف اس کی آواز اور لہجہ اس کے دماغ سے نکل جاتا تھا۔ دیوی اسی آواز اور لہجے کو بار بار گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کرتی تھی اور اس لہجے کو کسی کے بھی دماغ میں نہیں پاتی تھی۔

علی کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ گولی لگتے ہی اس کے دماغ سے موجودہ آواز اور لہجہ نکل گیا۔ ایک نئی آواز اور لہجہ پیدا ہوا جسے کلپنا نہیں جانتی تھی اس لیے بار بار خیال خوانی کی پرواز کرنے کے بعد یقین ہوگیا کہ اس کا کبیر مرچکا ہے۔

اس نے غصے میں دیوی کو مخاطب کیا' وہ بولی "ہوش میں تو ہو؟ یہ تم کس انداز میں مجھے مخاطب کررہی ہو؟"

"دیوی جی! اب میں ہوش میں آگئی ہوں۔ تم مجھے بے وقوف بنارہی تھیں۔ بظاہر مجھے اور کبیر کو ساتھ رہنے کی اجازت دے کر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں میرے خلاف بیزاری اور نفرت پیدا کردی تھی۔ اگر سچی دیوی ہو تو سچ بولو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

اس نے سانس روک کر کلپنا کو بھگایا پھر اس کے دماغ میں آکر بولی "اگر میں سچی دیوی نہ بھی ہوئی تو تم میرا کیا بگاڑلوگی؟ میں چاہتی تھی' خاموشی سے کبیر کو تم سے دور کردوں لیکن سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلا۔"

"اس لیے تم نے انگلی ٹیڑھی کرلی اور میرے کبیر کو قتل کرادیا۔"

دیوی اس بات پر چونک گئی۔ کلپنا کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ اسے معلوم ہونے لگا کہ کبیر کو کسی ویرانے میں جن لوگوں نے گھیر کر قتل کیا تھا' وہ خود کو دیوی کا تابعدار کہہ رہے تھے۔

دیوی نے حقیقت معلوم کرنے کے لیے خیال خوانی کے ذریعے کبیر کے اندر پہنچنا چاہا' یہ تصدیق ہوگئی کہ کبیر مرچکا ہے۔

وہ حیران ہورہی تھی کہ اس کے کندھے پر کس نے بندوق رکھ کر چلائی ہے؟ جو کبیر' دیوی اور کلپنا کے درمیان متنازعہ تھا' اسے ہلاک کرکے اور زیادہ متنازعہ بنادیا گیا ہے۔

کلپنا نے پوچھا "دیوی جی! خاموش کیوں ہیں؟ میرے کبیر کو آپ نے ہمیشہ کے لیے چھین لیا۔ آپ جو چاہتی تھیں' وہی کردکھایا۔"

دیوی واقعی کبیر کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی وہ قتل ہوگیا۔ اس نے کلپنا سے کہا "کبیر کو آج نہیں تو کل حرام موت مرنا ہی تھا۔ اب اپنے تیور درست کرو لیکن نہیں' کبیر کی جدائی کا صدمہ بہت گہرا ہے۔ میں تمہیں سلاؤں گی اور نئے سرے سے تنویمی عمل کروں گی تاکہ تمہارے اندر سے میرے خلاف بغاوت کی تحریک ختم ہوجائے۔"

وہ کلپنا کو تھپک تھپک کر سلانے لگی۔ وہ سونا نہیں چاہتی تھی لیکن اس کے زیرِ اثر رہنے کے باعث مجبور تھی۔ علی اس کے اندر رہ کر اس کی مجبوری سمجھ رہا تھا۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اپنی ممی (آمنہ فرہاد) کے پاس آیا پھر سلام کرنے کے بعد کہا "ممی! میں نے آپ کے لیے ایک بہت خوب صورت سی بہت پیاری سی بہو دیکھی ہے۔ کیا آپ دیکھنا چاہیں گی؟"

"تم نے دیکھ لی میں نے دیکھ لی۔ تمہاری پسند' میری پسند ہے پھر بھی میں اسے ضرور دیکھوں گی۔"

"میرے دماغ میں آئیں۔ میں اس کے پاس پہنچا دوں گا۔"

وہ بیٹے کے دماغ میں آئی پھر اس کے ذریعے کلپنا بھارتی کے اندر پہنچ گئی۔ وہاں دیوی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کلپنا پر تنویمی عمل کر رہی تھی۔ اس کے دماغ سے کبیر کی موت کی تمام یادیں مٹا رہی تھی۔

آمنہ نے علی کے اندر آکر کہا "کان پکڑو۔"

اس نے دونوں کانوں کو پکڑ کر پوچھا "ممی! یہ کس لیے؟"

"تم سیدھی طرح نہیں کہہ سکتے تھے کہ میری ہونے والی بہو مصیبت میں ہے۔"

"میں مصیبتیں بیان کرتا تو اس کے دماغ میں پہنچنے میں دیر ہو جاتی اور ممی! آپ دیر کر رہی ہیں۔ پلیز' میں چاہتا ہوں' آپ روحانی عمل کے ذریعے کلپنا کو فولاد بنا دیں۔ دیوی آتما شکتی کے ذریعے اس کے دماغ میں جا سکے اور نہ سایہ بن کر اس کے جسم میں سما سکے۔"

"میں جو بہتر سمجھتی ہوں' کروں گی۔ تم اس کے دماغ میں ابھی نہ آنا۔"

وہ بیٹے کے دماغ سے چلی گئی۔ ادھر دیوی کلپنا پر نئے سرے سے تنویمی عمل کر کے مطمئن ہو گئی۔ اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ کر ڈی ون کے پاس آ گئی۔

وہ فرانس کے محاذ کو سب سے زیادہ اہمیت دے رہی تھی کیونکہ وہ فرانس کے تمام اکابرین اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے زیرِ اثر لا کر بالواسطہ اس ملک کی بے تاج ملکہ بن چکی تھی۔ راستے میں صرف ایک بڑا پتھر تھا۔ وہ اس پتھر کو توڑ دینے' اسے ریزہ ریزہ کر کے مٹی میں ملا دینے کی تدبیر کر رہی تھی۔

یہ ایک بات اس کے دماغ میں نقش ہو گئی تھی کہ جب تک پارس اس دنیا سے نہیں جائے گا' تب تک وہ فرانس پر پوری طرح مسلط نہیں ہو سکے گی۔ اس نے فرانس پر حاوی رہنے کے تمام معاملات ڈی ون کے حوالے کر دیے تھے اور اپنی ساری توجہ پارس پر مرکوز کر دی تھی۔

پارس جینی کو سایہ بنا کر لے گیا تھا۔ دیوی اگرچہ جینی کے اندر نہیں جا سکتی تھی پھر بھی وقتاً فوقتاً اس کے دماغ کی طرف اس لیے پرواز کرتی تھی کہ جینی ٹھوس جسم کے ساتھ نمودار ہو گی تو اس کے دماغ میں جگہ مل جائے گی۔

ایسا کبھی کبھی ہونے لگا۔ جینی نے گولی کو حلق کے باہر اگلنا سیکھ لیا تھا۔ جب تک کاٹیج کی چار دیواری میں پارس کے ساتھ رہتی تھی' سایہ نہیں بنتی تھی۔ یوں دیوی کو اس کے اندر رہنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔

دیکھا جائے تو دیوی کاٹیج کے اندر پارس کی شہ رگ تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے کھانے پینے کی چیزوں میں زہر ملا سکتی تھی لیکن اس لیے نہیں ملا رہی تھی کہ شاید زہر اس زہریلے پر اثر نہ کرے۔ اگرچہ وہ زہریلا نہیں رہا تھا اس کے باوجود وہ سابقہ عادت کے مطابق دیوی کے دیے ہوئے زہر کو پانی کر سکتا تھا۔

وہ پارس کو ٹریپ کرنے اور ہلاک کرنے کے سلسلے میں کوئی چھوٹی سی بھی غلطی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پوری طرح محتاط رہ کر پہلی اور آخری بار ایسا اچانک حملہ کرنا چاہتی تھی کہ پارس کو سنبھلنے اور بچنے کا موقع نہ ملے اور وہ حرام موت مر جائے۔

اس کی جوتش ودیا ابتدا سے کہتی آ رہی تھی کہ شی تارا اور پارس کی شادی میں الجھنیں بہت ہیں۔ شادی ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی۔ اگر وہ شادی کرے گی تو ایک مسلمان کی بیوی بننے کے بعد اپنے دھرم سے نکل جائے گی۔ پارس اسے اس طرح مائل کرے گا کہ وہ اسلام قبول کر لے گی۔

اور یہی وہ نہیں چاہتی تھی کہ پارس کو ہندو بنانے کی خوش فہمی میں شادی کر لے اور اپنے دھرم سے بھی جائے۔ یہ سارا جھگڑا صرف اس طرح ختم ہو سکتا تھا کہ پارس کو ختم کر دیا جائے۔

وہ اتنا نادان نہیں تھا۔ اس کھلی ہوئی حقیقت کو سمجھتا تھا کہ جینی اپنے ٹھوس جسم کے ساتھ رہے گی تو دیوی اس کے اندر رہ کر پارس کے کاٹیج میں گھسی رہے گی۔ جینی کے ذریعے پارس کی باتیں سنے گی اور اس کے منصوبے معلوم کرتی رہے گی۔

وہ جینی پر تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو آتما شکتی کے خلاف لاک کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ دراصل وہ بھی یہ چاہتا تھا کہ دیوی جینی کے پاس آتی رہے۔ ایسے وقت وہ بھی جینی کے اندر خاموشی سے آتے جاتے ہوئے دیوی کی موجودگی کو سمجھتا رہے اور یہی ہو رہا تھا۔ دشمن کی موجودگی کا علم رہے تو پھر اس دشمن کو اچانک حملہ کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ دیوی بھی پارس کے لیے اچانک مصیبت نہیں بن سکتی تھی۔

جب سے اسے غیر معمولی صلاحیتیں حاصل ہوئی تھیں' وہ خود کو ناقابلِ شکست سمجھنے لگی تھی۔ کہیں شکست بھی ہوتی تو کچھ عرصے بعد اس شکست کو فتح میں بدل دیتی تھی۔ جیسے نقلی دیوی پربھا سے شکست کھانے کے بعد وہ پربھا کو پہچان گئی تھی۔ کرشی اور گرودیو پر تنویمی عمل کر کے پربھا اور رائیک ہرارے کے رشتے کو سمجھ گئی تھی۔ ان کی ٹیم کس طرح کام کرتی ہے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا۔ صرف یہ بات راز میں رہی کہ ان سب کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے

ہے۔

بہرحال وہ ناکامیوں اور کامیابیوں کے درمیان امریکی اور اسرائیلی حکمرانوں کے حواس پر چھا گئی تھی اور درپردہ فرانس پر حکومت کر رہی تھی۔ ایسی کامیابیوں نے اس کا دماغ خراب کر دیا تھا پھر پارس نے اسے اپنے کاٹیج کے اندر آنے کا موقع دے کر اس کا دماغ آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اپنی چالاکی سے جینی کے اندر رہ کر پارس کی خفیہ اور اہم باتیں سنتی رہتی ہے اور کسی دن بھی کاٹیج کے اندر یا باہر پارس کا کام تمام کرنے کا کوئی سنہری موقع ضرور ملے گا۔

پارس نے دیوی کی تمام توجہ اپنی طرف مرکوز کر لی تھی اور دوسری طرف سلمان کے ذریعے حکومتِ فرانس کے تمام اکابرین کو پھر ٹریپ کرتا جا رہا تھا۔ سلمان تمام خیال خوانی کرنے والے جوانوں تک رفتہ رفتہ سایہ بن کر پہنچتا تھا اور پارس بن کر انہیں تابعدار بنا لیتا تھا۔

ایک ہفتے بعد ڈی ون کے لیے مسئلہ پیدا ہو گیا۔ وہ ایک ضروری کام سے ایک خیال خوانی کرنے والے کے پاس پہنچی تو اس نے کہا "واپس جاؤ۔ میں صرف دیوی جی کا وفادار ہوں۔"

ڈی ون نے کہا "کیا بکواس کرتے ہو۔ میں ہی تمہاری دیوی ہوں۔"

"تم دیوی نہیں' اس کی چمچی ہو۔ ہماری نگرانی کرنے کے لیے ہمارے ملک میں رہتی ہو۔"

"یہ تم سے کس نے کہا ہے؟ میں دیوی ہوں' اصلی دیوی۔"

"میں کہہ چکا ہوں' یہاں سے جاؤ۔ میرے دماغ میں صرف اصلی دیوی آئے گی۔ تم ایک نمبر نہیں' دو نمبر ہو۔ جاؤ اسے بھیج دو۔"

ڈی ون جینی کے اندر آکر دیوی کو اس خیال خوانی کرنے والے جوان کے بارے میں بتانے لگی۔ ایسے وقت جینی سحرزدہ سی ہو جاتی تھی۔ دیوی کی معمولہ تھی' اس لیے دیوی اور ڈی ون کے بارے میں پارس کو نہیں بتاتی تھی کہ اس کے دماغ میں دو چڑیلیں باتیں کر رہی ہیں۔ پارس اس کے سحرزدہ ہونے کے انداز سے سمجھ لیتا تھا اور چپ چاپ جینی کے اندر جا کر ان دونوں کی باتیں سنتا رہتا تھا۔

دیوی نے ڈی ون سے کہا "وہ جوان ہمارا معمول اور تابعدار ہے۔ اگر وہ تمہیں نقلی دیوی کہہ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے تنویمی عمل کے سحر سے نکل چکا ہے۔ بہرحال میں ابھی اس کے چور خیالات پڑھ کر حقیقت معلوم کروں گی۔"

اس نوجوان کے دماغ کے چور خانے میں سلمان تھا اور اسی جوان کی سوچ میں کہہ رہا تھا "میں صرف دیوی جی کا تابعدار ہوں اگر کوئی دوسری آئے گی تو اسے دیوی تسلیم نہیں کروں گا۔"

دیوی نے پوچھا "اصلی دیوی کے نام سے کوئی ڈی آتی ہے' یہ تمہیں کس نے بتایا ہے؟"

"پارس نے بتایا ہے بلکہ ابھی بتا رہا ہے۔"

"کیا ابھی پارس موجود ہے؟"

پارس نے کہا "کیا میری موجودگی پر تمہیں اعتراض ہے؟"

وہ فوراً خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر جینی کے پاس پہنچی' وہاں کاٹیج کے اندر پارس جینی کو آغوش میں لے کر کہہ رہا تھا "تم اتنی حسین ہو کہ تمہیں کسی کی بھی نظر لگ سکتی ہے۔ چلو ہم دنیا دے اس ٹکڑے چلے جائیں گے جہاں نظر لگانے والے بندے اور بندے دی ذات نہ ہووے۔"

دیوی پھر خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اپنے تابعدار کے دماغ میں پہنچی۔ وہاں سلمان' پارس کے لہجے میں کہہ رہا تھا "میری آواز سنتے ہی وہ کہیں گئی ہے' اس کا مطلب ہے' وہی اصلی دیوی تھی۔"

ڈی ون نے کہا "میں کہیں نہیں گئی ہوں' یہیں موجود ہوں اور اصلی ہوں' بالکل اصلی۔"

"دکان دار ہر مال کو اصلی کہہ کر بیچتا ہے مگر مال اصلی نہیں ہوتا۔"

دیوی نے پوچھا "تم کیسے پہچانو گے کہ اصلی کون ہے؟"

"حکومت کرنے والی دیوی کا لہجہ اور اس کی گفتگو کے تیور صاف پہچانے جاتے ہیں' تم ہی اصلی ہو۔"

"اور تم اصلی ہو یا نہیں؟ ایک ہی وقت میں یہاں بھی ہو اور دوسری جگہ بھی' تم نے اپنی کتنی ڈمیاں بنائی ہیں؟"

"میں اطمینان سے یاد کروں گا کہ میری ڈمیاں کتنی تعداد میں ہیں۔ ویسے میں خود اس کے دماغ میں رہتا ہوں' جو میرا نیا معمول اور تابعدار ہوتا ہے جیسا کہ یہ جوان ہے۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس وقت کاٹیج میں جو پارس ہے' وہ محض ایک ڈی ہے؟"

"صرف کاٹیج میں نہیں' اس وقت کتنے ہی پارس تمہارے فرانسیسی تابعداروں کے اندر موجود ہیں۔"

وہ ایک دم سے بھڑک کر بولی "تم خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو۔ تم نے بڑی رازداری سے دوبارہ ان سب کو تابعدار بنایا ہے لیکن تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔"

"میں اپنے فائدے کے لیے نہیں' تمہارے فائدے کو روکنے کے لیے ایسا کر رہا ہوں۔ فرانس کے تمام اہم افراد ٹیلی پیتھی کی تھال میں بینگن کی طرح کبھی تمہاری طرف اور کبھی میری طرف لڑھکتے رہیں گے۔ ایسی رسا کشی کے دوران تم بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کچھ نہیں کر سکو گی۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اس نے کئی بار ارادہ کیا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف فرانس کے حکمرانوں کو عملی اقدامات کرنے کا مشورہ دے اور وہ تابعدار اس کے مشورے پر عمل کریں گے لیکن پارس اسے الجھاتا جا رہا تھا۔ وہ بار بار فرانس کے اکابرین اور

ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں میں جاکر پارس کے عمل کا توڑ کرنے پر مجبور ہورہی تھی اور آئندہ بھی پارس اسے اسی طرح مصروف رکھنے والا تھا۔

پارس نے کہا "تم سمجھ رہی تھیں کہ میں جینی کے ساتھ کاٹیج میں رہتا ہوں کیونکہ میں حسن پرست ہوں۔ جینی کے ساتھ کوئی ڈمی پارس نہیں رہے گا۔ تمہارے سوچنے کے اسی انداز سے میں نے فائدہ اٹھایا۔ جینی جیسی حسینہ کو ڈمی پارس کے حوالے کرکے یہاں تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دوبارہ شکار کرتا رہا۔ اگر تم اپنے دعوے کے مطابق مجھے قتل کرتیں تو میرے دھوکے میں ایک ڈمی کو ہلاک کردیتیں۔ اب دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچو کہ آئندہ بھی تم اسی طرح بے وقوف بنتی رہوگی لیکن میرے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکوگی۔"

دیوی کی طرف سے خاموشی رہی' پارس نے پوچھا "سکتہ طاری ہوگیا ہے یا جاچکی ہو؟"

پارس خلائی زون کے بعد یہ دوسری زبردست شکست دے رہا تھا۔ فرانس میں جیتی ہوئی بازی کو ہارنے پر مجبور کررہا تھا۔ ایسے میں وہ غصے سے پھٹ پڑی۔ جنون میں مبتلا ہوکر اس خیال خوانی کرنے والے جوان کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا' جس کے دماغ میں اس وقت سلمان' پارس اور ڈمی ون کے علاوہ وہ خود تھی۔

وہ بے چارہ چیخیں مارتا ہوا تڑپنے لگا۔ وہ ایک اعلیٰ حاکم کے پاس گئی۔ جب اس کی سوچ سے معلوم ہوا کہ پارس اس کے اندر بھی پہنچ چکا ہے اور اب اس حاکم کا دماغ لاک نہیں رہا تو اس نے اس کے دماغ میں بھی زلزلہ پیدا کیا۔ وہ اعلیٰ حاکم بھی تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔

دیوی نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ ان سب کے علاوہ چار مزید ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھی شامت آگئی۔ جن اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر پارس نے عمل نہیں کیا تھا' دیوی نے انہیں نقصان نہیں پہنچایا۔

پارس جینی کی چیخیں سن کر دماغی طور پر کاٹیج میں حاضر ہوا۔ وہ بھی دماغی تکلیف کی شدت سے فرش پر گر کر تڑپ رہی تھی۔ صرف اتنا ہی نہیں' دیوی نے شہناز کی بیماری سے فائدہ اٹھایا۔ اس کے اندر بھی پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ بے چاری کمزور ہوگئی تھی۔ زلزلے کو برداشت نہ کرسکی۔ اس کا دم رکنے لگا۔ دیوی کو اس بات کی پروا نہیں تھی کہ پارس اور بابا صاحب کے ادارے والے اس کے خلاف کیسی کارروائی کریں گے۔ شہناز ایک ہی زلزلے کا جھٹکا برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے دوسرا شدید جھٹکا پہنچایا تو یکبارگی اس کا دم نکل گیا اور دیدے پھیل کر ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگئے۔

ایسا آمنہ کی لاعلمی میں ہوا تھا۔ وہ ادارے کے اسپتال میں شہناز کے پاس موجود نہیں تھی ورنہ دیوی کا جنون خاک میں ملادیتی۔

وہ اتنی بڑی واردات کرنے کے بعد اپنی موجودہ رہائش گاہ کے ایک کمرے میں آئی۔ وہاں ایک دیوار پر بھگوان شوشنکر کی تصویر تھی۔ وہ تصویر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گئی' کہنے لگی "ہرہر مہادیو! مجھے اور شکتی دو۔ آج میں آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑی ہوں اور ایسا کرنے سے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ جب بار بار پارس سے شکست ہی کھانا ہے تو پھر میں ایسی جوابی کارروائی کیوں نہ کروں' جیسی آج تک کسی نے فرہاد کی فیملی کے خلاف نہیں کی۔ پارس سے شکست میری آدھی موت ہے اور میں پوری موت پانے سے پہلے فرہاد کی فیملی کی نیندیں اڑادوں گی۔ مرنے سے پہلے فرہاد کی کسی اولاد کو ساتھ لے کر مروں گی۔"

ادھر شہناز کی ہلاکت پر میری پوری فیملی سوگوار ہوگئی تھی۔ پارس بابا صاحب کے ادارے میں اس کی آخری رسومات ادا کرنے آگیا تھا۔ اس نے آمنہ سے کہا "ممی! آپ کی یہ بہو' آپ کی نگرانی میں تھی' شی تارا نے گویا آپ کے گھر میں واردات کی ہے۔ آپ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے سزا دے سکتی ہیں۔"

آمنہ نے کہا "بیٹے! جب تک قدرت کی طرف سے اشارہ نہ ملے' تب تک ہم خاموش تماشائی بن کر رہتے ہیں۔ شی تارا کے خلاف مجھے کوئی اشارہ ملے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ اب میں اس کی زندگی عذاب بنادوں گا۔"

"جس طرح ہماری روحانی ٹیلی پیتھی قدرتی اشاروں کی پابند ہے اسی طرح دنیا کے تمام انسانوں کی جدوجہد یا انتقامی کارروائی اس حد تک کامیاب ہوگی جتنی کہ قدرت کو منظور ہے۔ اگر دیوی کے مقدر میں سلامتی ہے تو تم اسے جانی نقصان نہیں پہنچاسکوگے۔"

"جانی نقصان سے زیادہ ذہنی نقصان صدمہ پہنچاتا ہے۔ میں اسے ذہنی اذیتیں پہنچاتا رہوں گا۔"

آمنہ خاموش رہی۔ بیٹا غصے میں تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آتی کہ ابھی دیوی شی تارا کے مقدر میں سلامتی اور بڑی حد تک کامیابیاں لکھی ہوئی ہیں۔

دیوی بھگوان شوشنکر کی تصویر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی اور سکون سے سوچ رہی تھی "مجھے کچھ عرصے تک زیرِ زمین رہنا چاہیے۔ میں دونوں ڈمیوں کے ذریعے یہاں کے تمام معاملات سنبھالتی رہوں گی۔ فرانس میں پارس مجھے نقصان پہنچاتا رہے گا۔ میں فرہاد کی فیملی کے ایک ایک ممبر کو جہنم میں پہنچاتی رہوں گی۔ اب ہمارے درمیان کھل کر جنگ ہوتی رہے گی اس لیے مجھے جسمانی طور پر روپوش رہنا چاہیے۔ میں چوبیس گھنٹے سایہ بن کر نہیں رہنا چاہتی۔ ایسے میں پارس کسی بھی ہتھکنڈے سے میرے قریب آکر سایہ بن کر میرے جسم میں سماسکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ میں پارس کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے تک زیرِ زمین رہا کروں۔"

اس نے زیرِ زمین رہ کر اپنے منصوبوں پر کام کرتے رہنے کا فیصلہ کرلیا۔ امریکا چھوڑ کر ہندوستان جانے کی تیاریاں کرنے لگی۔ وہاں ہمالیہ کے دامن میں ایک غار تھا' اس غار کی گہرائیوں میں بھگوان شوشنکر کی بڑی سی مورتی تھی' وہیں وہ رہا کرتی تھی۔

اب ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لیے پاسپورٹ ضروری نہیں تھا۔ سایہ بن کر طیارے کے اندر پہنچ کر آسانی سے سفر کیا جاسکتا تھا۔ دیوی کے پاس ایک چھوٹا سا سفری بیگ تھا۔ وہ ائرپورٹ پہنچنے کے بعد ٹائلٹ میں گئی تھی پھر سایہ بن کر باہر آتے ہی ایک مسافر عورت کے اندر سماگئی تھی۔ نہ پاسپورٹ' نہ ویزا اور نہ کسٹم چیکنگ' وہ آرام سے طیارے میں آگئی۔ دوسرے مسافر آرہے تھے اور اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ رہے تھے۔ ان مسافروں میں دلجیت کو دیکھتے ہی دیوی چونک گئی۔

وہی سکھ لڑکا دلجیت سنگھ جو دیوی سے دوبار مل چکا تھا وہ ایک شخص کی انگلی پکڑ کر سیٹوں کے درمیان راہداری سے آرہا تھا پھر وہ اس شخص کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

دیوی اس عورت کے اندر سے نکل کر دلجیت کے ساتھ بیٹھنے والے شخص کے جسم میں سماگئی۔ اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ اس شخص نے دلجیت کو مین ہٹن کے علاقے میں بھٹکتا ہوا پایا تھا۔ دلجیت کو دیکھنے سے پہلے اس نے ایک اخبار میں اس کی تصویر دیکھی تھی۔ تصویر کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ وہ بچہ ایب نارمل ہے۔ وہ صرف آج کی باتیں یاد رکھتا ہے۔ کل کی باتیں بھول جاتا ہے۔

دلجیت کی ماں نے وہ تصویر اور خبر اخبار میں شائع کرائی تھی۔ اس اخبار کے ذریعے کہا تھا کہ وہ دلجیت کی تلاش میں ناکام ہوکر ہندوستان جارہی ہے۔ اگر وہ بچہ کسی کو ملے تو اسے جالندھر شہر پہنچانے والے کو پچاس ہزار ڈالر دے گی۔ اخبار میں جالندھر شہر کا پتا درج تھا۔

دلجیت جیسے پیارے بچے پر اس شخص کو پیار آیا۔ اس نے دلجیت کو اس کی ماں تک پہنچانے کا فیصلہ کیا۔ اسے انعام کا لالچ نہیں تھا۔ وہ خود ایک کروڑ پتی بزنس مین تھا۔ اٹلی کے شہر روم جارہا تھا لیکن دلجیت کے لیے بھارت کے شہر دہلی کا ٹکٹ لیا تھا اور سوچا تھا کہ مسافروں میں جو بھارت جانے والا ہوگا' دلجیت کو اس کے حوالے کردے گا۔

دیوی نے سوچا۔ "آخر دلجیت کی ماں کا پتا چل ہی گیا۔ یہ لڑکا مجھ سے دوبار مل کر بچھڑ گیا۔ اب میں اسے بھٹکنے نہیں دوں گی۔ اپنے ساتھ دہلی لے جاؤں گی۔ وہاں سے جالندھر فون کرکے اس کی ماں کو دہلی بلاؤں گی پھر دلجیت کو اس کے حوالے کردوں گی۔"

اس وقت وہ سایہ بنی ہوئی تھی۔ اس نے دوسروں کی نظریں بچاکر اپنا چھوٹا سا سفری بیگ سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ دوسرے بچوں کی طرح اعلیٰ بی بی کی بھی عادت تھی کہ اِدھر اُدھر تاک جھانک کرتی رہتی تھی۔ اس نے اس سفری بیگ کو سیٹ کے نیچے اچانک نمودار ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ کوئی سایہ بننے والی ہستی اس کے قریب ہی موجود ہے۔

اس نے یہ بات اس شخص کو نہیں بتائی' جس کے ساتھ سفر کررہی تھی۔ انتظار کرنے لگی کہ وہ سایہ کسی نہ کسی وقت نمودار ہوسکتا ہے یا کسی طرح اس سائے سے دوستی ہوسکتی ہے۔

سفر کے دوران مسافروں کے آگے رات کا کھانا لاکر رکھا جانے لگا۔ وہ شخص کھانے سے پہلے باتھ روم کی طرف گیا۔ دیوی نے اعلیٰ بی بی کی نظریں بچاکر اس شخص کی ٹرے میں سے کھانا اٹھاکر کھانا چاہا۔ ایسے وقت اسے اپنے ایک ہاتھ کو ٹھوس بنانا پڑا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "ہاتھ سے پتا چلتا ہے تم کوئی عورت ہو۔ مجھ سے دوستی کروگی؟"

دیوی نے کہا "ہماری پہلے کی دوستی ہے۔ ہماری ملاقات عجائب گھر کے گارڈن میں ہوئی تھی۔ ایک بدمعاش میرا پرس لے کر بھاگ رہا تھا۔ تم نے اسے پتھر سے مارا تھا۔"

اعلیٰ بی بی نے سوچنے کے سے انداز میں کہا "سوری' مجھے کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ تم کہتی ہو تو ہم پہلے سے دوست ہوں گے۔ تم میرا کھانا کھاؤ۔ اس کا کھاؤگی تو وہ شبہ کرے گا۔"

دیوی سیٹوں کے درمیان نمودار ہوکر دب گئی تھی اور اعلیٰ بی بی کے حصے کا کھانا کھارہی تھی۔ ایسے وقت اعلیٰ بی بی نے اس کے بدن کی مخصوص مہک سے پہچان لیا کہ وہ دیوی شی تارا ہے۔ اس نے پوچھا "تم چھپتی کیوں ہو' کیا گھر سے بھاگ کر آئی ہو؟"

وہ ہنس کر بولی "ہاں' یہی سمجھ لو۔"

"کیسے سمجھ لوں؟ لڑکی کسی لڑکے کے ساتھ بھاگتی ہے۔ تمہارے ساتھ لڑکا نہیں ہے۔ ویسے ماں باپ کو دھوکا دے کر گھر سے بھاگنا نہیں چاہیے۔"

وہ جواب نہ دے سکی۔ اس شخص کے آتے ہی پھر سایہ بن گئی۔ وہ سیٹ پر بیٹھ کر اعلیٰ بی بی کی خالی ٹرے دیکھ کر بولا "تعجب ہے۔ تم نے اتنی جلدی سب کچھ کھالیا؟"

وہ بولی "ہاں مگر پیٹ نہیں بھرا۔ مجھے اور بھوک لگ رہی ہے۔"

"نو پرابلم' تم یہ کھاؤ۔ میں دوسرا کھانا منگوالیتا ہوں۔"

اس نے ائرہوسٹس سے کھانے کی ایک اور ٹرے کی فرمائش کی۔ اعلیٰ بی بی کھانے میں مصروف ہوگئی تھی۔ بہت لمبا سفر تھا۔ مسافر کھانے کے بعد سونے لگے۔ ہر مسافر کو اوڑھنے کے لیے کمبل دیا گیا۔ دیوی پھر ٹھوس جسم میں ظاہر ہوئی۔ دو سیٹوں کے درمیان اعلیٰ بی بی کے کمبل کے باعث وہ کسی کو نظر نہیں آسکتی تھی۔ اس نے اس شخص کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلادیا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "یہ سوگیا ہے۔ اب ہم مزے مزے سے باتیں کریں گے۔ تمہیں نیچے

تکلیف ہو رہی ہو گی۔"

"نہیں' میں آرام سے ہوں۔ میرا خیال ہے تمہیں سو جانا چاہیے۔ اچھے بچے رات کو جلدی سوتے ہیں۔"

"میں تو تم سے خوب باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ جہاز لندن پہنچے گا تو میں ایک تدبیر سے ظاہر ہو جاؤں گی پھر مجھ سے جی بھر کے باتیں کر لینا۔ ابھی سو جاؤ۔"

"تم کہتی ہو تو سو جاتا ہوں' اچھا گڈ نائٹ۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ دیوی نے سیٹ کے نیچے اپنے بیگ کو کھول کر دیکھا۔ ایک سوٹ کے درمیان دو بڑے ڈبے چھپے ہوئے تھے۔ ایک ڈبے میں سایہ بنانے والی گولیاں تھیں اور دوسرے میں خلائی کیپسول تھے۔ اس نے مطمئن ہو کر بیگ کو بند کر دیا۔ وہ خیال خوانی کرنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے اعلیٰ بی بی کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلانے کے لیے اس کے اندر آئی تو حیران رہ گئی۔ وہ اتنی جلدی گہری نیند میں ڈوب گئی تھی۔

اس نے پچھلے کئی گھنٹوں سے کلپنا بھارتی کی خبر نہیں لی تھی۔ اس پر دوبارہ تنویمی عمل کر کے اس کے اندر سے بغاوت کو کچل کر پوری طرح اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر اس کے دماغ سے چلی آئی تھی اور اس بات سے بے خبر تھی کہ اس کے بعد آمنہ فرہاد کلپنا کے پاس گئی تھی اور روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ کو اور جسم کو جیسے فولاد بنا دیا تھا۔ دیوی آتما شکتی کے ذریعے اس کے دماغ میں نہیں جا سکتی تھی اور سایہ بن کر اس کے جسم میں نہیں سما سکتی تھی۔

وہ سیٹوں کے درمیان کمبل کے نیچے آرام سے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہاں سے اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر کلپنا کے پاس پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار پھر اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی مگر اسے ناکامی ہوئی۔ سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔

اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ اب تک اس بات سے مطمئن تھی کہ بھارت میں کوئی اس کا مخالف نہیں ہے لیکن کلپنا کے مقفل ہونے والے دماغ سے خطرات کا علم ہو گیا۔ وہ اس کی ڈمی تھی۔ اس کی رازدار تھی۔ بھارت میں بڑی رازداری سے سایہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تیار ہونے والے تھے۔ کلپنا یہ راز جانتی تھی اور اب جس نے بھی کلپنا کے دماغ کو مقفل کیا تھا' وہ بھی اس راز سے واقف ہو چکا ہو گا۔

اس نے اپنی ڈمی ون کو مخاطب کیا اور اسے بتایا "ڈمی ٹو کلپنا بھارتی باغی ہو گئی ہے۔ کسی نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ میں آتما شکتی کے ذریعے بھی اس کے اندر جانے میں ناکام ہو رہی ہوں۔ ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کی بھی نگرانی کرنے والے ہمارے جتنے جوان ہیں' ان سے کہو کہ وہ اس لمحے سے کلپنا کی سوچ کی لہریں سنتے ہی سانس روک لیا کریں۔ وہ دشمن بن چکی ہے۔ اسے سایہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسول کے بارے میں کوئی بات نہ بتائیں۔"

"دیوی جی! ان گولیوں اور کیپسولوں کا کیا ہو گا' جو کلپنا کے پاس ہیں؟"

"مجھ سے بڑی بھول ہوئی کہ میں نے اسے پچیس گولیاں اور پانچ کیپسول دیے۔ اب وہ واپس نہیں ملیں گے۔ بہرحال تم بھارت میں ہمارے تمام خیال خوانی کرنے والوں کے پاس جاؤ۔ میں بھی جا رہی ہوں۔ انہیں فوراً کلپنا کی دشمنی سے آگاہ کرو۔"

وہ دونوں بڑی دیر تک خیال خوانی کرتی رہیں اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کو کلپنا کی دشمنی سے آگاہ کرتی رہیں۔ پھر دونوں نے ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کے خیالات پڑھے۔ معلوم ہوا کہ سایہ بنانے والی گولیاں کل تیار ہو جائیں گی۔ دیوی اور اس کی ڈمی نے ان ڈاکٹروں اور سائنس دانوں پر دوبارہ عمل کیا۔ ان کی آواز اور لہجے بدل دیے' ان کے دماغوں کو لاک کر دیا تاکہ کلپنا کسی طرح بھی ان سے نئی تیار ہونے والی گولیاں حاصل نہ کر سکے۔

اس قدر جدوجہد کرتے کرتے تقریباً چار گھنٹے گزر گئے۔ تمام مسافر سو رہے تھے۔ کوئی کوئی جاگ رہا تھا۔ وہ اٹھ کر کمبل سے باہر آ گئی۔ اس پر کوئی شبہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ پاسپورٹ اور ٹکٹ کے بغیر سفر کر رہی ہے۔

وہ اعلیٰ بی بی اور اس شخص کے سامنے سے گزر کر جانے لگی۔ جب ٹائلٹ کی طرف جانے لگی تو اعلیٰ بی بی نے آنکھیں کھول کر دیکھا پھر کمبل کے نیچے کھسک کر سیٹوں کے درمیان آئی۔ دیوی کے بیگ کو کھول کر دیکھا۔ اسے ایک لباس میں لپٹے ہوئے دو ڈبے دکھائی دیے۔ وہ ان ڈبوں کو امریکا میں دیوی کے بیڈ روم کی الماری میں دیکھ چکی تھی۔ کچھ کیپسول اور ان کا فارمولا چرا کر لے گئی تھی۔ سونیا نے بعد میں اسے گولیوں اور کیپسول کی اہمیت بتائی تھی۔ اور سمجھایا تھا کہ ایسی چیزوں کو صرف ہمارے پاس رہنا چاہیے۔ انہیں دشمنوں کے استعمال کے لیے ان کے پاس نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اگر ان سے چھین کر لانے کا موقع نہ ملے تو انہیں ضائع کرنا چاہیے۔

اس نے سکھ لڑکے والی پگڑی اتاری۔ ان ڈبوں سے تمام گولیوں اور کیپسولوں کو نکال کر پگڑی کے اندر ڈالا پھر اسے دوبارہ پہن لیا۔ بیگ کو دوبارہ بند کر کے سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ وہاں سے اٹھ کر کمبل کو ایک طرف ہٹا کر ٹائلٹ کی طرف جانے لگی۔

دیوی نے ٹائلٹ سے نکل کر اسے دیکھا پھر پوچھا "ارے تم جاگ گئے؟"

"بے تکا سوال ہے۔ جاگ گیا ہوں' تب ہی یہاں تک آیا ہوں۔ کیا تم سمجھ رہی ہو کہ میں نیند میں چل رہا ہوں؟"

وہ ہنس کر بولی "مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں نے بے تکا سوال کیا تھا۔ جاؤ ٹائلٹ خالی ہے۔"

دیوی سیٹ کی طرف جانے لگی۔ اعلیٰ بی بی نے ٹائلٹ میں آ کر دروازے کو اندر سے بند کیا پھر پگڑی اتار کر اس میں سے مٹھی بھر بھر کر گولیاں اور کیپسول نکال کر کموڈ میں ڈالنے لگی۔ تمام گولیاں اور کیپسول ڈالنے کے بعد اس نے فلش کیا۔ پانی کے تیز بہاؤ سے وہ تمام چیزیں کموڈ کے اندر سے گزر کر نیچے چلی گئیں۔

وہ ٹائلٹ سے نکل کر اپنی سیٹ پر آ گئی۔ دیوی نے کہا "اب میں سایہ بن جاؤں گی کیونکہ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

وہ تھوڑی دیر بعد سایہ بن گئی۔ اطمینان سے سو گئی۔ اعلیٰ بی بی سے پہلی ملاقات میں دیوی کے فلائنگ کیپسول اور فارمولا چوری ہوا تھا۔ دوسری ملاقات میں وہ ڈی کرو سو کو تابعدار بنا کر رکھا اور مائیک ہرارے تک پہنچنا چاہتی تھی لیکن اعلیٰ بی بی نے دیوی کو ناکام بنا دیا تھا۔ وہ ڈی کرو سو کو تابعدار نہیں بنا سکی تھی۔

اب تیسری ملاقات میں دیوی کے پاس جتنی گولیاں اور کیپسول تھے' وہ سب اعلیٰ بی بی نے ضائع کر دیے تھے۔ وہ جب بھی ملتی تھی' دیوی کا اس طرح کباڑا کرتی تھی کہ اسے اس پر کسی طرح کا بھی شبہ نہیں ہوتا تھا۔

وہ طیارہ لندن پہنچ گیا۔ وہاں کچھ مسافر اترنے والے تھے اور کچھ نئے مسافر آنے والے تھے۔ دیوی ایک ہندوستانی عورت کے اندر سما کر ریفریشمنٹ ہال میں آ گئی۔ آگے سفر کرنے والے مسافر وہاں کچھ کھاتے پیتے اور خریداری کرتے تھے۔

دیوی اس ہندوستانی عورت کو ٹائلٹ میں لے گئی۔ وہاں اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر کے اسے منہ بند رکھنے پر مجبور کیا۔ وہ بے چاری چیخ بھی نہ سکی۔ دو تین بار جھٹکے کھانے کے بعد بے ہوش ہو گئی۔ دیوی نے اس کا بیگ لیا۔ گولی کو حلق سے نکالا پھر ٹھوس جسم میں نمودار ہو کر اسی ٹائلٹ کے قریب رہی تاکہ کوئی عورت ادھر جائے تو اس پر قابو پا سکے اور بھید نہ کھلنے دے۔

ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ طیارے کی روانگی کا وقت ہوا تو وہ دوسرے مسافروں کے ساتھ طیارے میں آ گئی۔ وہاں پاسپورٹ وغیرہ طلب نہیں کیا جاتا۔ پہلے کے بورڈنگ کارڈ کے مطابق جو سیٹ تھی وہ اس پر آ کر بیٹھ گئی۔

اعلیٰ بی بی نے اسے دیکھا پھر قریب آ کر سرگوشی میں بولی "تم سب کے سامنے آ گئی ہو۔ کیا اب سایہ نہیں بنو گی؟"

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ میں تمہیں اپنے ساتھ بھارت لے جاؤں گی اور تمہیں وہاں تمہاری ماں کے حوالے کروں گی۔ تم اپنے ساتھ والے مسافر سے کہو کہ وہ میری سیٹ پر آ جائے پھر میں تمہارے ساتھ والی سیٹ پر آ جاؤں گی۔"

اعلیٰ بی بی اس کے پاس آ گئی۔ اسے بتانے لگی کہ ایک ہندوستانی عورت اسے جالندھر پہنچا دے گی۔ لہٰذا وہ اس کی سیٹ پر چلا جائے۔ اس نے دیوی کے پاس آ کر کہا "میں یہی چاہتا تھا کہ کوئی اس بچے کو انڈیا ساتھ لے جائے۔ تمہارا شکریہ' تم میری سیٹ پر بیٹھ سکتی ہو۔"

وہ اعلیٰ بی بی کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ اعلیٰ بی بی نے خوش ہو کر کہا۔ "اب ہم خوب باتیں کریں گے۔ کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟"

"تم اتنے سے ہو' میری شادی کی فکر کر رہے ہو۔ کوئی دوسری بات کرو۔"

"دوسری بات کیا کروں؟ لڑکی جوان ہو جائے تو اس کی فکر کھائے جاتی ہے۔"

وہ ہنس کر بولی "تم تو میرے باپ دادا بن کر فکر کر رہے ہو۔"

"آخر کسی کو تو فکر کرنی پڑتی ہے۔ کیا تمہاری نظر میں کوئی لڑکا ہے؟ کیا تم کسی سے محبت کرتی ہو؟"

اس کے تصور میں پارس آ گیا۔ وہ ناگواری سے بولی "ہاں ایک میرے دل میں تھا۔ اب وہ میری جوتیوں تلے آئے گا اور مسلا جائے گا۔"

"کیا وہ سائز میں اتنا چھوٹا ہے کہ جوتیوں کے نیچے آ جائے گا؟"

"تم نہیں سمجھو گے۔ دوسری بات کرو۔"

"تم سایہ کیسے بن جاتی ہو؟ کیا مجھے غائب ہونا سکھاؤ گی؟"

"یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ کوئی دوسری بات کرو۔"

"واہ! میں جو کہتا ہوں' اس کا جواب نہیں دیتی ہو۔ یہی کہتی ہو کوئی دوسری بات کرو۔ ٹھیک ہے یہ بتاؤ' پارس کو جانتی ہو؟"

دیوی نے چونک کر اسے دیکھا پھر پوچھا "تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

"بھئی پہلے میں نے سوال کیا ہے اب تمہیں سوال پر سوال نہیں کرنا چاہیے۔ پہلے جواب دینا چاہیے۔"

"میں پوچھتی ہوں' تم اس ذلیل بدمعاش کو کیسے جانتے ہو؟"

"تعجب ہے۔ ایک پتھر بدمعاش کیسے ہو سکتا ہے؟"

"پتھر؟"

"ہاں۔ پارس پتھر۔ یہ پتھر جسے چھو لے' وہ سونے کا ہو جاتا ہے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "یہ ایک خیالی پتھر ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔"

"پھر تو دیوی بھی ایک خیالی ہو گی۔ سچ مچ اس کا وجود نہیں ہو گا۔"

"تم کس دیوی کی بات کر رہے ہو؟"

"دیوی تو ایک ہی ہوتی ہے۔ پتھر کی دیوی' جس کی پوجا کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ پتھر کی دیوی سن رہی ہے۔ کیا وہ سچ مچ سنتی ہے یا یہ خیالی باتیں ہیں۔"

"وہ سچ مچ سنتی ہے اور من کی مرادیں پوری کرتی ہے۔"

"دیوی بھی پتھر کی اور پارس بھی پتھر کا۔ اگر وہ پتھر والی سچ مچ ہے تو پارس بھی خیالی نہیں ہے۔"

"تم کہاں کی بحث لے بیٹھے ہو۔ کوئی دوسری بات کرو۔"

"پھر وہی بات کہ دوسری بات کرو۔ تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں؟"

"بہتر ہے' خاموش رہو۔ میں تھوڑی دیر سونا چاہتی ہوں۔"

اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرلیں۔ اپنی ڈمی ون کو مخاطب کرکے پوچھا "فرانس میں ہماری کیا پوزیشن ہے؟"

ڈمی ون نے کہا "ابھی تک امن وامان ہے۔ پارس نے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی ہے۔ اس کی خاموشی کسی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔"

"اب وہ لاکھ آندھی طوفان بن کر آئے' میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ میں نے شہناز کو ہلاک کرکے اسے سمجھادیا ہے کہ وہ فرانس میں میرے معمول اور تابعداروں کو ٹریپ کرے گا' مجھے اس ملک سے بھگانے کی کوشش کرے گا تو اب میں اس کے عزیزوں اور رشتے داروں سے انتقام لیا کروں گی۔"

"دیوی جی! فرہاد علی تیمور کی بہو کو ہلاک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ آپ نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ امریکا اور اسرائیل نے مجھے دیوی سمجھ کر اس جرأت پر مبارک باد دی ہے۔"

"کیا تم نے نہیں کہا کہ وہ فراڈ دیوی سے بھی ایسی جرأت کا مطالبہ کریں۔"

"وہ خود ہی کہہ رہے تھے کہ وہ آپ کو اصلی دیوی تسلیم کرتے ہیں اور جو خود کو دیوی کہہ رہی تھی' وہ پچھلے دو ہفتوں سے لاپتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے امریکا اور اسرائیل میری طرف جھک رہے ہیں۔ اگر وہ دوستی کی بات کریں تو کہہ دینا' حکومتِ فرانس جس طرح ہم پر اندھا اعتماد کرتی ہے وہ بھی کریں۔ ہم ان دونوں ممالک کے اکابرین پر بھی تنویمی عمل کرکے ان کے دماغوں کو لاک کریں گے۔"

"میں دوستی کی یہی شرط پیش کروں گی' کیا آپ دہلی پہنچ گئی ہیں؟"

"ایک گھنٹے بعد پہنچنے والی ہوں۔ اس کمبخت کلپنا کی طرف سے فکر لاحق ہوگئی ہے۔ وہ وہاں تیار ہونے والی نئی گولیاں اور کیپسول حاصل کرنے کے لیے پتا نہیں کیا کرے گی؟ معلوم ہوتا ہے' پارس نے انتقامی کارروائی کا رخ بدل دیا ہے۔ اگر وہ کلپنا کو اپنے قابو میں کرچکا ہے تو ہماری نئی گولیاں اور کیپسول کلپنا کے ذریعے ضرور ہم سے چھین لینا چاہے گا اور اگر وہ کامیاب ہوگیا تو ان کے فارمولے بھی چھین کرلے جائے گا۔"

"دیوی جی! آپ نے شہناز کو ہلاک کرنے سے بہت پہلے کلپنا پر دوبارہ تنویمی عمل کیا تھا۔ اس وقت پارس انتقامی کارروائی کے لیے کلپنا کے پاس نہیں جاسکتا تھا کیونکہ پیرس میں ہمارے تابعداروں پر سے ہمارے تنویمی عمل کا توڑ کررہا تھا۔ کلپنا کی بغاوت کے پیچھے کسی دوسرے کا ہاتھ ہے۔ وہ دوسرے پربھا اور ہرارے بھی ہوسکتے ہیں۔"

"ہوں۔ اسی لیے امریکا میں پربھا کی سرگرمیاں ختم ہوگئی ہیں۔ وہ وہاں نقلی دیوی کا تماشا ختم کرکے بھارت میں میرے خلاف محاذ آرائی شروع کرچکی ہے۔"

"بھگوان نے چاہا تو آپ بھارت میں بھی پربھا کو اس کے ارادوں میں ناکام بنائیں گی اور کلپنا کو اس کی بغاوت کی سزا دیں گی۔"

دیوی کو ذرا اطمینان ہوا کہ بھارت میں کوئی زبردست دشمن نہیں ہے۔ اپنی نئی گولیوں اور کیپسولوں کو محفوظ رکھنے میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آئے گی۔

وہ دہلی پہنچ گئی۔ اعلیٰ بی بی نے پوچھا "کیا یہاں تمہارے ماں باپ رہتے ہیں؟"

"میرا کوئی نہیں ہے' میں دنیا میں اکیلی ہوں۔"

"اسی لیے آوارہ پھرتی ہو۔ مجھے اپنے ساتھ رکھو۔ میں تمہیں گھر سے نکلنے نہیں دوں گا۔ جتنی جلدی ہوسکے' تمہارے ہاتھ پیلے کردوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "چلو اتنی بڑی دنیا میں کوئی تو ہے جو میرا گھر بسانے کی فکر کرتا ہے۔ آئی لو یو دلجیت۔"

وہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں آگئے۔ دیوی نے وہاں سے جالندھر فون کیا۔ ادھر گھنٹی بجتی رہی۔ کسی نے فون اٹینڈ ہی نہیں کیا۔ اس نے جالندھر ٹیلی فون ایکسچینج کے افسر سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا کہ وہ فلاں ٹیلی فون نمبر کے سلسلے میں انکوائری کرے۔ افسر نے وعدہ کیا لیکن ریسیور رکھ کر کہا "ہونہہ! ایسے حکم دے رہی تھی جیسے اندرا گاندھی ہو۔ میں کیا اس کے باپ کا نوکر ہوں۔"

دیوی نے اسے کرسی سے اٹھادیا۔ اسے دوڑاتی ہوئی باہر اس کی کار میں لے گئی۔ دوسرے افسر نے پوچھا "خیریت تو ہے' کہاں بھاگے جارہے ہو؟"

"ایک ضروری کام ہے۔ ہمارے دفتر کے پیچھے ایک بیوہ کلونت کور رہتی ہے۔ اس سے ملنے جارہا ہوں۔"

وہ اس محلے میں پہنچا۔ محلے والوں نے بتایا کہ کلونت دو ماہ پہلے اپنے بیٹے کے ساتھ امریکا گئی تھی' ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔

دیوی دماغی طور پر حاضر ہوکر دلجیت سے بولی "تمہاری ماں نے امریکا میں تمہاری گمشدگی کی اطلاع شائع کرائی۔ یہ لکھا کہ تم بھارت جارہی ہے لیکن وہ ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔"

"چلو اچھا ہے' میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

"کیا تمہیں اپنی ماں کی فکر نہیں ہے۔ اسے تم سے پہلے یہاں آنا چاہیے تھا۔"

"کیا میری ماں امریکا سے آنے والی ہے؟ کیا تم میری ماں کو

جانتی ہو؟"

"میں نہیں جانتی اور تمہاری بھولنے کی عادت نے اور مسئلہ پیدا کردیا ہے۔ اگر حافظہ اچھا رہتا تو اپنے کسی دوسرے رشتے دار کا نام اور پتا بتاتے۔ تم اپنے مسئلے میں الجھ رہے ہو اور ابھی میرے اپنے بہت سے کام پڑے ہیں۔"

"تم اپنا کام کرو۔ میں ذرا باہر سے گھوم کر آتا ہوں۔"

"بھگوان کے لیے یہاں سے باہر نہ جانا۔ یہ سوئٹ بہت بڑا ہے۔ یہاں کھیلتے رہو۔ کارٹون پروگرام دیکھتے رہو۔ ہم ایک گھنٹے بعد نیچے ڈائننگ ہال میں کھانا کھانے جائیں گے۔ میں تھوڑی دیر کے لیے سو رہی ہوں۔"

"تم سوتی بہت ہو۔ جب چاہتی ہو' آنکھیں بند کرکے سو جاتی ہو۔ تمہیں نیند کیسے آتی رہتی ہے۔ کیا افیون کھاتی ہو؟"

اس نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر آنکھیں بند کرکے ڈی ون کے پاس پہنچ گئی۔ ڈی نے کہا "میں آپ کا انتظار کررہی تھی۔ ابھی لیبارٹری میں ایک سائنس دان کے اندر ہوں۔ ہمارے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت یہیں موجود ہیں۔"

"کیا گولیاں تیار ہوگئی ہیں؟"

"جی ہاں۔ ڈاکٹر نارائن نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ اجازت دیں' اس گولی کو آزمایا جائے گا۔"

"ہمارے تینوں ماتحتوں میں سے کسی ایک سے کہو وہ ایک گولی نگل جائے۔"

اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان نے ٹرے میں سے ایک گولی اٹھا کر منہ میں ڈالی پھر اسے نگل گیا۔ دیوی اور ڈمی ون تجسس سے اسے دیکھنے لگیں۔ وہ سایہ نہیں بن رہا تھا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کراہنے لگا۔

دیوی نے اس کے دماغ میں جھانک کر معلوم کیا۔ وہ سینے میں جلن محسوس کررہا تھا۔ وہ جلن تمام جسم میں پھیلتی جارہی تھی۔ اب وہ تکلیف سے تڑپنے لگا تھا۔ پہلے فرش پر اکڑوں بیٹھا پھر اوندھے منہ گر پڑا۔ دیوی نے ڈاکٹر سے پوچھا "یہ تم نے کیسی گولی بنائی ہے؟ اس کے تمام جسم میں ایسی جلن ہے جیسے انگارے دہک رہے ہوں۔"

لیبارٹری میں موجود افراد نے دیکھا' اندر کی شدید جلن کے باعث جسم اور چہرے پر آبلے پڑنے لگے تھے۔ وہ اس آگ کو برداشت نہ کرسکا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دم نکل گیا۔

تھوڑی دیر کے لیے سب کے دماغوں میں سناٹا چھا گیا پھر ڈاکٹر نارائن نے کہا "میں نے فارمولے کے عین مطابق یہ گولیاں تیار کی ہیں۔ اس میں ایک ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔"

دیوی نے کہا "یہ گولیاں فارمولے کے مطابق نہیں ہیں۔"

"دیوی جی! آپ کسی بھی تجربہ کار کیمسٹ کے ذریعے فارمولے اور میری بنائی ہوئی گولیوں کا موازنہ کرسکتی ہیں۔ اگر میں نے اپنے کام میں ذرا سی بھی کوتاہی کی ہوگی اور کوتاہی ثابت ہوجائے گی تو میں بھی یہ جان لیوا گولی کھا کر جان دے دوں گا۔"

دیوی نے ایک خیال خوانی کرنے والے جوان سے کہا "تم جاؤ اور کسی ماہر کیمسٹ کو سحرزدہ کرکے یہاں لے آؤ۔ میں ایک گھنٹے بعد آؤں گی۔"

وہ ڈی ون کے پاس آکر بولی "اگر ڈاکٹر درست کہہ رہا ہے تو پھر کلپنا نے فارمولے میں کوئی گڑبڑ کی ہے۔"

"دیوی جی! میں ڈاکٹر کے چور خیالات پڑھ چکی ہوں۔ وہ بے قصور ہے۔ اس نے دیانت داری سے فارمولے کے مطابق وہ گولیاں بنائی ہیں۔ میرا خیال ہے' اس نے ڈاکٹر کے دماغ پر مسلط ہوکر فارمولے میں تبدیلی کرائی ہے۔"

"ابھی کوئی ماہر کیمسٹ آئے گا۔ جب وہ ادویات کا تجزیہ کرے گا تو میں بھی اپنے پاس رکھے ہوئے فارمولے سے ان ادویات کا موازنہ کروں گی۔"

اس نے ایک گھنٹے بعد یہی کیا۔ لیبارٹری میں جو فارمولا تھا اس کے مطابق ادویات کے مرکب سے گولیاں بنائی گئی تھیں لیکن دیوی کے پاس جو فارمولا تھا اس کے مطابق دو ادویات میں تبدیلی کی گئی تھی۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ کلپنا نے ہی خیال خوانی کے ذریعے لیبارٹری والے فارمولے میں تبدیلی کرائی ہے۔

حقیقت یہ تھی کہ علی نے ایسا کیا تھا۔ دیوی بھارت میں علی کی موجودگی سے بے خبر تھی۔ اسے کبیر بھارتی کی حیثیت سے جانتی تھی اور اس کی معلومات کے مطابق وہ کبیر بھارتی بھی ہلاک ہوچکا تھا۔ دیوی سے یہ معما حل نہیں ہوسکا تھا کہ کن لوگوں نے خود کو دیوی جی کا وفادار کہہ کر کبیر کو قتل کیا تھا۔

دیوی نے سوچا تھا کہ بھارت میں کسی زبردست دشمن سے ٹکراؤ نہیں ہوگا لیکن حالات بتارہے تھے کہ ایک نہیں کئی دشمن ہیں۔ ایک دشمن کلپنا تھی جو آستین کا سانپ بن کر دیوی کو ڈس رہی تھی۔ دوسری پربھا ہوگی اور تیسرا بھی کوئی ہے جس کے آدمیوں نے کبیر بھارتی کو ہلاک کیا تھا۔

دیوی نے ڈمی سے کہا "اب میرے پاس جو فارمولا ہے اس کے مطابق گولیاں تیار کی جائیں گی۔ ہمارا ایک خیال خوانی کرنے والا جوان تین دن تک ڈاکٹر نارائن کے ساتھ تنہا لیبارٹری میں بند رہے گا۔ باہر سے کوئی لیبارٹری میں نہیں آئے گا اور خیال خوانی کرنے والا جوان کسی سے دماغی رابطہ نہیں رکھے گا اور میں مسلسل تین دن تک ڈاکٹر نارائن کی سختی سے نگرانی کرتی رہوں گی۔ تم انتظامات کرو۔ یہ کام کل سے شروع ہوگا۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ سایہ بنانے والی گولیاں تیار کرنے میں ناکامی ہوئی تھی۔ ایک خیال خوانی کرنے والے کی جان بھی گئی تھی۔ آئندہ بھی یہ اندیشہ تھا کہ کلپنا ان گولیوں کی تیاری میں رکاوٹیں ڈالے گی پھر ایسا ہی ہوتا رہا تو اپنے پاس گولیوں کا ذخیرہ ختم

ہو جائے گا اور دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے غائب ہو جانے کی صلاحیت نہیں رہے گی۔

عقل نے سمجھایا کہ ان حالات کے پیش نظر اپنے پاس جو گولیاں ہیں انہیں خوب سوچ سمجھ کر استعمال کرے اور ڈبوں میں جو گولیاں اور کیپسول ہیں انہیں فی الحال بینک کے لاکر میں رکھے۔

اس نے اپنے گریبان سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی۔ اسے کھول کر دیکھا۔ اس میں چھ گولیاں اور دو کیپسول رکھے ہوئے تھے۔ اگر وہ احتیاط سے ان گولیوں کو استعمال کرتی تو وہ ایک ڈیڑھ برس تک کام آسکتی تھیں۔ ایک کیپسول کی کارکردگی چھ ماہ تک رہتی تھی۔ اس نے حساب کرنے کے لیے اپنے سفری بیگ کو کھولا۔ اندر سے دونوں ڈبوں کو نکالتے وقت وہ وزن میں ہلکے لگے پھر انہیں کھول کر دیکھا تو حلق سے چیخ نکل گئی۔

دونوں ڈبے خالی تھے۔ ایک بھی کیپسول' ایک بھی گولی نہیں تھی۔ وہ جیسے صدمے سے پاگل ہو گئی۔ دونوں ڈبوں کو فرش پر پھینک کر کھڑی ہو گئی۔ کبھی اِدھر جانے لگی کبھی اُدھر آنے لگی۔ "نہیں' نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں خواب دیکھ رہی ہوں۔ بھلا بند ڈبوں اور بیگ کے اندر سے یہ چیزیں کہاں جا سکتی ہیں۔ کوئی جادو سے انہیں غائب نہیں کر سکتا۔ نہیں' میں خواب دیکھ رہی ہوں۔"

وہ گولیاں اور کیپسول ڈبوں کے اندر سے کیا گئے تھے جیسے دیوی کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ وہ ہر طرح کی ناکامی برداشت کر سکتی تھی لیکن ان گولیوں اور کیپسولوں کا نقصان برداشت نہیں کر سکتی تھی اس لیے نیم پاگل سی ہو گئی تھی۔ کتنی ہی چیزوں کو اٹھا کر توڑ دیا' پھینک دیا۔ آخر خود ہی چکرا کر گر پڑی۔

اعلیٰ بی بی بڑی دیر سے اس کی جنونی حرکتوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے گرتے ہی دوڑتی ہوئی سنگار میز کے پاس گئی۔ وہاں سے پرفیوم کی شیشی اٹھا کر لائی پھر اس پر اسپرے کرنے لگی۔

دیوی نے ٹھنڈی خوشبودار ہوا کا جھونکا محسوس کیا۔ آنکھیں کھول کر اعلیٰ بی بی کو دیکھا۔ صدمے اور جنون میں کمی ہوئی تھی۔ وہ اعلیٰ بی بی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی "شکریہ' تم بہت اچھے ہو۔ مجھے ہوش و حواس میں رہنا چاہیے۔ میں غافل تھی' کوئی سایہ بن کر وہ تمام گولیاں اور کیپسول لے گیا۔ کب لے گیا؟ کہاں قریب آکر لے گیا؟ یہ سوچنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔"

"تمہارا غصہ ختم ہو گیا۔ اب امید ہے کہ مجھے رات کا کھانا مل جائے گا۔"

"اوہ' میں تو بھول ہی گئی تھی کہ ہم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا ہے۔ چلو میں ذرا چینج کرلوں پھر چلتے ہیں۔"

وہ پندرہ منٹ کے بعد اپنے کمرے سے نکل کر اعلیٰ بی بی کے ساتھ ڈائننگ ہال میں آئی۔ ہال کی میزوں پر دور تک خوش پوش دولت مند حسین عورتوں کے ساتھ بیٹھے کھا رہے تھے اور ہنستے بولتے جا رہے تھے۔ وہ دونوں ایک میز کے اطراف آکر بیٹھ گئیں۔ دیوی نے پوچھا "کیا کھاؤ گے؟"

"اتنی زور کی بھوک لگ رہی ہے کہ گھاس بھی کھا سکتا ہوں۔ پلیز کچھ منگاؤ' جلدی منگاؤ۔"

دیوی ویٹر کو بلا کر آرڈر نوٹ کرانے لگی۔ ذرا فاصلے پر ایک میز کے پاس ایک خوبرو جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے اسے دیکھ کر آنکھ ماری۔ وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا کر اپنی کرسی سے اٹھ گیا پھر ڈائننگ ہال سے باہر جانے لگا۔

وہ علی تھا۔ دونوں بھائی بہن کسی بھی بہروپ میں ایک دوسرے کو پہچان سکتے تھے اور ایک دوسرے کے اشاروں کا مطلب بھی سمجھ لیتے تھے۔ ویٹر جلد ہی کھانے کی چیزیں لے آیا۔ اعلیٰ بی بی جلدی جلدی کھانے لگی۔ دیوی نے کہا "آرام سے کھاؤ۔ جلدی کیا ہے؟"

وہ بولی "کوئی بھروسا نہیں ہے' آنے والا وقت کیسا ہو گا۔ کبھی کبھی اچانک کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ تم بھی جلدی سے کھالو۔"

وہ مسکرا کر کھانے لگی۔ کھانا شروع کرتے ہی ہال کے کتنے ہی لوگ حیرت سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اس ڈائننگ ہال میں ایک پالتو کتا آیا تھا لیکن وہ فرش پر نہیں دوڑ رہا تھا بلکہ فضا میں بلند ہو کر پرواز کر رہا تھا۔

دیوی ایک دم سے چونک کر کھڑی ہو گئی۔ یہ بات دماغ کو لگی کہ کتے کے منہ میں فلائنگ کیپسول ہے اسی لیے وہ زمین سے بلند ہے اور وہ جانور یہ سمجھ نہیں پا رہا ہے کہ کس طرح نیچے اترنا چاہیے۔

ایک بوڑھی خاتون چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی "یہ میرا کتا ہے۔ پلیز' اسے پکڑو۔ اسے نیچے اتارو۔ یہ کیا جادو ہے۔ یہ نیچے سے اوپر جا کر دوڑ رہا ہے۔ کسی طرح اسے پکڑو' نیچے لاؤ۔"

کچھ لوگ خاتون سے پوچھنے لگے "یہ اوپر کیسے چلا گیا؟"

علی نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا "اوپر جانے والوں کو بھلا کون روک سکتا ہے۔"

خاتون نے پوچھا "کیا یہ نیچے نہیں آئے گا؟"

علی نے کہا "جو زبردستی بلندی پر جاتے ہیں' وہ ضرور پستی میں گرتے ہیں اور جو موت کے بعد اوپر جاتے ہیں' وہ واپس کبھی نہیں آتے۔"

اعلیٰ بی بی نے دیوی کے قریب آکر سرگوشی میں کہا "تم اس آدمی کو دیکھ رہی ہو؟"

"کس آدمی کو؟"

"وہی جو زیادہ بول رہا ہے' جس نے نیوی بلیو کلر کا سوٹ پہنا ہے؟"

"ہاں دیکھ رہی ہوں۔ اس میں کیا خاص بات ہے؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ابھی میری نظر اس میز کے نیچے گئی تھی'

پہلے تو میز کے نیچے کچھ نہیں تھا پھر یہ سوٹ والا اچانک نظر آیا۔ میز کے نیچے سے نکل کر اس بھیڑ میں شامل ہو گیا ہے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ پہلے سایہ تھا۔ میز کے نیچے سب سے چھپ کر ٹھوس جسم میں نمودار ہو گیا۔"

"ہاں' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

دیوی نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ہوں۔ تو یہ سایہ بننے والا یہ کتے کا تماشا مجھے دکھا رہا ہے۔ شاید اسی نے میری گولیاں اور کیپسول چرائے ہیں۔ میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

اس نے اعلیٰ بی بی سے کہا "میں بھی سایہ بن کر جا رہی ہوں۔ تم کھانے کے بعد اوپر اپنے سوئٹ میں چلے جانا۔ مجھے واپسی میں دیر ہو جائے گی۔"

لوگ ابھی تک کتے کو نیچے لانے یا ڈائننگ ہال سے بھگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ سب اسی کی طرف متوجہ تھے۔ دیوی فوراً ہی بیٹھ کر میز کے نیچے گئی پھر سائے میں تبدیل ہو گئی۔

وہ کتا اب گھبرا کر ڈائننگ ہال سے باہر چلا گیا تھا۔ عورتیں اور مرد اپنی اپنی میزوں کی طرف جا رہے تھے۔ ایسے وقت دیوی' علی کے اندر سما گئی۔ اس نے مسکرا کر اعلیٰ بی بی کو دیکھا پھر اس کے پاس آکر بولا "ہیلو ینگ ماسٹر! کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

"میری سسٹر ابھی یہاں سے گئی ہیں۔ کرسی خالی ہے' بیٹھ جاؤ۔"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ ذرا سوچ کر بولی "کیا ہے میرا نام؟ یہ بڑی پرابلم ہے' میں اپنا نام بھول جاتا ہوں۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"میں ہوں کبیر بھارتی۔"

دیوی اس کے اندر سما کر اپنی دانست میں اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی اور چور خیالات بھی اس کا نام کبیر بھارتی بتا رہے تھے۔

وہ کہہ رہا تھا "ینگ ماسٹر! میرا ایک کام کرو گے؟"

"میں ہر ایک کے کام آتا ہوں۔ بولو کیا کام ہے؟"

"وہ جو بالکونی میں ایک میز پر تنہا ہے اور خاموشی سے سر جھکائے کھانے میں مصروف ہے' وہ میرا دل ہے' میری محبت اور میری زندگی ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "دل' محبت اور زندگی یعنی تھری اِن ون ہے۔ اتنی دور سے بھی بے حد حسین لگ رہی ہے۔ اگر تم اس سے محبت کرتے ہو تو میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"وہ سمجھتی ہے کہ میں مر چکا ہوں۔ اگر میں اچانک اس کے سامنے جاؤں گا تو شاید وہ ڈر جائے گی یا پھر یقین نہیں کرے گی کہ میں اس کا کبیر بھارتی ہوں۔"

"اچھا تو میں اسے یقین دلاؤں کہ تم مرنے کے بعد مرگھٹ سے واپس آگئے ہو؟"

"یہ نہ کہنا کہ مرگھٹ سے واپس آیا ہوں۔ کوئی مرنے کے بعد زندہ ہو کر دنیا میں واپس نہیں آتا۔ تم جا کر اس سے اتنا کہہ دو کہ جسے وہ مردہ سمجھ رہی ہے' وہ کبھی نہیں مرا تھا۔ زندہ تھا' زندہ ہے اور اس میز پر اس کا انتظار کر رہا ہے۔"

"اسے یہاں کیوں بلا رہے ہو؟ تم وہاں کیوں نہیں جاتے؟"

"میں جانا چاہتا تھا۔ اچانک میرا جسم بھاری ہو گیا ہے اسی لیے میں اس کرسی پر بیٹھ گیا ہوں۔ پتا نہیں میرا وزن اچانک کیسے بڑھ گیا ہے۔"

"اچھا سمجھ گیا' تم اس لیے نہیں اٹھ رہے ہو کہ تمہارے پاؤں بھاری ہو گئے ہیں۔"

"نو مسٹر! پاؤں عورتوں کے بھاری ہوتے ہیں' پلیز جاؤ۔"

دیوی علی کی باتوں سے سمجھ گئی تھی کہ بالکونی والی میز پر کلپنا بھارتی ہے۔ اب وہ منتظر تھی کہ کلپنا اپنے کبیر کے قریب آئے گی تو وہ باڈی ڈی کے جسم میں سما جائے گی۔

اعلیٰ بی بی نے بالکونی میں آکر کلپنا سے پوچھا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

وہ بولی "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن تم کون ہو؟ کیا تنہا ہو؟ نہیں' تمہارے بڑے تمہارے ساتھ ہوں گے۔"

"ہاں۔ میرا ایک بڑا میرے ساتھ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جسے تم مردہ سمجھتی ہو وہ مردہ نہیں ہے' زندہ ہے اور ادھر اس میز پر ہے۔"

کلپنا نے دور ادھر دیکھا۔ علی کی پشت نظر آرہی تھی۔ وہ بولی۔

"میں سمجھی نہیں تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں کہہ رہا ہوں' کبیر بھارتی مردہ نہیں زندہ ہے۔"

وہ چونک کر بولی "کیا؟ کیا کہہ رہے ہو؟"

وہ دور بیٹھے ہوئے علی کی پشت کو دیکھنے لگی۔ اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "جسے تم دیکھ رہی ہو' وہ کبیر بھارتی ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اسے ایک دشمن عورت کے غنڈوں نے مار ڈالا تھا۔ اسے دو گولیاں لگی تھیں۔"

"تم چل کر پوچھ لو' اسے کہاں کہاں گولیاں لگی تھیں اور اس کے بعد بھی وہ زندہ کیسے ہے؟"

"نہیں' وہ میرا کبیر ہوتا تو میرے پاس آتا۔"

"نہیں آسکتا۔ مجبور ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"اس کا جسم اچانک بھاری ہو گیا ہے۔ کیسے ہو گیا ہے' یہ وہاں چل کر پوچھ لو۔ کیا مردہ اگر زندہ ہو کر آجائے تو تم اسے بھوت سمجھ کر ڈر جاتی ہو؟"

"میں بھوت پریت کو نہیں مانتی۔ چلو دیکھتی ہوں' وہ کون ہے؟"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اعلیٰ بی بی کے پیچھے چلتی ہوئی علی کے سامنے آئی پھر اسے دیکھتے ہی چونک گئی۔ وہ سچ مچ اس کا کبیر بھارتی

تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک اسے دیکھتی رہی۔ زبان سے حیرانی کا اظہار بھی نہ کر سکی۔ علی نے کہا "تمہاری حیرانی درست ہے لیکن مجھے چھو کر دیکھ لو۔ میں تمہارا کبیر ہوں اور یہاں زندہ بیٹھا ہوا ہوں۔"

وہ بولی "یہ کیسا چمتکار ہے۔ آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آرہا ہے۔"

"یقین آجائے گا۔ پہلے آرام سے بیٹھو۔"

وہ کرسی پر بیٹھنے آئی پھر سیدھی کھڑی ہو کر اپنے آس پاس دیکھنے لگی۔ کہنے لگی "کوئی ہے، ابھی کوئی میرے جسم سے ٹکرایا تھا؟"

علی نے کہا "تعجب ہے، ٹھیک اسی وقت میرا جسم ہلکا ہوگیا ہے۔ کیا تم اپنے جسم میں بھاری پن محسوس کر رہی ہو۔"

"نہیں۔ جب سے میں نے دیوی سے بغاوت کی ہے، مجھ میں ایک مستحکم خود اعتمادی پیدا ہوگئی ہے۔ میں یہ سمجھنے لگی ہوں کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے میرے دماغ اور میرے جسم میں نہیں سما سکے گی۔ شاید اسی لیے اس کے آتے ہی میں نے اسے محسوس کرلیا ہے۔ وہ ہمارے آس پاس یا پھر تمہارے جسم کے اندر موجود ہے۔"

"اسے موجود رہنے دو۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم اب دیوی پر اندھا اعتماد کرنے والی کلپنا نہیں رہیں۔ دیوی شروع سے ہمیں الگ کرنا چاہتی تھی۔ میں تمہیں اس کی چالبازی کے بارے میں بتانا چاہتا تھا مگر تم کبھی دیوی پر دشمنی کا شبہ نہ کرتیں۔"

کلپنا کرسی پر بیٹھ گئی۔ علی نے کہا "جب تم میرے دماغ میں آئیں تو میں نے ایک ناٹک کھیلا۔ میرے آدمیوں نے خود کو دیوی کا آلۂ کار کہا۔ یہ اعتراف کیا کہ دیوی نے ان سب کو میری ہلاکت کے لیے بھیجا ہے پھر انہوں نے مجھے گولی ماردی۔ میں سانس روکتا ہوں تو میرا دماغ بھی مردہ ہوجاتا ہے۔ اس طرح تم نے مجھے مردہ سمجھ لیا۔"

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تم نے مجھے بہت رلایا ہے۔"

"تمہیں رلانے کا یہ فائدہ ہوا کہ تم پورے یقین سے دیوی کو دشمن سمجھنے لگیں۔ اس سے بغاوت کی اور اب اس مقام پر ہو کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے بھی تمہارے اندر نہیں جاسکتی ہے۔ بے چاری اس وقت میرے اندر موجود ہے۔"

"کیا واقعی تم اپنے اندر سائے کو محسوس کرلیتے ہو؟"

"پتا نہیں، میں جسے محسوس کر رہا ہوں، وہ سایہ ہے یا محض میرا احساس، وہ جو کچھ بھی ہے، میرے لیے فرق نہیں پڑتا۔"

اعلیٰ بی بی نے محسوس کیا کہ کوئی اسے کبیر اور کلپنا سے دور لے جارہا ہے۔ دوسری میز سے پرے جاکر دیوی نے سرگوشی میں کہا۔ "تم کمرے میں جاؤ۔ میں ان کے پیچھے لگی رہوں گی۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "یہ دونوں تمہاری توہین کر رہے ہیں۔ تم ان سے انتقام نہیں لے سکوگی۔ مجھے ہی انتقام لینا ہوگا۔"

"تم بچے ہو، اس معاملے میں کچھ نہیں کرسکوگے۔ یہاں سے جاؤ۔"

"کیا تم چاہتی ہو کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں؟"

"ہاں۔ میں نے کوشش کی تھی مگر ناکام رہی۔"

"مگر میں ناکام نہیں رہوں گا۔"

علی نے اعلیٰ بی بی سے پوچھا "تم ہم سے دور وہاں کیوں چلے گئے ہو؟"

وہ علی اور کلپنا کے قریب آکر بولی "میں نے سوچا، تم دونوں بچھڑنے کے بعد ملے ہو۔ جب تمہاری اپنی اپنی باتیں ختم ہوجائیں گی تو پھر میں اپنی بات کروں گا۔"

کلپنا نے کہا "ہماری باتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ تم اپنی بات کرو۔"

اعلیٰ بی بی نے علی کی طرف دیکھا پھر کہا "تم نے وعدہ کیا تھا کہ میری ہونے والی ممی سے تمہاری دوستی ہوجائے گی تو میرے بارے میں بتاؤ گے۔"

کلپنا نے حیرانی سے پوچھا "ممی؟ میں اور تمہاری ہونے والی ممی؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ہاں۔ ڈیڈی نے کہا تھا، تم سے پہلی شادی کی بات نہیں چھپائیں گے لیکن معلوم ہوتا ہے اب یہ تمہیں پاکر کھونا نہیں چاہتے۔"

علی اپنی بہن کو گھور کر دیکھ رہا تھا۔ وہ تردید میں بہت کچھ کہہ سکتا تھا مگر سمجھ گیا تھا کہ وہ ننھی سی شیطان کی خالہ دیوی کو خوش کررہی ہے۔ وہ کلپنا کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے بجائے گول مول سی باتیں کرنے لگا۔ اعلیٰ بی بی سے بولا "دیکھو چھوٹا منہ بڑی بات نہ کہو، اپنی زبان بند رکھو۔"

کلپنا نے کہا "یہ کیوں اپنی زبان بند رکھے۔ اگر یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ میری کوئی سوکن نہیں ہے۔ میں غلط کہہ رہی ہوں، وہ تمہاری بیوی رہے گی۔ سوکن تو میں بننے والی تھی۔ خاموش کیوں ہو، اس بچے کی قسم کھاؤ۔"

وہ بولا "بھارتی پلیز، ہم بچھڑنے کے بعد پھر مل رہے ہیں۔ خوشی کے موقع پر مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں تم سے دل کی گہرائیوں سے....."

وہ یکبارگی اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ سخت لہجے میں بولی "عاشقوں والے ڈائیلاگ نہ بولو۔ اس بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ ورنہ میں جارہی ہوں۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "ڈیڈی! آپ کے قسم کھانے سے میں مرتا ہوں تو مرنے دیں۔ آپ اپنی تیسری شادی کرلیں۔"

"تیسری؟" کلپنا نے غصے سے پوچھا۔

"ہاں۔ دوسری سے بھی ایک بیٹا ہے۔ یہ ہماری ماؤں کو دھمکی دیتے ہیں کہ بیٹا پیدا نہیں کریں گی تو انہیں طلاق دے دیں گے۔"

علی نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ کلپنا غصے سے پھٹ پڑی۔

"میں جارہی ہوں۔ تمہاری اصلیت کھل چکی ہے۔ خبردار! میرے پیچھے نہ آنا۔"

وہ پاؤں پٹخ کر جانے لگی۔ علی نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا "رک جاؤ۔ میری بات سنو..."

وہ اس کے پیچھے جانے لگا۔ اعلیٰ بی بی نے اس کا کوٹ پکڑ کر کہا۔ "ڈیڈی، جانے دیں، میں آپ کے لیے دوسری ممی لے آؤں گا۔"

"ابے چپ" اس نے اپنا کوٹ چھڑا کر کہا "تو میرا گھر آباد ہونے سے پہلے ہی اجاڑ رہا ہے۔ چل بھاگ یہاں سے۔"

وہ کلپنا کو پکارتا ہوا ڈائننگ ہال کے باہر چلا گیا۔ دیوی ایک جگہ چھپ کر نمودار ہوئی پھر بولی "دبجیت! تم نے تو کمال کردیا۔ جو کام میں نہ کرسکی، وہ تم نے کر دکھایا۔ کلپنا اب کسی عورت کی سوکن بننا گوارا نہیں کرے گی۔ اس طرح میرے خلاف ان دونوں کا اتحاد کبھی نہیں ہوسکے گا۔"

وہ اعلیٰ بی بی کے ساتھ جانے لگی۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ کبیر اس کے سائے کو اپنے اندر محسوس کرلیتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اس کے اندر رہ کر کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکتی تھی۔

وہ اعلیٰ بی بی کے ساتھ ہوٹل کی ایک دکان میں آئی اور میک اپ کا ضروری سامان خریدنے لگی۔ خریداری کے بعد اس نے آس پاس دیکھا تو دبجیت نظر نہیں آیا۔ اس نے دکان کے اندر اور باہر اسے تلاش کیا پھر خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا۔ اس کی گڈمڈ سوچیں کچھ بتا نہیں سکتی تھیں۔ اتنا پتا چلا کہ اس کی آنکھیں بند ہیں اور وہ کسی گاڑی میں سفر کر رہا ہے۔

دیوی نے افسوس کے انداز میں ایک گہری سانس لی۔ "پتا نہیں کون ہے؟ اچانک ملتا ہے۔ اچانک گم ہوجاتا ہے۔ عجیب آنکھ مچولی کھیل رہا ہے۔"

کلپنا غصے میں ہوٹل سے باہر آئی۔ پارکنگ ایریا میں پہنچی۔ پھر اسٹیئرنگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھتے وقت علی بھی دوسری طرف کا دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

وہ منہ پھیر کر بولی "میرے قریب نہ آؤ۔ تم نہیں جاؤ گے تو میں گاڑی سے باہر چلی جاؤں گی۔"

"تم اس دنیا سے باہر چلی جاؤ۔ میں وہاں بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ تم کیسی احمق ہو، اتنا نہیں سمجھتیں کہ وہاں دیوی تھی۔ اسے خوش کرنے کے لیے میں نے اور میری بہن نے وہ ناٹک کھیلا تھا۔"

"بہن؟ کون بہن؟"

"وہ سکھ لڑکا نہیں ہے، میری بہن ہے۔ ایک دن میری بہن اس دیوی کا کباڑا کرے گی اس لیے بہروپ بدل کر اس سے آنکھ مچولی کھیلتی رہتی ہے۔ میں تمہیں پہلے ہی بتاچکا ہوں کہ مسلمان ہوں۔ آج ایک راز اور بتاتا ہوں کہ میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا علی تیمور ہوں۔"

اس نے چونک کر اسے شدید حیرانی سے دیکھا۔ وہ بولا "میں ایک سے زیادہ شادیاں کرسکتا ہوں لیکن میں نے نہیں کیں۔ تم میری زندگی میں آنے والی پہلی عورت ہو۔"

وہ ذرا پیچھے ہٹ کر بولی "تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم مسلمان ہو؟"

"میں تمہیں دیکھ کر اپنے ہوش میں نہیں رہا تھا۔ مجھ پر عجیب سی دیوانگی طاری ہوگئی تھی۔ غلطی محبت اور دیوانگی میں ہو، تب بھی غلطی ہی ہوتی ہے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار ایسی غلطی کی ہے۔"

"کہنے کو تو صرف ایک غلطی ہوئی لیکن میں اپنا سب کچھ لٹا چکی ہوں۔"

"میں نے جس طرح فراخ دلی سے اپنی غلطی تسلیم کی ہے اسی طرح تمہیں بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ ایک کنواری لڑکی کو شادی سے پہلے اپنے محبوب کی تنہائیوں میں نہیں آنا چاہیے۔ یہ غلطی تم نے بھی کی ہے۔"

وہ سر جھکا کر سوچنے لگی۔ علی نے کہا "میری والدہ نے تم پر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے عمل کیا ہے اسی لیے تم دیوی کی آتما شکتی کے باوجود اسے اپنے دماغ میں اور جسم میں محسوس کرکے بھگادیتی ہو۔ میری ممی چاہتیں تو اپنے عمل سے تمہیں دین اسلام قبول کرنے پر مائل کردیتیں۔"

"ہو سکتا ہے' انہوں نے ایسا کیا ہو اور اس عمل کے نتیجے میں رفتہ رفتہ میں تمہارے اسلام کی طرف شاید مائل ہو جاؤں۔"

"تم مجھ سے دور رہو اور میری ماں کی سچائی اور ایمانداری کو آزماتی رہو۔ ہمارے دین میں سختی سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو چالاکی سے یا زبردستی کرکے مسلمان نہ بناؤ۔ جس کے دل کی گہرائیوں میں ایمان پہنچے گا' وہ خود ہی دین اسلام قبول کرلے گا۔"

"تم نے مجھے سخت الجھن میں ڈال دیا ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی اور تمہارے بغیر بھی نہیں رہ سکوں گی۔"

"ہماری تمہاری عمر ہی کیا ہے۔ پتا نہیں اور کیسی کیسی آزمائشوں سے گزرنا ہوگا۔ ہم موجودہ آزمائش سے اس طرح گزر سکتے ہیں کہ جسمانی طور پر ایک دوسرے سے دور رہیں لیکن دماغی رابطہ برابر رہے۔ کیا اپنے دماغ میں آنے جانے دوگی؟"

"ضرور۔ تمہارے آنے سے مجھے بڑا سہارا ملا کرے گا۔ ہم ایک دوسرے کے دماغ میں آتے جاتے رہیں گے۔"

وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ کلپنا کو یوں لگا جیسے سینے سے دل باہر چلا گیا ہو۔ وہ "خدا حافظ" کہہ کر اپنی کار کی طرف جا رہا تھا۔

شب و روز گزرتے رہے' سونیا بابا صاحب کے ادارے سے باہر نہیں آئی۔ اس دوران میں اور میرے دونوں بیٹے دشمن حالات سے لڑتے رہے۔ سونیا ہماری کسی لڑائی میں شریک نہیں رہی۔ البتہ ایک آدھ بار ایسی صورتِ حال پیش آئی کہ سونیا نے ادارے سے باہر جا کر منہ زور دشمنوں کی ساری گرمی نکال دی پھر ادارے میں آکر گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

جب بھی کوئی ایسا مسئلہ ہوتا کہ اس سے نمٹنے کے لیے سونیا کی ضرورت ہوتی تو پھر وہ ضرور ادارے سے باہر قدم رکھتی تھی۔

اس بار بھی وہ اپنی بیٹی اعلیٰ بی بی کے ساتھ رہنے کے لیے امریکا پہنچی ہوئی تھی۔ حالات کے مطابق اعلیٰ بی بی ماں سے الگ ہو کر دیوی کے ساتھ تماشے کرنے میں مصروف ہوگئی تھی۔ سونیا کے پیشِ نظر ایک بہت اہم اور خفیہ مشن تھا' جسے پورا کرنے کے لیے وہ اخبارات پڑھتی تھی۔ ریڈیو اور ٹی وی کی خبریں سنتی تھی۔ بہت سے اخبارات پابندیوں میں جکڑے نہیں ہوتے۔ وہ آزادی سے تازہ ترین سچی خبریں شائع کرتے ہیں۔

ایسے ہی ایک اخبار نے یہ خبر شائع کی کہ میامی بیچ سے اسّی کلومیٹر دور سمندر میں پراسرار سرگرمیاں جاری ہیں۔ امریکا کا ایک بحری بیڑا سمندر کے گہرے پانیوں میں کھڑا رہتا ہے۔ فوج کے چند اہم افسران رات کی تاریکی میں بڑی بڑی موٹر بوٹس میں اس بحری بیڑے کی طرف جاتے ہیں پھر صبح ہونے سے پہلے میامی کے ساحل پر واپس آجاتے ہیں۔ اگر یہ خالص قسم کی فوجی سرگرمیاں ہیں تو حکومت اور فوج کا فرض ہے کہ وہاں جاری رہنے والی سرگرمیوں کے بارے میں دوسرے دفاعی شعبوں کو اعتماد میں لیں اور قوم کو بھی بتائیں کہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تعلق صرف فوج سے نہیں ہے' امریکی حکومت اور امریکی قوم سے بھی ہے۔

یہ خبر اپوزیشن کے ایک اخبار نے شائع کی تھی پھر اسے دوسری بار کسی اخبار میں شائع کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ سونیا یہ خبر پڑھتے ہی فلائنگ کلب کے ایک طیارے سے میامی پہنچ گئی تھی۔ وہاں تمام دن ساحل پر میلوں دور تک گھومتی رہی۔ اس نے ایک ٹاور پر چڑھ کر دوربین سے دیکھا تو دور بہت دور ایک بڑا بحری جہاز کھڑا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ٹاور سے اتر کر زینے کے ایک ویران سے حصے میں پہنچتے ہی سایہ بن گئی تاکہ فوجیوں کے درمیان رہ کر معلومات حاصل کرسکے۔

ساحل کا ایک مخصوص حصہ صرف فوجیوں کے لیے تھا۔ وہاں سے عام لوگوں کو گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ نیوی کے ایک جہاز میں آئی۔ اسے معلوم ہوا تھا کہ نیوی کا کمانڈر اور دوسرے افسران اس جہاز کے کیبنوں میں دن کو سوتے ہیں اور رات کو جاگتے ہیں۔

یہ وہی افسران تھے۔ جب وہ رات کے آٹھ بجے مختلف موٹر بوٹس میں سوار ہو کر جانے لگے تو سونیا بھی ان کے درمیان موجود تھی۔ ان کی گفتگو سے پتا چل رہا تھا کہ سمندر میں جو بحری بیڑا ہے' وہاں ایسے معزز مہمان ہیں' جو باہر سے آئے ہیں اور ان مہمانوں کے تعاون سے امریکا پوری دنیا کا واحد حکمران بن جائے گا اور دوسرے تمام ممالک کی علیحدہ حیثیت ختم کردی جائے گی۔

وہ تمام افسران اس بحری بیڑے میں پہنچ گئے۔ وہاں پہلے سے مزید امریکی فوجی جوان اور افسران موجود تھے۔ کئی حسین عورتیں بھی اِدھر اُدھر جاتے ہوئے اپنے کاموں میں مصروف نظر آرہی تھیں۔

جہاز کے اندرونی حصے میں ایک بہت بڑا ہال تھا۔ اس ہال کی چار دیواری نیلے رنگ کے شیشوں کی تھی۔ سونیا نے شیشے کے پار ہال کے اندر دیکھا تو پھر دیکھتی ہی رہ گئی۔

ایک بہت بڑی میز کے آخری سرے پر ایک اونچی ریوالونگ چیئر پر ایک ایسا انسان بیٹھا ہوا تھا جو مکمل انسان ہونے کے باوجود بندر سے مشابہت رکھتا تھا۔

وہ زون تھری کا منکی ماسٹر تھا۔

ابھی سونیا نہیں جانتی تھی کہ وہ منکی ماسٹر امریکا کے لیے کیسی کیسی حیرت انگیز ٹیکنالوجی' خطرناک قسم کی سائنسی ایجادات اور غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل بنانے والے نسخے لے کر آیا ہے۔

ابھی سونیا نہیں جانتی تھی لیکن اس منکی ماسٹر کو دیکھ کر جناب تبریزی کی بات یاد آرہی تھی۔ انہوں نے کہا تھا "زمین پر بلائیں اتر رہی ہیں۔ ان بلاؤں سے تم اور صرف تم ہی نمٹ سکوگی۔ یاد رکھو' تمہارے آگے پیچھے' دائیں بائیں کوئی اپنا نہیں ہوگا۔ تم وہاں تنہا' بالکل تنہا رہ جاؤگی۔

"وہاں صرف تم رہوگی اور خدا کی ذات رہے گی۔"

امریکن نیوی کا وہ جہاز میامی بیچ سے دو میل دور سمندر کے گہرے پانی میں کھڑا تھا۔ جہاز کے چاروں طرف نیوی کے مسلح جوانوں کا سخت پہرا رہتا تھا۔ اس کے قریب سے دوسرے جہازوں کو گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ خواہ وہ بحری جہاز ہوں یا فضائی۔ رات کو کوئی بھولا بھٹکا پرندہ ادھر سے گزرتا تو اسے گولی ماردی جاتی۔ اس شبہے کی بنا پر کہ اس پرندے کے پنجوں سے کسی نے ملک بم باندھ کر نہ اڑایا ہو۔

آرمی کے صرف خاص افسران اسی جہاز میں جاتے تھے پھر صبح ہونے سے پہلے میامی شہر میں واپس آجاتے تھے۔ سونیا پہلی غیر فوجی ہستی تھی جس نے اس جہاز تک رسائی حاصل کی تھی۔ وہاں پہنچ کر سونیا نے کئی حسین عورتیں دیکھیں۔ ان کی موجودگی بتا رہی تھی کہ فوج وہاں اپنے اصولوں اور قوانین سے ہٹ کر دوسرے معاملات میں ملوث ہے۔

سونیا جانتی تھی' نیوی کے جہازوں میں فوجیوں کے لیے تفریح کا تمام سامان ہوتا ہے حتیٰ کہ شراب بھی ہوتی ہے لیکن عورتیں نہیں ہوتیں۔ وہاں ان عورتوں کی موجودگی نے سونیا کو تجسس میں مبتلا کیا۔ وہ ایک حسینہ کے اندر سما کر ایک بڑے ہال کے پاس آئی۔ اس ہال کی دیواریں شیشے... کی تھیں۔ باہر سے اندر کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔ اس وقت ایک بڑی سی میز کے اطراف اعلیٰ فوجی افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کرسی پر خلائی زون کا منکی ماسٹر نظر آیا جس کے بارے میں سونیا ابھی کچھ نہیں جانتی تھی۔

وہ دو ہاتھوں اور دو پیروں کا ایک مکمل انسان تھا مگر چہرہ بڑی حد تک بندر سے مشابہت رکھتا تھا۔ اس منکی ماسٹر کے ساتھ دو اور منکی مین وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور دو منکی مین اپنے منکی ماسٹر کی کرسی کے پیچھے باڈی گارڈز کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔

سونیا اس کانفرنس روم میں آگئی۔ منکی ماسٹر امریکی فوج کے تینوں سربراہوں سے کہہ رہا تھا "میں کہہ چکا ہوں کہ ہم تمہاری دنیا میں حملہ آور کی حیثیت سے نہیں آئے ہیں جبکہ ہمیں اس زمین پر قدم رکھتے ہی زبردست بن جانا چاہیے تھا کیونکہ زمین والے کچھ سوچے سمجھے بغیر دشمنی کرنے لگتے ہیں۔ پچھلی بار خلائی زون سے سولارز کے ساتھ روبوٹس تمہارے ملک میں آئے تھے۔ ان کے ساتھ تم لوگوں نے دشمنوں جیسا سلوک کیا۔ سولارز کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "ہم نے سولارز کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا تھا۔ ہمارے دشمنوں نے سولارز سے ہماری دوستی نہیں ہونے دی۔"

"تمہیں اپنے علاقے میں اتنا کنٹرول نہیں ہے کہ اپنے دشمنوں کو دشمنی سے باز رکھ سکو۔"

"ہمارے دشمن غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور غیر معمولی گولیوں کے ذریعے ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔"

منکی ماسٹر نے کہا "ہم بھی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہیں اس لیے تم ہمیں دوست بنا رہے ہو۔ تم نے دیکھا ہے کہ ہم اپنے منہ میں ایک کیپسول رکھ کر زمین سے بلند ہو کر پرواز کرتے ہیں۔ آج ہم دوسری صلاحیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ میرے سامنے جو ہیلمٹ رکھا ہوا ہے' اسے تم میں سے کوئی پہن لے پھر کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو چیلنج کرے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

تمام افسران نے حیرانی سے ہیلمٹ کو دیکھا پھر ایک نے پوچھا۔ "کیا ہم اسے آزما سکتے ہیں؟"

"بے شک' یہ تمہارے ہی لیے لایا گیا ہے۔"

اس نے ہیلمٹ کو اٹھا کر اپنے سر پر پہنا پھر فون کے ذریعے اپنے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے رابطہ کرکے کہا۔ "میری آواز سن رہے ہو۔ اب میرے دماغ میں آؤ۔ ٹیلی فون بند نہ کرنا۔"

یہ کہہ کر اس نے تیس سیکنڈ تک انتظار کیا پھر فون پر پوچھا۔ "کیا بات ہے' میرے دماغ میں کیوں نہیں آرہے ہو؟"

"میں دوبار کوشش کرچکا ہوں۔ شاید آپ کی آواز اور لہجے کو صحیح طور سے گرفت میں نہ لے سکا۔ میں پھر کوشش کر رہا ہوں۔"

اس نے پھر کوشش کی پھر ناکام ہو کر بولا "میری سوچ کی لہریں آپ کے دماغ تک پہنچنے سے پہلے کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا رہی ہیں۔"

افسر نے ہیلمٹ اتار کر کہا "اب میرے اندر آؤ۔"

وہ دوسرے ہی لمحے میں آکر بولا "اب کامیابی ہوئی ہے سر! پہلے ناکام ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔"

"سمجھ میں آجائے گی۔ ابھی جاؤ' میں ایک میٹنگ میں مصروف ہوں۔"

اس نے فون بند کرکے منکی ماسٹر سے کہا "یہ ہیلمٹ تو کمال کی چیز ہے۔ اس کے ذریعے دنیا کے سب سے خطرناک ہتھیار ٹیلی پیتھی کو ناکارہ بنایا جاسکتا ہے۔"

منکی ماسٹر نے کہا "ٹیلی پیتھی سے بچنے کی یہ ہماری ابتدائی کوشش تھی۔ اتنا بڑا ہیلمٹ کوئی مسلسل دن رات پہن کر نہیں رہ سکتا۔ جب بھی اسے اتارا جائے گا' دشمن کی ٹیلی پیتھی ضرور نقصان پہنچائے گی۔"

"درست ہے۔ اس سے بچاؤ ہو سکتا ہے مگر اسے دن رات پہنا نہیں جاسکتا۔ آپ نے بھی اسے نہیں پہنا ہے۔"

"پہنا ہے' یہ جانتا ہوں کہ اس ارضی دنیا میں بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ میں اور میرے ساتھی ہر پہلو سے حفاظتی انتظامات کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔"

"آپ کے سر پر ہیلمٹ نہیں ہے پھر کیسے محفوظ ہیں؟"

ایک منکی مین نے اپنے سر کے پچھلے حصے پر ہاتھ رکھ کر ایک ننھا سا آلہ نکالا۔ وہ آلہ ایک چاندی کے روپے کے برابر تھا۔ اس نے ہتھیلی پر اس آلے کو رکھ کر سب کو دکھاتے ہوئے کہا "یہ اینٹی ٹیلی پیتھی انسٹرومنٹ ہے۔ بالوں کے درمیان سر سے چپک جاتا ہے۔ جب تک پوری قوت سے کھینچ کر نہ نکالو' تب تک یہ سر سے ہی چپکا رہتا ہے اور کسی ٹیلی پیتھی والے کو ہم سے چپکنے نہیں دیتا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم پہلے ہی تسلیم کر چکے ہیں کہ آپ خلائی زون والے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان شعبوں میں آپ نے جتنی ترقی کی ہے' اس سے ہم فائدہ اٹھائیں اور ہم آپ کو وہ تمام چیزیں فراہم کریں جن سے آپ اب تک محروم ہیں۔"

منکی ماسٹر نے کہا "تمہارے زون میں ہریالی' پھل' پھول اور اناج پیدا کرنے والے پودے نہیں ہیں۔ وہاں کی زمین میں تیزابیت ہے۔ تمہارے تعاون کے باوجود ایسی چیزیں وہاں اگائی نہیں جاسکیں گی۔"

"ہم زمین سے اناج اور پھل پھول وغیرہ آپ کے زون میں بھیجا کریں گے۔"

"یہ چیزیں زون میں پہنچنے تک تازہ اور قابلِ استعمال نہیں رہیں گی۔ اس کے علاوہ زون میں عورتیں بہت کم پیدا ہوتی ہیں' جو ہوتی ہیں' انہیں وہاں کی آب و ہوا راس نہیں آتی۔ وہ خوب صورت بھی نہیں ہوتیں۔ ان کے برعکس یہاں کی عورتوں کو دیکھ کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔"

"زون میں جتنی عورتوں کی ضرورت ہوا کرے گی' وہ یہاں سے سپلائی کی جائیں گی۔"

"یہاں سے جانے والی عورتیں بھی وہاں کی آب و ہوا میں اپنی کشش برقرار نہیں رکھ سکیں گی۔"

"جب یہاں سے بھیجے جانے والے پھل اور اناج وغیرہ تازہ نہیں رہیں گے اور یہاں کی عورتیں بھی وہاں تر و تازہ نہیں رہ سکیں گی تو آپ بتائیں' آپ کے ان مسائل کا حل کیا ہوگا؟"

"اس کا آسان حل یہی ہے کہ ہم زمین پر آباد ہو جائیں۔ ہمارے زون تھری میں سائنسی تجربہ گاہیں' طبی لیبارٹریز اور ٹیکنالوجی سے تعلق رکھنے والی صنعتیں ہوں گی اور ہمارے لوگ باری باری چھ ماہ زون میں رہیں گے اور چھ ماہ یہاں آکر چھٹیاں گزارا کریں گے۔"

"ہمیں منظور ہے۔ آپ کے زون کی آبادی کم ہے۔ یہاں زمین کے کسی بھی حصے میں آپ لوگوں کے لیے ایک شہر آباد کر دیا جائے گا۔"

"آبادی ابھی کم ہے مگر جب یہاں حسین عورتیں ملیں گی تو آبادی بڑھتی جائے گی۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں آپ کو ایک ملک دے دیا جائے گا۔"

"بڑھتی ہوئی آبادی کے سامنے ملک بھی چھوٹا پڑ جائے گا۔"

"آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"یہ آدھی دنیا ہمیں دے دو۔ آدھی اپنے پاس رکھ لو۔"

"یہ تو بالکل ہی بچکانا سی بات ہے۔ ہماری دنیا والے خلائی مخلوق کی حکمرانی قبول نہیں کریں گے۔ اگر وہ آپ کی حکمرانی کی خواہش سن لیں تو آپ کا وجود برداشت نہیں کریں گے۔"

"ہم برداشت کرنا سکھا دیں گے۔ تم دنیا والوں کی پروا نہ کرو۔ اپنی بات کرو۔ یہ ساری دنیا تمہاری جاگیر نہیں ہے۔ یہاں حکمرانی کرنے کے لیے تم سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ ہم تو تم سے تعاون چاہتے ہیں۔ اگر دوستی اور محبت سے ہمیں یہ دنیا رہنے کو مل جائے تو اچھی بات ہے ورنہ خون خرابا' تباہی و بربادی اس زمین کا مقدر بن جائے گی۔"

"آپ ہماری دنیا میں آکر' ہمارے درمیان بیٹھ کر ہمیں دھمکی دے رہے ہیں۔ اگر دوستی کی جگہ دشمنی لے گی تو کیا آپ لوگ زندہ سلامت اپنے زون میں واپس جاسکیں گے۔"

"ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ حفاظتی انتظامات کے ساتھ' عزت اور شان و شوکت سے یہاں رہنے آئے ہیں۔"

"آپ کے حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ ہم تلخی نہیں چاہتے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے سلسلے میں آپ سے تعاون چاہتے ہیں۔"

"ایک ہاتھ سے لینے کے لیے دوسرے ہاتھ سے دینا پڑتا ہے۔ لین دین برابر کی سطح پر نہ ہو تو ایک دوسرے سے جبراً چھیننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسران ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ سونیا ایک جگہ بیٹھی خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ یہ بہت ہی عجیب و غریب اور نہایت ہی تشویشناک بات تھی کہ زون تھری کی مخلوق آدھی دنیا پر اپنی حکمرانی چاہتی تھی۔ اس ارضی دنیا میں کوئی کسی کو بیٹھنے کے لیے اپنی کرسی نہیں دیتا' کجا یہ کہ وہ آدھی دنیا مانگ رہے تھے اور سہولت سے نہ ملنے پر خلائی حملے کی دھمکی دے رہے تھے۔

سونیا سمجھ رہی تھی کہ وہ خلائی مخلوق غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک ہے اور ان صلاحیتوں کے ذریعے وہ ارضی دنیا پر حکمرانی کا دعویٰ کر رہی تھی لیکن وہ خلائی مخلوق نہیں جانتی تھی کہ اس دنیا میں غیر معمولی صلاحیتوں اور قوتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ دیکھنا یہ تھا کہ وہ مخلوق سائنس اور ٹیکنالوجی کی کس انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔

ایک افسر نے کہا "اگر آپ لوگوں کے پاس اتنی طاقت ہے کہ آدھی دنیا تو کیا پوری دنیا پر حکمرانی کر سکیں تو پھر کوئی آپ کو روک نہیں سکے گا۔ بہتر یہ ہوگا کہ ہمارے منصوبے ایک دوسرے کے خلاف نہ ہوں۔ آپ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہم سے تعاون کریں' ہم آپ سے تعاون کریں گے اور آپ کو یہ معلومات فراہم کرتے رہیں گے کہ پہلے کس ملک پر آپ کو قبضہ کرنا چاہیے۔ ہم اس ملک کی دفاعی طاقت کی صحیح رپورٹ دیں گے اور اس کی کمزوریاں بھی بتائیں گے۔"

منکی ماسٹر نے کہا "ہوں۔ اس طرح ہمارے درمیان دوستی قائم رہے گی۔ ہم کبھی تمہارے ملک کا رخ نہیں کریں گے۔ تم سے فوجی معاہدہ کریں گے۔ تمہیں جدید اور حیرت انگیز سامانِ جنگ فراہم کریں گے۔"

"ہمارے درمیان یہ معاہدہ ہوگا کہ آپ لوگ امریکا پر کبھی حملہ نہیں کریں گے اور جو ممالک امریکا کے غلام ہیں' انہیں کبھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"تمہاری اس دنیا میں ایسے کون سے ممالک ہیں' جہاں ہمیں پہلے حملہ کرکے حکومت کرنا چاہیے؟"

"چند اسلامی ممالک ہیں۔ ہم ان ممالک کی کمزوریوں کی پوری تفصیلات پیش کریں گے لیکن سب سے پہلے فرانس کے شہر پیرس پر حملہ کرنا چاہیے۔ پیرس کے مضافات میں بابا صاحب کا ایک ادارہ ہے۔ اس ادارے میں دنیا کے خطرناک ترین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی منی فوج ہے۔ وہ جب چاہتے ہیں' دیدہ سے نادیدہ بن جاتے ہیں۔ یہ ان کا ایسا زبردست حربہ ہے' جو آپ لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کرے گا۔"

"ہم تمام مشکلات کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔"

"آپ بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں لیکن سایہ بن جانے والے دشمنوں کا آپ کیا بگاڑ لیں گے؟"

"تم سب دیکھنا چاہتے ہو کہ ہم کس طرح منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں؟" منکی ماسٹر نے یہ کہہ کر فضا میں ایک ہاتھ بلند کرکے چٹکی بجاتے ہوئے کہا "میرے جان نثارو! آجاؤ۔"

اس کا حکم سنتے ہی ایک کے بعد ایک منکی مین اس ہال میں ظاہر ہونے لگا اور اپنی اپنی زبان نکال کر دکھانے لگا۔ سب کی زبانوں پر سایہ بنانے والی گولیاں تھیں۔ وہ ہال بے شمار منکی مین سے بھر گیا تھا۔

کارڈلیس فون پر اطلاع ملی کہ اس بہت بڑے بحری جہاز کے عرشے پر ہزاروں کی تعداد میں مسلح منکی مین نظر آرہے ہیں اور وہ سب اپنی زبانیں نکال کر سایہ بنانے والی گولیاں دکھا رہے ہیں۔

منکی ماسٹر نے کہا "پچھلے ایک ہفتے سے میرے جان نثار سایہ بن کر دن رات میامی شہر میں آرہے ہیں۔ اگر ہم سب فلائنگ شوز پہن کر آتے تو یہاں سب پر ظاہر ہو جاتے۔ ہم کیپسول کے ذریعے زون تھری سے یہاں تک سفر کرتے رہتے ہیں۔ پہلے بھی ہم یہاں خاموشی سے آکر جا چکے ہیں۔"

"یعنی اس بحری جہاز کے علاوہ میامی شہر میں آپ کے جاں نثار ہیں؟"

"ایک نہیں ہزاروں ہیں۔ اب بتاؤ' بابا صاحب کے جس ادارے کو تم خطرناک کہہ رہے ہو' کیا وہ ہم سے زیادہ خطرناک ہے؟"

"نہیں' ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے کے تمام اہم افراد کو نیست و نابود کرنے کے بعد آپ جہاں چاہیں گے' اپنی حکومت قائم کرلیں گے لیکن آپ ان ہزاروں جان نثاروں کو ہم پر بوجھ بنا رہے ہیں۔ ہمیں خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔"

"ہم جس سے دوستی کرتے ہیں' اس کے لیے خطرہ کبھی نہیں بنتے۔ ہم تمہارے ملک میں چند روز رہیں گے پھر مکمل تیاری کے بعد ہمارے جان نثار بابا صاحب کے ادارے کی طرف پرواز کریں گے۔ اس کے چند گھنٹوں بعد تم سنو گے کہ وہ ادارہ ہماری ملکیت بن چکا ہے۔"

اب سونیا کی سمجھ میں آیا کہ جناب اسداللہ تبریزی نے خاص طور پر صرف اسے اس مشن پر کیوں بھیجا ہے۔ خلائی زون سے آنے والوں کا پہلا حملہ بابا صاحب کے ادارے پر ہونے والا تھا۔ اس کے بعد بھی وہ اسلامی ممالک کے لیے مصیبت بننے والے تھے۔

اسے تنہا اس مشن پر بھیجنے کا یہ مقصد سمجھ میں آرہا تھا کہ وہ جتنی رازداری سے امریکا سے دوستی اور اسلامی ممالک سے دشمنی کرنے والے ہیں' سونیا اتنی ہی رازداری سے جوابی کارروائی کرے۔ جب کھل کر منہ توڑ جواب دینے کا وقت آئے گا تو دشمنوں کو معلوم ہوگا کہ بابا صاحب کے ادارے کی ایک سونیا بدترین اور خطرناک ترین طوفانوں کا رخ تنہا موڑ دیتی ہے۔

ان کے درمیان یہ معاملات طے پا رہے تھے کہ منکی ماسٹر اپنے جان نثاروں کو سایہ بنا کر رکھے گا ورنہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ظاہر ہوں گے تو میامی شہر میں خوف و ہراس پھیل جائے گا۔ تمام دنیا کے اخبارات' ریڈیو اور ٹی وی والے اس شہر میں امڈ آئیں گے پھر جب وہ بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کریں گے تو ساری دنیا یہی کہے گی کہ خلائی مخلوق امریکا کے تعاون سے آئی ہے۔ امریکا انہیں نصف دنیا کا اور خصوصاً اسلامی ممالک کا حکمران بنا رہا ہے۔

وہ سب ابھی چند روز سایہ بن کر رہنے والے تھے لیکن وہ چوبیس گھنٹے سایہ بن کر نہیں رہ سکتے تھے۔ بھوک لگتی تھی تو وہ اناج چبا کر کھانے کے لیے چھپ کر ٹھوس جسم میں ظاہر ہوتے تھے۔ ٹائلٹ جانے اور کسی عورت کی کمی پوری کرنے کے لیے بھی انہیں ظاہر ہونا پڑتا تھا۔

پچھلے ہفتے سے وہاں کی کئی عورتوں کے ساتھ یوں ہوا کہ جب وہ اپنے بیڈ روم میں تنہا سونے جاتیں تو اچانک کوئی منکی مین ظاہر ہوکر ان کا منہ دبا تا تھا تاکہ وہ چیخ نہ ماریں پھر انہیں سمجھاتا تھا کہ ایسا کریں گی تو زندہ رہیں گی ورنہ سایہ بننے والوں کا راز ظاہر ہونے

سے پہلے ہی انہیں ہلاک کردیا جائے گا۔

وہ عورتیں انہیں رات بھر کا مہمان بناتی تھیں۔ کھانا بھی کھلاتی تھیں پھر صبح ہونے کے بعد اپنی سلامتی کی خاطر زبان بند رکھتی تھیں۔ اپنے سائے سے بھی کسی منکی مین کا ذکر نہیں کرتی تھیں۔

اس طرح پچھلے ہفتے سے یہ حقیقت چھپی ہوئی تھی کہ میامی شہر میں خلا سے آنے والے ہزاروں منکی مین موجود ہیں۔ اب وہاں کے فوجی بھی تمام منکی مین کو چھپائے رکھنے کے لیے بڑی رازداری سے انہیں کھانا اور عورتیں سپلائی کررہے تھے۔

سونیا کا ایک اصول تھا کہ دشمنوں کو چیلنج کرنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ جب کچھ کر گزرنا ہے تو پھر زبان سے کہنے کی ضرورت کیا ہے؟

اس نے مکاری شروع کردی۔ اس رات جہاز میں جتنی عورتیں تھیں، وہ سب منکی مین کے حوالے کردی گئی تھیں۔ وہ عورتیں انہیں شراب پلارہی تھیں اور انہیں خوش کررہی تھیں۔ ایک گھنٹے کے اندر ہی پچیس منکی مین شراب پیتے اور ڈانس کرتے کرتے گرنے لگے اور تڑپ تڑپ کر مرنے لگے۔

منکی ماسٹر نے گرج کر اعلیٰ افسران سے پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے؟ صرف میرے ہی جان نثار کیوں مررہے ہیں؟"

ایک افسر نے کہا "ضرور کوئی گڑبڑ ہے، میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

معلومات حاصل کی گئیں تو پتا چلا صرف ان شراب کی بوتلوں میں زہر ملا ہے جنہیں منکی مین شوق سے پی رہے تھے۔ منکی ماسٹر نے پوچھا "یہ کیا چالبازی ہے؟ تم میں سے کسی افسر یا کسی بھی فوجی جوان کی شراب زہریلی نہیں ہے۔ صرف میرے جان نثاروں کو زہر پلایا جارہا ہے۔ کیا تم لوگ ایسی گھٹیا چال چل کر اس جہاز کے تمام جان نثاروں کو ختم کرسکو گے؟ کبھی نہیں۔ میں تم لوگوں سے اس ذلالت کا انتقام لوں گا۔ میرے پچیس کے بدلے اپنے پچیس افسران کو ابھی ہلاک کردو ورنہ میں اس جہاز کے کسی بھی فوجی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

ایک افسر نے کہا "ماسٹر! سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہاں ضرور ہمارے دشمن پہنچ گئے ہیں۔ وہ ہماری دوستی کو دشمنی میں بدلنا چاہتے ہیں۔ ہم ایسے احمق نہیں ہیں کہ صرف جان نثاروں کی شراب میں زہر ملا کر انہیں ہلاک کریں اور اپنے پینے والوں کو زندہ رکھ کر تمہاری نظروں میں خود کو مشکوک بنالیں۔ ذرا سوچو، انہیں مار کر ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا؟"

کئی منکی مین اپنے ہلاک ہونے والوں کے لباس کی تلاشی لے رہے تھے۔ وہ منکی ماسٹر سے کہنے لگے۔ "ہمارے مرنے والے ساتھیوں کی جیبیں خالی ہیں۔ ان کے پاس سایہ بنانے والی گولیوں اور خلائی کیپسولوں کی ڈبیائیں تھیں، وہ غائب ہیں۔ تمام ہلاک ہونے والوں کی جیبیں خالی ہیں۔"

منکی ماسٹر غرا کر افسروں سے بولا "تو پچیس مرنے والوں کی پچیس ڈبیوں کی چوری کا مطلب یہ ہوا کہ سیکڑوں گولیاں اور کیپسول تم لوگوں نے حاصل کرلیے۔ ان کی ہلاکت سے بہت بڑا فائدہ اٹھالیا۔"

ایک منکی مین نے سیڑھیاں چڑھ کر عرشے پر آکر کہا "ماسٹر! وہاں جہاز کے نچلے حصے میں ہمارے مزید دس ساتھی مارے گئے ہیں۔"

منکی ماسٹر نے کہا "ان کی جیبوں سے بھی گولیوں اور کیپسولوں کی ڈبیا چرالی گئی ہوگی۔ میں تم سب کو حکم دیتا ہوں، یہ جہاز چھوڑ دو۔ شہر میامی کی طرف پرواز کرو۔"

یہ کہتے ہی منکی ماسٹر اپنے خاص ماتحتوں کے ساتھ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ دوسرے جان نثار بھی غائب ہونے لگے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ماسٹر! رک جاؤ۔ میامی شہر نہ جاؤ۔ ہمیں موقع دو۔ ہم ثابت کردیں گے کہ چالاک دشمن ہمیں آپس میں لڑا رہے ہیں۔"

منکی ماسٹر کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ کئی افسروں نے چیخ چیخ کر اسے مخاطب کیا، گڑگڑا کر التجا کرنے لگے۔ قسمیں کھانے لگے کہ وہ خلائی مخلوق سے دشمنی کرنے کی حماقت نہیں کررہے ہیں۔ میامی شہر میں پہلے ہی ہزاروں نادیدہ منکی مین تھے۔ بحری جہاز سے بھی ہزاروں منکی مین میامی جارہے تھے۔ وہاں خود کو ظاہر کرتے تو اچانک ہزاروں منکی مین کو دیکھ کر پورے شہر پر دہشت طاری ہوجاتی۔

ایک افسر نے پریشان ہوکر کہا "یہاں سخت پہرے کے باوجود ہمارے دشمن ہیں۔"

"بے شک ہیں۔ ہم پر کاری ضرب لگائی گئی ہے۔ خلائی مخلوق سے دوستی کے معاملات طے ہوتے ہی دشمنی پیدا کی گئی ہے۔ کون ہے یہاں؟ ہم سے دشمنی کرنے والے جواب دیں۔ تم لوگ کون ہو؟"

"سایہ بنانے والی گولیاں بابا صاحب کے ادارے میں ہیں۔ وہی لوگ سایہ بن کر ہمارے خلاف ایسی حرکتیں کررہے ہیں۔ ہمارے مشورے پر منکی ماسٹر پہلے بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ کمالِ ذہانت سے ہماری چال پلٹ دی گئی ہے۔ اب وہ منکی ماسٹر ہمارے میامی شہر اور پورے ملک کے لیے دردِ سر بن جائے گا۔"

"مشکل یہ ہے کہ منکی ماسٹر ہمیں اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع نہیں دے رہا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس کا غصہ دور کیا جائے ورنہ وہ انتقامی کارروائی شروع کردے گا۔"

"ہمیں فوراً میامی جانا چاہیے۔ پتا نہیں، وہ وہاں کیا کرنے والا ہے۔"

وہ سب چند منٹ کے بعد ہی میامی بیچ کی طرف روانہ ہونے لگے۔ سونیا بھی ان کے ساتھ اسپیڈ لانچ میں بیٹھ گئی۔ ایک افسر نے کہا "یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ بابا صاحب کا ادارہ ہمارے تازہ ترین معاملات سے بھی باخبر رہتا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "صرف باخبر ہی نہیں رہتا بلکہ فوری کارروائی بھی شروع کردیتا ہے۔"

ایک اور افسر نے چونک کر کہا "ہم یہ بھول رہے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے والے نادیدہ افراد بحری جہاز میں تھے تو وہ یہاں بھی ہمارے قریب اسپیڈ لانچ میں ہوں گے۔"

وہ بے اختیار اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ سایہ بننے والے نظر نہیں آتے، وہ پریشان ہوکر انہیں دیکھ لینے کی احمقانہ کوشش کررہے تھے۔ ایک نے کہا "ہم درخواست کرتے ہیں کہ یہاں جو بھی ہے، ہم سے گفتگو کرے۔ اگر ہم آگ لگاتے ہیں تو بجھانا بھی جانتے ہیں۔ ہم نے انہیں بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اب ہم اس حملے کا رخ موڑ دیں گے۔ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ بابا صاحب کے ادارے سے دشمنی نہیں کریں گے بلکہ منکی ماسٹر کو بھی اس ادارے سے دوستی کرنے کا مشورہ دیں گے۔"

وہ خاموش ہوگیا۔ سب جواب کا انتظار کرنے لگے۔ دوسرے افسر نے کہا "خاموشی اختیار کرنے سے ہم اس فریب میں مبتلا نہیں ہوں گے کہ یہاں تم لوگ نہیں ہو۔"

پھر بھی خاموشی رہی۔ انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے ہوا سے باتیں کررہے ہوں۔ وہ شش و پنج میں مبتلا ہونے لگے۔ مسلسل خاموشی کہہ رہی تھی، جو موجود نہیں ہیں، انہیں مخاطب کیا جارہا ہے۔

ایک افسر نے کہا "ہم پر اعتماد کرو، ہم وعدہ کررہے ہیں، آئندہ بابا صاحب کے ادارے سے کبھی دشمنی نہیں کریں گے۔"

امریکی حکّام بارہا دوستی کرتے رہے تھے، وعدے اور قسمیں کھاتے رہے تھے پھر اپنے مفادات کے پیشِ نظر اچانک دشمن بن جایا کرتے تھے۔ ایسی وعدہ خلافی اور بے مروتی انہیں یاد نہیں رہتی تھی اس لیے وہ پھر اپنی دوستی اور شرافت کا یقین دلا رہے تھے۔

سونیا ان کی بے مروتی اور خود غرضی یاد دلانا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی خاموشی انہیں ذہنی کرب میں مبتلا کررہی تھی۔ دوسرے افسر نے کہا "میرا خیال ہے ہمارے دشمن منکی ماسٹر کے ساتھ میامی گئے ہیں۔"

"یہ ہمارے حق میں اور برا ہوگا۔ پتا نہیں وہ ہمارے خلاف وہاں اور کیا کررہے ہوں گے۔"

ایک افسر موبائل فون کے ذریعے نیول بیس کے افسر سے پوچھ رہا تھا "آرمی کیمپ میں سب خیریت ہے؟"

"یہاں خیریت ہے لیکن شہر میں کچھ گڑبڑ ہے۔ پولیس ہیڈ کوارٹر سے اطلاع ملی ہے کہ کئی پولیس اسٹیشن پر بندر نما آدمیوں نے قبضہ جمالیا ہے۔ وہ کبھی غائب ہوجاتے ہیں اور کبھی نظر آتے ہیں۔ وہ کئی سپاہیوں اور پولیس افسروں کو ہلاک کرچکے ہیں۔ شہری انتظامیہ نے فوجی مدد طلب کی ہے۔"

"آپ وقفے وقفے سے پورے شہر میں اسپیکر کے ذریعے منکی ماسٹر کو مخاطب کریں۔ اس سے کہتے رہیں کہ وہ غلطی پر ہے۔ اسے سوچنا چاہیے۔ اگر ہم اس کے آدمیوں کو ہلاک کرتے اور سایہ بنانے والی گولیاں اور خلائی کیپسول حاصل کرتے تو ان غیر معمولی چیزوں کو منکی ماسٹر کی فوج کے خلاف استعمال کرتے لیکن ہم ایسا نہیں کررہے ہیں کیونکہ وہ غیر معمولی چیزیں ہمارے پاس نہیں ہیں۔ آپ فوراً اعلان کرائیں۔"

افسر نے فون بند کرکے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ وہ تمام بندر نما آدمی میامی کی پولیس کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ وہ پہلے اس طاقت کو ختم کررہے ہیں جس کے ذریعے پورے شہر کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ پولیس نہیں رہے گی تو تمام شہری خود کو بندر آدمیوں کے سامنے غیر محفوظ سمجھیں گے اور ان کی اطاعت کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

وہ پریشان ہورہے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ان سایہ بن جانے والوں کا مقابلہ کس طرح کریں۔ ایک افسر نے کہا۔ "ایسے برے وقت میں دیوی ہمارے کام آسکتی ہے کیونکہ اس کے پاس سایہ بنانے والی گولیاں ہیں۔"

اس نے فون کے ذریعے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہا۔ "دیوی فرانس میں ہوگی۔ اگر نہ ہوئی تو اس کی ڈمی سے رابطہ ہوسکے گا۔ اس سے التجا کرو کہ فوراً ہمارے پاس آئے۔"

اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے حکم کی تعمیل کی۔ صرف دس منٹ کے اندر دیوی کی ڈمی نے ایک افسر کے دماغ میں آکر پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

وہ تمام افسران ساحل تک پہنچ گئے تھے۔ اس افسر نے کہا۔ "زون تھری سے منکی ماسٹر ہمارے ملک میں آچکا ہے۔ اس کے ساتھ بے شمار منکی مین ہیں۔ وہ سب کبھی نادیدہ بن جاتے ہیں اور کبھی ظاہر ہوجاتے ہیں۔ وہ میامی شہر میں بڑے مسائل پیدا کررہے ہیں۔ شہر کے کئی پولیس افسران کو ہلاک کرچکے ہیں۔ اگر تم دیوی کی ڈمی ہو تو پلیز دیوی کو ہمارے مسئلے کے بارے میں بتاؤ۔ جتنی جلدی ممکن ہو، دیوی سے ہمارا رابطہ کرادو۔"

ڈمی ون نے انہیں انتظار کرنے کو کہا پھر دیوی سے رابطہ کرکے اسے منکی ماسٹر اور اس کی نادیدہ فوج کے بارے میں بتایا۔ دیوی نے کہا "تمہیں پوچھنا چاہیے تھا کہ وہ فوجی افسران مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"دیوی جی! وہ منکی ماسٹر اور اس کی نادیدہ فوج سے نجات چاہتے ہوں گے۔ ویسے ان کی طرح ہمیں بھی خطرہ ہے۔ ایک بار زون تھری میں منکی ماسٹر سے ہمارا مقابلہ ہوچکا ہے۔ فوجی افسر کے خیالات سے معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ ہماری آدھی دنیا پر حکمرانی

کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ آپ کی برتری کو بھی ختم کرنا چاہیں گے۔ انہیں قدم جمانے سے پہلے شرمناک شکست دے کر اپنی دنیا سے بھگانا چاہیے۔"

"تم درست کہتی ہو۔ ان کی طرح ہمارے پاس بھی فلائنگ کیپسول ہیں۔ ان کی طرح میں بھی کئی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتی ہوں۔ انہیں اپنے مقابلے میں اس دنیا کی زمین پر قدم جمانے نہیں دوں گی۔"

اس نے ایک افسر کے اندر آکر اس کے چور خیالات پڑھے۔ دو اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ منکی ماسٹر اور اس کی منکی فوج کے تمام افراد کے سر سے ایک ایسا ننھا سا آلہ چپکا رہتا ہے جو ٹیلی پیتھی کی لہروں کو دماغ تک پہنچنے نہیں دیتا ہے۔ یعنی دیوی ان کے خلاف ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال نہیں کر سکتی تھی۔

دوسری اہم بات یہ تھی کہ بابا صاحب کے ادارے کے کچھ نادیدہ لوگ موجود ہیں۔ انہوں نے منکی ماسٹر سے ہونے والی دوستی کو دشمنی میں بدل دیا ہے۔ اس کے پینتیس منکی مین مارے جا چکے ہیں جس کے نتیجے میں منکی ماسٹر میامی شہر میں انتقامی کارروائیاں کر رہا ہے۔

دیوی نے فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "اس دنیا میں منکی ماسٹر کا مقابلہ میں ہی کر سکتی ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے والے صرف چالبازیاں دکھائیں گے لیکن انہیں شکست دے کر بھاگنے پر مجبور نہیں کر سکیں گے۔"

"ہمیں یقین ہے' تم ہی ہمارے کام آسکتی ہو۔ فارگاڈ سیک' منکی ماسٹر کو ہٹلر بننے سے روکو۔"

"ابھی تمہارے ملک کے ایک شہر پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ وہ نادیدہ فوج رفتہ رفتہ پورے ملک میں دہشت طاری کرتی رہے گی۔ آدھی دنیا پر حکمرانی کرنے کا عزم کرنے والے پہلے امریکا پر حکمرانی کریں گے۔ تمہارے ملک کو خلائی مخلوق کے تسلط سے بچانے کا فائدہ مجھے کیا ہو گا؟"

"تم کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہو؟"

"سپر پاور ملک کو بچانے کے لیے جتنی بھی قیمت طلب کی جائے' کم ہو گی۔ فی الحال امریکا میں بے شمار بھارتی جوان ہیں۔ میں ہر روز پانچ بھارتی جوانوں کو ٹیلی پیتھی سکھانے کے لیے ٹرانسفارمر مشین سے گزارتی رہوں گی۔"

"ہمیں منظور ہے۔ فارگاڈ سیک' وقت ضائع نہ کرو۔ منکی ماسٹر کو منہ توڑ جواب دو۔"

دیوی کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان واشنگٹن میں تھے۔ وہ دیوی کے قابلِ اعتماد جوان تھے۔ اس نے ان جوانوں کو چند گولیاں اور چند کیپسول دیے تھے اور تاکید کی تھی کہ وہ دوسرے جوانوں کو حاضر دماغی اور حکمتِ عملی اختیار کرنے کی ٹریننگ دیتے رہیں۔ اس نے ایک جوان سے پوچھا "تم دونوں نے کتنے بھارتی جوانوں کو ٹریننگ دی ہے؟"

"اب تک بارہ جوان اچھی خاصی ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔"

"تم دونوں کو ایک اہم مشن پر ابھی میامی شہر آنا ہے۔ ان بارہ جوانوں کو سایہ بنانے والی ایک ایک گولی دو۔ خلائی زون سے بندر نما لوگ دشمن بن کر آئے ہیں۔ وہ بھی غیر معمولی گولیوں کے ذریعے نادیدہ بن جاتے ہیں۔"

وہ انہیں منکی ماسٹر کے متعلق سمجھانے لگی۔ ان دو جوانوں نے بارہ تربیت یافتہ ساتھیوں کو جمع کیا پھر سب کو ایک ایک گولی دی۔ چھ کو فلائنگ کیپسول دیے پھر کہا "چھ جوان سایہ بن کر باقی چھ کے اندر سما جائیں اور ان کے اندر رہ کر میامی شہر کی طرف پرواز کریں۔"

اس تدبیر سے وہ میامی پہنچے۔ اس وقت تک منکی ماسٹر اس شہر کی پولیس کو ناکارہ بنا چکا تھا۔ پولیس کے شعبے سے تعلق رکھنے والے دہشت زدہ ہو کر اپنی وردیاں اتار کر اپنے گھروں تک محدود ہو گئے تھے۔ فوجی جوان شہر میں آگئے تھے مگر ان کی سمجھ میں یہ نہیں آرہا تھا کہ کبھی نظر آنے والے اور کبھی غائب ہو جانے والوں کو کیسے گرفتار کریں؟

ایک نائٹ کلب میں دو منکی مین نظر آئے تھے۔ ایک فوجی نے دونوں کو ہلاک کرنا چاہا۔ ایک کو گولی لگی' دوسرا غائب ہو گیا۔ گولی کھا کر مرنے والے کو اپنے منہ میں رکھی ہوئی گولی نگلنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ دوسرا غائب ہونے والا بار کاؤنٹر کے پیچھے نمودار ہوا۔ اس نے فوجی جوان کو گولی ماری۔ اس وقت مزید دو فوجی جوان کلب کے اندر آرہے تھے۔ وہ بھی گولیوں کی زد میں آکر مر گئے۔

منکی مین نے کہا "ہمارا ایک مرے گا تو تمہارے دس مریں گے۔ کم آن میوزک بند نہ کرو' ڈانس کرو۔"

اس منکی مین نے اپنے ساتھی کی لاش کے پاس آکر اس کی جیبوں سے گولیاں اور کیپسول نکال لیے۔ فوجیوں کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ جہاں عورتیں ہوتی ہیں' وہیں منکی مین پہنچ جاتے ہیں۔ اس لیے کلبوں اور دوسری تفریح گاہوں میں منکی مین نظر آرہے تھے۔

دیوی نے فوجی افسران کو اطلاع دی کہ اس کے بھی نادیدہ جوان میامی پہنچ گئے ہیں اور اب اپنے طور پر منکی ماسٹر کی نادیدہ فوج سے نمٹنے والے ہیں۔

جس وقت دیوی ایک افسر کے اندر بول رہی تھی اسی وقت اچانک ہی منکی ماسٹر نمودار ہو گیا۔ اسے دیکھتے ہی تمام افسران گھبرا کر کھڑے ہو گئے' وہ بولا "گھبراؤ نہیں۔ بیٹھ جاؤ۔ میں تمہارے ملک کے پچاس سے زیادہ بندے مار چکا ہوں۔ اب یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ تم نے میرے پینتیس آدمی مار کر ان کی گولیاں اور کیپسول چرائے ہوتے تو ہماری طرح نادیدہ بن کر ہمیں شہر میں بھی نقصان پہنچاتے لیکن بہت زیادہ نقصان اٹھانے کے باوجود تم میں سے کوئی

اپنی جان بچانے کے لیے بھی سایہ نہیں بن رہا ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جہاز میں ہمارے آدمیوں کو ہمارے مشترکہ دشمنوں نے مارا ہے۔"

تمام افسران خوش ہو گئے۔ ایک نے کہا "تھینکس گاڈ' تمہاری غلط فہمی دور ہو گئی ہے۔ کیا ہم پھر دوست بن جائیں گے؟"

"بے شک' ہم نے تمہیں اس شہر میں جو نقصان پہنچایا ہے' اس کے عوض تمہیں جدید ہتھیار دیں گے۔ ہمارے پاس جو غیر معمولی گولیاں اور کیپسول ہیں' وہ بھی تمہیں دیں گے۔"

"تھینک یو ماسٹر! ہم ہمیشہ تمہاری دوستی پر ناز کریں گے۔"

دیوی نے کہا "کیا بکواس کر رہے ہو۔ یہ بندر کی اولاد ہماری دنیا کے لیے بہت خطرناک ثابت ہو گا۔"

افسر نے کہا "اب یہ ہمارے لیے خطرناک نہیں ہے۔"

"میں انہیں اپنے مقابلے میں رہنے نہیں دوں گی۔ تمام بندروں کو یہاں سے بھاگنا ہو گا۔"

یہ کہتے ہی دیوی نے پوری طرح افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ افسر نے اس کے زیر اثر آتے ہی اپنا ریوالور نکالا پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر منکی ماسٹر پر گولی چلا دی۔

منکی ماسٹر یکبارگی چیخ مار کر اچھلا پھر فرش پر گر پڑا۔ اسے گولی لگی تھی۔ اس سے پہلے کہ دوسری گولی لگتی' وہ گولی نگل کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تمام افسروں نے اپنے ساتھی افسروں سے پوچھا۔ "یہ تم نے کیا کیا؟ اب تو منکی ماسٹر ہمارا دشمن بن کر رہنے کی قسمیں کھا رہا ہو گا۔"

اس افسر نے پریشان ہو کر کہا "میں نے بے اختیار اس پر گولی چلائی ہے۔ دیوی جی نے مجھے آلۂ کار بنا کر ایسا کیا ہے۔"

دیوی نے کہا "ہاں۔ میں نے ایسا کیا ہے۔ گولی لگنے کے بعد شاید وہ مر جائے گا۔ اگر زندہ بھی رہے گا تو اپاہج بن کر رہے گا۔ کوئی اپاہج اپنی قوم کا سربراہ نہیں بن سکتا۔ اب کوئی دوسرا منکی مین اپنی قوم کا ماسٹر بنے گا۔ میں اسے بھی گولی ماروں گی یا پھر اس دنیا سے بھاگنے پر مجبور کر دوں گی۔"

"دیوی جی! آپ نے ایک طرح سے یہ اچھا کیا ہے لیکن منکی ماسٹر زندہ رہا تو پہلے سے زیادہ غضب ناک ہو جائے گا۔ جب سانپ کی دم پر پاؤں رکھا ہے تو اس کا سر بھی کچل ڈالیں۔"

وہ بولی "اگر وہ صرف زخمی ہوا ہے تو شاید مجھے اس کے دماغ میں جگہ مل جائے۔ میں کوشش کرتی ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی لیکن رکاوٹ محسوس ہوئی۔ دماغ تک پہنچنے سے پہلے وہ ننھا سا آلہ ایک ڈھال کی طرح ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کو روک رہا تھا۔ دیوی اپنے ماتحت جوانوں کے پاس چلی گئی تاکہ ان کے ذریعے دوسرے منکی مین تک پہنچ سکے۔

منکی ماسٹر نے ایک بہت ہی حسین عورت کو پسند کیا تھا۔ اس کے پاس پہنچ کر اسے دھمکی دی تھی کہ وہ اسے ایک رات کے لیے قبول نہیں کرے گی تو ماری جائے گی۔ اس ارضی دنیا کی کوئی طاقت اسے بچا نہیں سکے گی اور اگر اسے خوش کرتی رہے گی تو اس کی توقع سے زیادہ اسے دولت دے گا۔

وہ حسینہ پچھلے تین گھنٹوں سے اس کی داشتہ بنی ہوئی تھی۔ سونیا اس وقت افسران کے درمیان موجود تھی' جس وقت منکی ماسٹر پر گولی چلائی گئی تھی۔ گولی لگنے سے پہلے سونیا سایہ بن کر اس کے اندر سما گئی تھی۔

منکی ماسٹر گولی کھا کر زخمی ہوا۔ اس کے ایک بازو پر گولی لگی تھی۔ وہ ایک کیپسول منہ میں رکھ کر پرواز کرتا ہوا اپنی حسین داشتہ کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہاں جسمانی طور پر ظاہر ہو کر زخم کی مرہم پٹی کرا رہا تھا۔ ایسے وقت سونیا اس کے اندر سے نکل کر دوسرے کمرے میں گئی پھر جسمانی طور پر نمودار ہو کر اپنے چہرے کے اطراف ایک اسکارف لپیٹ لیا تاکہ دیوی اور امریکی فوجی افسران اسے نہ پہچان سکیں۔

وہ اس کمرے میں آئی جہاں ماسٹر کے زخم کی پٹی ہو چکی تھی۔ اس نے وہاں پہنچتے ہی ماسٹر کی گردن پر کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ اس نے داڑھ میں ایک غیر معمولی گولی دبا رکھی تھی۔ گردن پر ہاتھ پڑتے ہی وہ گولی منہ سے باہر آکر فرش پر گر پڑی۔ سونیا نے اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔ منکی ماسٹر نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بولی "تم دوسری گولی منہ میں رکھ سکتے ہو لیکن میں اس کا موقع نہیں دوں گی۔"

"تم سمجھتی ہو' گولی لگنے کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہوں۔ تمہیں میری جسمانی قوت کا اندازہ نہیں ہے۔ ایک چٹکی میں تمہیں مسل دوں گا۔"

اس نے اچانک کراٹے کا ایک ہاتھ چلایا۔ اچانک حملہ اس کے لیے ہوتا ہے' جو غافل رہتا ہو۔ سونیا کا ایک پل بھی غفلت میں نہیں گزرتا تھا۔ اس کا کراٹے کا ہاتھ فضا میں لہرا کر رہ گیا تھا۔ اس نے جھنجلا کر دوسرا پھر تیسرا حملہ کیا۔ وہ ماہر فائٹر تھا۔ کبھی اس کا داؤ خالی نہیں جاتا تھا۔ یہ اس کی توہین تھی کہ ایک عورت پر ایک بھی حملہ کامیاب نہیں ہوا تھا۔ اس نے غصے میں اس پر چھلانگ لگائی۔ سیدھا دیوار سے جا کر ٹکرایا اور فرش پر آکر گر پڑا۔

اتنی ناکامیوں کے بعد عقل نے سمجھایا کہ ٹھیک حملے کے وقت وہ اپنی جگہ نہیں رہتی ہے۔ جب ٹارگٹ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو نشانہ ہمیشہ خالی جاتا ہے۔ وہ زمین پر پڑا ہانپتے ہوئے بولا "تم کون ہو؟"

"تم شرافت سے بھی یہ پوچھ سکتے تھے۔ اتنا اچھلنے کودنے کی کیا ضرورت تھی؟ میرا نام دنیا ہے۔ جو خلا سے حکومت کرنے یہاں آئے گا اس دنیا کے لات جوتے کھائے گا۔"

اس نے سونیا کو باتوں میں الجھا کر اپنی دانست میں صحیح حملہ کیا۔ اپنے مقابلے پر آنے والی کی چیخ سنی۔ اسے رگیدتا ہوا' اسے

نیچے گرا کر اس پر چڑھ بیٹھا۔ ایسے ہی وقت منہ پر ایک زوردار کک پڑی۔ تب پتا چلا کہ وہ سونیا کے پیچھے کھڑی ہوئی حسینہ پر حملہ کرکے اس پر چڑھا ہوا تھا اور اب الٹ کر نیچے آگیا تھا۔ وہ بڑی پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہونے لگا۔ ایسے ہی وقت منہ پر دوسری کک پڑی۔ دوسری بار زمیں بوس ہونے کی توہین' عورت سے لات جوتے کھانے کی توہین برداشت نہ ہوئی۔ اس نے غراتے اور گرجتے ہوئے فرش پر سے اٹھ کر پورے ہوش وحواس کے ساتھ اس پر چھلانگ لگائی۔ اس بار سونیا نے گولی نگل لی۔ اس نے اس کے سائے پر چھلانگ لگائی تو منہ کے بل زمین پر گرا۔ گولی سے لگنے والے زخم کی تکلیف نے تڑپا دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ فرش پر سے اٹھتا' سونیا نے اس کے لباس سے گولیوں اور کیپسولوں کی ڈبیائیں نکال لیں۔ پھر اس کے سر سے چپکے ہوئے آلے کو بھی کھینچ کر نکال لیا۔ اب وہ خیال خوانی کی لہروں کو اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روک سکتا تھا۔

وہ جسمانی طور پر ظاہر ہو کر آرام سے ایک صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ منکی ماسٹر نے فرش پر بیٹھتے ہوئے اسے دیکھا اور سوچنے لگا کہ حملہ کرے گا تو وہ پھر سایہ بن جائے گی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کس طرح قابو میں کرے۔ اس نے پوچھا "کیا تم وہی ہو جس نے زون تھری میں بھی مجھے پریشان کیا تھا؟ ہم سے فلائنگ کیپسول وغیرہ لے کر ہمارا پیچھا چھوڑا تھا پھر ہمارے زون سے چلی گئی تھیں۔"

سونیا سمجھ گئی کہ وہ دیوی کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا "تم جس کا ذکر کررہے ہو' اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے افسر کو گولی چلانے پر مائل کیا اور تم زخمی ہوگئے۔"

"کیا وہ خطرناک عورت اس ملک میں رہتی ہے؟"

"نہیں۔ فوجی افسروں نے تمہارے خلاف محاذ آرائی کے لیے اسے بلایا ہے۔"

"تمہیں مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

"تم ہماری دنیا میں حکمرانی کے ارادے سے آئے ہو۔ تم سے دشمنی نہیں کروں گی تو کیا خوش آمدید کہوں گی۔"

"مگر تم ہو کون؟"

"میں ایک شاطر ہوں' یعنی شطرنج کی کھلاڑی۔ میری بساط پر امریکی فوجی اور تم پر گولی چلانے والی دیوی اور تم سب مہرے کی طرح ہو۔ تم سب اپنی چالیں چلنا چاہتے ہو۔ میں تم لوگوں کو اپنی چالوں کے مطابق چلا رہی ہوں۔"

"تم اپنے بارے میں نہیں بتانا چاہتی ہو لیکن میں سمجھ گیا ہوں۔ تمہارا تعلق اس بابا صاحب کے ادارے سے ہے جہاں ہم سب سے پہلے حملہ کرنا چاہتے تھے۔"

"حملہ تو تب کروگے' جب اس ملک سے باہر کبھی جا سکوگے۔"

"تم یہ نہ سمجھنا کہ گولی لگنے کے بعد میں کمزور ہوگیا ہوں۔ میں تمہاری اس دنیا میں حکمران بننے کے لیے آیا ہوں اور بن کر رہوں گا۔"

ایسے ہی وقت دو منکی مین نمودار ہوئے۔ انہوں نے اپنے ماسٹر کو فرش پر اور ایک عورت کو صوفے پر دیکھ کر حیرانی سے پوچھا "ماسٹر! کیا بات ہے؟"

دوسرے نے پوچھا "کیا اس نے تم کو زخمی کیا ہے؟"

"زخم اس نے نہیں' اس عورت نے لگائے ہیں' جو ہمارے زون میں آئی تھی۔ وہ دشمن عورت اس ملک کے فوجیوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف محاذ بنا چکی ہے۔ یہ عورت ان کے ساتھ نہیں ہے لیکن ہماری بھی دوست نہیں ہے۔"

دونوں منکی مین نے غرا کر سونیا کو دیکھا۔ انہوں نے اپنی خلائی گن سیدھی کی۔ منکی ماسٹر نے کہا "رک جاؤ۔ تمہارے ہتھیار کام نہیں آئیں گے۔ یہ ہماری طرح نادیدہ بن جاتی ہے۔"

پھر اس نے سونیا سے پوچھا "کیا ہم سے سمجھوتا کروگی؟"

"کیا چاہتے ہو؟"

"دیوی ان کا ساتھ دے رہی ہے۔ تم ہمارا ساتھ دو۔"

"میرے تعاون سے تم ان پر غالب آؤگے۔ جب وہ شکست کھانے کے بعد مقابلے کے قابل نہیں رہیں گے تو پھر مجھ سے مقابلہ کروگے۔"

"ہم تم سے کبھی جنگ نہیں کریں گے۔"

"میں تو کروں گی جب تک تم اپنی فوج کے ساتھ ختم نہیں ہوجاؤگے یا ہماری زمین چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور نہیں ہوجاؤگے تب تک میں تمہیں پوری نیند سونے نہیں دوں گی اور پیٹ بھر کر کھانے نہیں دوں گی۔"

"یہ بچکانا دعویٰ ہے۔ تم میرے ہزاروں منکی مین کو پیٹ بھر کر کھانے اور سونے سے کیسے روک سکوگی۔"

سونیا نے اس کے دونوں منکی مین سے کہا "اپنے ہزاروں ساتھیوں سے کہہ دو' کسی کو کھاتے پیتے اور سوتے ہوئے دیکھا گیا تو اس کی سزا منکی ماسٹر کو دی جائے گی۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے زخمی کیا جائے گا۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ اپنے منکی ماسٹر کو بچانے کے لیے کم سے کم کھا سکتے اور کم سے کم سوسکتے ہیں یا نہیں؟"

ان تینوں نے بیک وقت سونیا کے پیچھے دیکھا۔ اسی لمحے میں وہ نادیدہ بن گئی۔ ان کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے پیچھے ان کا کوئی ساتھی نمودار ہوا ہو۔ اس نے سایہ بن کر دیکھا۔ ایک نہیں دس منکی مین نمودار ہوئے تھے۔ وہ ایک لمحہ بھی ضائع کرتی تو وہ لوگ اسے مار ڈالتے یا زخمی کردیتے۔

منکی مین نے غصے سے کہا "کیا تم لوگ سایہ بن کر اس عورت کی بات نہیں سن رہے تھے؟ کیا نہیں سمجھ رہے تھے کہ وہ ہماری دشمن ہے؟ تمہیں نمودار ہوتے ہی فائر کرنا چاہیے تھا۔"

ایک منکی مین نے کہا "ہم اس عورت سے بھی نمٹ لیں گے۔ ابھی سب سے اہم ہمارے سربراہ کا معاملہ ہے۔ کوئی سربراہ عورت کے لات جوتے نہیں کھاتا مگر تم کھا چکے ہو۔ اب تمہیں سربراہ تسلیم کرنا ہماری توہین ہوگی۔ لہٰذا اپنے گلے سے وہ سربراہی کا لاکٹ اتار کر ہمیں دو۔ ہم اپنے سب سے ذہین منکی مین کو وہ لاکٹ پہنائیں گے۔"

منکی ماسٹر نے اپنے اطراف تمام منکی مین کو دیکھ کر کہا "ہم اقتدار قائم رکھنے کے لیے آپس میں خون خرابا نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اکثریت کے فیصلے سے انکار کرتے ہیں۔ میں ایک طویل عرصے تک اپنی ذمے داریاں پوری کرتا رہا۔ اب تسلیم کرتا ہوں کہ ایک عورت سے شکست کھانے والے کو اس عہدے پر نہیں رہنا چاہیے۔"

اس نے گلے سے لاکٹ اتار کر ایک منکی مین کو دے دیا۔ لاکٹ اتارنے کے بعد وہ ایک عام سا منکی مین ہوگیا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ اسے اب یہاں نہیں رہنا چاہیے۔ اسی وقت زون تھری کی طرف لوٹ جانا چاہیے۔

وہ فرش پر سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ سونیا اس سے گولیاں اور کیپسول چھین چکی تھی۔ جو ننھا سا آلہ ٹیلی پیتھی کے حملوں سے محفوظ رکھتا تھا' اسے بھی چھین لیا تھا۔ ایک منکی مین نے اسے گولیوں اور کیپسولوں کی ڈبیا دی۔ اس نے ایک گولی منہ میں رکھی پھر ان تمام منکی مین سے مصافحہ کرکے اچانک نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

ایک منکی مین نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا "ہم جانتے ہیں سابقہ منکی ماسٹر کو شکست دینے والی یہاں موجود ہے۔ اس نے ہمیں مجبور کردیا کہ ہم اپنے ایک ذہین ماسٹر کو جدا کریں۔ اب ہم اسے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیں گے۔"

انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ منکی ماسٹر کے ساتھ اس... چاردیواری سے چلی گئی تھی۔

○☆○

ہندوستان میں دیوی کی جو مصروفیات تھیں' انہیں چھوڑ کر وہ کسی دوسرے معاملے میں مصروف نہیں رہنا چاہتی تھی لیکن زون تھری کے منکی مین اس کے لیے بہت بڑا چیلنج تھے۔ وہ ارضی دنیا میں رہ کر اس پر غالب آتے رہتے کیونکہ ان کے پاس ٹیلی پیتھی سے محفوظ رہنے کے آلات تھے۔ وہ نادیدہ بن جاتے تھے اور فضا میں پرواز کرتے تھے۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں میں دیوی سے کسی طرح بھی کم نہیں تھے۔ اس ارضی دنیا سے ان کے قدم اکھاڑنے کے لیے وہ امریکا کا ساتھ دینے پر مجبور ہوگئی تھی۔

وہ خلائی مخلوق کے خلاف امریکی فوجیوں کا ساتھ دے رہی تھی۔ ایسے ہی وقت ڈمی ون نے اطلاع دی "دیوی جی! بھارتی سائنس داں اور ڈاکٹر پھر ناکام ہوگئے ہیں۔"

ایک خفیہ لیبارٹری میں سائنس داں اور ڈاکٹر ٹیلی پیتھی کے زیر اثر رہ کر نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تیار کررہے تھے۔ دیوی کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ سخت نگرانی کے باوجود پہلی بار ناکامی ہوئی تھی۔ نادیدہ بنانے والی گولیوں اور خلائی کیپسولوں کے مکمل فارمولے ان کے پاس تھے۔ سائنس داں اور ڈاکٹر بہت تجربہ کار تھے۔ ان سے غلطی کی توقع نہیں تھی۔ اس کے باوجود کہیں غلطی ہوگئی۔ علی نے ان کے اندر رہ کر غلطی کرادی تھی جس کے نتیجے میں دن رات کی محنت برباد ہوگئی تھی۔ دیوی کو اپنی دشمن کلپنا بھارتی پر شبہ تھا۔ اس نے ماتحتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ دوبارہ لیبارٹری میں مال تیار کریں۔ کلپنا بھارتی کو سزا دی جائے گی۔

یہ چند ہفتے پہلے کا واقعہ تھا۔ دیوی نے اپنی آتما شکتی کے ذریعے کلپنا کو ذہنی مریضہ بنانا چاہا لیکن اس کے دماغ کے اندر جگہ نہیں ملی۔ آتما شکتی کے باوجود اس کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے ٹکرا کر واپس آگئیں۔ تب پتا چلا کہ اس پر روحانی تنویمی عمل کیا گیا ہے اور آئندہ وہ کلپنا کو کبھی اپنی تابعدار نہیں بنا سکے گی۔

اب دوسری بار اطلاع ملی کہ سائنس داں اور ڈاکٹر پھر ناکام ہوگئے ہیں۔ اس نے لیبارٹری میں ایک ماتحت کے پاس آکر دیکھا۔ جو گولیاں تیار کی گئی تھیں' انہیں آزمانے کے لیے ایک ماتحت نے ایک گولی حلق سے اتاری تھی پھر اس گولی کو اگلنے کا موقع نہیں ملا۔ اسے نگلتے ہی اس کی حالت غیر ہوگئی۔ اس پر لرزہ طاری ہوگیا پھر وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔ ڈاکٹر اس کی تکلیف کو سمجھنا چاہتا تھا لیکن کچھ سمجھنے سے پہلے ہی اس کی سانس اکھڑ گئی۔

پہلی بار دیوی نے یہ سوچا تھا کہ لیبارٹری میں جو فارمولے ہیں' اس میں کلپنا بھارتی نے تبدیلی کردی ہے۔ دیوی نے اپنے پاس رکھے ہوئے فارمولوں کی نقل انہیں دی تھی۔ علی نے ان فارمولوں میں بھی تبدیلی کی جس کے نتیجے میں دیوی کا ایک ماتحت مارا گیا۔ اب یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی تھی کہ کلپنا اور علی اسے کبھی گولیاں اور کیپسول تیار نہیں کرنے دیں گے۔

اس نے ڈمی ون اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں سے کہا "پہلے کسی بھی طرح کلپنا کو تلاش کرو۔ اسے دیکھتے ہی گولی ماردو۔ اس کے ساتھ وہ مسلمان بھی ہوگا۔ جب تک وہ دونوں زندہ رہیں گے' ہمیں لیبارٹری میں ایسی ہی ناکامیاں ہوتی رہیں گی۔"

ڈمی ون نے کہا "بھارت کے جن شہروں میں ہمارے خیال خوانی کرنے والے ہیں' میں انہیں بھی آپ کا حکم سنادوں گی۔ ہوسکتا ہے کہ کلپنا کسی دوسرے شہر چلی گئی ہو۔"

کلپنا اسی شہر میں تھی۔ علی سے دور ہونے کے باوجود وہ اس شہر سے دور نہیں جانا چاہتی تھی' جہاں اس کا یار دلدار رہتا تھا۔ وہ کشمکش میں تھی۔ جب سے معلوم ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہے' تب

سے اس کے اندر دین اور دھرم کا ٹکراؤ جاری تھا۔ ابتدا میں وہ دھرم کی طرف زیادہ مائل نہیں تھی۔ دیوی کے زیرِ اثر رہ کر دھرم سے لگاؤ رکھنے لگی تھی۔ ایسے میں علی نے اس کی زندگی میں آکر ہلچل مچادی تھی۔ کبھی کبھی ذہن میں یہ بات آتی تھی کہ دھرم اپنی جگہ ہے اور محبت اپنی جگہ' وہ علی سے اس لیے دور رہے کہ اسے علی پر غصہ آرہا ہے۔ اس نے پہلے کیوں نہ بتایا کہ وہ مسلمان ہے؟

علی نے کہا کہ اس کا بھی قصور ہے۔ مسلمان ہو یا ہندو' کسی بھی لڑکی کو شادی سے پہلے تنہائی میں اپنے محبوب کے ساتھ وقت نہیں گزارنا چاہیے۔

اس نے دل ہی دل میں تسلیم کیا' وہ خود جذبات میں بہہ گئی تھی اور علی کو غصہ دکھا رہی تھی۔ ایک ہی شہر میں رہ کر اس سے دور ہوگئی تھی۔ دونوں کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ وہ جسمانی طور پر ایک دوسرے سے دور رہیں گے لیکن دماغی رابطہ رکھیں گے۔

دماغی رابطہ یوں بھی ضروری تھا کیونکہ دونوں نے فیصلہ کیا تھا کہ نادیدہ بنانے والی مزید گولیاں تیار نہیں ہونے دیں گے۔ جب انہیں گولیاں تیار کرنے میں مسلسل ناکامی ہوتی رہے گی تو وہ فلائنگ کیپسول تیار کرنے سے باز آجائیں گے۔

وہ دونوں اس مشن میں کامیاب ہوچکے تھے لیکن اس کامیابی کا سہرا اعلیٰ بی بی (ثانی) کے سر تھا۔ پہلے اس نے فلائنگ کیپسول دیوی کی رہائش گاہ سے چرائے۔ دوسری بار طیارے میں اس کی تمام گولیاں اور کیپسول کموڈ میں ڈال کر ضائع کیے۔ پھر دہلی کے ایک ہوٹل میں قیام کے دوران گولیوں اور کیپسولوں کے وہ اصل فارمولے چرالیے' جن کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں دیوی نے لیبارٹری میں دی تھیں۔

اب دیوی کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہا تھا۔ اصل فارمولے غائب ہوگئے تھے۔ جو نقلیں تھیں' ان میں تبدیلیاں ہوچکی تھیں۔ دیوی اور اس کے ماتحتوں کے پاس ایک ایک ڈبیا رہ گئی تھی پھر بھی اطمینان تھا کیونکہ دیوی کو ابھی تک فارمولوں کے اصل کاغذات کے گم ہونے کا علم نہیں تھا۔ اعلیٰ بی بی پہلے کی طرح پھر گم ہوگئی تھی اور تب سے دیوی کو اپنی اٹیچی کھول کر کوئی سامان نکالنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔

جب دیوی کو یقین ہوگیا کہ لیبارٹری میں رکھے ہوئے فارمولے غلط ہیں تو اس نے ماتحتوں سے کہا "لیبارٹری' سائنس دانوں اور ڈاکٹروں کو نرک (جہنم) میں جانے دو۔ اب میں تمہاری رازداری سے فارمولوں کے اصل کاغذات کو کام میں لاؤں گی۔ تم لوگ صرف کلپنا اور اس کے یار کو تلاش کرو۔"

اس کے پاس چند گولیاں اور کیپسول رہ گئے تھے۔ وہ چاہتی تھی' فرصت ملتے ہی کسی ایک سائنس داں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر ایک تہ خانے میں خفیہ لیبارٹری قائم کرے گی۔ وہاں کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا نہیں پہنچ سکے گا۔

ایسی رازداری کے لیے خاصا وقت درکار تھا اور دیوی ادھر منکی ماسٹر کی آمد سے الجھ گئی تھی۔ اسے اپنی ارضی دنیا سے بھگانا بہت ضروری تھا۔ اس نے سوچا' منکی مین سے مقابلے کے دوران ان سے گولیاں اور کیپسول چھیننے کا موقع ملتا رہے گا۔ اس طرح ایک خفیہ لیبارٹری قائم کرنے سے پہلے ہی بہت سی گولیاں اور کیپسول اس کی تحویل میں آجائیں گے۔

لیکن میامی میں صبح تک پتا چلا کہ جو بھی منکی مین مارا جاتا ہے اس کی لاش کے لباس سے گولیاں اور کیپسول غائب ہوجاتے ہیں اور بابا صاحب کے ادارے والے ایسی اہم چیزیں غائب کررہے ہیں۔

فوجی افسران نے ریڈیو' ٹی وی اور موبائل اسپیکر کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے نادیدہ افراد کو مخاطب کیا۔ انہیں مذاکرات کی دعوت دی لیکن اس ادارے کی کسی بھی نادیدہ ہستی سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ آدھی رات کے بعد منکی مین جیسے کہیں گم ہوگئے تھے۔ کوئی منکی مین کسی حسینہ کے پاس بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

یہ وہ وقت تھا جب منکی ماسٹر کو اس کے عہدے سے ہٹاکر دوسرے ذہین منکی مین کو اپنا ماسٹر بنایا جارہا تھا اور سابقہ منکی ماسٹر کو گولیاں اور کیپسول دے کر کہہ دیا گیا تھا کہ وہ زون تھری میں واپس چلا جائے۔

تمام منکی مین کے خیال کے مطابق ان کے سربراہ نے عورت سے شکست کھاکر منکی قوم کی توہین کی تھی۔ قوم کی توہین کرنے والے منکی ماسٹر کو قتل کردینا چاہیے تھا یا اسے ذلیل کرکے اپنی قوم سے نکال دینا چاہیے تھا لیکن انہوں نے صرف اس سے سربراہی کا لاکٹ لے کر اسے عزت سے رخصت کردیا۔

یہ بات سونیا کے حلق سے نہیں اتر رہی تھی۔ منکی ماسٹر بھی کسی بحث کے بغیر آسانی سے وہ عہدہ چھوڑنے پر آمادہ ہوگیا تھا۔ سونیا نے کم از کم اپنی دنیا میں ایسے اقتدار سے ہٹنے والے سیاست داں نہیں دیکھے تھے۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ منکی ماسٹر کے عہدہ چھوڑنے میں کہاں تک صداقت ہے؟

جب منکی ماسٹر رخصت ہونے سے پہلے تمام منکی مین سے مصافحہ کررہا تھا' تب ہی سونیا سایہ بن کر اس میں سماگئی تھی۔ وہ سب سے مصافحہ کرنے کے بعد سایہ بن کر پرواز کرنے لگا۔ سونیا اس کے اندر موجود تھی۔ اگر وہ زون تھری میں واپس جانے کے لیے خلا کی بلندیوں کی طرف پرواز کرتا تو وہ اس کے اندر سے نکل آتی لیکن اس کی پرواز عمودی نہیں تھی۔ بہت مختصر تھی۔ وہ میامی شہر کی ریمنگٹن اسٹریٹ میں ایک بنگلے کی چھت پر اتر گیا تھا۔

وہ بنگلا مقفل تھا۔ اس کا مالک شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ اس خالی بنگلے کو منکی مین نے خفیہ اڈا بنالیا تھا۔ اس نے چھت پر پہنچ کر

حلق سے گولی نکال لی۔ وہاں کئی منکی مین موجود تھے۔ وہ ان کے ساتھ چھت کے زینے سے اتر کر بنگلے کے اندر آیا۔ وہ لوگ اپنے زون سے ایسی دوا لائے تھے جو زود اثر تھی۔ اسے منکی ماسٹر کے زخم پر لگایا گیا تو چند منٹ میں وہ زخم مندمل ہوگیا۔

منکی ماسٹر نے کہا "پتا نہیں وہ عورت کون ہے۔ جونک کی طرح چمٹ گئی تھی۔ مجھ سے گولیاں اور کیپسول چھین کر بالکل ہی بے بس کردیا تھا۔ وہ مجھے زخم پہنچاتی رہتی تو تم لوگوں سے برداشت نہ ہوتا۔ میری خاطر تم سب ہتھیار ڈال دیتے۔ غیر معمولی گولیاں اور کیپسول اس کے حوالے کرکے مجھے یہاں سے خالی ہاتھ زون میں واپس لے جاتے۔"

ایک نے کہا "ماسٹر! تمہارے منکی برادر نے سمجھ لیا تھا کہ وہ سایہ بن کر تمہارے اندر سما جائے گی۔ تمہیں کہیں روپوش ہونے نہیں دے گی۔ اس نے اسی لیے تم سے ماسٹر کا عہدہ چھین لیا تاکہ وہ تمہیں غیر اہم سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دے۔ آخر یہی ہوا، وہ سمجھ رہی ہوگی کہ تم زون تھری واپس چلے گئے ہو۔"

اس بات پر سب قہقہے لگانے لگے۔ وہ سونیا کو بے وقوف بنا کر اور دھوکا دے کر بہت خوش ہو رہے تھے۔ سونیا مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی۔ اسی وقت پارس نے مخاطب کیا "ہیلو مما! آپ کیسی ہیں؟"

"خیریت سے ہوں۔ بندر نما مخلوق سے نمٹ رہی ہوں۔"

"آپ تنہا ہیں۔ کیا میں آجاؤں؟"

"میں ان کے لیے تنہا کافی ہوں، کیا فارغ بیٹھے ہو؟"

"فارغ نہیں ہوں۔ دیوی فرانس کی بے تاج ملکہ بننا چاہتی ہے اور میں اس کے سامنے دیوار بنا ہوا ہوں۔ وہ مجھے قتل کرانے کے منصوبوں پر عمل کر رہی ہے اور یہی کرتی رہ جائے گی لیکن..."

سونیا نے پوچھا "لیکن...؟"

"مما! میں فرانس میں نہیں رہنا چاہتا۔ یہاں شہناز یاد آتی ہے۔"

"میں تمہارا دکھ سمجھتی ہوں۔ صدمے کو دل سے نکالو۔ تم زندہ دلی کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ ہنستے بولتے رہو۔ کسی دوسرے ملک میں رہو۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔"

"سوچنا کیا ہے۔ اٹھو اور چل پڑو۔ میں تمہارے لیے کام نکالتی ہوں۔"

"جی ہاں کام ضروری ہے۔ مصروفیات کے ہجوم میں صدمات نہیں رہتے۔"

"میں تمہیں منکی ماسٹر کی آواز سنا رہی ہوں۔ تم کسی طرح اسے مائل کرو کہ وہ اپنی منکی فوج کا کچھ حصہ تل ابیب روانہ کرے۔"

"وہ منکی ماسٹر وہاں کیا کر رہا ہے؟ اس کے بارے میں کچھ بتائیں۔"

سونیا نے مختصر حالات بتائے کہ وہ زون تھری سے آنے والا آدمی دنیا میں حکمرانی کرنے کے لیے کس طرح امریکی فوجیوں اور دیوی سے ٹکرا رہا ہے اور وہ اس کے خلاف کیا کر رہی ہے۔

وہ ایک ڈرائنگ روم میں آئی، جہاں منکی ماسٹر بیٹھا ہوا اپنے ساتھیوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ ماسٹر کے بالکل قریب پہنچ گئی۔

پارس نے کہا "آل رائٹ مما! میں اس کے اندر جا رہا ہوں۔"

ماسٹر کے سر سے جو ننھا سا آلہ چپکا رہتا تھا، اسے سونیا نے نکال لیا تھا۔ ماسٹر نے محفوظ پناہ گاہ میں پہنچنے کے بعد سوچا، اب نہ کوئی اس کی آواز سنے گا اور نہ دماغ میں آسکے گا لہٰذا وہ بعد میں ایک نیا آلہ سر سے لگالے گا۔

ماسٹر اپنے جان نثاروں سے گفتگو کرتے کرتے چونک گیا۔ اسے اپنے دماغ میں ایک نسوانی آواز سنائی دی "ماسٹر! پلیز میری سوچ کی لہروں کو روکنے والا آلہ استعمال نہ کرنا۔ میں دوست ہوں۔ تم سے کچھ کام کی باتیں کرنے آئی ہوں۔"

منکی ماسٹر نے اپنے ایک جان نثار سے ایک آلہ لے کر کہا "یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ تم دشمنی کرنا چاہو گی تو میں اسے لگالوں گا۔"

"میں اپنے فائدے کی بات کہنے آئی ہوں لیکن اس میں تمہارا بھی بڑا فائدہ ہے۔"

"ایسی بات ہے تو وضاحت سے بتاؤ۔"

"تم اس دنیا میں اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہو لیکن اس سے پہلے تمہیں دنیا کے کسی حصے میں اپنا ایک اڈا بنانا چاہیے تھا۔ یہ اہم کام تم نے نہیں کیا اور امریکا پر بھروسا کرلیا کہ وہ تمہیں آدھی دنیا کا حکمران بننے کا موقع دیں گے۔ کسی پر بھروسا کرنے کا نتیجہ تم دیکھ رہے ہو۔"

"تم درست کہہ رہی ہو۔ ہم نے یہاں حکمرانی کرنا آسان سمجھا تھا لیکن مشکلات پیدا ہو رہی ہیں تو کوئی بات نہیں، ہم مشکلات سے گزرنا جانتے ہیں۔ ویسے تم ہمیں کیا فائدہ پہنچانا چاہتی ہو؟"

"میں زمین کے ایک حصے پر تمہیں قبضہ جمانے کا موقع دینا چاہتی ہوں۔ تم وہاں قدم جما کر دنیا کے کسی بھی ملک پر کامیاب حملے کرسکو گے۔"

"ارضی دنیا والے میرے مخالف ہیں۔ تم میری حمایت کیوں کر رہی ہو۔ ایک خلا سے آنے والے کا ساتھ کیوں دے رہی ہو؟"

"اس دنیا میں جو خیال خوانی کرنے والیاں ہیں، وہ سب میری دشمن ہیں۔ میں ان کے مقابلے میں تنہا ہوں۔ وہ کسی وقت بھی مجھے جانی نقصان پہنچا سکتی ہیں۔"

"تمہارا تعلق کس ملک سے ہے؟"

"میں اسرائیلی حکومت کی بہت ہی مشہور و معروف ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستی ہوں۔ میرا نام الپا ہے۔ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی

جاننے والے مجھ سے واقف ہیں۔ کئی ممالک کے حکام مجھ سے دہشت زدہ رہتے ہیں۔ جب دنیا والوں کو یہ معلوم ہوگا کہ میں تمہاری دوست بن گئی ہوں تو ان پر تمہارا رعب اور دبدبہ زیادہ ہی ہوگا۔"

"تم زمین کے کس حصے پر ہمیں اڈا بنانے کا مشورہ دے رہی ہو؟"

"اگرچہ اسرائیلی حکام میری بہت عزت کرتے ہیں، میں یہاں بے تاج ملکہ ہوں لیکن یہ میرے دشمنوں سے میری حفاظت نہیں کرسکتے۔ وہ دشمن خیال خوانی کرنے والیوں کے زیرِ اثر آجاتے ہیں۔ تم اور تمہارے جان نثار ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے ہتھیار بند رہتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اسرائیل کے شہر تل ابیب چلے آؤ۔ ایسے حکمران جو مجھے تحفظ نہیں دے سکتے، انہیں اقتدار سے ہٹادو۔"

"کیا تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان حکمرانوں کو نہیں ہٹا سکتیں؟"

"اس ملک میں میرے مخالف خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ مجھے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ مجھے اپنی ٹیلی پیتھی کے علاوہ فوج اور اسلحے کی بھی ضرورت ہے۔ تمہارے پاس بڑی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں کہ میرا کوئی دشمن تمہارے مقابلے پر ٹھہر نہیں سکے گا۔"

"میں تمہاری باتوں سے قائل ہو رہا ہوں لیکن یہ کیسے یقین کروں کہ تم مجھے سبز باغ نہیں دکھا رہی ہو؟"

"مجھ پر بھروسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر تمہارے پاس چار ہزار جان نثار ہیں تو صرف ایک یا دو ہزار جان نثاروں کو اپنے کسی معقول جان باز لیڈر کے ساتھ یہاں بھیج دو۔ صرف دو چار دنوں میں اپنی حکمتِ عملی سے پورے اسرائیل کے حکمران بن جاؤ گے۔"

"پہلے میرے چند جان نثار تمہارے ملک میں آئیں گے اور تم سے ملاقات کرکے یہاں کے سیاسی اور جغرافیائی حالات کا جائزہ لیں گے۔ اگر حالات ہمارے موافق ہوں گے تو ہم وہاں ضرور اپنا اڈا بنائیں گے اور سب سے پہلے اس ملک میں اپنی حکومت قائم کریں گے۔"

"تم جو مناسب سمجھو، وہ کرو لیکن یہ طے ہوجائے کہ ہمارے درمیان رابطہ کیسے ہوگا۔"

"تم وہاں مجھ سے ملاقات کرو گی۔ کبھی ہم روبرو ملیں گے اور کبھی فون کے ذریعے رابطہ رکھیں گے۔"

"مجھے بتاؤ تمہارے جان نثار کب آرہے ہیں؟ میں اپنے شوہر کے ساتھ تمہارا استقبال کروں گی۔"

"تمہارے جان نثار یہاں کے وقت کے مطابق دن کے بارہ بجے وہاں پہنچیں گے۔ ہمارے ماہرین میامی سے تل ابیب تک کے راستے اور سمتوں کا تعین کرکے ہماری راہنمائی کریں گے لیکن ہم تل ابیب میں تمہیں کیسے پہچانیں گے؟"

"بہت آسانی سے پہچان لو گے۔ میرے شوہر کا تعلق تمہاری قوم سے ہے۔ وہ بھی بندر آدمی ہے۔"

"تعجب ہے، وہ منکی مین کون ہے جو ہم سے پہلے اس دنیا میں پہنچ گیا اور تم سے شادی بھی کرلی۔"

"وہ ہماری دنیا کا منکی مین ہے۔ ملاقات ہونے پر اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکو گے۔ میں جا رہی ہوں۔ اب تم اپنے دماغ کو لاک کرسکتے ہو۔"

اس نے سونیا کے پاس آکر کہا "مما! میں نے ماسٹر کو شیشے میں اتار لیا ہے، اب میں تل ابیب کے لیے روانہ ہونے والا ہوں۔"

"جاؤ بیٹے! اور اپنے ہنسنے بولنے والی فطرت سے باز نہ آؤ۔"

پارس چلا گیا۔ سونیا اس ڈرائنگ روم میں منکی ماسٹر کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنے لوگوں سے کہہ رہا تھا۔ "اگر وہ ہمیں دھوکا نہیں دے گی تو پھر ہم بہت بڑی کامیابی حاصل کریں گے۔ تم کیا کہتے ہو برادر؟"

منکی ماسٹر اپنے بھائی کو برادر کہتا تھا۔ وہ برادر بھی اس کی طرح ذہین اور معاملہ فہم تھا۔ اس نے کہا "ماسٹر! وہ جو خود کو الپا کہہ رہی تھی، اسے آزمانا چاہیے۔ اگر دھوکا نہ ہوا تو ہم اس دنیا کے ایک ملک میں اپنے قدم جمالیں گے۔"

"تو پھر تم چند جان نثاروں کو ساتھ لے کر جاؤ اور تل ابیب میں الپا سے ملاقات کرو۔"

"میں ضرور جاؤں گا لیکن یہاں میامی میں اب بڑا حملہ ہونا چاہیے۔"

منکی ماسٹر نے اس سے موبائل فون لے کر فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا پھر کہا "میں دوستوں کا بہترین دوست ہوں اور دشمنوں کا بدترین دشمن۔ تم نے مجھے گولی ماری، میں بچ گیا۔ اب تمہیں کہاں گولی ماری جائے؟"

"یقین کرو ماسٹر! وہ گولی میں نے اپنی مرضی سے نہیں چلائی تھی۔"

"کیا تم دیوی کو الزام دے رہے ہو؟"

"ہاں۔ دیوی نے میرے ذریعے تمہیں زخمی کیا ہے۔"

"ہم سے یہ حقیقت چھپی ہوئی نہیں ہے کہ تم لوگوں نے دیوی کو میرے خلاف محاذ آرائی کے لیے یہاں بلایا ہے۔"

"ہاں، وہ ہماری مدد کر رہی ہے۔ اسی نے تم پر گولی چلائی ہے۔"

"اگر تم اسے مدد کے لیے نہ بلاتے تو وہ گولی نہ چلاتی۔ کیا تم نے اسے میرے گلے کا ہار بنانے کے لیے بلایا تھا؟"

"دیکھو ماسٹر! پچھلے چھ گھنٹوں میں بہت خون خرابا ہوچکا ہے۔ پورے شہر میں دہشت پھیل گئی ہے۔ کل صبح تک پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں خلائی مخلوق کی آمد اور دہشت گردی کی خبر پھیل جائے گی۔ تم ہماری دنیا میں اپنے لیے نفرتیں پیدا کر رہے ہو۔"

"تمہاری سیاسی بدمعاشی نے ہمارے دلوں میں غصہ اور نفرت بھردی ہے۔ کیا تم اپنی دنیا والوں کو بتا سکتے ہو کہ تم دیوی سے مل کر کس طرح ہم سے دشمنی کررہے ہو؟"

"ہم دشمنی کے جواب میں دشمنی کرچکے ہو۔ اب بس کرو۔"

"دشمنی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی اس لیے بس کرنے کو نہ کہو۔ ابھی ہم لیزر شعاعوں کے ذریعے نیوی کے ایک جہاز کو تباہ کرنے والے ہیں۔ اگر تم چاہو تو دیوی کا پتا ٹھکانا بتا کر خود کو تباہی سے بچا سکتے ہو۔"

"اس دنیا کا کوئی فرد دیوی کی خفیہ رہائش گاہ سے واقف نہیں ہے۔"

"اس کا تعلق کس ملک سے ہے؟"

"بھارت سے۔"

"کیا اسے اپنے ملک سے اور اپنی قوم سے محبت ہے؟"

"بہت محبت ہے۔ وہ اپنے ملک کو سپرپاور بنانے کی جدوجہد میں مصروف رہتی ہے۔"

"ٹھیک ہے' ہم یہاں عارضی طور پر جنگ بندی کا وعدہ کرتے ہیں۔ کل سے ہم دیوی کے ملک میں جنگ کا آغاز کریں گے۔"

دیوی اس افسر کے دماغ میں آچکی تھی اور فون پر ہونے والی گفتگو سن رہی تھی۔ اس نے افسر سے کہا "کیا میرے ملک اور قوم کے خلاف اس بندر کو بھڑکا رہے ہو؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "نن... نہیں' وہ تمہارا پتا پوچھ رہا تھا۔ میں اسے جواب..."

وہ بات کاٹ کر بولی "صفائی پیش نہ کرو۔ اسے یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ میرا تعلق بھارت سے ہے؟"

"میں نہ بتاتا تو کوئی اور بتا دیتا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ یہاں جنگ روک کر تمہارے دیس میں جنگ شروع کردے گا۔"

"تم امریکی لوگ بڑے مکار ہو۔ اپنی بلا ہمارے سر ڈال رہے ہو۔ اس سے کہو' وہ مجھ سے بات کرے۔"

افسر نے فون پر کہا "ہیلو ماسٹر! دیوی تم سے بات کرنا چاہتی ہے۔ یہ میری زبان سے بولے گی۔"

وہ دیوی کی مرضی کے مطابق بولا "ہیلو' میں دیوی تم سے مخاطب ہوں۔ کیا تم یقین کررہے ہو کہ میں بول رہی ہوں؟"

جواب نہیں ملا۔ افسر نے ہیلو ہیلو کہہ کر آوازیں دیں پھر پتا چلا کہ ماسٹر رابطہ ختم کرچکا ہے۔

وہ غصے سے چیخ پڑی۔ "یو چیٹر! دھوکے باز! تم نے مجھے منکی ماسٹر کے خلاف محاذ آرائی کے لیے بلایا پھر اس مصیبت کا رخ میرے دیس کی طرف کردیا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو' یہاں تم سب سکون سے رہو گے؟ میرے دیس کے ایک شہر کو نقصان پہنچے گا تو میں تمہارے دس شہروں میں دہشت گردی کا سلسلہ شروع کرادوں گی۔"

افسر نے جھنجلا کر کہا "کیا مصیبت ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والے ہم سے دشمنی کررہے ہیں۔ منکی ماسٹر وبال جان بن گیا ہے۔ تم بھی دھمکیاں دے رہی ہو۔ ایک ذرا موٹی عقل سے سمجھو کہ تم ہماری مدد کررہی ہو۔ خلائی مخلوق کو یہاں سے بھگانا چاہتی ہو پھر ہم خلائی مخلوق کو تمہارے پیچھے کیوں لگائیں گے؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ دیوی جاچکی تھی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر دوسرے افسران سے بولا "ہم کیا کریں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے دیوی کے مقابلے میں کمزور اور ناتجربہ کار ہیں۔ وہ دیوی کو ہمارے خلاف اقدامات کرنے سے نہیں روک سکیں گے۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہم سپرپاور ہیں۔ ہمارے ملک میں جدید ترین ہتھیار ہیں۔ ہمارے ملک میں ٹیلی پیتھی سکھانے والی مشین ہے اور درجنوں خیال خوانی کرنے والے ہیں لیکن کیا یہ سب ہمارا تحفظ کررہے ہیں؟ ہم تو سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بے دست و پا ہیں۔"

"اپنی کمزوریوں پر کڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں اپنے ملک اور قوم کی سلامتی کے لیے کچھ کرنا ہوگا۔"

"اگر ہمیں منکی ماسٹر اور دیوی کی دشمنی سے کوئی بچا سکتا ہے تو وہ بابا صاحب کا ادارہ ہے۔"

وہ پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ آج ہی رات کے پہلے حصے میں انہوں نے اس ادارے کو نیست و نابود کرنے کے لیے خلائی مخلوق کو آمادہ کیا تھا۔ اب اسی ادارے کے ذریعے اپنی سلامتی نظر آرہی تھی۔

ایک افسر نے کہا "اس ادارے کے نادیدہ لوگ ہماری یہ باتیں سن رہے ہوں گے۔ انہوں نے ہماری دشمنی کی اطلاع پہنچائی ہوگی اب ہماری بدلتی ہوئی پالیسی کے بارے میں رپورٹ دے رہے ہوں گے۔ کیا وہ ایسے میں ہماری مدد کریں گے؟"

"ان سے بات کرلینے میں کیا حرج ہے؟ ہم جناب تبریزی کے سامنے شرمندہ ہوجائیں گے۔ تنہائی میں شرمندہ ہونے سے ہماری بے عزتی نہیں ہوگی۔"

ایک افسر نے ریسیور اٹھا کر بابا صاحب کے ادارے کے نمبر ڈائل کیے۔ پورے نمبر ڈائل کرنے کے بعد رابطہ ہونے والا تھا۔ اسی وقت سونیا نے کریڈل کو انگلی سے دبا دیا۔

رابطہ نہ ہونے پر افسر نے تعجب سے فون اور ریسیور کو دیکھا پھر دوبارہ نمبر ڈائل کیے۔ دوسری بار بھی رابطہ ہوتے ہی لائن کٹ گئی۔ افسر نے کہا "رابطہ ہو رہا ہے لیکن کوئی رابطہ ختم کررہا ہے۔"

"کیا دیوی ایسا کررہی ہے؟"

"ہو سکتا ہے دیوی ہو اور بابا صاحب کے ادارے والے بھی ہو سکتے ہیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "نادیدہ منکی بھی ایسا کرسکتے ہیں۔"

...نہیں چاہیں گے کہ ہمیں کہیں سے امداد حاصل ہو۔"

افسر نے پھر ایک بار رابطہ کرنے کی کوشش کی پھر ناکامی ہوئی۔ ...نہیں صاف پتا چلا کہ کسی نے لائن کاٹ دی ہے۔ اس نے شکست ...آزردہ انداز میں ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب وہ لوگ مدد کے لیے ...کسی کو پکارنے کے قابل بھی نہیں رہے تھے۔

○☆○

کلپنا اب خیال خوانی نہیں کرتی تھی۔ کبھی کبھی کسی معاملے ...یا علی سے رابطہ کرتی تھی پھر رابطہ ختم ہونے پر بے چین ہوجاتی ...تھی۔ جی چاہتا تھا' دوبارہ اسے مخاطب کرے پھر سوچتی تھی وہ دماغ ...میں آئے گا تو آنکھیں اسے دیکھنا چاہیں گی۔ بدن اس سے ملنا چاہے ...گا۔

دل لگانا کوئی دل لگی کی بات نہیں ہوتی۔ جو ایک بار کنواری ...تنہائی میں آجائے' اسے بھلانا یا اس سے دور رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ ...اب وہ علی سے جدا ہو کر پچھتا رہی تھی کہ کیوں دور رہنے کا فیصلہ ...کیا۔ مشکل یہ تھی کہ وہ علی کے سامنے پچھتانا بھی نہیں چاہتی تھی۔

علی سمجھ رہا تھا کہ وہ سر سے پاؤں تک اسی کی ہے۔ صرف اپنی ...انا سے مجبور ہے۔ کبھی کبھی دل اسے مجبور کردیتا تھا کہ وہ کسی بہانے ...علی کو مخاطب کرے۔ ایک بار اس نے مخاطب کیا۔ علی نے پوچھا۔ "...خیریت سے ہو؟"

وہ ہوں کہہ کر خاموش ہوگئی۔ علی نے کہا "تم کچھ کہنا چاہتی ہو ...مگر کہہ نہیں رہی ہو۔"

"بھلا ایسی کیا بات ہو سکتی ہے کہ جسے میں کہہ نہ پاؤں؟"

"بعض اوقات ایسا ہوتا ہے' دل کی بات دل میں رہ جاتی ہے' ...زبان پر نہیں آتی۔"

"تمہیں خوش فہمی ہے کہ تمہارے لیے میرے دل میں کوئی ...بات ہے۔"

"چلو نہ سہی۔ ابھی تم مخاطب نہ کرتیں تو میں کرتا۔"

"کیوں کرتے؟ کوئی اہم بات نہ ہو اور خواہ مخواہ مخاطب کیا ...جائے تو وہ دل کا معاملہ ہوتا ہے۔"

"تمہیں بھی خوش فہمی ہے کہ میں تم سے دل کی کوئی بات ...کہوں گا؟"

"دیکھو زیادہ اکڑ نہ دکھاؤ' چلی جاؤں گی۔"

"جاؤ گی تو میں تمہارے دماغ میں آجاؤں گا۔ تم سے جو پوچھنا ...چاہتا ہوں' وہ ضرور پوچھوں گا۔"

"تو میں پوچھ رہی ہوں کہ پوچھنا کیا چاہتے ہو؟"

"سوچتا ہوں' پوچھوں گا تو سچ نہیں بولو گی۔"

"تم باتیں بنا رہے ہو اور مجھے تجسس میں مبتلا کررہے ہو۔"

"میں ابھی پوچھتا ہوں مگر سچ بولنے کا وعدہ کرو۔"

"مجھے گھبراہٹ سی ہو رہی ہے' پتا نہیں کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ ...اور کافی ایک پوچھ بھی لو۔"

"تو پھر سچ بتاؤ' ابھی تم نے کیوں رابطہ کیا ہے؟"

"اتنی سی بات پوچھنے کے لیے مجھے کیوں الجھا رہے تھے؟"

"یہ اتنی سی بات نہیں' بہت بڑی بات ہے۔ تمہیں میرے سوال کے جواب میں سچ بولنا ہے۔"

وہ ذرا چپ رہی پھر بولی "ابھی اسی لیے رابطہ کیا ہے کہ تم سے کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔"

"یا خدا! اب تم کچھ پوچھو گی؟ کیا میں سچ بولنے کی قسم کھاؤں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ' کبھی تمہیں شبہ ہوا ہے کہ کوئی تمہارا تعاقب کررہا ہے؟"

"میں اپنے اطراف گہری نظر رکھتا ہوں۔ میں نے کسی کو اپنے تعاقب میں نہیں دیکھا۔ ویسے بات کیا ہے؟"

"آج شاپنگ کے لیے گئی تھی۔ واپسی میں ایک کار مسلسل میری کار کے پیچھے آرہی تھی۔ میں اپنی رہائش گاہ کے سامنے رکی تو وہ پیچھا کرنے والی کار آگے چلی گئی۔"

"کلپنا! دیوی گولیوں اور کیپسولوں کی تیاری میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ وہ اور اس کے ماتحت ہمیں قتل کرنے کے لیے تلاش کررہے ہوں گے۔ ان حالات میں تمہیں تنہا نہیں رہنا چاہیے۔"

"میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔"

"ہم ایک چھت کے نیچے رہ کر بھی ایک دوسرے سے دور رہ سکتے ہیں۔ میں تمہارے بیڈ روم میں کبھی نہیں آؤں گا۔ تم بھی میرے بیڈ روم میں کبھی نہیں آنا۔"

"ایک ہی چاردیواری میں رہ کر تم بدمعاشی کرو گے۔"

"وعدہ کرتا ہوں' نہیں کروں گا۔ میں کنوئیں کے پاس نہیں جاتا۔ کنواں پاس آجائے تو پیاس بجھا لیتا ہوں۔"

"ہم کوئی دنیا کے نرالے نہیں ہو کہ کنواں تمہارے پاس آئے گا۔"

"تو پھر ڈرتی کیوں ہو؟ میں آرہا ہوں۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ اس نے دوسری بار کہا "میں آرہا ہوں' تم جواب نہیں دو گی تو خاموشی نیم رضامندی ہوگی۔"

وہ خاموش رہی۔ علی اس کی رہائش گاہ سے دور نہیں تھا صرف پندرہ منٹ میں اس کے دروازے پر پہنچ گیا۔ رات کی تاریکی پھیل چکی تھی۔ کلپنا نے دروازہ کھولا تو علی کی دھڑکنیں بے اختیار تیز ہوگئیں۔ اندر صرف ایک بلب روشن تھا۔ اس کی روشنی دوسرے کمرے سے آرہی تھی۔ جہاں دروازہ کھلا تھا وہاں نیم تاریکی تھی۔ وہ تاریکی جیسے رومانی سرگوشیاں کررہی تھی۔ وہ دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑی ہوگئی۔ علی نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر پلٹ کر پوچھا "تم نے اندھیرا کیوں کیا ہے؟ اتنے بڑے بنگلے میں صرف ایک بلب کسی کمرے میں روشن ہے۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ ایسے وقت عورت کچھ نہ بول کر بھی بولتی ہے۔ علی نے ذرا قریب آکر کہا "مجھے میرا بیڈ روم دکھادو۔"

وہ چپ چاپ سر جھکائے کھڑی رہی۔ وہ بولا "چلو اپنا ہی بیڈ روم دکھادو۔"

وہ اپنی ساڑی کا آنچل درست کرنے لگی مگر ایک ہی جگہ کھڑی رہی۔ علی نے اس کے آنچل کو اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا "جب عورت چپ رہے تو اس کی حیا بولتی ہے۔ تم کچھ نہ بولو۔ تمہاری خاموشی مجھے سمجھاتی رہے گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے جھک کر اسے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا۔ وہ کمزور سی آواز میں بولی "چھوڑو' مجھے جانے دو۔"

وہ اسے بازوؤں میں اٹھائے ڈرائنگ روم سے گزرتے ہوئے بولا "کہاں جاؤگی؟ جہاں جانا چاہتی ہو' وہیں لے جارہا ہوں۔"

وہ نیم روشنی سے گزر کر تاریکی میں گیا۔ ادھر ایک دروازہ کھلنے پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ تاریکی میں یہی ہوتا ہے۔ صرف آوازیں سنائی دیتی ہیں' دکھائی نہیں دیتا۔

اس دنیا میں اکثر ایسا ہوتا ہے' کوئی اپنا گھر بسانا چاہتا ہے اور کوئی بسانے سے پہلے اس گھر کو اجاڑ دیتا ہے۔ آدھی رات کے بعد اس بنگلے کا شیشہ ٹوٹا۔ کسی نے ہاتھ ڈال کر کھڑکی کی چٹخنی کھولی پھر تین آدمی سر اور چہرے کے اطراف ڈھاٹا باندھے اندر چلے آئے۔ ان میں سے ایک دیوی کا ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ وہ کلپنا کو پہچانتا تھا۔ اس نے شام کو ایک شاپنگ سینٹر میں کلپنا کو دیکھا تھا۔ اگرچہ وہ دوسرے میک اپ میں چھپی ہوئی تھی لیکن اپنی چال اور آواز سے پہچانی گئی تھی۔ اس ماتحت نے سوچا تھا کہ اس کے بنگلے میں رات کو جائے گا تو اس کا میک اپ اتار کر پوری طرح اس کے کلپنا ہونے کی تصدیق کرلے گا۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ علی کا ایک گھونسا کھاتے ہی وہ چکرا کر گر پڑا۔ دوسرے نے علی پر حملہ کیا پھر خود ہی اس کے حملوں کی زد میں آکر چیخنے لگا۔ دوسری طرف کلپنا کی چیخ سنائی دی۔ علی نے کہا "گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے پاس ہوں۔"

تیسرا آدمی کھڑکی کی سمت بھاگ رہا تھا۔ علی نے چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا۔ کلپنا کی کراہیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس نے بلند آواز سے پوچھا "کیا بات ہے؟ تم خیریت سے تو ہو۔"

اس نے تیسرے کی گردن اس طرح دبوچ لی کہ وہ بازو کی گرفت میں ہی تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہوگیا۔ کلپنا کراہتے ہوئے آواز دے رہی تھی۔ علی تاریکی میں ٹٹولتا ہوا اس کے پاس آیا۔ اسے فرش پر سے اٹھانا چاہا تو پتا چلا وہ لہو سے تر بتر ہے۔ اس تیسرے دشمن نے چھرا گھونپ دیا تھا۔ وہ تڑپ کر علی سے لپٹ کر اس کا نام اٹک اٹک کر لیتے ہوئے ایک دم سے ساکت ہوگئی۔

وہ ہوگیا' جس کی توقع نہیں تھی۔ کچھ دیر پہلے اس کی آغوش میں رہ کر اپنی جوانی کی سوغات دینے والی' اسی آغوش میں اپنی آخری سانس چھوڑ کر رخصت ہوچکی تھی۔

علی تھوڑی دیر تک گم صم بیٹھا رہا پھر اس کے بے جان جسم کو فرش پر لٹا کر سوئچ بورڈ کے پاس آیا۔ ایک سوئچ کو دباتے ہی روشنی ہوگئی۔ دشمنوں میں سے ایک مرچکا تھا۔ دوسرا چکرا کر گر پڑا تھا۔ تیسرا بھاگنا چاہتا تھا۔ علی اسے پکڑ کر پیٹنے لگا۔ وہ غصے سے پاگل ہورہا تھا۔ مار کھانے والا دو چار فولادی ہاتھ کھا کر گر پڑا تھا۔ اس کے بعد بھی علی اسے مارتا جارہا تھا حتیٰ کہ وہ بھی ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑگیا۔

دیوی کا ماتحت فرش پر سے اٹھنے لگا۔ علی نے اس کی گردن دبوچ کر پوچھا "کون ہو تم؟ کلپنا سے کیا دشمنی تھی؟"

"دشمنی صرف اس سے نہیں' تم سے بھی ہے۔ ہم تمہیں بھی زندہ....."

وہ آگے نہ بول سکا۔ گردن پر گرفت مضبوط ہوگئی تھی۔ علی اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ وہ دیوی کا ماتحت ہے اور ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ دیوی کے تمام ماتحتوں نے کلپنا اور علی کی خیال خوانی سے محفوظ رہنے کے لیے اپنی آواز اور لہجہ تبدیل کرلیا تھا۔ علی اس کے چور خیالات سے ان کے پتے ٹھکانے معلوم کرنے لگا پھر اس نے اسی کی جیب سے ریوالور نکال کر اسے گولی ماردی۔

اس نے فون کے ذریعے قریبی تھانہ انچارج کو بتایا کہ اس بنگلے میں چار لاشیں پڑی ہیں۔ سرکار کی طرف سے ان کا کریا کرم کردیا جائے۔

اس نے فون رکھ کر آخری بار کلپنا کو دیکھا پھر اسے سر سے پاؤں تک ساڑی سے ڈھانپ کر اس بنگلے سے نکل آیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر سیدھا اس خفیہ رہائش گاہ میں پہنچا جہاں دیوی کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے چھپے ہوئے تھے۔ اس نے کچھ کہے سنے بغیر دو کو گولی ماری پھر تیسرے کو گن پوائنٹ پر رکھ کر کہا "دیوی کے دماغ میں جاؤ اور اسے اپنے ساتھیوں کا انجام بتاؤ۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ دیوی کو مخاطب کرکے کہا "دیوی جی! آپ فوراً میرے دماغ میں آئیں۔"

وہ واپس آیا۔ دیوی نے اس کے دماغ میں آکر اسے ریوالور کی زد میں دیکھا پھر پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے؟"

علی بھی اس کے دماغ میں تھا۔ دیوی کی آواز سنتے ہی بولا۔ "چڑیل کی بچی! تو نے ان کتوں کے ذریعے کلپنا کو قتل کرایا۔ میں نے تیرے تمام کتے ماردیے۔ یہ آخری بچا ہے۔ تجھے شاید اب تک معلوم نہ ہوا ہو تو اب سن لے' میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا علی تیمور ہوں۔ میں نے لیبارٹری میں تیار ہونے والی گولیوں اور کیپسولوں کا فارمولا بدل دیا تھا۔ آئندہ تجھے کبھی کوئی گولی اور کیپسول نصیب نہیں ہوں گے۔"

وہ قہقہہ لگا کر بولی "چلو آج تم سے بھی بات ہوگئی بہر حال مقابلہ تو تم نے خوب کیا مگر مات کھا گئے۔ میں نے کلپنا کو حرام موت دی' تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ لیبارٹری میں مجھے ناکام بنادیا لیکن اصل فارمولے میرے پاس ہیں۔ میں اتنی رازداری سے غیر معمولی گولیاں اور کیپسول تیار کروں گی کہ تمہارا باپ بھی میرے راستے کی دیوار نہیں بن سکے گا۔"

علی نے کہا "ابھی میں اس کتے کو گولی ماروں گا تو تم اس کے دماغ سے نکل جاؤگی۔ اس سے پہلے سن لو' میرا باپ تمہاری جیسی چیونٹی کے مقابلے پر نہیں آئے گا۔ فرہاد علی تیمور کے بچے کے بھی بچے تجھے تگنی کا ناچ نچاتے رہے۔ جا اور اپنی اٹیچی کھول کر دیکھ' تیرے ہوش اڑ جائیں گے۔ ہوسکتا ہے تو پھر ہوش میں نہ آئے۔ یہ فرہاد کے بیٹے سے تیری آخری گفتگو بھی ہوسکتی ہے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے اس کے ماتحت کو گولی ماردی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ سوچنے لگی "علی نے مجھے اٹیچی کھول کر دیکھنے کو کیوں کہا ہے؟ میں نے تو اس میں فارمولے کے اصل کاغذات رکھے ہیں۔ کیا علی کو میری اس اٹیچی کی اہمیت کا علم ہے؟ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ مجھے احتیاطاً اس اٹیچی کو کھول کر دیکھنا چاہیے۔"

پہلے وہ دہلی شہر کے ایک ہوٹل میں تھی پھر گوشہ تنہائی میں رہنے کے لیے ہمالیہ کی وادی میں گئی تھی۔ لیبارٹری میں ناکامیوں کی وجہ سے واپس دہلی آگئی تھی۔

اس نے نادیدہ رہ کر ایک کیپسول منہ میں رکھ کر پرواز کی۔ ہمالیہ کی وادی میں اس غار کے اندر پہنچی جہاں شیو شنکر کی مورتی اور اٹیچی رکھی ہوئی تھی۔ اس نے فوراً ہی اسے کھول کر دیکھا تو کلیجا دھک سے رہ گیا۔ فارمولے غائب تھے۔ اس نے پھر ایک بار اٹیچی کی چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔ اس نے اب سے پہلے اتنا بڑا نقصان نہیں اٹھایا تھا۔ اس کے نادیدہ بننے اور پرواز کرنے کی صلاحیتیں چھین لی گئی تھیں۔ وہ اچانک ہی سپر پاور سے صفر پاور ہوگئی تھی۔ جسم سے روح نکال لی جائے تو کچھ نہیں بچتا۔ اس کے اندر سے بھی جیسے روح نکال لی گئی تھی۔ وہ صدمات کی شدت سے چکرا کر شیو شنکر کے قدموں میں گر پڑی۔

وہ بے ہوش ہوگئی تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد اگر اسے یہ بتایا جائے گا کہ اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچنے والی اعلیٰ بی بی (ثانی) ہے تو شاید وہ دوسری بار بے ہوش ہوجائے گی۔

○☆○

جمیلہ اور ہیرو قل ابیب میں تھے۔ پارس' باربرا کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ اس نے زون تھری کی بندر نما مخلوق کے بارے میں انہیں تفصیل سے بہت کچھ بتایا پھر کہا "میں نے الپا کی آواز میں منکی ماسٹر سے گفتگو کی تھی۔ اب وہ یہاں الپا سے ملاقات کرنے اپنے چند جان نثاروں کے ساتھ آرہا ہے۔ وہ الپا کے ساتھ اس کے شوہر بندر آدمی سے بھی ملے گا۔ اس لحاظ سے جمیلہ اور ہیرو کو اس سے ملاقات کرنا چاہیے لیکن جمیلہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے اس لیے باربرا' ہیرو کی بیوی بن کر منکی ماسٹر اور اس کے ساتھیوں سے گفتگو کرے گی۔ میں جمیلہ کے ساتھ نادیدہ رہ کر تم دونوں کی نگرانی کرتا رہوں گا۔"

باربرا نے پارس کے دماغ میں آکر کہا "تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ مجھے ہیرو کی وائف کا رول ادا کرنا ہوگا؟"

"اگر بتادیتا تو کیا نکاح پڑھانے قاضی کو ساتھ لاتیں؟"

"بکواس مت کرو۔ جمیلہ بہت شکی ہے۔ میں اس کی جگہ بیوی بن کر رہوں گی تو وہ مجھ پر شک کرے گی۔"

"وہ شک نہیں کرے گی۔ اگر تم ہیرو کے ساتھ بیڈ روم میں نہیں جاؤگی۔"

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ ایسی باتیں کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔"

"پہلے تم ایسی باتوں کو اہمیت نہیں دیتی تھیں کیونکہ خود کو مرد کہا کرتی تھیں۔ اب نسوانیت تم پر غالب آگئی ہے اور تم کنواری دوشیزہ کی طرح شرمانے لگی ہو۔"

"ہاں۔ میں خود کو لڑکی تسلیم کرچکی ہوں لیکن اس خوش فہمی میں نہ رہنا کہ میں تمہارے جیسے پلے بوائے سے پھنس جاؤں گی۔"

جمیلہ نے پوچھا "تم دونوں ہم سے باتیں کرتے کرتے ایک دوسرے کو اتنی دیر سے کیا دیکھ رہے ہو؟"

باربرا خیال خوانی سے چونک گئی۔ پارس نے کہا "یہ میرے دماغ میں گھسی ہوئی تھی اور ضد کررہی تھی کہ اس سے آنکھیں لڑاتا رہوں۔"

"تم جھوٹے اور مکّار ہو۔"

"اگر یہ جھوٹ ہے تو میری آنکھوں میں مسلسل کیوں جھانک رہی تھیں؟"

جمیلہ نے ہنستے ہوئے کہا "پارس! ہم تمہاری رگ رگ سے واقف ہیں۔ تم ضرور اسے باتوں میں الجھا رہے تھے۔"

"میں نہ بھی الجھاؤں تو یہ خواہ مخواہ مجھ سے الجھتی رہتی ہے۔ یہ لڑکیوں کی عادت ہے' لفٹ نہ دو تو خود ہی گلے پڑنے لگتی ہیں۔"

باربرا نے کہا "تم کوئی گلفام نہیں ہو۔ عقل کی اندھی لڑکیوں نے تمہیں لفٹ دے کر مغرور بنادیا ہے۔"

ہیرو نے کہا "خدا کے لیے یہ نوک جھوک بند کرو اور کام کی بات کرو۔"

پارس نے کہا "ساحلی ریستوران "رابن ہڈ کارنر" میں باربرا کے ساتھ جاؤ۔ وہ بارہ بجے کے بعد کسی وقت بھی وہاں پہنچ سکتے ہیں۔"

ہیرو کے پاس اپنے استعمال کے لیے ایک کار تھی۔ جب باربرا اس کے ساتھ جانے لگی تو پارس نے کہا "عزت آبرو سے جاؤ۔ جمیلہ کو شکایت کا موقع نہ دینا۔"

باربرا نے اسے گھور کر دیکھا۔ جمیلہ نے ہنستے ہوئے کہا "تم

جاؤ' اسے بولنے دو۔"

ہیرو نے ہاتھ جوڑ کر کہا "پارس! میری بیوی کے سامنے میرے کیریکٹر کو مشکوک نہ کرو۔ یہ بعد میں مجھ سے لڑتی رہے گی۔"

پارس نے کہا "میاں بیوی میں لڑائی ہو تو محبت اور بڑھتی ہے۔ میں تم دونوں میں محبت بڑھاتا رہوں گا۔"

باربرا اسے ناگواری سے دیکھتے ہوئے جانے لگی۔ جمیلہ نے پوچھا "ہمیں کیا کرنا ہے؟"

"میں خیال خوانی کے ذریعے ہیرو کے اندر رہوں گا اور ضرورت کے مطابق ان دونوں کو گائیڈ کرتا رہوں گا لیکن خیال خوانی کے لیے یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔ ہم اپنی کار میں رابن ہڈ کارنر کے قریب رہیں گے۔ میں کار میں بیٹھا رہوں گا' تم کار کے باہر اِدھر اُدھر وقت گزارتی رہو گی۔"

وہ دونوں کار میں آ گئے۔ پارس پچھلی سیٹ پر چلا گیا تاکہ مسلسل خیال خوانی کرتا رہے۔ جمیلہ کار ڈرائیو کرنے لگی۔

جب ہیرو پہلی بار تل ابیب آیا تھا تو لوگ اسے حیرت سے دیکھتے تھے پھر انہوں نے اسے ایک مہذب انسان تسلیم کر لیا تھا۔ برین آدم' الپا اور حکمرانوں نے کوشش کی تھی کہ وہ اسرائیل سے چلا جائے۔ وہ ایک بار چلا گیا تھا پھر واپس آ گیا تھا۔ علی نے وہاں کے حکام سے کہہ دیا تھا کہ ہیرو پُرامن شہری کی حیثیت سے رہے گا۔ وہ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ اسے اسرائیل سے نکال سکیں گے۔

رابن ہڈ کارنر کے باتھ روم میں منکی برادر چند جان نثاروں کے ساتھ نمودار ہوا۔ باتھ روم سے نکل کر ریستوران میں آیا تو عورتیں حیرت سے چیخ پڑیں۔ مرد سہمی ہوئی نظروں سے پندرہ منکی مین کو دیکھنے لگے۔ بچے انہیں دیکھ کر دلچسپی سے تالیاں بجانے لگے تھے۔

ہیرو باربرا کے ساتھ ایک میز پر تھا۔ منکی برادر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ ان سب سے باری باری مصافحہ کرنے لگا۔ کچھ شہری پولیس والوں کو بندر آدمیوں کی آمد کی اطلاع دے رہے تھے اور پولیس والے متعلقہ حکام سے مشورے لے رہے تھے۔ پتا چلا تھا کہ وہ آنے والے جدید اسلحے سے لیس ہیں۔ انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے گی تو شہر میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔

تمام منکی مین ریستوران کے باہر ایک بڑی سی میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ منکی برادر نے باربرا سے پوچھا "تم الپا ہو؟"

"ہاں میں ہوں الپا! میں نے ہی دماغی رابطہ قائم کیا تھا۔ میں تم لوگوں کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ میری کوشش یہ ہو گی کہ میں تمہارا اعتماد حاصل کروں۔"

"کیا تم یہاں کے حکام سے ملاقات کرا سکتی ہو؟"

"میرے اور حکام کے درمیان اختلافات ہیں۔ انہیں شبہ ہے کہ میں بغاوت کرنے والی ہوں۔ خفیہ پولیس میری نگرانی کرتی ہے۔ اب تم لوگوں کو دیکھ کر انہیں یقین ہو جائے گا کہ میں تم لوگوں کے ذریعے انہیں اقتدار سے ہٹانے کے عملی اقدامات کر رہی ہوں۔"

پارس نے اس کے اندر آ کر کہا "بس اب چلی آؤ۔"

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر منکی برادر سے بولی "ایکسکیوز می! میں ابھی باتھ روم سے آتی ہوں۔"

وہ ریستوران کے اندر چلی گئی۔ پارس نے ہیرو کے پاس آ کر کہا۔ "میں نے منصوبے میں اچانک تھوڑی سی تبدیلی کی ہے۔ باربرا واپس نہیں آئے گی۔ تم خود کو یوں ظاہر کرو جیسے تمہیں سحر زدہ کیا گیا ہو۔"

ہیرو بیٹھے بیٹھے چونک گیا۔ منکی برادر نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ حیرانی سے تمام منکی مین کو دیکھتے ہوئے بولا "تم... تم لوگ کون ہو؟ میں یہاں کیسے آ گیا؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر میز پر جھک گیا۔ منکی برادر نے پوچھا "خیریت تو ہے کیا تمہیں یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا؟"

"میں اپنی وائف کے ساتھ کاٹیج میں تھا پھر یہاں کیسے آ گیا؟"

"یہ تمہاری وائف بتا سکتی ہے۔ وہ ریستوران کے اندر گئی ہے۔ آتی ہی ہو گی۔"

ہیرو نے کہا "تم کہہ رہے ہو' ریستوران کے اندر گئی ہے۔ میری وائف تو وہ آ رہی ہے۔"

جمیلہ ایک طرف سے چلی آ رہی تھی۔ ہیرو کو دیکھ کر ٹھٹک گئی پھر دوڑتی ہوئی آ کر بولی "ڈارلنگ! تم کاٹیج سے نکل کر یہاں کیوں آ گئے؟"

ہیرو نے کہا "اب میری سمجھ میں آ رہا ہے' کسی نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھے سحر زدہ کیا تھا۔"

منکی برادر نے کہا "یہی بات ہے۔ ابھی الپا نام کی عورت تمہیں اپنا شوہر کہہ رہی تھی اور تم اس کے شوہر ہونے سے انکار نہیں کر رہے تھے۔ یقیناً تمہیں سحر زدہ کیا گیا تھا۔"

ہیرو نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہا "وہ... وہ بول رہی ہے۔ میرے اندر کہہ رہی ہے کہ اس کا نام دیوی شی تارا ہے اور وہ کہہ رہی ہے کہ..."

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ دو فوجی افسران اور مسلح جوانوں نے آ کر انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ایک افسر نے کہا "مسٹر ہیرو! یہ تمام اجنبی کون ہیں؟ اچانک ہمارے ملک میں کہاں سے آ گئے ہیں؟"

منکی برادر نے کہا "یہ بے چارہ کیا بتائے گا۔ ایک دیوی نے اسے سحر زدہ کر رکھا تھا۔ ہم بے شک یہاں اچانک آئے ہیں۔ اگر اجازت مانگتے تو کبھی یہاں آنے نہ دیا جاتا۔"

"تم سب کہاں سے آئے ہو؟"

"ہم چھوٹے عہدے داروں سے بات نہیں کریں گے۔ یہاں کے حکمرانوں سے ہماری ملاقات کراؤ۔"

پارس اس افسر کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ اس افسر کے اندر الپا کہہ رہی تھی "ان پندرہ منکی مین کو مہمان بنا کر انٹیلی جنس کے دفتر میں لے آؤ۔"

افسر نے منکی برادر سے کہا "پہلے ایک دفتر میں جانا ہو گا۔ اس کے بعد یہاں کے حکام سے تمہاری ملاقات کرائی جائے گی اور مسٹر ہیرو! تم بھی اپنی وائف کے ساتھ چلو۔"

ہیرو نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "میں تو نہیں جاؤں گا۔ ان اجنبیوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تمہارے دماغ میں بیٹھی ہوئی الپا سے کہتا ہوں' ہم سے زبردستی نہ کی جائے ورنہ ہم مسئلہ بن جائیں گے۔"

افسر نے الپا کا حکم سنا پھر جمیلہ اور ہیرو کو چھوڑ کر پندرہ منکی مین کو ساتھ لے گیا۔ الپا نے منکی برادر کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی تھی۔ ناکام ہونے پر ان اجنبیوں کو انٹیلی جنس کے دفتر میں بلایا تھا۔

دفتر میں برین آدم موجود تھا۔ اس نے منکی برادر سے پوچھا۔ "تم سب کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟"

"ہمارا تعلق خلائی زون تھری سے ہے۔ دنیا والے ہماری آمد پر اعتراض کر رہے ہیں۔ جب تک وہ ہمیں حکومت بنانے کے لیے زمین کا بڑا حصہ نہیں دیں گے' یہ جنگ جاری رہے گی۔"

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"ہمیں الپا نے بلایا ہے۔ یہاں آتے وقت پرواز کے دوران ہم نے اس ملک کو بلندی سے دیکھا ہے۔ یہ جگہ ہمیں پسند ہے۔ ہم اس ملک کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنائیں گے پھر یہاں سے دوسرے ملکوں پر حملے کریں گے۔"

برین آدم نے کہا "تم جارحانہ عزائم کے ساتھ آئے ہو۔ یہ غلط ہے کہ الپا نے تمہیں بلایا ہے۔ تم الپا کا نام کیسے جانتے ہو؟"

"وہ ہمارے منکی ماسٹر کے دماغ میں آئی تھی۔ ویسے اب ہم سمجھ گئے ہیں کہ وہ کوئی فراڈ عورت ہے۔ خود کو الپا کہہ کر ہمیں یہاں آنے پر مائل کیا ہے۔"

"تم کسی فریبی عورت کے کہنے پر یہاں آئے ہو۔ تم سب کے پاس ایک ایک ہتھیار ہے۔ کیا ایک ہتھیار سے ہمارے ملک پر قبضہ جماؤ گے؟"

"ہم اسی ایک ہتھیار سے صرف اس ملک پر نہیں' ساری دنیا پر حکمرانی کریں گے۔ ہم نہیں جانتے کہ تم کون ہو؟ بہتر ہے کہ اپنے حکمرانوں سے ملاقات کراؤ۔ اپنے تمام نشریاتی اداروں کے ذریعے اعلان کرو کہ یہاں حکومت تبدیل ہو رہی ہے۔ خلائی زون تھری کے منکی مین یہاں کے حکمران ہوں گے۔ اگر امن و امان رکھنا مقصود ہے تو کہیں سے کوئی احتجاجی آواز سنائی نہ دے ورنہ..."

وہ "ورنہ" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ برین آدم نے پوچھا۔ "ورنہ...؟"

منکی برادر نے اپنے لباس سے گن نکالی۔ ایک کھلی ہوئی کھڑکی کے پاس آیا۔ باہر ایک شاہراہ کے دوسری طرف ایک دس منزلہ عمارت تھی۔ اس نے گن سیدھی کر کے اس کے بٹن کو دبایا۔ اس کے ساتھ ہی گن سے ایک لیزر شعاع نکل کر سامنے والی عمارت سے ٹکرائی۔ ایک زبردست دھماکا سنائی دیا۔ اس عمارت کی دیواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دور تک بکھرنے لگیں۔ لوگوں کی چیخ پکار اور دوڑنے بھاگنے کی آوازیں دور تک سنائی دینے لگیں۔ ہر طرف خطرے کے سائرن کی آواز گونجنے لگی۔ اس دس منزلہ عمارت کی دو منزلوں کی دیواریں ٹوٹ کر ایسے گر پڑی تھیں جیسے وہ کاغذ کی بنی ہوئی ہوں۔ ان منزلوں کے اندرونی حصوں میں آگ لگ گئی تھی' جو بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ شعلے بھڑک کر باہر آ رہے تھے۔

حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران فون کے ذریعے برین آدم سے اسی سلسلے میں سوالات کر رہے تھے اور وہ جواب دے رہا تھا کہ خلائی مخلوق نے اپنی طاقت کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ وہ ان کے ملک پر قبضہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں۔ اگر انہوں نے ان کی حاکمیت تسلیم نہ کی اور ان کی نئی حکومت کا اعلان نہ کیا تو پتا نہیں وہ اس شہر پر اور پورے ملک پر کیا قیامت ڈھائیں گے۔

انہوں نے فوراً ہی ایک آڈیٹوریم میں ہنگامی اجلاس طلب کیا جس میں پندرہ منکی مین کو بھی شامل کیا گیا۔ وہاں پارس' باربرا' جمیلہ اور ہیرو بھی نادیدہ ہو کر موجود تھے۔ اس اجلاس میں منکی برادر سے کہا گیا کہ کچھ دیر پہلے امریکی حکام سے انہوں نے رابطہ کیا تھا۔ وہاں سے رپورٹ ملی ہے کہ ایک منکی ماسٹر اور اس کے ماتحتوں نے میامی شہر میں تباہی مچا دی ہے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق وہ لوگ اس دنیا میں حکمران بننے کے لیے آئے ہیں۔ پہلے امریکا سے دوستی ہو رہی تھی پھر دشمنی ہو گئی۔ اس دشمنی میں دیوی شامل ہو گئی اور یہ یقین کی حد تک شبہ ہے کہ بابا صاحب کے ادارے والے نادیدہ افراد امریکی فوجیوں اور ان کے ساتھیوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

دوسرے فوجی افسر نے کہا "پچھلی رات میامی میں تین طرف سے محاذ قائم کیے گئے تھے۔ ایک طرف امریکی فوجی' دوسری طرف دیوی اور تیسری طرف بابا صاحب کے نادیدہ لوگ تھے۔ تم سب تین مختلف مخالفین سے جنگ کرتے رہے۔ اب تم اسرائیل میں چوتھا محاذ کھولنے پر ہمیں مجبور کیوں کر رہے ہو؟ اپنے مخالفین کی تعداد کیوں بڑھا رہے ہو؟

"ہمیں اپنی قوم کے ساتھ قدم جمانے اور اپنی ابتدائی حکومت قائم کرنے کے لیے ایک چھوٹے سے ملک کی ضرورت ہے۔ پوری دنیا میں جو سب سے زیادہ ترقی یافتہ چھوٹا ملک ہے وہ اسرائیل ہے۔ ہماری پہلی حکومت یہاں قائم ہو گی۔"

"صرف لیزر شعاعوں سے خوف زدہ کر کے تم حکومت قائم نہیں کر سکو گے۔ حکومت کرنے کے لیے عوام کی تائید حاصل کرنا ضروری ہے۔"

"ہمیں اپنے ہزاروں منکی مین کی حمایت حاصل ہے۔"

"بندر آدمیوں کی تعداد کتنی ہے؟"

"یہاں ابھی اتنی ہے کہ ہم اپنی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔"

"یہاں ہے؟ کیا تمہارے اور بھی منکی مین یہاں ہیں؟"

"ہاں۔ تمہیں یہ آڈیٹوریم آدھا خالی نظر آرہا ہے جبکہ خالی نہیں ہے۔ یہاں میری فوج موجود ہے۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر چٹکی بجائی۔ چٹکی کی آواز کے ساتھ ہی آڈیٹوریم کی خالی سیٹوں پر منکی مین یکے بعد دیگرے نمودار ہونے لگے۔ تمام حاضرین اجلاس گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ کھڑے ہو کر دور تک بیٹھے ہوئے ہزاروں منکی مین کو حیرانی اور پریشانی سے دیکھنے لگے۔ ان تمام نمودار ہونے والوں نے منکی برادر کی شان میں نعرہ لگایا پھر برادر کے چٹکی بجاتے ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

اسرائیلی اکابرین پسینہ پونچھنے لگے۔ تھوڑی دیر تک پورے آڈیٹوریم میں گہری خاموشی چھائی رہی پھر ایک فوجی افسر نے پوچھا۔ "وہ عورت کون ہے، جس نے اسرائیل پر قبضہ جمانے کا مشورہ دیا تھا؟"

"اس نے اپنا نام الپا بتایا اور کہا کہ وہ اپنے شوہر ہیرو کے ساتھ ہم سے ساحلی ریستوران میں ملاقات کرے گی۔ اس نے ہمیں خوش آمدید کہنے کے لیے ہیرو کو سحر زدہ کیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا ہوگا کہ یہاں کے فوجی ہم سے ملنے آرہے ہیں تو وہ بہانہ کر کے ریستوران کے اندر گئی پھر کہیں گم ہو گئی۔ ہیرو اور اس کی وائف کہہ رہے تھے کہ ان کی دشمن دیوی نے ایسا کیا ہے۔"

"یقیناً دیوی ہم سے ایسی دشمنی کر سکتی ہے لیکن اس کی دشمنی کی وجہ کو بھی سمجھنا ہوگا۔"

منکی برادر نے کہا "ہم نے چیلنج کیا ہے کہ بھارت پر حملہ کریں گے اور وہاں بھی اپنی حکومت قائم کریں گے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اب سمجھ میں آیا۔ دیوی نے تمہارے حملے کا رخ ہماری طرف موڑ دیا ہے۔"

فوج کے بڑے افسران ایک دوسرے کی طرف جھک کر سرگوشیوں میں کہنے لگے "دیوی اور امریکی فوجی فوری طور پر خلائی مخلوق کے حملے کا بھرپور جواب نہیں دے سکتے تھے اس لیے یہ مصیبت ہمارے ملک میں بھیج دی ہے۔"

پھر ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر منکی برادر! تم نے اس دنیا پر حکمرانی کرنے کے لیے امریکا سے دوستی کی مگر دوستی نہ ہو سکی۔ اگر ہم تمہیں کئی ممالک پر حکمرانی کرنے کے لیے ہر طرح سے تعاون کریں ہر طرح تمہاری مدد کریں تو کیا ہم سے دوستی ہو سکے گی؟"

"بے شک ہم دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن بن جاتے ہیں۔ ہماری دوستی سے تمہیں بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔"

"ہمیں صرف ایک فائدہ حاصل کرنے دو۔ ہم سے مل کر ساری دنیا پر حکومت کرو۔ صرف ہمارے ملک پر قبضہ نہیں جماؤ۔ یہاں صرف ہم یہودیوں کی حکومت رہنے دو۔"

"جب کسی دوسرے ملک میں ہمارے قدم جم جائیں گے تو ہم تمہارے ملک سے چلے جائیں گے۔ پہلے اپنی دوستی کا ثبوت دو۔ اپنی بھرپور امداد سے کسی ملک پر تسلط قائم کرنے دو۔"

"کسی کے ملک پر قبضہ جمانے کے لیے کچھ وقت لگے گا۔"

"جتنا بھی وقت لگے گا، اس وقت تک میں اپنی فوج کے ساتھ اس شہر میں رہوں گا۔ یہاں کی عورتیں بہت حسین ہیں۔ تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں کہ ہمارے زون میں عورتیں بہت کم ہوتی ہیں اور وہ تمہاری عورتوں کی طرح حسین اور پرکشش نہیں ہوتیں۔ ہمیں پیٹ بھر کر کھانے کے علاوہ عورتوں کی بھی ضرورت پڑتی رہے گی۔"

برین آدم نے کہا "تمہاری کوشش ہوگی کہ جلد سے جلد کسی ملک میں تمہارا ٹھکانا ہو جائے۔ اس وقت تک یہاں تمہاری تمام ضرورتیں پوری کی جائیں گی لیکن تم ہزاروں کی تعداد میں ہو۔ شہر میں آبادی کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ اس شہر کے باہر میدانوں میں دور تک آرام دہ خیمے لگا دیے جائیں گے۔ وہاں تم اپنی پسند کی عورتوں کے ساتھ رہو گے اور تفریح کے لیے شہر آیا کرو گے۔"

برین آدم کے ساتھ الپا بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے الپا کی حیثیت سے کوئی پہچانتا نہیں تھا۔ وہ انٹیلی جنس کی ایک لیڈی افسر کی حیثیت سے وہاں موجود تھی۔ وہ بولی "ہم تمہاری تمام ضرورتیں پوری کریں گے۔ تم میں سے کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔ تمہارا بھی فرض ہے کہ اپنے ماتحتوں کو اس شہر میں خلافِ تہذیب اور خلافِ قانون کوئی حرکت نہیں کرنے دو گے۔"

منکی برادر نے کہا "تمہیں کوئی شکایت ہوگی تو میں اپنے ماتحتوں کی گردنیں اڑا دوں گا۔ تم بہت حسین ہو۔ میرا دل تمہاری طرف کھنچا جا رہا ہے۔ میں اس بھرے اجلاس میں تمہیں اپنے لیے مانگ رہا ہوں۔"

الپا نے پریشان ہو کر کہا "سوری، میں یہاں کی ایک بڑی عہدے دار ہوں۔ تم سرکاری پراپرٹی طلب نہ کرو۔"

"جب میں پوری سرکار تبدیل کر سکتا ہوں تو سرکاری پراپرٹی کیا چیز ہے؟ ابھی تم نے کہا ہے کہ ہمیں شکایت کا موقع نہیں دو گی۔ لہٰذا میری دوست بن کر رہو۔ میں اپنی قوم کا سربراہ ہوں اس لیے خیموں میں ماتحتوں کے ساتھ نہیں رہوں گا۔ میری رہائش تمہارے ساتھ شہر میں ہوگی۔"

الپا غصے میں کچھ کہنا چاہتی تھی۔ برین آدم نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر سرگوشی میں کہا "برداشت کرو۔ یہاں تم ٹیلی پیتھی جاننے والی ناقابلِ شکست الپا نہیں ہو۔ حالات سے سمجھوتا کرو۔ یہ اچھی بات ہے کہ وہ تمہارا دیوانہ بن گیا ہے۔ تم اسے تنہائی میں ٹریپ کر سکتی ہو۔"

بات سمجھ میں آگئی۔ الپا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ خلائی مخلوق کے سربراہ نے مجھے پسند کیا ہے۔ اس لیے سے مسٹر منکی برادر میرے مہمان بن کر میرے بنگلے میں رہیں گے۔"

الپا نے آگے بڑھ کر قریب آکر منکی برادر کا ہاتھ تھام لیا۔ سب لوگ خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔

○☆○

آمنہ، پارس کے بیٹے یعنی اپنے پوتے کو اور سونیا کے بیٹے کبریا زہاد کو لے کر پاکستان آگئی۔ اس نے پہلے کراچی میں ڈیفنس کے علاقے میں قیام کیا۔ وہاں رہ کر پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں کبریا اور اپنے پوتے بابر کے لیے جائیدادیں خریدنے لگی۔ اس سلسلے میں جے مورگن اس کا دستِ راست تھا۔

کلپنا کی موت کے بعد علی کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بھی پاکستان آگیا۔ آمنہ نے اسے گلے سے لگا کر پیار کیا پھر کہا "یہ تم نے اچھا کیا کہ میرے پاس آگئے۔ ہم نے یہ پلاننگ کی تھی کہ پاکستان میں نہایت ذہین اور ایمان دار لوگوں کو تلاش کریں گے۔ ان ایماندار افراد میں سے جو غیر معمولی ذہانت اور حاضر دماغ ہوگا اسے ہم ٹیلی پیتھی سکھائیں گے۔"

"ممی! یہ اچھی بات ہے۔ یہ پاپا کا اور ہم سب کا ملک ہے۔ ہم یہاں رہ کر کچھ اہم ذمے داریاں پوری کرتے رہیں گے لیکن ٹیلی پیتھی کیسے سکھائی جائے گی؟ کیا بابا صاحب کے ادارے میں؟"

"اور کیا؟ جب ہمارے پاس ٹرانسفارمر مشین موجود ہے تو ہم اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔"

"کیا اس طرح یہ انکشاف نہیں ہوگا کہ بابا صاحب کے ادارے میں بھی ایک ٹرانسفارمر مشین موجود ہے۔"

"ہم نے اب تک مشین کو دنیا والوں سے چھپا کر رکھا۔ آئندہ بھی یہی کوشش ہوگی۔ دنیا والوں پر یہ ظاہر کیا جائے گا کہ ہم اپنے خاص آدمیوں کو امریکا بھیجتے ہیں اور ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اپنے پاکستانیوں کو ٹیلی پیتھی سکھاتے ہیں۔"

علی نے ایک عام شہری کی طرح ایک موٹر سائیکل خریدی۔ ناظم آباد میں ایک مکان خریدا پھر وہاں رہائش اختیار کر کے عوامی زندگی کا جائزہ لینے لگا۔

سرسری طور سے جائزہ لینے سے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ کرپشن بھونڈے بڑے پیمانے پر موجود ہے۔ لوگ زیادہ سے زیادہ کمانے کے لیے غلط راستے اختیار کرتے ہیں۔ چوری، ڈکیتی، قتل اور غارت گری کی وارداتیں ایسی ہوتی تھیں جیسے کچھ ہوا نہ ہو۔ لوگ دہشت گردی کی خبریں پڑھتے تھے پھر بے پروائی سے اخبار ایک طرف ڈال دیتے تھے۔ اجتماعی قتل اور دہشت گردی زندگی کا ایک حصہ بن گئی تھیں۔

یوں دور سے دیکھو تو ہر شخص خود غرض نظر آتا تھا لیکن دنیا کی کسی بھی قوم میں نہ سب کے سب فرشتہ ہوتے ہیں اور نہ سب ہی شیطان ہوا کرتے ہیں۔ ویسے آوے کا آوا ہی بگڑا ہو تو ان میں سے سیدھے انسان کو ڈھونڈ نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ چوں کہ کیچڑ میں کنول کھلتے ہیں اور گدڑی میں لعل ہوتے ہیں اس لیے علی درمیانے اور نچلے طبقوں میں رہنے لگا۔ مختلف علاقوں میں موٹر سائیکل پر جاتا تھا۔ جہاں ضرورت سمجھتا تھا، وہاں کے جوانوں سے دوستی کرتا تھا۔ ان سے گھل مل کر باتیں کرتا تھا پھر ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے چور خیالات پڑھتا رہتا تھا۔

ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ تھی، جو بنیادی طور پر نیک اور شریف تھے لیکن بگڑے ہوئے حالات نے ان میں کچھ برائیاں پیدا کر دی تھیں۔ علی ایسے جوانوں کو سمجھاتا تھا کہ وہ اپنے اندر کی چھوٹی چھوٹی برائیوں سے جنگ کریں اور انہیں ختم کریں۔

ایک جوان نے پوچھا "کیا یہ برائیاں ختم کرنے سے یہ دنیا ہمارے لیے جنت بن جائے گی؟"

"بن جائے گی۔ جہاں صفائی اور پاکیزگی ہوتی ہے، وہاں فرشتے آتے ہیں۔"

"سب کہنے کی باتیں ہیں۔ ہم نے آج تک کسی فرشتے کو نہیں دیکھا۔"

"فرشتے دکھائی نہیں دیتے۔ سمجھ میں آتے ہیں۔ اگر تم سمجھنا چاہو تو کوئی فرشتہ تمہاری زندگی کا رخ بدل دے گا۔"

"غیب سے ملنے والی امداد اور کسی فرشتے کے آنے کے خواب ہمیں نانا، دادا جیسے بوڑھے دکھاتے ہیں۔ یار! تم جوان ہو۔ بوڑھوں جیسی باتیں نہ کرو۔ یہ دیکھو، مجھے پورے ایک مہینے کی تنخواہ ملی ہے۔ میری مٹھی میں دو ہزار دو سو روپے ہیں۔ یہ مٹھی کھلے گی تو مہنگائی صرف دو دنوں میں یہ ساری رقم کھا جائے گی پھر میں مہینے کے باقی اٹھائیس دنوں تک امی کے علاج کے لیے رشوت لوں گا۔ بہن بھائی کی فیس، تعلیمی اخراجات اور ان کے لیے کپڑے خریدنے کے لیے اپنے سیٹھ کے کاروبار میں ہیرا پھیری کروں گا۔ اگر مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تو بتاؤ پھر اپنے گھر والوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے الہ دین کا جادوئی چراغ کہاں سے لاؤں؟ تم کہتے ہو، کوئی فرشتہ آسکتا ہے۔ کیا شریف اور ایمان دار لوگ محتاج رہ کر ذلیل ہو کر مر جائیں گے تب وہ ہماری قبر پر آئے گا۔"

علی نے کہا "تمہاری باتیں سن کر یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ انسان کی تمام ضروریات پوری ہوتی رہیں گی تو وہ جھوٹ نہیں بولے گا، دھوکا نہیں دے گا اور ایک مثالی شریفانہ زندگی گزارے گا۔"

علی نے آمنہ کے پاس آکر کہا "ممی! حشمت علی ایک اچھا نوجوان ہے۔ اس نے اپنی ماں اور بہن بھائی کی ذمے داریاں پوری کرنے کے لیے شادی نہیں کی۔ جو دوسروں پر اپنی خوشیاں قربان کرتے ہیں وہ اپنی کچھ برائیوں کے باوجود اچھے ہوتے ہیں۔"

آمنہ نے کہا "بے شک ایسے لوگ بنیادی طور پر اچھے ہوتے ہیں۔"

"اگر ہم حشمت کی تمام ضروریات پوری کردیں گے تو وہ اپنی ذہانت کو مثبت انداز میں استعمال کرے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ اس کی ضروریات پوری کرو اور اسے آزماؤ۔"

اس رات جب حشمت اپنے گھر والوں کے ساتھ گہری نیند میں تھا تو علی نے اس کے سیٹھ کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ سیٹھ نے اپنے سیف سے پچاس لاکھ روپے نکالے۔ اپنی کار میں بیٹھ کر تنہا حشمت کے محلے میں آیا۔ کار دور کھڑی کرکے اس کے مکان میں داخل ہوا۔ حشمت کے کمرے کے اندر آکر الماری کھولی۔ پچاس لاکھ روپے الماری کے ایک خانے میں رکھے پھر واپس اپنی کوٹھی کے بیڈ روم میں آکر سوگیا۔ علی نے اس کے دماغ کو حکم دیا کہ وہ پچاس لاکھ روپے کا حساب کبھی نہیں کرے گا۔ وہ رقم بھول جائے گا۔

پھر اس نے حشمت کے خوابیدہ دماغ میں آکر کہا "تمہارا دوست درست کہتا تھا۔ جو نیکی اور شرافت سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں' انہیں قدرت کی طرف سے امداد ملتی ہے۔ تمہیں بھی مل رہی ہے۔ اس امداد کے ساتھ چند شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہ بولو' کسی کو دھوکا نہ دو۔ جو دولت ملے اس میں اضافہ کرو مگر مثبت ذہانت سے۔ کبھی شیطانی راستے اختیار نہ کرو۔ اگر تم ایک برس تک ذہانت سے بھرپور ایک مثالی شریفانہ زندگی گزارو گے تو تمہیں ایک اتنا بڑا انعام ملے گا جس کے متعلق تم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔ اٹھو اور اپنی الماری کھول کر دیکھو۔"

اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ چھت کی طرف دیکھ کر سوچنے لگا "کیا میں خواب دیکھ رہا تھا؟ لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ میرے پاس آیا ہو۔"

اس نے دروازے کی طرف دیکھا پھر فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا جب کہ اس نے سونے سے پہلے بند کیا تھا۔

اس نے سر گھما کر الماری کو دیکھا۔ اس کا بھی ایک پٹ ذرا سا کھلا ہوا تھا جب کہ اسے بھی بند رکھا جاتا تھا۔ وہ پلنگ سے اتر کر الماری کے پاس آیا۔ اس کے کھلے ہوئے پٹ کو پوری طرح کھولا تو آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں۔ ایک خانے میں بڑے نوٹوں کی گڈیاں نظر آرہی تھیں۔

وہ کئی سیکنڈ تک سانس لینا بھول گیا پھر اس نے گہری سانس لی۔ ان نوٹوں کو چھو کر دیکھا' وہ سچ مچ روپے تھے' خواب نہیں تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے تمام گڈیوں کو سمیٹ کر اٹھایا۔ انہیں پلنگ پر لاکر رکھا پھر انہیں گننے لگا۔ علی نے اس کی سوچ میں کہا "وہ فرشتہ کہہ رہا تھا کہ مجھے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہیے اور مجھے مثبت ذہانت سے اس دولت میں اضافہ کرنا چاہیے۔"

وہ رقم گنتا جارہا تھا اور عہد کرتا جارہا تھا کہ فرشتے نے جو ہدایات دی ہیں' ان پر پوری طرح عمل کرے گا۔ ہوسکتا ہے شرافت اور ایمان داری سے زندگی گزارتے رہنے کا انعام اس کی توقع سے زیادہ ملے۔

علی نے یہی طریقۂ کار رکھا تھا کہ پہلے ذہانت کو' عادات کو اور نیتوں کو ایک برس تک آزمائے گا۔ پھر بہت بڑے انعام کے طور پر ٹیلی پیتھی سکھائے گا۔

وہ حشمت کے دماغ سے چلا آیا۔ آمنہ لاہور' اسلام آباد' پشاور' ملتان اور سکھر میں رہائش کے لیے جائیداد خرید رہی تھی۔ علی لاہور آگیا۔ وہاں رہائش اختیار کی پھر وہاں سے کبھی گوجرانوالہ' کبھی وزیر آباد' گجرات اور جہلم وغیرہ جاکر ایک آدھ دن رہنے لگا۔ ایسے شہروں میں کتنے ہی ذہین طلبا و طالبات کے خیالات پڑھتا رہا۔ ان میں اکثر بے حد ذہین ملے لیکن ذہین افراد میں کچھ فطری کمزوریاں ہوتی ہیں۔ کوئی اپنے غصے پر قابو نہیں پاتا۔ کوئی جھوٹ بولنے کا عادی ہوتا ہے۔ کوئی دھوکا دینے کو ذہانت سمجھتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ دھوکا دینے اور مکاری کرنے کے لیے ذہانت لازمی ہوتی ہے لیکن اسے منفی ذہانت کہتے ہیں۔

علی نے مختلف چھوٹے بڑے شہروں کے بعض طلبا و طالبات کے خوابوں میں آکر کہا "خوش قسمتی تمہارا انتظار کررہی ہے۔ تم بے حد ذہین ہو لہٰذا اپنی ذہانت سے اپنی چھوٹی بڑی کمزوریوں کو سمجھو اور انہیں دور کرو۔ اگر چھ ماہ تک اپنی کمزوریوں کو ختم کردو گے تو تمہیں اتنا بڑا انعام ملے گا کہ اس انعام کے ذریعے تمہاری اور تمہاری آئندہ نسلوں کی زندگیاں سنور جائیں گی۔"

وہ چند روز پشاور میں رہا۔ وہاں بھی اس نے چند طلبا و طالبات کا انتخاب کیا۔ ان کے خوابوں میں بھی جاکر انہیں ہدایات دیں پھر سکھر شہر میں آیا۔ وہاں اس نے تمام طلبا و طالبات کے خیالات باری باری پڑھے' جن کے خوابوں میں جاکر ہدایات دیتا رہا تھا۔ وہ تمام نوجوان حیران تھے کہ انہوں نے ایسا خواب کیوں دیکھا۔ اکثر کا یہ خیال تھا کہ اکثر بے تکے خواب آتے ہیں ان میں سے ایک خواب یہ بھی ہے۔

علی کو پھر ایک بار ان سب کے اندر باری باری جانا پڑا۔ اس بار اس نے دوسری طرح عمل کیا۔ ہر طالب علم اور طالبہ کے دماغ پر قبضہ جماتا رہا اور ان سے ایک کاغذ پر لکھواتا رہا۔ جب تحریر مکمل ہوجاتی تو دماغ کو آزاد چھوڑ دیتا۔ ایسے وقت ان میں سے ہر ایک نے چونک کر سوچا کہ وہ ابھی دماغی طور پر غیر حاضر کیسے ہوگیا تھا پھر ہر ایک نے اپنے سامنے میز پر اپنی لکھی ہوئی تحریر دیکھی۔ اسے پڑھ کر حیرانی ہوئی۔ کاغذ پر وہی لکھا تھا' جو ان کے خوابوں میں کہا گیا تھا یعنی کہ خوش قسمتی ان کا انتظار کررہی ہے۔ اگر وہ اپنی ذہانت سے اپنی چھوٹی بڑی کمزوریوں کو ختم کرڈالیں گے تو انہیں ایسا انعام ملے گا' جس کے ذریعے ان کی اور ان کی آئندہ نسلوں کی زندگیاں سنور جائیں گی۔

علی کے اس طریقۂ کار نے انہیں سنجیدگی سے سوچنے اور یقین کرنے پر مجبور کردیا کہ ان کے دیکھے ہوئے خوابوں میں اور تحریر میں ضرور حقیقت ہے اور یہ ایک اچھی کوشش بھی ہوگی کہ وہ چھ ماہ کے اندر اپنی کمزوریوں کو ختم کرسکیں گے۔

علی تعلیمی شعبے کے علاوہ دوسرے شعبوں کے جوانوں کو ہدایات دے رہا تھا کہ وہ اپنے اندر کی کمزوریوں اور برائیوں کو ختم کریں۔ وہ سکھر میں رہنے کے دوران بھی یہی کرتا رہا پھر کراچی آنے کے بعد لاہور جانے کا ارادہ کیا۔ وہ طیارے کے ذریعے کم سے کم وقت میں لاہور پہنچ سکتا تھا لیکن اس نے ٹرین میں سفر کیا۔

اے سی پارلر میں تین تین سیٹوں کی قطاریں تھیں۔ ہر سیٹ ایسی آرام دہ تھی کہ اس پر بیٹھ بھی سکتے تھے اور نصف لیٹ بھی سکتے تھے۔ سامنے ٹی وی آن رہتا تھا جو صرف دکھائی دیتا تھا۔ اس کی آواز سننے کے لیے کانوں میں ائرفون لگانا لازمی ہوتا تھا۔

اس کے پاس ایک سفری بیگ تھا جس میں پہننے کے لیے دو جوڑے' کچھ ضرورت کی چیزوں کے علاوہ پچاس ہزار پاؤنڈ تھے۔ پاکستانی کرنسی کے حساب سے وہ تقریباً پچیس لاکھ روپے تھے۔ شام کو علی نے ایک شاپنگ سینٹر میں شیونگ کا سامان خریدتے وقت اس بیگ کو کھولا تو اس میں سے بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیاں جھانک رہی تھیں۔ دکان دار نے اس سے کہا "جوان! تم اس ملک کے رہنے والے نہیں ہو۔ اگر ہوتے تو اتنی زیادہ رقم لے کر نہ گھومتے۔ اگر اب تک کسی نے نہیں دیکھا ہے تو پھر یہ بیگ آئندہ سرِعام نہ کھولنا۔ لوٹنے والے تمہیں گولی بھی مار سکتے ہیں۔"

علی نے اس کا شکریہ ادا کرکے بیگ کو بند کرلیا تھا اور یہ بھی تاڑ لیا تھا کہ ایک اجنبی اس کے پیچھے پڑگیا ہے۔ جب وہ اسٹیشن آیا تو ٹرین میں سیٹ نہیں مل رہی تھی۔ ایک قلی نے اس سے دو سو روپے زیادہ لے کر ایک سیٹ کا ٹکٹ دیا۔ وہ ٹکٹ لے کر پلیٹ فارم پر آیا لیکن اس قلی کے دماغ میں رہا۔ اسے اجنبی کی آواز سنائی دی "دو سیٹیں چاہئیں۔"

قلی نے کہا "مل جائیں گی۔"

"ابھی جو جوان ٹکٹ لے کر گیا ہے اس کے ساتھ والی سیٹیں چاہئیں۔"

"اس کے ساتھ کیوں؟ دوسری جگہ لے لو۔"

"نہیں' اس کے ساتھ چاہئیں۔"

"دو ٹکٹوں میں پانچ سو روپے زیادہ دو گے؟"

اس نے پانچ سو روپے زیادہ ادا کیے اور دو ٹکٹ لے لیے۔ علی اپنے سفری بیگ کو سیٹ کے نیچے رکھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ٹرین چلنے سے دو منٹ پہلے ایک حسین دوشیزہ آئی۔ اسے دیکھ کر یوں لگا جیسے حسن و شباب کی تمام بہاریں سمیٹ کر لائی ہے۔ اس کے ساتھ ایک قد آور باڈی بلڈر تھا۔ علی کی سیٹ کھڑکی کے ساتھ تھی۔ دوشیزہ نے کہا "بھائی جان! آپ نے کیسی سیٹیں لی ہیں۔ آپ سے کہا تھا' میں کھڑکی کے پاس بیٹھوں گی۔"

"روزی! یہ ٹکٹ بھی مشکل سے ملے ہیں۔ گزارہ کرلو۔"

روزی نے علی سے کہا "مسٹر! کیا سیٹ بدلنا پسند کرو گے؟"

علی نے کہا "میں اُس کنارے بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ ادھر سے مسافر گزرتے رہتے ہیں۔ میں کھڑکی کے پاس یا پھر درمیانی سیٹ پر بیٹھ سکتا ہوں۔"

وہ بولی "نو پرابلم! بیچ والی سیٹ پر آجاؤ۔"

وہ اٹھ کر درمیانی سیٹ پر آیا۔ روزی اس کے دائیں طرف کھڑکی کے پاس آئی۔ اس کا بھائی علی کے بائیں طرف بیٹھ گیا۔ علی نے پوچھا "کیا نام ہے تمہارا؟"

اس نے اپنا نام مراد بتایا۔ علی نے کہا "بڑے ماڈرن ہو۔ اپنی بہن کو بڑی فراخ دلی سے میرے ساتھ بٹھایا ہے۔"

وہ ذرا جھینپ کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ علی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر روزی کے دماغ میں پہنچ گیا۔

وہ چھ برس پہلے ایک متوسط طبقے کی لڑکی تھی۔ لاہور کے ایک کالج میں پڑھتی تھی۔ باپ بینک میں ملازم تھا۔ ماں نے دوسری شادی کی تھی اس لیے باپ سوتیلا تھا۔ اس باپ کی ایک سگی بیٹی یعنی روزی کی سوتیلی بہن تھی۔ اس کا نام فہمیدہ تھا۔ اسے فہمی کہتے تھے۔

فہمی بھی اسی ٹرین کے تیسرے درجے میں باپ کے ساتھ سفر کررہی تھی۔ روزی اور مراد نہیں چاہتے تھے کہ واردات کی جگہ وہ دونوں موجود رہیں۔ ویسے بھی وہ بوڑھے باپ اور سوتیلی بہن کو اپنے برابر جگہ نہیں دیتے تھے۔

چھ برس پہلے ایک بپناٹزم کا ماہر روزی پر مہربان ہوگیا تھا۔ اسے اپنی بیٹی بنا کر تنویمی عمل کرنا سکھایا تھا۔ تنویمی عمل کے لیے لازمی ہے کہ جس پر عمل کیا جائے' وہ قوتِ ارادی کا مالک نہ ہو۔ جو عزائم کے پکے ہوتے ہیں' وہ عمل کے دوران ٹرانس میں نہیں آتے۔ روزی کے گرو باپ نے ایک دوا کا نسخہ دیا تھا۔ وہ دوا جسے کھلادی جاتی یا پلادی جاتی' وہ ذہنی کمزوری میں مبتلا ہوجاتا۔ جب ذہن کمزور ہوجاتا تو پھر اس پر وہ آسانی سے تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول بنالیتی تھی۔

اس نے پہلی بار اپنے سوتیلے باپ پر عمل کیا تھا کیوں کہ وہ ایک ایمان دار بینک آفیسر تھا۔ سوتیلی بیٹی کا معمول بن کر اسے بینک میں آنے جانے والی رقوم کے متعلق بتانے لگا۔ کس کمپنی کا مالک کس تاریخ کو ملازمین کی تنخواہ کے لیے لاکھوں روپے نکالتا ہے۔ درآمد ہونے والے مال کی بلٹی کے لیے کس تاریخ کو کتنی رقم

نکالی جائے گی۔ ایسی ہی بہت سی معلومات حاصل کرکے وہ اپنے بھائی مراد کے ساتھ ایسے انداز میں واردات کرتی تھی کہ کبھی گرفت میں نہیں آتی تھی۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوتی یا کوئی اسے پہچان لیتا تو اس کا باڈی بلڈر بھائی اس پہچاننے والے کو قتل کردیتا تھا۔

باپ کو ابتدا میں پتا نہیں چلا کہ وہ معمول بن کر سوتیلی بیٹی کے جرائم میں شریک رہتا ہے۔ فہمی نے بتایا کہ وہ سحرزدہ سا ہو کر روزی کو اہم معلومات فراہم کرتا رہتا ہے۔ جب معلوم ہوا تو اس نے بیٹی سے کہا "تم یہ غلط کررہی ہو۔ آئندہ واردات کروگی تو میں پولیس کو اطلاع دوں گا۔"

مراد نے کہا "تم روزی کے معمول ہو۔ اس کے خلاف کچھ نہیں کرسکو گے۔"

فہمی نے کہا "میں پولیس کو اطلاع دوں گی۔ اپنے ابا کو تمہارے سحر سے آزاد کراؤں گی۔"

اس رات مراد نے فہمی کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اسے پلنگ پر لٹا کر باندھ دیا۔ روزی نے اس پر عمل کیا لیکن وہ ٹرانس میں نہیں آئی۔ وہ بڑی زبردست قوتِ ارادی کی مالک تھی۔ مراد نے اسے دوا کی ایک خوراک جبراً پلائی۔ تھوڑی دیر بعد اس پر عمل کیا گیا تو وہ ٹرانس میں آگئی۔ اپنی سوتیلی بہن کی معمولہ اور تابعدار بن گئی۔ دونوں باپ بیٹی ادنیٰ ملازموں کی طرح روزی اور مراد کی خدمت کر رہے تھے اور ان کی کوٹھی کے سرونٹ کوارٹر میں رہتے تھے۔ اس وقت بھی وہ ملازموں کی طرح ٹرین کے تیسرے درجے میں سفر کررہے تھے۔

دونوں بہن بھائی کی پلاننگ یہ تھی کہ کھانے یا پینے کی کسی چیز میں دوا ڈال کر علی کو دماغی طور پر کمزور بنایا جائے گا۔ کمزوری کے باعث اسے نیند آجائے گی پھر وہ نوٹوں کی گڈیاں اس کے بیگ سے نکال کر کسی بھی اسٹیشن پر اتر جائیں گے۔ فہمی اور باپ سے بھی سفر ملتوی کرائیں گے تاکہ وہ دونوں خدمت گزاری کے لیے ساتھ رہیں۔

علی کو وہ دوا پلانے کے لیے اسے دوست بنانا ضروری تھا تاکہ روزی کی طرف سے کھانے پینے کی چیزوں کو علی قبول کرسکے۔ سفر کے آغاز میں خاموشی رہی پھر روزی نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "تم بہت اچھے ہو۔ اپنی سیٹ مجھے بیٹھنے کے لیے دی ہے۔"

علی نے کہا "حالاں کہ کوئی اپنی سیٹ دوسرے کو نہیں دیتا۔ ٹرین سے لے کر اسمبلی ہال تک سیٹوں کے لیے لڑائی ہوتی رہتی ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "تم بہت زندہ دل ہو۔ کیا لاہور جارہے ہو؟"

"تمہیں دیکھ کر منزل بھول گیا ہوں۔ جہاں تیرے قدم ہوں گے، وہیں منزل میری ہوگی۔"

"واہ کیا عاشقانہ سچائی بیان کی ہے۔ اب تک کتنے عشق کرچکے ہو؟"

"کبھی گنتی نہیں کی۔ تم سے گنتی شروع کروں گا۔"

"آہستہ بولو۔ میرے بھائی جان باڈی بلڈر ہیں۔ تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔"

"جھوٹ بولتی ہو۔ وہ غیرت مند ہوتا تو میرے اور تمہارے درمیان دیوار بن کر بیٹھا رہتا۔"

"تم میری توہین کررہے ہو۔ میرے بھائی کو بے غیرت کہہ رہے ہو۔"

"وہ غیرت مند ثابت ہوسکتا ہے۔ اسے کہو ہمارے درمیان بیٹھے۔ ہم دونوں کو ندی کے دو کنارے بنادے۔"

"وہ فوراً ہمارے درمیان آجائے گا مگر میں نہیں چاہتی۔ پتا نہیں تم میں کیسی کشش ہے۔ تمہارے ساتھ بیٹھنا چاہتی ہوں۔"

"میں بھی کھڑکی والی سیٹ سے دور نہیں جانا چاہتا۔ اس سیٹ کے نیچے میرا بیگ ہے اور بیگ میں......"

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس نے بے اختیار پوچھا۔ "کیا بیگ میں کوئی خاص چیز ہے؟"

وہ اس کے قریب جھک کر سرگوشی میں بولا "پاؤنڈ ہیں۔ پاکستانی کرنسی میں پچیس لاکھ روپے ہیں۔"

"پچیس لاکھ؟" روزی کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس نے اب سے پہلے دو چار لاکھ تک لوٹنے کی وارداتیں کی تھیں۔ آج کی کامیابی کے بعد وہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی واردات ہوتی۔

ٹرین حیدر آباد اسٹیشن پر رکی۔ روزی نے مراد سے کہا "آپ ملازموں کے پاس جائیں۔ انہیں رات کے کھانے کے لیے کچھ روپے دے دیں۔"

مراد اٹھ کر چلا گیا۔ علی نے کہا "یہ اچھا ہوا کہ تمہارے ساتھ کولر ہے۔ مجھے پیاس لگتی رہتی ہے۔"

"کیا پانی پیو گے؟"

"زحمت نہ ہو تو پلادو۔"

وہ باتوں کے دوران اپنے پرس سے ایک چھوٹی شیشی نکال چکی تھی۔ کولر نیچے قدموں کے پاس رکھا ہوا تھا۔ روزی نے جھک کر کولر کے اوپری حصے کو کھولا۔ اس نے گلاس میں پانی نکالنے سے پہلے آدھے دوپٹے کو اس طرح گرایا کہ پردہ ہوگیا۔ اس نے پانی نکالنے کے بعد شیشی سے دوا کے دو قطرے ٹپکائے۔ شیشی کو بند کر کے پرس میں رکھا پھر وہ پانی سے بھرا ہوا گلاس علی کو دینا چاہتی تھی مگر بے اختیار خود پینے لگی۔ پیتے وقت گھبرا رہی تھی۔ گلاس کو اپنے ہونٹوں سے الگ کرنا چاہتی تھی لیکن الگ کرنا اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ گلاس خالی ہونے کے بعد ہی وہ اس سے الگ ہوا۔ علی نے کہا "کمال ہے۔ میں سمجھ رہا تھا تم مجھے پانی پلاؤ گی۔"

"آں؟ ہاں۔ پتا نہیں مجھے کیا ہوگیا تھا۔ پانی تمہیں دینا چاہیے تھا۔ میں نے خود پی لیا۔"

"کوئی بات نہیں، تمہیں پیاس لگ رہی تھی۔ تم نے پی لیا۔"

اس کے ہاتھ سے گلاس چھوٹنے لگا۔ علی نے گلاس کو تھام لیا۔ روزی سیٹ کی پشت سے ٹک گئی تھی۔ ہولے ہولے لرز رہی تھی۔ چہرہ زرد پڑگیا تھا۔ وہ حساب کررہی تھی کہ کتنے قطرے پیے ہیں اور اب کتنے گھنٹوں تک کمزوری طاری رہے گی؟

وہ مراد کے اندر پہنچ گیا۔ مراد عوامی کمپارٹمنٹ کی ایک کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا ایک بوڑھے سے کہہ رہا تھا "کیا بھوک لگی ہے؟"

بوڑھے نے کہا "میں تو رات گزار لوں گا۔ فہمی کے لیے کچھ پیسے دے دو۔"

اس نے جیب سے پانچ روپے کا ایک نوٹ نکالا جیسے خیرات دینا چاہتا ہو۔ علی نے اس کی جیب سے ایک ایک سو کے پانچ نوٹ نکلوا کر بڑے میاں کو دئے۔ بڑے میاں نے کہا "بیٹے! اتنے روپوں کا کیا کروں گا بس دو روٹیوں کے لیے دے دو۔"

لیکن وہ علی کی مرضی کے مطابق اسے پانچ سو دے کر جانے لگا۔ ٹرین چلنے لگی۔ وہ بھی ٹرین کے ساتھ چلنے لگا۔ ٹرین کی رفتار تیز ہونے لگی۔ وہ بھی اپنی رفتار تیز کرنے لگا۔ ٹرین پلیٹ فارم سے نکل کر دوڑنے لگی۔ وہ بھی پلیٹ فارم سے نکل کر دوڑتا گیا۔ جب ٹرین دور جاکر نظروں سے اوجھل ہوگئی تو وہ رک گیا۔ ہانپنے لگا۔ سوچنے لگا کہ اسے ٹرین میں سوار ہونا چاہیے تھا مگر وہ دوڑ کیوں لگا رہا تھا؟

علی اسے چھوڑ کر بڑے میاں کے دماغ میں آیا۔ ان کا نام فخر زماں تھا۔ وہ بیٹی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے اور اپنے حالات پر کڑھ رہے تھے۔ انہوں نے زندگی میں کبھی رشوت نہیں لی تھی۔ کبھی حرام نہیں کھایا تھا مگر سحرزدہ ہو کر روزی کے زیرِ اثر ہو کر چوری ڈکیتی کی حرام کمائی کھا رہے تھے۔ بیٹی سے کہہ رہے تھے "پتا نہیں خدا کو کیا منظور ہے۔ مجھے تیری فکر نہ ہوتی تو میں حرام کھانے سے پہلے خودکشی کرلیتا۔"

فہمی نے کہا "ابا! تو مجھے سمجھایا کرتا تھا کہ برا وقت آپڑے تو خدا کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ وہ اپنے بندوں کو مشکلات میں ڈال کر آزماتا ہے۔ وہ بڑا کارساز ہے۔ ہماری بگڑی ضرور بنائے گا۔"

فہمی کے خیالات نے بتایا کہ وہ بہت ذہین اور حاضر دماغ ہے۔ اگر تنویمی عمل کے زیرِ اثر نہ رہتی تو اپنی ذہانت اور حکمتِ عملی سے اپنے باپ کو بھی روزی کے سحر سے نکال لیتی اور دونوں سوتیلے بہن بھائی کو قانون کے شکنجے میں پہنچا دیتی۔

علی ان باپ بیٹی کو تنویمی عمل سے نجات دلا سکتا تھا لیکن اس نے آمنہ سے رابطہ کیا اور کہا "ممی! ایک باپ بیٹی ہیں۔ آپ ان کے خیالات پڑھ کر خوش ہوں گی۔ ہم نے ٹیلی پیتھی سکھانے کے لیے جو اصول بنائے ہیں، یہ باپ بیٹی ان اصولوں پر پورے اترتے ہیں۔ میں انہیں بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانا چاہتا ہوں۔ آپ فیصلہ کرنے کے لیے میرے پاس آئیں۔"

آمنہ بیٹے کے پاس آئی۔ بیٹے نے اسے فخر زماں کے دماغ میں پہنچا دیا پھر دماغی طور پر روزی کے پاس اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔

روزی ہوش و حواس میں تھی۔ صرف جسمانی کمزوری محسوس کررہی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ ٹرین حیدر آباد سے میلوں دور نکل گئی ہے لیکن بھائی مراد نہیں آیا ہے۔ اگر کسی دوسرے کمپارٹمنٹ میں سوار ہوا ہے تو ٹرین کے اندر ہی اندر چلتا ہوا اپنے کمپارٹمنٹ میں آسکتا تھا۔

علی نے اس کے قریب جھک کر کہا "تمہارا بھائی واقعی غیرت مند ہے۔ وہ تمہیں میرے پہلو میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لیے حیدر آباد میں رہ گیا ہے۔"

وہ نقاہت سے بولی "بھائی مجھے بہت چاہتا ہے۔ میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور آئے گا۔"

"بہتر ہے سونے کی کوشش کرو۔ مجھے بھی نیند آرہی ہے۔"

"مجھے کھانا کھانا چاہیے۔ شاید کھانے سے توانائی بحال ہوجائے۔"

علی نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ دماغ کو ہدایات دیں پھر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے جارہی تھی۔ وقت گزرتا جارہا تھا۔ کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ کچھ علی کی طرح کھائے بغیر سوگئے تھے۔ روزی نے آواز دی "مسٹر! اے مسٹر! پلیز اٹھو۔ میرا بھائی ابھی تک نہیں آیا ہے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

علی نے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ کوئی اسے جگانا چاہے تب بھی دماغ اسے نہ جگائے۔ ٹھیک چار گھنٹوں کے بعد اس کی آنکھ کھلتی۔ روزی کمزوری کے باعث ہاتھ بڑھا کر اسے جھنجوڑ کر جگا نہیں سکتی تھی۔ وہ بے بسی سے بولی "پلیز اٹھ جاؤ۔ میرے ٹفن بکس میں سالن اور روٹیاں ہیں۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے کھلاؤ۔ میری توانائی بحال کرو۔"

وہ گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔ روزی کی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ آخر کمزوری نے اسے بھی سلادیا۔ علی نے خواب میں آمنہ کو دیکھا۔ وہ کہہ رہی تھی "وہ باپ بیٹی ایمان اور شرافت کے پتلے ہیں۔ ایسی ہستیاں کم ہیں پھر بھی جتنی ہیں، ان ہی کے دم سے پاکستان قائم ہے اور انشاءاللہ دائم رہے گا۔ میں کل ہی باپ بیٹی کے ضروری کاغذات تیار کراؤں گی پھر انہیں بابا صاحب کے ادارے میں بھیج دوں گی۔"

وہ اتنا کہہ کر خواب کی اسکرین سے گم ہوگئی۔ ٹھیک چار گھنٹے کے بعد علی کی آنکھ کھل گئی۔ اس وقت رات کے تین بجے تھے۔ روزی سیٹ پر آدھی بیٹھی اور آدھی لیٹی ہوئی گہری نیند سو رہی تھی۔ دوپٹہ ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ بدن کی شادابی ایسی جذبات انگیز تھی کہ ٹرین کے باہر ہوتی تو لٹیرے اسے اٹھا کر لے جاتے۔

علی کو اٹھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ خود ہی اس کے ساتھ چلی جارہی تھی۔

اسے بھوک لگ رہی تھی۔ اس نے ایک طرف رکھے ہوئے ٹفن بکس کو اٹھا کر کھولا۔ وہ ٹفن بکس اندر سے ہاٹ پاٹ تھا اس لیے سالن ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ وہ مزے لے کر کھانے لگا۔ ایسے وقت روزی کی آنکھ کھل گئی۔ وہ تھوڑی دیر تک اسے دیکھتی رہی۔ پھر بولی "میں کچھ بہتر محسوس کررہی ہوں۔ کھانا کھانے سے اور بہتری ہوگی۔"

علی نے روٹی اور سالن اسے دے دیا۔ وہ کھانے لگی۔ علی نے پانی نکال کرپیا پھر اسے پلایا۔ وہ کسی حد تک توانائی محسوس کررہی تھی۔

علی نے پوچھا "تمہیں کیا ہوگیا تھا؟ اچانک کمزور کیسے ہوگئی تھیں؟"

"اب میرا پرابلم کمزوری نہیں ہے۔ پرابلم میرا بھائی ہے۔ اس نے کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ پتا نہیں کہاں رہ گیا ہے؟ اگر ٹرین میں ہے تو اسے اب تک آجانا چاہیے تھا۔"

علی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرچکا تھا۔ وہ جھنجلا کر بولی "میں بھائی کے لیے پریشان ہوں اور تم سورہے ہو؟ آخر کتنا سوتے ہو۔ میں تمہیں آواز دیتی رہی تھی پھر بھی تم سوتے رہے۔"

وہ آنکھیں کھول کر بولا "اگر تمہارا بھائی کہیں جاکر سورہا ہوگا تو تمہارے یاد کرنے سے یہاں نہیں آئے گا۔ یہ بتاؤ کیا واقعی وہ غیرت مند ہے؟"

"تم میرے بھائی کی غیرت کے پیچھے کیوں پڑگئے ہو؟ کیا ہمیں بے غیرت سمجھتے ہو؟ ہم غیرت مند لوگ ہیں۔"

"پھر تو بھائی سے مایوس ہوجاؤ۔ وہ بہن کو میرے پہلو میں دیکھ کر گیا ہے۔ اس نے غیرت میں آکر چلتی ٹرین سے چھلانگ لگادی ہوگی۔"

"بکواس مت کرو۔ وہ خودکشی نہیں کرے گا۔"

"کیا موت سے ڈرتا ہے؟"

"موت میرے بھائی سے ڈرتی ہے۔ تم نہیں جانتے' وہ کتنا زبردست فائٹر ہے۔ مقابلے پر آنے والوں کی ہڈیاں اور پسلیاں توڑ کر انہیں اپاہج بنادیتا ہے۔"

"لیکن وہ اس ٹرین کا کیا بگاڑے جو اسے پیچھے چھوڑ کر آگے بھاگتی جارہی ہے۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ پیچھے رہ گیا ہے؟"

"جو ساتھ چلتے چلتے نظر نہ آئے' وہ پیچھے رہ جاتا ہے یا بہت آگے نکل جاتا ہے۔ کیا وہ ٹرین سے آگے نکل سکتا ہے؟"

اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا پھر چپ ہی رہی۔ سر جھکا کر سوچنے لگی "بھائی مراد کہیں نہ کہیں مل ہی جائے گا لیکن یہاں منصوبہ ناکام ہورہا ہے۔ میں نے پچیس لاکھ روپے کبھی ایک ساتھ نہیں دیکھے۔ یہ رقم مجھے ہر حال میں حاصل کرنا چاہیے مگر کیسے؟"

اس نے سوچا "کیا میں اسے کمزوری کی دوا پلاؤں؟ مگر یہ تو کھانا بھی کھا چکا ہے۔ پتا نہیں پھر اسے کب پیاس لگے گی۔ میں اس کی طلب کے بغیر پانی کے لیے پوچھوں گی تو یہ سراسر حماقت ہوگی۔"

وہ علی کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی پھر بولی "تم لاہور میں کہاں رہتے ہو؟"

"میں ابھی یہی سوچ رہا ہوں کہ کہاں رہوں گا۔ پہلی بار جارہا ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "رہائش کی فکر نہ کرو۔ گلبرگ میں میری بہت بڑی کوٹھی ہے۔ تم میرے ساتھ چلو گے۔ میرے مہمان رہو گے۔"

علی اس کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ وہ صبح چھ بجے لاہور پہنچ گئے۔ اس نے گلبرگ کی کوٹھی میں پہنچ کر کہا "میں نہیں رہوں گا۔ مجھے جانا چاہیے۔"

"کوٹھی کے اندر آکر کیوں جانا چاہتے ہو؟"

"تم کہہ رہی تھیں کہ تمہارا بھائی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر اپاہج بنادیتا ہے۔"

وہ بار بار بیگ کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی "میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔ بھائی تم سے دشمنی نہیں کرے گا۔"

وہ اسے اپنے بیڈ روم میں لے آئی پھر بولی "تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی۔ یہاں آرام کرو۔ میں تمہارے لیے ناشتا اور دودھ لاتی ہوں۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔ جب میں تھک جاتا ہوں تب بھوک بھی لگتی ہے اور پیاس بھی۔"

وہ دوپٹے کو ایک طرف پھینک کر بستر پر چاروں شانے چت گرتے ہوئے بولی "تم تھک جاؤ گے۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے جوس پلاؤں گی۔"

اس نے بیگ کھول کر نوٹوں کی گڈیاں نکالیں پھر گڈیوں کو کھول کر پھول کی پتیوں کی طرح اس پر نوٹ نچھاور کرنے لگا۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بولی "کیا کررہے ہو؟ ملازمہ ادھر آئے گی تو اس کی نیت خراب ہوجائے گی۔"

اس نے دروازے کو اندر سے بند کردیا۔

بند دروازے کے پیچھے دولت ہی دولت تھی۔ حسن و شباب کی دولت' جذبات کی دولت اور درخت سے ٹوٹے ہوئے پتوں کی طرح بکھرے ہوئے کرنسی نوٹوں کی دولت۔ جب عورت قسم کھالیتی ہے تو پھر اپنی آخری پونجی بھی داؤ پر لگا کر دولت حاصل کرلیتی ہے۔

وہ دروازہ دوپہر تک بند رہا پھر روزی کی آنکھ کھل گئی۔ ایک طرف بڑا سا آئینہ تھا۔ کروٹ بدل کر آئینے میں دیکھتے ہی جلدی سے خود کو لباس میں چھپانے لگی۔ حیرانی سے دیکھنے لگی۔ بے شمار نوٹ جو پورے بستر پر بکھرے ہوئے تھے اب نظر نہیں آرہے تھے۔ اس نے فرش پر اور بیڈ کے نیچے دیکھا۔ ایک نوٹ بھی دکھائی نہیں دیا۔ جس بیگ میں نوٹ تھے' وہ بیگ بھی نہیں تھا۔ بیگ والا بھی نہیں تھا۔ اس نے ملازمہ کو آواز دی۔ وہ باہر سے دروازہ کھول کر آئی۔ اس نے پوچھا "میرے ساتھ جو صاحب آئے تھے' وہ کہاں ہیں؟"

"وہ صبح نو بجے چلے گئے۔ بڑے سخی داتا ہیں۔ یہ دیکھیے انہوں نے یہ ولایتی نوٹ دیا ہے۔ سو کا نوٹ ہے۔"

وہ غصے سے چیخ کر بولی "یو شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ۔"

ملازمہ سہم کر چلی گئی۔ وہ ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح صوفے پر گر پڑی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے سوگئی تھی؟ جسے لوٹنا چاہتی تھی اسے لوٹنے کا موقع دے کر کیسے غافل ہوگئی؟

اسے اپنے کسی بھی سوال کا جواب نہیں ملنے والا تھا۔

○☆○

تل ابیب سے بیس میل دور ایک وسیع و عریض میدان میں خیمے ہی خیمے نظر آرہے تھے۔ وہاں بندر آدمیوں کی ضروریات کا تمام سامان پہنچایا جارہا تھا۔ خاص طور پر ہر خیمے میں ایک عورت پہنچادی گئی تھی۔ زیادہ تر ایسی عورتیں پہنچائی گئی تھیں' جو جنسی مہلک بیماریوں میں مبتلا تھیں اور آئندہ بندر آدمیوں کو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کرنے والی تھیں۔

پارس اور باربرا دور تک پھیلے ہوئے خیموں کا منظر دیکھنے آئے تھے۔ وہ میدان سے دور اپنی کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ باربرا نے دوربین سے دیکھتے ہوئے کہا "ہر خیمے کے پاس ایک عورت نظر آرہی ہے۔"

پارس نے کہا "یہ دو پاؤں کی مخلوق بھی عجیب ہے۔ شہر میں رہے یا جنگل میں' محلوں میں رہے یا خیموں میں' ہر جگہ بستر بچھانے کا بندوبست پہلے کرتی ہے۔"

باربرا نے اسے گھور کر کہا "تم نے بے ہودہ باتیں پھر شروع کردیں؟"

"یہ بے ہودہ باتیں نہیں ہیں۔ ایسی سچائی ہے' جس کا ذکر کرو تو برا لگتا ہے اور نہ کرو' چھپاتے رہو تو مزہ آتا ہے۔"

"بس آگے نہ بولو۔ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"غیر معمولی گولیاں اور کیپسول حاصل کرنے کے لیے۔ ہر منکی مین کے پاس گولیوں اور کیپسولوں کی ایک ایک ڈبیا ہے۔ ہم ڈبیاؤں کے علاوہ ان کی لیزر گنیں اور وہ ننھا سا آلہ بھی حاصل کرتے رہیں گے جو انہیں ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے محفوظ رکھتا ہے۔"

"ہم کیسے حاصل کریں گے۔ وہ نادیدہ بن کر رہتے ہیں۔"

"اپنی اپنی عورت کے پاس پہنچ کر نادیدہ نہیں رہیں گے۔ آگے کہوں گا تو مجھے پھر بے ہودہ کہو گی۔"

"کچھ کہنے سے پہلے تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ یہ مہم اتنی واہیات ہے تو میں کبھی تمہارے ساتھ نہ آتی۔ یہ اچھی طرح کان کھول کر سن لو۔ میں ان خیموں میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ میں ادھر میدان کے پہلے حصے میں رہوں گی۔ تم میدان کے آخری حصے میں جاؤ۔"

ان دونوں نے کار سے باہر آکر گولیاں نگل لیں۔ میدان ان سے بہت دور تھا۔ وہ کیپسول کو منہ میں رکھ کر پرواز کرتے ہوئے صرف چند سیکنڈ میں میدان تک پہنچ گئے۔

وہاں خیمے آباد تھے۔ منکی مین کے لیے عورتیں بہت بڑی نعمت تھیں اس لیے وہ اپنے اپنے خیموں میں تھے۔ پارس جس خیمے میں جاتا تھا' وہاں منکی مین کا لباس ایک طرف پڑا نظر آتا تھا۔ وہ لباس میں سے ڈبیائیں نکال کر اور لیزر گن اٹھا کر لے جاتا تھا۔ جب دس بارہ گنیں اور اتنی ہی ڈبیائیں جمع ہوجاتیں تو وہ پرواز کرکے اپنی کار کے پاس آتا' اس کی ڈکی میں وہ تمام چیزیں رکھ کر پھر میدان میں آجاتا تھا۔ اس طرح اس نے آدھی رات تک ایک ہزار منکی مین کو غیر معمولی گولیوں' کیپسولوں اور لیزر گنوں سے محروم کردیا۔

پھر اس نے دیکھا' تاریکی میں باربرا ایک طرف کار سے لگی کھڑی تھی۔ اس نے قریب آکر پوچھا "یہاں کیوں کھڑی ہو؟ کیا خیموں میں نہیں گئیں؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ سر جھکائے کھڑی رہی۔ پارس نے اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

اس کا بدن ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ پارس سمجھ گیا وہ کسی خیمہ میں گئی ہوگی۔ ایک کنواری کو جہاں نہیں جانا چاہیے وہاں جانے کے بعد جو ذہنی' جسمانی اور جذباتی کیفیات ہوتی ہیں انہی کیفیات سے باربرا دوچار ہورہی تھی۔

پارس نے اسے بڑے پیار سے سینے سے لگایا تو وہ ایک دم سے تڑپ کر لپٹ گئی۔

منکی برادر کو الپا نے مہمان بنایا تھا۔ وہ الپا گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکی تھی۔ جب منکی برادر نے بھرے اجلاس میں اس کا مطالبہ کیا تھا' تب ہی اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کس طرح ٹریپ کرے گی؟

اس نے اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی ماتحت اینی ڈیسوزا سے دماغی رابطہ کیا۔ اس سے کہا "اینی! میرے بنگلے میں جاؤ اور بیڈ روم میں چھپ کر رہو۔ میں منکی برادر کے ساتھ وہاں پہنچنے والی ہوں۔ جب وہ اپنا لباس اتارے تو تم فوراً اس کے لباس میں سے ایک ڈبیا نکالو گی۔ پھر لیزر گن حاصل کرتے ہی ہمارے سامنے چلی آؤ گی۔ اس کے بعد میں اس بندر سے نمٹ لوں گی۔"

اینی نے اس کی ہدایات کے مطابق عمل کیا۔ الپا منکی برادر کے ساتھ آئی۔ اس نے بیڈ روم کے دروازے کو اندر سے بند

کرتے ہوئے کہا۔ "اس کمرے میں صرف ہم دونوں ہیں۔ یہاں کوئی تیسرا نہیں آئے گا۔ ہم محبت کرنے کے لیے آزاد ہیں۔"

اس نے منکی ماسٹر کی گردن میں بانہیں ڈال کر محبت کا آغاز کیا۔ پیار سے اس کی گردن اور سر کو سہلانے لگی۔ ایسے وقت اس کا ہاتھ ننھے سے آلے پر گیا۔ اس نے پوچھا "یہ کیا ہے؟"

"یہ ایک آلہ ہے۔ ہم اسے برین گارڈ کہتے ہیں۔ جب تک یہ ہمارے سر سے چپکا رہتا ہے۔ ٹیلی پیتھی کی لہریں ہمارے دماغ کے اندر آنے میں ناکام رہتی ہیں۔ وہ لہریں اس آلہ سے ٹکرا کر واپس چلی جاتی ہیں۔"

"کیا یہ آلہ سر سے گرتا نہیں ہے؟"

"جب تک کھینچ کر نکالا نہ جائے، یہ نہیں نکلتا۔"

"یہ تو بڑی عجیب و غریب چیز ہے۔ کیا نکال کر مجھے دکھاؤ گے؟"

"اسے الگ کروں گا تو کوئی خیال خوانی کرنے والا میرے اندر آجائے گا۔"

"یہ کمرا اندر سے بند ہے۔ کوئی باہر سے نہیں آسکے گا۔ کسی کو پتا نہیں ہے کہ ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"میرے جذبات مچل رہے ہیں اور تم آلہ دیکھنا چاہتی ہو۔"

"بند کمرے میں معشوق کو خوش کرنے سے خوشی ملتی ہے۔ تم میری خوشی پوری کرو، میں تمہاری خوشی پوری کروں گی۔"

اس نے سر کے پیچھے ہاتھ لے جا کر اس آلے کو کھینچ کر نکالا ہے پھر اسے ہتھیلی پر رکھ کر الپا کو دکھاتے ہوئے کہا "یہ ہے آلہ۔"

الپا خاموشی سے اس کے دماغ میں گئی تو جگہ مل گئی۔ جگہ ملتے ہی اس نے زلزلے کا جھٹکا پہنچایا۔ منکی برادر کے حلق سے فلک شگاف چیخ نکلی۔ وہ اچھل کر فرش پر گرا اور تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ الپا خوشی سے ناچنے لگی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنی آسانی سے کامیابی حاصل ہوگی۔

اینی ڈیسوزا پلنگ کے نیچے سے نکل آئی۔ دماغی زلزلے کے باعث منہ سے گولی نکل گئی تھی۔ اینی نے اسے سینڈل سے مسل دیا۔ منکی برادر کے لباس میں ہاتھ ڈال کر گولیوں اور کیپسولوں کی ڈبیائیں نکال لیں۔ اس کی دماغی تکلیف کچھ کم ہوگئی تھی۔ اس نے پھر ایک بار زلزلہ پیدا کیا۔ وہ پھر چیخیں مار کر تڑپنے لگا۔ اس نے اس کی لیزر گن فرش پر سے اٹھالی۔ زلزلے کے دو جھٹکوں نے اس کی توانائی اور قوتِ ارادی ختم کردی تھی۔ اس پر نیم بے ہوشی طاری ہورہی تھی۔

الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق ہاتھ پاؤں پھیلا کر فرش پر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کرلیں۔ الپا نے صرف ایک منٹ کے اندر اسے گہری نیند سلادیا۔ پھر اینی کو بیڈ روم سے جانے کے لیے کہا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر گئی۔ الپا نے دروازے کو دوبارہ بند کیا۔ ایک صوفے پر آکر آرام سے بیٹھ گئی۔ اس کے بعد خوابیدہ دماغ میں پہنچ کر اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔

ـــت کے دو بج گئے تھے۔

باربرا، پارس کے سینے میں منہ چھپائے ہوئے تھی۔ وہ دونوں ایک اونچی سی چٹان پر لیٹے ہوئے تھے۔ تاریکی میں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ پارس نے اس کے چہرے پر جھک کر کہا "ہم نے آرام کرلیا۔ اب کام کرنا چاہیے۔ میں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ منکی مین کو نہتا کرچکا ہوں۔ جو باقی رہ گئے ہیں ہم صبح تک انہیں ان کی تمام صلاحیتوں اور قوتوں سے محروم کردیں گے۔"

وہ دونوں اٹھ کر بیٹھ گئے۔ باربرا نے کہا "پہلے تم جاؤ۔ میں پانچ منٹ بعد آؤں گی۔"

وہ نادیدہ بن کر فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کرتا ہوا خیموں کے درمیان آگیا۔ پھر ایک ایک خیمے میں گھس کر ایک ایک منکی مین کی گولیاں، کیپسول اور لیزر گن اٹھا کر لے جانے لگا۔ باربرا بھی دوسرے خیموں میں جا کر یہی کرتی رہی۔ صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ان کا کام ختم ہوگیا۔ تمام منکی مین نہتے ہوگئے تھے اور ان کے تمام سامان سے پارس کی کار بھر گئی تھی۔ وہ تمام اہم سامان اپنی خفیہ رہائش گاہ میں لے گئے۔

دوسرے دن دس بجے پھر اسی آڈیٹوریم میں اجلاس منعقد ہوا۔ الپا منکی برادر کے ساتھ اکابرین کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی "کل آپ سب کے سامنے منکی برادر نے مجھے پسند کیا تھا۔ میں اسے اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ میں نے اس کے ساتھ ایک رات گزاری اور ایک رات میں جو کارنامہ انجام دیا وہ کارنامہ اسرائیل اور امریکا کی فوج مل کر بھی انجام نہیں دے سکتی تھی۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم ہماری انسلٹ کررہی ہو۔"

الپا نے کہا "کل تم نے میری انسلٹ کی تھی۔ مجھے انٹیلی جنس کی ایک جونیئر افسر سمجھ کر منکی برادر کی داشتہ بننے کا حکم دیا تھا۔ اب میں اپنی اصلیت بتادوں کہ میں اس ملک کی سب سے سینئر خیال خوانی کرنے والی الپا ہوں۔"

تمام فوجی افسران نے چونک کر اسے دیکھا۔ ایک افسر نے پوچھا "تم ہمیشہ روپوش رہتی ہو۔ آج خود کو کیوں ظاہر کررہی ہو؟"

الپا نے کہا "اس لیے کہ ظاہر ہونے کے بعد مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میرے منہ میں گولی ہے، میں پلک جھپکتے ہی وہ گولی نگل کر نادیدہ بن سکتی ہوں، یہ دیکھو۔"

سب نے دیکھا۔ وہ اچانک غائب ہوگئی تھی۔ سب حیران ہوکر ایک دوسرے سے حیرانی کا اظہار کرنے لگے۔ وہ پھر ظاہر ہوکر بولی "میں منکی برادر کی طرح کسی راکٹ کے بغیر خلا میں جاسکتی ہوں اور کسی طیارے کے بغیر سات سمندر پار جا کر واپس آسکتی ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے منہ میں ایک کیپسول رکھا۔ پھر جہاں کھڑی تھی وہاں سے فضا میں بلند ہوگئی۔ آڈیٹوریم میں اِدھر سے اُدھر پرواز

کرنے لگی۔ سب لوگ حیرانی سے کھڑے ہوگئے تھے۔ سر گھما گھما کر اسے کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر جاتے دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ واپس آکر اپنی جگہ کھڑی ہوگئی۔ سب لوگ خوش ہوکر تالیاں بجانے لگے۔

وہ بولی "میں نے غیر معمولی گولیاں اور کیپسول حاصل کیے ہیں۔ یہ کام اسرائیل اور امریکا کے فوجی نہیں کرسکتے تھے۔ ہمارے فوجی افسران اپنی توہین محسوس کررہے ہیں۔ توہین تو ہوگی، جو کام انہیں کرنا چاہیے تھا، وہ اس عورت نے کیا ہے، جسے انہوں نے ایک بندر آدمی کی داشتہ بنادیا تھا۔ صرف اتنا ہی نہیں، میری یہودی قوم کے لیے ایک اور خوش خبری ہے۔ یہ خوش خبری آپ منکی برادر کی زبان سے سنیں۔"

منکی برادر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "کل میں یہاں ایک فاتح کی شان سے آیا تھا۔ اسرائیل جیسے چھوٹے سے ملک پر قبضہ جمانا ہمارے لیے معمولی سی بات تھی۔ لیکن جن گولیوں، کیپسولوں اور لیزر گنوں کے ذریعے ہم دنیا کو فتح کرنے آئے ہیں، وہ تینوں چیزیں اب میرے پاس نہیں ہیں۔ میں نے یہ سب کچھ الپا کو دے دیا ہے۔"

تمام لوگ پھر تالیاں بجانے لگے۔ منکی برادر نے کہا "غیر معمولی گولیاں اور کیپسول کے فارمولے میرے سربراہ بھائی منکی ماسٹر کے پاس ہے۔ جب الپا میری دلہن بنے گی، تب منکی ماسٹر تحفے کے طور پر وہ فارمولے الپا کو پیش کرے گا۔"

پورا آڈیٹوریم تالیوں سے گونجنے لگا۔ منکی برادر نے کہا "زون تھری میں لیزر گن اور کئی ایسے جدید انوکھے ہتھیار میری نگرانی میں تیار ہوتے ہیں۔ اب یہ تمام ہتھیار میں اس ملک میں تیار کروں گا۔"

اس بات پر اور زور زور سے تالیاں بجنے لگیں۔ منکی برادر نے کہا "اس اجلاس کے بعد میں اس میدان میں جاؤں گا، جہاں میرے جان نثاروں کے لیے خیمے لگائے گئے ہیں۔ میں انہیں حکم دوں گا کہ وہ مملکتِ اسرائیل کے وفادار بن جائیں اور اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے اس ملک کی خدمت کریں۔ میں نے اجلاس میں شریک ہونے سے پہلے اپنے بھائی منکی ماسٹر سے فون پر گفتگو کی تھی۔ وہ میرے اور الپا کے رشتے سے راضی ہے۔ وہ مجھے شادی سے پہلے ضروری صلح مشوروں کے لیے اپنے پاس بلا رہا ہے لیکن الپا نے مجھے اس ملک سے باہر جانے سے منع کردیا ہے۔ اس لیے میں کبھی یہ ملک چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔"

اس کی تمام باتیں مملکتِ اسرائیل کے حق میں تھیں۔ اس لیے باربار تالیاں بج رہی تھیں۔ جس مخلوق کا مقابلہ کرنا ناممکن تھا، اس مخلوق کو الپا نے ایک رات میں زیر کرلیا تھا۔ اس کامیابی کے ساتھ اسرائیل میں زون تھری کی سائنس اور ٹیکنالوجی آرہی تھی۔ وہ دن پوری یہودی قوم کے لیے سب سے زیادہ خوشیوں کا دن تھا۔

لیکن یہ حقیقت ہے کہ خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں۔ اچانک آڈیٹوریم میں چند منکی مین نمودار ہونے لگے۔ ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔ وہ سب شکست خوردہ اور غم زدہ دکھائی دے رہے تھے۔ ایک نے منکی برادر سے کہا "برادر! ہم لٹ گئے ہیں۔ ہم تمام منکی مین کی گولیاں، کیپسول اور لیزر گنیں پتا نہیں کس طرح چرا لیے گئے ہیں۔ ہمارے منہ میں جو ایک ایک گولی تھی، یہی ہمارے پاس رہ گئی ہے۔ باقی تمام طاقتوں اور صلاحیتوں سے ہمیں محروم کردیا گیا ہے۔"

منکی برادر نے پوچھا "یہ کیسے ممکن ہے۔ ہزاروں خیموں سے ایک ہی جیسی چیزیں چوری ہوگئیں اور ایک بھی چور پکڑا نہیں گیا۔ یہ چوری کسی ایک نے نہیں پورے گروہ نے کی ہوگی۔ مگر ایسا کون کرسکتا ہے؟"

اس نے الپا کو دیکھا۔ الپا نے کہا "دیوی اور بابا صاحب کے ادارے والوں کے پاس غیر معمولی گولیاں ہیں۔ ان میں سے کسی نے نادیدہ بن کر وہ تمام اہم چیزیں چرالی ہیں، جو ہمارے کام آنے والی تھیں۔"

منکی برادر نے کہا "دیوی امریکا سے یہاں تک ہم سے دشمنی کرتی آرہی ہے۔ اسے ایسے اقدامات سے روکنے کے لیے لازمی ہے کہ ہم اپنے چند منکی مین اس کے ملک میں بھیج کر اس کی قوم میں دہشت اور بے چینی پیدا کریں۔"

الپا نے کہا "اس کے دیس میں ایسی دہشت گردی اور تخریب کاری کرائی جائے گی کہ وہ توبہ توبہ کرے گی اور منکی ماسٹر سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگے گی۔"

فوج کے ایک جونیئر افسر نے آڈیٹوریم میں آکر کہا "میامی سے اطلاع دی گئی ہے کہ منکی ماسٹر ٹی وی کے ذریعے اپنے برادر اور یہاں کے اکابرین سے مخاطب ہونے والا ہے۔ کیا یہاں ٹی وی لایا جائے؟"

ٹی وی لانے کی اجازت دی گئی۔ دس عدد بڑے اسکرین کے ٹی وی سیٹ لا کر آڈیٹوریم میں مختلف جگہ رکھے گئے تاکہ تمام حاضرین اسکرین پر منکی ماسٹر کو دیکھ سکیں اور اس کی باتیں سن سکیں۔

ان تمام ٹی وی کو وہاں سیٹ کرکے آن کیا گیا۔ چینل بدل کر دیکھے گئے۔ ایک چینل کے ذریعے اسکرین پر منکی ماسٹر کے لیے پیغام تحریر تھا کہ انتظار فرمایئے۔

تھوڑی دیر انتظار کے بعد اسکرین پر ایک منکی مین نظر آیا اس نے کہا "منکی مین کی طرف سے نیک تمناؤں کے بعد عرض ہے کہ میں منکی ماسٹر کا قائم مقام ہوں۔ ہمارا ماسٹر اس لیے اسکرین پر نہیں آیا کہ یہاں آتے ہی گرفتار کرلیا جاتا۔ ہمیں امریکا بہادر پر بھروسا نہیں ہے۔

"مجھے یقین ہے کہ تل ابیب کے آڈیٹوریم میں مجھے دیکھا جارہا ہے اور میری باتیں سنی جارہی ہیں۔ میں سب سے پہلے منکی برادر

سے مخاطب ہوں۔ اس نے اس دنیا میں آکر دیکھا کہ امریکا نے دوستی کا معاہدہ کیا۔ پھر چند منٹ کے بعد ہی ہم سے دشمنی کی۔ یہ ہماری ذہانت اور امریکا پر ہماری برتری ہے کہ یہ سپرپاور ملک ہمارے دباؤ میں ہے اور ٹی وی جیسے میڈیا پر اپنے خلاف ہماری باتیں سن رہا ہے۔

"میں منگی برادر کو سمجھاتا ہوں کہ اس دنیا کے لوگ محبت کی زبان نہیں سمجھتے۔ ڈنڈے سے سیدھے رہتے ہیں ورنہ یہ ایک طرف سے دوستی اور محبت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے موت کا سامان کرتے ہیں۔ برادر! جب تم اسرائیل کے لیے روانہ ہوئے تو تمہارے ساتھ دو نادیدہ جاسوس تھے تاکہ ان کے ذریعے اسرائیل کے بارے میں ہمیں صحیح رپورٹ ملے۔

"رپورٹ یہ ہے کہ تم الپا کے ساتھ پچھلی رات اس کے بیڈ روم میں گئے۔ تم نے اپنے سر سے برین گارڈ آلہ نکال کر اسے دکھایا۔ اسی وقت الپا نے تمہارے دماغ میں زلزلے پیدا کیے پھر تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔

"برادر! تمہیں پچھلی رات کی باتیں یاد نہیں ہیں تنویمی عمل کے ذریعے بھلادی گئی ہیں۔ ہمارے نادیدہ جاسوس کی رپورٹ پر بھروسا کرو۔ الپا نے تمہیں اپنا غلام بنالیا ہے۔"

الپا نے غصے سے کہا "یہ بندر بکواس کررہا ہے۔ جو ہمارا دوست بن گیا ہے' اسے دشمن بنارہا ہے۔ ٹی وی بند کرو۔"

دس ٹی وی سیٹوں کی طرف دس فوجی جوان گئے لیکن انہیں بند کرنے سے پہلے ہی کسی کے منہ پر گھونسا' کسی کے پیٹ پر لات پڑی۔ اس طرح دس جوان نادیدہ ہستیوں کے حملوں سے پیچھے چلے گئے۔

ٹی وی پر منگی مین کہہ رہا تھا "جو عورت تمہیں ذہنی اذیتوں میں مبتلا کرنے کے بعد تنویمی عمل کرکے غلام بناچکی ہے وہ تم سے کبھی وفا نہیں کرے گی۔ اس بات کی سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ ادھر تمہیں غلام بناتے ہی اس کے نادیدہ آدمیوں نے ہمارے تمام جاں نثاروں کو غیر معمولی صلاحیتوں اور جنگی قوتوں سے محروم کردیا ہے۔ یہ رپورٹ ابھی ہمیں دوسرے نادیدہ جاسوس نے دی ہے۔

"ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تم معمول بن چکے ہو۔ تم پر ہماری باتوں کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوگا۔ لہٰذا میں اپنے منگی ماسٹر کی جانب سے الپا اور اسرائیلی اکابرین سے عرض کرتا ہوں کہ تباہی و بربادی کا راستہ اختیار نہ کریں۔ ہمارے منگی برادر کو تنویمی عمل سے آزاد کردیں اور ہمارے تمام جان نثاروں کی گولیاں' کیپسول اور لیزر گنیں واپس کردیں۔ وہ ایسا کرکے اپنے ملک اور قوم پر احسان کریں گے۔ ایسا نہ کرنے کے نتیجے میں نادیدہ خلائی مخلوق کے حملے شروع ہوں گے یہ حملے کیسے پریشان کن ہوتے ہیں اس کی تفصیلات امریکی فوجیوں سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

"یہ حملے آج آدھی رات سے شروع ہوں گے۔ ابھی کافی وقت ہے۔ پیچیدہ حالات پر غور کرو۔ سلامتی کا راستہ اختیار کرو اور اپنی قوم کی دعائیں لو۔ جس حد تک سمجھانا چاہیے تھا' سمجھا دیا گیا ہے۔ اب بس' باقی آدھی رات کے بعد۔۔۔"

اسکرین سے اس منگی مین کی تصویر او جھل ہوگئی۔ تمام ٹی وی بند کردیئے گئے۔ فوج کے جس اعلیٰ افسر کی انسلٹ ہوئی تھی' اس نے الپا کو دیکھتے ہوئے کہا "اب تالیاں بجائی جائیں۔ میڈم نے جو کارنامہ انجام دیا ہے' اس کے نتیجے میں آدھی رات کو قیامت آنے والی ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "منگی برادر کے دماغ میں زلزلے پیدا کرنے اور اس پر تنویمی عمل کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ منگی ماسٹر کے نادیدہ جاسوس دیکھ رہے اور میڈم کی مکاریوں کو چشم دید گواہی کے ساتھ سمجھ رہے ہیں کہ امریکا کی طرح اسرائیل میں بھی منگی مخلوق سے درپردہ دشمنی کی جارہی ہے۔"

الپا انہیں گھورتی رہی پھر کہنے لگی "میں نے جو کیا ہے' وہ حُبّ الوطنی کے جذبے سے کیا ہے اور اپنے تجربات کے مطابق منگی برادر سے محبت کرکے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ یہ غلط تاثر دیا جارہا ہے کہ میں نے منگی برادر کو دماغی مریض بنایا تھا۔"

برین آدم نے کہا "الپا! تم برسوں سے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرتی آرہی ہو۔ ناکامی ایک الگ بات ہے لیکن کام تم نے کبھی غلط نہیں کیا۔ آج بھی تم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ حاسدوں کو حسد کرنے دو۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دشمنوں کے متوقع حملے کے بارے میں غور کریں۔"

منگی برادر نے کہا "الپا میری جان ہے۔ میں اسے ناکام نہیں ہونے دوں گا۔ میں اپنے بھائی منگی ماسٹر کے مزاج کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہے۔ میں اس کے حملے کا رخ موڑ دوں گا۔ اس شہر کے امن و امان میں خلل نہیں پڑے گا۔ میں الپا کا سر جھکنے نہیں دوں گا۔"

الپا نے آگے بڑھ کر اس کی گردن میں بانہیں ڈالیں پھر اسے چومنے لگی۔

○☆○

سونیا آخر سونیا تھی۔ جب بھی میدانِ عمل میں آتی تھی' اپنے طریقۂ کار اور چالبازیوں کا سکّہ جمادیتی تھی۔ منگی مین جتنی صلاحیتیں اور قوتیں لے کر اس دنیا میں آئے تھے وہ ساری صلاحیتیں اور قوتیں پوری دنیا کو فتح کرلینے کے لیے کافی تھیں۔ ان کے سامنے امریکا کے فوجی اور ٹیلی پیتھی جاننے والے بے بس ہوگئے تھے۔ دیوی ان کے خلاف امریکا کی بھرپور مدد کرنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اسرائیلی فوج بھی خلائی مخلوق کے سامنے کمتر تھی۔ الپا منگی برادر کو اپنا تابعدار بنا کر اپنے ملک کو تباہی سے بچارہی تھی۔ یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ منگی مین کو آئندہ وہاں تسلط قائم کرنے سے روک سکے گی۔

منگی ماسٹر دیوی سے انتقام لینے کے لیے بھارت پر حملے کرنے کا ارادہ کررہا تھا۔ وہاں بھی منگی مین پہنچ جاتے تو ان کی دہشت برِاعظم ایشیا میں بھی پھیلتی چلی جاتی۔

ان تمام ممالک میں منگی مین کی دہشت اس طرح طاری نہ ہوتی۔ جس طرح امریکا ان بندروں کو دوست بنارہا تھا اسی طرح یہودی اور ہندو انہیں دوست بنالیتے۔ پھر منگی ماسٹر ان کے تعاون سے پہلے بابا صاحب کے ادارے کو تباہ کرتا پھر دوسرے اسلامی ممالک پر قبضہ جماتا چلا جاتا۔

یہ آسان سی بات ہوتی۔ تمام دنیا پر دہشت طاری نہ ہوتی۔ صرف مسلمانوں پر مصیبتیں نازل ہوتیں۔ منگی مین صرف اسلامی ممالک کے حکمران بنتے اور ہندو' یہودی اور عیسائی خوش ہوکر مسلمانوں کی غلامی کا تماشا دیکھتے رہتے۔

یہ تو جناب علی اسداللہ تبریزی تھے' جنہیں کشف و کمال حاصل تھا۔ انہوں نے وقت کی نبض تھام کر مستقبل میں پیش آنے والے خطرات کو سمجھ لیا تھا اور یہ سمجھ لیا تھا کہ صرف سونیا ہی کسی خون خرابے کے بغیر خطرات کا رخ پھیر سکتی ہے۔

اور سونیا کمال عیاری سے ایسا کرچکی تھی۔ اس سے پہلے کہ منگی مین بابا صاحب کے ادارے پر حملہ کرتے' اس نے ان بندروں کو امریکا کے خلاف بھڑکادیا۔ پارس کے ذریعے ان بندروں کو اسرائیل کا راستہ دکھادیا۔ منگی ماسٹر دیوی کا بھی بدترین دشمن تھا۔ ان حالات میں عیسائیوں' ہندوؤں اور یہودیوں پر ایسی افتاد آپڑی تھی کہ اسلامی ممالک کے خلاف انہیں سازش کرنے کی فرصت نہیں مل رہی تھی۔ اپنا بچاؤ کرنے کی فکر میں ان سب کا خون خشک ہورہا تھا۔

اور اب حملہ آور منگی ماسٹر کے لیے بھی مسئلہ پیدا ہوگیا تھا۔ الپا نے منگی برادر کو سحرزدہ کرکے یرغمال بنالیا تھا۔ وہ اپنے بھائی سے ایک باپ کی طرح محبت کرتا تھا۔ نہ اسے کسی مصیبت میں دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی اس کی توہین برداشت کرسکتا تھا اور یہ بہت بڑی توہین تھی کہ ایک عورت نے اسے اپنا غلام بنالیا تھا۔

سونیا نے اس سے فون پر رابطہ کیا اور کہا "ہیلو ماسٹر! تمہاری قوم میں عورتوں سے کمتر رہنے کو توہین سمجھا جاتا ہے۔ تم اپنے سگے بھائی کے لیے یہ کیسے برداشت کررہے ہو؟"

"میں اس الپا نامی عورت کو کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔"

"غصے میں یہ کہنا آسان ہے۔ تم الپا تک نہیں پہنچ سکو گے۔"

"میں اپنے بھائی تک تو پہنچ سکوں گا۔"

"یہ بہت بڑی حماقت کروگے۔ ذرا عقل سے سوچو' تمہارے بھائی کو اسی لیے یرغمال بنایا گیا ہے کہ تم ان کے ملک پر حملہ نہ کرو اپنے بھائی سے ملنے کے لیے تل ابیب جاؤ گے تو تمہیں بھی وہ اپنا تابعدار بنالیں گے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ وہ ایسا ضرور کریں گے۔ فی الوقت یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ بھائی کو واپس حاصل کرنے کے لیے ان کے حساس علاقوں پر حملے کروں۔ انہیں کچھ نقصان پہنچا کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کروں۔"

"الپا تمہارے بھائی پر تنویمی عمل کے دوران اس کے چور خیالات پڑھ چکی ہے۔ تم دونوں بھائیوں کی کمزوریاں معلوم کرچکی ہے۔ اگر وہ منگی برادر کو اذیتیں پہنچائے گی تو کیا تم برداشت کرسکوگے؟ کیا تم چاہوگے کہ تمہارے بھائی کو اپاہج بنادیا جائے؟"

وہ ایک ہاتھ سے سر تھام کر بولا "پلیز ایسی باتیں نہ کرو۔ میں اسے تکلیف پہنچنے کے خیال سے ہی لرز جاتا ہوں۔"

"جب اپنا دماغ کام نہ کرے' جب اپنے تمام حفاظتی ذرائع کام نہ آسکیں تو دوسروں کی مدد حاصل کرنا چاہیے۔"

وہ فوراً ہی بولا "کیا تم میری مدد کرسکتی ہو؟"

"مدد مانگوگے تو ملے گی' نہ مانگنے والے کو کچھ نہیں ملتا۔"

"مگر تم ہو کون؟ میری جنگ امریکا سے ہو' اسرائیل سے ہو یا دیوی سے' تم ہمارے درمیان کچھ نہ کچھ کرتی نظر آتی ہو۔"

"میں جو کچھ بھی کرتی ہوں' کیا اس سے کبھی تمہیں نقصان پہنچا ہے؟"

"پہنچ سکتا تھا۔ ایک بار تم میرے خفیہ اڈے میں پہنچ گئی تھیں۔ مجھے گولیوں اور کیپسولوں سے محروم کردیا تھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ تم سایہ بن کر میرے اندر رہوگی تو میں بھی روپوش نہیں رہ سکوں گا۔"

سونیا نے کہا "مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لیے تمہارے منگی برادر کو سربراہ بناکر تمہیں عہدے سے ہٹایا گیا تاکہ میں تمہیں غیر اہم سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑدوں لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ میں تمہارا موبائل نمبر بھی جانتی ہوں اور تمہاری اس موجودہ خفیہ رہائش گاہ تک بھی پہنچ سکتی ہوں۔"

اس نے اس بنگلے کا نمبر اور گلی کا نام بتایا تو وہ حیرانی سے بولا۔ "تمہیں یہاں میری موجودگی کا علم ہے اور تم نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا؟ جبکہ ایک بار حملہ کرچکی ہو۔"

"وہ حملہ اس لیے کیا تھا کہ تم نے امریکیوں سے مل کر بابا صاحب کے ادارے کو دشمنی کی نظر سے دیکھا تھا۔ میں نے جو پٹائی کی تھی' وہ ایک نمونہ تھا۔ آئندہ بابا صاحب کے ادارے یا کسی بھی اسلامی ملک پر حملہ کروگے تو تمہارے مقابلے پر فوج نہیں آئے گی صرف میں دوسری بار تمہاری پٹائی کروں گی اور تمہیں اپاہج بناکر پتنگ کی طرح زون تھری کی طرف اڑا دوں گی۔"

"مجھے اندازہ ہوگیا ہے' تم عجیب انداز کی فائٹر ہو مگر میری توہین نہ کرو۔ ہمیں کام کی بات کرنا چاہیے۔ اگر تم میرے بھائی کو کسی طرح زندہ سلامت میرے پاس پہنچادو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ بابا صاحب کے ادارے یا کسی بھی اسلامی ملک پر حملہ نہیں کروں گا۔"

"وعدہ نہ کرو۔ سیاسی حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اقتدار کی ہوس کبھی ختم نہیں ہوتی۔ تم پوری دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھ کر آئے ہو اور اسلامی ممالک بھی اس دنیا میں ہیں اور مسلمان تمہارے کوئی رشتے دار نہیں ہیں۔ تم ضرور حملے کرو گے۔"

"تمہاری بات پتھر کی طرح لگتی ہے کیونکہ سچ کہتی ہو۔ شاید ہم کبھی اسلامی ملکوں پر حملے کریں لیکن فی الحال تم سے دوستی کریں گے۔"

"تم دوستی کرو یا دشمنی، ہم مسلمانوں پر حملے کرو یا نہ کرو، ہمیں اس سلسلے میں تشویش نہیں ہے۔ ہم حملہ کرنے والوں کو اسی طرح ناچ نچاتے ہیں جیسے تم امریکا، اسرائیل اور ردیوی کے درمیان اِدھر سے اُدھر ناچ رہے ہو۔"

"تم بہت خطرناک ہو۔ امریکا سے ہماری دوستی کی ابتدا ہو رہی تھی تب سے تم ہم سب کو شطرنج کے مہروں کی طرح ایک ملک سے دوسرے ملک کے خانوں میں چل رہی ہو۔ ہمیں ایک دوسرے سے لڑا رہی ہو۔ اس لڑائی میں الپا نے میری کمزوری سے کھیلنا سیکھ لیا ہے۔ کیا تم چاہتی ہو کہ بھائی کی خاطر میں بھی اس کا غلام بن جاؤں؟"

"یہ نہ پوچھو کہ میں کیا چاہتی ہوں؟ تم بھائی کی واپسی چاہتے ہو۔ وہ تمہیں چوبیس گھنٹوں کے اندر مل جائے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولا "اسے کیسے رہائی دلاؤ گی؟ میں اس سلسلے میں ہر طرح تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ بولو میں کیا کروں؟"

"تم انتظار کرو اور انہیں حملے کی دھمکیاں دیتے رہو۔"

سونیا نے فون بند کیا پھر اپنے ایک خیال خوانی کرنے والے سے فون پر کہا "پارس کو بھیج دو۔"

دس منٹ کے بعد ہی پارس نے آ کر کہا "ہیلو مما؟"

"ہاں بیٹے! اب الپا کو چکر دینا ہے۔"

"سمجھ لیں کہ اس پر برا وقت آگیا ہے۔ آپ کیا چاہتی ہیں؟"

"منکی برادر کو اس کے سحر سے نکالنا چاہتی ہوں۔ اس کے شکنجے سے ایسے نکالنا ہوگا کہ وہ صحیح سلامت بھائی تک پہنچ سکے۔ میں نے منکی ماسٹر سے وعدہ کیا ہے کہ اس کا بھائی اسے چوبیس گھنٹے کے اندر مل جائے گا۔"

"انشاء اللہ آپ کا وعدہ پورا ہوگا۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ صبح آڈیٹوریم میں جو اجلاس ہوا تھا اس اجلاس میں الپا نے خود کو ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب ظاہر ہونے میں خطرہ نہیں ہے۔ اس کے منہ میں گولی رہتی ہے خطرہ محسوس کرتے ہی چشم زدن میں نظروں سے اوجھل ہو جایا کرے گی۔ بہت بڑی کامیابی ہو تو اس خوشی میں چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں۔ وہ بھول گئی تھی کہ کوئی سایہ اس کے وجود کے اندر چھپ کر رہ سکتا ہے۔

الپا اسرائیل کی سب سے زیادہ تجربہ کار اور ناقابلِ گرفت ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی۔ اس کے ظاہر ہوتے ہی باربرا اس کے اندر سما گئی تھی۔ اجلاس کے اختتام کے بعد وہ منکی برادر کے ساتھ اپنی خفیہ رہائش گاہ میں آئی، جو اب خفیہ نہیں رہی تھی۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ باربرا کو اپنی گود میں اٹھا کر لے آئی ہے۔

وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر منکی برادر کو سمجھانے لگی کہ اسے اپنے بھائی منکی ماسٹر کو کس طرح یہودیوں کی دوست نوازی کا یقین دلانا چاہیے اور بھائی کی محبت کا واسطہ دے کر اسے اسرائیل بلانا چاہیے۔

الپا نے فون پر منکی ماسٹر کے نمبر ڈائل کیے پھر ریسیور منکی برادر کو دیا۔ اس نے ریسیور کان سے لگا کر کہا "ہیلو ماسٹر! میں تمہارا برادر بول رہا ہوں، تمہیں بہت مس کر رہا ہوں۔"

"مس کر رہے ہو تو آجاؤ۔ وہاں تمہیں کسی نے قید نہیں کیا ہے۔"

"میں محبت کا قیدی بن گیا ہوں۔ الپا کو چھوڑ کر نہیں آسکتا۔ یہ میرے بغیر ایک منٹ نہیں رہتی ہے۔"

"کیا وہ ہمیشہ تمہاری گود میں بیٹھی رہتی ہے؟ تم اسے بھی ساتھ لے آؤ۔"

"یہ امورِ مملکت میں بری طرح الجھی ہوئی ہے۔ آپ وہاں کسی اہم معاملے میں مصروف نہیں ہیں، آپ آسکتے ہیں۔"

"میں اس شرط پر آسکتا ہوں کہ مجھے دوستی کا یقین دلایا جائے اور مجھے اس طرح یقین ہو سکتا ہے کہ میرے تمام جان نثاروں کے کیپسول، گولیاں اور لیزر گنیں واپس کر دی جائیں۔"

"بھائی! تم یقین کرو، ہمارے یہودی دوستوں اور اسرائیلی فوجیوں نے ہمارے جان نثاروں کو نہتا نہیں کیا ہے۔ ان ہتھیاروں کو تلاش کیا جا رہا ہے۔"

"تمہیں جو سمجھایا جا رہا ہے، تم سمجھ رہے ہو۔ اپنے یہودی دوستوں سے پوچھو، اگر گولیاں، کیپسول اور لیزر گنیں دوبارہ تمام جان نثاروں کو مل جائیں تو کیا اسرائیلی حکومت کو اعتراض ہوگا؟ میں ایسا تو نہیں کہ پھر ایک بار ہمارے جان نثاروں سے سب کچھ چھین لیا جائے۔"

الپا اور باربرا منکی برادر کے دماغ میں رہ کر منکی ماسٹر کی باتیں سن رہی تھیں۔ الپا نے سوچ کے ذریعے کہا "اپنے بھائی سے کہو، جان نثاروں کو دوبارہ لیزر گن نہیں دینا چاہیے۔ ہمارے نادیدہ دشمن پھر ان سے چھین لیں گے۔"

اس نے فون پر بھائی سے یہی کہا۔ بھائی ناگواری سے بولا "کیا موٹی عقل سے اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ اسرائیلی حکومت ہمارے جان نثاروں کو نہتا رکھنا چاہتی ہے۔ ایک بار انہیں نہتا کیا گیا اور خواہ مخواہ نادیدہ دشمنوں پر الزام لگایا گیا اور یہ کہا جا رہا ہے کہ آئندہ بھی نادیدہ دشمن ایسا کریں گے۔"

"بھائی! الپا بہت اچھی ہے۔ جھوٹ نہیں کہتی ہے۔ یہ میلا... رنے والی وائف ہے۔ تم اس پر بھروسا کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ ایک شرط پر بھروسا کروں گا۔ ہمارے جتنے جاں ...ر ہیں، انہیں ابھی اسپیشل فلائٹ سے میامی بھیجا جائے۔"

وہ الپا کی مرضی کے مطابق بولا "آپ میری الپا پر بھروسا ...یں کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ شرائط بیان کر رہے ہیں۔ یہ تمام ...ان نثار میرے ساتھ آئے تھے، میرے ساتھ ہی رہیں گے۔"

"یعنی تمہاری طرح ان ہزاروں جان نثاروں کو بھی یرغمال ...بنایا گیا ہے۔"

"جو چاہو، سمجھو۔ میں ایک بات کہتا ہوں۔ اگر تمہیں مجھ ...ے محبت ہے تو تم کسی شرط کے بغیر یہاں آجاؤ۔ میں فون بند کر رہا ہوں۔ اب آؤ گے تو روبرو گفتگو ہوگی۔ فون پر کبھی نہیں ہوگی۔"

الپا نے اس سے ریسیور لے کر رکھتے ہوئے کہا "تم نے صحیح جواب دیا۔"

اس نے کہا "الپا! وہ میرا بھائی بھی ہے اور باپ بھی۔ وہ مجھے بہت یاد آتا ہے۔"

الپا نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنی طرف جھکایا۔ اس کے چہرے کو اپنے کندھے پر رکھا پھر اس کا سر سہلانے لگی۔ باربرا نے منہ پھیر لیا۔ وہ ڈرائنگ روم میں تھے۔

باربرا ان کے بیڈ روم میں آگئی۔ اس چار دیواری میں گھوم گھوم کر کوئی کام کی چیز تلاش کرنے لگی۔

ایسے وقت پارس نے کہا "میں ڈرائنگ روم میں ہوں آجاؤ۔"

وہ ڈرائنگ روم میں آئی۔ الپا اور منکی برادر ایک صوفے پر تھے۔ پارس نے صوفے کے پیچھے نمودار ہوتے ہی الپا کی گردن پر کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ اس کے منہ سے کراہ نکلی۔ کراہ کے ساتھ داڑھ میں دبی ہوئی گولی بھی باہر آگئی۔ کراٹے کا ایک ہاتھ کھاتے ہی وہ بے ہوش ہوگئی۔

منکی برادر اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ گرج کر بولا "کون ہو تم؟"

"تیری معشوق کی پٹائی کی ہے۔ دوست تو ہو نہیں سکتا۔ اب تجھے جوش میں آ کر مجھ پر حملہ کرنا چاہیے۔"

اس نے گرجتے ہوئے چھلانگ لگائی پھر منہ پر گھونسا پڑتے ہی دوسری طرف گھوم کر گر پڑا۔ باربرا نے فرش پر پڑی ہوئی گولی کو سینڈل سے مسلتے ہوئے کہا "اسے بھی جلدی سلاؤ، دیر نہ کرو۔"

پارس نے اس کے حملے سے بچتے ہوئے کنپٹی پر گھونسا مارا۔ وہ ایک دم سے چکرا کر الپا کے پاس لیٹ گیا۔ پارس نے کہا "دیکھ لو، میں نے دیر نہیں کی ہے۔ دونوں تنویمی عمل کی سولی پر چڑھنے کے لیے تیار ہیں۔"

ہم نے عزم کیا تھا کہ پاکستان کے ایسے افراد کو ٹیلی پیتھی کا علم سکھائیں گے جو خود کو یہ علم سیکھنے کا اہل ثابت کریں گے۔ ویسے تو حب الوطنی اور قومی جذبات کے پیشِ نظر ان سب کو یہ علم سکھایا جاسکتا ہے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ' بے حد ذہین اور خاصے صحت مند ہوں لیکن جس طرح ایمانِ کامل سب کے مقدر میں نہیں ہوتا' اسی طرح غیر معمولی علوم سیکھنا سب کو راس نہیں آتا۔

امریکی حکام اور ان کے اعلیٰ فوجی افسران نے سیکڑوں ذہین اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ٹیلی پیتھی سکھائی۔ دیوی نے کئی بار درجنوں بھارتی جوانوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارا۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ نہ امریکی حکومت کو اپنے خیال خوانی کرنے والوں سے خاطر خواہ فائدہ پہنچا نہ دیوی اپنے جوانوں کے ذریعے بھارت کو سپر پاور بنانے میں کامیاب رہی۔

یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ کون ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کا اہل ہے۔ ہمارے تجربات نے سمجھایا ہے کہ اس علم کا حامل ہونے کے لیے سب سے پہلے ایمان کی پختگی لازمی ہے۔ صبر اور برداشت کرنا' دماغ سے نفرت اور غصہ نکالنا ضروری ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں ایسی تربیت دی جاتی ہے کہ تربیت حاصل کرنے والے کبھی گمراہ نہیں ہوتے۔

آمنہ نے ایسی ہی تربیت دینے اور ٹیلی پیتھی کا علم سکھانے کے لیے پہلے دو پاکستانیوں کا انتخاب کیا۔ وہ دونوں باپ بیٹی تھے۔ باپ کا نام فخرالدین اور بیٹی کا نام فہمیدہ عرف فہمی تھا۔

ان دونوں کا ذکر پچھلے باب میں ہوچکا ہے۔ آمنہ نے ان دونوں پر اس وقت تنویمی عمل کیا تھا جب وہ ریل گاڑی کی اکنامی کلاس میں سفر کررہے تھے۔ وہ باپ بیٹی بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنے تک سحر زدہ رہے۔ پھر انہیں سمجھایا گیا کہ اچھے اور سچے مسلمانوں کے لئے بابا صاحب کا ادارہ کتنا اہم ہے؟ اتنا اہم ہے کہ ان باپ بیٹی کو شرافت اور ایمان داری کے صلے میں اب ٹیلی پیتھی سکھائے گا تاکہ وہ پاکستان میں خیال خوانی کے ذریعے ملک دشمن عناصر سے اچھی طرح نمٹ سکیں اور اپنے وطن میں کرپشن کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرتے رہیں۔

فہمی نے پہلے کبھی پاکستان سے باہر کی دنیا نہیں دیکھی تھی' اسے بابا صاحب کے ادارے میں رکھا گیا تاکہ وہ دنیا کے بدترین لوگوں سے نمٹنے کی تربیت حاصل کرتی رہے۔ فخرالدین ذہین اور جہاں دیدہ تھا۔ اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے کے بعد پاکستان واپس بھیج دیا گیا۔

یوں پاکستان سے فرانس جانے اور واپس آنے میں چھ دن گزر گئے۔ روزی حیران تھی کہ اس کا سوتیلا باپ فخرالدین اور اس کی سوتیلی بہن فہمی کہاں غائب ہوگئے ہیں؟ اس کا بھائی مراد بھی حیدر آباد کے اسٹیشن پر بچھڑ گیا تھا۔

لاہور پہنچ کر اس نے فخرالدین اور فہمی پر توجہ نہیں دی۔ وہ علی کے بینک سے پچیس لاکھ روپے حاصل کرنے کی فکر میں تھی۔ لیکن ہزار کوششوں کے باوجود وہ بھاری رقم حاصل نہ کرسکی۔ علی اسے اچھی طرح اُلّو بنا کر چلا گیا۔

اتنی بڑی رقم سے محروم ہونے کے بعد اس نے سوچا کہ ملازموں کی طرح خدمت کرنے والے فخرالدین اور فہمی کہاں رہ گئے ہیں؟ روزی کو یقین تھا کہ اس کے معمول اور تابعدار بن کر رہنے والے اسے دھوکا دے کر کہیں نہیں جائیں گے۔ اگر بھٹک گئے ہیں تو واپس آجائیں گے۔

دوسری صبح مراد لاہور پہنچا۔ روزی نے پوچھا "بھائی! تم کہاں رہ گئے تھے؟"

مراد نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کل حیدر آباد کے اسٹیشن پر مجھے کیا ہوگیا تھا۔ ٹرین چل پڑی تھی۔ میں اس میں سوار ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ دوڑتے رہنے کے باوجود اس میں سوار نہ ہوسکا۔"

"یہ کیا بات ہوئی کہ ٹرین کے ساتھ دوڑ رہے تھے۔ مگر اس میں سوار نہیں ہوئے؟"

"یہی تو سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ تم بتاؤ' کیا تم نے وہ پچیس لاکھ روپے اس اجنبی سے حاصل کیے؟"

"نہیں' وہ بڑا چالباز تھا۔ پچیس لاکھ لے کر ہماری کوٹھی کے اندر آیا تھا لیکن میں کیسے بے خبر ہوگئی' مجھے پتا نہ چلا۔ جب آنکھ کھلی تو وہ اپنے پچیس لاکھ روپے لے کر جا چکا تھا۔"

"یقین نہیں آتا کہ اتنی بڑی رقم ہمارے گھر کے اندر آئی اور تم اسے لوٹ نہ سکیں۔ تم اسے اعصابی کمزوری کی دوا پلا سکتی تھیں۔"

"میں نے یہ بھی کرنا چاہا۔ پانی میں وہ دوا ملائی تھی لیکن نہ چاہنے کے باوجود میں وہ دوا خود ہی پی گئی۔ کیا بتاؤں کہ سفر کے دوران کس طرح کمزوری کا شکار رہی۔"

"تم اپنی مرضی کے خلاف وہ مضر دوا پی گئیں۔ میں اپنی مرضی کے مطابق ٹرین پر سوار نہ ہوسکا اور تم سے بچھڑ گیا۔ ہاں یہ تو بھول ہی گیا' میں اسے بڈھے فخرالدین اور فہمی کو کھانا کھانے کے لیے پانچ روپے دینا چاہتا تھا۔ لیکن بے اختیار انہیں پانچ سو روپے دے دیئے۔ وہ دونوں کہاں ہیں؟ میں ابھی ان سے پانچ سو وصول کروں گا۔"

"وہ اسی دن سے غائب ہیں۔ میرے تنویمی عمل کے زیرِ اثر رہنے کے باوجود مجھے دھوکا دے رہے ہیں۔ کہیں چھپے ہوئے ہیں۔"

"روزی! یہ کیا ہورہا ہے؟ مجھے تو ایسا لگتا ہے وہ اجنبی جوان کوئی جادوگر تھا۔ مجھ سے ٹرین چھڑا دی' تمہیں دوا پلادی اور ان کنگلوں کو میری جیب سے پانچ سو روپے دلا دیئے۔"

وہ دل ہی دل میں بولی "وہ جادوگر بھی تھا اور چکر باز بھی' میرا سب کچھ لوٹ کر چلا گیا۔ اب سے پہلے کسی نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا!

مگر وہ زبردست ہاتھ دکھا کر گیا ہے۔"

مراد نے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

"اسے سوچ رہی ہوں۔ وہ پہلا شخص ہے' جس نے مجھے متاثر کیا ہے۔ سیدھی سی بات ہے' میں اسے چاہنے لگی ہوں۔ اسے تلاش کرو۔ اگر وہ میرا لائف پارٹنر بن جائے گا تو اس چالباز کے ساتھ ہم بڑی بڑی وارداتیں کرسکیں گے۔"

"میں تو اس لیے بھی اسے تلاش کروں گا کہ مالدار اسامی سے ایک بار ہمیں ناکامی ہوئی۔ لیکن آئندہ اس سے بڑی رقمیں وصول کی جاسکتی ہیں۔"

ایک ہفتے بعد وہ کسی موٹی اسامی کو پھانسنے کے ارادے سے ...ہل آئے۔ وہاں ملکی اور غیر ملکی سرمایہ دار آتے تھے۔ اب سے پہلے وہ کئی لکھ پتی اور کروڑ پتی تاجروں کو پھانس چکی تھی۔ مراد اس سے دور ہی دور رہ کر اس کی حفاظت کرتا تھا اور کسی عیاش کو روزی کے ساتھ بیڈ روم تک پہنچنے نہیں دیتا تھا۔ دونوں بہن بھائی اس سے پہلے شکار کو لوٹ کھسوٹ کر قتل کردیتے تھے۔ یا پھر اسے کہیں منہ دکھانے اور شکایت کرنے کے قابل نہیں رہنے دیتے تھے۔

روزی کا خیال تھا کہ وہ علی کو بھی اسی طرح ٹریپ کرے گی۔ اسے اپنے بیڈ روم تک آنے دے گی۔ پھر اعصابی دوا کے ذریعے اسے کمزور کرکے پچیس لاکھ روپے چھین لے گی۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے اسے زہر دینے میں بھی تاخیر نہیں کرے گی لیکن پہلی بار وہ ایک مرد کے شکنجے میں آگئی تھی۔

بہرحال وہ مراد کے ساتھ ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آئی تو فخرالدین نظر آیا۔ وہ دونوں اسے دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ وہ بہت ہی قیمتی سوٹ اور نک ٹائی میں تھا۔ آنکھوں پر سنہرے فریم کی عینک تھی اور وہ سر جھکائے کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

مراد نے اپنے سوتیلے باپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے روزی سے کہا۔ "ہم نے تو اسے روٹی روٹی کا محتاج بنا رکھا تھا اور یہ ہم سے مانگ کر کھانے والا اس مہنگے ہوٹل میں کھانا کھا رہا ہے۔"

"بھائی! مجھے تو آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آرہا ہے۔ یہ شخص کتنا صاف ستھرا' خوش پوش اور باوقار ہے۔ ہمارا باپ تو بالکل چوہا لگتا تھا۔"

"یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا ہے۔ ہمارا باپ ایک ہفتے پہلے کہیں چلا گیا ہے۔ جب بھی واپس آئے گا بھیک مانگتا ہوا آئے گا۔ ایک ہفتے میں نہ ایسا رئیس ہوسکتا ہے اور نہ ایسی باوقار شخصیت کا مالک بن سکتا ہے۔"

"ہمیں معلوم کرنا چاہیے۔ یہ ہمارے سوتیلے باپ کا ہم شکل کیسے ہوگیا؟ اس کا کوئی جڑواں بھائی بھی نہیں تھا۔"

وہ اس کی میز کے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔ دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ انہیں پہچانتا ہے یا نہیں؟ فخرالدین نے لقمہ چباتے ہوئے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ دیکھنے کے انداز میں اجنبیت تھی۔ اس نے دونوں کو گھور کر دیکھا۔ پھر پوچھا "اینی پرابلم؟"

"وہ..... میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"کوئی کاروباری بات؟"

"جی نہیں۔ ذاتی سی گفتگو ہوگی۔"

"کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟ جب ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں تو ہمارے درمیان ذاتی گفتگو کیا ہوگی؟"

"آپ بیٹھنے کی اجازت دیں گے تو میں کچھ کہوں گی۔"

"کیسے اجازت دوں؟ معلوم تو ہو کہ کس موضوع پر بولوگی؟"

اس کے موبائل فون پر اشارہ موصول ہوا۔ روزی نے کہا "دراصل میں........"

اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے آگے کہنے سے روکا پھر موبائل آن کرکے بولا "ہیلو میں فخرالدین بول رہا ہوں۔ ہاں۔ ہاں۔ تو پھر کیا ہوا؟ اگر وہ ایک کروڑ روپے دے رہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم مجھے لنچ کے وقت ڈسٹرب کرو۔ پھر یہ کہ بینک بند ہوچکا ہے۔ میں وہ ایک کروڑ روپے اپنے گھر لے جاکر نہیں رکھوں گا۔ کوئی بھی کتا اور کتی آکر مجھے لوٹ لیں گے۔"

ایک کروڑ کی بات پر دونوں کے دل تیزی سے دھڑکنے لگے تھے۔ کتا اور کتی کہنے کا ان پر اثر نہیں ہورہا تھا۔ وہ فون پر کہہ رہا تھا "ہوں مجبوری ہے۔ یہ رقم وہ اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا۔ ٹھیک ہے' رقم لے آؤ۔ میری کار ہوٹل کے باہر کھڑی ہے۔ ہوٹل کے اندر نہ آنا۔ کار کے پاس میرا انتظار کرنا۔ میں لنچ سے فارغ ہوکر باہر آؤں گا۔ تمہیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ تم جانتے ہو' جس سے رقم لا رہے ہو' وہ میرا جانی دشمن ہے۔ میری جان لینے کے لیے بریف کیس میں رقم کی جگہ بم بھی رکھ سکتا ہے۔ ہوں۔ ہوں۔ شاباش' خوب ہوشیاری سے۔"

اس نے موبائل فون کو بند کیا پھر سر اٹھا کر بولا "ایں۔ تم دونوں ابھی تک کھڑے ہوئے ہو؟ تم شاید کچھ کہہ رہی تھیں۔"

مراد نے کہا "روزی! تم ان سے باتیں کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ روزی نے کہا "میں ایک لڑکی ہوں۔ آپ کو اخلاقاً مجھے بیٹھنے کے لیے کہنا چاہیے۔"

"ہوں لڑکی بھی ہو۔ تنہا بھی ہو۔ چلو بیٹھ جاؤ۔"

وہ شکریہ کہہ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ فخرالدین نے کہا "تم میری بیٹی جیسی ہو۔ بات شروع کرنے سے پہلے بتاؤ' کیا کھاؤ گی؟"

وہ چاہتی تھی کہ فخرالدین لنچ سے جلدی فارغ ہوکر باہر نہ جائے۔ مراد کو ایک کروڑ کا بریف کیس چھین کر فرار ہونے کا موقع مل سکے۔ وہ بولی "مجھے بھوک تو لگی ہے۔ لیکن میں کھانا کھاؤں گی تو آپ کو دیر ہوجائے گی۔"

"مجھے دیر نہیں ہوگی۔ بولو کیا کھاؤ گی؟"

"منگوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں پہلے ہی بہت کھانا

رکھا ہوا ہے۔"

وہ ایک پلیٹ میں سالن لیتے ہوئے بولی "آپ یقین نہیں کریں گے، آپ میرے ڈیڈی کے ہم شکل ہیں۔ ہو بہو ویسی ہی صورت آواز۔۔۔ اور لہجہ بھی ملتا جلتا ہے۔"

"کیا تمہارے ڈیڈی میری طرح دولت مند ہیں؟"

"نہیں۔ وہ بینک میں کیشئر ہیں۔"

فخرالدین بابا صاحب کے ادارے سے واپس آکر خیال خوانی میں مصروف رہا تھا۔ فہمی بابا صاحب کے ادارے میں تھی۔ اس سے گفتگو کرنے کے بعد وہ سوتیلی بیٹی اور بیٹے کے خیالات پڑھتا رہا تھا اور بہت سی ایسی خفیہ باتیں معلوم کرتا رہا تھا جو پہلے اسے معلوم نہیں تھیں پھر پتا چلا کہ وہ دونوں شکار پھانسنے کے لیے ہوٹل پرل جانے والے ہیں۔ لہٰذا وہ انہیں حیران اور پریشان کرنے کے لیے وہاں پہنچا ہوا تھا۔

اس کی زبان سے ایک کروڑ کی بات سنتے ہی مراد باہر آگیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ فخرالدین کی کار کون سی ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا رہا پھر اس نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ ایک بریف کیس لئے ٹیکسی سے باہر آیا۔ پھر اس نے کرایہ دے کر ٹیکسی کو رخصت کردیا۔ ایک کروڑ کی رقم نے مراد کے اندر ہلچل پیدا کردی تھی۔ اس کا اندازہ درست نکلا۔ وہ شخص بریف کیس لئے پارکنگ ایریا میں جاکر ایک کار کے پاس کھڑا ہوگیا تھا اور اب اس کار والے کا انتظار کررہا تھا۔

مراد تیزی سے چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔ پھر ہیلو کہہ کر اس نے متعارف ہونے کے لیے مصافحہ کیا "مجھے سر نے بھیجا ہے۔ وہ لنچ میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا ہے، بریف کیس کی نمائش نہ کرو۔ یہاں کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر انتظار کرو۔"

وہ دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر گیا۔ مراد نے بھی اس کے ساتھ کار کے اندر بیٹھتے ہی اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ باڈی بلڈر تھا۔ اس کے مقابلے میں وہ شخص ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے ایک پرفیوم کی شیشی نکالی۔ اس میں بے ہوشی کی دوا تھی۔ اس نے خود سانس روک کر دوا اسپرے کی تو وہ چشمِ زدن میں بے ہوش ہوگیا۔

مراد نے بریف کیس لے کر کار سے نکلنے میں دیر نہیں کی۔ تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار کے پاس آیا۔ پھر اس میں بیٹھ کر اسے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا اپنی چھوٹی سی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ اب سے پہلے اس نے اتنی بڑی واردات نہیں کی تھی۔ ایک کروڑ روپے کی رقم معمولی نہیں ہوتی۔ وہ اپنے کمرے میں آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس بریف کیس کو نمبروں کے ذریعے لاک کیا گیا تھا۔ اس نے اوزار کے ذریعے اس کے لاک کو توڑ دیا۔ پھر خوشی سے "ہوہا" کا نعرہ لگاتے ہوئے اسے کھولا۔ کھولتے ہی ایک ہلکا سا دھماکا ہوا۔ خلافِ توقع ہلکا سا دھماکا بھی ہو تو وہ بھی دہشت زدہ کردیتا ہے۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ پھر وہ صوفے سے نیچے گر پڑا۔

ہوٹل میں روزی نے فخرالدین کو باتوں میں الجھا رکھا تھا۔ تقریباً پچاس منٹ کے بعد وہ دونوں کھانے کی میز سے اٹھ گئے۔ وہ اس کے ساتھ ہوٹل کے باہر آتے ہوئے بولی "میرا بھائی! بہت بے پروا ہے، تھوڑی دیر میں آنے کی بات کہہ کر جاتا ہے پھر گھنٹوں لگا دیتا ہے۔ آپ کی رہائش کہاں ہے؟"

"میں گلبرگ منی مارکیٹ کے پاس رہتا ہوں۔ تم کہاں جاؤ گی؟"

"میں ذرا آگے لبرٹی مارکیٹ کے قریب رہتی ہوں۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے پارکنگ ایریا میں آئے۔ وہاں ایک شخص کار کے قریب بریف کیس لئے کھڑا ہوا تھا۔ روزی اسے دیکھ کر پریشان ہوگئی۔ سوچنے لگی، بھائی کہاں چلا گیا؟ کیا اس شخص سے بریف کیس چھین لینے کا موقع نہیں ملا؟

فخرالدین نے اس شخص سے بریف کیس لے کر پوچھا "تم نے اس کے سامنے یہ رقم گن لی تھی؟"

"جی ہاں۔ پوری رقم ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ فخرالدین نے کہا "تمہارا بھائی موقع سے فائدہ اٹھانا نہیں جانتا ہے۔"

وہ چونک کر بولی "جی؟ میں سمجھی نہیں؟"

"بھئی جیسے تم فائدہ اٹھا رہی ہو۔ مجھ سے مل کر ایک وقت کا کھانا بھی کھالیا اور گھر تک جانے کے لیے لفٹ بھی مل رہی ہے۔"

"دیکھئے آپ میری توہین کررہے ہیں۔ میں آپ کے پاس بھوکی محتاج بن کر نہیں آئی تھی اور نہ ہی کسی سے لفٹ مانگتی ہوں۔ میرے پاس گاڑی ہے۔ بھائی لے گیا ہے۔"

"تو پھر بھائی کا انتظار کرو۔ وہ آئے گا۔ ایسا بے غیرت تو نہیں ہوگا کہ تمہیں مجھ جیسے دولت مند کے پاس چھوڑ کر جائے اور واپس نہیں آئے۔"

ایسی باتیں سن کر روزی کو وہیں رک جانا چاہیے تھا۔ توہین کرنے والے کو دکھانا چاہیے تھا کہ وہ گئی گزری نہیں ہے۔ لیکن وہ ایک کروڑ کا بریف کیس نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اس نے کہا "میں آپ کو باپ کی طرح مانتی ہوں۔ آپ کوئی سخت بات کہیں گے تو برا نہیں مانوں گی۔"

"تمہاری باتوں سے پتا چلتا ہے کہ تم اپنے باپ کو بہت چاہتی ہو اور ان کی عزت کرتی ہو۔"

"آپ مجھے موقع دیں، میں آپ کو بیٹی کا بھرپور پیار دوں گی۔"

"تو پھر بیٹھو کار میں۔ اسے اپنے باپ کی ہی سمجھو۔"

وہ اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ فخرالدین نے بریف کیس کو پچھلی سیٹ پر رکھ دیا تھا۔ پھر کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے کہا "میرا ایک بیٹا تھا۔ چار برس پہلے اس نے مجھے غریب محتاج بوڑھا دیکھ کر گھر سے نکال دیا۔ اب وہ مجھے دولت مند دیکھ کر پچھتا رہا ہے۔ کیا تم پچھتا رہی ہو؟"

وہ چونک گئی پھر بولی "نہیں تو۔ میں نے اپنے باپ سے کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ میں تو دل و جان سے انہیں چاہتی ہوں۔"

"میرا بیٹا بہت فراڈ ہے۔ ابھی کوئی دس دن پہلے مجھ سے پچیس لاکھ روپے لے گیا۔ میں اسے دینا نہیں چاہتا لیکن ایسا لگتا ہے جیسے اس نے کوئی پراسرار علم سیکھ لیا ہے۔ پتا نہیں مجھے کیسے راضی کرلیا۔ میں نے بینک سے پچیس لاکھ نکال کر اسے دے دیئے۔"

پچیس لاکھ کے ذکر پر وہ علی کو یاد کرنے لگی۔ فخرالدین نے کہا۔ "عجیب احمق لڑکا ہے۔ پچیس لاکھ کراچی لے گیا۔ پھر واپس آکر مجھے دے گیا۔"

"کیا ابھی چھ دن پہلے اس نے ٹرین میں سفر کیا تھا؟"

"ہاں۔ کیا تم اسے جانتی ہو؟"

"جی ہاں میں نے بھی اس کے ساتھ سفر کیا تھا۔"

"پھر تو بڑا سفر SUFFER کیا ہوگا؟"

"اس کا نام کیا ہے؟"

"پتا نہیں آج کل کیا نام ہے۔"

"کیا اس کا نام نہیں ہے؟"

"نہیں۔ وہ فراڈ کرتے ہوئے جس نام سے بدنام ہوتا ہے، وہ نام چھوڑ کر۔ کوئی نیا نام رکھ لیتا ہے۔"

"اس نے مجھ سے بھی فراڈ کیا ہے۔"

"اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا؟"

"میں کسی کو بتا نہیں سکتی۔ یہ میرا اس کا معاملہ ہے۔ میں اسی سے شکایت کروں گی۔"

کار ایک بہت شان دار کوٹھی کے احاطے میں داخل ہوئی۔ وہ کوٹھی آمنہ فرہاد کی تھی۔ ان دنوں آمنہ اپنے پوتے بابر علی فرہاد اور سونیا کے بیٹے کبریا فرہاد کے ساتھ ملتان میں قیام پذیر تھی لاہور والی وہ کوٹھی خالی پڑی تھی۔ اس لیے اب فخرالدین وہاں رہنے لگا۔ کچھ دن وہاں رہ کر اپنی نئی کوٹھی میں منتقل ہونے والا تھا۔

فخرالدین اس دوران اس کے خیالات پڑھتا رہا تھا۔ وہ اس فکر میں تھی کہ کوٹھی میں پہنچ کر کس طرح اسے اعصابی کمزوری کی دوا پلائے گی۔ فخرالدین خود ہی صوفے پر بیٹھ کر بولا "بڑی پیاس لگ رہی ہے۔ پلیز فریج سے ایک گلاس پانی لے آؤ۔"

اس کی تو جیسے دعا قبول ہوگئی۔ وہ جلدی سے بولی "ابھی لاتی ہوں۔ آپ یہیں بیٹھے رہیں۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی فریج کے پاس آئی۔ اسے کھول کر ایک گلاس پانی لیا۔ پھر گریبان سے ایک شیشی نکال کر اس کے دو قطرے پانی میں ٹپکائے۔ شیشی بند کرکے دوبارہ گریبان میں چھپالی۔ اس کے بعد پانی سے بھرے گلاس کو ہونٹوں سے لگالیا۔

ایسے وقت اس نے گھبرا کر سوچا "یہ میں کیا کررہی ہوں؟ یہ تو وہی غلطی دہرا رہی ہوں۔ نہیں، میں نہیں پیوں گی۔"

وہ گلاس کو ہونٹوں سے الگ کرنا چاہتی تھی۔ مگر ایسا کرنے کا صرف ارادہ کررہی تھی۔ اس پر عمل کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ وہ بے اختیار پیتی جارہی تھی۔ یوں نہ پینے کی جدوجہد میں وہ گلاس کا آخری قطرہ تک پی گئی۔

اس نے خالی گلاس کو دیکھا۔ پھر چیخنے لگی۔ فخرالدین نے آکر پوچھا "کیا ہوا؟ کیوں چیخ رہی ہو؟"

وہ فخرالدین کے سوال پر سوچ میں پڑ گئی۔ چیخنے کی وجہ یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ اعصابی کمزوری کی دوا حلق سے اتار چکی تھی۔ وہ بولی۔ "میں کمزوری محسوس کررہی ہوں۔"

"تعجب ہے کمزوری سے آواز بند ہوجاتی ہے۔ تمہاری چیخ تو باہر تک جارہی ہے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی "میں ابھی کمزور ہونے والی ہوں۔"

"یہ بھی تعجب کی بات ہے، تمہیں کیسے پتا چل گیا کہ کمزور ہونے والی ہو۔"

"پلیز مجھے کسی بیڈ روم میں لے چلیں اور وعدہ کریں، جب تک میری کمزوری دور نہیں ہوگی۔ آپ مجھے یہاں رہنے دیں گے۔"

فخرالدین نے سہارا دے کر ایک بیڈ روم میں اسے پہنچاتے ہوئے کہا "پتا نہیں، تمہاری کمزوری کب دور ہوگی اور تم یہاں کتنے گھنٹے اور کتنے دنوں تک رہو گی۔"

"شام تک میری طبیعت بحال ہوجائے گی۔ پھر چلی جاؤں گی۔"

"میں ابھی ضروری کام سے جارہا ہوں۔ واپسی میں پتا نہیں شام ہوجائے یا رات ہوجائے۔ تمہیں یہاں تنہا رہنا ہوگا۔"

وہ تو یہی چاہتی تھی۔ مگر سوچنے لگی۔ وہ اپنے ساتھ بریف کیس لے جائے گا تو کوٹھی میں تنہا نہیں رہے گی۔ فخرالدین نے اس کے خیالات پڑھ کر اس کمرے کی ایک الماری کھولی۔ پھر اس میں بریف کیس رکھتے ہوئے کہا "یہ رقم کل بینک میں جمع کراؤں گا۔ ابھی اسے یہاں لاک کررہا ہوں۔ تم جب بھی جانا چاہو، کمرے کے دروازے کو باہر سے لاک کرتی جانا۔ فریج میں دودھ اور تازہ پھل رکھے ہوئے ہیں۔ تمہیں توانائی بحال کرنے کے لیے کھانا پینا چاہیے۔"

وہ الماری لاک کرکے اسے بیڈ روم میں چھوڑ کر ڈرائنگ روم میں آگیا۔ روزی بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ الماری کی طرف دیکھ رہی تھی لیکن کمزوری بڑھتی جارہی تھی۔ اس میں کروٹ لینے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنے اندر توانائی کے بحال ہونے کا انتظار کرے۔ ایسا اس کے ساتھ دوسری بار ہو رہا تھا۔ اس کے قریب اس کی اوقات سے زیادہ دولت تھی۔ لیکن اسے حاصل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھا سکتی تھی۔

فخرالدین ڈرائنگ روم میں تھا۔ علی نے خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا "انکل! آپ کی نئی کوٹھی کے کاغذات مکمل ہوچکے ہیں۔ آپ جا کر ان سے کاغذات لیں۔ کوٹھی ویل فرنشڈ ہے۔ آپ آج ہی سے وہاں رہائش اختیار کرسکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جارہا ہوں۔ میری دشمن سوتیلی بیٹی روزی میرے لیے گڑھا کھودتے وقت خود گڑھے میں گر پڑی ہے۔ وہ تمہیں جانتی ہے۔ وہ میرے ساتھ اس کوٹھی میں کیوں آئی ہے یہ تم اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرسکو گے۔ میں جارہا ہوں۔"

وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر کوٹھی کے باہر آیا۔ پولیس کی ایک گاڑی احاطے میں داخل ہورہی تھی۔ فخرالدین نے علی کے پاس جا کر کہا "میرے دماغ میں آؤ۔ پتا نہیں پولیس یہاں کیوں آئی ہے۔"

علی اس کے پاس آگیا۔ پولیس کی گاڑی ایک جگہ رک گئی تھی۔ سپاہی گاڑی سے نکل کر فخرالدین کو گھیر رہے تھے۔ ایک انسپکٹر نے کہا "ہم تمہیں ڈکیتی کے جرم میں گرفتار کرنے آئے ہیں۔"

فخرالدین نے حیرانی سے پوچھا "میں نے ڈکیتی کی ہے؟ کہاں؟"

"بینک میں۔ تھانے چلو۔ وہاں تمہاری اصلیت کھل جائے گی۔"

"ٹھیک ہے، چلتا ہوں مگر جب تک الزام ثابت نہیں ہوگا، مجھے ہتھکڑی نہیں پہنائی جائے گی۔"

"میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ ہتھکڑی ضرور پہناؤں گا۔"

اس نے ایک سپاہی سے ہتھکڑی لی۔ علی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ سپاہی کو ہتھکڑی واپس کرتے ہوئے بولا "آپ بزرگ ہیں۔ میں ہتھکڑی نہیں پہناؤں گا۔ آپ عزت سے اپنی کار میں چلیں۔"

انہوں نے تھانے پہنچنے تک انسپکٹر کے خیالات پڑھے۔ بات یہ تھی کہ فخرالدین بینک میں کیشئر تھا۔ بینک کا بڑا سیف جب بھی کھولا جاتا تھا تو اس وقت بینک منیجر، سیکیورٹی افسر اور فخرالدین کی وہاں موجودگی لازمی ہوتی تھی۔ کوئی ایک غیر حاضر ہو تو بینک کے ہیڈ آفس سے ایک اعلیٰ افسر کو بلا کر سیف کو کھولا جاتا تھا۔

جس کمرے میں وہ بڑا سیف تھا اس کمرے کے باہر چار سیکیورٹی گارڈز ہوتے تھے۔ وہ کسی کو اندر جانے نہیں دیتے تھے۔ اتنے سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود یہ انکشاف ہوا تھا کہ سیف میں رکھی ہوئی سونے کی پانچ سو اینٹیں چرالی گئی تھیں۔

علی نے کہا "انکل! آپ مجھے بینک منیجر کے اندر پہنچائیں اور آپ سیکیورٹی افسر کے چور خیالات پڑھیں۔ ابھی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔"

فخرالدین نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بینک منیجر کے اندر پہنچا۔ وہ سیکیورٹی افسر کے ساتھ حوالات میں تھا۔ علی اس کے اندر

پہنچ گیا۔ اس کے خیالات نے بتایا۔ بینک کے سیف میں ڈیڑھ ہزار سونے کی اینٹیں ہیں۔ وہ اپنے منصوبے کے مطابق بڑی آسانی سے وہ تمام اینٹیں چرانے والا تھا۔ لیکن پانچ سو چرانے کے بعد ہی بھید کھل گیا تھا۔

بینک کے اعلیٰ افسران نے سالانہ چیکنگ کے لئے سیف کھولا تو اینٹوں کو دیکھ کر شبہ ہوا۔ ان میں سے ایک اینٹ کو لے کر کسوٹی پر گھسا تو بھید کھلا، وہ چاندی کی اینٹ تھی جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ فوراً ہی بینک منیجر اور سیکیورٹی افسر کو حراست میں لیا گیا۔ ایسے وقت فخرالدین بابا صاحب کے ادارے میں تھا۔ اسے اب حراست میں لیا گیا تھا۔

ان ڈیڑھ ہزار سونے کی اینٹوں کو کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا گیا۔ ان میں سے ایک ہزار خالص سونے کی اینٹیں تھیں۔ باقی پانچ سو چاندی کی تھیں جن پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا اور ایسا بینک منیجر اور سیکیورٹی افسر کی ملی بھگت سے ہوا تھا۔

وہ دونوں روزانہ دو نقلی سونے کی اینٹیں چھپا کر لاتے تھے۔ سیف والے بند کمرے میں جب فخرالدین سر جھکائے کلوزنگ رقم کا حساب کرتا رہتا تو وہ دو اصلی سونے کی اینٹیں اٹھا کر ان کی جگہ نقلی رکھ دیا کرتے تھے اور اصلی کو لباس کے اندر چھپا کر لے آیا کرتے تھے۔

اس طرح انہوں نے کئی ماہ میں پانچ سو اینٹیں چرائی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کرپشن کے اعتبار سے سرِفہرست ممالک میں سے ایک ہے۔ بینک میں ڈاکا ڈالنے کی یہ ایک انوکھی مثال تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کرپشن کے مرتکب کتنی چالاکی اور حکمتِ عملی سے کام کرتے ہیں اور ایسے منفی ذہانت والے آئے دن پاکستان میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خدا نے چاہا تو محبانِ وطن کی مثبت ذہانت سے یہ کرپٹ عناصر مرتے رہیں گے۔

فخرالدین تھانے پہنچ کر اس سلسلے میں اپنی صفائی پیش کررہا تھا۔ اگرچہ بینک کے اعلیٰ افسران اسے سچا اور دیانت دار تسلیم کرتے تھے۔ لیکن بینک سے جو چوری ہوتی رہی تھی اس چوری کے دوران وہ دیانت دار کیشئر موجود رہتا تھا۔ یہ یقین سے کہا جاسکتا تھا کہ جائے واردات پر موجود رہنے والا بھی مجرم ہے۔

علی نے کہا "انکل! آپ ٹیلی پیتھی کے ذریعے جارحانہ قدم اٹھا کر قانون کی گرفت سے بچ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہمارا ملک ہے اور قانون کے محافظ اس وقت صحیح قانونی کارروائی کررہے ہیں۔"

"صحیح ہونے کے باوجود میرے معاملے میں غلط ہیں۔ مجھے کسی حکمتِ عملی سے خود کو بچانا اور اصل مجرموں کو سزا دلانا ہوگا۔"

"ایسا ایک ہی راستہ ہے۔ ہم یہ ثابت کردیں کہ بینک میں چوری نہیں ہوئی۔ وہاں ڈیڑھ ہزار اصلی سونے کی اینٹیں موجود ہیں۔"

"جب وہ وہاں نہیں ہیں تو ہم کیسے ثابت کریں گے؟"

"ہم ان کے چور خیالات سے معلوم کرچکے ہیں کہ انہوں نے وہ پانچ سو اینٹیں کہاں چھپائی ہیں۔ آج ہمارے چند آلۂ کار وہ مال وہاں سے چرا کر واپس بینک کے سیف میں پہنچادیں گے۔"

"بیٹے! یہ کیسے ممکن ہے۔ اگرچہ رات کو بینک بند رہتا ہے لیکن اس عمارت میں دس گن مین اور دو سیکیورٹی افسران ہوتے ہیں۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے اتنے لوگوں کو کس طرح سحرزدہ کریں گے؟"

"آپ یہ کیوں بھولتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے۔ آپ کو جتنی ضرورت ہوگی اتنے ہی خیال خوانی کرنے والے آپ کے پاس پہنچتے رہیں گے۔ آپ ابھی سے منصوبے پر عمل کریں تاکہ ہمارے خیال خوانی کرنے والے یہاں کچھ لوگوں کو آلۂ کار بنا کر اس خفیہ جگہ سے سونے کی اینٹیں لاسکیں اور بینک میں ڈیوٹی دینے والے محافظوں کے دماغوں میں پہنچتے رہیں۔"

فخرالدین نے تھانے کے انچارج سے کہا "میں ابھی کوئی تحریری بیان نہیں دوں گا۔ یہاں بینک کے بڑے بڑے افسران موجود ہیں۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری پچھلی سچائی اور دیانت داری کے پیشِ نظر مجھے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے چوبیس گھنٹے کی مہلت دیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم آپ کو ضرور مہلت دیں گے۔"

"میری دوسری التجا ہے کہ مہلت پوری ہونے تک مجھ سے مجرموں جیسا سلوک نہ کیا جائے۔ مجھے حوالات میں نہ رکھا جائے۔"

بینک کے سب سے بڑے افسر نے کہا "آپ کا سروس ریکارڈ بے داغ ہے۔ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں۔ بینک کی طرف سے چوبیس گھنٹے کے لیے آپ کی ضمانت لی جائے گی اور آپ کو ایک آرام دہ مکان میں نظربند رکھا جائے گا۔ آپ سے صرف آپ کا وکیل ملاقات کرسکے گا۔"

پھر بینک کی طرف سے ضمانت لی گئی۔ فخرالدین کو ایک چھوٹے سے مکان میں منتقل کردیا گیا۔ وکیل نے آکر اس سے ملاقات کی۔ فخرالدین نے کہا "آپ ابھی تحریری اپیل کریں گے کہ بینک میں ڈاکا نہیں ڈالا گیا ہے۔ آپ کے موکل کو شبے کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے۔ آپ کی موجودگی میں سیف کو کھول کر دیکھا جائے گا۔ اگر وہاں تمام مال موجود ہو تو آپ کے موکل کو عدالتی ضمانت پر رہا کرکے فرضی ڈاکے کے کیس کو عدالت میں لایا جائے۔"

وکیل اس سے ضروری ہدایات لے کر چلا گیا۔

شام کے چھ بجے روزی کی طبیعت بحال ہونے لگی۔ وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے اندر کھلبلی سی تھی کہ وہ بریف کیس جلد سے جلد اس کے ہاتھوں میں آجائے۔ لیکن الماری اس سے دور تھی اور کمزوری ابھی باقی تھی۔ وہ پلنگ سے اتر کر کھڑی ہوئی تو سر چکرانے لگا۔

پوری طرح توانائی بحال کرنے کے لیے وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئی کمرے سے نکل کر فریج کے پاس آئی۔ ایک گلاس میں دودھ لیا۔ پھر وہیں بیٹھ کر سیب کھانے اور دودھ پینے لگی۔ سیب اور ٹھنڈے دودھ کے باعث فرحت محسوس ہوئی۔ ایسی تازگی کا احساس ہوا کہ وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ وہاں سے چلتے ہوئے کمرے میں واپس آئی تو ٹھٹک گئی۔

وہاں علی تھا۔ مقفل الماری کو کھولتے ہوئے کہہ رہا تھا "اسے کھولنا تمہارے بس کی بات نہیں تھی۔ شکر کرو۔ میں پہنچ گیا ہوں۔"

روزی کو اس بات پر غصہ آیا کہ چوری کے مال کا حصے دار آگیا ہے۔ وہ بولی "کیوں آئے ہو؟ چلے جاؤ۔ تم فریبی ہو۔ مجھے بہت بڑا دھوکا دیا ہے۔ میں صرف دھن لوٹتی ہوں۔ تم نے عزت لوٹی ہے۔ تم لفنگے بدمعاش ہو۔"

الماری کے پٹ کھل گئے۔ علی نے خوش ہو کر کہا "وہ مارا۔ مل گیا، بریف کیس......"

وہ الماری سے بریف کیس نکال کر پلٹا تو وہ بولی "خبردار! یہ میرا ہے۔ اسے میرے حوالے کرو۔"

"تمہارے پاس طاقت نہیں ہے۔ ہتھیار نہیں ہے۔ مگر ایسے للکار رہی ہو، جیسے قتل کردو گی۔ بھئی پیار سے مانگو، دولت بھی دوں گا اور دل بھی۔"

"تم جھوٹے ہو۔ تم نے پچھلی بار میرے بستر پر پچیس لاکھ روپے لٹا دیے۔ میں خوش ہوگئی تھی۔ مگر جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا پورے پچیس لاکھ لے کر چلے گئے ہو۔"

"وہ تمام نوٹ جعلی تھے۔ میں تمہیں کسی مصیبت میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ میں وہ جعلی پچیس لاکھ روپے فخرالدین کو دینے والا تھا۔"

"ہاں بوڑھا کہہ رہا تھا کہ تم اس سے پچیس لاکھ لے کر کراچی گئے تھے۔ پھر تم نے وہاں سے واپس آکر وہ پچیس لاکھ واپس کردیے۔"

"وہ خوش ہے کہ میں نے اس سے لی ہوئی رقم واپس کردی ہے۔ اسے اب تک معلوم نہ ہوسکا کہ اس کے پاس جعلی نوٹ پہنچے ہوئے ہیں۔"

"تم اپنے باپ کو دھوکا دیتے ہو؟"

"وہ مجھے بیٹا کہتا ہے مگر باپ نہیں ہے۔"

علی نے بریف کیس کو بستر پر رکھا۔ پھر اسے کھول کر اس میں سے گڈیاں نکال کر بستر پر نوٹوں کی برسات کرنے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ قریب آتے ہوئے اس کے بازو سے لگ گئی۔ پھر سامنے آکر گلے کا ہار بن کر بولی "وعدہ کرو۔ اب دھوکا نہیں دو گے؟"

"میں تو صرف دھوکا دینے والوں کو دھوکا دیتا ہوں۔ تم تو ایک

سیدھی سادی سی لڑکی ہو، تم سے تو دھوکا کھانا چاہیے۔"

اس نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر نوٹوں کی سیج پر پھینک دیا۔

وہ سحرزدہ ہو کر سوچ رہی تھی "بالکل وہی منظر ہے۔ پہلے بھی ایسا ہو چکا ہے۔ کیا میں پھر دھوکا کھاؤں گی؟ نہیں۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اس روز میں سوگئی تھی۔ لیکن آج جاگتی رہوں گی۔ موقع پاتے ہی اسے اعصابی کمزوری کی دوا پلا کر پورے کروڑ روپے لے کر چلی جاؤں گی۔"

وہ سوچتی رہی۔ اسے پتا ہی نہ چلا کہ کب اس کی آنکھ لگ گئی۔ خیال خوانی کی لہروں نے دماغ میں چور راستے سے آ کر اسے سلا دیا۔

وہ بڑی گہری نیند میں تھی۔ کتوں کے بھونکنے سے آنکھ کھل گئی۔ پہلے تو سمجھ میں نہیں آیا کہ کہاں ہے؟ پھر وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ ہری بھری گھاس پر تھی۔ نوٹوں کی سیج غائب ہو چکی تھی۔ کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے کتے اس پر بھونک رہے تھے۔ کیوں کہ وہ ان کے آرام کرنے کی جگہ پر لیٹی ہوئی تھی اور اب بیٹھ گئی تھی۔

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ دائیں ہاتھ پر صرف ایک گز کے فاصلے پر کوٹھی کا گیٹ تھا۔ وہ اپنی ہی کوٹھی کے گیٹ پر تھی۔ اسے کچرے کی طرح لا کر پھینک دیا گیا تھا۔ وہ غصے سے چیخنے لگی "آئی ہیٹ یو۔ آئی وِل کِل یو۔" (میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی۔)

وہ غصے اور توہین کے احساس سے کانپ رہی تھی۔ وہاں سے چل کر کوٹھی کے اندر آئی۔ پھر چیخ کر بولی "بھائی! بے غیرت بھائی! تم کہاں ہو؟ تم نے میری خبر کیوں نہ لی۔ دیکھو میرا کیا حال ہو گیا ہے؟ اس فریبی نے مجھے پھر لوٹ لیا ہے۔"

ایک اندھیرے کمرے سے مراد کی کراہیں سنائی دیں۔ وہ بولا۔ "آہ! تم کہاں رہ گئی تھیں؟ جب میں وہ بریف کیس لے آیا تھا تو تم اسس بوڑھے کو چھوڑ کر چلی آتیں۔"

"کیسے آجاتی؟ پتا نہیں تم کس کا بریف کیس لے آئے تھے۔ میں تو بوڑھے کے بریف کیس کے ساتھ تھی۔"

"آہ! یہاں آ کر پتا چلا، دھوکا ہوا ہے۔ میں نے جیسے ہی بریف کیس کو کھولا تو ایک دھماکا ہوا۔"

وہ سہم کر بولی "دھماکا؟"

"ہاں۔ مگر پتا نہیں، وہ کیسا بم تھا۔ اس میں سے ایک کالی سیال شے نکلی جس کے چھینٹے مجھ پر پڑے۔ میرا چہرہ کالا ہو گیا ہے۔"

وہ تاریک کمرے سے نکل کر روشنی میں آیا۔ وہ سیاہ فام بھوت لگ رہا تھا۔ سیاہ چہرے کے پیچھے آنکھوں کے سفید دیدے چمک رہے تھے۔ روزی نے پوچھا "تم نے چہرہ کیوں نہیں دھویا؟"

"میں کئی بار دھو چکا ہوں۔ پہلے صابن۔۔۔ سے دھویا۔ پھر مٹی کے تیل اور تارپن سے رگڑ رگڑ کر کالک چھڑانی چاہی مگر ایک ذرا سی بھی کالک صاف نہ ہوئی۔ پھر میں نے ڈاکٹر کو بلایا۔ اس نے اچھی طرح معائنہ کرنے کے بعد کہا، یہ کالک کھال کے ایک ایک ریشے میں جذب ہو گئی ہے۔ یعنی کھال کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اس سیاہی کو کبھی چھڑایا نہیں جا سکے گا۔ آہ! میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر آئینہ دیکھنے سے یہ کسی گناہ گار کے منہ کی کالک دکھائی دیتی ہے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی "ہم پر یہ ساری مصیبتیں اس جوان کی وجہ سے آ رہی ہیں۔"

"تم کس جوان کی بات کر رہی ہو؟"

"وہ جس کے پچیس لاکھ روپے چھیننے کے لیے ہم نے کراچی سے اس کا پیچھا کیا تھا۔ آج میں آسانی سے ایک کروڑ روپے لے آتی۔ لیکن اس نے اتنی بڑی رقم چھین لی۔ میرے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ میں اتنی حسین ہوں کہ بڑے بڑے دولت مند عیاش میری طرف مائل ہوتے ہیں لیکن وہ بدمعاش میری بوٹیاں نوچ کر مجھے یہاں ایسے پھینک کر چلا گیا جیسے میٹھے مسالے کے پان کو لوگ شوق سے چبانے کے بعد سڑک کے کنارے تھوک کر چلے جاتے ہیں۔"

اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ دونوں بہن بھائی قسمیں کھانے لگے کہ اب اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

○☆○

ایک طویل مدت کے بعد الپا تنویمی عمل کے شکنجے میں آئی تھی۔ پارس نے سونیا کے دماغ میں آ کر کہا "مما! میں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا ہے۔ منکی برادر کو الپا کے سحر سے آزاد کرانے کے لیے ضروری تھا کہ پہلے الپا کو ٹریپ کیا جاتا۔ میں نے اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔"

سونیا نے پوچھا "کیا منکی برادر کو الپا کے عمل سے نجات دلائی ہے؟"

"جی ہاں۔ باربرا نے اس پر عمل کیا ہے۔"

"اب ایسے انتظامات کرو کہ منکی برادر بہ آسانی اپنے بھائی منکی ماسٹر کے پاس میامی شہر پہنچ جائے۔"

"مما! ہمارا مقصد ہے کہ خلائی مخلوق کو اپنی دنیا میں قدم جمانے کا موقع نہ دیں۔ پھر منکی برادر کو میامی شہر بھیجنا کیا ضروری ہے۔ وہ باربرا کا تابعدار ہے۔ اس کے حکم سے پرواز کرتا ہوا اپنے خلائی زون میں چلا جائے گا۔ پھر واپس نہیں آئے گا۔"

"بیٹے! تم بھول رہے ہو۔ خلائی مخلوق کے دماغوں پر تنویمی عمل کا اثر صرف چند گھنٹوں تک رہتا ہے۔ تم اسے خلائی زون کی طرف روانہ کرو گے۔ راستے ہی میں وہ تنویمی عمل سے آزاد ہو کر پھر یہاں واپس آجائے گا۔"

"جی ہاں۔ یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی تھی کہ ان کے دماغ زیادہ دیر تک تنویمی عمل کے زیر اثر نہیں رہتے ہیں۔ بہرحال منکی برادر میامی پہنچ جائے گا۔ لیکن اس کے ہزاروں منکی مین کا کیا بنے گا؟"

"تمام منکی مین کو وہیں رہنے دیا جائے۔ وہ حکومتِ اسرائیل پر بوجھ بنے رہیں گے۔ منکی برادر، الپا کے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ منکی مین کو تل ابیب کے کیمپ میں آرام سے نہ رکھا گیا تو اس ملک پر حملہ کیا جائے گا۔"

سونیا نے فون کے ذریعے منکی ماسٹر سے کہا "میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہارا بھائی چوبیس گھنٹے کے اندر تمہیں مل جائے گا اور ابھی صرف چھ گھنٹے گزرے ہیں۔ ہم تمہارے بھائی کو الپا کے سحر سے نجات دلا چکے ہیں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "کیا واقعی؟ تم نے اتنے جلدی کامیابی کیسے حاصل کرلی؟"

"یہ میرا اپنا طریقۂ کار ہے۔ یہ بتاؤ، تمہارے بھائی کو کہاں پہنچایا جائے؟"

"یہاں بھیج دو۔ میں بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"تل ابیب میں تمہارے جو نادیدہ جاسوس ہیں، ان سے کہو کہ وہ تمہارے بھائی کو اپنی نگرانی میں تمہارے پاس پہنچا دیں۔"

سونیا نے اسے الپا کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا بتایا۔ دو نادیدہ جاسوس وہاں پہنچ گئے۔ الپا تنویمی نیند میں تھی۔ باربرا نے منکی برادر کو تنویمی نیند سے جگا دیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اپنے پاس فرش پر لیٹی ہوئی الپا کو دیکھا۔ پھر سوچا "میں یہاں کیسے آگیا؟"

باربرا نے کمرے میں آ کر کہا "تم اس کے تابعدار بن گئے تھے۔ کیا اس کی غلامی بھول گئے؟"

وہ سوچتے ہوئے بولا "ہاں یاد آ رہا ہے۔ اس نے مجھے غلام بنا لیا تھا۔ تم کون ہو؟"

"میں تمہارے بھائی منکی ماسٹر کے لیے کام کر رہی ہوں۔ میں نے تمہیں اس کی غلامی سے نجات دلائی ہے۔"

اس کمرے میں دو منکی مین اچانک نمودار ہوئے۔ پارس نے کمرے میں آ کر کہا "تم منکی برادر کو لے جا سکتے ہو۔"

انہوں نے اپنے منکی برادر کو گولیوں اور کیپسولوں کی ڈبیا دی۔ ٹیلی پیتھی سے محفوظ رکھنے والا آلہ برین گارڈ اس کے سر سے لگا دیا۔ اس نے الپا کو دیکھ کر کہا "میں اسے بھی ساتھ لے جاؤں گا اور اپنی کنیز بنا کر رکھوں گا۔"

پارس نے کہا "پو! یہاں کا کھلونا یہیں رہنے دو۔ تم نے بہت کھیل لیا۔ اچھے بچے کی طرح گھر جاؤ ورنہ پھر دلدل میں دھنسو گے۔"

اس کے دونوں جاسوس اسے اپنے ساتھ چھت پر لے گئے۔ وہاں تینوں نے اپنے منہ میں کیپسول رکھے۔ پھر وہاں سے پرواز کرتے ہی نادیدہ بن گئے۔ پارس نے سونیا کو بتا دیا کہ منکی برادر وہاں سے روانہ ہو چکا ہے۔

سونیا نے منکی ماسٹر کو فون پر بتایا۔ وہ خوش ہو کر بولا "میں تمہارا احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ تم نے میرے بھائی کو عورت کی غلامی سے نجات دلائی۔ مجھے حکومتِ اسرائیل کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی شرمندگی سے بچایا اور اتنے احسانات کے بدلے تم ہم سے کچھ نہیں چاہتی ہو۔ میں نہایت عاجزی سے کہتا ہوں کہ ہم سے دوستی کرو یا ہم سے کچھ مطالبہ کرو۔"

"مطالبات کرنے والے اور شرائط منوانے والے دوست نہیں، موقع پرست ہوتے ہیں۔ میں آئندہ بھی تم سے رابطہ رکھوں گی۔ فی الحال تم اپنے ان ہزاروں منکی مین کو تحفظ دو جو تل ابیب کے کیمپ میں ہیں۔"

یہ سونیا کی حکمتِ عملی تھی۔ وہ منکی ماسٹر کو اس کے ہزاروں منکی مین کے تحفظ کے لیے کہہ رہی تھی۔ دشمنی سے یہ نہیں کہہ رہی تھی کہ حکومتِ اسرائیل کے لیے دردِ سر بن جاؤ۔ اسے ایسا کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ منکی ماسٹر خود ہی اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لیے دشمنی کرنے والا تھا۔

اس نے الپا کی رہائش گاہ پر فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ الپا گہری نیند میں تھی۔ گھنٹی کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر خود کو فرش پر دیکھا۔ حیرانی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ سوچنا اور سمجھنا چاہتی تھی کہ فرش پر کیوں سو گئی تھی؟ لیکن فون کی گھنٹی مخاطب کر رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر ریسیور اٹھایا۔ پھر پوچھا۔ "ہیلو؟"

"ہیلو، میں ہوں منکی ماسٹر۔ کیا تم الپا ہو؟"

"ہاں، میں بول رہی ہوں۔ کیا تم نے پھر اپنے بھائی کو میرے خلاف بھڑکانے کے لیے فون کیا ہے؟"

"ہاں، میں اسے تمہاری غلامی سے نجات دلاؤں گا۔ اسے بلاؤ۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہ شاید ٹوائلٹ میں ہے۔ اگر یہاں ہوتا تب بھی تم سے بات نہ کرتا۔ وہ فیصلہ کر چکا ہے، تم اس سے ملنے یہاں آؤ گے تب ہی روبرو بات کرے گا۔"

"میں تمہارا منصوبہ سمجھتا ہوں۔ اپنے بھائی سے ملاقات کرنے آؤں گا تو مجھے گرفتار کر لیا جائے گا۔ پھر میرے برادر کی طرح مجھے بھی حکومتِ اسرائیل کا اور کسی عورت کا تابعدار بنا دیا جائے گا۔"

"تم آؤ یا نہ آؤ۔ تمہارا بھائی ہمیشہ میرا غلام بنا رہے گا۔ وہ زون تھری میں جدید ہتھیار تیار کرتا تھا۔ اسے غیر معمولی گولیوں اور فلائنگ کیپسول کے مکمل فارمولے زبانی یاد ہیں۔ ہم ایسی تمام غیر معمولی چیزیں اور حیرت انگیز جدید ہتھیار تیار کر کے پوری دنیا پر چھا جائیں گے۔"

"بڑے سہانے سپنے دیکھ رہی ہو۔ ابھی خواب کی تعبیر دیکھو گی

تو سر پیٹنے لگو گی۔ ذرا خیال خوانی کی زحمت اٹھاؤ اور میرے بھائی کے دماغ میں جاکر اسے اپنے پاس بلاؤ۔"

"اس کی بات نہ کرو۔ وہ میری ایک آواز پر دوڑتا آئے گا۔"

"نہیں آئے گا۔ تم بلاؤ گی تو تم پر تھوک دے گا۔"

الپا نے سنجیدگی سے سوچا۔ منکی ماسٹر چیلنج کے انداز میں ایسا کہہ رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ لیکن سوچ کی لہریں منکی برادر کے دماغ تک نہ پہنچ سکیں۔

منکی ماسٹر نے کہا "اگر منہ پر ناکامی کا جوتا پڑے تو فون بند نہ کرنا۔ ورنہ میں پہلے کہہ چکا ہوں' آج آدھی رات کو تل ابیب میں قیامت آئے گی۔"

الپا اپنے تابعدار کے اندر پہنچنے میں ناکام رہی تھی۔ اس ناکامی نے سمجھادیا تھا کہ وہ بہت بڑی بازی ہار چکی ہے۔ وہ بولی "میں بڑی الجھن میں ہوں۔ تم سے بات کروں گی۔ لیکن مجھے سوچنے سمجھنے کی مہلت دو۔ مجھ سے ایک گھنٹے بعد رابطہ کرو۔"

"میں تمہارا غلام نہیں ہوں کہ تمہاری مرضی کے مطابق رابطہ کروں گا۔ میرے ہزاروں جان نثار وہاں خیموں میں پڑے ہیں۔ ابھی اور اسی لمحے فون بند کرکے خود اس کیمپ میں جاؤ۔ ان کے کھانے پینے اور آرام و آسائش کے انتظامات کرو۔ میں آدھے گھنٹے بعد اپنے نادیدہ جاسوسوں کے ذریعے ان کے حالات معلوم کروں گا۔ ہزاروں میں سے کسی ایک جان نثار کو بھی کوئی شکایت ہوگی تو اس کی سزا تمہارے ملک کے اکابرین کو ملے گی۔ میں ایک گھنٹے بعد رابطہ کروں گا۔"

دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوگیا۔ اس نے فوراً ہی برین آدم کے پاس پہنچ کر کہا "پتا نہیں منکی برادر کس طرح تنویمی عمل کے شکنجے سے نکل گیا ہے۔ جب کہ میں ہر رات اس پر عمل کرتی تھی۔ درپردہ کیا ہوچکا ہے' یہ بعد میں معلوم کیا جائے گا۔ ابھی منکی ماسٹر مصیبت بن گیا ہے۔ آپ فوراً حکم دیں کہ ہزاروں منکی مین کو تمام آرام و آسائش کا سامان مہیا کیا جائے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی طرح کی شکایت ہوگی تو وہ ہمارے اکابرین کو نقصان پہنچائے گا اور اس کا یہ چیلنج اپنی جگہ قائم ہے کہ آج آدھی رات کے بعد ہمارے ملک پر حملہ کرے گا۔"

وہ اور برین آدم ان اعلیٰ عہدے داروں سے رابطہ کرنے لگے جن کا تعلق بجلی' پانی' خوراک اور زندگی کی دیگر ضروریات سے تھا۔ وہ تمام عہدے دار فوراً ہی ہزاروں منکی مین کو سہولیات فراہم کرنے لگے۔

منکی ماسٹر کے مطالبے کے مطابق الپا ان ذمے داریوں سے فارغ ہوکر غور کرنے لگی "اچانک یہ بازی کیسے پلٹ گئی۔ کیا میری نیند اور غفلت سے فائدہ اٹھا کر نادیدہ منکی مین آئے اور منکی ماسٹر کو زبردستی یہاں سے لے گئے۔ میں اس لیے اس کے دماغ میں نہیں جاسکتی کہ انہوں نے اس کے سر سے برین گارڈ منسلک کردیا ہے۔"

اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ پھر اس نے سوچا "میں بے وقت کیوں سوگئی تھی اور وہ بھی فرش پر؟ اس طرح سونا میرے مزاج کے خلاف ہے۔ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔"

وہ ذہن پر زور ڈال کر سوچنے لگی۔ اسے یاد آرہا تھا کہ سونے سے پہلے وہ منکی برادر کے ساتھ صوفے پر تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ وہ کیسے سوگئی؟ یہ یاد نہیں آرہا تھا۔

وہ اپنے کتنے ہی شکاروں پر تنویمی عمل کرچکی تھی اور اپنے ہر معمول کو حکم دیتی تھی کہ وہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اپنے عامل کو بھول جائیں۔ اب وہ سوچ رہی تھی "کیا میرے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے۔ کیا کسی نے مجھ پر عمل کرکے میرے ذہن سے اپنی شخصیت مٹادی ہے؟"

یہ خیال بڑا تکلیف دہ تھا کہ اتنی بڑی ناقابلِ شکست ٹیلی پیتھی جاننے والی پر کسی نے تنویمی عمل کیا ہے اور اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے۔

وہ ہمیشہ آزاد رہی ہے۔ ایک بار دیوی کے زیرِ اثر رہ کر پھر آزاد ہوگئی تھی۔ اب اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ کون ہے وہ؟ اس نے سوچ کے ذریعے پوچھا "تم کون ہو؟ میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔ تم نے میرے دماغ پر اپنی حکومت قائم کرلی ہے۔ اب تمہیں چھپنا نہیں چاہیے۔"

اس نے جواب کا انتظار کیا۔ لیکن جواب نہیں ملا۔ پھر اس نے وقفے وقفے سے مخاطب کیا۔ ہر بار وہی خاموشی رہی۔ یہی سمجھ میں آیا کہ عامل ابھی موجود نہیں ہے یا وہ مصلحتاً خاموش ہے۔

اس نے برین آدم سے کہا "بگ برادر! مجھے یقین کی حد تک شبہ ہے کہ کسی نے مجھ پر تنویمی عمل کیا ہے۔ میری نیند کے دوران منکی برادر کو اغوا کیا گیا۔ میں ایسی گہری نیند نہیں سوتی کہ اغوا کی واردات کے وقت جاگ نہ سکوں۔ پھر میں اچانک ہی بے وقت سوگئی تھی۔"

برین آدم نے کہا "ان حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ تم کسی کے زیرِ اثر آچکی ہو اور یہ بات سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ تم ہمارے ملک کا بہت بڑا سرمایہ ہو۔ تمہاری خیال خوانی کے ذریعے ہمارے ملک کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اب تو کوئی تم پر حاوی ہوگا اور تمہارے ذریعے ہمارے ملک کا مقدر بن کر رہے گا۔"

الپا اور برین آدم کے لیے بلکہ پوری یہودی قوم کے لیے یہ ایک جان لیوا بات تھی کہ الپا کسی کے زیرِ اثر آگئی تھی۔ اس مسئلے کا حل کیا ہوسکتا ہے؟ الپا کو کیسے نجات مل سکتی ہے؟ یہ بات اتنی جلدی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ الجھے ہوئے جال سے نکلنے میں بڑا وقت لگتا ہے۔

برین آدم نے کہا "کوئی منکی مین ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ کسی نے تمہیں پہلے سلایا پھر تمہارے خوابیدہ دماغ پر عمل کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری دنیا کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کا

دوست بن گیا ہے۔

الپا نے کہا "منکی ماسٹر بہت چالاک ہے۔ اس نے ہماری دنیا میں کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا بنالیا ہے۔ سمجھنا یہ ہے کہ وہ خیال خوانی کرنے والا کون ہے جو غیرزمینی مخلوق کو ہماری زمین پر قدم جمانے میں مدد دے رہا ہے۔"

"ایسا تو سب ہی اپنے مفاد کے لیے کرتے ہیں۔ ہم بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ تمام بندر ہمارے ملک میں نہ رہیں۔ کسی دوسرے ملک پر حملہ کریں اور وہاں حکومت قائم کریں۔ جس طرح ہم اپنے سر کی بلا دوسرے ملکوں پر ڈالنا چاہتے ہیں اسی طرح وہ دشمن بھی یہی کررہا ہوگا۔"

"ایک دیوی ایسی ہے جو ایشیا کی طرف ان بندروں کی پیش قدمی روکنے کے لیے اور انہیں یورپ اور امریکا پر مسلط رکھنے کے لیے ان کا ساتھ دے سکتی ہے۔ وہی منکی برادر کو میرے شکنجے سے نکال کر اس کے بھائی کے پاس لے گئی ہوگی۔"

"ایسا تو بابا صاحب کے ادارے والے بھی کرسکتے ہیں۔ یہ خلائی مخلوق اب تک امریکا اور اسرائیل سے آگے نہیں گئی ہے۔ یہ جب تک ہندوستان اور بابا صاحب کے ادارے پر حملہ نہیں کرے گی' ہمیں یہی شبہ رہے گا کہ دیوی یا فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی ان بندروں کا ساتھ دے رہا ہے۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ الپا نے کہا "بگ برادر! ٹیلی فون کال ہے۔ شاید منکی ماسٹر ہوگا۔ میں گفتگو کے دوران آپ کے دماغ میں رہوں گی۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔ منکی ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو! میرا بھائی میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔ تمہارے طلسم کو توڑنا تقریباً ناممکن تھا۔ لیکن ذہانت آزمائی جائے اور کوشش کی جائے تو ناممکن بھی ممکن ہوجاتا ہے۔"

"تم نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا تعاون حاصل کرکے ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے بغیر تم کبھی کامیاب نہ ہوتے۔"

"ٹیلی پیتھی؟" منکی ماسٹر نے حیرانی سے کہا "کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مجھ سے تعاون نہیں کیا ہے۔"

"جھوٹ مت بولو۔ ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے بغیر کوئی تمہارے بھائی کو میرے شکنجے سے نہیں نکال سکتا تھا۔"

"میں اپنے بھائی کی قسم کھا کر کہتا ہوں' ہمارا کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے تعلق نہیں ہے۔ ہمارے نادیدہ جاسوس منکی برادر کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ تمہیں پتا نہیں چلتا تھا۔ وہ موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ آج جب وہ تمہارے بنگلے میں گئے تو تم میرے بھائی کے ساتھ فرش پر بے خبر سورہی تھیں۔ انہوں نے میرے بھائی کو اٹھایا۔ اس کے سر سے برین گارڈ لگایا پھر تمہارے بنگلے کی چھت پر جاکر فلائنگ کیپسول کے ذریعے وہاں سے پرواز کرتے ہوئے یہاں آگئے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہارے نادیدہ جاسوسوں کے آنے سے پہلے ہی میں فرش پر بے خبر پڑی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مجھے فرش پر سلادیا تھا۔"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ کس نے تمہیں بے خبر سلایا تھا۔ میں اپنی جان سے زیادہ عزیز بھائی کی جھوٹی قسم نہیں کھاتا۔ ہمارا تعلق کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے نہیں ہے۔"

"پلیز ہولڈ کرو۔" الپا نے خیال خوانی کے ذریعے برین آدم سے کہا "ان بندروں کا تعلق کسی خیال خوانی کرنے والے سے نہیں ہے۔ وہ اپنے بھائی کی قسم کھا کر سچ کہہ رہا ہے۔ ہمیں اور بندروں کو آپس میں کوئی بڑی رازداری سے ..... لڑا رہا ہے۔ اس نے ہمیں کمزور بنانے کے لیے منکی برادر کو میرے شکنجے سے نکلنے کا موقع دیا ہے۔"

الپا نے پھر فون کے ذریعے کہا "منکی ماسٹر! تم نے معلوم کیا ہوگا ہم نے تمہارے تمام منکی مین کے لیے آرام و آسائش کا انتظام کردیا ہے۔"

"آج آدھی رات کو اور دو ہزار مسلح جان نثار وہاں پہنچیں گے۔ بہتر ہے کہ اپنے ملک کا ایک حصہ ہمارے لیے خالی کردو۔ جس میدان میں میرے جان نثاروں کے لیے خیمے لگائے گئے ہیں' وہ صرف دو کلومیٹر کے رقبے پر ہے۔ ہمیں فی الحال دس کلومیٹر رقبہ چاہیے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ آج رات اپنے جان نثاروں کو یہاں نہ بھیجو۔ پہلے ہمارے حکمرانوں سے گفتگو کرو۔"

"گفتگو بعد میں ہوگی۔ پہلے میں اپنی فوج وہاں اتاروں گا۔ اس فوج کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ کیوں کہ وہ نادیدہ ہوگی۔ ان کی رہائش' ان کا کھانا پینا اور دوسری ضروریات پوری کرنے کے ابھی سے انتظامات شروع کردو۔"

"دیکھو یہ سراسر زیادتی ہے۔ ویسے بھی اتنی جلدی انتظامات کرتے وقت غلطی ہوسکتی ہے۔ تمہارے جان نثاروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ایسے میں تم ہمیں الزام دو گے۔ سہولت سے انتظامات کرنے کے لیے ہمیں دو دن کی مہلت دو۔"

"میری فوج تو آج ہی رات وہاں اترے گی۔ جب تک انتظامات نہیں ہوں گے' اس فوج کے تمام جوان تل ابیب میں رہ کر اپنی ضرورتیں پوری کرتے رہیں گے۔"

یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا۔ الپا ہیلو ہیلو کہتی رہ گئی۔ پھر وہ بھی ریسیور رکھ کر بولی "بگ برادر! اب کیا ہوگا۔ ایسے دشمن آرہے ہیں جن کا مقابلہ ہمارے فوجی نہیں کرسکیں گے۔ جو نظر ہی نہ آئیں' ان سے بھلا جنگ کیسے کی جاسکتی ہے۔"

برین آدم نے کہا "ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اچانک نادیدہ مصیبتیں نازل ہونے لگیں گی۔ ہمیں تو کچھ سوچنے' سمجھنے اور سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل رہا ہے۔"

الپا نے کہا "ہم پر دو طرف سے حملے ہوئے ہیں۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا بہت پر اسرار بن کر ہمارے لیے مصائب پیدا کر رہا ہے۔ مجھے یہ سوچ کر مرجانے کو جی چاہتا ہے کہ میں کسی کی معمولہ اور تابعدار بن گئی ہوں۔"

وہ اور برین آدم اپنے تمام اعلیٰ حکّام اور فوجی افسران کو خطرات سے آگاہ کر رہے تھے اور ایک گھنٹے کے اندر ہنگامی اجلاس منعقد کرنے کو کہہ رہے تھے۔ ایسے سنگین حالات پیش آنے والے تھے کہ سب ہی پریشان ہو کر گورنر ہاؤس میں جمع ہو گئے۔

ان کے پاس طاقت نہیں تھی' جدید ہتھیار نہیں تھے' وہ آنے والوں کو روک نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے امریکی حکّام سے درخواست کی کہ منکی ماسٹر کو اپنی فوج کے ساتھ اسرائیل جانے سے منع کریں۔

امریکی حکومت کی طرف سے جواب ملا "منکی ماسٹر! ہماری بات نہیں مانے گا۔ وہ اپنے طور پر جو بہتر سمجھ رہا ہے وہ کر رہا ہے۔ پھر ہم تو دعا کر رہے ہیں کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ کسی بھی ملک میں چلا جائے۔ اگر وہ تمہارے ملک میں جا رہا ہے تو ہم اسے کیسے روک سکیں گے۔ انہیں روکنا ہمارے حق میں نقصان دہ ہو سکتا ہے۔"

یہ واضح ہو گیا کہ کوئی ملک منکی فوج کو اپنی زمین پر آنے نہیں دے گا۔ ہر ملک کی کوشش ہو گی کہ وہ منکی بلا کسی دوسرے ملک میں چلی جائے۔ جس طرح ایک مسلمان کو ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد خدا یاد آتا ہے اسی طرح یہودیوں کو بابا صاحب کا ادارہ یاد آیا۔

برین آدم نے یہ مشورہ دیا اور کہا "ماضی میں ایسا ہو چکا ہے۔ ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد ہم نے اس ادارے سے مدد چاہی تو انہوں نے تمام اختلافات کو نظر انداز کر کے ہماری مدد کی تھی۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "جب یہی آخری جگہ رہ گئی ہے تو مدد مانگنے میں کیا حرج ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ انکار کریں گے۔ ہم تو ڈوب رہے ہیں' تنکے ہی کا سہارا لے کر دیکھ لیں۔"

الپا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بابا صاحب کے ادارے کے انچارج کے پاس پہنچ کر کہا "میں اسرائیل کی الپا ہوں۔ ایک مسئلے پر جناب علی اسد اللہ تبریزی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

انچارج نے کہا "میرے دماغ سے جاؤ۔ میں تمہارا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ تمہیں ایک منٹ کے اندر جواب مل جائے گا۔"

الپا اجلاس میں برین آدم کے پاس دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ چند سیکنڈ گزرنے کے بعد ہی فوج کے ایک افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "میں تمام حاضرین اجلاس سے مخاطب ہوں۔ ابھی الپا بابا صاحب کے ادارے میں آئی تھی۔ تبریزی صاحب سے کسی مسئلے پر بات کرنا چاہتی تھی۔ تبریزی صاحب نے مجھے آپ کے مسئلے کے حل کے لیے بھیجا ہے اور میں ہوں فرہاد علی تیمور۔"

میرا نام سنتے ہی اجلاس کے تمام افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ان کے کھڑے ہونے سے میں اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوا کہ وہ میری عزت کر رہے ہیں۔ دراصل وہ میری آمد پر حیران ہو گئے تھے۔ پھر یہ امید تھی کہ میں زمینی مخلوق کی حیثیت سے خلائی مخلوق کو اپنی دنیا پر حکومت کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔

میں نے کہا "آپ بیٹھ جائیں اور بتائیں کہ مسئلہ کیا ہے؟"

وہ سب بیٹھ گئے۔ برین آدم نے کہا "فرہاد صاحب! آپ کی آمد سے ہمیں ایک نیا حوصلہ مل رہا ہے۔ آپ یہ اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ خلائی زون سے آنے والے منکی مین اس دنیا پر حکمرانی چاہتے ہیں۔"

"معلوم ہے۔ اور وہ اپنی حکومت قائم کرنے کا آغاز امریکا اور اسرائیل سے کر رہے ہیں۔ جب وہ فتوحات کے جھنڈے گاڑتے ہوئے آگے بڑھیں گے تو ہماری طرف بھی آئیں گے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ان کی ہوسِ اقتدار آگے اور آگے نہیں بڑھے گی تو وہ غلطی پر ہے۔"

میں نے افسر کے ذریعے تمام حاضرین پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر کہا "میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جب پہلی بار منکی ماسٹر نے ہماری آدھی دنیا پر حکمرانی کی خواہش ظاہر کی تو اسے مشورہ دیا گیا کہ پہلے بابا صاحب کے ادارے کی غیر معمولی قوتوں کو کچل دیا جائے پھر اسلامی ممالک پر قبضہ جمایا جائے۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "ہم نے یہ بات سنی ہے اور ہم اس معاملے میں امریکا کی مذمت کرتے ہیں۔"

"صرف مذمت کرنے سے کمینگی ختم نہیں ہوتی۔ اسلامی ممالک سے بے وجہ دشمنی کی سزا ضرور ملنی چاہیے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ منکی ماسٹر امریکی سازش کے باوجود ہمارے ادارے کا رخ نہ کر سکا۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ ابھی تک میامی شہر پر مسلط ہے۔"

"لیکن اب وہ ہم پر مسلط ہونے آ رہا ہے۔ آج آدھی رات کو ہزاروں مسلح منکی مین ہماری زمین پر اتریں گے۔ ہم ان پر حملہ نہیں کر سکیں گے۔ وہ نادیدہ ہو جاتے ہیں۔ شاید وہ امریکا سے اپنی تمام فوج کے ساتھ ہم پر حملہ کرنے آ رہا ہے۔"

"یہ کوئی نہیں جانتا کہ منکی ماسٹر کی فوج میں مسلح سپاہیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اس نے میامی شہر کو اپنا اڈا بنا لیا ہے۔ وہاں اپنی فوج ضرور رکھے گا اور یہاں بھی خاصی تعداد میں اپنے جان نثاروں کے ساتھ آئے گا۔"

"ہمارا یہی مسئلہ ہے کہ ہماری فوج دلیر ہونے اور ہتھیاروں سے لیس ہونے کے باوجود ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ ان کے پاس لیزر گنیں ہیں۔ ایک لیزر گن کے صرف ایک پش فائر سے بیک وقت درجنوں سپاہیوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔"

میں نے کہا "اگر لیزر گن کی فائرنگ کے وقت آپ کے فوجی جوان بھی نادیدہ بن جائیں گے تو ان کے لیزر ہتھیار بے اثر ہو۔۔۔ جائیں گے۔"

"یہ تو خواب دیکھنے اور دل بہلانے والی باتیں ہیں۔ نہ ہمارے پاس گولیاں ہیں اور نہ ہم نادیدہ ہو سکیں گے۔"

"میں آپ کو ایسی گولیاں دوں گا۔"

یہ سنتے ہی سب چونک گئے۔ کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ کانوں نے جو سنا ہے' وہ درست ہے۔ وہ بے یقینی سے پوچھنے لگے۔ "کیا؟ گولیاں؟ کیا آپ ہمیں غیر معمولی گولیاں دیں گے؟"

"ہاں۔ آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ یہ نادیدہ بنانے والی گولیاں اتنی اہم ہیں کہ کوئی کسی دوست کو بھی نہیں دے گا جبکہ ... آپ دوست بھی نہیں ہیں۔ ہمارے درمیان دشمنی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم عارضی طور پر آپس کی دشمنی کو بھلا کر اپنی زمین سے خلائی مخلوق کے قدم اکھاڑ سکتے ہیں۔"

اس بات پر پورے اجلاس میں زور زور سے تالیاں بجنے لگیں۔ میں نے سونیا کے ساتھ یہ منصوبہ بنایا تھا کہ امریکا اور اسرائیل کو خلائی مخلوق کے مقابلے میں کمزور نہیں ہونا چاہیے۔ اگر انہیں نادیدہ بنانے والی گولیاں دے دی جائیں گی تو وہ اپنے ملک سے انہیں بھگانے کے لیے مقابلہ کریں گے۔ اس طرح ان کے ملکوں میں ان کی ہی زمینوں پر جنگ ہوتی رہے گی۔ منکی ماسٹر پورے یقین سے امریکا اور اسرائیل کو دشمن سمجھ کر ان ہی ممالک میں جنگ جاری رکھے گا اور ہم اسے اتنی مہلت ہی نہیں دیں گے کہ وہ ان سے فارغ ہو کر ہمارے ادارے کا رخ کرے۔

میں نے کہا "ہم سب کا فرض ہے کہ اپنی دنیا کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھیں۔ آج وہ آپ کے ملک پر حملہ کرنے آ رہے ہیں لہٰذا آپ ان سے جنگ کریں۔ ہم صرف ضروری امداد دیں گے۔ اگر وہ ہماری زمین پر حملہ کرنے آئیں گے تو ہم آپ سے ضروری امداد طلب کریں گے۔"

برین آدم نے کہا "ہم کسی بھی برے وقت میں آپ کا بھرپور ساتھ دیں گے۔ آج ہم سچے دل سے محسوس کر رہے ہیں کہ آپ لوگوں میں انسانیت ہے اور اپنی دنیا کو محفوظ رکھنے کا ایسا جذبہ ہے کہ آپ آپس کی دشمنی کو بھلا رہے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ کس طرح ہماری مدد کریں گے اور ہمیں نادیدہ بنانے والی کتنی گولیاں دیں گے؟"

"اگر آپ کے پاس ہزاروں لاکھوں گولیاں ہوں گی اور انہیں صحیح طور پر استعمال کرنے والی ذہانت نہیں ہو گی تو آپ ان گولیوں سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ لہٰذا کم سے کم گولیاں ملیں گی تاکہ زیادہ سے زیادہ ذہانت سے کام لیا جا سکے۔ منکی ماسٹر کی فوج سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک سو گولیاں کافی ہیں۔ آپ کے ایک فوجی افسر اور سپاہی نادیدہ بن کر بڑی راز داری سے انہیں نقصان پہنچا کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔"

"آپ درست فرما رہے ہیں۔ ہم پوری ذہانت سے کام لیں گے۔ لیکن ایک سو گولیاں کم ہیں۔ آپ مہربانی کر رہے ہیں' ہم مزید مہربانی کی درخواست کرتے ہیں۔ آپ گولیاں کچھ زیادہ تعداد میں دیں۔"

میں نے کہا "آپ ذہانت سے نہیں سوچ رہے ہیں۔ ذہانت کام میں لائیں گے تو ایک سو گولیوں کے ذریعے ایک ہزار گولیاں حاصل کر سکیں گے۔"

"وہ کیسے؟"

"آپ کا ایک سپاہی جس منکی مین کو ہلاک کرے گا اس منکی مین کے لباس سے اسے درجنوں نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول ملا کریں گے۔ ان کے علاوہ ان سے لیزر گن بھی حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ صرف پچاس منکی مین کو ہلاک کریں گے تو آپ کے پاس ہزاروں گولیوں اور کیپسولوں کا ذخیرہ ہو جائے گا اور لیزر گن جیسا جدید مہلک ہتھیار بھی حاصل ہو گا۔"

"بے شک اس طرح ہم بہت کچھ حاصل کرتے رہیں گے۔"

"لیکن ہماری طرف سے ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ اس اجلاس سے باہر یہ بات نہ جائے کہ آپ کو بابا صاحب کے ادارے سے امداد مل رہی ہے۔ صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ ہم کھلی امداد دے کر خلائی مخلوق کو اپنا دشمن نہیں بنائیں گے۔ لہٰذا ہماری طرف سے ملنے والی امداد کا ذکر آپ اپنے سائے سے بھی نہ کریں۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی طرف سے ملنے والی امداد کو ہم ٹاپ سیکرٹ بنا کر رکھیں گے۔"

پھر میں نے برین آدم سے کہا "مسٹر آدم! آپ اپنی رہائش گاہ میں جائیں۔ آپ کے بیڈ پر ایک ڈبیا رکھی ہوئی ہے جس میں نادیدہ بنانے والی ایک سو گولیاں اور پندرہ فلائنگ کیپسول ہیں۔ اب میں جا رہا ہوں۔ وش یو گڈ لک۔"

میں نے آلۂ کار افسر کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "شاید فرہاد صاحب جا چکے ہیں۔"

برین آدم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "میں چاہتا ہوں کہ یہاں فوجی افسران کا اجلاس جاری رہے۔ خلائی مخلوق کے متوقع حملے کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے یہ طے کیا جائے کہ ہماری فوج کے اعلیٰ افسران ایک سو گولیوں اور پندرہ کیپسول کو کس طرح کام میں لائیں گے۔ ان میں سے ایک گولی اور ایک کیپسول الپا کو دیے جائیں گے۔ کیوں کہ وہ بھی ملک کی بہت بڑی محافظ ہے۔ میں جا رہا ہوں اور ابھی وہ ڈبیا لے کر واپس آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ وہاں اجلاس کے دوران پارس' باربرا' جمیلہ اور ہیرو نادیدہ بن کر منکی مین کے خیموں میں جاتے رہے اور ایک گولی اور ایک کیپسول ان کے بستر پر رکھتے رہے تاکہ وہ یہودیوں کے مقابلے میں مجبور اور بے بس نہ رہیں۔ وہ گولیاں اور کیپسول ان

سے ہی چھینے گئے تھے۔ اب ان پر برا وقت آنے والا تھا۔ ایسے وقت انہیں ایک گولی اور ایک کیپسول نہ دینا بڑی زیادتی ہوتی۔

اسرائیلی حکام کی طرف سے پہلی زیادتی یہ ہوئی کہ ہزاروں منکی مین کو رات کا کھانا سپلائی نہیں کیا گیا۔ خیموں کی بجلی کاٹ دی گئی اور پانی سپلائی کرنے والے ٹینکر ان خیموں سے واپس آ گئے۔

تمام منکی مین اندھیرا ہوتے ہی سمجھ گئے تھے کہ جب بجلی کاٹ دی گئی ہے اور پانی کے ٹینکر واپس چلے گئے ہیں تو رات کا کھانا بھی نہیں ملے گا۔ سب نے مل کر یہ طے کیا کہ منکی ماسٹر کی طرف سے مدد پہنچنے تک اپنے زندہ رہنے کے حقوق حاصل کرنے چاہئیں۔

ایک منکی مین نے کہا "ہم پچیس اور تیس افراد کی ایک ایک ٹولی بنا کر شہر جائیں گے اور اپنی ضروریات پوری کریں گے۔"

دوسرے نے کہا "اپنی ضروریات جبراً پوری کرنے کے لیے ہمیں ہتھیار کی ضرورت ہوگی۔"

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم سب سے پہلے اسلحہ ڈپو جائیں گے پھر مسلح ہو کر شہر کا رخ کریں گے۔"

وہ منکی مین تقریباً دو ہزار تھے۔ دو کلو میٹر کے رقبے پر ان کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ یوں انہیں یک جا دیکھنے میں تعداد زیادہ لگتی تھی۔ لیکن نادیدہ ہونے کے بعد ان کی کوئی تعداد نہیں رہتی تھی۔ وہ ہزاروں ایک ساتھ گئے اور بہت بڑے اسلحہ ڈپو میں سما گئے۔ ڈپو کے باہر اور اندر سخت پہرا تھا۔ باہر والے پہرے دار انہیں داخل ہوتے نہ دیکھ سکے۔ لیکن اندر ڈیوٹی دینے والوں نے حیرانی سے دیکھا کہ مختلف حصوں سے ایک ایک ہتھیار اور کارتوس کے ڈبے خود بخود اٹھ رہے تھے اور غائب ہو رہے تھے۔ دراصل منکی مین ان ہتھیاروں کو اپنے لباس میں چھپا رہے تھے۔

پھر ان کی سمجھ میں آ گیا کہ نادیدہ لوگ ہتھیار چرا رہے ہیں۔ انہوں نے خطرے کا الارم بجایا۔ اسلحہ ڈپو کے فوجی افسران کو اطلاع دی۔ اسی طرح الپا اور تمام فوجی افسران تک یہ بات پہنچ گئی کہ تمام منکی مین ایکشن میں آ چکے ہیں۔

ان کا خیال تھا کہ خیموں میں رہنے والے منکی مین نہتے ہیں۔ ان کے پاس نادیدہ بننے کے لیے گولیاں نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ جنگی قیدی بن کر رہیں گے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہو گیا۔ وہ ہزاروں منکی مین نادیدہ بن کر مسلح ہو گئے تھے۔ آدھی رات کو جو فوج آنے والی تھی اس سے پہلے ہی وہ ہزاروں نہتے بھی جنگ لڑنے کے قابل ہو گئے تھے اور یہ سب فوجی افسران کی غلط حکمت عملی کے باعث ہوا تھا۔ اگر وہ خیموں میں بجلی اور پانی کی سپلائی جاری رکھتے تو وہ آرام سے خیموں میں رہتے۔ ڈپو میں گھس کر ہتھیار لینے نہ آتے۔

کئی پولیس اسٹیشنوں سے اطلاع ملی کہ بڑے بڑے ہوٹلوں ... اور شراب خانوں میں منکی مین نظر آ رہے ہیں۔ وہ شراب پی رہے ہیں، حسین عورتوں کے ساتھ رقص کر رہے ہیں اور کچن میں گھس کر اپنی پسند کے کھانے کھا رہے ہیں۔ ایک فوجی افسر نے کہا "ہم نادیدہ بن کر انہیں ہلاک کر سکتے ہیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "پبلک پلیس پر فائرنگ اور ہلاکت ہوگی تو پورے شہر میں دہشت پھیل جائے گی۔ پھر یہ کہ جب تک منکی ماسٹر کی طرف سے منظم حملہ نہ ہو، ہمیں یہ راز ظاہر نہیں کرنا چاہیے کہ ہم بھی نادیدہ بن سکتے ہیں۔"

تیسرے افسر نے کہا "ہم یہ راز اس لیے ظاہر نہیں کرنا چاہتے کہ نئے حملہ کرنے والوں پر اچانک حملہ کر کے ان سے گولیاں، کیپسول اور لیزر گن وغیرہ حاصل کر سکیں گے۔ ابھی جو منکی مین شہر میں پھیلے ہوئے ہیں، ان کے پاس لیزر گنیں نہیں ہیں اسی لیے انہوں نے ہمارے ہتھیار چرائے ہیں۔"

انہوں نے آدھی رات تک ان ہزاروں منکی مین کو ڈھیل دے دی۔ اس طرح کسی منکی مین نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ صرف ہوٹلوں سے جبراً کھانا لے کر کھایا اور اپنی پسند کی عورتوں سے دل بہلایا۔ لیکن نہ کسی سے لڑائی کی، نہ کسی کو ہلاک کیا اور نہ ہی کسی مکان یا دکان کو نقصان پہنچایا۔ اس طرح شہر میں امن و امان برقرار رہا۔

اسی مسلح فوجی جوان اور دس فوجی افسران آدھی رات سے پہلے گولیاں نگل کر اس میدان میں پہنچ گئے، جہاں منکی مین کے خیمے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ فوج کا نیا دستہ اس میدان میں اپنے لوگوں کے درمیان اترے گا۔

ان کا خیال کسی حد تک درست تھا۔ نئے فوجی زیادہ تعداد میں اسی میدان کی طرف اترے۔ منکی ماسٹر نے اپنی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ فوج کا ایک بڑا حصہ میدان کی طرف گیا تھا۔ دوسرا حصہ آرمی ہیڈ کوارٹر میں اور تیسرا حصہ شہر میں پہنچایا تھا۔ منکی ماسٹر چوتھے حصے کو کمانڈ کر رہا تھا۔

میدان میں اترنے والے منکی مین اپنے ساتھیوں کے لیے گولیاں اور کیپسول اور لیزر گن لے کر آئے تھے اور انہیں وہ چیزیں دے رہے تھے۔ اسی اسرائیلی فوجی اور دس افسران میدان کے ایک حصے میں تھے۔ کیوں کہ ان کی تعداد کم تھی، انہوں نے اچانک ان پر حملہ کیا۔ تقریباً بیس یا پچیس منکی مین کو ہلاک کر کے ان سے اہم چیزیں چھین لیں۔ اتنی دیر میں دوسرے منکی مین ہوشیار ہو گئے تھے۔ وہ سب کے سب نادیدہ بن گئے۔

جن فوجیوں نے لیزر گنیں حاصل کر لی تھیں، انہوں نے میدان کے اس حصے میں فائرنگ کی جہاں اسرائیلی فوجی نہیں تھے۔ لیزر گنوں سے کتنی ہی تیز شعاعیں نکل کر دور تک گئیں۔ ان کی زد میں آ کر درجنوں خیمے جل کر راکھ ہو گئے۔ کئی منکی مین مارے گئے۔ باقی محتاط ہو گئے، سب کے سب نادیدہ بن گئے۔

کسی بھی جنگ میں ہلاکت یک طرفہ نہیں ہوتی۔ دونوں طرف کے سپاہی مارے جاتے ہیں۔ جو اسرائیلی فوجی مارے گئے ان سے منکی مین نے اپنی گنیں، گولیاں اور کیپسول دوبارہ حاصل کر لیے۔

صرف ایک گھنٹے میں نتیجہ نکل آیا۔ اس میدان میں پچیس منکی مین اور بارہ اسرائیلی فوجی ہلاک ہوئے۔ اسرائیلی فوج نے تقریباً چھ سو گولیاں اور کیپسول حاصل کیے۔ پچیس لیزر گنیں حاصل ہوئی تھیں لیکن منکی مین نے بارہ فوجیوں کو ہلاک کر کے ان سے بارہ گنیں، گولیاں اور کیپسول واپس لے لئے تھے۔

اسرائیلی فوجی رازداری کے باوجود نادیدہ بن کر خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اگر وہ اکا دکا حملے کر کے رازداری سے ان کی غیر معمولی چیزیں چھینتے رہتے تو ایک ایک کر کے دیر سے سہی، تمام منکی مین کو ہلاک کر دیتے۔ اب وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ تمام منکی مین کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ فوجی بھی نادیدہ بن سکتے ہیں اس لیے تمام منکی مین جن کی تعداد چار ہزار سے زیادہ ہو چکی تھی، نادیدہ بن گئے تھے۔

منکی ماسٹر کے ساتھ چالیس جاں نثار تھے۔ وہ سب ایک اعلیٰ حاکم کے محل میں داخل ہوئے تھے۔ وہ حاکم بہت بڑے ڈرائنگ روم میں بیٹھا فون پر کہہ رہا تھا "مجھے ایک ایک منٹ کی خبر دو۔ ہلاک ہونے والے منکی مین کے لباس سے جو گولیاں حاصل ہوں ان میں سے ایک ایک گولی ہم حکمرانوں کو بھی ملنی چاہیے تاکہ ہم دشمنوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

اس حاکم کے ساتھ فوج کے دو اعلیٰ افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا "ہمارے نادیدہ فوجی جوان اس وقت منکی مین پر حملے کر رہے ہوں گے۔"

دوسرے افسر نے ہنس کر کہا "منکی ماسٹر کو جب معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس بھی نادیدہ بنانے والی گولیاں ہیں تو اسے اپنی شکست صاف نظر آئے گی۔"

منکی ماسٹر اب تک یہی جانتا تھا کہ جس ملک پر حملہ کرنے آیا ہے وہاں نادیدہ بنانے والی گولیاں نہیں ہیں۔ اب یہ راز کھل گیا تھا۔ اسے تشویش ہوئی کہ میدان میں ہزاروں جاں نثار مارے جائیں گے۔ وہ انہیں کمانڈ کرنے کے لیے وہاں سے جانا چاہتا تھا۔ اسی وقت ایک فوجی افسر وہاں نمودار ہوا پھر اعلیٰ افسران کو سلیوٹ کر کے بولا "میں ابھی میدان سے آ رہا ہوں۔ ہمارے اور ان کے کچھ سپاہی مارے گئے ہیں۔ مگر ہمارے لیے پریشانی یہ پیدا ہوتی ہے کہ ہمارے نادیدہ ہونے کا بھید کھلتے ہی وہ ہزاروں منکی مین نادیدہ بن گئے ہیں۔ اب ہم ان پر حملے نہیں کر سکیں گے۔"

یہ رپورٹ سن کر منکی ماسٹر نے اطمینان کی سانس لی پھر چند لمحوں کے لیے نمودار ہو کر اس نے لیزر گن سے فائر کیا۔ اس گن سے چاندی جیسی شعاع نکلی پھر اس نمودار ہونے والے افسر کے پرخچے اڑ گئے۔ اعلیٰ حاکم اور افسران اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ایک افسر نے پھرتی سے ریوالور نکالا مگر منکی ماسٹر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

وہ تینوں اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ اعلیٰ حاکم نے سہم کر کہا "وہ ہمارے قریب ہے۔ ہمیں یہاں سے جانا چاہیے۔"

ایک افسر نے سکیورٹی گارڈز کو آواز دی۔ چھ مسلح گارڈز دوڑتے ہوئے اندر آئے۔ اسی وقت ایک جانب سے لیزر شعاع آئی پھر بیک وقت چھ گارڈز کے چیتھڑے اڑ گئے۔ ان تینوں کی اوپر کی سانس اوپر رہ گئی۔

ایک افسر نے ریوالور کو دور پھینک کر کہا "ہم جان کی امان چاہتے ہیں۔"

دوسرے افسر نے بھی اپنی گن پھینک دی۔ ایک منکی مین نے نمودار ہو کر ان کے ہتھیار اٹھا لئے۔ ایک افسر نے کہا "ہم تمہارے منکی ماسٹر سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تمہارا ماسٹر یہاں حاضر ہو سکتا ہے؟"

"ماسٹر میرے اندر ہے مگر ظاہر نہیں ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی آدمی اچانک نمودار ہو کر ہمارے ماسٹر کو گولی مار سکتا ہے۔ جو کہنا چاہتے ہو، کہو۔ وہ سن رہا ہے۔"

"ہم سیز فائر چاہتے ہیں۔ عارضی جنگ بندی تاکہ مذاکرات کے ذریعے امن و سلامتی کی راہ نکال سکیں۔"

"میدان میں ہمارے ساتھیوں پر اچانک حملے کرتے وقت امن و سلامتی کیوں یاد نہیں آئی۔ کیا تمہارے فوجیوں کو نادیدہ بننے سے پہلے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ نادیدہ بن کر ایک ہی بار دھوکا دے سکو گے۔ اس کے بعد ہمارے درمیان نادیدہ بن کر حملے کرنے کی آنکھ مچولی شروع ہو جائے گی اور ہم سے زیادہ نقصان تمہارے پر امن شہریوں کو پہنچے گا۔"

"ہم دھوکا کھا گئے۔ جب ہمیں ایک سو گولیاں اور پندرہ کیپسول ملنے لگے تو ہم خوشی سے اندھے ہو گئے۔ یہ گولیاں اور کیپسول دینے والے دشمن نے بڑی چالاکی سے ہمیں ایک دوسرے سے لڑا دیا ہے۔"

"وہ دشمن کون ہے؟"

"وہ......" اچانک اس کی زبان دانتوں کے درمیان آ گئی۔ وہ چیخنے لگا۔ باربرا اس کے اندر موجود تھی۔ اس نے میرا نام اس کی زبان پر آنے نہیں دیا۔

پارس دوسرے افسر کے اندر تھا۔ اس افسر نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "تم کس دشمن کی بات کر رہے ہو۔ گولیاں، لیزر گنیں اور کیپسول تو ہم نے بڑی چالاکی سے ان منکی مین سے چھین لئے تھے، جو خیمے میں رہتے تھے۔ یہ بات منکی ماسٹر اور منکی برادر کو بھی معلوم ہے۔"

منکی مین نے کہا "بے شک! تم لوگوں نے یہ چیزیں پہلے ہی حاصل کر لی تھیں۔ تمہارے کسی دشمن نے تمہیں نہیں دی تھیں۔ تعجب ہے ہم یہ بھول گئے کہ ہمارے ساتھیوں سے چھینی ہوئی

گولیاں تمہارے پاس ہوں گی۔"

اس کی زبان دانتوں کے درمیان بری طرح کچلی گئی تھی۔ وہ ہائے ہائے کررہا تھا پھر باربرا کی مرضی کے مطابق بولا "اب میں جھوٹ نہیں بولوں گا لیکن اپنے جاں نثاروں سے کہو' عارضی طور پر جنگ بند کردیں۔ ہماری طرف سے کوئی تمہارے منکی مین پر حملہ نہیں کرے گا۔"

پارس نے دوسرے افسر کی زبان سے کہا "دونوں طرف کے سپاہی نادیدہ بن جاتے ہیں۔ ایسے میں کوئی کسی پر حملہ کرے گا تو اس حملے کا کوئی چشم دید گواہ نہیں ہوگا۔ اگر کوئی منکی مین کسی دوسرے دشمن کے ہاتھوں مارا جائے گا تو اس کا الزام ہمارے نادیدہ سپاہیوں پر آئے گا۔ اب یہ ناممکن سی بات ہے کہ نادیدہ رہنے والوں پر الزام نہ آئے۔ جنگ بندی اور امن وسلامتی کے لیے کوئی نیا راستہ اختیار کیا جائے ابھی یہاں تمام اسرائیلی اکابرین کو بلایا جائے۔"

سب سے پہلے برین آدم اور الپا سے رابطہ کیا گیا پھر انہوں نے دوسرے اکابرین سے کہا "آج کی رات سونے کے لیے نہیں ہے۔ ہمارے ملک پر قیامت آرہی ہے۔ آپ حضرات فوراً اعلیٰ حاکم کے محل میں حاضر ہوجائیں۔"

محل کے اس حصے میں لاشیں اور انسانی اعضا بکھرے ہوئے تھے۔ وہ سب دوسرے بڑے ہال میں آگئے۔ وقفے وقفے سے اطلاع مل رہی تھی کہ تل ابیب شہر میں اکا دکا وارداتیں ہورہی ہیں۔ کہیں کوئی منکی مین مارا جارہا ہے اور کہیں اسرائیلی فوجی جوان یا افسر کی لاش مل رہی ہے۔

جب تمام اکابرین وہاں جمع ہوگئے تو ایک نے منکی مین سے پوچھا "ہم یہاں خاصی تعداد میں ہیں لیکن تم تنہا ہو۔ یہاں منکی ماسٹر کو آنا چاہیے۔"

"میں پہلے کہہ چکا ہوں ہمارا ماسٹر سایہ بن کر میرے اندر موجود ہے۔ میں یہاں جو کہوں گا' وہ ماسٹر کی ہدایات کے مطابق ہی کہوں گا۔"

"پھر بھی اپنے ساتھ دو چار مشیر رکھ لو تو بہتر ہے۔"

منکی مین نے فضا میں ہاتھ اٹھا کر چٹکی بجائی۔ تمام حاضرین ایک دم سے گھبرا گئے۔ بیک وقت انتالیس منکی مین نمودار ہوگئے تھے۔ اس ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہیں رہی تھی۔ تمام اکابرین ان سب کے ہاتھوں میں لیزر گنیں دیکھ کر سہمے ہوئے تھے۔ منکی مین نے کہا "اس تعداد میں مجھے شامل کیا جائے تو ہم کل چالیس ہیں۔ ہمارا ماسٹر اس ملک میں ہمیشہ چالیس جاں نثاروں کے ساتھ رہا کرے گا اور چالیس لیزر گنیں تمہارے اس چھوٹے سے ملک کو کھنڈر بنانے کے لیے کافی ہیں۔"

منکی ماسٹر اچانک نمودار ہوا۔ تمام جاں نثار اس کی آمد پر اپنی خلائی زبان میں نعرے لگانے لگے۔ منکی ماسٹر نے تمام اکابرین پر سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے کہا "میں سب سے پہلے وارننگ دینا چاہتا ہوں۔ اگر تمہارا کوئی نادیدہ آدمی اچانک نمودار ہو کر گولی چلائے گا تو صرف میری موت ہوگی۔ لیکن میرے بعد اس دنیا کے نقشے سے اسرائیل کا نام ہمیشہ کے لیے مٹ جائے گا۔ اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نادیدہ بن کر میرے سر سے برین گارڈ نکالے گا اور میرے دماغ میں گھس کر مجھ پر حاوی ہونا چاہے گا۔ تو میرے جاں نثار تم میں سے کسی کی کھوپڑی سلامت نہیں رہنے دیں گے۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "ماسٹر! ہمیں دوستانہ ماحول میں گفتگو کرنی چاہیے لیکن تم اپنی باتوں سے ہماری توہین کررہے ہو۔"

ماسٹر نے کہا "جیسا کروگے ویسا سنو گے۔ تمہاری الپا نے میرے بھائی کے سر سے برین گارڈ نکال کر اس کے دماغ میں گھس کر اسے اپنا غلام بنالیا تھا۔ جب میرے بھائی کے ساتھ ایسا ہوچکا ہے تو تمہارے جیسے کم ظرف میرے ساتھ بھی ایسا سلوک کرسکتے ہیں۔"

ایک افسر نے کہا "آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ پلیز توہین آمیز الفاظ سے پرہیز کرو۔ تم نے ہماری دشمنی دیکھی ہے' دوستی نہیں۔ دوستی کروگے تو ہماری پچھلی دشمنی بھول جاؤ گے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارے جتنے افسر اور سپاہی نادیدہ بن جاتے ہیں' انہیں ہم نے بیرک میں واپس بلالیا ہے۔ تم بھی اپنے جاں نثاروں کو حکم دو کہ وہ کسی کو ہلاک نہ کریں اور شہر چھوڑ کر خیموں میں چلے جائیں۔"

ماسٹر نے کہا "جب تمہارے جنگ کرنے والے بیرک میں جاچکے ہیں تو پھر میرے جاں نثار کسی کو کیوں ہلاک کریں گے۔ جب پتھر سے سر ٹکرانے آؤ گے تو پتھر تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ میرے جاں نثار ہمیشہ امن وامان سے رہنے کے عادی ہیں۔"

"لیکن وہ شہر میں رہیں گے تو خوف وہراس پھیلے گا۔ ان کے لیے خیمے نصب کئے گئے ہیں۔"

"وہ تو جنگ سے پہلے نصب کئے گئے تھے۔ جنگ کے بعد فاتح محلوں میں رہتے ہیں اور مفتوح جنگی قیدی بن کر خیموں میں رہتے ہیں۔ ابھی یہ فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ ہم میں سے کون فاتح ہے اور کون مفتوح لیکن فیصلے سے پہلے تم لوگ دباؤ میں ہو۔ تمہیں یہ پریشانی ہے کہ ہماری لیزر گنوں سے تمہارے شہری مارے جائیں گے۔ لیزر گن کی ایک شعاع سے چھوٹی عمارتیں کھنڈر بن جاتی ہیں اور ہم جب بھی تم سے جنگ کریں گے تو شہروں اور چھوٹی بڑی آبادیوں میں کریں گے۔"

"شہروں میں جنگ لڑنا انسانیت کے خلاف ہے۔"

"ہتھیار اٹھانا ہی انسانیت کے خلاف ہے۔ اگر اتنے ہی انسان دوست ہو تو اپنے ملک کے تمام ہتھیار اٹھا کر سمندر میں پھینک دو۔ عبادت گاہوں میں جا کر بیٹھ جاؤ اور ہمیں امن وامان سے یہاں حکومت کرنے دو۔"

"تم ہمارے ملک میں کیوں حکومت کرنا چاہتے ہو؟ اس دنیا میں بڑے بڑے خوب صورت ملک ہیں۔ تمہیں وہاں حکومت کرنا چاہیے۔"

"ہم وہاں بھی جائیں گے لیکن نشیمن یہاں بنائیں گے۔ پرندوں کی طرح صبح نشیمن سے پرواز کریں گے اور شام کو اندھیرا ہونے سے پہلے واپس آجایا کریں گے۔"

"ہم تمہاری کسی دوسرے ملک میں قدم جمانے کے سلسلے میں مدد کریں گے۔"

"ہم تمہاری مدد کے بغیر تمہارے ہی ملک میں قدم جمارہے ہیں۔"

"تم صلح کرنے والی نہیں' جنگ کرنے والی باتیں کررہے ہو۔"

"اگر ہمیں یہاں ایک چھوٹا سا شہر رہنے کے لیے دے دیا جائے تو جنگ نہیں ہوگی۔ ہمارے درمیان صلح ہوجائے گی۔"

"تم جبراً اپنی قوم کے ساتھ یہاں رہنا چاہو گے تو ہم تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق جنگ کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔ ہماری یہودی قوم کا ایک ایک فرد اپنی آخری سانس تک لڑتا رہے گا اور تمہارے قدم اکھاڑتا رہے گا۔"

برین آدم نے کہا "ماسٹر! تمہیں یہاں اڈا بنانے کی ضد نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے اندر تھوڑی سی لچک پیدا کرو۔ تم آدھی دنیا پر حکمرانی چاہتے ہو۔ ہم تمہارے خواب کی تعبیر دکھائیں گے۔ تم جو چاہو گے' وہی ہوگا۔ معاملہ گرم ہو تو بحث مباحثہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میرا دوستانہ مشورہ ہے ابھی آرام کرکے اپنی تھکن اتارو پھر تازہ دم ہوکر کل شام چار بجے آڈیٹوریم میں ملاقات کرو۔ وہاں اجلاس میں ہم سب کسی دوستانہ فیصلے تک پہنچیں گے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "ہم تمہارے لیے ایک محل نما گیسٹ ہاؤس میں رہنے کا انتظام کررہے ہیں۔ وہاں تمہاری تمام ضروریات پوری ہوتی رہیں گی۔"

ماسٹر نے کہا "میرے لیے زحمت نہ کرو۔ میں اپنے ہزاروں جاں نثاروں کی طرح اس شہر میں کہیں ٹھکانا بنالوں گا۔ سیدھی سی بات ہے۔ جب تک میں اپنے جاں نثاروں کے ساتھ یہاں ایک چھوٹا سا شہر آباد نہیں کروں گا تب تک تم میں سے کوئی یہ جان نہیں سکے گا کہ میں اپنے دن رات کہاں گزارتا ہوں۔ اچھا اب چلتا ہوں۔ چلو جاں نثارو!"

اس کا حکم سنتے ہی سب اس کے ساتھ نادیدہ بن گئے۔ اگر وہ سب محل سے باہر جا کر نادیدہ بن جاتے تو یقین ہوتا کہ محل سے جاچکے ہیں لیکن وہ اس ہال میں بیٹھے بیٹھے اور کھڑے کھڑے غائب ہوگئے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا' غائب ہونے کے بعد بھی وہیں موجود ہوں۔ وہ سب موجودہ حالات پر ایک دوسرے سے بہت کچھ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن رازداری سے اور جب نادیدہ افراد کی موجودگی کا شبہ ہو تو رازداری ممکن نہیں ہوتی۔

رات کے تین بجے تھے۔ وہ سب اپنی اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے لگے۔ جب منکی ماسٹر اجلاس میں بول رہا تھا تب ہی پارس کا سایہ اس کے اندر سما گیا تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ منکی ماسٹر کتنی رازداری سے کہاں قیام کرے گا؟

الپا بھی منکی ماسٹر کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی۔ اس ملک پر بندروں کی حکومت قائم ہونے والی تھی اور وہ یہ برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ اس کا سایہ بھی منکی ماسٹر کے جسم میں سما گیا تھا۔

ماسٹر اپنے خاص ماتحت کو بتا چکا تھا کہ وہ اگلے بارہ گھنٹے فوج کے اعلیٰ افسر کے گھر میں گزارے گا۔ اس کے مطابق وہ سایہ بن کر اس افسر کے اندر چلا گیا تھا۔

گویا ایک افسر کے اندر منکی ماسٹر تھا اور ماسٹر کے اندر الپا اور پارس چھپے ہوئے تھے۔ اس طرح وہ قافلہ افسر کے بنگلے میں پہنچ گیا۔ بنگلے میں اس کی بیوی' دو بچے اور ایک جوان بہن تھی۔ اس جوان حسینہ کو دیکھ کر منکی ماسٹر اپنی ساری تھکن بھول گیا۔ وہ بھائی کی آمد پر نیند سے بیدار ہوئی تھی پھر دوبارہ سونے کے لیے اپنے بیڈ روم میں آگئی۔ اس سے پہلے کہ دروازہ اندر سے بند کرتی ماسٹر کا سایہ بھی بیڈ روم میں آگیا۔

الپا سمجھ گئی کہ وہ حسینہ ماسٹر کو پسند آگئی ہے۔ اب اگر ماسٹر نمودار ہوگا تو وہ خوف سے چیخنے لگے گی۔ منکی ماسٹر کی طرف مائل نہیں ہوگی۔ الپا ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھی۔ وہ کسی حسینہ کے ذریعے ماسٹر کو اسی طرح ٹریپ کرنا چاہتی تھی جیسا اس نے منکی برادر کو کیا تھا۔ تمام بندروں کی کمزوری عورت تھی اور وہ عورت کے ذریعے ہی ماسٹر کو کمزور بنانا اور جھکانا چاہتی تھی۔

پارس اس ارادے سے منکی مین کے اندر سمایا ہوا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی طرح کسی حسینہ کا دیوانہ نہ بن جائے ورنہ الپا اس کی دیوانگی سے فائدہ اٹھائے گی۔

تمام منکی مین جسمانی طور پر قد آور اور صحت مند تھے۔ عورتیں ان کی جسامت سے متاثر ہوتی تھیں۔ صرف ان کی صورتیں پسند نہیں آتی تھیں۔ وہ پہلی ملاقات میں ان سے منہ پھیر لیتی تھیں لیکن ایک بار ان سے دوستی کرنے کے بعد ان کی دیوانی ہوجاتی تھیں۔

پارس کا خیال تھا کہ اس فوجی افسر کی بہن ٹینا اسے اچانک دیکھتے ہی چیخ پڑے گی۔ اس سے منہ پھیر لے گی لیکن وہ اس کے کمرے میں نمودار ہوا تو اس نے چیخنے سے پہلے اس کا منہ دبادیا۔ وہ پہلے ذرا سہم گئی پھر اس نے آنکھوں سے اطمینان ظاہر کیا۔ منکی ماسٹر نے کہا "میں وعدہ کرتا ہوں' تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ مجھ پر اعتماد کروگی تو بہتر ہوگا ورنہ تمہیں جی بھر کے چیخنے چلانے کی اجازت ہے۔"

اس نے ٹینا کے منہ پر سے ہاتھ ہٹالیا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر اسے سر سے پیر تک دیکھنے لگی پھر بولی "میں نے ٹی وی پر اور

اخباروں میں کتنے ہی منکی مین کی تصویریں دیکھی ہیں۔ پتا نہیں تم لوگوں میں کیسی کشش ہے۔ میرا دل چاہتا تھا' میری دوستی کسی منکی مین سے ہو جائے۔"

اس کی باتیں سن کر منکی ماسٹر بہت خوش ہوا مگر پارس کو شبہ ہوا۔ اس نے ٹینا کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ وہ اندر سے پریشان تھی کہ ایک بندر سے لگاوٹ کی باتیں کیوں کر رہی ہے؟ لیکن پریشانی اور ناگواری کے باوجود وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال رہی تھی۔

بات سمجھ میں آگئی۔ ٹینا کو خیال خوانی کے ذریعے منکی ماسٹر کی طرف مائل کیا جا رہا تھا اور ایسا کرنے والی صرف الپا ہی ہو سکتی ہے الپا کے سامنے یہی ایک راستہ ہوگا کہ سب سے بڑے مہرے کو اپنے قابو میں کرے۔ جس طرح اس نے منکی برادر کو دیوانہ بنا کر اس کے سر کے پچھلے حصے سے برین گارڈ نکال کر اسے اپنا غلام بنا لیا تھا اسی طرح وہ ٹینا کے ذریعے منکی ماسٹر کو دیوانہ بنا کر اس کے سر سے برین گارڈ ہٹا کر اس کے دماغ میں گھس سکتی تھی۔ اسے غلام بنانے کے بعد پوری منکی فوج کو اپنے ملک سے بھاگنے پر مجبور کر سکتی تھی۔

یہ سونیا اور پارس کے منصوبے کے خلاف ہوتا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ امریکا اور اسرائیل آسانی سے خلائی مخلوق سے پیچھا چھڑا لیں۔ وہ دونوں ممالک شرپسند تھے۔ انہیں نجات حاصل کرنے کی ذرا سی بھی مہلت دی جاتی تو وہ منکی فوج کا رخ بابا صاحب کے ادارے اور اسلامی ممالک کی طرف پھیر دیتے۔ سونیا کا یہ پلان تھا کہ تمام منکی مین ان ہی دو ممالک میں جدوجہد کرتے کرتے اور ناکام ہوتے ہوتے اتنے مایوس ہو جائیں کہ پھر دنیا کے دوسرے ممالک کا رخ نہ کریں۔ تھک ہار کر اپنے زون میں واپس چلے جائیں۔

ٹینا' الپا کے زیر اثر رہ کر منکی ماسٹر کو اپنا دیوانہ بناتی رہی۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے دوران الپا نے کئی بار مجبور کیا کہ وہ برین گارڈ کھینچ کر الگ کر دے لیکن ہر بار ٹینا کا ہاتھ برین گارڈ تک پہنچ کر واپس ہو جاتا تھا۔ تب الپا کو سوچنا پڑا کہ ٹینا کے اندر اس کے علاوہ کوئی اور بھی ہے' جو اس کی کوششوں کو ناکام بنا رہا ہے۔

اس رات کی صبح ہو گئی۔ ٹینا اور منکی ماسٹر گہری نیند سو گئے اور الپا اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ مایوس ہو کر برین آدم کے پاس آئی۔ وہ تمام رات کا تھکا ہوا تھا اس لیے سو رہا تھا۔ الپا نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ اس کے چور خیالات پڑھے تو معلوم ہوا' دو اسرائیلی جاسوس عورتوں نے دو منکی مین کو ٹریپ کیا ہے۔ ان کے سروں سے برین گارڈ نکالے گئے ہیں۔ ان کے دماغوں میں اب تین یہودی خیال خوانی کرنے والے ایبی ڈسوزا مولی پارکر اور رائٹ بوائے پہنچے ہوئے ہیں۔

الپا نے فوراً ہی ایبی ڈسوزا کے پاس پہنچ کر پوچھا "کیا ان دو منکی مین سے ہمیں کچھ فائدے پہنچیں گے؟"

ایبی نے کہا "یس میڈم! ہم نے دونوں کو تہ خانے میں رکھا ہے۔ ان کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ تمام منکی مین کے پاس موبائل فون کی طرح ایک چھوٹا سا آلہ ہے۔ وہ اس آلے کے ذریعے ایک دوسرے سے ان کا شمار نمبر اور خیریت معلوم کرتے ہیں۔ اس آلے کے ذریعے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ منکی نمبر دو سو چھ اور منکی نمبر ایک ہزار ایک سو گیارہ لاپتا ہو گئے ہیں۔ منکی ماسٹر اپنے ساتھ پانچ ہزار لیزر گنیں' ایک لاکھ نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول لے کر آیا ہے۔ ہر منکی مین کے پاس ایک لیزر گن اور ایک درجن نادیدہ بنانے والی گولیاں اور کیپسول ہوتے ہیں۔ جتنی فاضل لیزر گنیں' گولیاں اور کیپسول اور برین گارڈز وغیرہ ہیں' ان سب کو میامی شہر سے دور ایک ویران ساحلی علاقے کی چٹانوں کے پیچھے چھپا کر رکھا گیا ہے۔ فی الحال چار ہزار مسلح منکی مین اسرائیل میں ہیں اور تین ہزار امریکا میں ضرورت پڑنے پر وہ اپنے زون سے مزید منکی مین بلا سکتے ہیں۔"

الپا نے کہا "یہ معلومات اہم ہیں کہ وہ لیزر گنوں اور نادیدہ بنانے والی گولیوں کو کہاں چھپا کر رکھے ہوئے ہیں۔ کیا وہ دونوں منکی مین ہمارے جاسوسوں کو ٹھیک اسی جگہ پہنچا سکتے ہیں۔"

"صرف ایک منکی مین وہ جگہ جانتا ہے کیوں کہ اس کا تعلق ہتھیاروں کے ذخیرے کی حفاظت کرنے والوں میں سے ہے۔ وہ ہمارے ملک میں بھی کچھ ذخیرہ لانے والے ہیں۔"

"ذخیرہ یہاں لانے سے پہلے ہی ہم وہاں سے تمام سامان اٹھالائیں گے۔ یقیناً وہاں نادیدہ منکی مین پہرا دیتے ہوں گے۔"

"جی ہاں۔ ایک منکی مین کے چور خیال نے بتایا ہے' وہاں دن رات پانچ سو مسلح نادیدہ منکی مین رہتے ہیں۔ ہر آٹھ گھنٹے کے بعد ان کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔"

"کیا وہ جانتے ہیں کہ منکی برادر کہاں ہے؟ میامی میں یا تل ابیب شہر میں؟"

"وہ میامی میں ہے۔ اس کے باڈی گارڈز اور نادیدہ جاسوس ہر وقت محتاط رہ کر اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ منکی برادر بھی ہمیشہ نادیدہ رہتا ہے۔ صرف کھانے پینے اور دوسری ضروریات کے وقت نمودار ہوتا ہے۔"

"منکی نمبر دو سو چھ اور نمبر ایک ہزار ایک سو گیارہ کو معمول اور تابعدار بنا چکی ہو؟"

"جی ہاں۔ وہ ہمارے معمول ہیں۔ مولی پارکر اور رائٹ بوائے ہر چار گھنٹے بعد ان پر عمل کرتے رہیں گے۔ ہمیں معلوم ہے' چار چھ گھنٹوں میں ان کے دماغوں سے تنویمی عمل کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم سب تین گھنٹوں تک نیند پوری کرو پھر ہم تازہ دم ہو کر کچھ کریں گے۔"

الپا دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وہ اپنے ملک اور قوم کی سلامتی کے لیے بہت کچھ کر رہی تھی مگر یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ شاید وہ کسی کی معمولہ بن چکی ہے کوئی اس کے اندر خاموش رہ کر اس کے تمام منصوبوں کو سمجھتا رہتا ہے اور شاید اسی طرح توڑ کرتا رہتا ہے جیسا کچھ دیر پہلے ٹینا کے دماغ میں رہ کر کرتا رہا تھا۔

پریشانی اپنی جگہ ہے مگر ہر حال میں نیند ضروری ہے۔ اس نے اپنے دماغ کو ہدایات دیں پھر تین گھنٹے کے لیے گہری نیند سوگئی۔ تب پارس ایک اجنبی کی حیثیت سے اس کے خواب کی اسکرین پر آیا پھر بولا "بہت پریشان ہو۔ تمہیں بندروں سے نجات کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔"

وہ بولی "ہاں۔ ان کی آمد کا انداز اور ان کی غیر معمولی صلاحیتوں سے پتہ چل رہا ہے' یہ دائمی مرض کی طرح ہمارے اندر جگہ بنائے رہیں گے۔"

"منکی ماسٹر کی طاقت ابھی دو حصوں میں تقسیم ہے۔ دوسرا حصہ میامی شہر میں ہے۔ منکی ماسٹر کی توجہ ابھی تل ابیب پر ہے۔ تم میامی میں منکی مین کو قتل کرانا شروع کردو۔ ماسٹر کو ادھر بھی توجہ دینی ہوگی۔ وہ سمجھے گا امریکی فوجی اس کے پُرامن منکی مین پر حملے کررہے ہیں۔ ہوسکتا ہے' منکی ماسٹر اپنے لوگوں کی حفاظت کے لیے پھر میامی چلا جائے۔"

الپا کی آنکھ کھل گئی۔ تین گھنٹے پورے ہوگئے تھے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ خواب کی باتیں یاد کرنے لگی۔ یہ بات دل کو لگ رہی تھی کہ میامی میں رہنے والے بندروں کو نقصان پہنچا کر منکی ماسٹر کو ادھر جانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ تین گھنٹے کی نیند پوری کرکے واقعی تازہ دم ہوگئی تھی۔

○☆○

دیوی شی تارا دو دن اور دو راتوں تک بدحواس رہی۔ وہ کوئی سی بھی بات ڈھنگ سے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسول کے اصل فارمولے اس کی اٹیچی سے غائب ہوگئے تھے۔ فارمولوں کے گم ہونے سے ایسا زبردست ذہنی دھچکا لگا تھا کہ وہ حواس باختہ ہوگئی تھی۔ دن رات گم صم سی رہتی تھی۔

انسان مختلف دور سے گزرتا ہے۔ کبھی اسے کامیابیاں ہی کامیابیاں نصیب ہوتی رہتی ہیں اور وہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ کامیابیاں حاصل کرنے اور ہمیشہ برتر رہنے کے لیے پیدا ہوا ہے۔ لیکن اس کی خود غرضی اور غرور اسے ناکام بناتے ہیں۔ ہر طرف سے کامیابی کے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ تب ایسا لگتا ہے کہ اب مسرتوں اور کامرانیوں کا دور کبھی نہیں آئے گا۔

دیوی کو بھی ایسا ہی لگ رہا تھا کہ اب اس کے مقدر میں ناکامی' نامرادی اور ذلت لکھ دی گئی ہیں۔ آئندہ وہ کبھی بڑی طاقتوں کے مقابلے میں نمایاں مقام حاصل نہیں کرسکے گی۔ نہ کبھی نادیدہ بنانے والی گولیاں حاصل ہوں گی اور نہ کبھی فلائنگ کیپسول حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ اب اسے تاحیات گوشۂ گم نامی میں رہنا ہوگا۔

تین دن بعد اس نے اپنی جنم کنڈلی دیکھی۔ کئی گھنٹے تک ستاروں کی چال سے اپنا حال معلوم کرتی رہی۔ تب اسے اشارہ ملا کہ ناکامی کے بعد کامیابی کا دور آرہا ہے۔ اسے نئے سرے سے جدوجہد کا آغاز کرنا چاہیے۔

اسے ذرا حوصلہ ملا تو اس نے سوچا' اپنی کھوئی ہوئی طاقت کیسے حاصل کرسکتی ہے؟ ذہن میں یہ بات آئی "ابھی میں کمزور نہیں ہوئی ہوں۔ میرے پاس نادیدہ بنانے والی چھ گولیاں اور دو فلائنگ کیپسول ہیں۔ یہ ایک ڈیڑھ برس تک کام آسکتے ہیں۔ دراصل فارمولوں کے گم ہونے کے باعث مجھے ذہنی صدمہ پہنچا تھا۔ میں ایسی گولیاں اور کیپسول تیار نہیں کرسکوں گی تو کوئی بات نہیں۔ میں ایسی چیزیں ... دوسرے ذرائع سے حاصل کرلوں گی۔"

لیکن حاصل کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟

وہ سوچنے لگی۔ اس کی ڈمی شی تارا فرانس میں تھی۔ اس نے اپنی اس ڈمی کو پچیس گولیاں اور دس کیپسول دیے تھے۔ پہلے دیوی کے سامنے پچیس اور دس کی تعداد کچھ بھی نہ تھی لیکن اب محرومیوں کے پیش نظر پچیس گولیاں اور دس کیپسول بہت تھے۔ دہلی اور بمبئی میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت رہ گئے تھے۔ ایک کا نام شیام سندر اور دوسرے کا نام شری کانت تھا۔ ان کے پاس بھی کچھ گولیاں اور کیپسول تھے۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پہلے اپنی ڈمی کے پاس پہنچی۔ وہ خوش ہوکر بولی "دیوی جی! تین دن بعد آپ کی آواز سن کر مجھے نئی زندگی مل رہی ہے۔ آپ نے مجھے اپنے دماغ میں آنے سے منع کیا تھا۔ میں بہت پریشان تھی کہ آپ کی خیریت کیسے معلوم کروں۔"

"میں خیریت سے ہوں۔ یہ بتاؤ' تمہارے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول کتنے ہیں؟"

"آپ نے پچیس گولیاں دی تھیں۔ میں نے دو استعمال کی ہیں۔ تیئس باقی ہیں اور ایک کیپسول استعمال ہوا ہے۔ نو عدد میرے پاس محفوظ ہیں۔"

"تم وہ سب لے کر دہلی آجاؤ۔ شیام سندر اور شری کانت سے بھی کہو' وہ گولیوں اور کیپسولوں کے ساتھ آج رات دہلی میں موجود رہیں۔"

"میں ابھی ان سے کہہ دوں گی۔ آپ نے بتایا تھا کہ منکی ماسٹر ہمارے دیس پر حملہ کرنے والا ہے۔ کیا اب بھی حملے کا اندیشہ ہے؟"

دیوی نے کہا "شاید منکی ماسٹر امریکا اور یورپ کے ملکوں میں

الجھ کر رہ گیا ہے۔ میں ابھی معلوم کروں گی کہ وہ تمام بندر کہاں ہیں اور کیا کررہے ہیں۔؟"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر سوچنے لگی "یہ ہمارے حق میں اچھا ہورہا ہے کہ منکی ماسٹر نے اب تک ہماری طرف رخ نہیں کیا ہے۔ اب میری یہی کوشش ہونی چاہیے کہ منکی ماسٹر یہاں کسی طرح بھی نہ آسکے۔"

منکی ماسٹر کے متعلق سوچتے ہوئے ذہن نے کہا۔ ان بندروں کے پاس بے شمار گولیاں اور کیپسول ہیں۔ کوئی زبردست چال چل کر ان سے یہ سب کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی ٹھوس اور قابلِ عمل منصوبہ بنانا ہوگا۔

اس نے میامی میں آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں آکر خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ منکی ماسٹر کی فوج میامی شہر اور تل ابیب میں ہے۔ میامی میں ان بندروں کی سرگرمیاں فی الحال کچھ نرم پڑگئی ہیں۔ تل ابیب میں ان کی کوشش ہے کہ انہیں منکی فوج کا اڈا بنانے کے لیے ایک چھوٹا سا علاقہ مل جائے۔ اسرائیلی حکومت منکی ماسٹر کے دباؤ میں ہے۔ بندروں کے فوجی اڈے کے مطالبے کو ٹال رہی ہے۔ اس سلسلے میں شام کو ایک میٹنگ ہونے والی ہے۔

اس نے اپنی ڈمی سے پھر رابطہ کیا اور کہا "ہماری ملاقات دہلی میں نہیں' تل ابیب میں ہوگی۔ شیام سندر اور شری کانت سے کہو وہ فلائنگ کیپسول کے ذریعے آج رات تل ابیب پہنچیں۔ تم سب ابھی روانہ ہوجاؤ۔ وہاں ایک اہم میٹنگ ہونے والی ہے۔ اگر ہم جلد سے جلد وہاں پہنچ کر اس میٹنگ کی کارروائی دیکھ سکیں تو بہتر ہوگا۔"

دیوی نے اس سے رابطہ ختم کیا اور سفر کی تیاری کرنے لگی۔ ایک بیگ میں ضروری سامان رکھا پھر اس غار کی گہرائیوں سے گزرتی ہوئی باہر آئی۔ ہمالیہ کی وادی برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ وہ ایسی جگہ تھی' جہاں سے کوئی انسان نہیں گزرتا تھا لیکن وہ دور نظریں دوڑانے کے بعد ٹھٹک گئی۔ بہت دور ایک چھوٹا سا لڑکا نظر آرہا تھا۔

اس نے غور سے دیکھا۔ لڑکے نے گرم برفانی علاقے کا لباس پہنا ہوا تھا۔ سر پر پگڑی تھی جس سے پتا چلا کہ وہ ایک سکھ لڑکا ہے۔ سکھ لڑکے کے حوالے سے دلجیت سنگھ یاد آگیا۔ اس کی یادداشت کمزور تھی وہ کئی بار دیوی سے ملتا اور اس سے بچھڑتا رہا تھا۔ اب پھر جانے کہاں سے بھٹکتا ہوا اس برفانی علاقے میں آگیا تھا۔

وہ برف کے اونچے نیچے ٹیلوں کے پاس سے گزرتا جارہا تھا۔ دیوی اس کی طرف جانے لگی لیکن وہ ایک ٹیلے کے پیچھے جاکر کہیں گم ہوگیا۔ دیوی نے اسے آواز دی "دلجیت! تم کہاں ہو؟"

اس کی آواز وادی میں گونج کر رہ گئی۔ جواب نہیں ملا اور نہ ہی وہ نظر آیا۔ وہ اسے دیر تک تلاش کرتی رہی اور پکارتی رہی پھر سوچنے لگی "کیا یہ نظروں کا دھوکا تھا؟ دلجیت سنگھ میرے ذہن پر اس طرح چھا گیا ہے کہ میں شعوری اور لاشعوری طور پر اس کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔ شاید وہ تصور میں نظر آرہا تھا اور میں حقیقت سمجھ رہی تھی۔ بھلا ایسے برفانی والے علاقے میں وہ بچہ تنہا کیسے آسکتا ہے؟"

اس نے ایک فلائنگ کیپسول منہ میں رکھا۔ گولی نگل کر نادیدہ ہوگئی۔ پھر وہاں سے پرواز کرنے لگی۔ وہ اپنی دانست میں تنہا تھی لیکن اپنے اندر اعلیٰ بی بی کو لے جارہی تھی۔

دیوی کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کس ملک کے کس علاقے کے زیرِ زمین حصے میں رہتی ہے۔ ایک اندازہ تھا کہ وہ ان دنوں ہندوستان میں ہے اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہاں کے پہاڑی علاقوں میں ہو اور چوں کہ وہ بچپن سے ہمالیہ کی ترائی میں رہتی آئی ہے تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہیں کسی غار میں قیام کررہی ہو۔ اسی اندازے کے مطابق اعلیٰ بی بی (ثانی) کو وہاں پہنچایا گیا تھا اور وہ اندازہ درست نکلا تھا۔

○☆○

پارس نے سونیا کے پاس آکر کہا "مما! میں نے الپا کو اس بات پر مائل کیا ہے کہ وہ میامی میں رہنے والے منکی مین کو خاصی تعداد میں ہلاک کرائے۔ اس طرح منکی ماسٹر کی توجہ صرف اسرائیل پر نہیں رہے گی۔ وہ اسرائیل اور امریکا کے درمیان الجھا رہے گا۔"

سونیا نے کہا "بیٹے! تم نے ابھی الپا کو ادھر مائل کیا ہے۔ میں نے تو اس طریقے پر عمل شروع کردیا ہے۔ یہاں اب تک چھ منکی مین ہلاک ہوچکے ہیں۔ اس طرح منکی ماسٹر کی سمجھ میں آئے گا کہ امریکی فوجی چھپ کر دشمنی کررہے ہیں۔ ہماری کوشش یہی رہے گی کہ وہ اسرائیل اور امریکا دونوں کو دشمن سمجھتا رہے اور ان سے نمٹتا رہے۔"

"ایک اور اہم بات ہے۔ الپا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے دو منکی مین کو بڑی راز داری سے اپنا تابعدار بنایا ہے۔ ان کے ذریعے یہ معلوم ہوا ہے کہ میامی شہر سے دور ایک ویران ساحلی علاقے میں چٹانوں کے پیچھے لیزر گنیں' نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول چھپائے گئے ہیں۔ وہاں ان چیزوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔"

"پھر تو الپا وہ ذخیرہ حاصل کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگادے گی اور میں ایسی غیر معمولی چیزیں کسی کے ہاتھ لگنے نہیں دوں گی۔ امریکا میں ہمارے ادارے کے جتنے جاسوس ہیں' ان سے رابطہ کرو اور کہو کہ دو گھنٹے کے اندر گولیوں اور کیپسول کے ساتھ میامی پہنچیں۔ میں ان سے سی ڈی اسٹریٹ کے بنگلا نمبر دو سو سات میں ملوں گی۔"

"میں ابھی ان سے رابطہ کرتا ہوں۔"

"اور سنو۔ جہاں وہ ذخیرہ چھپایا گیا ہے اس کی صحیح لوکیشن معلوم کرو۔ میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

پارس سونیا کے دماغ سے نکل کر ادارے کے ایک ایک جاسوس سے رابطہ کرنے لگا۔ ان سب کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تھے۔ وہ سونیا کا پیغام سنتے ہی اپنے اپنے شہروں اور علاقوں سے میامی کی طرف روانہ ہوگئے۔

پارس اس کام سے فارغ ہو کر الپا کے اندر پہنچا۔ وہ دو معاملات میں بہت مصروف تھی۔ ایک تو اپنے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو میامی کے چند فوجی افسران تک پہنچا رہی تھی تاکہ وہ ماتحت ان افسروں کے دماغوں میں رہ کر منکی مین کو نشانہ بناتے رہیں۔ دوسرا معاملہ اس غیر معمولی ذخیرے کو حاصل کرنے کا تھا۔ الپا نے معمول اور تابعدار بننے والے منکی مین کے ذریعے ان ساحلی چٹانوں کی صحیح لوکیشن معلوم کرلی تھی۔ پارس نے اس کے ذریعے لوکیشن معلوم کی اور سونیا کو بتادی۔

سونیا کے بنگلے میں بابا صاحب کے ادارے کے تقریباً ساڑھے چار سو جاسوس امریکا کی تمام ریاستوں سے آگئے تھے۔ چوں کہ ایک بنگلے میں اتنے جاسوس نہیں سما سکتے تھے اور امریکی فوجیوں کی نظروں میں آسکتے تھے اس لئے وہ سب نادیدہ بنے ہوئے تھے۔

سونیا بنگلے کے اندر سے باہر وسیع و عریض لان میں ٹہلتے ہوئے دھیمی آواز میں کہتی جارہی تھی "میں تمہارے ساتھ نادیدہ بن کر چل رہی ہوں۔ یہاں سے جنوب کی طرف بیس کلو میٹر تک جاتا ہے۔ وہاں کی آبادی میں ایک بڑا سا چرچ ہے۔ اس چرچ کے مشرق میں پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ساحلی چٹانیں ہیں۔ ایک چٹان پر بڑا سا ہولی کراس بنا ہوا ہے۔ اس ہولی کراس کے شمال کی طرف ٹھیک تین کلو میٹر کے فاصلے پر وہ چٹانیں ہیں۔ بظاہر ان کے پیچھے جانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا ہے لیکن مشرقی حصے میں تلاش کرنے کے بعد غار کے اندر جانے کی جگہ مل جاتی ہے۔ وہاں تقریباً پانچ سو نادیدہ منکی مین ہیں۔ ہم بھی نادیدہ رہیں گے۔ جب ہم غار کے اندر سے وہ غیر معمولی چیزیں اٹھائیں گے تو پہرا دینے والے ان غائب ہونے والی چیزوں کو دیکھ کر ہماری موجودگی کو سمجھ لیں گے۔ ہمیں لیزر گنوں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ وزنی اور بڑے ہتھیار نہ اٹھائے جائیں۔ نادیدہ بنانے والی گولیاں' فلائنگ کیپسول اور برین گارڈز جیسے آلات سب کے سب اٹھالئے جائیں۔ ایسی ایک بھی غیر معمولی چیز وہاں نہ چھوڑی جائے۔"

وہ انہیں پوری طرح ہدایات دینے کے بعد نادیدہ بن کر ان کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوگئی۔

مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد منزل تک پہنچنا زیادہ دشوار نہیں ہوتا۔ وہ سب سونیا کی راہنمائی میں ان چٹانوں کے پیچھے غار میں پہنچ گئے۔ پہلے وہاں دیکھا گیا کہ ذخیرہ کہاں رکھا گیا ہے؟ وہاں چھوٹے چھوٹے باکس پیک کئے ہوئے رکھے تھے۔ انہیں کھول کر دیکھے بغیر یہ معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ کس باکس میں کون سی چیز رکھی ہوئی ہے۔

ویسے انہیں کھول کر دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان چھوٹی چھوٹی ڈبوں سے سمجھ میں آرہا تھا کہ ان میں چھوٹی چھوٹی گولیاں' کیپسول اور برین گارڈز رکھے ہوئے ہیں۔ سونیا کے ساتھ آنے والے تقریباً ساڑھے چار سو جاسوسوں نے بیک وقت وہ تمام ڈبے اٹھالئے۔ وہاں جو نادیدہ پہرے دار تھے وہ ایک دم سے چونک گئے۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ بیک وقت سیکڑوں ڈبے اٹھانے والے سیکڑوں نادیدہ دشمن ہیں۔ انہیں للکارنے کے لیے گوشت پوست کے جسم میں نمودار ہونا حماقت ہوتی۔۔۔ وہ نادیدہ دشمن گولی مار دیں گے یا پھر توجہ ہی نہیں دیں گے۔ خاموشی سے چلے جائیں گے۔

اور وہ خاموشی سے جارہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے ڈبے ان کے لباسوں میں چھپے ہوئے تھے' نظر نہیں آرہے تھے۔ نادیدہ بن کر پہرا دینے والے مجبور ہوگئے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ چوری کرنے والے بھی سیکڑوں نادیدہ ہوں گے۔

چٹانوں کے پیچھے اس غار میں بہت بڑی چوری ہوئی مگر کسی نے کسی کو چوری کرتے نہیں دیکھا صرف چوری ہوتے دیکھی۔ بہرحال جو کچھ ہوا' وہ پہرے دار بندروں کی توقع کے خلاف ہوا۔ وہ مال لے جانے والوں کو نہ دیکھ سکے' نہ پکڑ سکے۔

وہ سارا مال میامی شہر میں سونیا کے بنگلے کے اندر پہنچ گیا۔ سونیا نے ایک بکس کو کھول کر دیکھا۔ ایک ماتحت اس میں رکھی ہوئی

گولیوں اور کیپسولوں کو گننے لگا۔ ہر بکس میں پانچ ہزار گولیاں اور ایک ہزار کیپسول تھے۔ وہ کل دو سو پچیس ڈبے تھے۔ پچیس ڈبوں میں برین گارڈز اور ننھے سے موبائل فون وغیرہ تھے۔

سونیا نے ڈیڑھ سو جاسوسوں سے کہا کہ وہ تمام سامان لے کر فلائنگ کیپسول کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے میں جائیں۔ وہاں تمام مال جمع کر کے چلے آئیں۔ دوسری طرف الپا اپنے ایک ماتحت رائٹ بوائے اور دس فوجی جوانوں کے ساتھ نادیدہ بن کر انہی چٹانوں کے پاس آئی جن کے پیچھے غیر معمولی گولیوں اور کیپسولوں کا ذخیرہ تھا' جو اب چرالئے گئے تھے۔

الپا اس بات سے بے خبر نہیں تھی کہ وہاں نادیدہ منکی پہرے دار ہیں۔ غار کے اندر سے جب بھی سامان اٹھایا جائے گا' ان پہرے داروں کو معلوم ہوجائے گا کہ ایسا نادیدہ چور کررہے ہیں۔

اور یہی ہوا۔ الپا اپنے ماتحتوں کے ساتھ غار میں پہنچی تو سونیا پہلے ہی وہاں جھاڑو پھیر چکی تھی۔ صرف لیزر گنوں کا انبار دکھائی دے رہا تھا۔ الپا کے لیے یہ بھی غنیمت تھا کہ اسے وہ گنیں مل رہی تھیں۔

الپا اور رائٹ بوائے کے ساتھ دس فوجی جوان تھے۔ یعنی وہ کل بارہ تھے۔ دو ہاتھوں سے دو گنیں اٹھا سکتے تھے۔ اس طرح انہوں نے چوبیس گنیں اٹھالیں۔ ایسے وقت ایک منکی مین نے ایک چٹان کی آڑ سے للکارا "رک جاؤ۔ تم بیک وقت دو گنیں چھپا کر نہیں لے جاسکو گے۔"

دوسری چٹان کی آڑ سے دوسرے منکی مین نے پوچھا "تم لوگ کون ہو؟ پہلے سیکڑوں کی تعداد میں آکر گولیاں اور کیپسول لے گئے۔ اب صرف بارہ ہو۔ بہرحال جتنے بھی ہو' ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے۔"

اچانک ان چٹانوں کے پیچھے سے لیزر شعاعیں نکلیں۔ دھماکا ہوا۔ چٹانوں کے ٹکڑے چھوٹے چھوٹے پتھروں اور سنگ ریزوں کی صورت میں بلندی تک اڑنے لگے اور دور تک پھیلنے لگے۔ وہ سب نادیدہ بننے والے محفوظ رہے تھے۔ الپا اور... دو فوجی جوانوں کے ہاتھوں میں ایک ایک گن رہ گئی تھی۔ باقی گنیں ہاتھوں سے چھوٹنے کے باعث اس دھماکے سے تباہ ہوگئی تھیں۔

اب وہاں کچھ نہیں رہا تھا۔ الپا اپنے لوگوں کے ساتھ وہاں سے کئی کلو میٹر دور آکر ایک چٹان پر بیٹھ گئی۔ پریشان ہو کر بولی "یہ ہمارے ساتھ کیا ہورہا ہے؟ میں منکی برادر کو اپنا تابعدار بنا کر بہت بڑی کامیابی حاصل کررہی تھی لیکن وہ اچانک میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ میں پچھلی رات ٹینا کے ذریعے منکی ماسٹر کو بھی اپنا تابعدار بنا سکتی تھی۔ لیکن کسی اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے ....نے اس کوشش میں ناکام بنادیا اور یہاں جو نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کا کوئی ذخیرہ تھا' اسے ہمارے آنے سے پہلے لوٹ کرلے گیا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچ کے ذریعے کہنے لگی۔ "کون ہے؟ میرے اندر کون ہے؟ پلیز خاموشی کو توڑو۔ مجھ سے بات کرو۔ نہیں تو میں پاگل ہوجاؤں گی۔ تم دشمن بن کر ہی بولو مگر کچھ بولو۔"

وہ انتظار کرنے لگی۔ یہ احساس سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے کہ کسی نے ہمارے وجود کو جکڑلیا ہے۔ کوئی ہماری مرضی اور مزاج کے خلاف ہمارے اندر حکومت کررہا ہے۔ یہ کیسا ظلم ہوتا ہے کہ ہمیں پتا بھی نہیں چلتا اور وہ ہم سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتا رہتا ہے۔

وہ پھر سوچ کے ذریعے بولی "میں ہر پہلو سے تجزیہ کرتی ہوں تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ تمہارا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ اس ادارے کے سوا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھ پر قبضہ جماتا تو اب تک مجھے اپنی جاگیر بنالیتا۔ مجھ سے ہر جائز اور ناجائز کام لیتا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے سوچ کے ذریعے بولی "ایسے وقت جب کہ ہماری دنیا کو ایک بہت بڑے چیلنج کا سامنا ہے اور یہ آثار نظر آرہے ہیں کہ منکی مین ہماری دنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر قبضہ جمالیں گے' تعجب ہے کہ وقت بابا صاحب کا ادارہ بالکل خاموش ہے۔ میں ایسی نادان نہیں ہوں۔ خوب سمجھتی ہوں کہ تم تنہا نہیں

ہو' نہ جانے بابا صاحب کے ادارے کے کتنے خیال خوانی کرنے والے میامی اور تل ابیب میں موجود . . . ہیں اور جو کرنا ہوتا ہے' وہ خاموشی سے کرگزرتے ہیں۔"

اس نے سر کو جھٹک کر اپنی زلفوں کو پیچھے کیا پھر اس کی سوچ نے کہا "اب میں کیا کرسکتی ہوں؟ کوئی بھی تدبیر اختیار کروں' تم سے پیچھا نہیں چھڑا سکوں گی۔ تو پھر کیوں تمہیں اپنے لیے دردِ سر بناؤں؟ تمہیں میرے اندر رہ کر جو کرنا ہے' وہ ضرور کروگے۔ ٹھیک ہے' کرتے رہو۔ مجھے اپنے طور پر جو کرنا ہے' وہ ضرور کروں گی۔"

وہ چٹان سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اس کے تمام ماتحت بھی کھڑے ہوگئے۔ وہ فوجی جوانوں کو دیکھ کر بولی "تم لوگوں نے کیا خاک ٹریننگ حاصل کی ہے۔ وہاں لیزر گنوں سے دھماکا ہوا اور تمہارے ہاتھوں سے گنیں چھوٹ گئیں۔ صرف ان جوانوں کے اور میرے ہاتھ میں گنیں رہ گئی ہیں۔ بڑے شرم کی بات ہے۔"

ان سب نے ندامت سے سر جھکالیے۔ وہ بولی "میامی میں نادیدہ بن کر ان بندروں کو ختم کرنا ہے۔ ہم یہاں جتنی وارداتیں کریں گے' منکی ماسٹر اتنا ہی زیادہ فکر مند ہو کر تل ابیب چھوڑنے اور یہاں آنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت رائٹ بوائے نے کہا "ہمیں ان بندروں کی طرف سے بھی وارداتیں کرکے امریکی فوجیوں کو نقصان پہنچانا چاہیے۔ پھر یہ سمجھا جائے گا کہ دونوں ایک دوسرے کو اینٹ کا جواب پتھر سے دے رہے ہیں۔"

الپا نے کہا "تم دانش مندانہ مشورہ دے رہے ہو۔ ایسا کرو' تم پانچ جوانوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ باقی پانچ میرے ساتھ رہیں گے۔ تم منکی مین کو زیادہ تعداد میں نقصان پہنچاؤ۔ میں امریکی فوجیوں کو نقصان پہنچاؤں گی۔ آج شام کو منکی ماسٹر سے اہم میٹنگ ہے۔ مجھے وہاں شام سے پہلے پہنچنا ہوگا۔"

انہوں نے نادیدہ بن کر وہاں سے پرواز کی۔ رائٹ بوائے پانچ فوجی جوانوں کے ساتھ میامی شہر پہنچا۔ انہیں ایک ریستوران میں تین منکی مین نظر آئے۔ وہ ایک حسینہ کو چھیڑ رہے تھے۔ رائٹ بوائے اور فوجی جوانوں نے اچانک نمودار ہو کر فائرنگ شروع کردی۔ وہ چاروں طرف سے گھیرے گئے تھے۔ انہیں اتنی سی مہلت نہیں ملی کہ وہ اپنے اپنے منہ میں رکھی ہوئی گولیاں نگل لیتے۔

ان کے مرتے ہی گولیاں' کیپسول اور لیزر گنیں حاصل کرلی گئیں پھر وہ نادیدہ بن کر دوسرے شکار کی تلاش میں چل پڑے۔ اکثر منکی مین رات کو کلبوں میں نظر آتے تھے۔ تمام رات جاگنے کے بعد کسی نہ کسی حسینہ کے اپارٹمنٹ میں کسی بند کمرے کے اندر سوتے تھے۔

نادیدہ بن کر روشن دان وغیرہ کے راستے بند کمروں میں جانا کچھ مشکل نہ تھا۔ رائٹ بوائے اور اس کے ساتھیوں نے انہیں مختلف اپارٹمنٹس میں تلاش کیا۔ انہیں دیکھا پھر انہیں نیند کی حالت میں ہی ختم کردیا۔

الپا اپنے ماتحتوں کے ساتھ میامی بیچ سے کچھ دور نیول بیس میں تھی۔ وہاں نیوی کے کئی بحری جہاز ایک دوسرے سے دور کھڑے ہوئے تھے۔ الپا نے بلندی پر کھڑے ہو کر ایک دور کھڑے ہوئے جہاز کو دیکھا۔ لیزر گن سے اس کا نشانہ لیا پھر شعاعیں خارج کرنے والے بٹن کو دبایا۔ ایک باریک سی چاندی جیسی روشنی کی لکیر نے اس جہاز کو جا کر چھولیا۔

پھر ایک زبردست دھماکا ہوا۔ اس جہاز میں نیوی کے جوان اور چند افسران تھے۔ کچھ ہتھیار اور بم وغیرہ بھی تھے جن کے باعث زبردست دھماکے ہورہے تھے۔ وہ ایک ہی واردات کافی تھی۔ الپا شام کے اجلاس میں حاضر رہنے کے لیے تل ابیب کی طرف روانہ ہوگئی۔

اس ایک جہاز کی تباہی سے پورے امریکا میں ہلچل مچ گئی۔ فوری طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ان بندروں کے خلاف پوری فوجی قوت استعمال کی جائے۔ نیول بیس سے لے کر تمام میامی شہر میں فوجی جوان موجود رہیں۔ اپارٹمنٹس' بنگلوں' ریستورانوں اور کلبوں میں مسلح امریکی فوجی محتاط رہیں۔ جہاں ایک بھی منکی مین نمودار ہو' اسے فوراً گولی ماردی جائے۔

ہر شاہراہ' ہر گلی' ہر مکان اور دکان کے اندر باہر اتنی زیادہ تعداد میں مسلح فوجی تھے کہ تمام منکی مین پریشان ہوگئے۔ وہ کھانے پینے اور دوسری اہم ضرورت کے وقت نادیدہ سے دیدہ نہیں ہوسکتے تھے۔

جب بھوک اور پیاس نے پریشان کیا تو وہ سب اس شہر سے ہجرت کرنے لگے۔ شہر سے باہر آکر اپنے اپنے موبائل فون کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ کیا پھر یہ طے کیا کہ وہ سب پہلے کی طرح کسی ایک شہر میں ایک ساتھ رہیں گے۔ اس بار انہوں نے بالٹی مور میں رہنے کا فیصلہ کیا پھر وہاں سے اسی ساحلی شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔

ان میں سے دو منکی جاسوسوں نے تل ابیب آکر اپنے ماسٹر کے موبائل فون پر رابطہ کیا پھر اپنے ماسٹر کی آواز سنتے ہی کہا "ماسٹر! امریکی فوجیوں نے میامی میں ہمارا رہنا مشکل کردیا تھا۔ آپ کے تمام جاں نثار میامی شہر چھوڑ کر دوسرے ساحلی شہر بالٹی مور چلے گئے ہیں۔"

وہ تفصیل سے اپنے ماسٹر کو حالیہ واقعات بتانے لگے۔ اس نے پوچھا "ہمارے کس منکی نے لیزر گن سے بحری جہاز کو تباہ کیا ہے۔؟"

"ہم میں سے کسی نے یہ حماقت نہیں کی ہے۔ ہاں ہمارے جو ساتھی مرچکے ہیں ان میں سے شاید کسی نے اس بحری جہاز کو تباہ کیا ہو۔"

دوسرے جاسوس نے کہا "لیکن ہم میں سے کوئی ایسا نہیں کرسکتا۔ آپ نے تاکید کی تھی کہ ہماری طرف سے تخریبی کارروائی کبھی نہ ہو اور ہم خواہ مخواہ کسی کو قتل نہ کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے جاں نثار آپ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے ہیں۔"

منکی ماسٹر نے کہا "بے شک' میرا کوئی جاں نثار ایسا نہیں کرے گا۔ اس بحری جہاز کو امریکا کے کسی دشمن نے تباہ کیا ہے اور الزام ہم پر آرہا ہے۔ ہمارے جاں نثاروں کے خلاف انتقامی کارروائی کی جارہی ہے۔ ایسے میں ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے دیں۔"

"ماسٹر! آپ کا بھائی منکی برادر بھی مشتعل ہورہا ہے۔ وہ آپ کے حکم کے منتظر ہے۔"

"اس سے کہو' ذرا صبر کرے۔ میں یہاں ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنے کے بعد سوچوں گا کہ ان امریکی فوجیوں کے خلاف ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمارے جاں نثار تل ابیب اور بالٹی مور میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ہماری تمام قوت ایک جگہ نہیں ہے۔ ہمیں اب کسی بھی دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے اپنی منتشر قوتوں کا حساب کرنا پڑے گا۔"

منکی ماسٹر کے لیے یہ مقامِ فکر تھا کہ دو مختلف ملکوں میں بیک وقت کس طرح جنگ جاری رکھے گا؟ فلائنگ کیپسول کے ذریعے اسرائیل سے امریکا پہنچنے میں تقریباً چار گھنٹے لگتے تھے۔ منکی ماسٹر اپنے بھائی منکی برادر کی کمانڈ میں جنگ لڑنے کی اجازت نہیں دینا چاہتا تھا۔ اگرچہ منکی برادر ذہین تھا لیکن لڑنے کی حکمتِ عملی سے واقف نہیں تھا۔ یہ بھی دیکھا جارہا تھا کہ دنیا والے بڑے چالاک اور مکار ہیں۔ وہ ہتھیاروں سے زیادہ عقل کے ذریعے لڑ رہے ہیں اور انہیں یہ دنیا چھوڑ کر جانے پر مجبور کررہے ہیں۔

○☆○

دیوی تل ابیب پہنچ گئی۔ اب اسے معلوم کرنا تھا کہ وہاں کیا ہورہا ہے؟ کتنے فریق ہیں' جو اپنے اپنے طور پر محاذ بنا رہے ہیں؟ اور یوں محاذ آرائی سے وہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

اس نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ ایک سرکاری آڈیٹوریم میں آدھے گھنٹے بعد اہم میٹنگ ہے۔ وہاں منکی ماسٹر سے مذاکرات ہوں گے۔

اس نے اپنی ڈی اور ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں شیام سندر اور شری کانت سے رابطہ کیا۔ وہ بھی وہاں پہنچے ہوئے تھے اور ہوٹل شیرٹن میں قیام کررہے تھے۔ ڈی نے ایک اعلیٰ حاکم کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا تھا کہ پچھلی رات سے منکی ماسٹر اور اس کی فوج کی نئی کھیپ نے اسرائیلی حکام پر دباؤ ڈالا ہوا ہے۔ انہیں اندیشہ ہے کہ کسی بھی لمحے ایک تباہ کن جنگ چھڑ سکتی تھی۔ اس جنگ کا خطرہ اسی صورت میں ٹل سکتا ہے کہ منکی ماسٹر کو وہاں اپنا فوجی اڈا بنانے کے لیے تھوڑی سی زمین دے دی جائے۔

وہاں ہزاروں منکی مین نادیدہ بنے ہوئے تھے۔ الپا کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا کہ منکی ماسٹر ایک اعلیٰ افسر کے گھر میں ہے اور اس افسر کی بہن ٹینا کے کمرے میں چھپا رہتا ہے۔

الپا نے دوسری بار ٹینا کے دماغ میں جانا چاہا تو سوچ کی لہریں کسی چیز سے ٹکرا کر واپس آگئیں۔ پتا چلا منکی ماسٹر نے ٹینا کو الپا وغیرہ کی ٹیلی پیتھی سے بچائے رکھنے کے لیے اس کے سر کے پچھلے حصے میں برین گارڈ لگادیا تھا۔

دیوی ابھی نہیں جانتی تھی کہ منکی ماسٹر نے کہاں قیام کیا ہے؟ اسے اطمینان تھا کہ ابھی جو اجلاس ہونے والا ہے' اس کے بعد وہ منکی ماسٹر کو اپنی نظروں میں رکھے گی۔ اس کی رہائش گاہ کا علم بھی ہوجائے گا۔

اجلاس میں یوں تو ہزاروں منکی مین اپنے منکی ماسٹر کے ساتھ حاضر تھے لیکن نادیدہ تھے۔ صرف ایک منکی مین اپنے منکی ماسٹر کے ساتھ سب کو نظر آرہا تھا۔ ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "یہاں منکی ماسٹر کو سب کے درمیان موجود رہ کر ہم سے روبرو گفتگو کرنی چاہیے۔"

"حالات موافق ہوں گے تو ماسٹر ضرور روبرو آئے گا۔"

"ہم اس اجلاس میں ماسٹر کی سلامتی کی ضمانت دے رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے بے شمار نادیدہ منکی مین یہاں موجود ہیں۔ وہ ہماری حکومت کے اکابرین کو قتل کرسکتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم سب کے سامنے موجود ہیں۔ ماسٹر کو ہمارے سامنے ہونا چاہیے۔"

"اس بحث سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کام کی بات کی جائے۔"

"ہم ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ اس نے اپنی فوج کے ساتھ ہمارے ملک میں آکر ہم پر ظلم کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اپنی آمد سے پہلے ہم سے رابطہ کرتا۔ اپنے مطالبات پیش کرتا۔ ہم آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے پھر اس سلسلے میں کوئی مناسب درمیانی راستہ نکالتے۔ بالکل ہی اچانک آنے اور جبراً اپنے مطالبات منوانے کی روش غلط ہے۔"

"ہم تو اس دنیا میں خانہ بدوش ہیں۔ ہماری کوئی زمین ہوتی تو ہم وہاں بیٹھ کر اپنے مطالبات پیش کرتے اسی لیے ہم نے پہلے تمہارے ملک میں بیٹھنے کی جگہ بنائی ہے پھر مطالبات پیش کررہے ہیں۔"

"تم یہاں سے پہلے امریکا میں عارضی قیام کرنے کی جگہ پاچکے تھے۔"

"ہم امریکا میں بیٹھ کر وہاں کے حکمرانوں سے معاملات طے کررہے ہیں۔ تمہارے ملک میں بیٹھ کر تم سے معاملات طے کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر اعتراض کرکے اپنا اور ہمارا وقت کیوں برباد کررہے ہو۔"

"یہ وقت ضائع نہیں ہو رہا ہے بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ کیا یہ بات تمہاری سمجھ میں آ رہی ہے کہ میامی میں کتنے زیادہ منکی مین مارے گئے ہیں؟ ان سب کو اس شہر سے بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا ہے اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمہارے آدمیوں نے میامی نیول بیس کے ایک بحری جہاز کو بے وجہ تباہ کر دیا۔"

"تمہارے کسی جاں نثار نے ایسا نہیں کیا ہے۔"

"لیزر گن سے وہ جہاز تباہ کیا گیا ہے اور لیزر گنیں صرف تم لوگوں کے پاس ہیں۔"

"ہم سے چھینی ہوئی لیزر گنیں استعمال کی گئی ہیں۔ یہ ہمیں تخریب کار ثابت کرنے کی مکارانہ سازش ہے۔"

"اس دنیا میں ایسا کوئی دشمن نہیں ہے' جو خواہ مخواہ امریکی بحری بیڑے کو تباہ کرے گا۔ تم نے ایسا نہیں کیا ہے' تب بھی ثبوت تمہارے خلاف ہیں۔"

"ثبوت جھوٹے ہیں۔ سچے بھی ہوں گے تو تمہاری دنیا کی کون سی عدالت ہمیں سزا دے گی؟ تم لوگ ان فضول باتوں سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

"ہم سمجھانا چاہتے ہیں۔ جس طرح تم نے میامی میں فوج رکھ چھوڑی تھی اور وہاں تخریب کاری ہوئی اسی طرح تم یہاں اپنی فوج رکھو گے تو یہاں بھی تخریب کاری ہو گی۔"

"تم ارضی دنیا کے لوگ بڑے مکار ہو۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر کو آگ لگاتے ہو اور الزام ہمیں دیتے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو' ہمیں ایسے الزامات دے کر دنیا سے بھگا دو گے؟"

"ہم نہیں بھگا رہے ہیں۔ تم لوگ اپنی غلطیوں کے نتیجے میں خود ہی اس طرح بھاگو گے' جیسے آج تمہارے منکی مین میامی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔"

منکی مین نے ہنستے ہوئے کہا "ہمارے ساتھی بھگوڑے نہیں ہیں۔ انہوں نے ہجرت کی ہے۔ ایک شہر چھوڑ کر دوسرے شہر گئے ہیں۔ لیکن ان ہی کے ملک میں ہیں تم بھی اپنے اس شہر میں ہمیں ہماری ضرورت سے محروم کرو گے تو ہم دوسرے شہر چلے جائیں گے لیکن تمہارے اسی ملک میں رہیں گے۔"

"اگر ہم تمہاری اور تمام منکی مین کی رہائش کا انتظام کسی دوسرے ملک میں کر دیں تو کیا یہاں سے چلے جاؤ گے؟"

"اگر وہ جگہ پسند آئے گی تو ہم ضرور وہاں چلے جائیں گے لیکن وہ کون سا ملک ہے؟"

اسرائیلی فوج نے اپنے شمال مشرقی حصے میں شام کے پہاڑی علاقے پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اسلامی ممالک چاہتے تھے کہ اسرائیل اس علاقے سے اپنی فوج ہٹا لے۔ اب اسرائیلی حکام یہ طے کر رہے تھے کہ شام کے اس علاقے کو متنازعہ رکھنے کے لیے اسے بندروں کا فوجی اڈا بنانے کی چھوٹ دے دی جائے۔

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تمہارے ساتھ ہیلی کاپٹر میں چلو۔ وہ علاقہ اگرچہ ویران ہے لیکن فوجی اڈا قائم کرنے کے لیے اچھی جگہ ہے۔"

"جس ملک کی وہ جگہ ہے' اس ملک کے حکمران ہم سے جنگ کریں گے۔"

"وہ ایک اسلامی ملک ہے۔ ان میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ تمہارا مقابلہ کر سکیں۔ تم تو ان کے پورے ملک پر قبضہ جما لو گے۔ وہاں کھانے پینے اور عیش و آرام کی تمام چیزیں میسر ہوں گی۔ مسلمان عورتیں بہت حسین ہوتی ہیں۔ تم ایک بار انہیں دیکھو گے تو ہمارے ملک میں آنا بھول جاؤ گے۔"

"وہاں ایسی خوبیاں ہیں تو ہم ضرور جائیں گے۔ تم لوگ ہیلی کاپٹر میں چلو۔ ہم ہیلی کاپٹر کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں گے۔"

"تو پھر اس اجلاس کو یہیں ختم کیا جائے۔"

"جب ہمارا ٹھکانا وہاں بن سکتا ہے تو پھر اجلاس کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک جونیئر افسر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو؟"

دوسری طرف سے پارس نے کہا "میں ایک منکی مین ہوں۔ اپنے منکی ماسٹر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اس جونیئر افسر نے ٹیلی فون اٹھا کر منکی مین کے پاس آ کر ریسیور دیتے ہوئے کہا "تمہارا کوئی منکی مین بات کرنا چاہتا ہے۔"

اس نے ریسیور لے کر اپنے کان سے لگاتے ہوئے کہا "ہمارا ماسٹر میرے اندر موجود ہے اور میں اس اجلاس میں قائم مقام ماسٹر کی حیثیت سے بول رہا ہوں۔ تم کون ہو؟"

پارس نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "ماسٹر! میں منکی نمبر دو سو چھ بول رہا ہوں۔ میرے پاس منکی نمبر ایک ہزار ایک سو گیارہ موجود ہے۔ ہم دونوں کو الپا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے قیدی بنا لیا تھا۔ ہم بڑی کوششوں کے بعد قید سے فرار ہوئے ہیں۔ دشمن ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔ ضروری بات یہ ہے کہ ہم نے فرار ہونے سے پہلے الپا کی خفیہ باتیں سنی ہیں۔ وہ آپ کو تمام جاں نثاروں سمیت اپنے پڑوسی ملک شام کے علاقے میں دھوکے سے بھیجنا چاہتے ہیں۔ اس ملک کے فوجی نادیدہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاس بھی فلائنگ کیپسول اور لیزر گنیں ہیں۔ یہ وہ لیزر گنیں ہیں' جو ساحلی چٹانوں کے پیچھے ہمارے ذخیرے سے چرائی گئی ہیں۔ پتا نہیں کس نے چرایا ہے اور چرانے کے بعد ملکِ شام کے فوجیوں کے حوالے کر دیا ہے۔"

پارس بولنے کے دوران کراہتا جا رہا تھا پھر اس نے آواز بدل کر کہا۔ "میں منکی نمبر ایک ہزار ایک سو گیارہ بول رہا ہوں۔ ہم دونوں کو بہت ٹارچر کیا گیا ہے۔ ہم زیادہ بول نہیں پائیں گے۔ آخری بات یہ ہے کہ یہ اسرائیلی فوجی ہماری لیزر گنوں کے علاوہ

ملک شام کی لیزر گنوں سے خوف زدہ ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہماری طرح شام کے فوجی اسرائیل پر حملہ نہ کریں اس لئے وہ آپ کو ان سے ٹکرانا چاہتے ہیں۔"

پھر پارس نے ایک چیخ ماری اور کہا۔ "وہ آ گئے۔ اسرائیلی فوجی آ گئے۔ نہیں..... نہیں ہمیں گولی نہ مارو....."

ٹھائیں کی ایک آواز سنائی دی پھر دوسری آواز سنائی دی۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ منکی مین نے ہیلو ہیلو کہہ کر پکارا پھر غصے سے ریسیور پھینک کر کھڑا ہو گیا۔ دور بیٹھی ہوئی الپا کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔ "الپا! ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ فائر!"

اس نے نادیدہ جان نثاروں کو فائر کرنے کا حکم دیا۔ اچانک کئی جگہ لیزر شعاعیں نمودار ہوئیں اور سیدھی الپا کی طرف گئیں لیکن ان کی زد میں آنے سے پہلے ہی الپا نے نادیدہ بنانے والی گولی نگل لی۔ وہ لیزر شعاعیں اس کے پیچھے اور آس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں تک پہنچیں پھر ایک دھماکے سے تقریباً دس فوجی افسران کے چیتھڑے اڑ گئے۔

ایک دم سے اجلاس میں بھگدڑ شروع ہو گئی۔ منکی مین چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "تم لوگ مکار ہو' ذلیل ہو۔ ہمیں کسی دلدل میں پھینکنا چاہتے ہو' ہم وہاں نہیں جائیں گے۔ یہاں تمہارے سینے پر چڑھ کر اپنی حکومت قائم کریں گے۔"

وہاں ایسا خوف اور دہشت پھیل گئی تھی کہ کوئی ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ سب ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے' ایک دوسرے پر گرتے پڑتے اس اجلاس ہال سے باہر چلے گئے۔ تمام یہودی اکابرین حیران اور پریشان تھے کہ منکی ماسٹر اسرائیل چھوڑنے اور ملک شام میں پوری فوج کے ساتھ جا کر آباد ہونے پر آمادہ ہو گیا تھا پھر وہ اچانک کیوں بپھر گیا؟ یہ بازی اچانک کیسے پلٹ گئی؟ یہ پوچھنے کے لئے یہودی اکابرین منکی مین کے پاس نہیں رک سکتے تھے۔

اس اجلاس ہال میں دیوی بھی موجود تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ یہودی کتنی چالاکی سے منکی فوجوں کا رخ ایک اسلامی ملک کی طرف موڑ رہے ہیں۔ ایسے ہی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی اور ایک افسر نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا تو دیوی اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔

پھر دیوی نے اس کے ذریعے پارس کی آواز سنی۔ وہ خود کو منکی نمبر دو سو چھ کہہ رہا تھا اور تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ دیوی جانتی تھی کہ برین گارڈز کے باعث وہ کسی منکی مین کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گی لیکن وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا اس لئے اس نے اُس کے دماغ میں چھلانگ لگائی تو فوراً اسے جگہ مل گئی۔

اس کے اندر پہنچتے ہی اس نے حیرانی سے دیکھا۔ وہ زخمی نہیں' صحت مند تھا اور فریب دینے کے لئے کراہ رہا تھا اور جھوٹ بول رہا تھا کہ منکی مین ہے پھر تھوڑی دیر بعد وہ فرضی آواز بدل کر دوسرے منکی مین کی آواز میں بولنے لگا۔ اس طرح اُس نے صرف

چند منٹ میں یہودیوں کی کامیابی کو ناکامی میں بدل دیا۔

پھر اس فراڈ نے اپنے موبائل فون کے قریب ریوالور سے دو ہوائی فائر کرکے یہ تاثر دیا کہ الپا کی قید سے فرار ہونے والے دونوں منکی مین کو اسرائیلی فوجیوں نے گولی ماردی ہے۔

ادھر اجلاس میں جو ہنگامہ برپا ہوا' اس میں دیوی نے دلچسپی نہیں لی۔ اس فراڈ کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ دو سو برس پہلے پیدا ہوا تھا۔ ان دنوں آج کی طرح آسائشیں نہیں تھیں۔ وہ صبح اٹھ کر رفع حاجت کے لئے جنگل یا... کھیتوں میں جایا کرتا تھا۔ آج کے ائرکنڈیشنڈ ٹائلٹ سے بہتر کھیت ہوتے تھے۔ وہاں وہ آرام سے فارغ ہو جایا کرتا تھا۔ کبھی قبض کی شکایت نہیں رہی۔

دیوی نے ناگواری سے سوچا۔ "یہ کیا بکواس ہے؟ کیا چور خیالات ایسے ہوتے ہیں؟"

وہ پھر پڑھنے لگی۔ اس کے خیالات کہنے لگے۔ "ہائے وہ کیا زمانہ تھا! میں نے بوڑھا ہونے کے خوف سے جلدی جلدی جوانی گزاری۔ جو ملتی گئی' اسے پاس کرتا رہا۔ کسی کو فیل نہیں کیا مگر تعجب ہے جوانی کا دور گزر گیا اور بڑھاپا نہیں آیا۔ میں عمر گزارتے گزارتے سو برس کا ہو گیا۔ دنیا والے میری سو برس کی جوانی کو بڑی حیرانی سے دیکھتے تھے پھر میں دو سو برس کا ہو گیا۔ میرے دو سو سالہ جشن میں حسین سے حسین ترین لڑکیاں شریک ہوئیں۔ سب ہی مجھ پر مرتی ہیں اور کہتی ہیں' شراب جتنی پرانی ہو' اتنا ہی زیادہ نشہ چڑھاتی ہے۔ میں حسیناؤں کے لئے پرانی شراب بن گیا ہوں۔ مجھ میں اتنی کشش پیدا ہو گئی ہے کہ لڑکیاں صرف میرے کمرے میں نہیں' میرے دماغ میں آنے لگی ہیں۔ ہاں..... تو تم بھی آخر آ ہی گئی ہو۔ چلو بتاؤ' میرے چور خیالات نے کیا بتایا ہے؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "آہا' اب سمجھی تم برادر کبیر ہو۔ اتنی دیر سے سوچ رہی تھی کہ چور خیالات پڑھنے میں ناکامی کیوں ہو رہی ہے۔ بائی گاڈ' تمہارا دماغ عجوبہ ہے۔ کوئی تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا۔ بس تمہاری ایک بدمعاشی پر غصہ آتا ہے۔ جب چاہتے ہو۔ کچھ عرصے کے لئے مر جاتے ہو پھر اچانک زندہ ہونے کے بعد زندگی کے کسی موڑ پر مل جاتے ہو۔"

"آج مرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ آج میں اپنی بے مقصد زندگی کے بارے میں سوچ رہا ہوں' آخر میری زندگی میں کوئی محبت کرنے والی کیوں نہیں آتی؟"

"تمہارے جیسے عجیب و غریب پُراسرار شخص پر تو ہزاروں لڑکیاں مرتی ہوں گی۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ حسینائیں مجھ پر مرتی ہیں' اس لئے محبت کرنے کے لئے زندہ نہیں رہ پاتیں۔"

دیوی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم بہت زندہ دل ہو اور بڑے ہی باکمال ہو۔ تم نے کمال ذہانت سے یہودیوں کی چال پلٹ دی۔ آخر مسلمان ہو نا؟ اس لئے ایک اسلامی ملک کو ان بندروں کی یلغار سے بچا لیا۔ تمہاری ذہانت اور چالبازی کی جتنی بھی تعریف کی جائے' وہ کم ہے۔ ویسے پاکستان بھی ایک اسلامی ملک ہے۔ کیا تم بندروں کو ادھر جانے سے نہیں روکو گے؟"

"کیوں اپنے دل میں پاکستان کے لئے درد پیدا کر رہی ہو؟ اپنے مطلب کی بات کرو۔"

"کہنے کا مطلب یہ ہے کہ منکی فوج پاکستان پر حملہ کرے گی تو ہندوستان بھی محفوظ نہیں رہے گا اور اگر انہوں نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اس حملے کی لپیٹ میں پاکستان بھی آئے گا۔"

"کیا تم چاہتی ہو کہ وہ ہزاروں بندر تمہارے دیس میں نہ آئیں؟"

"بے شک! میں یہی چاہتی ہوں۔"

"تعجب ہے' تمہاری پوری ہندو قوم ہنومان (بندر) کی پوجا کرتی ہے۔ ان کی تصویریں اور مورتیاں تمہارے گھروں اور مندروں میں ہوتی ہیں۔ اگر ہزاروں کی تعداد میں ہنومان خلائی زون سے چلے آئے ہیں تو تمام ہندوؤں کو خوش ہونا چاہئے۔ ایک ایک منکی مین کو اپنے گھر میں لے جا کر اونچے سنگھاسن پر انہیں بٹھا کر ان کی پوجا کرنی چاہئے۔"

"بے شک ہم بجرنگ بلی ہنومان جی کی پوجا کرتے ہیں لیکن خلا سے آنے والے ہنومان نہیں ہیں۔"

"ہیں۔ تمہارے بھگوان رام سے وہ ہنومان باتیں کرتے تھے۔ یہ خلا سے آنے والے بندر بھی باتیں کرتے ہیں۔ اگر میں منکی ماسٹر کو یہ بتا دوں کہ ہندوستان جانے سے تمام ہندو اس کی پوجا کریں گے تو وہ آج ہی تمہارے دیس کی طرف روانہ ہو جائے گا۔"

"اے خبردار! منکی ماسٹر کو یہ بات نہ بتانا۔"

"کیوں نہ بتاؤں؟ کیا میں کروڑوں ہندوؤں کو ہنومان جی کے درشن اور پوجا سے محروم کر دوں؟"

"اب تمہارے دل میں ہندوؤں کے لئے درد کیوں پیدا ہو رہا ہے؟"

"ابھی تمہارے دل میں پاکستان کے لئے درد کیوں پیدا ہوا تھا؟"

"اچھا بس رہنے دو۔ میں جانتی ہوں' تم میرے خلاف ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے۔"

"تم اتنی لگاوٹ سے نہ کہو محبت کی بو آ رہی ہے۔"

"تم نہیں جانتے کہ میں تمہیں کتنا پسند کرتی ہوں۔ اگرچہ کبھی تم میرے کسی کام نہیں آئے پھر بھی تم نے مجھے نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

"تم کہتی ہو' میں کبھی کسی کام نہیں آیا۔ بھئی میں نے نقصان بھی نہیں پہنچایا۔ یعنی تمہیں فائدے میں رکھا۔ اس سے زیادہ اور کیا کام آسکتا ہوں؟"

"تم چاہو تو ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔"

"تم چاہو تو ہم گاڑی کے دو پہیوں کی طرح زندگی بھر ساتھ چل سکتے ہیں۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"قاضی اور پنڈت کو بلاؤں؟"

"ایں؟ نن..... نہیں۔ میرا مطلب وہ نہیں ہے۔ ہم دو بہترین دوستوں کی طرح زندگی بھر ساتھ رہیں گے۔"

"میں نے آج تک کسی عورت سے دوستی نہیں کی۔ تمہیں اپنے دماغ میں آنے دیتا ہوں اس لئے کہ تمہیں پسند کرتا ہوں مگر افسوس تم تو پارس کی امانت بنی ہوئی ہو۔"

"اس کا نام نہ لو۔ مجھے غصہ آتا ہے۔ میں اس سے سخت نفرت کرتی ہوں۔"

"بات کیا ہو گئی؟"

"اس نے اب تک مجھے اتنا نقصان پہنچایا ہے' جتنا ایک بدترین دشمن پہنچا سکتا ہے۔ پہلے تو یہ سوچ کر برداشت کرتی رہی کہ تقدیر نے مجھے اس کے نام لکھا ہے لیکن اس نے تو انتہا کر دی۔ خلائی زون میں مجھے اتنا ذلیل کیا کہ وہاں سے واپس آنا پڑا۔"

"غصہ کر کے کیا کرو گی؟ وہ تمہارے مقدر میں لکھا گیا ہے۔"

"میں تقدیر بدل سکتی ہوں۔ اگر وہ قتل کر دیا جائے تو میری تقدیر کی کتاب سے اس کا نام مٹ جائے گا۔"

"پھر میرے لئے گنجائش نکل آئے گی۔ واہ! تقدیر بدلنے کا یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ اسے کب قتل کر رہی ہو؟"

"میں اس پر قاتلانہ حملے کرا چکی ہوں لیکن وہ کمبخت بہت چالاک ہے۔ کبیر! تم اس سے زیادہ چالاک اور غیر معمولی انسان ہو۔ تم چاہو تو مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہو۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ وہ بہت چالاک اور مکّار ہے۔ اسے قابو میں کرنا اور قتل کرنا آسان نہیں ہو گا پھر بھی ایک شرط پر اُس سے مقابلہ کروں گا اور کسی نہ کسی طرح اسے قتل کر دوں گا۔"

"تمہاری شرط کیا ہے؟"

"یہی کہ اسے اپنی تقدیر سے مٹا کر مجھے اپنے نام لکھ لو۔"

وہ سوچنے لگی اس نے پوچھا۔ "کیا شرما رہی ہو؟"

وہ بولی۔ "تم نے بات ہی ایسی کہہ دی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں تم سے اور تمہاری غیر معمولی صلاحیتوں سے بہت متاثر ہوں۔ یہ تو نہیں کہتی کہ تم سے عشق ہو گیا ہے لیکن مجھ جیسی دیوی کا جیون ساتھی تمہارے جیسا غیر معمولی شخص ہی ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر وعدہ کرو کہ اب تمہارا حسن و شباب پارس کے لئے نہیں' میرے لئے ہو گا۔"

"پارس فنا ہو گا' تب تمہارے لئے ہو گا۔"

"میں ایسے وعدے پر بھروسا نہیں کرتا۔ دیوی جی! تم بھی کچھ کم چالاک نہیں ہو۔ اپنا کام نکال کر مجھے ٹھینگا دکھا دو گی۔"

"تم بھی یہی کر سکتے ہو۔ میری برسوں کی حسین امانت کو لوٹ کر منہ پھیر سکتے ہو۔"

"میں پارس کو پہلے قتل نہیں کروں گا' اسے قیدی بنا کر رکھوں گا۔ وہ تمام رات قیدی بنا رہے گا اور تم تمام رات میرے پہلو میں رہو گی تو میں صبح ہوتے ہی تمہارے سامنے اسے گولی مار دوں گا۔"

"اگر تم اسے قیدی بنا کر اس کا دماغ کمزور کر سکو تو پھر اسے قتل کرنا ضروری نہیں ہو گا۔ میں اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا کر ساری زندگی اسے ذلیل کرتی رہوں گی۔"

"چلو یہی سہی۔ جب وہ میرے قابو میں آجائے گا تو میں اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دوں گا۔ اس کے بعد تم اسے غلام بنا سکو گی۔"

"تم اسے کب تک میرے قدموں میں لا سکو گے؟"

"وہ جب بھی ملے گا' اس سے زبردست جنگ شروع ہو جائے گی۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہو گا کہ وہ آج کل کس ملک میں ہے اور کیا کر رہا ہے؟"

"منکی ماسٹر کے معاملے میں بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔ وہ سب اسرائیل اور امریکا میں کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے' پارس بھی یہاں یا میامی میں ہو۔"

"میں تل ابیب میں ہوں۔ تم میامی جا کر اسے تلاش کرو۔"

"تمہاری یہاں کیا مصروفیات ہیں؟"

"تم نے ابھی دیکھا ہی ہے۔ میں منکی ماسٹر کو کسی بھی اسلامی ملک میں جانے سے روک رہا ہوں اور آئندہ بھی روکتا رہوں گا۔"

"اب ہماری دوستی ہو گئی ہے۔ کیا تم منکی ماسٹر کو میرے دیس جانے سے نہیں روکو گے؟"

"ہماری دوستی؟ محبت کی بنیاد پر نہیں' شرائط کی بنیاد پر ہوئی ہے اور شرط تم ہی نے لگائی ہے۔ میں تمہیں پارس سے نجات دلاؤں گا' تم مجھے اپنے حسن و شباب کا خزانہ دو گی۔ تم چاہو تو شرط بدل سکتی ہو۔ اپنے دیس اور ہندو قوم کو بچانے کے لئے حسن و شباب کو داؤ پر لگا سکتی ہو۔"

"نہیں' یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔"

"یعنی اپنے دیس کے لئے اپنی کوئی چیز قربان نہیں کرو گی؟"

"پلیز مجھے مت الجھاؤ۔ میں تمہاری دوستی اور تعاون چاہتی ہوں۔"

"پلیز اصولوں کو سمجھو۔ کچھ لینے کے لئے کچھ دینا پڑتا ہے۔"

"تم بہت سخت ہو۔ عورت کے معاملے میں کچھ تو نرم ہونا چاہئے۔"

"محبت کرنے والی عورت کے معاملے میں نرمی اور لچک پیدا کی جاتی ہے اور تم محبت نہیں کرتی ہو۔ صرف مجھے پسند کرتی ہو۔"

"تم میرے دل کی بات نہیں جانتے۔ میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔"

"اللہ! میں خوشی سے مرجاؤں گا۔"

"کیا تمہیں یقین نہیں ہے؟"

"یقین دلانے کا کوئی کام کرو۔ آؤ ہم دو محبت کے متوالے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ساحل کی ٹھنڈی ریت پر ٹہلیں گے۔"

"تمہیں شاید معلوم ہوگا کہ آج تک کسی نے میرا اصل چہرہ نہیں دیکھا ہے اور میری اصلی آواز نہیں سنی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' میں پارس کو تمہارا غلام بناؤں گا تو تم اپنے اصلی روپ میں حسن و شباب کا نذرانہ نہیں دوگی؟"

"مجھے انکار نہیں ہے۔ میری جوتش ودیا اور جناب تبریزی کہتے ہیں کہ میں مزید تین برس تک پراسرار رہوں گی۔ بے نقاب ہونے کے بعد پارس سے میری شادی ہوگی لیکن پارس میری مٹھی میں آجائے گا۔ میں اسے غلام بنالوں گی تو پھر غلام سے شادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔"

"اس کی غلامی اور ہماری شادی ابھی دور ہے۔ تم اصلی پر نقلی چہرہ لگا کر اور آواز بدل کر مجھ سے سمندر کے ساحل پر مل سکتی ہو۔"

"کیا تمہیں احساس ہے کہ تم نے ایسی باتوں میں کتنا وقت ضائع کیا ہے؟"

پارس نے حیرانی سے کہا "ارے یہ تو وہی سکھ لڑکا ہے!"

دیوی نے پوچھا۔ "تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

"وہ ایک سکھ لڑکا ہے۔ کچھ ایب نارمل ہے۔ پچھلی باتیں بھول جاتا ہے۔ مجھے ایک بار نیویارک میں ملا تھا۔ اب یہاں نظر آ رہا ہے۔"

"ہاں۔ میں اسے جانتی ہوں۔ اس کا نام دلجیت سنگھ ہے۔ کہاں ہے وہ؟"

"میں یہاں ایک اوپن ریستوران میں ہوں اور وہ ساحل پر چند بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ تم ابھی جاؤ۔ میں ذرا معلوم تو کروں' آخر یہ ہے کیا چیز؟"

وہ بولی۔ "پلیز مجھے اپنے ساتھ رہنے دو۔ میں بھی دلجیت کی حقیقت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ ریستوران سے اٹھ کر ساحل کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ "میں اتنی دیر تک کسی کو اپنے اندر نہیں رہنے دیتا۔ اگر تم کامیابیاں حاصل کرنا چاہتی ہو تو جلد سے جلد میری بن جاؤ پھر دیکھو گی کہ جو پہلے کبھی نہیں ہوا وہ اب ہوگا۔"

"ایسی کون سی انوکھی بات ہوگی؟"

"ہاری ہوئی ایک بازی جیت لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن تمام بازیاں جیت لینا انوکھی بات ہوتی ہے اور کیا یہ انوکھی بات نہیں ہوگی کہ فرہاد کا بیٹا پارس تمہارا غلام ہوگا؟"

"ہاں۔ مانتی ہوں۔"

اعلیٰ بی بی (ثانی) ایک سکھ لڑکے کی طرح سر پر پگڑی پہنے ہوئے تھی۔ انگریز اور یہودی بچوں کے ساتھ ریت پر گیند سے کھیل رہی تھی۔ بظاہر وہ تنہا نظر آتی تھی لیکن اس کے ساتھ ہمیشہ جے مورگن نادیدہ بن کر رہا کرتا تھا۔

پارس نے قریب جا کر کہا۔ "ہیلو دلجیت!"

اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ بچوں کے ساتھ کھیلتی رہی۔ پارس نے اور قریب جا کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "دلجیت!"

وہ پارس کو دیکھ کر بولی۔ "کیا مجھے کہہ رہے ہو؟"

"ہاں۔ کیا تمہارا نام دلجیت نہیں ہے؟"

"نہیں۔ دلجیت تو کسی لڑکے کا نام ہوتا ہے۔"

"کیا تم لڑکا نہیں ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "اچھا تم میری پگڑی دیکھ کر مجھے سکھ لڑکا سمجھ رہے ہو۔"

اس نے سر سے پگڑی اتار دی۔ خوبصورت ریشمی بال اس کے شانوں تک آ گئے۔ وہ بولی۔ "میرا نام پاروتی ہے مگر مجھے پارو کہتے ہیں۔"

"تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟"

اس نے دور ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہاں جو ملٹی کلر کی چھتری ہے' اس کے سائے میں بیٹھے ہیں۔" پارس نے دیکھا پھر ادھر جانے لگا۔

دیوی نے کہا۔ "اگر وہ واقعی اس کے ماں باپ ہوں گے تو آج اس دلجیت کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔"

"وہ دلجیت نہیں' پارو ہے اور کیا پتا پارو بھی نہ ہو۔"

ملٹی کلر کی چھتری کے سائے میں ایک نوجوان لڑکی اور ایک جوان آدمی تھا۔ وہ جوان آدمی دراصل جے مورگن تھا۔ لڑکی ہندو تھی۔ اسرائیل میں آباد ہونے والے ہندو خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ پتا نہیں کون تھی۔ اپنی یادداشت کھو چکی تھی۔ جے مورگن نے اس پر تنویمی عمل کر کے اپنی بہن بنا لیا تھا اور اس کے ذہن میں یہ نقش کر دیا تھا کہ وہ ہنومان جی کی پجارن ہے۔

پارس نے چھتری کے پاس آ کر انہیں دیکھا پھر کہا۔ "اس بچی نے اپنا نام پارو بتایا ہے۔ کیا آپ اس کے والدین ہیں؟"

جے مورگن نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ابھی تو ہماری شادی نہیں

ہوئی' ہم والدین کیسے بن جائیں گے۔ یہ میری بہن لکشمی ہے۔ میں پیار سے اسے لکی کہتا ہوں اور وہ ہماری چھوٹی بہن پارو ہے۔ پارو کی یادداشت بہت کمزور ہے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے کی باتیں بھول جاتی ہے اسی لئے اس نے ہمیں ماں باپ کہا ہے۔ ویسے میرا نام راج پال ہے۔"

پارس نے کہا۔ "میں نے ایک بار اسے نیویارک میں تنہا بھٹکتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس وقت بھی یہ سکھ لڑکے کی طرح پگڑی پہنے ہوئے تھی۔"

جے مورگن نے کہا۔ "یہ لڑکی بہت پریشان کرتی ہے۔ ہم اس پر کڑی نظر رکھتے ہیں پھر بھی یہ نظر بچا کر نکل جاتی ہے۔ تعجب کی بات ہے' یہ صرف ایک شہر سے دوسرے شہر ہی نہیں بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھٹکتی پھرتی ہے۔"

"یہ آپ کو واپس کیسے ملی؟"

"ہم اس کے لئے پریشان رہا کرتے ہیں لیکن یہ اطمینان رہتا ہے کہ چاند کی پہلی تاریخ سے چودہ تاریخ تک اسے سب کچھ یاد آ جاتا ہے۔ یہ سیدھی ہمارے پاس چلی آتی ہے۔ جب پندرہ تاریخ سے چاند گھٹنے لگتا ہے تو اس کی ذہنی قوت بھی کم ہونے لگتی ہے۔ یوں سمجھیں یہ ہر ماہ پندرہ یا سولہ دن کے لئے پرابلم بنی رہتی ہے۔"

پارس نے سوچ کے ذریعے دیوی سے پوچھا۔ "کیا پارو کی حقیقت معلوم ہوئی؟"

"ہاں۔ میں لکشمی عرف لکی اور راج پال کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ راج پال کا ہندو گھرانا چھ سال سے تل ابیب میں ہے۔ پارو دنیا کے جس حصے میں بھی بھٹکتی ہے' چاند کی پہلی تاریخ کے بعد کسی دن بھی تل ابیب واپس آ جاتی ہے۔"

پارس' جے مورگن سے مصافحہ کر کے پارکنگ ایریا میں جانے لگا۔ اس نے کہا۔ "جب بھی پارس میرے قابو میں آجائے گا' میں تمہیں اپنے دماغ میں بلا لوں گا۔ اب تم جاؤ۔"

"جا رہی ہوں مگر منگی مخلوق کے خلاف مجھ سے ذرا تعاون کرو۔"

"ہمارے درمیان صاف اور سیدھی بات ہوتی رہے تو اچھا ہے اور سیدھی سی بات یہی ہے کہ تم میری بن کر رہو گی تو میں تمہارے کام آتا رہوں گا۔ ابھی جاؤ اور میری دوستی کی شرائط پر غور کرو۔"

اس نے سانس روک لی۔ دیوی اس کے اندر سے نکل گئی۔ اس نے باربرا کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ "الپا کس حال میں ہے؟"

"بیچاری کا برا حال ہے۔ کامیابی حاصل ہوتے ہوتے اچانک ناکامی کے جوتے پڑیں تو بڑا ذہنی صدمہ پہنچتا ہے۔ الپا کی طرح دوسرے اکابرین بھی پریشان ہیں۔ بار بار ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعے اعلان کر رہے ہیں کہ منگی ماسٹر ان سے رابطہ کرے۔ وہ ماسٹر کی غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں۔"

"کیا ماسٹر نے کسی سے رابطہ کیا ہے؟"

"ماسٹر کی طرف سے خاموشی تھی۔ الپا نے ٹینا کے ذریعے ماسٹر کو مخاطب کرنا چاہا لیکن ماسٹر نے ٹینا کے سر سے بھی برین گارڈ چپکا دیا ہے۔ اس کے دماغ میں پہنچا نہیں جا سکتا پھر الپا' ٹینا کے بھائی کے اندر پہنچی۔ اس کے ذریعے ٹینا سے کہا کہ وہ جانتی ہے منگی ماسٹر اس کے اندر چھپا رہتا ہے۔ اسے کہے تھوڑی دیر کے لئے غصہ تھوک دے۔ اسے ایک بار صفائی کا موقع دے۔" ٹینا نے کہا کہ وہ اس کے اندر رہتا ہے لیکن ابھی نہیں ہے۔ کہیں گیا ہوا ہے۔"

باربرا کی بات ختم ہوتے ہی ایک زوردار دھماکا سنائی دیا۔ جہاں پارس کار میں تھا وہاں کی قریبی عمارتیں لرز گئیں۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ وہ تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتا ہوا زیادہ سے زیادہ دور جانے لگا۔ اس علاقے میں مرد' عورتیں اور بچے چیخ رہے تھے اور اِدھر سے اُدھر بھاگ رہے تھے۔ پارس نے ایک لمبا چکر لگایا... پھر واپس آ کر دیکھا۔ اسلحے کا ڈپو جہاں تھا' وہاں اب پتھروں اور لوہے کے ٹکڑوں کا ڈھیر نظر آ رہا تھا۔ وہاں حیفہ اور جافا کی فوجی چھاؤنی کا جتنا اسلحہ تھا وہ سب تباہ ہو چکا تھا۔

اور یہ سب کے سمجھ میں آنے والی بات تھی۔ وہ منگی فوج کی طرف سے پہلا بڑا حملہ تھا اور جلد ہی کسی وقت بھی دوسرا حملہ ہو سکتا تھا۔ ریڈیو' موبائل مائیک اور اسپیکر کے ذریعے چیخ چیخ کر منگی ماسٹر سے کہا جا رہا تھا "ماسٹر! ہم تمہاری شرائط منظور کر رہے ہیں۔ تم ہمارے شہروں اور چھوٹی آبادیوں سے دور جہاں اپنی بستی بسانا چاہتے ہو' بسا لو۔ ہم تمہیں تمام سہولتیں فراہم کریں گے مگر یہ ظلم نہ کرو۔ شہری آبادی میں دھماکے نہ کرو۔ معصوم اور پُرامن شہری تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ ان سے دشمنی نہ کرو۔"

اسلحے کے ڈپو میں دھماکے بعد آس پاس کی عمارتوں میں بھی آگ لگ گئی تھی۔ سیکڑوں افراد مارے گئے تھے اور نہ جانے کتنے زخمی ہو گئے تھے۔ پورے تل ابیب میں ایسی دہشت پھیل گئی تھی کہ سب اپنے گھروں کی چار دیواری تک محدود ہو گئے تھے اور جو لوگ منگی فوج کی آمد اور وہاں ان کی رہائش کے نتائج کو سمجھ رہے تھے' وہ اپنی فیملی کے ساتھ شہر چھوڑ کر جا رہے تھے۔ آرمی ہیڈ کوارٹر میں تینوں افواج کے سربراہ اپنے فوجی مشیروں کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اسی ایک فیصلے پر متفق تھے کہ شہریوں کی جان و مال کی سلامتی کے لئے فوراً ہی منگی ماسٹر کی شرط تسلیم کر لیں۔ اس کے بعد غور کیا جائے کہ ان ہزاروں بندروں سے کیسے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

ایسے ہی وقت وہاں ایک منگی مین نمودار ہوا۔ سب نے اسے چونک کر دیکھا۔ وہ بولا۔ "میں ایک نظر آ رہا ہوں لیکن یہاں بے شمار نادیدہ ہیں۔ کیا انہیں دیکھنا چاہو گے؟"

ایک افسر نے کہا "نہیں' ہمیں یقین ہے۔ آؤ یہاں بیٹھو۔"

وہ ایک خالی کرسی پر بیٹھ کر بولا۔ "ہمارے ماسٹر نے اعلان سن لیا ہے۔ ہم نے اپنی بستی بسانے کے لئے اسی میدان کو پسند کیا ہے' جہاں پہلے ہماری منکی فوج کے لئے خیمے لگائے گئے تھے۔ ہم اس میدان سے چھ میل کے رقبے تک زمین چاہتے ہیں۔ چھ میل کی حدود میں اگر تمہاری کوئی بستی آئے تو اسے خالی کرا دو۔ آج ہی سے لکڑیوں کے مکانات کی تعمیر شروع کرا دو۔ بستی کے درمیان ایک وسیع و عریض پختہ عمارت تعمیر کراؤ۔ جتنی جلدی رہائشی مکانات تیار ہوں گے اور ضروریات کا تمام سامان وہاں پہنچایا جائے گا' اتنی ہی جلدی ہم یہ شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔"

ایک افسر نے کہا۔ "ماسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ اگر کسی دوسرے ملک میں کوئی جگہ پسند آئے گی تو تم لوگ ہمارا ملک چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔"

"ہمارا ماسٹر اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ کسی دوسرے ملک پر پوری طرح قبضہ جمانے کے بعد ہم تمہارا یہ ملک چھوڑ دیں گے لیکن تمہارے مشورے سے کبھی کسی ملک پر حملہ نہیں کریں گے۔"

"ہم بھی آئندہ کبھی مشورہ نہیں دیں گے لیکن ایک بات پوچھنا چاہتے ہیں۔ اجلاس میں ماسٹر راضی ہو گیا تھا کہ پڑوسی ملک کی زمین پسند کرنے جائے گا پھر کسی کا فون سنتے ہی تم سب ہمارے جانی دشمن بن گئے۔ یہ تو ہم سمجھ رہے ہیں کہ کسی دشمن نے ہمارے خلاف بڑی مکاری سے ماسٹر کو بھڑکایا ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ دشمن نے ایسی کیا بات کہہ دی تھی؟"

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے' فون کسی دشمن نے نہیں' ہمارے ان دو منکی ساتھیوں نے کیا تھا' جنہیں تمہاری الپا نے قیدی بنا کر رکھا تھا۔ انہوں نے قید سے فرار ہو کر مجھے فون پر بتایا کہ پڑوس میں ملک شام ہے اور ان کے فوجیوں کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں' فلائنگ کیپسول اور لیزر گنیں ہیں۔ اگر ہم وہاں جائیں گے تو ہمارے ہزاروں منکی مین مار دیے جائیں گے۔ تم یہودی یہی چاہتے ہو کہ ہم سب مارے جائیں اور اگر شام کے فوجی مارے جائیں گے تو ہم وہاں حکومت بنا کر تمہارا ملک چھوڑ دیں گے۔"

ایک نے کہا۔ "پہلی بات تو یہ ہے کہ الپا نے کسی منکی مین کو قیدی نہیں بنایا تھا۔ دشمن نے منکی مین بن کر فون کیا اور تمہیں گمراہ کیا۔"

"ہمیں اپنے ان دو منکی ساتھیوں کی لاشیں مل چکی ہیں۔"

"تو پھر یقین کرو۔ اسی دشمن نے انہیں ہلاک کر کے ان کی طرف سے مظلوم بن کر تمہیں بہکایا ہے۔"

"تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ایسا تمہارے کسی دشمن نے کیا ہے پھر کیا یہ جھوٹ ہے کہ شام کے فوجیوں کے پاس لیزر گنیں نہیں ہیں۔ کیا ان کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں نہیں ہیں؟"

"ہماری معلومات کے مطابق شامی فوج کے پاس ایسا کچھ نہیں تھا۔ اگر [illegible] ان کے پاس ایسی کچھ چیزیں آ گئی ہیں یا دشمنوں نے ان کے پاس پہنچا دی ہوں تو ہم کچھ نہیں جانتے۔"

"ہم نے میامی شہر سے دور گولیوں' کیپسولوں اور لیزر گنوں کا ذخیرہ چھپایا تھا۔ وہ سب کسی نے چرا لیا اور وہ جگہ تباہ کر دی۔ اس چرانے والے نے چوری کا وہ تمام سامان شامی فوج کے پاس پہنچایا ہے۔ یہ بات تمہیں معلوم تھی۔ تم پڑوسی ملک کی اچانک بڑھتی ہوئی قوت سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ اس سے مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے ہمیں مرنے یا مارنے کے لئے قربانی کے جانور بنا کر وہاں پہنچانا چاہتے تھے۔"

"دشمنوں نے ہمارے خلاف ایسی چالیں چلی ہیں کہ ہم اپنی صفائی میں جو کچھ کہیں گے' اس پر یقین نہیں کیا جائے گا۔"

"جب یقین ہو جائے کہ تمہاری باتوں پر یقین نہیں کیا جائے گا تو بات زبان سے نکالنا نہیں چاہئے۔ تم سچے ہو تو حالات تمہارے حق میں بولیں گے۔ آنے والا وقت تمہاری سچائی کی گواہی دے گا۔ بہتر ہے وقت ضائع نہ کیا جائے۔ جلد سے جلد ہماری بستی بسائی جائے۔"

یہ کہتے ہی وہ نادیدہ ہو گیا۔

○☆○

اس رات بینک کی عمارت کے اندر کیا ہوتا رہا' یہ نہ عمارت کے باہر والے جان سکے اور نہ ہی اندر والے سمجھ سکے۔ باہر اور اندر جتنے نائٹ سیکیورٹی گارڈز تھے' ان میں سے ہر گارڈ کے دماغ پر ایک خیال خوانی کرنے والا مسلط ہو گیا تھا۔ دو آدمی دو بھرے ہوئے بیگ اٹھا کر سیف والے کمرے میں آئے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے سیف کھولنے کے مختلف نمبر معلوم کر لئے گئے تھے لہٰذا سیف کھل گیا۔

انہوں نے سیف کے اندر سے تمام نقلی سونے کی اینٹیں نکال لیں پھر دونوں بیگوں میں سے اصلی سونے کی اینٹیں نکال کر سیف میں رکھ دیں۔ سیف سے نکالی ہوئی اینٹوں کو دونوں بیگوں میں بھر لیا گیا۔

وہ سیف دوبارہ ان ہی نمبروں سے بند ہو گیا۔ وہ کمرے سے باہر آئے۔ انہوں نے سیف والے کمرے کے دروازے کو بھی پہلے کی طرح لاک کر دیا۔ دونوں بیگ اٹھا کر نائٹ گارڈز کے سامنے سے گزرتے ہوئے بینک سے باہر آ گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد ایک گارڈ نے بینک کے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ وہ دونوں آنے والے ایک گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے اور بینک باہر سے اور اندر سے ایسے تھا' جیسے کوئی آیا اور گیا نہ ہو۔ نہ ہی وہاں کچھ ہوا ہو۔ تمام گارڈز کے دماغوں کو آہستہ آہستہ یوں آزاد کر دیا گیا جیسے ان کے ساتھ بھی کوئی غیر معمولی بات نہ ہوئی ہو۔

بینک منیجر اور سیکیورٹی افسر کو حوالات میں رکھا گیا تھا۔ چونکہ فخرالدین کو برسوں سے ایک ایماندار اور دیانت دار تسلیم کیا جاتا تھا

اس لئے اسے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے کی مہلت دی گئی تھی اور اسے ایک مکان میں نظربند رکھا گیا تھا۔

دوسرے دن گیارہ بجے فخرالدین کے وکیل نے بینک کے اعلیٰ عہدیداروں کے پاس آ کر کہا "میرے موکل جناب فخرالدین پر بینک ڈکیتی کا الزام ہے۔ میں نے موکل کی جانب سے عدالت میں درخواست پیش کی تھی کہ جب میرے موکل نے ڈاکا نہیں ڈالا ہے تو پھر بینک کا مال اس کے سیف میں محفوظ ہو گا۔ سونا پرکھنے والوں سے غلطی ہوئی ہے لہٰذا میرے موکل کی موجودگی میں سیف کو کھول کر سونا دوبارہ پرکھا جائے۔"

ایک عہدیدار نے کہا "ہماری آنکھوں کے سامنے سونے کو کسوٹی پر پرکھا گیا ہے۔ کیا دوبارہ پرکھنے سے جو نقلی ہے' وہ اصلی ہو جائے گا۔"

وکیل نے کاغذات پیش کرتے ہوئے کہا "میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ یہ کورٹ کے کاغذات ہیں۔ فاضل جج نے حکم دیا ہے کہ سیف کے تمام سونے کو دوبارہ پرکھا جائے۔ پرکھنے کے دوران ایک فرسٹ کلاس مجسٹریٹ' پولیس کے دو اعلیٰ افسران اور میرے موکل کی موجودگی لازمی ہے۔"

عدالتی حکم کی تعمیل کی گئی۔ بینک کے تمام بڑے عہدیداروں' پولیس افسروں' فرسٹ کلاس مجسٹریٹ اور فخرالدین کے سامنے اس سیف کو کھولا گیا۔ ایک سنار بینک کی طرف سے اور دوسرا سنار فخرالدین کی طرف سے موجود تھا۔ سیف سے ایک ایک سونے کی اینٹ کو نکال کر دونوں سنار اپنی اپنی کسوٹی پر پرکھتے گئے اور انہیں اصلی کہہ کر ایک طرف رکھتے گئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے تمام اینٹوں کو پرکھ کر اصلی کہہ دیا۔ پہلی بار پرکھنے سے پانچ سو اینٹیں نقلی ثابت ہوئی تھیں۔ اب دوسری بار پرکھنے کے بعد ایک بھی اینٹ نقلی نہیں نکلی۔

تمام عہدیدار حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ایک نے کہا "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پچھلی بار پرکھنے سے جو نقلی تھیں' وہ اب سب کی سب اصلی ہیں۔"

دوسرے نے سنار سے پوچھا "تم نے پہلی بار کون سی کسوٹی میں پرکھا تھا؟ کیسے کہہ دیا تھا کہ پانچ سو اینٹیں نقلی ہیں اور اب تم ہی تمام اینٹوں کو اصلی کہہ رہے ہو۔"

سنار نے پریشانی اور حیرانی سے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو نقلی تھیں' وہ اصلی کیسے ہو گئیں۔"

فخرالدین کے سنار نے کہا "یہاں ابتدا سے اصلی اینٹیں رکھی گئی تھیں۔ کبھی کسی نے نقلی نہیں رکھی تھیں۔ اسی لئے آج پرکھنے کے بعد کل بھی آ کر پرکھ لو۔ وہ اصلی ہی رہیں گی۔"

مجسٹریٹ نے بیان لکھ دیا کہ تمام اینٹیں اصلی ہیں۔ فخرالدین' بینک منیجر اور سیکیورٹی افسر پر ڈکیتی کا الزام غلط ہے۔ اس بیان پر پولیس کے اعلیٰ افسران اور بینک کے عہدیداروں نے دستخط

کئے پھرتیوں کو ڈکیتی کے الزام سے بری کر دیا گیا۔

بینک منیجر اور سیکورٹی افسر حیران تھے کہ ڈکیتی کا الزام غلط کیسے ثابت ہو گیا ہے جب کہ انہوں نے سیف میں پانچ سو نقلی اینٹیں رکھی تھیں اور اصلی سونا لے اڑے تھے۔

انہوں نے رہائی پانے کے بعد فخرالدین سے پوچھا "آپ نے عدالت کے ذریعے سیف کا سونا دوبارہ چیک کرایا۔ آپ کو یہ اعتماد کیسے تھا کہ ڈکیتی نہیں ہوئی ہے؟"

"اس لئے کہ میں نے ڈکیتی نہیں کی تھی۔ کیا آپ دونوں نے کی تھی؟"

وہ دونوں جلدی سے انکار میں سر ہلانے لگے۔ اسی شام وہ اپنے اس خفیہ اڈے میں گئے، جہاں پانچ سو اصلی سونے کی اینٹیں چھپا کر رکھی تھیں۔ وہ ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ باہر سے دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ وہ مقفل دروازہ بتا رہا تھا کہ اسے کسی نے نہیں کھولا ہے اور اندر سونا محفوظ ہے۔

وہ تالا کھول کر اندر آئے۔ اندر کمرے کا سامان جوں کا توں تھا۔ دوسرے کمرے میں ایک بڑا صندوق تھا۔ اس میں پانچ سو اینٹیں رکھی گئی تھیں۔ اس بڑے صندوق پر دو اور چھوٹے صندوق اسی طرح رکھے ہوئے تھے جس طرح وہ رکھ کر گئے تھے۔

بینک منیجر نے سیکورٹی افسر سے کہا "ہمارا تمام سامان جوں کا توں ہے۔ اندر سونا بھی موجود ہوگا پھر بینک کے سیف میں جو نقلی سونا تھا، وہ کہاں گیا؟ اور وہاں اصلی سونا کہاں سے پہنچ گیا؟"

سیکورٹی افسر نے کہا "بینک والی بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ ویسے ہمیں اپنا مال اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تسلی کر لینا چاہیے۔"

دونوں نے اوپر کے دو صندوق اٹھا کر نیچے فرش پر رکھے پھر بڑے صندوق کے تالے کو کھولا۔ اس کے بعد دونوں نے اس کا اوپری پٹ اٹھایا تو جو کچھ دیکھا، اس پر یقین نہیں آیا۔ ایسا لگا جیسے آنکھیں غلط دیکھ رہی ہیں۔

سونا نہیں تھا۔ وہاں سفید پاؤڈر تھا۔ بڑا سا صندوق ہیروئن کے چھوٹے چھوٹے پیکٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک نے ایک پیکٹ اٹھا کر اسے پھاڑ کر سفید پاؤڈر کو چکھا تو وہ ہیروئن تھی۔ وہ حیرانی سے بولا "سونے کی جگہ یہ ہیروئن کے پیکٹ کیسے آ گئے؟"

بینک منیجر نے کہا "یہ کوئی جادوئی تماشا لگتا ہے۔ یہ لاکھوں روپے کی ہیروئن ہوگی۔ اگرچہ ہم نقصان میں نہیں رہیں گے پھر بھی یہ معلوم کرنا چاہیے کہ سونا یہاں سے کیسے غائب ہو گیا جب کہ صندوق مقفل تھا اور مکان کے تمام دروازے بھی مقفل تھے۔"

بینک منیجر کو اپنے دماغ میں آواز سنائی دی "جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ساری زندگی تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔"

اس نے سیکورٹی افسر سے کہا "مجھے اپنے دماغ میں فخرالدین کی آواز سنائی دے رہی ہے۔"

فخرالدین نے سیکورٹی افسر کے اندر پہنچ کر کہا "تمہیں بھی اپنے اندر میری آواز سنائی دے رہی ہے۔ کیوں، سنائی دے رہی ہے نا؟"

وہ بولا "ہاں، میں بھی فخرالدین کی آواز سن رہا ہوں۔"

فخرالدین نے کہا "میں نے چوری نہیں کی تھی اس لیے چوری کے الزام سے بچنے کے لیے میں نے تمام سونا بینک میں پہنچا دیا۔ یوں بھی میں ایک کیشئر کی حیثیت سے امین ہوں۔ بینک کی امانت بینک میں پہنچا دی۔ میرے ساتھ تم دونوں بھی ڈکیتی کے الزام سے بری ہو گئے۔"

فخرالدین نے بینک منیجر کے اندر آ کر کہا "چوں کہ تم دونوں نے ڈاکا ڈالا ہے اس لیے دونوں کو سزا ملے گی۔ ڈکیتی کے الزام میں نہ سہی، منشیات فروشی کے الزام میں ملے گی۔ تم دونوں سزا سے نہیں بچ سکو گے۔"

دروازے پر دستک سنائی دی۔ وہ دونوں چونک گئے۔ اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آئے۔ اب دروازے کو زور زور سے پیٹ کر کہا جا رہا تھا "دروازہ کھولو ورنہ توڑ دیا جائے گا۔"

سیکورٹی افسر نے پوچھا "کون ہو تم؟"

"پولیس۔ ہم نے اس مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔"

انہوں نے دائیں بائیں اور پیچھے کی بھی کھڑکیاں کھولیں۔ ہر جگہ مسلح سپاہی نظر آ رہے تھے۔ بینک منیجر نے پریشان ہو کر کہا "کوئی ہم سے دشمنی کر رہا ہے۔ پولیس کو ایسے وقت بھیجا گیا ہے کہ ہم مال کے ساتھ پکڑے جائیں۔"

انہیں دروازہ تو کھولنا ہی تھا۔ ایک نے آگے بڑھ کر کھول دیا۔ کئی سپاہی رائفلیں تان کر اندر آئے۔ ان دونوں کو دھکے دیتے ہوئے دوسرے کمرے میں لے گئے۔ وہاں انہیں فرش پر اکڑوں بٹھایا پھر انسپکٹر نے صندوق سے ایک پیکٹ نکال کر اسے سونگھتے ہوئے کہا "ہوں۔ تو یہ ہے سپلائی کرنے کا اڈا۔ اس علاقے میں نئے لگتے ہو مگر دھندا جم کر کر رہے ہو۔ اب تو لمبی مدت کے لیے اندر جاؤ گے۔"

○☆○

دو بار روزی کے حسن و شباب کی ایسی کی تیسی ہوئی۔ علی نے اسے دوبارہ توہین کے شدید احساس میں جتلا کیا اور مراد کو بھی دو بار بری طرح الو بنا چکا تھا۔ دونوں بہن بھائی ایک بار پچیس لاکھ اور دوسری بار ایک کروڑ روپے حاصل کرتے کرتے ناکام ہو گئے تھے۔ علی نے انہیں اتنی بڑی رقوم سے محروم کیا تھا اور اب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ علی جہاں بھی نظر آئے گا، اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

لیکن علی اس وقت نظر آتا جب مراد گھر سے باہر نکلتا۔ بریف کیس کھولنے سے جو دھماکا ہوا تھا اس کے ساتھ ایک رقیق مادہ نکلا تھا اور مراد کے منہ پر پھیل گیا تھا۔ پتا نہیں، وہ کالا رنگ کیسا تھا جو اس کے چہرے پر پھیل کر جلد کے ریشوں میں سرایت کر گیا تھا۔ صابن، لوشن اور کریم وغیرہ کے استعمال کے باوجود وہ رنگ نہیں چھوٹ رہا تھا۔ منہ ایسا کالا ہوا تھا کہ وہ گھر سے باہر جا کر کسی کو منہ نہیں دکھانا چاہتا تھا۔ جان پہچان والے پوچھتے "منہ کیسے کالا ہوا؟" اس سوال کا جواب بہت مشکل تھا۔ اگر رنگ لگا تھا تو چھوٹ جانا چاہیے تھا لیکن وہ سیاہی چہرے کی جلد کا ایک حصہ بن گئی تھی۔

علی نے فون کے ذریعے روزی سے رابطہ کیا۔ مراد نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون؟"

علی نے کہا "منہ کالا۔"

وہ غصے سے بولا "تیرا منہ کالا۔ تیرے خاندان کا منہ کالا۔ ابے کون ہے بے تو؟"

"میں لانڈری مین ہوں۔ چہروں کی دھلائی کرتا ہوں۔ اگر کوئی پیدائشی کالا ہو تو اسے بھی گورا بنا دیتا ہوں۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میرا منہ کالا ہو گیا ہے؟"

"بھئی میں نے ہی کالا کیا ہے۔ میں ہی کالک صاف کر سکتا ہوں۔"

"اچھا تو یہ تم ہو۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"تم تو کسی کے سامنے آنے کے قابل نہیں رہے پھر مجھے قتل کرنے گھر سے کیسے نکلو گے؟ اگر رات کو نکلو گے تو عورتیں اور بچے تمہیں دیکھ کر ڈر جائیں گے۔"

"کچھ بھی ہو، میں تمہیں قتل کرنے کے لیے ضرور باہر نکلوں گا۔"

"کیا تم نے آج کا اخبار نہیں پڑھا؟ تمہارے بارے میں خبر شائع ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے کل رات اپنے چہرے پر کالک لگا کر ایک جگہ واردات کی تھی۔ ایک کوٹھی سے پچاس ہزار روپے اور کچھ قیمتی زیورات لوٹے تھے۔ کوٹھی والوں کے بیان کے مطابق چور کا منہ کالا تھا۔ اب پولیس والے ایسے چور کو تلاش کر رہے ہیں، جس کے ہاتھ پاؤں گورے ہیں مگر منہ کالا ہے۔ اگر گرفتار ہونا چاہتے ہو تو گھر سے نکلو۔"

علی جانتا تھا کہ یہ باتیں سنتے ہی وہ گالیاں دے گا۔ وہ فوراً اس کے دماغ میں آ گیا۔ وہ منہ سے گالیاں نکالنے کے بجائے طرح طرح کی آوازیں نکالنے لگا۔ روزی نے کمرے میں آ کر بھائی کو حیرانی سے دیکھا پھر پوچھا "یہ تم کیسی آوازیں نکال رہے ہو؟ کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

اس نے مراد سے ریسیور لے کر کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو؟"

علی نے آواز بدل کر کہا "دروازے کے باہر اخبار پڑا ہوا ہے۔ اس میں تمہاری تصویر شائع ہوئی ہے۔ اسے دیکھ لو۔"

علی نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ بھی ریسیور رکھ کر تیزی سے چلتے ہوئے کوٹھی کے باہر آئی۔ برآمدے میں اس روز کا اخبار پڑا ہوا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر کھولا۔ اندرونی صفحے میں اپنی تصویر دیکھ کر دماغ کو جھٹکا پہنچا۔ تصویر میں وہ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ لباس بے ترتیب تھا اور آس پاس کتے بھونکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

وہ ایک دم سے چیخ مار کر رونے لگی۔ دوڑتے ہوئے کمرے میں آئی۔ مراد کے منہ پر اخبار پھینک کر بولی "دیکھو، وہ بدمعاش مجھے کس طرح ذلیل کر رہا ہے۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی۔ جاؤ ابھی جاؤ اور اسے ڈھونڈ کر قتل کر دو۔"

علی نے اس کے اندر آ کر کہا "وہ بے غیرت کہاں جائے گا؟ مجھے کہاں تلاش کرے گا؟ میں تو تمہارے اندر ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ تمہیں اس حد تک ذلیل نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن اسے مکافاتِ عمل سمجھو۔ تمہاری سوتیلی بہن فہمی باحیا اور نیک سیرت ہے۔ تم نے اس پر بدچلنی کا الزام لگایا۔ اسے محلے میں اتنا بدنام کر دیا کہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہی۔ کیا اب تم کسی کو منہ دکھا سکو گی؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولی "تم کوئی جادوگر ہو۔ میرے اندر بول رہے ہو۔ میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی، تم جادو جانتے ہو۔ تم نے مجھے اعصابی کمزوری کی دوا پلا دی تھی۔ پہلے مجھ سے پچیس لاکھ چھین لئے پھر ایک کروڑ روپے چھین کر میری آبرو بھی چھین لی۔ تم ہم سے کیوں دشمنی کر رہے ہو؟ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"

"فہمی اور فخرالدین نے بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ اب تم اخبار کا پہلا صفحہ پڑھو۔ تمہاری کھوپڑی روشن ہو جائے گی۔"

روزی نے مراد سے اخبار چھین کر اسے الٹ پلٹ کر پہلا صفحہ دیکھا۔ دو کالمی خبر کے ساتھ فخرالدین کی تصویر شائع ہوئی تھی۔ تصویر میں وہ سوٹ اور نکٹائی پہنے ہوئے تھا۔ خبر یہ تھی کہ کیشئر فخرالدین پر بینک ڈکیتی کا الزام غلط ثابت ہو گیا۔ اسے بینک منیجر کے عہدے پر ترقی دی گئی لیکن اس نے استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ انکشاف ہوا ہے کہ فخرالدین رئیس ہے۔ ملک کے باہر اس کی کروڑوں کی جائداد ہے۔ اس کی ایک ہی بیٹی ہے، جو لندن میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

یہ خبر پڑھتے وقت روزی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا جس سوتیلے باپ کو ایک محدود تنخواہ پانے والا کیشئر سمجھتی تھی، وہ ایک رئیس اعظم تھا اور ملک سے باہر بھی نامعلوم اس کی کتنی جائداد تھی۔

وہ مراد کو اخبار دکھاتے ہوئے بولی "یہ دیکھو۔ اس تصویر کو دیکھو۔ یہ ہمارا باپ ہے لیکن ہمیں دھوکا دے رہا تھا۔ ہم اسے اور اس کی بیٹی کو روٹی روٹی کے لیے ترساتے تھے اور یہ ظاہر نہیں کر رہا تھا کہ کتنا بڑا رئیس ہے۔ ملک کے باہر پتا نہیں کتنا سرمایہ جمع کیا

ہے۔ فہمی لندن میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہے۔"

مراد نے سوچتے ہوئے کہا "روزی! جب ہماری ماں نے اس بڈھے سے شادی کی تو تم چھوٹی تھیں لیکن میں بارہ برس کا تھا۔ تب سے اسے دیکھ رہا ہوں۔ یہ شروع سے بینک کا ایک معمولی ملازم تھا۔ ایک بار ماں کی بیماری میں ہمارا مکان فروخت ہوگیا۔ اگر یہ خاندانی رئیس ہوتا تو کیا مکان فروخت ہوتا اور کیا اس کی سگی بیٹی فہمی کی تعلیم ادھوری رہ جاتی۔"

"اس نے جان بوجھ کر فہمی کی تعلیم ادھوری رہنے دی۔ اب وہ لندن میں تعلیم مکمل کر رہی ہے۔ یہ بڈھا بڑا مکار ہے۔ کل اس نے کتنی مکاری سے ہمیں بے وقوف بنایا تھا۔"

"ٹھیک ہے کہ یہ مکار ہے مگر خاندانی رئیس نہیں ہے۔ ذرا اپنے حالات پر غور کرو۔ جب سے ہم نے اس بدمعاش کا پیچھا کراچی سے کیا ہے' تب سے ہم بدنصیب ہوتے جا رہے ہیں اور یہ بڈھا خوش نصیب بنتا جا رہا ہے اور ایک بات سمجھ میں آرہی ہے۔"

روزی نے پوچھا "وہ کیا؟"

"اس بڈھے کی بیٹی فہمی نے اس بدمعاش کو پھانس لیا ہے اور اس بدمعاش نے تمہارے پچیس لاکھ اور ایک کروڑ روپے فہمی کو دیئے۔ اسی رقم سے یہ خاندانی رئیس بن رہا ہے۔"

"لیکن بھائی! وہ ایک کروڑ روپے تو اس بوڑھے نے ہوٹل میں منگوائے تھے۔"

"سب ڈراما تھا۔ اسی بدمعاش نے ایک کروڑ روپے کے بہانے بریف کیس میں بم رکھا۔ ایک بریف کیس میرے ہاتھوں میں پہنچایا۔ دوسرا تمہیں دکھا کر اپنی کوٹھی تک لے گیا۔ وہاں تمہارا جو حشر ہوا' اسے نہ بھولو۔"

"اس کا مطلب ہے' ہمارا سوتیلا باپ اپنی بیٹی کے کاندھے پر بندوق رکھ کر ہمیں نشانہ بنا رہا ہے۔"

وہ مٹھیاں بھینچ کر بولی "اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ وہ میرے مقابلے میں فہمی سے عشق کر رہا ہے اور فہمی کے مقابلے میں مجھے ذلیل کر رہا ہے۔ میں اس کمینی کے منہ پر تیزاب پھینک دوں گی۔"

"میرا مشورہ ہے' غصہ برداشت کرو۔ یہ سوچو کہ جو دولت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی تھی' وہ زیادہ دور نہیں گئی ہے۔ ہمارے سوتیلے باپ کے پاس ہے۔ ہم اس سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگ کر اس کے فرماں بردار بن کر اس کے قریب رہ سکتے ہیں۔ پھر قریب رہ کر اس کی دولت پر ہاتھ صاف کرنے کے بہت سے مواقع ملیں گے۔"

وہ سر جھکا کر سنجیدگی سے سوچنے لگی پھر بولی "بھائی تم اس بدمعاش کو بھول رہے ہو۔ وہ ہمارے سوتیلے باپ کے ساتھ رہتا ہوگا۔ اگر ہم سوتیلے باپ کے ساتھ رہیں گے تو وہ ہمارے سروں پر مسلط رہے گا۔ جب بھی ہم کامیابی حاصل کرنے لگیں گے' وہ پہلے کی طرح ہماری کوششوں پر پانی پھیر دیا کرے گا۔"

"تم ایک پہلو دیکھ رہی ہو۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ وہ بدمعاش بھی میرے قریب رہے گا اور تم نے میری جسمانی قوت دیکھی ہے۔ میں کسی وقت بھی اس کی گردن دبوچ لوں گا تو وہ نکل نہیں پائے گا۔ میرے شکنجے میں ہی دم توڑ دے گا۔"

"ہوں۔ اب تو میری پہلی اور آخری خواہش یہی ہے کہ وہ مر جائے۔ کسی طرح بھی مر جائے۔ اس کی موت کے بعد ہی ہم اپنے سوتیلے باپ کو کنگال بنا سکیں گے۔ میں ابھی اس بوڑھے کے پاس جاؤں گی۔"

"مجھے بھی ساتھ چلنا چاہیے لیکن یہ کالا منہ لے کر کیسے جاؤں؟"

"میں بھی منہ چھپا کر جاؤں گی۔ ہمارے جاننے والوں میں کتنے ہی لوگوں نے میری تصویر اخبارات میں دیکھی ہوگی۔ میں چادر اوڑھ کر جاؤں گی اور کسی دکان سے برقع خرید لوں گی۔ اس بوڑھے سے معافی مانگنے کے بعد اسے راضی کر کے تمہیں بلاؤں گی۔ تم رات کے اندھیرے میں چھپ کر چلے آنا۔"

روزی کے ذہن میں یہ بات آسکتی تھی کہ علی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ ابھی اس کے دماغ میں آیا تھا لیکن علی نے اسے یہ بات یاد نہیں آنے دی۔ دماغ میں آنے والی خیال خوانی کی لہروں کو بھلا دیا۔

اس وقت علی اپنی کار کی اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ روزی کے دماغ سے واپس آکر آس پاس دیکھنے لگا۔ ایک طرف اسنیک بار تھا اور دوسری طرف فٹ پاتھ۔ اس فٹ پاتھ پر ایک نوجوان نظر آیا۔ وہ سادہ سی شلوار قمیص میں تھا۔ سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے حلیے سے ظاہر تھا کہ وہ بے روزگار ہے۔ بے روزگاری اور بدحالی کے باوجود اس کے چہرے سے ایک عزم جھلک رہا تھا۔

وہ لکھ رہا تھا "لوگو! روزِ ازل سے برے لوگوں کا احتساب ہوتا رہا ہے۔ کیا برے اچھے ہو جاتے ہیں؟ کیا وطنِ عزیز میں جو کالے ہیں وہ گورے ہو سکتے ہیں؟"

فٹ پاتھ پر راہ گیر رک کر اس کی تحریر پڑھنے لگے۔ وہ اکڑوں بیٹھا پیچھے ہٹتا جا رہا تھا اور لکھتا جا رہا تھا "اے لوگو! احتساب اپنا کرو۔ آئینے کے سامنے اپنا گریبان پکڑ کر پوچھو' تم نے بار بار جنہیں اپنا بنا کر سر پر بٹھایا' کیا انہوں نے تمہاری ماں بہنوں کے سروں پر آنچل رہنے دیا؟ اگر نہیں تو تم کیا سوچ کر انہیں بار بار اپنے سروں پر بٹھاتے ہو؟

"غلطی تم کرتے ہو اور غلط سر پر بیٹھنے والوں کو کہتے ہو۔

"ملک حکمرانوں سے قائم نہیں رہتا' ملک ایک ووٹر سے قائم رہتا ہے۔

"ایک ووٹ ایک چابی۔ ملک کی گاڑی اسی چابی سے چلتی ہے۔

"اور تم اپنی چابی ایسے ایسے ڈرائیوروں کو دیتے ہو' جو ہمیشہ جھٹکے دے دے کر چلاتے ہیں اور حادثات کو اپنا معمول بنا لیتے ہیں۔

"کیا تمہیں نئی قیادت نہیں ملتی؟ اگر نہیں' تو تمہارے پاس آنکھیں ہیں' بصارت نہیں ہے۔ تمہارے پاس ذہن ہے' بصیرت نہیں ہے۔"

علی نے نوجوان کے قریب آکر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر کہا "ہیلو۔"

اس نے سر اٹھا کر دیکھا پھر کھڑا ہو گیا۔ اپنے ہاتھ کو قمیص کے دامن سے پونچھ کر مصافحہ کرتے ہوئے بولا "ہیلو' میرا نام بصارت علی ہے۔"

علی نے کہا "میرا نام علی تیمور ہے۔ مجھے تمہاری اس تحریر کے پیچھے پاکستان کے پچھلے اُنچاس برسوں کا کرب چھپا ہوا نظر آرہا ہے۔ کیا کرتے ہو؟"

وہ اپنی تحریر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا "میں یہ کام کررہا ہوں پھر بھی تم پوچھ رہے ہو' کیا کرتا ہوں؟ کیا یہ کام کچھ کم ہے یا اتنا چھوٹا ہے کہ نظر نہیں آتا؟"

"یہ بہت بڑا کام ہے۔ نظر بھی آتا ہے اور دل و دماغ پر اثر بھی کرتا ہے لیکن اس کے علاوہ بھوک مٹانے' صاف ستھرے کپڑے پہننے اور چار دیواری میں رہنے کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔ آج تمہیں روٹی نہیں ملے گی تو کل تم ہدایت دینے کے لیے فٹ پاتھ پر زندہ نہیں ملو گے۔"

اس وقت تک فٹ پاتھ پر خاصا مجمع لگ گیا تھا۔ کہیں سے فوٹو گرافر اور پریس والے بھی آگئے تھے۔ فٹ پاتھ پر جو تحریر تھی' اسے کیمروں میں محفوظ کیا جارہا تھا۔ ایک رپورٹر نے پوچھا "مسٹر بصارت علی! آپ ان صاحب کے سوال کا جواب دیں' آپ کا ذریعۂ معاش کیا ہے؟"

بصارت علی نے مجمع دیکھتے ہوئے کہا "میں کل تک خاندانی رئیس زادہ تھا لیکن میں نے اپنی کوٹھی اور خاندان والوں کو چھوڑ دیا ہے۔ میرے والد چودھری بشارت علی ایک معروف سیاسی راہنما ہیں لیکن میں اپنے راہنما باپ کے خلاف ہوں کیوں کہ وہ کرپٹ سیاست داں ہے۔ میں سرکاری سطح پر احتساب کرنے والوں کو اپنے باپ کے خلاف چند اہم ثبوت دینے والا ہوں۔ اپنے عمل سے پاکستانی عوام کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اپنا باپ بھی داغ دار ہو تو اسے اسمبلیوں تک نہ پہنچنے دو۔ اسے احتساب کی سولی پر چڑھا دو۔"

ایک بڑی سی وین قریب آکر رکی۔ اس میں سے چار گن مین باہر نکلے پھر بھیڑ کو چیرتے ہوئے بصارت علی کے آس پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ ایک نے کہا "چھوٹے صاحب! چودھری صاحب نے آپ کو گھر واپس آنے کا حکم دیا ہے۔"

بصارت علی نے قہقہہ لگا کر کہا "میرے ابّا نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ میں محتسب کے سامنے ان کے کرپشن کے ثبوت ضرور پیش کروں گا۔ وہ میری حب الوطنی کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لیے میرا منہ بند کرنے کے لیے اپنے ان حواریوں کو بھیجا ہے۔"

پھر اس نے مسلح حواریوں سے کہا "جاؤ اپنے چودھری صاحب سے کہہ دو' میں صراطِ مستقیم سے واپس نہیں آؤں گا۔"

ایک حواری نے کہا "چودھری صاحب کا حکم ہے کہ ہم آپ کو زبردستی لے جائیں۔ بہتر ہے آپ ہمیں زبردستی پر مجبور نہ کریں۔"

"کیا تم اپنے ہتھیاروں سے خوف زدہ کر کے مجھے لے جانا چاہتے ہو؟ چلاؤ گولی' میرا سینہ حاضر ہے لیکن میں واپس نہیں جاؤں گا۔"

دو حواریوں نے اسے پکڑ لیا۔ وہ ان سے لڑنے لگا۔ کچھ لوگ بھاگنے لگے' کچھ بصارت کی حمایت میں حواریوں سے الجھنے لگے۔ ایسے مناظر کی تصاویر اتاری جارہی تھیں۔ آخر لوگوں نے ان حواریوں کو واپس جانے پر مجبور کردیا اور بصارت علی زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔

علی اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا اور بصارت کے اندر پہنچ کر اس کی پوری ہسٹری معلوم کرنے لگا۔

ہسٹری یہ تھی کہ چودھری بشارت علی کے دو بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام بصیرت علی اور چھوٹے بیٹے کا نام بصارت علی تھا۔ بصیرت علی ایک ذہین' سچا اور صاف گو جوان تھا۔ وہ کامیاب ہو کر صوبائی اسمبلی میں گیا تھا اور چودھری بشارت علی قومی اسمبلی تک پہنچا تھا۔ چودھری نے اپنی کامیابی سے ناجائز فائدے اٹھائے تھے۔ کرپشن کے ذریعے خوب مال کمایا تھا اور چاہتا تھا کہ بڑا بیٹا بصیرت بھی پانچ برسوں میں قومی خزانے کو خوب لوٹتا رہے لیکن بصیرت صاف ستھری سیاست کا قائل تھا۔ اس نے باپ سے اختلاف ہونے دیا لیکن ان دونوں کا تقدس قائم رکھا' جو اسے عوام سے ملے تھے۔

احتساب کا عمل شروع ہوا تو بصیرت ان چند سیاست دانوں میں سے ایک تھا' جن کے دامن داغ دار نہیں تھے۔ اس کے برعکس یہ طے پاگیا تھا کہ چودھری بشارت علی کو آئندہ الیکشن کے لیے نااہل قرار دیا جائے گا۔

چودھری اپنے علاقے سے کسی دوسرے امیدوار کو کامیاب ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے فیصلہ کیا کہ اپنے چھوٹے بیٹے بصارت علی کو آئندہ قومی اسمبلی میں پہنچائے گا۔

بصارت علی باپ کی طرح جھوٹا اور فریبی تھا۔ مخالف پارٹی کے امیدوار کے مقابلے میں کامیاب ہونے کے لیے پہلے ووٹروں کا دل جیتنا لازمی تھا۔ اس علاقے کے لوگ بصیرت کی اس بات کی تعریفیں کرتے تھے کہ اس نے ایک صاف ستھری سیاست کی خاطر اپنے باپ سے مخالفت مول لی ہے اور اسی بات کی سو فیصد امید تھی کہ وہاں کے ووٹرز بصیرت کو ووٹ دے کر قومی اسمبلی میں پہنچائیں گے۔

چودھری نے چھوٹے بیٹے بصارت کو سمجھایا "تم بھی میری مخالفت کرو اور عوام کا دل جیتنے کی کوشش کرو۔ میں الیکشن میں حصہ نہ لے سکا تو تم حصہ لو گے اور ضرور کامیاب رہو گے۔

مال روڈ کے فٹ پاتھ پر بصارت نے جو تماشا کیا تھا' وہ آئندہ الیکشن میں حصہ لینے کی ابتدائی چال تھی۔ فوٹو گرافروں اور اخباری رپورٹروں کو وہاں پہنچایا گیا تھا۔ اس مجمع میں کرائے کے نعرے لگانے والے موجود تھے۔ اب دوسری صبح اخبارات میں تصاویر کے ساتھ یہ خبر شائع ہونے والی تھی کہ چودھری بصارت علی کرپشن سے پاک صاف ستھری سیاست کی خاطر اپنے باپ بشارت علی کے خلاف محاذ بنا چکا ہے اور بے چارے ووٹرز اس فریب میں آنے والے تھے۔

یہ ڈراما پلے کرنے کے بعد بصارت نے اپنے بڑے بھائی بصیرت کو فون کیا پھر کہا "بھائی جان! کل کے اخبارات آپ کو چونکا دیں گے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں سیاست میں قدم رکھتے ہی کتنی زبردست کامیابی حاصل کرنے والا ہوں۔"

بصیرت نے کہا "تم ابا کے مشوروں پر چل رہے ہو۔ میں پھر مشورہ دیتا ہوں' اپنی ذہانت اور شرافت سے سیاست کرو۔ تم پر میری پاک وطن کی مٹی کا قرض ہے۔ یہ قرض ادا کرو۔"

بات وہی تھی کہ برے کو اچھا اور کالے کو گورا نہیں بنایا جاسکتا۔ بصارت اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلنے والا تھا۔ علی کار ڈرائیو کرتا ہوا بصیرت کی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ بصیرت نے کہا "میں کسی اجنبی سے نہیں ملتا کیوں کہ میرے ابا کسی کے بھی ذریعے میرے خلاف کوئی چال چل سکتے ہیں۔ بصارت کو میری جگہ لانے کے لیے مجھے اغوا بھی کراسکتے ہیں اور شاید قتل بھی کرادیں۔ سیاست میں جو ہو جائے' وہ کم ہے۔"

علی نے کہا "میں تمہارے حالات جانتا ہوں۔ تم مجھ سے ابھی ملنا نہیں چاہتے تھے لیکن میں نے تمہیں مجبور کردیا۔"

"تم نے مجبور کیا ہے؟"

"ہاں۔ میں جو چاہتا ہوں' وہی ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں' ابھی تم اپنا سر کھجاؤ۔"

وہ بولا "میں ایسا نہیں کروں گا۔"

لیکن وہ دوسرے ہی لمحے میں سر کھجانے لگا پھر اس نے چونک کر اپنا ہاتھ سر سے ہٹالیا۔ علی نے کہا "اب تم ایک تالی بجاؤ گے۔"

اس بار اس نے پختہ ارادہ کیا کہ علی کی خواہش پوری نہیں کرے گا مگر وہ بے اختیار تالی بجا کر شدید حیرانی سے بولا "کیا تم جادو کررہے ہو؟"

"نہیں۔ یہ ٹیلی پیتھی ہے۔ میرا نام علی تیمور ہے اور میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہوں۔"

بصیرت نے چونک کر پوچھا "فرہاد؟ کیا وہی فرہاد علی تیمور صاحب جو بابا صاحب کے ادارے میں رہتے ہیں؟"

"ہاں۔ تمہاری بات سے ظاہر ہورہا ہے کہ تم صرف میرے والد سے ہی نہیں' بابا صاحب کے ادارے سے بھی واقف ہو۔"

وہ خوشی سے اٹھ کر دوبارہ مصافحہ کرتے ہوئے بولا "میں نے کالج لائف میں آپ لوگوں کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ فرہاد صاحب کے بیٹے کا ہاتھ میرے ہاتھوں میں ہے۔"

"یقین آجائے گا۔ کیا تم بابا صاحب کے ادارے میں جا کر جناب علی اسد اللہ تبریزی سے ملاقات کرو گے؟"

"آپ... آپ کیا فرما رہے ہیں؟ یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ ایسا کون مسلمان ہے جو بابا صاحب کے ادارے میں جانا نہیں چاہے گا۔ میں جناب تبریزی کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا چاہوں گا۔"

"پاکستان کا سیاسی قبلہ درست کرنے کے لیے تمہارے جیسے جوانوں کی وہاں تربیت ضروری ہے۔ تربیت کے دوران تمہیں ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا جائے گا۔ تم سفر کی تیاری کرو۔"

○☆○

اسرائیلی حکام نے منکی ماسٹر کو اپنے ملک میں دس کلو میٹر زمین دے کر امن اور سلامتی کی ضمانت حاصل کرلی تھی اور اب دس کلو میٹر کے رقبے میں بندروں کی نئی بستی بسانے کے لیے زور شور سے کام شروع ہو چکا تھا۔

جب تک اس بستی میں مکانات تعمیر نہ ہوتے اور وہاں جب تک ضروریاتِ زندگی کی تمام چیزیں پہنچائی نہ جاتیں تب تک منکی

من وہاں نہیں رہ سکتے تھے۔ منکی ماسٹر تقریباً چار ہزار منکی مین کے ساتھ تل ابیب اور اس سے ملحقہ شہر جافا اور حیفہ میں قیام کر رہا تھا۔

ادھر منکی برادر اپنے جان نثاروں کے ساتھ میامی سے ہجرت کر کے دوسرے ساحلی شہر بالٹی مور چلا گیا تھا۔ منکی ماسٹر نے ایک جاسوس کے ذریعے بھائی کو پیغام بھیجا کہ اپنی منکی فوج کے لیے ایک نیا شہر وجود میں آ رہا ہے۔

منکی برادر پیغام ملتے ہی بالٹی مور سے تل ابیب پہنچ گیا۔ ماسٹر نے کہا "دیکھو برادر! دوسرے کہتے ہیں 'موت سے بچ کر رہو۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں' الپا سے بچ کر رہو۔ وہ بہت خطرناک عورت ہے۔"

وہ بولا "میں الپا کو بہت چاہتا تھا لیکن اس کی خود غرضی اور مکاری سے مجھے نفرت ہو گئی ہے۔"

"شاباش' اس سے نفرت کرو اور کسی ایسی کو پسند کرو' جو کبھی دھوکا نہ دے سکے۔ کسی کو یہ نہ بتاؤ کہ تم منکی برادر ہو۔ الپا کو معلوم ہو گا کہ تم یہاں واپس آئے ہو تو وہ ٹریپ کرنے کے لیے تمہارے پیچھے پڑ جائے گی۔"

منکی برادر بڑا سعادت مند تھا۔ اپنے بڑے بھائی منکی ماسٹر کی ہدایات پر عمل کرتا تھا۔ اس نے خود کو منکی برادر کہنا چھوڑ دیا۔ الپا کے علاوہ وہاں کے چند اکابرین اسے جانتے تھے ورنہ دیکھنے میں وہ ایک عام سا منکی مین تھا۔

وہ شام کو ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں اپنے لیے ایک عورت پسند کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔ ایسے ہی وقت ایک حسینہ نے اسے پسند کر لیا۔ وہ جے مورگن کی بن بن کر رہنے والی لکشمی عرف لکی تھی۔ لکی کے ساتھ اعلیٰ بی بی (ثانی) تھی۔ اسے سمجھا دیا گیا تھا کہ وہ لکی کے ساتھ رہ کر کس طرح بندروں کو ٹریپ کرے گی۔

اسے سب سے پہلے باربرا نے دیکھا تھا۔ وہ اور پارس ایک بار منکی برادر کو الپا سے نجات دلا چکے تھے اس لیے پہچانتے تھے۔ باربرا نے لکی کو اس کے سامنے پہنچا دیا۔ وہ ہنومان کی پوجا کرتی تھی۔ منکی برادر کو دیکھتے ہی دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے جھک گئی۔ اس کے قدموں پر سر رکھ دیا۔

منکی برادر نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ وہ بہت حسین تھی۔ اسے پسند بھی آئی تھی لیکن اس کی حرکت سمجھ میں نہیں آئی۔ اس نے پوچھا "یہ ابھی تم کیا کر رہی تھیں؟"

لکی نے کہا "میں آپ کی پوجا کرتی ہوں۔ آپ میرے بھگوان ہیں۔"

"یہ کیا ہوتا ہے؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "تم ہمارے گھر چلو۔ ہم تمہیں سمجھائیں گے۔"

وہ تینوں ایک چھوٹے سے بنگلے میں آئے۔ وہاں باربرا اور پارس موجود تھے مگر نادیدہ تھے۔ لکی نے ایک وڈیو کیسٹ وی سی آر میں رکھ کر اسے اور ٹی وی کو آن کیا۔ اسکرین پر ہنومان کی مورتی نظر آئی۔ ہندوستان کا منظر تھا۔ عورتیں اور مرد ہنومان کی پوجا کر رہے تھے۔ لکی منکی برادر کو سمجھانے لگی کہ اس کے ملک میں بندروں کی بہت عزت کی جاتی ہے اور اس طرح پوجا کی جاتی ہے' جس طرح اسکرین پر دکھائی دے رہا ہے۔

منکی برادر نے پوچھا "یہ کون سا ملک ہے؟ بہت خوب صورت ہے۔"

"یہ انڈیا ہے۔ کیا وہاں چلو گے؟"

"اپنے بھائی سے پوچھوں گا۔"

"پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آج جائیں گے۔ کل واپس آجائیں گے۔"

"ہاں مگر میں بھائی سے اجازت لئے بغیر نہیں جاؤں گا۔"

اسی وقت پارس نے اس کی گردن پر کراٹے کا ایک ہاتھ رسید کیا۔ منکی برادر کے منہ سے گولی نکل کر فرش پر گر گئی۔ وہ بھی صوفے پر سے اوندھے منہ فرش پر آیا۔ پارس نے اس کے سر کے پیچھے سے برین گارڈ نوچ کر الگ کر دیا۔

اس بے چارے کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔ اعلیٰ بی بی نے فرش پر گری ہوئی گولی کو اٹھا کر کھڑکی کے باہر پھینک دیا تھا۔ منکی برادر نے پارس کو دیکھ کر کہا "تم تو وہی ہو۔ ایک بار پہلے بھی میری گردن پر ہاتھ مار کر میرے منہ سے گولی نکالی تھی۔"

"تمہارے مقدر میں یہی ہے۔ تم اب اسی صوفے پر لیٹ جاؤ۔"

وہ دوسری گولی نکال کر منہ میں ڈالنا چاہتا تھا پھر ایک دم سے چیخ مار کر تڑپنے لگا۔ دماغ میں زلزلہ پیدا ہوا تھا۔ وہ نڈھال سا ہو کر فرش پر پڑا رہ گیا۔

اب اس پر تنویمی عمل ہونے والا تھا۔

اس کے بعد وہ اعلیٰ بی بی کے اشاروں پر ناچنے والا تھا اور اعلیٰ بی بی اسے ہندوستان لے جانے والی تھی۔

دیوی کے دیس کے لیے ایک نایاب تحفہ۔ اس دیس کے لوگ سری رام جی کے سیوک ہنومان کے درشن کرنے والے تھے۔ پتھر کی مورتی کو چھوڑ کر جیتے جاگتے ہنومان کی پوجا کرنے والے تھے۔

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات پینتیسویں (35) حصے میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ 15 ستمبر 1997 کو شائع ہو گا